بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدۂ گلزار سخندانی ثمر نورسیدۂ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل بحوبۂ سحر بابل ملک خوبی کا اخر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال شیریں نثار رنگین مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین خان عرف مرزا متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن خوبی چھپا

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اُردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اُسی درجہ و مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

نام کتاب	قیمت
قصہ جات نظم	
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل موجود هین هین - از منشی طوطا رام شایان - کامل	[illegible]
ایضاً جلد اول - از منشی طوطا رام شایان	۱۲ر
ایضاً - جلد دوم 〃 〃	۱۰ر
ایضاً - جلد سوم 〃 〃	۶ر
ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال	۱۳ر
قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابوالفضل فیضی نے شہنشاہ اکبر کے وقت مین تصنیف کیا اور آٹھ دفترون مین ہے اور اسکے نامون کی تفریح حسب مندرجہ ذیل ہے	
نوشیروان نامہ جلد اول	عا ر پ
〃 جلد دوم	عا ر
ہرمز نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ
ہنومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	[illegible]
کوچک باختر	عا ر

نام کتاب	قیمت
بالا باختر	عا ر
ایرج نامہ جلد اول	عا ر
〃 جلد دوم	عا ر
طلسم ہوش ربا جلد اول	عا ر
〃 جلد دوم	عا ر
〃 جلد سوم	عا ر
〃 جلد چہارم	سے ر
〃 جلد پنجم کا حصہ اول	عا ر
〃 〃 حصہ دوم	عا ر
〃 جلد ششم	سے ر
〃 جلد ہفتم	سے ر
بقیہ طلسم ہوش ربا حصہ اول	۱۲ر عہ پ
〃 حصہ دوم	عا ر
صندلی نامہ دفتر ششم	عا ر پ
تورج نامہ جلد اول - دفتر ہفتم۔	سے ر
〃 جلد دوم	صہ ر پ
طلسم فتنہ نور افشان جلد اول دوم وسوم کامل	للعہ ر

بنوع صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

گل نودمیدہ گلزار سخندانی ثمر نو رسیدہ شاخسار سحر بیانی نشتر رگ دل نمونہ سحر بابل فلک خوبی کا اختر

موسوم بہ

طلسم ہفت پیکر

جلد دوم

مصنفہ شاعر نازک خیال تبار شیریں مقال مداح رسول الثقلین منشی احمد حسین مخزن علم و ہنر متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں حسن خوبی چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خالق یکتا ۔۔۔ دنیا کیا رحیم و کریم ہی حقیقت مین وہ سمیع و علیم ہی کیا کار ساز
۔۔ یار ہی ہر طرح کے طریقے مین راز و نیاز ہی کس لطف سے شکم انسان مین قطرۂ نجس سے
نطفہ قائم ہوتا ہی اول مُضغہ بنایا پیر ترکیب سے اعضا قرار دیے نو مہینے شکم مادر مین رکھا
بعد نو مہینے کے حکم حاکم حقیقی صادر ہوا کہ اب قید تاریکی سے باہر آ اور ساکنان دنیا کو صورت
دکھا فوراً لڑکا زمین پر پیدا ہوا جدائی ندیمان عالم ازل سے پیدا ہوتے ہی روتا ہی بروقت
آنے کے پروردگار نے عہد لیا کہ دنیا مین جاکر ہماری عبادت کرنا دام مکر ابلیس مین
نہ پھنسنا یہان آغوش مادر مین شیر پی کر پرورش پاتے ہین آخر جب ہوشیار ہوے طور زمانہ
دیکھا اپنے بیگانے کو پہچانا اور حیرت بڑھی اب یہ فکر بڑی فرد ۔ تہمت چند اپنے ذمے دہر چلے
کسلیے آئے تھے اور کیا کر چلے ۔ دنیا کے جھگڑون مین پھنسے انجام و آرام عدم کے کچھ سامان نکیے
ہر وقت یہی فکر ہی ہر گھڑی یہی ذکر ہی کہ کسی طور سے چار پیسے پیدا کیجیے طریقۂ نیک و بد کو بھولے
گلزار دنیا کو دیکھکر بھولے اب نازنینان مہ جبین سے ہم بستری سامان عیش و آرام میسر
ہوے زہے کریمی و خے رحیمی ہر شخص اپنے اپنے طور پر اپنی ہی فکر مین ہی ہر شخص فن
اپنی حقیقت کے کام کرتا ہی انجام کو اُسکے پروردگار دیکھتا ہی جن و انس مور و مار طائران
ہوا و درندگان صحرا اپنے اپنے کام پر مامور ہین ہر ایک کا کام پروردگار بناتا ہی ہر ایک کے

ساتھ نیکی ماں باپ سے زیادہ فرماتا ہی سب پر پروردگار مہربان ہی جس کام کو جو کوئی کرتا ہی
بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہی اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندے کی طرف سے
نگاہ پھیر لے تو انسان گھٹ گھٹ کر مر سے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس و ناکس کا
وہ نگہبان ہی اپنے بندون پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی صفت رب اکبر لکھنا نہایت
دشوار ہی وہ ہمارا پروردگار ہی۔

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف بالانصاف جناب اشرف انبیا مثل حمد خدا مشکل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جسنے ضلالت کو
کفر و شرک کی نور اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا جسقدر حضرت نے اسکو
سمجھایا اُسی قدر کفر اُسکا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا ستانے پر ختم رسل کے
مرتا تھا ایک روز حضرت زیر کوہ حرا تشریف رکھتے تھے یہ بیحیا حضرت کی نگاہ بچا کر پہاڑ پر
آیا کئی من کا پتھر پہاڑ سے اُس سنگ دل نے لیا اور تاک کر حضرت کے سر انور پر پھینکا جب
دیکھا کہ پتھر قریب سر انور پہونچ چکا تب اس مردود ازلی نے آواز دی کہ اے محمدؐ اب تو بچو اسی
پتھر کے نیچے دب جاؤ گے حضرت نے جو پتھر کو آتے ہوے دیکھا بہ نرم زبانی آواز دی کہ
اے پتھر تجکو اس خدا نے بنایا کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی مجکو محفوظ رکھ وہ پتھر
ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی او جہل مُرکب مین تیرے اوپر گرون تیری
استخوان توڑون ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمدؐ مجھے بچاؤ حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر
ابو جہل سے الگ گرا وہ خانۂ کعبہ مین آکر کہنے لگا یارو محمدؐ سحر مین کامل و اکمل ایسا ساحر
ہی کہ مین نے پتھر اُسپر پھینکا وہ پتھر اُلٹا مجپر آیا معجزات حضرت گنتی سے باہر ہین پروردگار
اُنکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا ہماری تحریر و تقریر اس لائق
نہین ہی کہ اُنکے اوصاف بیان کرین درود نا محدود اُنکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجا ہی
کافی ہی کہ فیض و سخا مین یکتا و کامل ہین حبیب خدا سے عادل ہین

منقبت جناب حیدر صفدر قاتل عمرو و عنتر شیر بیشۂ داور کنندۂ در خیبر زوج زہرا اطہر

سبحان اللہ جیسا نبی برحق ویسا ہی وصی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضےٰ پردۂ دنیا مین نہوتی

جناب سیدہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے
بکراہت منھ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبرؐ ہو ہر امر اُسکا موقوف بحکم رب داور
ہو ایک دن امین وحی سبحان الذی اسریٰ و مرحلہ پیماے منہاج قاب قوسین او ادنےٰ
حبیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشۂ خلوت مین جلوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک
بصورت عجیب و غریب سامنے آیا درود و سلام نبی برحق پر بجالایا دست بستہ عرض کی کہ
نور کو ساتھ نور کے تزویج فرمایئے حضرت نے فرمایا کسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ زہرا کو ساتھ
علی مرتضےٰ کے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونون شانون کے اُس ملک کے ایک
نوشتہ پایا اُسکو پڑھا لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولیّ اللہ وصیّ رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ اے ملک یہ نوشتہ کب سے تیرے دونون شانون پر ثبت ہو ملک نے
عرض کی کہ چوبیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجکو مع اس کتبہ کے پیدا فرمایا ہو ایس
حقیر مصنف نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہو کہ ملک نے حضرت رسولخدا کے

سامنے بزبان حال کہا قطعہ	ستر عقد پسر عم تو با خیر النسا	در شب جمعہ باصحابہ جو یدا گر
زہرہ در خانۂ ہر کس زچرخ نزدیکی	صاحبش مشتری زہرہ زبر اگرد	مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو ستارہ

زہرہ آسمان سے اُتریگا جسکے کوٹھے پر آکے چمکے اُسکے ساتھ شادی جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا

علیہا السلام کی ہوگی۔ رباعی	اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کی دانم	الا دانم کہ مثل او ممکن نیست	یہ چند اشعار ذات بابرکات

پر مناسب وانسب ہین۔ قصیدہ

قبل خلقت ہو بناے قصرِ شانِ بوترابؑ	خاک آدم ہو غبار آستانِ بوترابؑ
لامکان سے کیون نہ برتر ہو مکان بوترابؑ	دوش ختم المرسلین ہو نردبانِ بوترابؑ
کان رکھکر خانۂ حق مین اگر کوئی سُنے	اب تلک آتی ہو آوازِ اذانِ بوترابؑ
لب تلک جو بات آئی دفعتہ وہ ہوگئی	ہو زبان خامۂ قدرت زبانِ بوترابؑ
جسکو لاغر جسم کو مشقِ ریاضت سے کیا	پوست باقی رہگیا یا استخوانِ بوترابؑ
دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے اُنھین	کر لیا سو طرح جب امتحانِ بوترابؑ

سال بھر مین تیس دن ہی خلق مہمان خدا — بعد ازین گیارہ مہینے میہمان بوترابؑ
کوئی شو گھر مین نہین ہی دزد لیجائیگا کیا — پانون کو پھیلا کے سوئے پاسبان بوترابؑ
کیون نہو ہر ضرب بہتر طاعت کونین سے — مدح خوان احمدؐ خدا ہی قدردان بوترابؑ
پوست کندہ عظمک عظمی سے یہ ظاہر ہوا — استخوان مصطفےٰ ہین استخوان بوترابؑ
کوئی نعمت تھی سوائے جو نہ مولا کی غذا — سنگ سوزان پر ہوا سہل امتحان بوترابؑ
فرش پر ہر چند ہی وہ صاحب سیف و قلم — عرش اعلےٰ ہی سریر عز و شان بوترابؑ
واقف سر سلونی واقف امر خفی — ہین پیمبر واقف راز نہان بوترابؑ
ایک ہین باقی فقط ہی پردہ پیغمبری — درمیان مصطفےٰ و درمیان بوترابؑ
دیکھکر سبطین کو طفلی مین کہتے تھے ملک — ہین یہ دونون طفل فخر خاندان بوترابؑ
مرتبہ کیا کوئی جانے شبرؑ و شبیرؑ کا — ایک جان فاطمہؑ ہی ایک جان بوترابؑ
یہ غزل مٹی سے لکھدینا کفن پر بعد مرگ — پاس کچھ تو ہو قیامت مین نشان بوترابؑ
نوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو اسیر — ہین یہ دونون زینہ ہائے نردبان بوترابؑ

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہی کہ انکی اولاد اولاد رسول مختار کہلائی جتنے فاطمی ہین سادات بزرگ کہلاتے ہین ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد کی عطا کی کہ تمام عالم مین سادات موجود ہین یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہین ہوا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان جانا نورالدہر و ایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہونچنا امیر کا عین جشن مین ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامہ مصنف

بلا ساقیا ساغر نشہ خیز — کہ پیر مغان کا ہو عزم گریز — مرے ساقی خوش ادا مہ لقا
کہ ہو آج بزم مسرت فزا — اُبلتی ہو شیشے کی صورت صدا — کہ ہی مجمع ساقی پارسا

ہر اک جام ہی جام جمشید کا
کہ جھپر غرور آنکے نالب ہوا
قدا : نہال گلستان حسن
ہر اک رند میکش کو پھر کدہوئی
قمر وصف عارض سے حیران کیا
بڑھاتے ہین لب جنگ پھر قدکا

ملے رند میکش کو اسکا مزا
رخش ماہ اوج جلالت نشان
زہے شوکت سرو بستان حسن
جو دیکھا جلال اُس مہ نور کا
زہے حسن ساقی مے نوش کا

ہین اک جام کا مجھسے طالب ہوا
لبش عیسی درد بیچارگان
اودلے جو ساقی کی آمد ہوئی
سمان بھر گیا آنکھ مین طور کا
امیر جہانگیر والا حشم

چہرہ غازیان غزوات جلالت نشان و مجاہدان جہاد شوکت و جلالت نشان اس داستان شوکت بیان کو اس طرح تحریر کرتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشانند این چنین + صاحبقران زمان مع فرزندان نامور و سرداران خوش سیر دربار مین رونق افروز ہین ذکر ہو رہے ہین امیر فرماتے ہین کہ اگر ہفت پیکر کا پتہ پاؤن تو مین جلکے اُسے قتل کرون غرضکہ ایک تاجر حاضر ہو کچھ زر مین خود لایا ہو سامنے امیر کے وہ اشیاء پیش کیے امیر نے وہ اشیاء دیکھکر کئی لاکھ روپیے کے خریدے شاہ سلیمان فارسی سے حکم دیا کہ اس تاجر کا روپیہ ابھی دیدو شاہ سلیمان فارسی اُسی وقت تاجر کو ساتھ لیکر در خزانے پر آئے توڑے گنوا کر روپیہ اُسی وقت دیدیا تاجر یہ فیض و سخا دیکھکر مبہوت ہو گیا اپنے دل مین سمجھا تھا کہ کئی لاکھ روپیہ کا اسباب صاحبقران نے خریدا ہو مہینون مین یہ روپیہ ملیگا لیکن سبحان اللہ کیا رئیس جلیل ہین کہ زبان سے نکلتے ہی کئی لاکھ روپیہ یون فوراً مل گیا بیحد و بیپایان صاحبقران کی تعریفین کرنے لگا شاہ سلیمان سے کہا کہ مجکو ایک مرتبہ پھر سامنے صاحبقران کے لے چلو کہ ایسے بزرگون کی زیارت سے ثواب عظیم حاصل ہوتا ہی شاہ سلیمان تاجر کو لیکر سامنے صاحبقران کے آئے تاجر نے دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا خوشی مین گرد پھرنے لگا امیر نے فرمایا کہ کیون ای تاجر کیا کچھ اور مال باقی رہگیا ہی عرض کی کہ حضور بڑے بڑے شاہون کے دربار مین گیا اگر دس بیس ہزار کا خریدتے ہین صرف خزانچی وغیرہ لیا جاتا ہی مہینون مین روپیہ دیا جاتا ہی حضور کے یہان نہ صرف خزانہ مجسے لیا گیا اور فوراً روپیہ مل گیا ایک اور سردار کے دربار مین گیا تھا یا وہان یہ قاعدہ دیکھا یا حضور کے یہان اُنسے زیادہ طریقہ پایا صاحبقران نے فرمایا کہ دوسرے کون صاحب دیکھے

عرض کی یہان سے چالیس منزل پر صحرا آسے کیمیا ہے یار ہ تیرہ لاکھ فوج گویا دریا کی موج
ساحر بھی ہزارون ساتھ ہین ایک ایک انصاف پسند سُنتے تھے کہ شیر بکری ایک گھاٹ
پانی پیتے ہین اُس لشکر مین دیکھ لیا کہ معشوق عاشق پر ستم نہین کرتے آنکھ نہین چُراتے دزد
حنا کے سر دست ہاتھ باندھے جاتے ہین افسر کا لقب رستم پیلتن ہے حضور کی صورت سے
بہت ملتے ہین چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ غلام اُنکے لشکر مین کئی مہینے رہا کئی لاکھ روپے کا مال
بیچا اسیطرح روپیہ اُنھون نے بھی دیا جب تلک اُنکے لشکر مین رہا دونون وقت خوان کھانے
کے آتے تھے جب رخصت ہوا فرمایا کہ پھر کبھی ہمارے لشکر مین آنا امیر نے فرمایا کہ وہ ہمارے
فرزند دلبند ہین اب کس حال مین ہین تاجر نے بیان کیا کہ فتاحی طلسم ہفت پیکر کا ارادہ
کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر حاصل کیا اب صحراے
باد انگیز کا قصد ہے وہان سے لوح طلسمی کا پتہ ملیگا صاحبقران یہ حال سُنکر خوش ہو گئے
فرمایا کہ حقیقت مین وہ بہادر طلسم ہفت پیکر فتح کریگا کچھ خواجہ کا بھی حال سُنا تاجر نے
عرض کی خواجہ عمرو و برق ہمراہ لشکر ہین دو صحرا عیاری کرکے فتح کیے کہ جادوگرنیون کا
مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرا معمور تھے غیر ساحر کی کیا مجال کہ اُن جنگلون مین
قدم رکھتا اُن دونون جنگلون کو اُستاد و شاگرد نے مل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک
ساحرہ اُستاد و شاگرد کو دار پر کھینچتی تھی وقت پر جا کے رستم پہونچے اُنکے ساتھ کے ساحرون نے
خون کے دریا بہا دیے اب صحراے باد انگیز کا قصد ہے امیر نے لاکھ روپے کا موتیون کا مالا گلے
سے اُتار کر تاجر کو عنایت کیا فرمایا کہ دے تاجر تو نے وہ خوش خبری سُنائی کہ روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ یادگار تجھے دیتے ہین ہم بھی بر سر راہ ہین ورنہ تیری اور خدمت
کرتے دست چپی جھومنے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس توڑے
لا کر تاجر کو دیے ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا اُسنے پندرہ ہزار روپے لا کر تاجر کو دیے
تمام دست چپیون نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہے کوئی ضرورت پوچھتا ہے جمہور کہتے تھے
کہ دست چپیون کی تیغ مین یہ قوت ہے کہ جہان جاتے ہین خون کے دریا بہاتے ہین
اُس وقت خواجہ زادے بھی دربار مین حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اس وقت ملاحظہ کرین

کہ یہ رستم سے ہم لوگ کب ملین گے کب غنچہ آرزو کھلین گے خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرائے گرداب نشان کے جائینگے صحرائے گرداب نشان
فتح کرینگے اُسنے گویا عجائب وغرائب ہفت پیکر مثالے صحرائے گرداب نشان مین خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہی اُس خزانے مین بڑے بڑے تختہ جات ہین ایرج نے خلعت بھاری
منگواکر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ تو ارشاد فرمائیے کہ صحرائے گرداب نشان کس مقام پر
ہی خواجہ زادون نے کہا کہ یہان سے چالیس روز کا رستہ ہی سمت مشرق ایرج یہ سنکر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر با توقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے مین طرف صحرائے
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جاچکا اور دربار برخاست ہوا ایرج اپنی بارگاہ مین
آئے کہا کہ ای شاپور دادا جان نے اُس طلسم کی فتاحی پر ہاتھ ڈالا ہی کہ انسان کی مجال
نہین کہ ایسے راستون مین قدم رکھے دست جیبون کا یہی طریقہ ہی کہ جس ویرانے مین جائین
وہ ویرانہ آباد ہو رعایا وہان کی دلشاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہین اور
غیر ساحر بھی بیحد ہین مین جاکر صحرائے گرداب نشان کو فتح کرون مرکب ہمارا تیار کرو
شاپور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاپور البتہ ساتھ
ہو لیا اُسی شب تیرہ و تار مین طرف مشرق کے چلے قضائے کار شبرنگ بن عمرو عیار
عیار نورالدہر طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا شاپور اور ایرج کو جاتے ہوے دیکھا اُسی وقت
بھاگا ہوا خدمت نورالدہر مین آیا آکے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجزادہ طرف
صحرائے گرداب نشان کے گیا نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ اسپ پریوش
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جسطرح ایرج گئے ہین اُسی طرح ہم بھی
چلین ورنہ یہ تاجزادہ ایسا بلبلائیگا کہ بارگاہ مین بیٹھنا مشکل پڑیگا اُسی وقت شبرنگ
نے اسپ پریوش تیار کیا نورالدہر سوار ہوے طہماس پڑا ہوا سو رہا تھا کہ یہ دل و جان
سے شاہزادے پر عاشق ہی عالم خواب مین دیکھا کہ شاہزادہ کہین جاتا ہی گھبرا کے اُٹھا
آنکھین ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا پکار کر آواز دی کہ ای آقائے نامدار غلام قدیم کو ساتھ
نہ لیجیے گا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤن دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

بیٹھ گیا طہماس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کو
ساتھ لیجے نور الدہر ٹھہر گئے طہماس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نور الدہر کے ساتھ ہوئے
اول حال ایرج تحریر کرتا ہوں کہ ایرج گھوڑے کو ڈالے ہوئے جاتے ہیں اگر کوئی مقام
معقول پایا تھوڑی دیر ٹھہر گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتیں
گذریں کہ پشت مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ ہائے آب بھی جوش
مار رہے ہیں درختوں پر طائر زمزمہ سرائی میں معروف ہیں ایرج گھوڑے سے اتر پڑے
صحرا میں ٹہلنے لگے شاپور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاپور نے چھاگل
نکالی چشمے کی جانب چلا سامنے درۂ کوہ تھا اسمیں سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا ایرج نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پٹھے کو توڑ کر اس
پٹھے سے پار گذرا ایرج نے قرولی کمر سے نکالی کہ جھپٹ کر اسکو بہ قربانی پہونچاوں دور سے
شاپور نے دیکھا ایرج نے گھٹنہ سینے پر رکھا آہو کی آنکھیں بحسرت گردش کرتی ہیں کہ اُسنے منھ
کھول کر ایک چیخ ماری شاپور نے دیکھا یہ شیر دل گر کر بیہوش ہوا پاؤں زمین پر رگڑنے لگا
شاپور ہائے آقا کہکر دوڑا آہو پاؤں زمین پر رگڑنے لگا پاؤں سے اسکے غبار بلند ہوا غبار میں
شاہزادہ پوشیدہ ہوگیا جب شاپور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو ہے نہ وہاں پر ایرج نوجوان ہیں
شاپور بے اختیار رونے لگا ایک صدائے ہیبتناک کان میں آئی کہ او عیار مکار اپنی جان کو
غنیمت جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاپور یہ صدا سُنکر کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک غار میں جاکر چھپا شام کو کانپتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اُٹھاکے دیکھا کہ
پہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہے اور آواز گانے کی آتی ہے شاپور کوہ کی جانب چلا دور سے دیکھا
کہ گھاٹی پہ پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سر ہل رہا ہے مگر لٹھیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہے شاپور گھاٹی پر
کوشش کرکے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے پکار کر آواز دی کہ ارے آنے والے ادھر نہ آ
ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاپور نے قریب آکے سلام کیا ایک پتھر پر بیٹھ گیا کہا نانی اماں آپ نے
غلام کو نہیں پہچانا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے میں کیا جانوں کہ تو کون ہے مفت میں رشتہ
لگاتا ہے کوئی مکار معلوم ہوتا ہے شاپور نے کہا کہ نانی اماں آپ بھول گئیں جب ماں

میری مرگئی مین روتا تھا آپ نے مجکو مارا مین نکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی اُنھون نے اپنے گھر کا مالک کردیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہون مال تو لیکر رکھو میری شادی کرو گھر کی آبادی ہو مال کا نام شکر بڑھیا بلائین لینے لگی کہا بیٹا مین نے نہین پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے اسقدر روئی کہ بصارت مین فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکون کو کھلاؤگی تو روشنی آنکھون کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالا روپے نکالکر سامنے بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہوگئی کہا کہ ای فرزند اس دھوم سے تیری شادی کرون کہ سب عزیز و اقارب جمع ہون چاند سی دلھن بیاہ کے لاؤن روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہہ کے شاپور نے ایکی جو کمر مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا عقیق سرخ کی نکالی ہشت پہل۔ کہا نانی امان اسکو نہ کھولنا اسمین کنکر پتھر ہین بڑھیا نے کہا کہ بیٹا مین دیکھکر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اسمین جواہر ہی کہا بیٹا بیٹھ مین دیکھ کے اسکو بند کردونگی یہ کہہ کے ڈبیا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈبیا بند تھی بڑھیا نے جو زور کیا ڈبیا کھلی بیہوشی اڑی بڑھیا چھینک مارکر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اُتارے اُسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی ٹھنی مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ واری مزاج کیسا ہی آپ کو مکدر پاتے ہین ہم سب بہت گھبراتے ہین ٹھنڈی سانس کھینچ کر اُس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کرون کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موے جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کرسکون اصل مین یہ کیفیت ہی۔

نظم

خانۂ دل مین ہر اک جانب اُسی کا نور ہی — میرے گھر مین جلوہ گر تیرا چراغ ای طور ہی
دل دُکھانے پر کسی کے خلق کیون مغرور ہی — نالۂ مور ضعیف اسکو صداے صور ہی
بعد مردن بھی گناہون کے سبب ہو نجا نہ مین — کوے جانان جنت الماوی ہی جانان حور ہی
شوق میخواری نے بجتی مین گرایا ہی بسکے — جو پھپھولا ہی بدن پر دانۂ انگور ہے
رات فرقت کی کٹی ظاہر ہوئی صبح وصال — یہ سپیدہ زخم دل کو مرہم کافور ہی

عارضِ جانان پہ تل ہی یا کلف ہی ماہ مین　　ہی شفق مین زہرہ یا ماتھے پہ یہ سیندور ہی
بھیک بھی مانگی تو بہرِ عزتِ اہلِ دول　　بجھ گدا کے ہاتھ مین جام سرِ مغفور ہی
تیری زلفون کی سیاہی کا تصور بندھ گیا　　عید کا دن بھی نگاہون مین شبِ دیجور ہی
ہی وہ نزدیک اور نہین عارض پر اُسکے دسترس　　مہر تابان پاس ہی ماہِ درخشان دور ہی
دستِ موسیٰ ہی بغل مین شرم دستِ یار سے　　نور پاسے سنگ رہ جو ہی وہ سنگِ طور ہی
خط کے آتے ہی ملا ہمکو نہ زلفون کا پتا　　سچ تو ہی ماہِ سیہ اکثر خدا سے دور ہی
کوچہ گردی مہوشون کے عشق مین چھوڑا قبول　　غیرتِ عشقِ حقیقی سے نہایت دور ہی

خواصین ان شعرون کو سُنکر رونے لگین ایک نے کہا کہ واری آپ کے طرزِ کلام سے عشق ٹپکتا ہی وہ کون ظالم ہی کہا کہ صاحبو کیا کہون **فرتوت جادو** آتی ہی اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہی اتنا جو شاپور پر اشارہ کیا شاپور جھپٹ کر صحبت مین آیا سب کے سامنے سحر کرنے لگا کہا جو آ ایسا مردوا میری نگاہ سے نہین گذرا اقرار ہی نہین کرتا ذرا واری اُسے صحبت مین بلا لیجیے یہ سُنکر اُس جادوگرنی نے کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھ لیجیے کتاب نکالی پڑھنے لگی اُسمین یہ لکھا تھا کہ اے ساکنانِ **طلسم ہفت پیکر** آگاہ ہو فلان سال مین طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کریگا ہر تدبیر سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کرینگے جس مقام پر جائیگا اُسکو فتح کر لیگا جھگڑے بڑے جھگڑے ساحرون مین پڑینگے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کرینگے بادشاہ کوہ غرائب **ایرج نوجوان** پر عاشق ہوا اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگر نہ ساتھ دیگی بڑی ذلت اُٹھائیگی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہی کسکی مجال ہو کہ اس کتاب مین دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا - ایرج نوجوان پوتا طلسم کشا کا میری جوانی مین آیا مجھ کمبخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے جمال بیمثال پر عاشق ہوئی وہ وصل سے انکار کرتا ہی شاپور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اُٹھا کہ اے ملکۂ عالم ذرا اُس جوان کو مجھے دکھا دیجیے کون ایسا کور ظاہر و باطن ہوگا کہ جو آپ کو نہ پسند کریگا ذرا بلوا کر مجھے دکھا دیجیے مین دو باتین اُس سے کرون دیکھون کیونکر نہین مانتا صاحب خانہ نے

کہا کہ ای فرتوت دن بھر تو نے بھی سمجھایا مین نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہین ڈرتا
ہر مرتبہ یہی کہتا ہی مجھے قتل کر ڈال مین مجبور ہو گئی اب مین نے اس سختی سے قید کیا ہی کہ مثل
ماہی بے آب تڑپ رہا ہی اب تم کیا سمجھاؤگی شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دن کو آپ نے
کپڑے نہ بدلے تھے اسوقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہین اسوقت بلوائیے کہ کنیز اُس سے باتین کرے
یہ باتین تھین کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ٹری ہی ہمشیرہ
آتی ہین کمیت شعلہ خیز کا ابر بھٹا دیکھا ایک جادوگرنی کمال چمک دمک سے تخت پر سوار پہلو مین
ایک جوان حسین بسلاسل تخت پر پڑا ہی مگر زنجیر ہلا رہا ہی چاہتا ہی کہ قید توڑ ڈالون زنجیر نہین
ٹوٹتی کمیت آکر اتری کہا بوا توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی نبیرۂ حمزہ آیا میری سرحد
مین یہ جوان آکر پہونچا مین کمبخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے پرنخاستان سے نکلا کہ مین
دیکھکر عاشق ہوئی اسکو اُٹھا لائی دن بھر سمجھایا مگر یہ جاہل نہین مانتا آخر مین نے قید کیا ہو
توسن تمھاری حوالی مین بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئین توسن رونے لگی کہا بوا آج دن بھر
چلتے ہوے گذرا مین نے بھی اُسکو قید کیا ہی اب آتا ہی تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہی
بالکل یہی باتین ہین غصہ انتہا کا ہی شاپور نے نورالدہر کو پہچانا اشارون سے باتین کرنے لگا
کہتا ہی کہ ای شہریار قبلہ و کعبہ لے اگر آپ لوگون کو سمجھا کر ساحرہ سے جرأت کو نہ ظاہر کیا ہو
جسطرح بنے مطلب کو نکالیے مگر آپ لوگ نہین مانتے نورالدہر نے شاپور کو پہچان کر منھ پھیر لیا
کہ جھنکار کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر مین غل ہوا دیکھا کہ ایرج نوجوان اکڑتے ہوے
چلے آتے ہین نورالدہر کو دیکھکر اور زیادہ اکڑنے لگے توسن نے کہا کہ بوا کمیت دیکھتی ہو
کسقدر جرأت کا ناز ہی یہ نہین جانتے کہ سر کے آگے زور نہین چلتا ای فرتوت اس جوان کو
سمجھا شاپور نے کہا کہ بیٹھنے دیجیے انکے سامنے ناچ گانا ہو دونون بہنین مل کر بیٹھیے پھر جرعۂ
شراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کرینگے ایرج کو کنیزون نے بٹھایا ایرج نورالدہر کو گھور
رہے ہین نورالدہر بھی تنے ہوے بیٹھے ہین اور فرماتے ہین کہ ای کمیت شعلہ خیز تو مجھکو
قتل کیون نہین کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرتوت جست کر کے بیچ مین آئی ٹھمکنے ٹھمرنے
لگی پایان کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجایا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

روا ہی کسکے دین مین یہ طریقہ کس مسلمان کا
اکیلے چھوڑتا ہون خاک و خون مین قید بیجان کا

پری زادون کا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین اسمین
ملے کشکول یان گر افسر شاہ سلیمان کا

جوانی مین اسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا

مری ہر سقف دل پر ہی لکھا مضمون بیتابی
طناب آہ رشتہ ہوا ان اوراق پریشان کا

وہ خنجرون سے گلے ملتا ہی کیا قسمت نے بنایا ہی
ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا

بوقت بیخودی مجھسے جو اسکا چھٹ گیا دامن
وہین دست جنون دشمن ہوا میرے گریبان کا

عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہو گئے راہی
قمر مالک ہی تو ہی اندلان کوہ و بیابان کا

اس طور سے یہ غزل گائی توسن نے کہا کہ ای فرتوت آج تو تونے جوانون کے دانت کھٹے کر دیے شاپور نے عرض کی مین چاہتی ہون ان نوجوانون کو راضی کرون توسن نے کہا ای کمیت کتاب قدرت مین قدرت کیا تحریر فرماتے ہین ہمین تحقیق لکھا ہی کہ عزیز داران طلسم کشا کی مددگار ہونگی یہ کہکے توسن سامنے ایرج کے آئی کہا کہ ای نبیرۂ طلسم کشا مین تمھارے ساتھ ہون راستہ گرداب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اٹھکر ہی نورالدہر سے کہا دونون نے اطاعت کی دونون قید سے رہا ہوے مسند پر لاکے ایرج و نورالدہر کو بٹھایا ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا کہ نورالدہر کے ساتھ لنب قد ابھی ہوگا وہ آج کہان ہی نورالدہر نے کہا کہ وہ شیر بیشۂ جرأت بھی آتا ہوگا شمشیرزنی کر رہا ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادوگرنی طہماس کی کمر مین پنجہ دیے ہوے آکر پہونچی طہماس کو ڈالدیا اور کہا صاحبو تم سب خوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گذرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوے یہ جاہل مزاج نہین مانتا کمیت نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار تو نے اس جوان کو کہان پایا کہا کہ صحرائے گل اندام مین یہ بیتاب ہو کر روتا پھرتا تھا مین نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ مین لیگئی بہت سمجھایا یہ نہین مانتا آخر میرے خیال مین آیا کہ کوہ غرائب پر چلون شاپور نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار ان دونون صاحبون نے ان دونون خسروں کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہماس تمکو ضرور قبول کرینگے شمشیر جوہر بار نے آواز دی کہ ای فرتوت جادو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے یہ سنکر طہماس نے کہا کہ ای شمشیر جوہر بار مین جان و دل سے تیری خدمتگزاری کو حاضر ہون

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کر شمشیر جوہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی توسن کے
پہلو میں ایرج کمیت کے پہلو میں نور الدہر طہماس پاس شمشیر جوہر بار کے بیٹھے ناچ گانا
ہونے لگا دور شراب بے اندیشۂ انجام شروع ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو یکایک
ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگریان کانپنے لگیں کمیت و توسن و شمشیر تینوں
اپنے مقام سے اٹھیں دستکیں دیتی ہیں چاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف
نہیں ہوئی آندھی نے اسقدر زور پکڑا کہ کنیزیں مثل پرکاہ اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے
تین پنجے پیدا ہوئے ایک پنجہ کمر میں توسن کی اور ایک کمر میں کمیت کی اور ایک کمر میں
شمشیر کی پڑا اور ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ او نالائقو تمنے اطاعت مسلمانان کی تمکو
قدرت جہنم میں جھنکیں گے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں مگر امداد
کے شاپور نے بھی چاہا کہ کوہ سے کود کر بھاگ جاؤں زمین نے اُسکے بھی پاؤں تھام لیے
تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگریان غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ
تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہو لٹکتی ہوئی جاتی ہیں اور کنیزیں اڑکر زیر کوہ گر میں
پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طہماس و شاپور پہاڑ سے اُترے آگے
نور الدہر و طہماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈالدیا مگر نور الدہر و طہماس
کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ استادہ ہو کہ قبۂ بارگاہ کا قبۂ
فلک سے ہمسری کر رہا ہو گرد خیمے کے ہزاروں جادوگر اُترے ہوئے ہیں جادوگروں نے
جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر پکارے کہ ای خورشید جادو عیزدار طلسم کشا
آتا ہو اندر سے خیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کر لو سب جادوگر لینا لینا کہکے طرف نور الدہر کے
چلے نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کو کھینچا نیچ پر جا پڑے
عنبر ناگ بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے نعرے
کی صدا سُنکر آپڑا حقۂ آتشبازی مارا کئی سو جادوگروں کے منھ جلے طہماس نے ساطور جو
چلایا کئی سو کے سر اُڑگئے نور الدہر نے کئی سو جادوگروں کو تیغۂ خاراشگاف سے مارا کہ
پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک ساحر سیہ فام گرز ہاتھ میں فولادی لیے ہوے نکلا پکار کر آواز دی

کہ او نبیرۂ حمزہ کیوں قضا کا طالب ہو اگر گولہ ماروں گا مع گھوڑے اڑ جاؤ گے یہ کب جواب
دیتے ہیں اسی طرح گرم جنگ رہے طہماس ساطور بہادر ہے ہیں بیچ میں فوج ساحران کے جا پڑے
وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسنے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی
منع کرو اسی میں خیر ہو ورنہ سحر کرونگا کہ زمین پھٹ جائیگی اگر اشارہ کروں اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
کاٹو تم خورشید بلاخیز ایسا نہو کہ مجھے تکلیف کرنا پڑے ہر چند کہ یہ چنچایا لیکن یہ شیر بیشۂ صاحقرانی کب
سنتے ہیں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہے تبس
آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر بیٹھا نور الدہر کا مرکب بدلگامی کرنے لگا
طہماس کو گینڈا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہو چاہتا ہو کہ گرا دوں طہماس جب بیری جاتا ہو گینڈے
کی پسلیاں کڑکتی ہیں مگر رکتا نہیں کہ سامنے سے گرد اڑی ایرج بھی آکر پہونچے دیکھا کہ نور الدہر
حیران و پریشان معروف جنگ ہیں طہماس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہیں ہر طرف سے نیزے
اور تیر پڑ رہے ہیں خون بدن سے جاری ایرج بھی آپڑے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دام
ہو بے دام کا جو آئیگا وہ پھنسے گا ای فولاد شیر سوار اس جوان کو لینا صحرا سے گرد اٹھی دیکھا
کہ ایک زنگی کرگدن سوار آکے ایرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا شاپور نے دیکھا کہ ایرج ایسا صف شکن الجھ الجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہے
خیال ہو کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاپور ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے
اُس ساحر کے آیا کہا کہ ای شہریار دیکھیے جانب صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شاید صاحبقران
آتے ہیں اگر وہ آ گئے تو تھوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو تہ و بالا کر دینگے خورشید بلاخیز نے منہ
پھیرا شاپور نے جلدی میں خنجر مارا ساحر کے شکم پر پڑا اور دو ٹکڑے کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا
ہو گیا ایرج نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے غرق زمین ہوا نور الدہر کا گھوڑا اور کا طہماس کا
گینڈا اصلاح پر آیا طہماس و نور الدہر تو مصروف جنگ ہوئے شاپور دوڑا ہوا قریب آیرج کے
آیا کہا کہ ای شہریار اب نکل چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اُسی کے سحر کا
باعث تھا یہ سنکر آیرج نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای کشتی گیر زادے دست چپ لیے وقت کی
مدد کرتے ہیں یہ کہکے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر و طہماس نے تھوڑے ہی

عرصے میں اس لڑائی کو فتح کیا بچہ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منھ کو چھپایا
مگر لوند الدہر وطماس وشبرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوئے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاپور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا مجکو بہت ناگوار ہوا دیکھا تینے کیا کہتا ہوا نکل گیا طماس نے کہا
حضور جو آپ کی شوکت وشان ہو سب پر ظاہر ہو اس تاجر زادے کے کہنے سے کیا ہوتا ہو یہ
کہتے ہوئے جاتے ہیں مگر ایرج نوجوان فرزند قاسم عالیشان کوئی دس کوس راستہ طے کر کے
ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے شاپور سے فرمائے ہیں ادھر ویرانہ زیادہ ہو آبادی کا نام
نہیں اب تک کوئی ملک نہیں ملا صحرائے گرداب نشان کا کیونکر پتہ ملیگا کہ کان میں توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سنکر کہا کہ اے شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہو یہ کہکے اسی طرف گھوڑا
بھیرا شاپور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہو تھوڑی دور گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر بہ فلک کشیدہ عاجز و درماندہ اہل قلعہ ایک دیو خصال گینڈے پر سوار یلغر کیے ہوئے گرد
خندق کے پہونچا ہو اہل قلعہ فریاد کر رہے ہیں ایرج نے وہیں سے للکارا کہ او نامرد انکی فریاد
کو نہیں سنتا خبردار اب آگے نہ بڑھنا منم ملک ایرج نوجوان ایرج نے جو للکارا وہ پہلوان
پار خندق فرانے کو تھا پلٹ کے اُسنے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مرکب سبز چشمی زیر ران
اڑائے ہوئے گھوڑے کو آتا ہو شعشعۂ نور جمال سے میدان نورانی ومنور ہو گیا ہو پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعے کا حاکم اُسنے کہا کہ یارو میں نے اس وقت بصدق اعتقاد خدائے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اُسی خدائے حقیقی کی مدد ہو اب بجاتک قلعے کا کھولدو اس جوان کے پیچھے صف آرا ہو
قلعے کا پھاٹک کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان یہاں دیو خصال
اگر نگاوزن تھا دیو خصال کا گینڈا جو سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اُس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم میثاق کوہ تن اے جوان تیرا نام نامی کیا ہو مدد کو آنے کا کیا باعث
ایرج نے کہا کہ منم ملک ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہیں اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہو ہم نہیں دیکھ سکتے حتی کہ اسوقت تیرا یلغر انکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد اور تیری بیداد اب حربہ کر اُسنے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان تو تو
معشوق خوشخو ہو صحبت میں تیرے بیٹھنے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا تجکو بادشاہ کروں میرا حرم

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہو ایرج نے کہا کہ لات ومنات کون گدھے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھلاکر نیزہ مارا چاہا نوک نیزے پر اٹھالون ایرج نے سنان نیزے کو
بچاکر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ مارا
ایرج نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لون اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا
جھٹکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے دونون
جوانون سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے اٹھتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ داوے ایسے دو چار گھسّے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پیشانی سے
خون بہ رہا ہے الجھ الجھ کے لڑ رہا ہو دو پہر الجھ الجھ کے لڑا پہر دن رہے ایرج نوجوان نے دونون
مونڈھے اُسکے تھامے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے پندرھوین قدم پر لا کے ایک بارگی دونون
گھٹنے آشنائے زمین ہوے ایرج نوجوان نے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا اچھالی
پر سوار ہوے فرمایا شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہو اسکے ساتھ والے ستر ہزار جوان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا لینا لیناکہ کے دوڑ پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہوکے نکلا تھا اُس نے
بارہ ہزار جوانون کو حکم دیا ان بچاؤن کو رد کو بارہ ہزار جوان ستر ہزار پر جا پڑے دونون لشکر
مل گئے تلوار چلنے لگی ایرج نوجوان پر نیزے اور تیر و پھینکے ایرج نوجوان اُنکے بچانے مین مشغول
ہوے میثاق کو وقت نکل کر بھاگا اپنی فوج مین پہونچ گیا ایرج چاہتے ہین کہ جاکر اسکو مارون
اُسکے ساتھ والے جان دیکر بچاتے ہین شاپور شیردل معروف لشکی بانی ہی کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مارکے گرا دیا ایک بیجانے شاپور کو نیزہ مارا کہ شانہ شاپور کا نشانہ ہوا شاپور شیردل
ہنسا ایک بیجانے آکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پہ میثاق آگیا اسنے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم سر
چو پارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑون تلوار نیام
مین کی ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے
سر چبا ڈالا کسی کو چابک ماردی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانون سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہوگا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
ایرج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہو آخر بادشاہ پیر نے شکست کھائی
بھاگ کر قلعے مین چھپا تو ہین مارین تب میثاق کوہ تن رکا کہا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
اُترا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے مین آیا محلات مین غلغلہ پڑا ہوا ہے کہ
خواجہ سرا نے آکر عرض کی حضور کو محل مین یاد کیا ہو بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
آکے ٹھہری بیٹی گل اندام سرو قد کھڑی رو رہی ہو باپ کو جو دیکھا گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ابا جان
فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ ای نور نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہو اُسنے
یلغار کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران عالیشان خداوند لقا کا
نواسہ آکے پہونچا اُس شہر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دیو سے لڑا چھوٹا قد حسین و جمیل تین پہر مین
اُسکو زیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آپڑی مین بارہ ہزار جوانون سے
برائے مدد پہونچا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اُس شیر صولت نے کئی ہزار افسر تاک تاک کر مارے
عیار بھی اُسکا بلاے روز گار تھا چستی بازی کرتا تھا ایک بیچلے نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
کے بعد اُس شیر کو بھی کسی نے زخمی کیا نہین معلوم شب کو اُسیر کیا گیا زخمی ہمنے شکست کھائی نہین معلوم
اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہو قلعے کو گھیرے ہوئے پڑا ہو آب و آزوقہ
ہمپر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہو آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلین گے لڑ بھڑ کر اپنی
جان دینگے گل اندام نے یہ حال ایرج نوجوان سُنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کیونکر دیکھون
دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آراستہ کیا ایک مادیان
چپکے سے کھولی لی اُسپر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد نامے نگہبان دروازے پر
تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھولدو تلاش مین اُس جوان کی جائین گے
بادشاہ نے حکم دیا ہو فولاد آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کھڑکی کھولدی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اُٹھ گئی معلوم ہوا کہ برق چمک گئی اب تو فولاد بد حواس ہو گیا کہا
یارو یہ کون قتال عالم جاتا ہو ارے اسے گھیر لو ملکہ نے گھوڑی کو بھگایا کوڑا جو مارا طرارہ بھر کے چلی
سوار دوڑے ہلڑ جو ہوا بادشاہ محل مین جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہو کنیزون نے عرض کی

نہین معلوم کیا باعث ہی کہ صاحبزادی نکل گئین مادیان عربی پر سوار ہو کے گئین وہ مادیان دو برس کی
سال حضور نے خریدی ہی بادشاہ نے کہا کہ اُس کمبخت کی خبر لو کس وجہ مین نکل گئی چند خادم پلٹ کر
آئے اُنھون نے کہا حضور ملکہ نکل گئین بادشاہ چیخ بیٹھ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر ہلڑ ہوا کہ
بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر میثاق نے سُنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کُن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
تلاش مین ملکہ کی جاؤ خرس پیل کُن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ مین چلا ملکہ جو چلی صحرا کا سناٹا اور
جانوران درندگی آوازین یہ پروردۂ مہد ناز و نعم اُسپر یہ پیچ و خم کہ جانورون کی آوازین کان مین
آتی ہین کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈالدیا کبھی بائین جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
کوہ تمرین کو کفل گلے مین سونے کی ہیکل بیچ مین دس بیس جوانون کے گھرا ہوا وہ لوگ رسیان اور
زنجیرین مارتے ہین گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہی کسی کا سر پھٹتا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹتا ہی اور دو چار آگے
شریک ہوجاتے ہین معرکہ یہ گذرا کہ ایرج زخمی جنگل مین پڑا تھا اُس حوالی مین قزاق رہتا ہے کہ
سفاک قزاق اُسکا نام ہی برائے سیر جو نکلا ایرج کو زخمی دیکھا صورت دیکھکر عاشق ہوگیا گرہ
بن رشتہ ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایرج کو قلعے مین لایا علاج کیا شام کو ایرج نے آنکھ
کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو پوچھا سفاک نے کہا گھوڑا وہان نہین تھا ایرج نے کہا
کہ میرا گھوڑا وحید ہی گرہ کہکر پکارنا جہان ہوگا وہ آجائیگا دس بیس قزاق آئے گرہ صحرا مین پکارا
پھرتا تھا گرہ جو کہکر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقون نے گھیرا ہی مگر وہ گرفتار نہین ہوتا ملکہ نے
چاندنی مین گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اُس نوجوان کا گھوڑا حبشی تھا سہ چشمی
دیکھکر سمجھی کہ اُسی شہریار کا گھوڑا ہی مادیان کو بڑھایا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہٹ جاؤ ہم
گھوڑے کو رام کیے دیتے ہین قزاق عاجز ہو رہے تھے ملکہ نے قریب آکے کہا کہ اے مرکب اصیل
اپنے آقا کے پاس چل یہ مرکب مثل انسان کے باتین سمجھتا ہی ملکہ نے جو یہ کہا گرہ ساتھ ہولیا ملکہ نے
قزاقون سے پوچھا کہ وہ شہریار کہان ہی قزاقون نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہی
ملکہ اشتیاق مین ایسے نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے کہہ رہی کہتی ہی کہ اپنے آقا کے پاس
چل گھوڑا چلا آتا ہی ملکہ گھوڑے کو لیکر قلعے مین آئین قزاقون نے جاکر سفاک سے کہا کہ ایک سوار
آیا اُسنے نہین معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آیا تھان پر پہونچ گیا اب وہ سوار

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہی سفاک نے کہا کہ بلا لو قزاقون نے آکر بلا لیا ملکہ اُس
بارہ دری مین آئین کہ جسمین ایرج نوجوان پلنگ پر بیٹھے ہین سر پر پٹی مرہم کی چڑھی ہی گرتا شنجرفی
کا پہنے ہوے تلوار تیغے مین بیٹھے ہین ملکہ نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے ملنے کو
قریب جا کر نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین رنجور خوشخو آنکھین مثل
چشم آہو خنجر ابرو دام بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بمشکل اپنے کو سنبھالا ملکہ قریب آئین
ایرج نے ہاتھ تھام لیا ملکہ پاس بیٹھ گئین پوچھا کہ ای ملکہ عالم تم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ
کس آسمان کی ہو ملکہ نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہان کا بادشاہ میرا باپ ہی مین نے
جو آپکا ذکر سُنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہی کہ آپ تک پہونچی میثاق نے قلعے کو گھیرا ہی نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا باپ میرے لرزان و ترسان قلعے مین ہین ایرج نے کہا کہ مین ابھی چلتا ہون
سفاک نے کنیزون سے سُنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہی ایرج کی مشتاق ہو کر
سفاک نے کہا کہ مین تو جا کر دیکھون کہ وہ نازنین کون ہی سفاک نے کہلا بھیجا کہ ای شہریار مین حاضر
ہون ایرج نے کہا کہ آؤ ملکہ کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سُنا تھا وہ
مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران پوتے رستم کے لشکر سے جدا
گرداب نشان مین نکلے ہین جب اُسنے حال نازنین کا سُنا کہا کہ ای شہریار غلام سے کیا پردہ ہی
ایرج نے نازنین کو آواز دی ملکہ گل اندام سرو قد بلا تکلف چلی آئین سفاک کی نگاہ جو پڑی دل اُدا
اور مائل و شیدا ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر مارون اور اس نازنین پر قبضہ کرون یہ سوچ کر کہا
کہ حضور کا کیا ارادہ ہی ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہی مین جا کر میثاق کو مارون سفاک نے عرض
کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے
میرے جائے نہ بنے گا اور صبح کو ہم جائین گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ جائیگا ایرج نے حکم دیا
کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے بہر رات رہے ایرج سوار ہوے ملکہ بھی ساتھ
سوار ہوئین چار گھڑی رات رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے میثاق نے جو دختر شاہ کا حال
سُنا تھا رات ہی کو اُسنے طبل یلغر بجوا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہرا قلعے پر یلغر کیا قلعہ سے توپ
پڑنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اُسکے مارے گئے تب میثاق نے سب کو روکا آپ گینڈا بڑھا کر چلا کا وسے پہ

ایرن پر گینڈے کو دوڑاتے ہوے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہیں سنتا
چاہتا ہو خندق پر کے جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایرج نوجوان مع سفاک قزاق آکر پہونچے
ایک مادیان پر سیہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادل پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہو ایرج نوجوان نے
وہین سے للکارا کہ او میثاق کہان جاتا ہو ایرج کو دیکھکر جل گیا گینڈے کو پھیرا ایرج بھی برابر
پہونچے اُسنے گرز اُٹھا کے یہ کہکے مارا کہ اسی سے در قلعہ توڑنے چلا تھا اب تیرے قصر تن کو برباد
کرونگا ایرج نے تلوار کا ہاتھ مارا گرز کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے ڈنڈ کھینچ مارا ایرج نے خالی
دیکر خبردار خبردار کہکر وار تیغۂ برق تاب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینڈے میثاق
کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اُسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی
قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخر کار فوج
میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ الک کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایرج نوجوان لڑائی
کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایرج نے اس سے سوال اسلام کیا
یہ بھی بصدق مسلمان ہوا سفاک قزاق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے
ایرج کو آزار پہونچیگا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کرلونگا اب میثاق
مارا گیا یہ نوجوان اُس معشوقہ پر قبضہ کریگا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہان حضور کی
دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایرج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو
بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایرج کو اور کاؤس کو لے کر
بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقون سے کہدیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر
میری جان جاتی ہو بارگاہ مین لایا ایرج کو مقام صدر پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ
حضور نوش کرین ایرج بے اندیشۂ انجام پی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا
تھوڑے عرصے مین ایرج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیون اے سفاک کیا تونے ہمکو بیہوشی کی
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونون اپنے مقام سے
اُٹھے آخر لڑکھڑا کے گرے اور بیہوش ہوے شاپور نے چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقون نے
اسے مل کر گرفتار کر لیا چند لوگ یہان سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملکہ نے قلعہ بند کر لیا گولہ انداز

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سفاک باہر آیا اُسنے قلعہ بند پایا توپین لگی ہوئی ہین پکارکر آواز دی کہ ای اہلی قلعہ پھاٹک کھولدو ملکہ سے کہو کہ میرے پاس چلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس کو قتل کرونگا ملکہ نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا پھاٹک نہ کھولو سفاک نے میدان فوج کی تیاری کی تین دار بین استادہ ہوئین آپ بارہ ہزار قزاقون کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاپور کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا اہلی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو مین تمھارے مالک کو قتل کرتا ہون ملکہ نے آواز دی کہ او ملعون تجکو اختیار ہو جا ہتا ہو قزاق کہ تیر رہا کرے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان شکل آفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہو- نعرۂ نورالدہر

ہمای اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی — کہ شاہنش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش — عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم — لقارا بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم — خیہ نوجوانان لقب یافتم

وہ نوجوان گینڈے پر سوار تھا اُسنے آواز دی کہ منم ہژبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و معفدر طہماس بن عنقوبل دیو پرور یہ کہکے آگے ایرج نوجوان نے جو نورالدہر کو دیکھا تڑپکر زنجیر پکڑی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا نعرہ کیا- نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
تزلزل فتد در میان مصاف — چو تیغ یلی برکشم از غلاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم — زگاؤ زمین بیخ و بن بر کنم

ملکہ نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑڈالا اور شاپور کو بھی رہا کیا شاپور نے جھپٹ کر پنجہ مارا کاؤس تاجدار بھی قید سے چھوٹا ایرج اُڑتے جھپٹتے برابر سفاک قزاق کے پہونچے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ تونے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کلائی اُسکی پکڑکے ایک طمانچہ ماردیا کہ سر سفاک کا جنبر گردن سے اُڑگیا سفاک کو مارکر قزاقون کو قتل کرنا شروع کیا قزاقون مین صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھاکر بھاگے نورالدہر طہماس کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے اور پکارکر آواز دی کہ او نا جرنا دے

کرباس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا یہ دکھایا اب بیٹھ کر اس قلعے مین سر ٹکراؤ ہم طرف صحراے گرداب نشان کے جاتے ہین ایرج نے للکارا کہ او کشتی گیر زادے ٹھہر جا مین آکر تیری گوشمالی کرتا ہون نور الدہر نے چاہا کہ پلٹ پڑین طہماس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہی ناحق کو تکرار ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نور الدہر و طہماس نکل گئے ایرج نوجوان لڑائی فتح کرکے قلعے مین آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے ترنج خوشبوئی سینے پر مارا وزیرون نے نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ ایسا شخص صاحب حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحراے گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجاے کاؤس تاجدار قلعے مین تخت پر بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحراے گرداب نشان مین چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات مین جا کر پتے لگاتا ہو شام کو آکر شاہزادے کو منزلون کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرا تمام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب چشمے لاجواب جون جون شام ہونے لگی لشکر تو اُتر پڑا مگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی مین فرق آیا درختون مین پتے خشک ہونے لگے چشمون کا موج مارنا موقوف ہوا شاپور چھپ کر ایک گوشے مین بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل مین روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان پر ایک شعلہ چمکا ایک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھین کھولین دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش ہوگیا پھر شعلہ چمکا ایکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہین جام اُسپر اوندھے ہوے ہین اور ایک نازنین نہایت حسین دریا مین پھولون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے لوٹتے ہوے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چند کنیزین زرین پوش گرد آکے بیٹھین باتین ہونے لگین ایک کنیز مہتاب کے واسطے جنگل مین جو آئی شاپور نے کمند مار کر اُسکو بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکے محفل مین آیا بیٹھکر سامنے اُس نازنین گلپوش کے یہ غزل گائی

نظم

ہردم کا خیال رخ زیبا نہین جاتا	کیون رند ترے سر سے یہ سودا نہین جاتا
افسوس ہی تو رشک مسیحا نہین جاتا	حال اب ترے بیمار کا دیکھا نہین جاتا

باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و گیسو ۔ سرکٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہین جاتا
ویران ہو بیابان جنون جب سے گیا مین ۔ مجنون کوئی اب جانب صحرا نہین جاتا
اُس زلف کی تسخیر مین عاجز ہین سپیرے ۔ کالا کسی منتر سے یہ کیلا نہین جاتا
جس بات کی چاہو قسم اک مرتبہ لیلو ۔ ہر بار تو قرآن اُٹھایا نہین جاتا
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے ۔ اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہین جاتا
ہی تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا ۔ یہ ذکر یہ مذکور یہ چرچا نہین جاتا
ہی رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہی اغماض ۔ سب اُڑ گیا پر غمزۂ بیجا نہین جاتا
چل پھر کی جو طاقت تھی رہی تاب توان تک ۔ اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اُٹھا نہین جاتا
احباب کو کیا کام یہ کیون پوچھتے ہین رند ۔ جاتا ہون مین اُس کوچے مین اب یا نہین جاتا

اس طور سے شاپور نے یہ غزل گائی نازنین گلپوش نے کہا کہ اے نرگس آج تو تو نے رنگ باندھ دیا آج لشکر عزیز و ار طلسم کشا اس صحرا مین آکر اُترا ہی عیار اُسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاری کرے کوہ غرائب پر مین بحکم خداوند گئی بیجے بنگے کمیت، توسن و شمشیر کو اٹھا کر لے آئی تینون میرے پاس قید ہین اطاعت خداوند کا اقرار نہین کرتین جبکا لشکر یہان اُترا ہوا کی عاشق تو حسن ہی وہ بہت بیقرار ہی آٹھ پہر روتی ہی ایسا نہو کہ عیار طلسم کشا کے عزیز کا یہان آجائے تو باعث خرابی ہو فرزندان عمرو مین شاپور بلائے روزگار ہو ریسا نہ ہو کہ کہین پھرتا پھرتا اس جانب نکل آئے شاپور کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ پہچان لے ہاتھ باندھ کر قدمون پر گرا کہا کہ اے ملکہ عالم عیار کی کیا مجال ہی آپ کا وہ انتظام ہی کہ کوئی اس صحرا مین قدم نہین رکھ سکتا لشکر مسلمانان فروکش ہی دن کو ان سب نے صحرائے سبزہ زار دیکھا شام کو اسی صحرا مین خزان بھی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو وہان عیار کی کیا مجال ہے مین جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہین پایا اگر حکم دیجیے شاپور کو بکڑ بلاؤن نازنین گلپوش نے کہا کہ ارے تم لوگون نے ایسا ہی انتظام کیا ہی مجکو نام سے ان عیارون کے خوف آتا ہی ان عیارون نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاپور نے اور چند شعر گائے باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرائے گرداب نشان کا کیا نشان ہی گلپوش نے کہا ہزار طرح

مسلمان کدو کوشش کرینگے صحراے گرداب نشان تک نہ پہونچ سکینگے ایک صحراے لق و دق
وادی بے کنار ہی وہان جاکر دھوپ سے ہلاک ہو جائینگے وہ دھوپ پڑتی ہی کہ ہم لوگون نے
جاکر اکثر برف برسائی وہان تاثیر نہین کرتی وہ جھونکے ہواے گرم کے چلتے ہین کہ نخل سر سبز جلتے ہین
اُس گرمی کی کیا برداشت کر سکینگے ایک جھونکے مین ہوا کے پامال ہو جائینگے شاپور نے پھر
دل پر جبر کیا گستاخ ہوکے پوچھا راستہ کس طرف سے ہی گلپوش نے کہا کہ ای نرگس تو تو آج
اس طرح پوچھتی ہی گویا تجھکو جانا منظور ہی مین قیدیون کو بلواؤن دیکھون اب راہ پر آئے یا اس
قید شدید مین بھی وہی سرکشی ہی کنیزون سے اشارہ کیا توسن و کمیت و شمشیر کو لاؤ کنیزین
چار پانچ اٹھین ستارے جیسے آسمان مین ڈوبین تھوڑے ہی عرصے مین خانۂ زنجیر مین غل ہوا
دیکھا کہ چار پانچ کنیزین کمیت و توسن و شمشیر کو لیکر آئین مگر ان سب مین توسن زیادہ بیقرار
و مضطر تھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گلپوش نے پکار کر آواز دی کہ کیون بی توسن اب
بیلگامی مٹی یا نہین کیا منظور ہی قدرت نے تمکو یاد فرمایا ہی توسن نے دیکھکر آواز دی کہ ہم اُسی
مصیبت مین ہین قتل اور بخشنے کا تجھے اختیار ہی قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہی شاپور نے
دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اُسی حال مین ہین دھگڑیون کی بو یا انکو قتل کیجیے
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ حکم قطعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہین ہوا ہی حکم ہی کہ ہمارے
بندون کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بندون نے پشت بہ پشت سجدہ کیا ہی ذراسی خطا پر کیونکر قتل
کیے جائین شاپور کہتا ہی کہ ملکۂ عالم سامان عیش و نشاط مہیا کیجیے دور جام چلین اس طرح سے
شراب پلاؤن کہ آپ خوش ہو جائین مین پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن
نیا رنگ محفل مین دکھاؤن کبھی ایسی ساقی گری نگاہ سے نہ گذری ہوگی یہ سنکر گلپوش نے
کہا کہ ای نرگس تیری خوشی واجب و لازم ہی تجھکو خبر ہی کہ مین کس فکر مین ہون آج اس صحراے
پر ہول مین لشکر ظفر اثر نبیرۂ طلسم کشا آکر اترا ہی ایک قلعہ اُسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اُسکے
ساتھ ہین لیکن تیری خوشی کرنا ضرور ہی یہ کہکے کنجی میخانے کی ازاربند سے کھول کر سامنے
نرگس نقلی کے پھینکی کہا او نرگس آج تمھاری ساقی گری دیکھین شاپور میخانے مین آیا اپنے
بزرگون کے طریقے ایجاد کیے پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے

سب کنیزین شراب لینے کو آئیں اور لے گئیں شاپور نے چند گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین محفل
مین لیکر آیا گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے گت ناچا پھر جھکا کر جام لبریز کیا سامنے گلپوش کے
آیا سر جھکا کر کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
مین لیا ایک نخل سامنے تھا پتے اسکے گرنے لگے گلپوش نے ماہرو کا اشارہ کیا کہ نرگس ایک تیغ
تو اٹھا لے شاپور رزان و ترسان قریب نخل کے آیا جو آمد تھا ایک شعلہ چمکا کر رنگ و روغن عیاری
کا جل گیا پاؤن زمین نے تھام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی نرگس کہان گئی کنیزون
نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہی کنیزین اسکو اٹھا لائین شاپور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور ان
تینون جادوگرنیون کے ساتھ کنیزون سے کہا کہ اسکو بھی لیجا کر قید کرو کنیزون نے شاپور کو لیا اور ان
تینون جادوگرنیون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال کے لے گئیں گلپوش جلسے کو برخاست
کر کے خدمت خداوند مین چلی صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈی چلی پھول برستے ہوئے گجرے ہاتھون
نے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہی کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہی مرادمند زیر کوہ فریاد
مچا کر رہے ہین کوئی کہتا ہی کہ یا خداوند ہم بیمار ہین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہی کہ اولاد نہین ہوتی
تصویر سنگی سے آواز آتی ہی کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی زوجہ تیری حاملہ ہی فرزند پیدا ہوگا گلپوش
آگے اتری زبرجد جادو تاج سر پر رکھے دیر دیر پر کھڑا ہی گلپوش نے کہا کہ ای زبرجد عرض کرو
قدرت سے کہ مین نیا معاملہ عرض کرنے آئی ہون زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
کیا چاہتی ہی تصویر نے آواز دی کہ ای بندی خاص الخاص بیان کرو یا قدرت کہدین کہ جو تجپر
سحر گذرا وہ ہمپر روشن ہی گلپوش نے عرض کی کہ میرے یہان شاپور عیاری کرنے آیا کنیزون نے
گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل مین اترا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن اور تینون جادوگرنیان
اطاعت قدرت نہین قبول کرتین وہ عشق مین نور الدہر و ایرج و طہماس کے گرفتار ہین جب
انکو سمجھایا جاتا ہی تو وہ بلکتی ہین تڑپتی ہین نہین مانتی ہین انکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی تصویر
نے آواز دی کہ تینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاپور کو دار پر کھینچ دو لشکر ایرج نوجوان
تباہ کر کے آؤ تو تمکو خلعت وزارت ملے یہ سنکر گلپوش خوش ہوگئی خوب سا جادو سنگار کر کے
چلی پہاڑ پر آئی بیٹھ کر سحر تیار کرنے لگی دو دن سے شاپور غائب ہی ایرج نوجوان کنارے پر

اشنک کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلپوش پہاڑ سے دیکھنے لگی نگاہ آیرج نوجوان پہ پڑی کہ
عاشق ہوئی جمال جہانیان دیکھکر بیتاب ہوگئی خود سر پر کج زلفیں خلیلی تا بدوش معلوم ہوتا ہے
کہ مار سیاہ لہرا رہے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہویدا و ظاہر عارض نور ماہ کامل خوشخون
سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہے تیغہ دودم سکندری حمائل سپر لشت پہ ہلال و بدر کا
ساتھ ہے کمان کیانی کا خم بازوے تہمتن پر اپنے کو قربان کر رہی ہے ترکشوں سے تیر دلدوز منھ
نکالے ہوے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ بانبی سے منھ نکالے ہیں یا طائر تیر پر بند ہیں
یا محبوب خود پسند ہیں کہ منھ کو پردۂ ترکش میں چھپایا ہے خنجر آبدار جوہردار زیب کمر جس سے لوح
رستم و اسفندیار کو خطر کمر مضبوط باندھے ہیں لڑنے پر چست ارادہ درست قد سرو بلند خوبی
باکلاک منشی خانۂ محبوبی کھڑے ٹہل رہے ہیں اس جمال جہانیان کو دیکھکر بیتاب ہوگئی بے اختیار

منھ سے یہ اشعار نکل گئے نظم

لالہ رویوں پہ دل جلاتے ہیں
اپنا رنگ اسطرح جماتے ہیں
آمد آمد ہے کسکی محفل میں
آزمالے جو آزماتے ہیں
گرے شیشہ نہ دست ساقی سے
جب طواف حرم کو جاتے ہیں
غل ہے زنجیر کا کہیں شاید
کو بکو در بدر پھراتے ہیں
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ
آستیں وہ عبث چڑھاتے ہیں

شمع تربت مری بجھاتے ہیں
داغ بالائے داغ کھاتے ہیں
نہیں ہوتا وہ ہم بغل جس رات
گل و بوٹے نہیں سہاتے ہیں
خشک کیونکر ہوں کہ کس بطرح
مست ہے یا نوق لو گھر اتے ہیں
بجھو میں یہ آنکھیں جن ہو دل
لڑکے دیوانوں کو ستاتے ہیں
حال دیوانگان عشق نہ پوچھ
سانپ کو ہاتھ پر کھلاتے ہیں
درد دل جب بیان کرتا ہوں

روح کو بھی غرض جلاتے ہیں
پان اس شوخ کو کھلاتے ہیں
تیغے چلوکے کاٹے کھاتے ہیں
در پے وصل رقیبوں کو
درد و غم مجھکو کھائے جاتے ہیں
یاد آتا ہے گشت کوچۂ یار
مجھپہ آفت ہمیشہ لاتے ہیں
شوق دیدار و حسرت گفتار
تنکے چنتے ہیں خاک اڑاتے ہیں
دھو چکا ہوں میں اپنی جان سے ہاتھ
دانت میری زبان دباتے ہیں

جادۂ صحرائے عشق کے ای رند
سانپ بنکے مجھے ڈراتے ہیں

جلا کے جو گلپوش نے یہ اشعار پڑھے آیرج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریا میں بچھونوں
کے غوطہ زن معشوقۂ پرفن کھڑی گلچینی گلشن جمال کی نظارے کر رہی ہے ٹھنڈی سانسیں بھر رہی ہے

ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ای محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ میں آؤ
ہم بھی تمھارے مشتاق ہیں گلپوش بہار سے اُتری ایرج نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ میں لائے
مقام صدر پر جگہ دی جب وہ بیٹھ چکی تو ایرج نے پوچھا کہ کیوں صاحب تمھارا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی گلپوش نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا
تھا کہ جا کر لشکر ایرج کو پامال کرو خود پامال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اُسکے سراسر خلاف ہوا
گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجا لائیں تمھارا عیار مہتر شاپور شیر دل
ہمارے پاس قید ہی اور کمیت و توسن و شمشیر کو میں ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
سمجھاتے ہوئے وہ نہیں مانتیں ہیں اُنکا قول ہی کہ ہمکو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائیں
ایرج نے کہا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ اُنکو بلواؤ گلپوش نے کہا کہ میں اُنکو ابھی بلواتی ہوں اب
بہتر یہ ہی کہ آپ یہاں سے نکل جائیے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہونچ گئی میں نے جا کر سب حال
کہا وہاں سے حکم ہوا تھا کہ ان چاروں کو قتل کرو اور لشکر ایرج پر جا کر وہ سحر کرو کہ اس صحرا سے
گھبرا کر نکل جائیں اسی ارادے پر آئی تھی کہ صحرا کو سخت کروں مگر آپ کے اقبال نے دور مارا
میری بدعت سے بچایا قصد کیا تھا کہ سحر کروں آپ کے سحر حسن میں پھنسی اب جو فرمائیے بجا لاؤں
ایرج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کو لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہی ہمیں زندگی دشوار ہی
وہ ہمارا دوست صادق و محب واثق ہی ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہی کہ ساحرہ کو ماروں اپنے آقا کا
مرتبہ بڑھاؤں اسی کے نہ ہونے سے ہمنے کوچ نہیں کیا ورنہ ہم بر سر راہ ہیں صحرائے گرداب نشان
کا قصد ہی آیندہ پروردگار کو اختیار ہی منظور یہ ہی کہ اپنے کو صحرائے گرداب نشان میں پہونچا ئیں
کہ دادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت پر آشوب ہی وہاں کی گرمی
آپ کے لشکر سے نہ اُٹھیگی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرہ نار ہی ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر موت
ہمکو لیے جاتی ہی تو ہم مجبور و ناچار ہیں یہ غیر ممکن ہی کہ ارادہ کریں اور رہ جائیں ہمارا ہمچشم آگے
بڑھ گیا نہایت جوان صف شکن ہی سپہ گری میں پر فن ہی ابھی سامنا ہوا تھا مگر وہ بھاگ گیا ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جاتا پھر گلپوش نے آنکھوں میں آنسو بھر کر عرصۂ دراز تک ایرج کو سمجھایا
ایرج نے نہ مانا آخر گلپوش نے باہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ ای

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چمکے آپس میں ٹوٹتے ہوئے زمین پر
آئے دیکھا سات کنیزیں زریں پوش سامنے آئیں گلیوش سے کہا کہ کنیزوں کو کیوں یاد کیا گلیوش نے
کہا کہ ای ہفت سیارہ ایرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی
ہوگی وہ کرینگے اور انکو تا بصحرائے گرداب نشان پہونچائینگے وہ جادوگرنیاں جو قید ہیں اُنکو لاؤ
اور شاپور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی صدمہ پہونچے تو باعث خرابی ہو وہ ساتوں کنیزیں
پہلوے نخل میں آ کے غائب ہوئیں بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ وہی ساتوں کنیزیں ایک
تخت پر سوار تینوں جادوگرنیاں کمیت و توسن و شمشیر زبانوں میں انکی سوزن سر جھکائے ہوئے
اور عیار قید سے رہا وہ بھی تخت پر بیٹھا ہی تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایرج نے
تینوں کی زبان سے سوزن نکالی شاپور کو گلے سے لگایا گلیوش نے عرض کی کہ آج کنیز چاہتی ہی
آپ کے ملازموں کی دعوت کرے کل پھر کوچ کیجیے ایرج نے کہا کہ جو خوشی تمہاری گلیوش
نے ساتوں کنیزوں کو اشارہ کیا ساتوں کنیزیں پھرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں ایرج نے
دیکھا کہ ساتوں کنیزیں پھر کر آئیں کنارے چشموں کے فرش بچھا ہی مسندیں قاعدے سے لگی ہیں
نخل سارے مثل جھاڑ کے روشن ہر سرو گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہی قمریوں نے اپنے اپنے
آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشۂ نہر کلاں تھا وہاں بارگاہ ایرج استادہ ہوئی ملازم جابجا
اُترے سردار صحرا میں ٹہلنے لگے ایرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے توسن و
کمیت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہینگے جو مناسب ہو ہمارے
حق میں تجویز کیجیے ایرج فرماتے ہیں ملکہ گلیوش کو تمہارے مقدمے میں اختیار ہی گلیوش نے
کہا کہ ای کمیت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہی آج یہ سامان جمایا ہی جشن
قرار دیا ہی اگر ہفت پیکر کو خبر پہونچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہی کہ خبر پہونچے اس وقت تمام
صحرا میں روشنی ہی دن سے بہتر معلوم ہوتا ہی ایرج مقام صدر پر ایک طرف کمیت اور ایک جانب
توسن اور شمشیر پشت پر کمیت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے
مقام پر بیٹھے ہیں ایرج نے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصع لیکر بیچ صحبت میں آیا
چنگ مرصع بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گرمی سے اُسکے رُخ کی یہ گلشن دہک گیا
گل پر پڑا جو داغ شبنم چٹک گیا

کاکل میں تیری مرغ دل اب ہوچکا اسیر
پھنستا نہیں جو دام سے طائر بھڑک گیا

دل چاہتا ہے آب گلا رگڑوں یار ہو سے
قاتل کو دیکھ تیغ بکف دم پھڑک گیا

آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا
ہشیار کون کون سا آکر بہک گیا

اللہ ری وحشتیں مرے آہو خصال کی
کوسوں ہی رم گیا ہے جو پتا کھڑک گیا

مطبوع طبع یار نہ ہوگی سشبیہ بھی
رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا

دی جان اُسنے آتش گل سے کباب ہو
شاید کہ آشیانۂ بلبل بھڑک گیا

نکلا وہ سیر کو جو کبھی مل کے عطر گل
ہر کوچہ مثل صحن گلستان مہک گیا

شاعر نہیں ہوں رند ہوں مجنون عشق ہوں
جو منہ میں آیا عالم وحشت میں بک گیا

شاپور نے جو یہ غزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھ کر گرد بارگاہ ایرج آ گئے تعریفین شاپور کی کر رہے ہین گلپوش بھی نہایت بکمال چہرہ خوشی سے لال پہلوے ایرج مین بیٹھی کہتی ہی کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زرچک پہ ہی ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہین اور جشن ہوتا ہی مین پلٹ کر نہین گئی اب اُسکو کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اُسکے کان مین کہہ دیتا ہی کہ فلان ساحرہ نے یہ کیا جو یہان ہو رہا ہی اگر وہ خیال کریگا صورت بارگاہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ اُٹھا گلپوش یہ کہکر اُٹھی کہ کوئی آتا ہی ہفت پیکر کو خبر ہوگئی شمشیر جو ہر بار بلند ہوئی ابر کے قریب پہونچکر تلوارین برسانے لگی جو تلوار قریب ابر کے پہونچی شمشیر پنجہ پیدا ہوا تلوار کو تھام لیا جب کئی سی تلوارین اسی طرح غائب ہوئین تو شمشیر نیمچہ کھینچ کر ابر جا پڑی یہ سب نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر نے نیمچہ ابر پر مارا کئی پنجے کٹ کر گرے ایک پنجے نے آکر ہاتھ پر تھپکی ماری نیمچہ ہاتھ سے شمشیر جو ہر بار کے نکلا یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پنجہ ابر سیاہ سے پیدا ہوا اُسنے وہ نیمچہ پکڑ لیا شمشیر کے سر پر نیمچہ مارا کہ شمشیر جو ہر بار کا سر کٹ کر زمین پر گرا مرنا شمشیر کا گلپوش پر بہت شاق ہوا گلپوش بلند ہوکر برابر ابر کے پہونچی مرکب مشکین بنکر چاہتی ہی کہ سبزۂ ابر کو پامال کروں کہ ایک جوان ابر سے نکلا باگ پکڑ کر ایک گھونسہ منہ پر مارا کہ مرکب بیقرار ہوگیا گھونسہ مار کر پشت مرکب پر سوار ہوا

اسطرح مرکب کو دوڑایا کہ ابر میں جاکر غائب ہوا اور آواز آئی کہ ای گلپوش وہاں سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا ہو اب گلپوش دامن جھاڑ کر اٹھی اور ایرج نوجوان سے عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہو شعلہ ابربار اسکا نام ہو آپ ہوشیار رہیں اگر سیرا سحر چلا تو اسکو جاکر مارتی ہوں ورنہ قدموں پر نثار ہونے جاتی ہوں یہ کہکے گجرے پھولوں کے اپنے ہاتھوں سے کھولے گلے سے طوق اتارا وہ گجرے طرف ابر کے پھینک مارے طوق کو بھی توڑا پھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یاقوا ابر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز ہونے لگے پتے مثل برق کے چمکے شاخیں خمیدہ خنجر بنگئیں ہزارہا طائر آشیانوں سے نکلے زمزمہ سرائی کرنے لگے گلپوش یہ حال دیکھکر اُڑی ابر میں جاکر غائب ہوئی بعد تھوڑے عرصے کے سب نے دیکھا کہ طائروں کی زمزمہ سرائی تو بڑھ گئی مگر درخت خشک ہورہے ہیں پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہوکر درختوں سے گرا چاہتے ہیں ہر نخل کے سائے میں پتوں کا انبار جب جھونکا ہوا کا چلا پتے درختوں سے گرتے ہیں زیر نخل انبار ہوتے جاتے ہیں یکایک ابر سے گلپوش نے سر نکالا آواز دی کہ ہفت سیارہ کہاں ہیں آکے اپنے کام میں مصروف ہوں دیکھا سب نے کہ سات ستارے آسمان سے اُترتے ہوے پیدا ہوے درختوں پر گرکر ہوا گرم چسل رہی تھی وہ موقوف ہوئی پتوں کا گرنا رکا طائروں نے دھوم مچائی ایک عندلیب فرحت قریب پتوں سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا آگاہ ہو **نظم**

مین تو ہون زندان مین اور دھومین مچاتی ہی بہار	رنج دیتی ہو مرے دل کو دکھاتی ہے بہار
کھل رہے ہیں غنچہ و گل ہر طرح کے ہر طرف	گلشن فردوس کا عالم دکھاتی ہی بہار
رفتہ رفتہ غنچہ و گل پر لسترت کرتی ہے	رنگ اپنا پھلے گلشن مین جاتی ہے بہار
دفن ہو یان کونسا دیوانہ ہر دل عزیز	باغ مین ہر سال آکر خاک اُڑاتی ہو بہار
مین تو مجنون ازل ہون میرا کیا مذکور ہی	ہوشیارون کو بھی دیوانہ بناتی ہو بہار
پابزنجیر ایک دیوانہ نظر آتا نہیں	حیف ہی اب کی برس کیا مفت جاتی ہو بہار
آمد آمد اُس گل رعنا کی ہے گلزار مین	صورت گل پیرہن مین کب سماتی ہو بہار
اک نہ اک دیوانہ ہو جاتا ہی سو کو چھوڑ کر	ہر برس آکر نیا اک رنگ لاتی ہے بہار

دیکھ لیں گے سال آیندہ اگر جیتے رہے		گل روانہ ہو گئے ای رند جاتی ہی بہار

اصلاح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرا مین اُس طائر کی آواز گونجی تمام صحرا پُر بہار ہوگیا
وہ ساتوں ستارے عکس اپنا درختوں پر ڈال کر بلند ہوے ابر مین ڈوبے اب جو دیکھا تو ابر ٹکڑے
ٹکڑے ہونے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کہ تخت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے
رکھا ہی خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہی برقین چمکتی ہین اُن برقون اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ
سے لپٹ گئے ایک سر پہ ایک پشت پہ ایک سینہ پہ دو دونوں بازوؤن مین لپٹ گئے اور تخت سے
اُس ساحرہ کو اُٹھایا خنجر کو مارا گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلائی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خاموش
ہی گلیوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اُتاری اپنے قبضے مین کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر
نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر ایرج پر خنجر برسنے لگے کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے ایرج
نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہی کئی سو جوان مر چکے گلیوش تڑپ کر گری یا وہ
خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتون ستارون نے
اُس خنجر کو پکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے سنہری ظاہر ہوے اُس خنجر سے لپٹتے تھے مگر وہ
ستارے اُن پنجون کو ہٹاتے ہین مگر پنجے لپٹے جاتے ہین ایک آواز آتی ہی کہ ای گلیوش کیا غضب
کرتی ہی شعلۂ ابر بار کو ستاتی ہی یہ فرستادۂ خداوند ہفت پیکر ہی مگر اُن ستارون نے کچھ نہ سنا خنجر گلے
پر اُسکے پھیر دیا سر کٹ کر زمین پر گرا مرتا اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا ایک آندھی
سیاہ اُٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سو جوان لشکر ایرج کے جل گئے گلیوش
نے اُنگلیاں اپنی کاٹ کر خون آسمان پر پھینکا جب خون بلند ہوا تب آگ برسنا موقوف ہوئی اور
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلۂ ابر بار جادو بود گلیوش ہنستی ہوئی سامنے ایرج نوجوان کے
آئی اُنھین سات ستارون پر اشارہ کیا کہ ای ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئین خوب آکر گھیرا
کمیت گوشۂ کوہ پر بیہوش پڑی ہی انتہا کی زخمدار ہی اگر مین گھڑی بھر اور نہ پہونچتی تو کمیت کا خاتمہ
ہوتا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملکہ گلیوش تمکو بلاتی ہین ساتون ستارے جاکر بالاے کوہ پہونچے دیکھا
کمیت جادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمدار ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی ساتون
ستارون نے کمیت کو اُٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے

پکار کر آواز دی کہ بہن اُٹھو زخم تمہارے اچھے ہوئے کمیت اُٹھ بیٹھی پاؤں کو گلپوش کے بوسہ
دیا کہا کہ ای گلپوش کیا کہنا آج تمنے کارنامہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگرنی کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ رازدار قتل ہوئی یہ اُسکو خبر دیتی تھی اب خبر مسدود ہوگی ملکہ گلپوش
ایرج کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں اُنکے لاشے اُٹھوا ڈالو سب کے
اُٹھوائے گئے اُس وقت دربار میں سب گلپوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای گلپوش آج تمنے
کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر تامل ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ ای نور نظر تمہارے دادا جان تمہارے
واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہٹو نورستم کے لشکر سے مل جاؤ
ایرج نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا چشم نور الدہر
آگے بڑھ گیا ہے وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کریگا اب یہی بہتر و انسب ہے کہ میں اپنے کو تا بہ
صحرائے گرداب نشان پہونچاؤں خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر برق میرے ساتھ ہے میں آگے
بڑھوں صحرائے گرداب نشان کا پتہ لگاؤں ایرج نے کہا کہ آپ مالک ہیں دادا جان کے
ساتھ مہینوں رہے اُنکو ابھی تک صحرائے بادانگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحرائے بادانگیز میں
پہونچیں اور ہم صحرائے گرداب نشان میں پہونچ جائیں دادا جان کو فتح طلسم میں آسانی ہو
آج تک کئی سال کا زمانہ گذرا اور لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور الدہر آگے گیا ہے وہ کشتی گرداب
نشان لگالے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہکر چلے کہ ہم جا کر صحرائے گرداب نشان کا
پتہ لگاتے ہیں یہ کہکے دونوں عیار چست و چالاک ہو کر تلاش صحرائے گرداب نشان میں چلے
عمرو نے راہ میں کہا کہ ای برق ادھر کے صحرا نہایت خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوٹنے پائے برق
نے کہا کہ اُستاد میری جان تک آپکے ساتھ ہے یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
نے کہا کہ ای فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بنکر چند قدم بڑھا تھا کہ عمرو نے دیکھا آسمان
پر سناٹا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ میاں برق آگے
نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اُٹھائی تھی کہ طائر بصد جوش و خروش یہ اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

خُلفِ وعدہ سے ترے دشوار جینا ہوگیا
ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا

خوار کرتا ہی جوا مردون کو سفلون کو عزیز
سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا

وقت فکر شعر اگر آیا بناوٹ کا خیال
گل رخ رنگین ہوا شبنم پسینا ہو گیا

کب محیط غم مین ڈوبا جسکا تو حامی ہوا
ہر حباب اُسکے لیے گویا سفینا ہو گیا

اس مہینے مین بھی ہر روسے رہا پہلو تہی
عید کا بھی چاند خالی کا مہینا ہوگیا

گھر ہوا ہے عشق کا اُس سرکش مسند کے دل
آسمان کوٹھے کا جسکے ایک زینا ہوگیا

دوسرا انجھا نہ ہوگا کوئی برگشتہ نصیب
کی محبت مین نے جس سے اُسکو کینا ہوگیا

اب کہان وہ اینڈنا مستون کا وہ جوش کہان
ساقیا موقوف جب سے مے کا پینا ہوگیا

اب نہین دل مین کدورت آئنہ حاصل ہو صفا
جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہوگیا

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا عمرو نے دیکھا کہ وہ طائر تڑپ کر گرا برق کو اٹھا لے گیا عمرو نہایت پریشان ہوا کہ لو برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا حیران و پریشان اسکی جستجو مین چلے مگر برق تموج ہوا سے بیہوش ہوگیا نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہی اسمین جلسہ آراستہ ہی ایک نازنین جادوگرنی مسند پر بیٹھی ہی گرد اُسکے جلیسین جمع ہین برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگرنی کے پایا اُس ساحرہ نے برق کو دیکھکر آواز دی کہ او لنگوٹے تو کہان چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحرا سے مجھ آشوب ہی آشوب آدمخوار مین یہان کی حاکم ہون برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم مین نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا یہان دخل ہی اگر مین یہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا اب مین نے اطاعت کی اپنے خدمتگارون مین مجکو رکھیے آپ کے ساتھ رہونگا بڑے بڑے کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہون کہ جب وہ روشن کیجائے یہ آپ کو معلوم ہو کہ سر پر شمع کے پری ناچ رہی ہی کھانا خوب پکاتا ہون لشکر صاحبقران مین عمرو کی قدر ہی اور کوئی کسی کو نہین پوچھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کرو ہمین سوا تین نہین دیتے جب کوئی عیاری کی کسی جادوگر کو مارا تو صاحبقران فرماتے ہین کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبون کا کیونکر گذر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کئی سال گذرے کہ دوکا دشمن

کر رہے ہین کُل سرداران صاحبقران اسی فکر مین ہین کہ نوح کا پتہ لگائین آج تک نوح کا پتہ نہین
لگا یون ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جاکے یہ پیغام پہونچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائین ورنہ طلسم
مین پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ مین جاکر رستم کو پلٹا دونگا رستم طلسم کشاے
اصلی کہلاتے ہین ہم اُنھین سے وعدہ کرکے چلے تھے کہ صحراے باد انگیز کا پتہ لگا دینگے ہم آپکے
یہان گرفتار ہوے لیکن امیدوار ہون کہ میری بسر اوقات کی صورت نکالیے آشوب نے کہا
کہ اے برق مین تمکو نوکر رکھ لونگی اور قدرت سے وعدہ کرادونگی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت
وعدہ کرتے ہین کہ ہم اُنکا پیچھا نہ کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپکے پختہ وعدہ ہوا ہی مین جاکر
رستم کو پلٹا دونگا اور یہ خبر سناؤنگا کہ صحراے باد انگیز کا نشان نہین ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ
مین مقرر ہین آپکے پہونچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپکے پاس سے نکل جائین کے سحر سے
اُنکے مہلت نہ پائینگے بڑے بڑے ساحر جو اُنکے ساتھ ہین ویسے یہان کے ساحرون کی لونڈیان
اور غلام ہین ادنے سحر مین دیوانے ہوجائینگے ایک کمال تو میرا سُنیے کہ آپکو حال معلوم ہو
وہ ساقی گری کرون کہ سب ساحر دیکھکر خوش ہون یہ کہکر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سُنیے
بایان کھینچا اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

محتسب دل کو نہ رندون کے بہلتے دیکھا ۔ دور ساغر نہ ترے دور مین چلتے دیکھا
حق بجانب ہی جو غش آگیا قاتل کو ترے ۔ دم کسی کا کبھی کاہے کو نکلتے دیکھا
ہوگئی بلبل صنم قفل دہن خاموشی ۔ حرف مطلب نہ کبھی منھ سے نکلتے دیکھا
ٹھوکرین کھانے لگے بھول گئے اپنی چال ۔ کبک وطاؤس نے شاید تمھین چلتے دیکھا
کشت امید کو نہ سرسبز کرے ابر بہار ۔ کام اسفل سے نہ اعلی کا نکلتے دیکھا
آسمان کو نہین منظور ہے مردون کا فروغ ۔ شمع کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرائش پر ۔ مہندی اک دن اُسے ہاتھون مین نہ ملتے دیکھا
قد سے اُس شوخ کے کیا دیتے ہین تشبیہ اے رند ۔ دو قدم سرو کو اک روز نہ چلتے دیکھا

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جادو بیتاب ہوگئی کہا غلام اب رخصت ہوتا ہی
آشوب نے کہا کہ اے برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو بلا دون جب اُنکو بلا آؤن تب ساقی گری کا تماشا دکھاؤن مگر آپ کی خوشی ہو
تو ابھی دیکھیے یہ کہکے کنجی میخانے کی طلب کی کنجی لیکر میخانے مین آیا بلو ڈال دیا کہ ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اُٹھا کے لیجانے لگے برق نے قید لگا دی کہ ایک
چلہ بیس آدمی لگ بیٹھین اس طرح تقسیم کرو تھوڑے ہی عرصے مین شراب بانٹ کے چالیس گلابیان
کنٹر الماس نگار اُسمین مئے ارغوانی بھری سلیقے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھیے کس
سلیقے سے شراب لایا ہو کہ پینے والے کا بھی دل للچائے برق نے لا کر شراب کو رکھدیا پہلے پوری سی
گھنگرو پاؤن مین باندھے سامنے کھڑے ہوکر اس طور سے گت ناچا کہ اہل محفل کی بُری گت
ہوئی سب تعریفین کرنے لگے ایک کنیز بطرز گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اُٹھی حضور یہ بڑا کمال
ہو کہ سر پہ جام رکھے توڑے لے رہا ہو اور قطرہ نہین گرتا ایسے کامل کہان دیکھے خداوند ہفت پیکر
خیر کرین برق نے اُسکی جانب بہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہو گئی
اب برق جام سر پر رکھے ہوئے ٹھوکرین لگاتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب۔ فرد
ناچنے مین جو لیا یار نے ہنس کر توڑا ۔ اہل محفل نے کیا اُس پہ بچھاور توڑا ۔ آ کے سامنے
آشوب کے جھمکا ایسی مہ جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہو کر نگاہ جو آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی
ہنسنا اسکا برق کے لیے رونا ہوا دندان گوہر نما سے برق چمکی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آواز آئی کہ ای ملکہ عالم تجھ سے بڑا تعجب ہو کہ دام مکر مین
عیار کے پھنسو برق دوڑ کر قدمون پر آشوب کے گرا کہا کہ ای ملکہ عالم یہ شراب کو کیا ہوا جام
کیون ٹوٹا آشوب نے کہا کہ ای برق تو نے شراب مین کوئی ایسی شی ملائی کہ باعث میری خرابی
کا ہو تیری آنکھون کے گردش دینے پر مین ہنسی میرے ہنسنے نے مجکو آگاہ کیا اب مین تیرے ہاتھ کی
شراب پیونگی اور جو شراب اُٹھا کر لے گئے تھے اُنھون نے جو پی اوک رہے ہین ڈاک رہے ہین جو اُٹھا
وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جادوگر بیہوش ہوئے کوئی گھبرا کے دوڑا قریب نہر کے بیہوش ہوا نہر مین جو اپنا
عکس دیکھا ہائے بھائی کہکے کود پڑا کوئی کنوئین مین گرا ہرچند کہ باتین بنا کے برق نے پھر ایسا
رنگ جمایا کہ آشوب محو ہو گئی مگر اپنے ملازمون کو بیہوش دیکھکر بہت بگڑی کہا کہ مین تجکو ابھی قتل
کرونگی قدرت نے پھر حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل مین برق پھر رہا ہو ای آشوب آدمخوار اُسکو

گرفتار کر کے سر اُسکا کوہ زبرجدی پر روانہ کرو تو نے وہ باتین کین کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار
کو نہ قتل کرون برق نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو مجھپر مہربان ہوئین آپ کی
خدمت کرنے والون کو ناگوار ہوا اُنھون نے بیہوشی ڈالی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہو لا کھ
برق نے باتین بنائین مگر آشوب نے نہ مانا کہا تو مکار ہو مجھے دم دیتا ہو یہ کہکر برق کو قید کیا
لالہ رخسار جو برق پر مائل ہوئی ہو قید کو اُسکے سپرد کیا اُسنے لا کے برق کو رکھا مگر خواجہ عمرو جو
تلاش برق مین چلے تھے برق کے واسطے نہایت بیقرار تھے کہ ایسا نہ ہو برق کو کوئی قتل کر ڈالے
وہان لالہ رخسار نے کئی مرتبہ برق سے کہا کہ مین تجھے رہا کر کے نکال دون برق نے کہا کہ ابھی تامل
کرو مین آشوب کو مار کر جاؤنگا ابھی مجھے رہا نہ کرو یہان خواجہ پھرتے پھرا تے ایک صحرا مین پہونچے
راگ گانے کی آواز کان مین آئی خواجہ اُس آواز کی طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
پر دس پانچ کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر اُن کنیزون سے پوچھا کہ اس
قصر مین کون صاحب تشریف رکھتے ہین ایک کنیز نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
کہ مین ساحر ہو دسر بندۂ ہفت پیکر کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون منزل مقصد
تک نہین پہونچتا نہین معلوم قدرت کو کیا منظور ہو مگر تم اس قصر کے مالک کا نام بتادو مین نے
آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہان جنگل مین نیولہ اور سانپ لڑ رہا ہو جب سانپ منھ مارتا ہو نیولہ
لڑکھڑاتا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہو اُسکی تہیان جا کر کھا لیتا ہو پھر جوش و خروش سے آکر لڑتا ہی
دونون بڑی دیر سے لڑ رہے ہین ایک کنیز چست و چالاک اُسنے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھین کس مقام پر ہی
خواجہ اُس کو لگا کر لے گئے اُسکو بیہوش کیا کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بنکر چلے ایک کنیز نے آکر
کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو یہان ماری ماری پھرتی ہو ملکہ اورنگ تجھکو پکارتی ہین خواجہ اندر گئے
دیکھا کہ مکان نہایت لطف سے آراستہ ہو ایک ساحرہ نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ انگلیون پر
شمار کر کے ہنسی کہا کہ ہماری خالہ امان نے برق عیار کو پکڑ لیا اب سر کاٹ کر اُسکا روانہ کرینگی
طریقے سے ستارہ شناسی کے معلوم ہوتا ہو کہ برق کی اُس پہاڑ پر قضا نہین ہے مین جا کر
آگاہ کرون کہ ایک کنیز کو حکم دیجیے کہ کسی جنگل مین لیجا کر اُسکا سر کاٹے قدرت تقدیر پلٹ دیتی
ہین مگر اُسکا انجام نہین بتاسکتے یہ کہکے تخت پر سوار ہوئی گل اندام نقلی نے عرض کی

کنیز کو ساتھ سے لیچلیے میری بہن قریب کوہ دخان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی مین اب چلکر بدلہ لون
اور رنگ نے کہا آؤ خواجہ اُچک کر تخت پر سوار ہوے اور رنگ کے ساتھ چلے یہان آشوب
بیٹھی کہہ رہی ہو کہ کیون صاحبو تمنے ہمارے سحر کا رنگ دیکھا مین اور بات پر ہنسی تھی دانتون سے
برق چمکی اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر مین خاتمہ کرتا جو ان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا
بھی حال ہوتا دیکھو سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہین اور لڑکھڑا کر بہرون
مین گرتی ہین کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہین اُترا وہی دمبدم خمار بڑھتا
جاتا ہی کنیزین عرض کرتی ہین کہ حضور آپ کے تصدق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل
کرکے نکل جاتا کون اُسکو پاتا یہ عیار چھلاوہ ہین یہ باتین تھین کہ آسمان پر تخت نمایان ہوا دیکھا
اور رنگ تاجدار تخت پر سوار ہیلو مین گل اندام کنیز میٹھی میٹھی باتین ملکہ اور رنگ سے کرتی ہوئی
تخت آکر پہونچا آشوب نے کہا کہ بیٹا آج خلاف وقت کہان آئین اور رنگ نے عرض کی کہ
ای مادر مہربان میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق آپ کے یہان پکڑ لیا گیا گل اندام نے
کہا کہ میری بہن کو اُسنے قتل کیا ہی اور مین نے جو ازروے ستارہ شناسی کے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ اُس پہاڑ پر اُسکی قضا نہین لہذا گل اندام کو دیجیے کہ یہ صحرا مین جاکر اُسکو
قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ ای لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام
ملکہ اور رنگ کی مصاحب ہین مین ایک دن آپ کے حکم سے براے ملاقات ملکہ اور رنگ گئی
تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنبورا ہاتھ مین لیے گوشے مین بیٹھی تانین مار رہی ہین آج فقط
انکا گانا سنیے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہی کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عیار کا
قتل ہونا مناسب نہین لہذا گل اندام کا گانا جو سنین عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت
منتین کین تو خواجہ نے طرف اورنگ کے دیکھا اورنگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا
سناؤ خواجہ نے بمشکل قبول کیا طنبورا لیکر بیچ محفل مین بیٹھے ساز کو ملایا سازندے بھی
ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے ساز ہوا تب خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی یہ غزل
عاشقانہ شروع کی - نظم

غرّہ مست جاتا ہی راہِ عشق مین مغرور کا	ٹھوکرین کھاتا ہی یہان سر قیصر و فغفور کا

گر مرے بخت سیہ کا سامنا ہو جائیگا | رنگ اُڑ جائیگا چہرے سے شب دیجور کا
جب سے وہ آرام جان آغوش خالی کر گیا | ای اجل مشتاق ہون تب سے کنار گور کا
جاے خون زخم جگر سے شعلے اُٹھتے ہین مدام | آگ لگ اُٹھے اگر چھالا ہمارے دل کا پھوٹ کا
دیکھنے والا ہون اُس رشک پری کا ای کلیم | یہ تو وہ تھا حسن کا جسکے تجلّی طور کا
دیکھکر صورت تری پریان کہین پڑھکر درود | واہ انسان کو دیا خالق نے چہرہ نور کا
دے چکا مجھ زار کو وہ عیسیِ دوران جواب | ای اجل تو ہی مداوا کر اب اِس رنجور کا
ساعد سیمین سے زیب اُس دست نگین کی ہوئی | پنجۂ مرجان مین دستہ جڑ دیا بلور کا
خاک کر ڈالا جلا کر شمع رو نے رند کو | بعد مردن خاک سے اُٹھیگا شعلہ نور کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور رنگ نے کہا ای گل اندام آج تو تو نے عجب کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو مین قتل برق کی تدبیر بتاؤن اسکے قتل ہونے سے عمرو کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیاریان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو وہان گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک کمرے مین آئی خواجہ نے اور رنگ سے باتین کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور رنگ کی شکل بنکر پکار کر آواز دی کہ خالہ امان ذرا یہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہی آشوب اُٹھکر کمرے مین آئی گھبرا کے پوچھا کہ گل اندام کہان گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ مین نے اُسکو اپنے مکان پر بھیجا ہی کتاب سامری منگائی ہی دیکھون خداوند قدیم مقدمۂ قتل برق فرنگی کیا فرماتے ہین اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہکے باتین کرنا شروع کین کہا خالہ امان گلوری تو کھاؤ تمھارا منھ خشک ہو رہا ہی یہ کہکے اپنے خاصدان سے گلوری نکالی آشوب کو گلوری کھلائی پیک جو حلق سے اُتری آشوب کے اُتری کلیجے مین آگ جلنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ بیٹا اس گلوری مین کیا تھا عمرو نے کہا کہ آپ نے مجھے نہین پہچانا نعرہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ مہتاب بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ سنتے ہی آشوب دوڑی کہ عمرو کو پکڑ لون لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی عمرو نے اسکو بھی اُٹھا کر زنبیل مین رکھا آشوب کی شکل بنکر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ مین نے لڑکی کو قصر جمشیدی مین

بھیجا ہی کتاب سامری سنگائی ہی کہ اسمین حال دیکھون جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ رخسار
کو جو برق پر مہربان پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ ای لالہ رخسار برق کو باہر لاؤ اُس سے
کہا جائے کہ سب کو شراب پلائے لالہ رخسار نے کہا کہ ای ملکہ عالم وہ دشمن آپکے خاندان کا
ہی عمرو نے کہا کہ کیا مجال ہی جو عیاری کر سکے مین نے سحر کر دیا ہی جب بیہوشی ملائیگا میرا سحر مجکو
خبر پہونچائیگا میرے ہنسنے پر تو حال کھل گیا تھا اور دکہ جب قصد کرون تو حال مخفی رہسکتا ہی یہ
سنکر لالہ رخسار نے برق کو قید سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ ملکہ آشوب تیرے قتل کی درپے ہین
برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہین اب آشوب کا دوسرا طریقہ ہی برق تڑپتا ہوا باہر آیا گلابیان
اُلٹنا پلٹنا شروع کین کل شراب مین بیہوشی ملاکے برق نے پہلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
اس خوبصورتی سے اُس جام کو گریبان مین گرایا سب نے جانا کہ ملکہ پی گئین اب برق نے
کنیزون کا دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین سب دست درازیان
کرنے لگین کوئی کسی کا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی گھبرا کے اُٹھی اور کہا سامری و جمشید آتے
ہین دو قدم چل اور گری کوئی یہ کہکر اُٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہین مین اُنکی ناگ لون
وہ بھی اس محفل مین آئین یہ کہکر دوڑی دس قدم پر جاکے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی
پکار رہی ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہان تھے مین کئی دن سے تلاش مین تھی
یہ کہہ کے بیہوش ہوئی اس طرح بہ طرز نو سب کنیزین گرین اور گر کر بیہوش ہوئین خواجہ و برق
خنجر کھینچ کر کنیزون کو قتل کرنے لگے خواجہ کپڑے اُتار لیتے ہین مہتر برق کی زیور پر نگاہ ہی کسی کی
انگوٹھیان اُتارین کسی کے چھلے اُتارے کسی کا کڑے کے واسطے ہاتھ کاٹا قضاے کار گلنار
سرو قد مان آشوب کی اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے نخل سرو پر قمریان کوکو کر رہی ہین دم
محبت کا قد محبوب کے بھر رہی ہین کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلنار سرو قد
ہوشیار ہو جاؤ جلد جاکر مدد کرو کہ عمرو تمھاری بیٹی کو قتل کیا چاہتا ہی عمرو نے صدہا جادوگر قتل
کیے گلنار گھبرا کر اُٹھی اوراق سامری جھولی سے نکالے اُنکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عمرو باغ مین
قتل کر رہا ہی مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئی یہان آفت برپا ہی برق
ایک گوشے مین ایک کنیز اُٹھکر بھاگی تھی اُسکے پیچھے دوڑا جا کر اُسکا پاؤن کاٹ دیا اُس وقت

گلنار آکر پہونچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پہ خنجر مارا سر اُسکا کاٹھی کیرڑے اُتار رہے ہین کہ آسمان سے لغزہ ہوا او ساربان زادے تمامیری بیٹی کو لیا کیا یہ کہکے زمین پہ آگی زمین پہ وہ پتھر مارا عمرو کے پانؤن زمین نے تھام لیے گلنار کنیزون کو جگانے لگی جو اُٹھتی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہی کوئی مان کو پکارتی ہی جو اُٹھی وہ روتی ہوئی اُٹھی گلنار کہتی ہی کہ ارے آشوب کہان ہی خواجہ کہتے ہین کہ جی بعبو کا گھا اکھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہی کہتی ہی کہ او ظالم تجھے قتل کرون خواجہ کہتے ہین کہ خنجر مار لیے جو اسی کے سر پہ پڑیگا مین بچ جاؤنگا وہ میرے جسم مین پیوست ہی آپ کاری زبردست ہی ضرب لگائیے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہی خواجہ پریشان ہین کہ کیا کرون کیونکر جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کریگی بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھے کہ

اے کارساز دو جہان بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچالے۔ نظم

از حجاب جان چو روے روشن آن جانان نمود
شد فدا خورشید و جان قربان مہ تابان نمود

گاہ بشکل گل بگلزار جہان شد آشکار
قد موزون گاہ مثل سرو در بستان نمود

ال ہدایت کرد اندر دار دل روشن چراغ
گمرہ راہ طریقت را رہ عرفان نمود

صنعت حق آب و آتش را بیک جا جلوہ داد
ابر را گریان نمود و برق را خندان نمود

داد مفلس را خدا گنجینۂ لعل و گہر
حق مہیا جملہ سامان بہر بے سامان نمود

بیقرار ہوکر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی پکارتی ہوئی کہ اے ملکہ ذرا ادھر متوجہ ہوجیے گلنار جو پلٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گال کالے کالے دونون گالون مین گلوریان ٹھسی ہوئین پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ایک جوتا کہین رہگیا ایک پانون برہنہ اور ایک میں جوتا پہنتی ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہی پکارتی ہوئی کہ بی بی ادھر آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے مین کھڑی ہین کہتی ہین کہ امان جان کو بلاؤ میری بات کا جواب نہین دیتین ایک دن وہ تھا کہ جنو جنو کہکر لپٹی تھین آج بات کا جواب نہین دیتین میرے ساتھ کیا ظلم ہوا اس نگوڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہین ہین یہان بیٹھی ہین آئیے بلا لے جائیے گلنار نے جو یہ باتین سنین سینے سے عمرو کے اُٹھی ساتھ اُس کنیز کے چلی کنیز لگا کرلے چلی ایک مکان کے قریب آکر کہا کہ وہ دیکھیے سامنے بی بی بیٹھی ہین مجھ سے نہین بولتین

گلنار سے بچی لپٹ کر ملی تھی کہ کنیز نے خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
کہے کون مکار و غدار ہوں
در مکر پہ میرا پہرا رہا
چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

کرو اُستاد ہیں خواجہ نامدار
کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

چمکنے میں میں برق رفتار ہوں
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

گلنار جو مری کنیزیں بھاگ گئیں باغ سارا جل گیا عمرو نے
ایک گوشے میں آکر اورنگ اور آشوب کو زمین سے نکالا ایک ستون سے باندھا فتیلہ دفع بیہوشی
دیکر آواز دی کہ اے آشوب وا اورنگ دیکھو وہ لاشہ گلنار پڑا ہے اسکو قتل کیا یا تو اطاعت اسلام
کرو یا قتل اپنا منظور کرو اس طرح پر جو عمرو نے سمجھایا آشوب نے عمرو سے اشارہ کیا کہ میں
اطاعت اسلام قبول کرتی ہوں اور اورنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونوں مطیع اسلام ہوئیں دونوں
نے بصدق جواب دیا خواجہ ہمنے اطاعت اسلام بجان و دل قبول کی ہم کتاب سامری کے
مطلب سے بخوبی آگاہ ہیں اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشا کو بڑی
سختیاں ہیں اہل طلسم کی کمبختیاں ہیں خواجہ نے دونوں کو رہا کیا دونوں کو ساتھ لیکر لشکر ایرج
میں آئے ایرج نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کیجے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمرو
نے دونوں جادوگرنیوں کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوے اب آپ کوچ کیجیے آشوب نے
کہا کہ جہاں تک کنیز جانتی ہے وہاں تک رہبری کریگی اُن مقاموں پر کوئی آپ سے تعرض نہ کریگا
حضور کوچ کریں ایرج نوجوان نے اُس صحرا سے کوچ کیا چار منزلیں بخیر و عافیت طے کیں
پانچویں منزل میں آکر اُترے بارگاہ استادہ کرائی ایک بارگاہ میں ملکہ آشوب وا اورنگ
آترین گردش کر جادوگرنیوں کا پہرا شام کو ایرج نوجوان بارگاہ میں بیٹھے خواجہ ابھی تک رخصت
نہیں ہوے سب سرداروں نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گوانیے ایرج
نے کہا کہ خواجہ کو طمع ہے کچھ طلب کرینگے سب صاحب کچھ کچھ دیں تو خواجہ گائیں برق نے خواجہ
سے بیان کیا کہ آج آپ سے گانے کی فرمائش ہوگی عمرو نے کہا کہ میرے ہوش درست نہیں
قرضداروں نے اسقدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود بھی نہیں ہو سکا اُن لوگوں نے خط
لکھے ہیں اسکا جواب کیا لکھوں اسکا کوئی جواب دینے والا نہیں اگر کچھ دلوائیں تو کیا عجب ہے

کہ دو چار شعر گا دوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آراستہ کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ
شاپور نے آکر عرض کی خواجہ نے جھڑک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا نوکر ہوں مجھے فرصت
نہیں شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپکو
سناتے ہیں ایرج خود اٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر تشریف
لائیے خواجہ منہ پھلائے ہوئے نکلے فرمایا ابھی کیا ہے ہمارے سونے کا وقت ہے ایرج
نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلیے صلاح و مشورہ آگے چلنے کا کر لیجیے عمرو
نے کہا کہ میں اب تک میں آقا کے جاؤنگا میں یہاں نہ رہونگا مجھ پر آپ حکومت کرتے
ہیں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت
دربار میں آپ کی ضرورت ہے بمشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سب سردار منتیں کرنے لگے
کہ خواجہ کچھ گائیے جب سب نے انتہا کی منت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقدی رکھیے ان
منتوں سے مطلب نہیں نکلتا سبھوں نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا
تب خواجہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

عارض اس رشک چمن کا گل رعنا سمجھا — سرگیں چشم کو میں نرگس شہلا سمجھا
کثرت خلق کو اس دہر کے میلا سمجھا — گردش ہفت فلک کو میں ہنڈولا سمجھا
لکنت اس طفل کی میں لکنت موسیٰ سمجھا — بدر مخدی کا میں آسکے ید بیضا سمجھا
سب درختوں سے چمن کے جو وہ موزوں دیکھا — سرو گلشن کو قد یار کا سایا سمجھا
گل سوسن پہ ہوا دیدۂ آہو کا گمان — تجھ بن اے شوخ میں گلزار کو صحرا سمجھا
بھاگ کر مردم دنیا سے چھپا یاں آکر — اس کی جا مرے ویرانے کو عنقا سمجھا
لالہ و گل پہ گمان اس رخ رنگیں کا ہوا — سنبل باغ کو میں زلف چلیپا سمجھا
اس مسیحا پہ تصدق جو کیا تن گئی جان — ماش کے پتلے کو میں خاک کا پتلا سمجھا
خلیفہ جب ترا پریوں کو بھی دیکھا میں نے — خاتم دست سلیمانؑ ترا چھلا سمجھا
بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا — دار منصور کو میں نٹ کا تماشا سمجھا
گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں — قطرۂ آب ملا تو اسے دریا سمجھا

خانۂ دوست سمجھ کر کیے کعبے کے طواف	قیس آہوے حرم کو سگ لیلا سمجھا
وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے	خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رتبا سمجھا
چشم وحدت سے جو کی سیر جہان کی اکرؔ	زاغ ابھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا

خواجہ گا رہے ہیں ایرج نے منگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گا رہے ہیں اور نئی نئے طور سے بجا رہے ہیں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ لشکر میں آشوب کے ہنگامہ ہوا گردِ بارگاہ کے اندھیرا فوجِ غم و الم نے گھیرا کنیزیں جو نکل کر بھاگتی ہیں جسنے قدم خیمے سے نکالا شعلہ کے بجلی گری آسمان سے برق گری دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار کنیزوں کے سر کٹ کر گرے فریاد فریاد کی صدئیں بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سُنا گھبرا کر دوڑی آکے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندھیرا چھایا ہے برقیں کڑک کڑک کر گر رہی ہیں کنیزوں کے لاشے لوٹ رہے ہیں بعض گھبرا کے بھاگیں درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گریں ایک عجب ہنگامہ ہے یہ ہنگامہ دیکھ کر ملکہ آشوب نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا لے اب بچ یہ کہہ کے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پھٹا پھٹتے ہی اُسکے ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان شبیہ بہ ہزار ہا طائر بارگاہ میں منقاروں میں دبائے ہوئے صحرا میں آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے پیچھے وہ سب چھوٹے طائر پروں سے جاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار اُٹھا کے کچھ کہتا ہے وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اپنے پروں کو ہلانے لگا منقار سے کچھ آواز دیتا تھا تھوڑے سے ہی عرصے کے بعد صحرا سے نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پر رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈیڑھ لاکھ ساحر اہتمام سواری کرتے ہوئے نوبت و نقارے بجتے ہوئے علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہو قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اُترا آشوب نے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈالنے سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کنیزان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کرینگی ہمنے آخر کس واسطے اور کس دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑیگا جو آئیگا وہ اپنا اپنا زور دکھائیگا شاہباز طائر درنے آواز دی کہ ای آشوب تمنے بڑا غضب کیا شریک مسلمانان ہوئیں

تمھارے بارے میں قدرت حکم قطعی دیچکے ہیں کہ سر کاٹ کر انکے یالا ہے کوہ زبرجدی لاؤ یہیں قدرت سے وجدہ کرکے آیا ہوں کہ سر دونوں کے لاتا ہوں یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا آشوب نے کنیزوں کو انکے مقام پر اُتارا اپنی بارگاہ میں روشنی کرائی خدمت ایمج نوجوان میں حاضر ہوئیں تمام کیفیت بیان کی کہا کہ شاہباز طاہر و برا ہے مقابلہ سرکار آمادہ ہو کنیز اُس سے لڑیگی عمرو نے آشوب کو الگ بلایا کہا کہ اے آشوب ابھی ظاہر نہ ہونا اپنے کو مخفی کرو آشوب نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکے ایک دستک دی جو لگا ہوا کا جلا آشوب و اورنگ غائب ہوئیں خواجہ برق کو ساتھ لیکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا نکالا خود بصورت آشوب اور برق کو بصورت اورنگ بنایا طرف لشکر شاہباز کے روانہ ہوے لشکر میں آکر داخل ہوے ہرکاروں نے آکر شاہباز کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہیں شاہباز نے چند وزیروں اور امیروں کو حکم دیا کہ استقبال کرکے دونوں کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمرو پہونچے تھے کہ دیکھا وزرا و امرا آکر پہونچے با اعزاز ساتھ لیا کہا کہ چلیے آپ کو شہنشاہ بلاتے ہیں عقاب کج باز کہ شاہباز کا وزیر ہو اسنے راہ میں پوچھا کہ کیوں ملکۂ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عمرو نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہیں ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے تھے عمرو نے جاکر ہمارے ملک میں ایسی قیامت برپا کی کہ سوا ہے ساتھ آنے کے کچھ نہ بن پڑا شاہباز نے سحر کیا میں اُنکی خدمت میں حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونوں نے آپس میں صلاح کی کہ چل کر شاہباز سے ملیں اب ساحر زبردست آیا ہو اُس سے مل کر لشکر نبیرۂ رستم کو تباہ و برباد کریں صحراے گرداب نشان تک نہ جانے دیں اگر یہ لوگ صحراے گرداب نشان میں پہونچے ہر چند کہ گرداب جادو وہ بلاے روزگار ہو کہ ان لوگوں کو جینے نہ دیگی عقاب ملک آشوب سے باتیں کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر کھٹکا ہو یہی سوچتا ہو کہ یہ دونوں شریک نبیرۂ طلسم کشا ہوئیں پھر کیا سمجھ کے آئیں بھلے نہ سوچیں کہ ہفت پیکر سے دشمنی کرکے کہاں رہیں گے جنکے ساتھ فوج دریا موج ہو پانچ پہاڑ فوجوں سے بھرے ہیں جسدن اپنے مقام سے نکل پڑیگا اگر کروروں مسلمان ہونگے تو ملیدہ کرکے مٹا دیگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہیں ہو یہ تو نہیں سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہیں ہو مگر یہ دل سے باتیں کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد برپا کرینگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہین ہو انکو گرفتار کرین یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا آکر شاہباز سے سب دلیلین بیان کین کہ اے شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونون کو گرفتار کر لیجیے ایسا نہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کرین شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب وا ورنگ نقلی آکر پہونچین شاہباز کو آکر سلام کیا شاہباز برا سے تعظیم اٹھا کہا کہ اے ملکہ اگر تم مدد کرتین تو ایک سحر مین لشکر حمیرۂ طلسم کشا کا خاتمہ عاقبت مین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا طلسم کشا جاؤنگا سب کو گرفتار کر لاؤنگا تمھاری کیا صلاح ہو آشوب بدلے کہا کہ میرے نزدیک تو اسمین فلاح ہو کہ ہم تم سب مل کر لشکر پہ سحر کرین حمیرۂ طلسم کشا کو گرفتار کرین بی گلپوش کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے ناچ ہونے لگا سب تعریفین کر رہے ہین مگر آشوب خاموش بیٹھی ہین کہ شاہباز نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا ناچ گانا تمھارے ناپسند ہو آشوب نے منھ بچکا کے کہا یہ گانا بے تال ہو اُسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو جانا کہدیا زبان سے کہو تو معلوم ہو یہ سنکر ملکہ آشوب سازندون کے سامنے آ بیٹھین کہا کہ بی گانا سنو یہ لیکے یہ غزل شروع کی

نظم

حقیقت مین اُسے منظور خاطرداری نہ آنا تھا　　فقط حیلہ تھا در کے سر کا صندل کا بہانا تھا

شب فرقت مین یہ حالت رہی بیتابی دل سے　　سرھانا پائینتی تھا پائینتی میرا سرھانا تھا

دوی آرائش گیسوئے وحشت بات کرنے کی　　مقابل آئنہ تھا ہاتھ مین کا فور کے شانا تھا

جو مرجاؤن تو لوح قبر پہ میری یہ کھدوانا　　ہوا یہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا

ہمیشہ سے ہدف ہون ناوک مژگان خوبان کا　　ہوا تیر افگنی کا شوق جسکو مین نشانا تھا

یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو　　مجھے دیوانہ کرنا تھا پری تجھکو بنانا تھا

بھری رہتی تھین اسمین صورتین آئینہ رویونکی　　یہ اپنا خانۂ دل بھی کبھی آئینہ خانا تھا

کسی دل کو محبت سے تری خالی نہین پایا　　ترا چرچا تھا ہر محفل مین تیرا ہی فسانا تھا

بڑھایا کیون مرض اپنا کیا تو نے او نرگس　　اُن آنکھون سے تجھے بیمار آنکھین کیا لڑانا تھا

ازل سے الفت روے حسینان آپ گل مین ہو　　مزاج اپنا لڑکپن مین بھی او بت عاشقانا تھا

چھڑایا زندہ جیسے آسمان نے اُسکا در ورنہ　　یہی سر تھا ہمارا اور اُسکا آستانا تھا

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ چومنے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہم تو نقل بھی
آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج باز اور زیادہ کھٹکا اُسنے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور
آشوب میں یہ کمال کہاں شراب میں بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے
فوراً گلابی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کرکے سامنے آشوب کے آیا کہا تو ملکہ ہمارے شہنشاہ کی
عنایت ہے آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھوں سے جو لگایا بو بیہوشی کی آئی برق کو اشارہ کرکے کہا
کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونوں بلا میں پھنسے دیکھیے کیونکر بچیں برق بھی ہوشیار ہوکے بیٹھا
خواجہ اس جام کو بے اندیشۂ انجام پی گئے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے
کھایا وہ دافع دارو بیہوشی تھا بارے آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ صاف و شفاف
تھا کئی جام عمرو نے یوں ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہے کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی
عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحرہ زبردست ہے اسکے بیرون نے
اسکو بچایا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز سنبھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہکر اُٹھی کہ اے شاہباز
تم شب کو سحر کرنا ہم اسکو پورا کر دینگے اور نہیں تو اگر مناسب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات
نہیں کنارے تمکو آگاہ کر دیں اُس طور سے تدبیر کروگے تو تابہ لشکر طلسم کشا پہونچنا کچھ بات نہیں
ہے شاہباز اُٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہے مگر شاہباز ساتھ آشوب کے چلا
آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جادوگرنیاں طلایہ پھرتی ہیں
جو سحر کرو گے جادوگرنیاں کامل و اکمل ہیں گلیم پوش بلائے روزگار ہیں ضرور دفع سحر کریگی دن کو
سحر کرو یہ باتیں کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہے اسکو منع کرو کہ ہم تخلیے میں باتیں کر رہے ہیں یہاں
نہ آئے شاہباز پلٹا خواجہ نے حلقۂ کمند کے گلے میں ڈال دیے حباب مار کر بیہوش کیا اور شاہباز
کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا منہ پر ہاتھ پھیرا شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو پکارا کہ اے وزیر اعظم یہاں
آؤ کچھ کہنا ہے عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ میں نے
اُسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ نکل آئے
شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اُسنے سر نکالا عقاب اُس طرف پلٹا خواجہ نے اسکو
بھی حلقۂ کمند کے مارے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زنبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل مین شک آگیا ہو اتنے عرصے مین برق نے اور
سب پر رنگ جمایا شراب کا چرچہ کیا دو چار شعر گا کر جام لبریز کر کے کہا کہ لو صاحبو یو ہم بھی پیتے گئے
پہلے جام سادہ آپ پیا پھر آغشتہ بدار و بے ہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر سے
نکلے دیکھا کہ رنگ محفل دگر گون ہو سمجھے کہ برق نے رنگ جمالیا دست دراز یان آپس مین
ہو رہی ہین عمرو نے آتے ہی سبکو للکارا وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے
خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان مین سوزن دی سب کو ستونون سے باندھا شاہباز و عقاب
کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز دیکھا تو نے قدرت کو
پروردگار عالم کی کہ مین نے تجکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کرو اُس
پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسنے ایک کاف کن سے شجر و حجر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اُس
معبود کو سجدہ کرو کہ جسنے تمکو قطرۂ نجس سے پیدا کیا یہ غرور دماغ مین بھرا تمھارا ارادہ تھا کہ ہمکو گرفتار کرو
جسنے تمکو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہو کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالونگا تمھاری
فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کراؤنگا بارگاہ مین لوٹ لونگا شاہباز دیکھتا ہو کہ سب
سردار میرے گرفتار ہوئے اب مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ مین صدق دل سے
تمھاری اطاعت کرتا ہون عمرو نے ایک کوڑا مارا تازیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
شاہباز بک گیا عقاب کو تو عمرو نے خنجر مارا کہا کہ او مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا سر
کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا نہو مجھے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کفر دور ہوا خوف جان سے
قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ مین بصدق مطیع اسلام ہوتا ہون شیر بیشۂ صفا حقیقی کو
تا چہرا سے گرداب نشان بہ بچاؤنگا عمرو نے دیکھا کہ پیشانی اسکی روشن ہوئی نور آ زبان سے
سوزن نکالی شاہباز قدمون پر گرا خواجہ نے سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
شاہباز نے بہت سا جواہرات منگا کر دیا خواجہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شاہباز مین بہت
قرضدار ہون ادائی سود مین مجبور و ناچار ہون شاہباز نے کئی صندوقچے جواہرات کے حاضر
خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت مین ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ جا کر
ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طائر در مطیع اسلام ہوا خدمت مین آتا ہو اسکے استقبال کو آشوب

داورنگ و توسن دکمیت کو روانہ کرو برق نے جاکر ایرج کو خبر دی ایرج نوجوان کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہوگیا آشوب داورنگ و گلپوش و توسن دکمیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
شاہباز طائر درجا ؤ کرخواجہ نے جاتے ہی ہماری شکل پر شاہباز کو مطیع کیا شاید یہی کہ
رہا ہو کہ یہ باتیں قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مطیع کرلیا
آشوب اورنگ و گلپوش وغیرہ سب ساحروں کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آٹھہرے دیکھا
گرد اڑی شاہباز تخت پر سوار چالیس پچاس مصاحب تخت کو گھیرے ہوئے پشت پر ڈیڑھ
لاکھ ساحروں کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال دیکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا ملا آشوب
سے بغلگیر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سرداروں سے آشوب نے شاہباز کو ملوایا بہ اعزاز و اکرام
تمام لاکر بارگاہ ایرج میں پہونچایا ایرج نے تعظیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
تخت پر نہ بیٹھتا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
کوچ کریں یہ وادی ریگستان مشہور ہی یہاں حوالی میں ایک پہلوان رہتا ہی مشہور صحرا نشین اُسکا
نام ہی اگر اُسکو خبر پہونچی تو فوراً برائے مقابلۂ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اُسے خود پیغام رزم
بھیجینگے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہی مگر وہ نہایت زبردست ہی غلام کو خوف یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف پہونچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہی تم خود جاکر
اُسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منھ سے
نہ نکلیگا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں شاہباز اسی وقت پر پرواز پیدا کر کے چلا مشہور
صحرا نشین اپنے بیٹھے میں بیٹھا ہی چار سو پہلوان حاضر ہیں کہ ہرکاروں نے اُسکو خبر پہونچائی
عرض کی کہ ای پہلوان دوران و ای رستم زمان آپ کی حوالی میں آکر نبیرۂ صاحبقران فروکش ہوا
قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جاکر نبیرۂ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اُترا تھا عمرو نے
اُسکو عیاری کر کے ایسا تسخیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہونچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کرینگے
حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوئے یہ سُنکر مشہور صحرا نشین نے ایک چیخ ماری ڈیڑھ لاکھ جوان
کشتی گیر لنگوٹ باندھے ہوئے آواز اپنے مالک کی سُنکر سب حاضر ہوئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی
کہا جلد تیار ہو اور گینڈا ہمارا درست کرو ہم مقابلے میں نبیرۂ طلسم کشا کے جائینگے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر دبر آکر پہونچا اُس سے مشہور نے پوچھا کہ اے مصاحب
خداوند کیونکر آپکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہون کہ نبیرۂ رستم بعد
شوکت و حشم آپ کے بیٹھے سے گذرا چاہتا ہے مین نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کرلی اب آپ کو اختیار ہے ایرج آپ کے مقابلے کا مشتاق ہے اسکو بھی پہلوانی کا دعوےٰ
ہے لقا کا نواسا ہے مگر قدرت کے خون کا پیاسا ہے کئی مرتبہ لقا کو شکست دیکا جہان پایا جنبز
جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچاتے ہین طہماسپ دیسا جوان بیٹا طہماس کا کہ اپنے زمانے کا
دیو تھا اُسکو زیر کیا اپنا سردار بنایا مشہور نے دیکھکر آواز دی کہ طہماسپ و طہماس و ایسے ہیرے
چیلے ہین چالیس کوس کے گرد مین کسی کی مجال نہین کہ آج تک اکھاڑا کھودتا یا پہلوانی کو جاری
کرتا چالیس جوان بیٹھے ہین ان لوگون نے دس دس برس مشقت کی اُسکے بعد اکھاڑا کھودا
اُستاد بنکے بیٹھے مین نے جا کر کسی کو دوپہر مین زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر اُلجھا شام
ہوتے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرۂ رستم ان سب سے زیادہ ہے شاہباز نے کہا اس گفتگو سے
کوئی مراد نہین حاصل ہوتی اب آپ مقابلے مین آئینگے تو اُس شہریار کا جاہ و جلال دیکھینگے
مین تو اُس شہریار کا غلام ہون دل و جان سے مین نے اطاعت کی تمہین خبر کرنے آیا ہون
مین نے تو تابعداری اختیار کی مین حیران ہون کہ یہ طلسم کشا نہین ہین انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے مین نہ ٹھہر سکا رات کو آیا دن کو خدمت مین پہونچا مشہور
نے کہا کہ مین خود آتا ہون آکے اُس جوان کا زور دیکھتا ہون کہ کس رنگ پر ہے کیا خیال ہے
کیا جاہ و جلال ہے شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اُسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زبردست بارہ چودہ ہزار اُسکے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کر و فر
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریے کے قریب اُترتا ہے زمیندار سے وہان کے
کہلا بھیجتا ہے کہ آج بادولت کو فروکش ہوتے مین دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کرو اگر وقت
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکر حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا تمام گانون
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہے یہان شاہباز نے آکر
ایرج نوجوان سے اُسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اُسکو اسقدر اپنے زور کا خیال ہے

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا اب وہ آتا ہی غلام کو بھی بڑا خیال ہی مدت سے وہ یہان
رہتا ہی سیکڑون قریے اُسنے قبضے مین کر لیے کوئی کچھ نہین کرسکتا اگر یہان کے بادشاہون سے
فریاد کی تو اُن لوگون نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس جنگی سے کون مقابلہ کرے گا گون
لے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ وقت پر سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی
دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر
فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہونچی بارگاہین چھکڑون پر لدی ہوئین اس کروفر سے آکر
پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی پہلوان جابجا اُترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر
کے چھانٹے جائین اور وہی سب ساتھ جائینگے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین طبل جنگی بجے شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاپور کو بلا کر حکم دیا کہ غیر ساحرون کا لشکر ہمارے
ساتھ میدان کارزار مین جائیگا غیر ساحرون سے کہدو کہ تیار رہین اور ساحر لوگ علیحدہ رہین کوئی
صاحب ساتھ نہ جائین شاپور نے لشکر مین حکم پہونچایا ایرج نوجوان نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ
لشکر غیر ساحران کسقدر ہی وقائع نگارون نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہین شاپور نے
عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہی ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہباز نے عرض کی
کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار مین ہونا ضرور ہی تنہا غلام
کافی ہی ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہی مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا شاہباز طائر درنے
عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤن شاہباز نے اُسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب مین
مشہور ہی کہ مشہور صحرا نشین و ایرج نوجوان سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہزار فکر رہے لیکن
ملازمان ایرج کو انتشار کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف مین مشہور ہی چار پہر رات اسی
ہنگامے مین بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوشش اکھاڑۂ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیا و شعاع
ہمراہ میدان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا ادھر سے یہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہو کر نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کرا کا کہکر ہٹے کہ مشہور
صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلانے لگا

اسپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر میں سوائے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج نے کرۂ بن شقر کو صفت سے بڑھایا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا اسپ اغر کب اصیل کوہ سرین وکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل تھوتھنی مثل غنچۂ گل طرارہ بھر کے چلا کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا

بقول مصنف صفت اسپ تصنیف مصنف کتاب ہذا

قمر وصف توسن رقم کیا کرون
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
ہر اک نعل ہی نیمچہ بے مثال
وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی

کر شید یز خامے کا پا لنگ ہی
تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار
قدم با قدم مائل جنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کسطرح

ملا ہی عجب رنگ شبدیز سے
صبا نام رکھون تو بیرنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین جھپکون مین گھوڑا سامنے مشہور کے آکر پہونچا آپس مین تگا ورزق ہوئے تین قدم کرۂ بن اشقر اور پانچ قدم گیندا مشہور کا پیچھے ہٹا اب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ آئینۂ رخسار پر پڑی آئینہ وار حیران مثل زلف خوبان پریشان بے اختیار پکارا تھا کہ ای جوان میری تلوار کا بار تجھ سے نہ اٹھیگا یہ مجھکو ثابت ہوا کہ تو من چلا ہی سر کو ہتھیلی پر رکھا موت کا مزا چکھا اب تک جو کوئی مقابلے مین آیا بس پلٹ جا مین نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب مین فرمایا کیون اسقدر غرور کرتا ہی شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہین مار کر یالات ومنات پر لعنت کر اور ہفت پیکر سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو برا کہا مشہور بہت بگڑا گیندا ہٹا کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ نشتر طعن چلی تھی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر تبیر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور مثل ابر کے گرجا اور آواز دی کہ ای جوان تو نے غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے میرا نیزہ ہوائی کیا مگر یہ تیغ بیدریغ ہی حلال مہمات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص و عام ہی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارون تا بہ بیخ کاٹون صدہا پہلوان مار ڈالے دل مین درد کا نام نہین اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغ نیام انتقام سے کھینچا بات ثابت تھا کہ اژدہا غار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مظلومان کہون یا ابر بجلتا برق جہندہ نکلی

خبردار خبردار کہکے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تیغہ دو دمہ سکندری کو نیام سے کھینچا
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا ایرج نے بھی بہ قوت صاحبقرانی ہاتھ مارا
مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈالدیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دو شیر سر ٹکرا رہے تھے جہان مشہور پکڑ لیجاتا ہو ایرج
تڑپ کر نکلتے ہین اور جس مقام پر ایرج پکڑ لاتے ہین دو چار گھسّے ایسے دیتے ہین کہ ذرہ پاؤ
پارہ ہو جاتی ہو پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہین الجھ الجھ کے مشہور ایرج نوجوان سے شام
تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زرین پوش نے فوج ماہ تابان سے شکست
کھائی قلعہ مغرب مین جاکر روپوش ہو مشہور نے فوراً ایرج نوجوان کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھکر
ہاتھ تھاما زمانا کر کیا ارادہ ہو مشہور نے کہا کہ اب کل مقابلہ ہوگا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے
عیش و آرام کے ہو ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ دستور نہین ہے حریف سے فیصلہ کیے نہین پلٹتے یا تو تجکو
زیر کریگا یا ہم بجبر غالب آئینگے تب میدان سے پلٹین گے مشہور نے کہا کہ مین ہرگز رات کو
مقابلہ نہ کرونگا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سپر و شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ
آؤ تلوار چلے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی مین عرصہ ہوگا مشہور نے جواب دیا مین کسی طرح
مقابلہ نہ کرونگا اب پلٹ ہی جانا بہتر ہو کل صبح کو میدان مین آنا نیزہ و شمشیر آپس مین چلیگا ہر چند کہ
ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر مین جاکر اکیلا
بارگاہ مین آیا جو ساتھ چلے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ مین تنہا بیٹھا بیٹھ کر رونے لگا
آنکھیں روتے روتے سرخ ہو گئیں عیار اسکا پیمان شبگرد جو پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق
باہر ہین آقا اکیلے اندر ہین پہرے والے سے کہا کہ جاکر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہو امیدوار ہو کہ
باریاب ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیجو پیمان شبگرد اندر آیا اتنے بڑے پہلوان کو اس
حال مین دیکھا آنکھیں سرخ سر جھکائے بیٹھا ہو پیمان شبگرد نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
کہ مین حضور کو نہایت متردد پاتا ہون ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہون مگر بخوف
کہہ نہین سکتا مشہور نے کہا کہ ای یار وفادار مین برا سے مقابلۂ نبیرۂ رستم میدان مین گیا
وہ کل فنون سپاہ گری مین بجبر غالب ہو شام کے ہوتے ہی مین پلٹ کر آیا گر وہ نہ تھا مین سوچا

کہ عیار میرا ہیمان شاگرد موجود ہے کچھ فکر کریگا اگر تجھ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑ لا مین اسکو قتل
کرون اسکے خون سے ہاتھ بھرون ای ہیمان ہو سکتا ہے کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے ہیمان نے کہا
کہ غلام بیشک گرفتار کر لائیگا اور کیا مجال کسی کی کہ مجکو روک سکے مین دیکھ رہا تھا کہ حضور نے عجب طرح
سے مقابلہ کیا دن بھر الجھ الجھ کے لڑے وہ پیچ آپ کے جو پہلوانون پر بندھے ایرج کے
سامنے وہ پیچ بھی آپ نے نہیں کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ای عیار طرار دیکھنے
مین وہ جوان ہاتھ پاؤن چھوٹے چھوٹے رکھتا ہے معشوق وضع ہے مگر زور اسمین کوٹ کوٹ کر
بھرا ہے اس وجہ سے وہ پیچ اسپر نہ بندھ سکے یہی مجکو خوف ہے کہ کل کا اسنے وعدہ لیا ہے اب
اگر مقابلہ پڑیگا تو ابکی وہ مجکو مار ڈالیگا مین اس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگا ایسے سخت
پیچ باندھتا ہے کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہے عیار اٹھا باہر سے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک ضعیفہ
کی شکل بنا لشکر ایرج مین آیا پھرنے لگا مہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے انھون نے
جو بڑھیا کو آتے دیکھا کہ کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین مگر جلدی چلی آتی ہے برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہے جھپٹ کر قریب آیا کہا کہ بڑی بی صاحب کسکی فکر مین پھرتی ہو برق کو دیکھکر ہیمان گھبرا گیا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلاے روزگار ہے برق نے جو پوچھا کہ بڑی بی کس فکر مین پھر رہی ہو ہیمان
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سوارون مین نوکر ہے کئی دن سے گھر نہین گیا مین اسے دیکھنے آئی ہون
برق نے کہا کہ کس رسالے مین ہے ہیمان گھبرایا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤن کہا بیٹا مین نہین جانتی
برق نے کہا کہ چلو مین تلاش کر دون بڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہین جیسے ہی بڑھیا ادھر پلٹی برق نے حلقے کمند کے
ارے ہیمان نے سبک ہو کر جست کی حلقہ ہاے کمند سے دور جا کر گرا برق نے آواز دی کہ او مکار کہان
جاتا ہے ہیمان بھاگا برق نے پیچھا نہ کیا ہیمان جنگل مین پہونچا صورت تبدیل کی عطر فروش بنکر
طرف لشکر کے چلا ہیمان برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے
پوچھا کہ مہتر صاحب کس تلاش مین گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تمھارے آقا کی تلاش مین
آیا تھا مین نے اسے ٹوک کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو پھر حملہ کریگا مجکو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہے وہ عاجز ہو گیا تھا اسی نے عیار کو بھیجا ہے شاپور نے کہا کہ کیا مجال کہ جو وہ

طلوں آسکے پیمان پھر لشکر میں داخل ہوا جابجا دوکانوں پر ٹھہرتا ہوا آتا ہے پتہ لوگوں سے پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدمتگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روئی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نامدار تمہارے کیا کرتے ہیں ہمارا مال وہاں بکوا دیئے تو آپ لوگوں کی بھی خدمتگزاری کریں ایک خدمتگار نے کہا کہ میں بکوا دوں کے پاس تھیں لے چلو لگا دس پانچ تولے بک جائیگا اس خدمتگار کے ساتھ پیمان چلا دوکانوں کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر پیمان نے حلقۂ کمند کے خدمتگار کو مارے حباب مار کر بیہوش کیا خدمتگار کی شکل بنکر قریب بارگاہ ایرج آیا خدمتگاروں میں ملکر اندر پہونچا دن بھر بیٹھ اٹھ کے اپنے کام شام کو جب چوکی پہ تقسیم ہونے لگے تو اسنے جمعدار سے کہا کہ آج چوکی پر میرا پہرا ہو تین خدمتگار اور جو تھا یہ قرار پایا چوکی پر ایرج کی آیا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو اسنے گاوزبان کھلا کر تینوں خدمتگاروں کو بیہوش کیا اپنے مقام سے اٹھا کنچہ نکالا دارو سے بیہوشی رکھ کے برابر دماغ کے لگا دیا ایرج نے جب سانس لی بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں اور دو حلقوں سے گردن و کمر باندھکر پشتارہ باندھا چادر عیاری میں باندھکر اب حیران ہے کہ کس طرف سے نکلوں طلایہ کی آواز کان میں آتی ہے دروازے پہ نگہبان بیٹھے ہیں باتیں کرنے کی آواز آتی ہے آخر ہیلوے بارگاہ پر آکے سر انچہ چاک کیا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہیں طلایہ آتے دیکھا خیمے کی آڑ پکڑی کہیں بیٹھ گیا کہیں لیٹ گیا کہیں دوڑ کے چلا کہیں ٹھہر گیا اس طرح بیٹھتا اٹھتا جاتا ہے شاپور اپنے خیمے میں پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سوچا کہ برق نے تمکو آگاہ کیا تھا تمنے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی لیجائے برق کہیں گے کہ اے شاپور بڑا افسوس ہے ہمنے تمسے کہدیا تھا تمنے انتظام نہ کیا یہ سوچکر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلایہ پھر رہا ہے دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں شاپور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہے نگہبانوں نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہیں جی میں کہتا ہے کہ اے شاپور نگہبان ہوشیار بیٹھے ہیں پھر باعث تردد کیا ہے پھر خیال میں آیا کہ چل کر دیکھ تو لیں آخر بارگاہ میں آیا دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہے پلنگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا گھبرا گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا بستر پر نہیں ہیں

چند شاگرد شاپور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاپور جو گرد بارگاہ کے پھرا ایک مقام
پر سراغچہ چاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا ہیمان لشکر سے نکل چکا تھا شاپور نے دور سے
دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خیال میں آیا کہ للکاروں پھر سوچا کہ اسکے
پیچھے چلو آگے آگے ہیمان جاتا ہو پچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاپور چلا آتا ہو یہاں مشہور
رات بھر انتظار میں عیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ زنگ کی آواز کان میں آئی خود کھڑا
ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ہیمان پشتارہ بدوش آتا ہو پکار کر پوچھا کہ ای ہیمان
شہر یار روباہ عرض کی حضور ایرج کو لایا مشہور نے ہیمان کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاپور
بشکل جلاد پہونچا اور خادم و خدمتگار یہ خبر سنکر دوڑے چند افسر آئے لشکر میں بلوہ ہو گیا
کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو پکڑ لایا چند افسران فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے
کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دام مکر میں گرفتار کر کے لایا ہوں یہ ہوشیار
ہوتے ہی آفت برپا کریگا آہنگروں کو بلائیے اسی وقت آہنگر آئے ایرج کو مسلسل و مطوق کیا
اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانۂ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کر کے اُٹھے سامنے
مشہور کو جو بیٹھے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کہا اور پکار کر آواز دی کہ او نامرد مردان عالم
کو معرفت عیار کے گرفتار کرایا ہو جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ ارے
جلاد حاضر ہو شاپور مجمع سے نکلا خنجر برہنہ ہلاتا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو اسے ابھی
قتل کروں ایرج نے کلمات سخت و درشت کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسے بیکار
سر کاٹ لے یہ خاموش نہیں ہوتا ہو بڑے گفتگو کرتا ہی بعد اسکو خوف جان نہیں ایرج نے کہا کہ
مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاپور نے للکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر تو دیکھ ایرج
نے جلاد سے آنکھ ملائی پہچان گئے کہ میرا عیار آ گیا شاپور نے جھپٹ کر گردن پر کوڑے کا خط دیا
شانگین لگانے لگا آواز دیتا ہو کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیجیے آپ کا جو حکم ملے ہاتھ ماروں کہ سر
اسکا اُڑ جائے مشہور نے کہا کہ سر کاٹ لے شاپور نے بڑھ کر خنجر مارا ایرج نے دونوں
ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی ایرج نوجوان نے نعرہ کیا۔ نظم۔

گرمی بازار عشق از تب خون من ست
بر سر دار فنا خانۂ تو غاے من
شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
باک ندارم ز دار چوب ستون من ست

خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق		بشکنم این بند را وقت جنون کس بست		قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے

پھینک دیا شاپور نے نیچہ ہاتھ میں دیا ایرج نوجوان معروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام
سے اُٹھا للکارتا ہوا کہ اے جوان کیا غضب کیا قید مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ
نہ چھوڑونگا اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ او نامرد مکر سے قید کرا لیا
اُسپر یہ غرور مشہور نے طرف بیمان کے دیکھا پکارکر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردوں کو
بلا کمندوں میں اسکو گرفتار کریں بیمان جست کر کے چلا تھا کہ شاپور سد راہ ہوا شاپور اور بیمان
سے نیچہ چلنے لگا کئی حلقے کمند کے بیمان نے شاپور پر مارے شاپور نے حلقے خنجر سے کاٹے
آخر اُسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہے شاپور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہے یہ فقرے ہمارے
گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کاٹا چاہتا ہوں پشت پر حریف آگیا بیمان پلٹا شاپور شیر دل نے نیچہ
مارا کہ سر بیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بیمان بھاگا شاپور نے جو اتنی مہلت پائی فوراً جست
کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار و پیدل شاپور نے
آواز دی کہ یارو خبر لو آقا کیلئے گھرے ہیں سات ہزار سوار لیکر شاہباز طائر ور آپڑا ایرج
نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا معروف جنگ ہوئے شاہباز جو
سات ہزار جوان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرا معروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ
پر آگرے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہباز نے دو تین گولے بھی مارے اندھیرا ہوگیا کافر گھبرائے
پھرتے ہیں مشہور دیوانہ وار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہونچا ایرج نے للکارا اُسنے بڑھ کر
ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار
گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا پکارتا ہوا کہ یارو نکل چلو یہ جوان زور میں بھی
بے نظیر ہے فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہے بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا
بارگاہوں اور خیمہ پر قبضہ کیا مال و اسباب لوٹ کے بفتح و فیروزی بجتے داخل لشکر ہوئے
مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج والوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بالاے کوہ
زبرجدی جاتا ہوں خداوند سے جاکر فریاد کرونگا کہ اپنے ساحر کو روانہ کریں کہ جو ایک سحر میں
ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے پر سوار زخمی سر سے خون بہتا ہوا اُبر طے تمام

خون آلود صحراؤن کو طی کر کے زیر کوہ زبرجدی پہونچا تمام میلہ جمع ہی جو مشہور کو اس حال سے
دیکھتا ہی پوچھتا ہی کہ ای پہلوان دوران دای گرشاسپ جہان تمکو کسنے زخمی کیا ہی کہتا ہی کہ یارو
کیا کہون عجب آفت مین ہون قدرت کو کچھ فکر نہین اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہین طلسم کشا کا
دن بدن زور بڑھتا جاتا ہی یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہی ساحر زیادہ
غیر ساحر کم خود بہادر یگانہ ایسے دیو سے مقابلہ کیا مین اپنی جان بچا کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا
اُسکے عیار نے اُسی وقت اُسکو رہا کیا جنگ مین زخمی ہوگیا قدرت سے فریاد کرنے آیا ہون یہ سب
کہتا سُنتا بشکل بالاے کوہ زبرجدی آیا تصویر سنگی باتین کر رہی ہی پکار کر آواز دی کہ یاخداوند
سواے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہی پوتا طلسم کشا کا اس والی صحراے عشرت خیز
تک آگیا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا تصویر نے آواز دی اپنے ملک مین
جاؤ مددگار پہونچیگا نبیرۂ طلسم کشا آگے نہ بڑھنے پائیگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس
والی مین قدم نہ رکھیگا چند ساحر اُسکے ساتھ شریک ہوگئے اُنھون نے یہ زور اُسکے تئین دیا ہی
اُسپر نبیرۂ طلسم کشا اپنے علم وشان پر ناز کرتا ہی ایسا ساحر بھیجون کہ جو جا کر زمین ہلادے مگر تو
اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اُترا جہان ٹھہرتا ہی وہان لوگ گھیر لیتے ہین آخر جان بچا کے بھاگا
ایک لفظ مین سب کو آگاہ کرتا ہی کہ یارو مین زخمی ہوا مین نے شکست فاش کھائی قدرت
سے فریاد کرنے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہی کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہی
یہ کہتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشے کے باہر
نشان آمد لشکر ایرج نوجوان معلوم ہوتا ہی اول آکر لی گلبوش اُترین تھوڑی دیر کے بعد
توسن وکمیت بھی آئین شاہباز بڑے دھوم سے آیا ایرج نوجوان کا داخلہ ہوا مشہور
دیکھکر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ بھی پریشان ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ
ای شہریار لشکر نبیرۂ طلسم کشا آگیا تمام جنگل فوج سے معمور ہی ایسا نہ ہو نبیرۂ طلسم کشا آگے
تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ مین قدرت سے کہہ آیا قدرت نے مضبوط وعدہ کیا ہی مین اُسی کا
انتظار کر رہا ہون یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر سیاہ پیدا ہوا ابر سے
جشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر پھٹا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین

نہایت حسین دریاے جواہر میں غوطہ زن دونوں ہو تحفہ رشک نسترین ونسترن پشت پر دولاکھ
جادوگرنیان طاؤس زرین بال پر سوار باز و بطہ و قرقرے زیر ران ہزبر آتشین پر ساحران غدار
وہ ساحرہ آکر اُسی صحرا میں اُتری مشہور سے ملاقات کی مشہور نے جو سراپا اُس محبوب مطلوب
کا دیکھا بیتاب ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ آئیے تشریف رکھیے جی چاہتا ہی آنکھیں فرش کرون
خاک پا لیکر آنکھون سے لگاؤن توتیاے چشم بناؤن میری تو عجب کیفیت ہی قلب کی یہ صورت ہی
کیونکر ضبط کرون ضبط نہین ہو سکتا کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی- نظم

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا ‌ ‌ کیا کہون تجھسے کہ ان آنکھون سے کیا کیا دیکھا
یون تو جایا کیے ہر سال حسینون لیکن ‌ ‌ ایسی تو چندی مین اک چاند سا ٹکڑا دیکھا
عمر بھر کی جو تمنا تھی سو وہ بر آئی + ‌ ‌ مرتے دم شکر ہے دیدار تمھارا دیکھا
کبھی بالون کو سنوارا کبھی سرمہ پونچھا ‌ ‌ آئنہ لے کے سحر اُسنے جو چہرا دیکھا
جون وہ کافر کہ مسلمانون نے اکثر مجکو ‌ ‌ پھونکتے کعبے مین ناقوس کلیسا دیکھا
جان ملب ہوگیا دوروز کی غفلت مین تری ‌ ‌ اپنے بیمار کا احوال مسیحا دیکھا
کل تو سب کرچکے تھے گور و کفن کی تدبیر ‌ ‌ جان جان آج تو تونے اُسے اچھا دیکھا
بدگمانی سے خفا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار ‌ ‌ کچھ عجب طرح کا انداز تمھارا دیکھا
آپ کے گھر کے سوا یہ تو بتاؤ مشفق ‌ ‌ کونسے کوچے مین کسنے مجھے کس جا دیکھا
افترا مجھپہ کیا ہی یہ دراندازون نے ‌ ‌ بخدا مین نے کسی کو نہین اصلا دیکھا
آپ کیون کرتے ہین ہر روز نظارہ بازی ‌ ‌ مین نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
اُٹھ گیا اُسکا دوپٹہ جو ہوا سے اے رند ‌ ‌ صاف آئینے سے وہ پیٹ مصفا دیکھا

مشہور نے جو یہ اشعار سامنے ملکہ کے پڑھے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اے مشہور مین
تمھاری مدد کو آئی ہون تم ایسی باتین کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے
نکال ڈالو مین ابھی جاکر نبیرۂ طلسم کشا کو پکڑ لاؤن دیکھون کون کون جادوگرنیان جمع ہین کہ اسقدر
اُنھون نے ہنگامے ڈالدیے سب ساحر شکایت کرتے ہین کہ بی گلپوش بہت تیز ہین ایک آنکھ کا
اشارہ اُسپر کافی ہی دیکھون تو کیسا باغ لگاتی ہین اور اگر ایسی باتین منظور رہین تو رخصت ہوتی ہون

کل صبح کو طلسم کشا تمہیر جلوہ کریگا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام تمھارے بیشے میں آگ لگا دیگی
بھاگنے کا راستہ بھی نہ ملیگا جل بھن کے رہجاؤ گے مشہور کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ ای ملکۂ عالم
فقط نگاہ لطف کا امید وار ہون آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہین کہ اس دوالی مین کوئی ہمسر میرا
نہین ہو فقط مین نے نبیرۂ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشامد قدرت سے عرض کرون
تو میرے تمھارے نسبت پختہ کرادین خود قدرت تمکو سمجھادین تین سو قصبے میرے قبضے مین ہین ان
سبکو آپ پر نثار کردون ایک ایک کنیز کو مرتبۂ افسری دونگا وہ خدمتگزاری کرون کہ آپ کو رضامند
کردون کسی خدمتگزاری سے منھ نہ پھیرون ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون
خیر سمجھا جائیگا خبردار میری بارگاہ مین نہ آنا ورنہ مین بہت بیزار ہونگی یہ کہکر بارگاہ استاد کروائی
لشکر اپنا اُتارا ملکہ داخل بارگاہ ہوئین اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر کنیزون کو حکم دیا کہ ہوسخانہ آراستہ کرو
کنیزون نے اُسی وقت تخت بچھائے اُسپر پھول رکھدیے پیالون مین پانی بھر کر رکھا کہا کہ ای
ملکہ توسن چابک خرام آئیے ہوسخانہ تیار ہو توسن چابک خرام اپنے مقام سے اُٹھی تخت پر
آکے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اُچھالتی ہی کبھی بجا رہی ہو کہ ای ہوائے تیز ابنار رنگ جا ایک
کیفیت دکھا کیون دیر کی ایک ہوائے سرد چلی ایرج اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہین دورہ سرداری
کا بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہے ہین کہ ملکہ گلپوش اپنے مقام سے اُٹھین توسن دمکیت نے پوچھا
کہ کیون حضور کہان چلین گلپوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئین دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی ایک مادیان مشکین زین ولجام سے آراستہ کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہو ملکہ
گلپوش نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کرلاؤ کنیزین اُس طرف چلین دیکھا
کہ وہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہو کنیزون کے سر زاکر سامنے گلپوش کے آئی سر جھکا کر
کھڑی ہوئی اشارون سے معلوم ہوتا ہو کہ گویا کہ رہی ہو کہ مجھپر سوار ہو جیے ملکہ اُچک کر پشت
مادیان پر آئین باگ پر ہاتھ ڈالا مادیان اُلٹی پلٹی طرف لشکر توسن لے چلی قضا سے کار
شاہباز طائر در سویرے سے اُٹھ کر برائے شکار گیا تھا اُدھر سے پلٹا ہوا آتا ہو دیکھا کہ ملکہ
گلپوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہو اور گلپوش کا چہرہ سرخ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
باگ پر پنجہ نگارین گھوڑی بھاگی ہوئی جاتی ہو شاہباز نے پکارا کہ ملکہ گلپوش ٹھہر جاؤ اب

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلپوش نے جواب نہ دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہباز پکارتا ہی رہا اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی ہیں جب شاہباز نے دیکھا کہ گلپوش نہیں رکتی
شاہباز نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سامنے معلوم ہوئی گلپوش نے
پکار کر آواز دی کہ ای شاہباز مجھے کیوں روکا میں نہ رکوں گی مجکو توسن جاپاک خرام نے بلایا ہے
مجھے وہاں جانا ضرور ہی اُسنے مجکو بلایا ہی یہ کہکے گھوڑی کو اُڑایا دیوار آہن پر گولہ مارا
دیوار آہن گری گلپوش نکل گئی شاہباز عرصے تک کھڑا رہا جب دیکھا کہ توسن جاپاک خرام
کی بارگاہ میں گئی تب شاہباز پلٹا گلپوش سامنے توسن کے پہونچی توسن کو سلام کیا توسن
نے کہا کہ بی گلپوش آئیے ہاتھوں سے گجرے کھول کر دیئے کہا کہ یہ ہاتھوں میں پہنو گلپوش نے
ہاتھوں میں لپیٹے توسن نے ایک طوق بھی گلے سے اُتار کے دیا وہ بھی گلپوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلے میں گلپوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ میں ہتھکڑیاں زبان باقی رہگئی
توسن نے ایک غنچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی بی گلپوش لے اُس غنچے کو زبان پر آراستہ کیا زبان میں
سوزن پڑگئی توسن نے گلپوش کے منھ پر ہاتھ پھیرا اب گلپوش کو ہوش آیا گھبرانے لگی ایک
کنیز کو اشارہ کیا کہ اسکو قید خانے لیجاؤ اُس کنیز نے ہاتھ پکڑا باہر لے گئی باہر جاکے کہا کہ
منم شاپور شیردل زبان سے سوزن نکالوں اپنے ہوش میں ہو گلپوش نے اشارہ کیا
فوراً شاپور نے زبان سے سوزن نکالی گلپوش بلند ہوئی آسمان پر جاکر وہی گجرے کہ جو
توسن نے دیے تھے وہ نوچ کر لشکر پر توسن کے پھینکے پھول برسنے لگے جس پر پھول پڑا وہ جل کر
رہگیا لشکر میں بلوہ ہوا توسن نے باہر آکے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہیں جس پر پھول گرا وہ
جلا کنیزیں بھاگ رہی ہیں لشکر میں تلاطم ہی توسن نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا یہ کہکے جھولی میں
ہاتھ ڈالا ورق سامری نکال کر دیکھا اسمیں نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہیں تھی شاپور شیردل تھا
گلپوش کو رہا کر کے لے گیا توسن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان
کے پھینکے شعلہ ہائے آتش پیدا ہوئے پھول جلنے لگے سب پھول سنے جلائے غصے میں چہرہ
سرخ کئے ہوئی کہ یہ مکار بڑی عیاری کر گیا مجکو دھوکا دیا گلپوش کو بڑے فقرے سے آکر
لے گیا پہلے سے میری کنیزوں میں کیونکر ملا اب میں انتقام کرونگی اس غصے میں طرف بارگاہ کے

جاتی ہی کہ اُدھر سے مشہور آتا تھا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم غلام نوبت بجان دکار د باستخوان ہو ایک نگاہ محبت اس طرف اُٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اب زندگی دشوار ہی آپکا چاہنے والا بہت بیتاب و بیقرار ہی

نظم

آج پھر اُس شوخ نے فقرا کیا
کیا غضب او شوخ بے پروا کیا
کان کی بجلی جو یاد آئی تری
ہجر کی شب ایڑیان رگڑا کیا
مین بھلا کیونکر کہون تمکو برا
کیا کہون اس عشق مین کیا کیا کیا
تب اُٹھے ہین ان بتون کے ہمنشین
فکر نے اپنی یہ عقدہ وا کیا
مجکو مجنون کر دیا مانند قیس
آبرو پر جان کو صدقا کیا
ای شب فرقت نہ کر مجپر عذاب
دل سے اپنے عمر بھر اُلجھا کیا
عشق افشان جبین یار مین
آپ نے الشب کیا اولا کیا
اک پری کا پھر مجھے شیدا کیا
وعدۂ امروز بھی فردا کیا
کیون اجل کیا مجکو بھی موت آگئی
برق کے مانند مین تڑپا کیا
اسکو بھی سکتا ہوا دیکھ آئینہ
آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
وان ہوے مستی سے لب اُنکے کبود
جب کلیجا اپنا تحتہ کا کیا
لاگ پیدا کی ہے اب جلاد سے
سر کچھ او غیرت لیلا کیا
سوز فرقت نے شرارت مجسے کی
مین نے منھ تیرا نہین کالا کیا
اس مصیبت سے شب فرقت کٹی
خاک چھلنی کی طرح چھانا کیا
عشق نے پھر مفسدہ برپا کیا
خون ناحق اک مسلمان کا کیا
اسقدر آنے مین کیون عرصا کیا
وہ کف پاے حنائی کر کے یاد
دیر تک حیرت سے منھ دیکھا کیا
خاک چھانی مدتون تنکے چُنے
پیٹ کر منھ ہمنے یان نیلا کیا
ہو گرہ موے کمر کی ناف پر
جان کھوئی ہاے دل نے کیا کیا
معرکے مین عشق کے سر کا نہ پاؤن
ہیزم تر کی طرح سُلگا کیا
زلفِ جانان جسنے دیکھی ایکبار
دانت پیسے آہ کی نالا کیا
تھا مناسب ترک عشق یار رند

ملکہ تو غصے مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشعار پڑھے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون ای دیوانے ہمنے تجکو ہر چند منع کیا مگر تیرے ذہن مین نہین آتا بیہودہ بکے جاتا ہی ہم ابھی جاکے شاپور کو لاتے ہین یہ کہکر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کوسون مین اُترا ہو توسن آگ برساتی ہوئی چلی خیمے جلنے لگے بازارون مین ہنگامہ پڑ گیا دوکانین چھوڑ کر دوکاندار بھاگنے لگے جو خیمے سے گھبرا کر نکلا اُسنے آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شعلۂ جوالہ منھ سے آگ گراتی ہوئی جاتی ہی جہان آگ کا انگارہ گرا آگ لگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزارہا بندگان خدا جان سے ارا گیا بھاگ کر طرف بارگاہ ایرج کے چلے یہان ایرج نوجوان بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ دل

شاپور آکر پہونچا سحر مین مبہوت ہوکے گلپوش کا جانا بارگاہ توسن مین اور توسن کا مسلسل و
مطوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کرنا ہی برق و خواجہ عمرو
بھی بارگاہ مین تھے تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ ای شاپور کیا کتنا خوب عیاری کی کہ
تھوڑے عرصے مین ملکہ گلپوش آکر پہونچین ایرج کو سلام کیا گلپوش نے شاپور کے ہاتھ
آنکھون سے لگائے کہا کہ ای شاپور ماشاء اللہ خوب اپنے کو پہونچایا شاہباز بھی تعریفین کرنے لگے
ایرج نے بہت بھاری خلعت منگوا کر شاپور کو دیا شاپور نے برق سے آنکھ ملائی کہا حضرت جب
اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفین کر رہے ہین کہ ای شاپور کیا کہنا فرزندان عمرو مین تمھارا
مثل نہین کیا مزے سے عیاری کی ہی کس لطف سے گلپوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد والامان
کی آواز آئی ہزارہا جادوگر دو کا مدار غل مچاتے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
پکارتے ہین کہ ای آقائے نامدار اس آگ سے غلامون کو بچائیے گلپوش نے کہا کہ ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ وہ خود آگئی شرمندہ جو ہوئی ہی اسوجہ سے بہت غصہ ہی شاہباز نے کہا کہ حضور
باہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ چلے ایک طرف
گلپوش اور پشت پر کمیت شاہباز پہلوان شاپور رکھی پشت پر عمرو و برق کہتے ہوئے
کہ ای فرزند تمھارے پاس کوئی تحفہ ہی اپنے کو ان ساحرون سے بچاؤ ایرج فرماتے ہین
کہ میرا تکیہ پروردگار پہ ہی جو معبود چاہیگا وہ ہوگا یہ باتین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ
آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوئے آتی ہی گاتی بندھی
ہوئی سینے پہ ابھار نار پستان یا سنان نیزۂ دل ستان جہان پاؤن رکھتی ہی نقش قدم کو فخر ہی کہ
مین تاج سر شاہان عالم ہون محترم و محتشم ہون زلفین عارض پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ
چشمۂ خورشید مین مار سیاہ لہرا رہے ہین ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملکہ توسن حباب خرام نے
دیکھا کہ خود زرین بر سر انور سپر پشت پر اس سج دھج سے ایرج نوجوان چلے آتے ہین نگاہ جو توسن
کی پڑی تیر مژگان جو کمانخانۂ ابروے خمدار مین برائے تیش زنی جمع تھے تودۂ دل پر لب معشوق
ہوے بے اختیار منھ سے آہ نکل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ مین
توسن کے آیا دولت دنیا ہاتھ آگئی جواب دیا کہ آپ کی زیارت کی مشتاق تھی شکر ہی کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ایرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب دے سکی سر جھکا کر ساتھ ہولی ایرج بارگاہ مین آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے شاپور کو اشارہ کیا شاپور چنگ مرصع لیکر سامنے بیٹھا رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ایرج پر عاشق ہوئی گلپوش کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش رہی جانتی ہو کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہین ایسا نہ ہو کہ کوئی کلمہ منھ سے نکلے خلاف مزاج اقدس ہو شاپور نے سازندون کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ **نظم**

دیکھ کر دامن صحرا کو چمن یاد آیا — سیر غربت مین جو کی ہمنے وطن یاد آیا
ہمنے شادی مین بھی ماتم نہ فراموش کیا — پہنی پوشاک مکلف تو کفن یاد آیا
جانے والون پہ عدم کے نہین ہوتی کیونکر — ہون مین غربت زدہ مجکو بھی وطن یاد آیا
گل کو دیکھا تو بڑھا عارض رنگین کا خیال — غنچہ گر باغ مین دیکھا تو دہن یاد آیا
لحد تیرہ کی ایذا بھی مجھے راحت ہوگی — شب ہجران کا اگر رنج و محن یاد آیا
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن مین پڑھا — اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
تیرے کوچے کا تصور مجھے غربت مین بندھا — قید مین بلبل شیدا کو چمن یاد آیا
خال عارض پہ گمان عنبر اشہب کا ہوا — سونگھ کر زلف کی بو مشک ختن یاد آیا
باغ مین بھی نہ مین اس رشک چمن کو بھولا — زر گل دیکھ کے وہ سیم بدن یاد آیا
بولتے بولتے کیون ہوگئے خاموش اے رند — کس پری کا تمھین انداز سخن یاد آیا

ملکہ توسن نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ یہ گانے والے کون صاحب ہین ایرج نے کہا کہ یہ وہی نرگس کنیز ہے ملکہ نے کہا کہ میان شاپور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ مین تمھاری گرفتاری کو آئی تھی اس شہریار مشہور نے بہت پریشان کیا ہو آپ یہان سے کوچ کیجے جلد طرف صحرائے گرداب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرائے گرداب نشان و صحرا باد انگیز فتح ہوئے تو طلسم کشا کو بڑا نفع ہوگا آپ جلدی کرین کنیز آپ کے ساتھ ہے یقین ہے کہ رہبری مین میری ذات سے نفع پہونچے خاص صحرائے گرداب نشان مین پہونچا دون اور گرداب جادو بدل آپ کی اطاعت کرے بڑا نفع سرکار کو پہونچے لیکن ہرکارون نے یہ خبر مفصل مشہور کو

پہونچائی کہ ملک توسن برائے گرفتاری عیار گئی تھین جاکر ایرج پہ عاشق ہوئین اب دربار مین خوش
بیٹھی ہین یہ سنکر مشہور آگ ہوگیا کہا کہ ابھی جاکر سر اُس گیسو بریدہ کا لاتا ہون مین جم کر ایرج
سے نہین لڑا غرور ایرج کا بڑھ گیا گردن کھینچ لونگا چیر پھاڑ کر پھینک دونگا کیا اب مجھسے بچ
سکتے ہین یہ کہکے حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو گینڈے پر سوار ہوا یکہ و تنہا طرف لشکر ایرج کے چلا-
فوج والون نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا یکہ و تنہا جاتا ہی سب پہلوان گینڈون پہ سوار ہوے بارادۂ
رزم و پیکار چلے لشکر ایرج اُترا ہوا ہی کہ سب نے دیکھا گرد اُڑی مشہور صحرا نشین تیغۂ برہنہ ہاتھ
مین گینڈے پر قہقہے مارتا ہوا نمایان ہوا آتے ہی قتل کرنے لگا تھوڑے ہی عرصے مین گرد بلند ہوئی
تین لاکھ اسکے ساتھ والے بھی آگے گرے جسکو جہان پایا قتل کیا دس بارہ ہزار آدمی سپاہ
گلشن جہان ہوے لشکر مین غل بلند ہوا ایرج نے شاپور سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا ہنگامہ ہی
کہ شاگردان شاپور دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار مشہور صحرا نشین مع لشکر
آپ کی فوج پر آگرا ہزارہا بندگان خدا مارے گئے چاہتا ہی کہ بارگاہ مین آئے حال توسن
سنکر بہت غصہ آیا جامے کے باہر ہوکر کہا چلا ہی کہ توسن و ایرج کا سر لاؤنگا مراد اُسکی یہ ہی کہ اپنے
کو بارگاہ مین پہونچائے توسن نے عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی جاکے اُسے پلٹائے
دیتی ہون کیسے وہ اپنی فوج کے خودسر لائے جس طرح کیے اُسکو پلٹاؤن یہ کہکے چاہا کہ اپنے مقام
سے اُٹھے ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ ملکہ تم بیٹھو مین جا کے اُس خر دماغ کو سمجھائے دیتا ہون
یہ کہکر حکم دیا کہ ای شاپور گھوڑا تیار کرو سب ساحرون نے چاہا کہ ساتھ چلین ایرج نے منع کیا
کہا کہ صاحبو تم لوگ تکلیف نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو مین بہت جلد آؤنگا یہ کہہ کے کرہ بن اشقر پر سوار
ہوکر بارگاہ سے نکلا اور پکار کر کہا کہ ہان یارو کیون بھاگتے ہو جو تمھین مارے تم بھی اُسکو مارو
یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ ایرج بن قاسم عالیشان

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ علی بر کشم از غلاف
ملک ایرج آن آفتاب منیر

اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم
تزلزل فتد در میان مصاف

نہال گلستان صاحبقران
منم صفدر و صف شکن پہلوان

ایرج نے جو اپنے نام کا نعرہ کیا فوج کے دل بڑھ گئے جم کر
رہنے لگے ہر مقام پہ تلوار چل رہی ہی کہ میدان و دسالہ دار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یا تو پلٹن

بھاگی جاتی تھی یا فسر نے جو قدم جما یا پھر ہرے علم کے کھول دیے جنگ میں معروف ہوے تھوڑے
عرصے میں مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جا بجا خاک میں پڑے ہیں ریت جو زخموں میں
لگی ہو چمک رہے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہو کہ افسوس کچھ حوصلہ نہ نکلا جو چاہا تھا وہ ہوا
لاشے پہلوانوں کے دیکھکر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشہ جوانی
شمشیر برہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہو لیکن جدھر جا پڑے کائی سے پھٹ گئے نظر آتے ہیں
مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھبرا گیا چاہا کہ گینڈے کو ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے
مقابلہ نہ کروں ایرج نے دور ہی سے للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہو بڑا تجھکو ملکہ کے آنے کا رشک
ہوا او بیحیا حلوا خوردن را روئے باید شوکتے شاید یہ کہکے قریب پہونچے تھے کہ مشہور برس پڑا
ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اب فوج
مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر جسکے مقابلے میں پہونچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ ای
شہریار میں آپکی اطاعت کرتا ہوں دیجور خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے جانے پر بہت
جھلایا گینڈا اڑا کر مقابلہ ایرج میں آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے وار بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا تلوار چھین کر دیجور کی پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر زمین پر ماریں
دیجور نے آواز دی الاماں ایرج نے کہا امان بشرط ایمان دیجور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا
فوج کو پکار کر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی
اب لشکر والے دیجور کی پشت پر ہو گئے ایرج دیجور کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے سب دانوں
سے ملوایا دیجور بھی آکر دنگل پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہی ملکہ توسن چابک خرام پہلوئے
تخت شاہباز میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملکہ توسن
سے سوال اسلام کیا توسن نے جواب دیا کہ کنیز عرصے سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ اب
کوچ کیجے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑیگا گرداب جادو بڑی ساحرہ
مکارہ ہو اگر خدا اُس سے جان بچالے تو بڑی بات ہو اُسکا سحر نہیں کرامات ہی ہفت پیکر کو
اُسکی رفاقت پر انتہا کا ناز ہی اپنے مقام پر کہتا ہو کہ ماہ دولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہی
وہ بلائے روزگار ہر کام آفت ہو ہزار طرح کے سحر کریگی مگر کنیزان شاہی جان لگا دینگی ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحروں کا افسر کیا اور لشکر ساحران کا افسر ملک توسن چابک خرام وگلپوش کو
کیا اس کر و فر سے لشکر ساحران وغیر ساحران آراستہ کر کے اسی طرف صحرائے گرداب فشاں کے
چلے اب حال خیریت مآل شاہزادہ نورالدہر تحریر کرتا ہوں کہ یہ جو آوارۂ دشت وبادیہ ہو کر چلے
ایک صحرائے خارستان میں گذر ہوا شبرنگ سے فرمایا ہم اس درخت کے سائے میں ٹھہرتے
ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاؤ شبرنگ پانی لینے چلا نورالدہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک
شیر پیدا ہوا دھوڑ کا مار کر شبرنگ پر جا پڑا اس نے چاہا کہ بھاگوں شیر نے آکر گردن لی چھاگل
ہاتھ سے شبرنگ کے چھوٹی شیر شبرنگ کو لے گیا نورالدہر نے طہماس کو اشارہ کیا طہماس نے
بڑھ کر چھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھروں نہیں معلوم کیا شے دیکھی سبحان اللہ کہہ کے
چشمے میں پھاند پڑا نورالدہر حیران ہوئے کہ طہماس کیوں چشمے میں پھاند پڑا نورالدہر اسپ
پریوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر
عالی آراستہ ہے طہماس ایک نازنین کے پہلو میں بیٹھے ہیں شبرنگ ساز ہاتھ میں بجا رہا ہے نورالدہر
حیران ہو گئے طہماس کو پکار کر آواز دی ارے ہزبر بیشۂ کلنگان کیا کر رہے ہو ہماری رفاقت سے
منھ موڑا نازنین کے پہلو میں جا بیٹھے طہماس بوس وکنار کر رہا تھا آقا کی آواز سنکر جواب دیا
کہ اے شہریار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ نسترن بالغ پیرا آپکی بہت مشتاق ہیں نورالدہر نے
گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑا چاروں چلیاں چھوڑ کر نورالدہر کو لیے ہوئے چشمے میں جا پڑا نورالدہر
بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک نازنین نہایت حسین و
مہ جبین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن حسن وجمال میں یکتا نسترن بالغ پیرا نام مقبول طبع
عاشقان خاص وعام مقام صدر پر گرد کنیزیں ایک معشوق سبزہ رنگ پہلو میں طہماس کے
ایک پہلو میں شبرنگ کے بجز نگ بخواہش تمام بہ شوق مالاکلام یہ غزل میٹھا گا رہا ہے نظم

ہنگامہ گرم آہِ شرربار نے کیا — رسوائے خاص وعام دلِ زار نے کیا
سوداگران ہجوم خریدار نے کیا — دل سرد سوداگری بازار نے کیا
مستعد او تیغ ابروِ خمدار نے کیا — میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
جن بنکے لپٹا سر سے نہ اترا کسی طرح — دیوانہ تیرے سایۂ دیوار نے کیا

وہ جنس ناقبول ہون بازار دہر مین
رخ اس طرف کبھی نہ خریدار نے کیا

بدنام اُسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو
سارا فساد یار کی تکرار نے کیا

سیدھا کرونگا گیسوے خمدار کی قسم
جس روز مجھ سے بل کبھی اغیار نے کیا

ای بادشاہ حسن ہوا تجبیہ وہ فقیر
ترک لباس تیرے طلبگار نے کیا

جھگڑا کیے مجھے نہ جلایا گیا نہ دفن
مردہ خراب کا فرو دیندار نے کیا

گلہاے زخم تازہ سراپا شگفتہ ہین
باغ و بہار یار کی تلوار نے کیا

قاصر تھی رعب حسن سے ہر مرتبہ زبان
کچھ عرض حال جب لب اظہار نے کیا

دکھلا دیا جمال تصور نے یار کا
جب اضطراب طالب دیدار نے کیا

ہان ہونٹھ نیلے کر دیے دانتون سے کاٹ کر
وان زیر لب کسی کو اگر یار نے کیا

بے یار سیر باغ جو کی مین نے جا کے زند
دل داغ داغ لالۂ گلزار نے کیا

خنجر نگ کس لطف سے یہ غزل گا رہا ہی کنیزین ہزارون اُس مکان مین بھری ہین کچھ سامنے ہین کچھ دروازے پر ہین کچھ سامنے دالان مین تھا یک دروازے پر ہلڑ ہوا ایک کنیز دوڑی اُسنے آکر عرض کی دروازے پر مہتاب کرگندن سوار خبر سنکر آیا ہی کہ ملکہ نے نبیرۂ صاحبقران کو لاکر پہلو مین بٹھایا غصے مین آیا ہی دروازے پر کنیزون کو قتل کر رہا ہی یہ ذکر تھا کہ پہلوان گینڈے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزون کے روکے سے نہین رکتا سامنے وہ پہونچا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان نبیرۂ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی دیکھ تیرے سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہون اور تجکو بھی سزا دیتا ہون آج یہ جلسہ شادونگا تجکو خاک مین ملا دونگا یہ کہکے گینڈے سے کود اتلوار چمکاتا ہوا چلا نور الدہر اپنے مقام سے اُٹھے مقابلے مین مہتاب کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ شانے پر زخم آیا مگر نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا صحن مین اُس مکان کے کشتی ہونے لگی نور الدہر نے تیسرے پیچ پر اُسکو اٹھا کے دے مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب سخت دیا نور الدہر نے ایک ہاتھ سر کے نیچے ایک ٹھوڑی پر رکھ کر جھٹکا دیکر گردن اُسکی کھینچ لی مارکر اُسکو نور الدہر اُٹھے تھے کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ ای شہریار بیٹھیے

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا دق کرتا تھا آج آپ نے اسکو مار آپ ہی کا
نام سنکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا دراصل جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا میں نے اپنے باغ
میں جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ میں چلیے یہ سنکر نورالدہر نے طہماس و خنجر زنگ کو ساتھ
لیا چار سے کنیزیں ہمراہ اس مکان سے نکلیں نورالدہر نے دیکھا کہ پہلو سے قصر میں ایک چشمہ
ہو اسی کے سامنے سے راستہ تھا چند نخلستان طے کر کے دیکھا کہ دروازے پر ایک باغ
کے کئی ہزار ساحر کمر باندھے کھڑے ہیں ملکہ کو جو آتے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے ملکہ سے پوچھا
کہ یہ جوان کون ہیں ملکہ نے کہا کہ ہمارے مہمان ہیں یہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب ساحر
بخدمت شاہنشاہ خارصحرا کہ باپ ہی ملکہ کا روانہ ہوے جاکر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملکہ نئے
مردوں کو لیکر باغ میں آئی ہیں یہ سنکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چیخ ماری کہ قصر ہل گیا
غصے میں اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کر کے چلا اسوقت سر باغ پر پہونچا
کہ ملکہ نورالدہر کو لیکر مسند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ ہم
شاہنشاہ خارصحرا او گیسو بریدہ نبیرۂ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہے دیکھو تو
تیرا کیا حال کرتا ہوں ملکہ نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فوراً آسمان سے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملکہ
کے آکر پھٹا اسمیں سے دھواں نکلا جس کنیز کی آنکھ میں دھواں لگا وہ منہ کے بل گری کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ ٹوٹے وہ نازنین جو پہلوے طہماس میں بیٹھی تھی
اسنے ارادہ کیا کہ اٹھوں شاہنشاہ خارصحرا نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ نازنین
گری جو پہلوے نورالدہر میں تھی اسنے اٹھتے اٹھتے سحر کیا کہ پانی بہنے لگا اسکے قطرے جو شیشہ پر
گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خارصحرا نے پھینکا اس شیشے سے جو پانی گرا اس
نازنین نے جو سحر کیا تھا اسکے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اس نازنین کے سر پر پڑے
وہ بھی لہرا کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہے کہ شاہنشاہ خارصحرا زمین پر آیا نورالدہر و
طہماس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونوں جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے
چاہتے ہیں کہ اپنے مقام سے اٹھیں تلوار کو ٹیکا اٹھے اور پھر گرے کہنیوں سے خون ٹپک گیا
ہے بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خارصحرا تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شاہنشاہ خار صحرا ادھر آیئے
ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجیے ساربان زادے کا فرزند یہان آکر چھپا ہے دیکھیے وہ ظالم
مجھے نیمچہ دکھاتا ہے چاہتا ہے کہ مجھے قتل کرے مین نے اپنے کو بچایا شاہنشاہ خار صحرا نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک کنیز سبز رنگ سیلے پرُ اُبھار ایک پائچہ گھٹرسا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سر پٹر کرتی ہوئی
آئی ہے منھ سے گلوری گر گئی خالی منھ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوے شانے سے خون ٹپکتا ہوا
شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا آواز دی کہ ارے وہ عیار مکار ہے اُسی کی مکاری کا سارا
فتور ہے فرزندان عمرو نے جنگل کے جنگل ویران کردیے بتا کہ وہ عیار مکار کہان ہے کنیز بتاتی ہوئی چلی
کہ حضور جلد آیئے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہے کہ ایسا نہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
پہونچا کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا چٹکی لیکر کہا کہ تو تو مجکو نگا ہون مین کھائے جاتا ہے دیکھو مجکو گھور گھور کے
دیکھ سیرا فون ہلکا ہے گھٹا جاتا ہے ابھی کل بخار اترا ہے آج پھر یہ کیفیت ہے کہ تو گھور گھور کے دیکھتا ہے
آنکھین جھکا کر دیکھ وہ سامنے فرزند عمرو بیٹھا ہوا ہے اسی جانب گھور رہا ہے لہنگا پھر پہننا چاہتا ہے
گنواری بنکر نکلیگا تو کیونکر اُسے روکیگا ہمین سے سحر کر کہ زمین اُسکے پانون تھام لے ارے کمبخت مین
ڈرتی ہون کہ تجھپر کوئی زوال نہ آجائے تو مین تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلاد جب ایذا دینے
ہوتے ہین اگر اُسکے قبضے مین تو آگیا اسطرح قتل کریگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے
اور اُسکو ترس نہ آئے ہزارہا جادوگر عیارون نے مار ڈالے اُنکو کسکا خوف ہے ایسا بے درد کوئی
فرقہ نہ ہوگا جیسے یہ عیار ہین گھبرا کر شاہنشاہ کہتا ہے اگر دس ہزار عیار ہون تو ایک سحر مین
بیکار کرون کنیز کھل کھل ہنس رہی ہے ہاتھ سے بتاتی ہے کہتی ہے کہ گودڑ پھینکو زمین پانون اُسکے
تھام لے ہم چل کر مار ڈالین سحر کوئی یاد ہے کہ نہین شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہے یہ کہکر
گودڑ جھولی سے نکالا کہ مجھے نہین معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہے مگر مین تیرے کہنے پر گودڑ پھینکتا ہون
کنیز نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو کہ سوجھنے لگے ورنہ سوجھیگا
آنکھون کے آگے پردہ رہیگا شاہنشاہ دل مین بہت خوش ہوتا ہے کہ یہ بڑی چست و چالاک کنیز
ہے آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اسنے گودڑ پھینکا اُس نازنین نے کمند جھپر کا
کر کے حلقے کمند کے گلے مین شاہنشاہ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر

خنجر مار دیا شاہنشاہ کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کنیزیں جل گئیں صد ہا باقی رہیں
ملکہ نے دوڑ کر شبرنگ کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے شبرنگ بڑا کام کیا اگر اس وقت تم یہ تیزی
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نور الدہر سے دیکھکر کہا کہ اے شہریار آپ بڑے صاحب
اقبال ہیں کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضہ میں کیا میں اس صحرا کی حاکم ہوں یہ چشمہ خاص آپکے
واسطے بنایا تھا پہلے شبرنگ کو گرفتار کیا اور طہماس کو میری وزیرزادی نے لیا میں اب
آپکو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کرکے روانہ کرونگی پاس ہفت پیکر کے اول مارنا مہتاب کا
پہلا احسان ہے کہ یہ بیحیا مدت سے میری صحبت میں آتا تھا نہایت ستاتا تھا آپنے اسکو مارا گویا
جھگڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت میں کیا عذر ہے میں
آپ کے ساتھ چلونگی صحرائے گرداب نشان تک پہونچا دونگی یہ کہکے نور الدہر کو لائی مقام
صدر پر جگہ دی گلشن طہماس کو لیکر بیٹھی شبرنگ آکر صحبت میں بیٹھا کوکا اسکی سرسبز جادو
شبرنگ کے گانے پر مائل ہے اب تو جملہ جاسب مطیع اسلام ہوئیں کہا کہ اے شہریار اب جلد
کوچ کیجیے اپنے کو صحرائے گرداب نشان میں پہونچائیے آپ کا کوئی ہمچشم ہے نور الدہر نے
پوچھا کہ ملکہ تمھیں کیونکر حال معلوم ہوا کنیزیں بیان کرنے لگیں کہ ایرج نوجوان نبیرہ رستم
عالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہیں اب انکو صحرائے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہیں فی الحال توسن حیا بلب خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہے کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے وہ وہاں کی واقف کار ہے اور گرداب جادو
سے رسم بھی رکھتی ہے نور الدہر نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نسترن بلغ ہیرا و سرسبز و
گلشن افسر کلان نے ابر نار بھی نثار کیا ابر بالائے سر آراستہ کیا زیر ابر نور الدہر و طہماس
و شبرنگ عیار جاتے ہیں ابر کڑکتا ہوا سر پہ جس صحرا میں جاکر اترے نسترن نے اسی وقت
اس صحرا کو مجرا بہار کر دیا گلہائے سرسبز سے تمام صحرا کو بھر دیا اس زور و شور سے نور الدہر راہ
رہ روی کرتے جاتے ہیں کہ چوتھی منزل تھی پہر دن پچھلا باقی ہے ملکہ نسترن نے بارگاہ زربفتی
استادہ کرائی نور الدہر کرسی پر بیٹھے ہیں طہماس ساطور منقدمتی کاندھے پر رکھے ہوئے
پہلو میں بیٹھا ہے شبرنگ سر پہ رومال ہلا رہا ہے ملکہ نسترن سامنے کھڑی ہوئی ہے سرسبز پہلو میں

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہین نخل خشک تر ہو رہے ہین خس و خاشاک کو ہوا اُڑا رہی ہی ایک ابر آسمان
پر آیا ہی بوندیان پڑ رہی ہین چھڑکاو ہو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان کوہی تمکن
دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوہی بڑے بڑے نیزے
ہاتھون مین دورکابے گھوڑون پر سوار اُسکی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جادوگر شامل
رہے ہین کئی سو کنیزین زرین پوشش اس جنگل مین پھر رہی ہین معلوم ہوتا ہی پریزادون کا جماؤ
نور الدہر مثل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہین طہماس ایسا رفیق پہلو مین اُسنے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہین بلا تکلف ہماری عملداری مین اُترے ہین صحرا کیسا سرسبز و
شاداب ہی ہر چشمہ لاجواب ہی دریافت کرکے جلد آ عیار اسکا نہنگ کوہی اُسکا نام اشقاق
کوہی یہان سے قریب قلعہ ہی قلعۂ جہرانیہ اُسکا نام ہی وہانکا حاکم ہی اسوقت برائے سیر نکلا تھا
اس طرف بھی آگیا نہنگ کوہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدہر کے آیا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سردار یہان کا تاجدار آپسے دریافت کرتا ہی کہ آپ
کون ہین بلا تکلف ہمارے صحرا مین اُتر پڑے صحرا کو پُر بہار بھی کر لیا یہ جنگل تو بہت ویران تھا
شبرنگ نے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے
سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہین عیار نے آکر اشقاق کو خبر دی اُسنے کہا انھین لوگون
کے مقدمے مین فرمان خداوندی آیا ہی کل انکو قتل کرکے سر انکے خدمت خداوند مین [illegible] کرونگا
لاشے اسی صحرا مین چھوڑ دونگا اگر اسکو گھمنڈ ہی کہ نسترن باغ میرا ساتھ ہی میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہین انکو بلواتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اُترے
اور اے نہنگ تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائین شاید نسترن سحر
کرے تو وہ سحر آپ آکر روکیے گا آپ اگر نسترن کو گرفتار کرین مین نبیرۂ حمزہ کی گردن لیجاؤنگا نہنگ
اُدھر چلا لشکر اسنے مقابلے مین نور الدہر کے اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شام کو اسنے طبل جنگی
بجوایا ہرکارون نے یہ خبر نور الدہر کو پہونچائی نور الدہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بہ قول شاعر شیرین کلام اشعار

علم آفتاب نکلا جب رونق تخت لاجورد ہوا	فوج انجم ہوئی گریزان سب ہوا میدان چرخ سے اکہاڑ	شہ خاور سپہر گرد ہوا مہ انجم سپاہ رو بزوال

لشکر ضیاء و شعاع نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوے ملکہ نسترن طاؤس
زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملک پشت پر میدان مین آکر پہونچے لشکر کو ہیان فرداً
فرداً میدان مین آرہا ہی دہوپ نکل چکی ہی کہ اشفاق کوہی گینڈے پر سوار سپر پشت پر چہرہ کا
چہرہ دوش پر بارہ دسے ہوے دو تلوارین کمر مین حمائل خنجر کمر مین نیزہ ہاتھ مین پشت پر سب کرہی
جمے ہوے اسکی جو دور سے نگاہ پڑی ملکہ نسترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کنیز سی
کنیزین گلشن دسر سبز پیادہ ہمراہ رکاب مین نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوے سب کے آگے
اشفاق کوہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہا ہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر گاہ نال
گرد کتا ہوا پیدا ہوا زیرا بر نہنگ عیار اسکا شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر کہلا دیکھا
اسنے کہ ملکہ سوسن زبان مدار تاج سر پر تمام اسباب جواہر جسم پر آراستہ جوڑا بھاری زیب جسم
اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملکہ عالم آئیے مین آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے نبیرۂ حمزہ دو میدان
مین کھڑا ہی بی نسترن ساتھ آئی ہین مین نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی ہی کہ اگر
بی نسترن سحر کرین تو آپ روکیے گا اور مین نبیرۂ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہون آپ
قید کو نبیرۂ حمزہ کی تابہ کوہ زبرجدی پہونچا دیجیے گا سوسن نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر بی
نسترن سحر کرینگی تو بہت بچاؤنگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکے سلحشوری
دکھائی آواز دی کہ نبیرۂ حمزہ میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو طہماس نے گینڈا بڑھایا
نور الدہر نے کہا کہ ای پہلوان دوران تم ہمارے خاندان کے قاعدے کے خلاف کرتے ہو
وہ تو میرا نام لیکر پکارتا ہی پھر تم گینڈا کیون بڑھاتے ہو اگر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا تو تمھیں اختیار ہی
طہماس رکے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پریوش بڑھایا مرکب
طرارہ بھر کر چلا اپنے تئیں بتاتا ہوا آتا ہی بقول شاعر۔ نظم

وہ چہ مرکب چو برق یا باد تیز گامے ز برق چابک تر	طرفہ دیوانہ و پریزادے زمی گوش و زمی کاکل	خوش خرامے ز آب نازک تر دستہ بید و دستۂ سنبل

تین تھپکیون مین مرکب مقابلے مین اشفاق کے پہونچا اشفاق نے جو قد وقامت اور صورت زیبا کو دیکھا خیال مین آیا کہ کان پکڑ کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہا کہ اے جوان وہ جو بڑے قد و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیون نہ میرے مقابلے مین بھیجا اب تو نیزہ و تلوار و گرز لگا لے ورنہ حربہ کرنے کی ہوس رہجائیگی نورالدہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر اشفاق بہت حیران ہوا کہا کہ اے جوان یہ تو مین سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہی یہی تجکو ہر مقام پر بچاتا ہوگا نہین معلوم کیا سمجھا کہ جو تو میرے مقابلے مین آیا نورالدہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیجیے میرے حال پر افسوس نہ فرمائیے اشفاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین نسترن کو خیال سوسن کا اور سوسن نسترن کو دیکھ رہی ہے یہی خیال ہی کہ سحر نکرین نورالدہر نیزہ بازی کر رہے ہین مگر اشفاق تنگ ہی بمشکل مصروف جنگ ہی چار گھڑی گذری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی رد و بدل ہوئی آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین نورالدہر نے ایک مقام پر نیزہ لگا کر جھٹکا دیا کہ نیزہ ہاتھ سے اشفاق کے نکل گیا کوہیون مین غریو بلند ہوا کہ ہمارے افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشفاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تا دوابرو تیغہ اشفاق کے پہونچا اُسنے دستانہ مارا تیغہ جو کڑک کر گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی کوہیون نے جانا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے نورالدہر نعرہ کرکے جا پڑے۔ نعرہ شاہزادہ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش		کہ شاہ کشور جہانگیر و فلک گیتی ستان خواند عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواند
بطفلی زجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلان عرب یافتم	دیگر	لقا را بیک دست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

لشکر کوہیون پر جا پڑے طہماس نے دیکھا کہ آقا اکیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے سا طور کھینچ کر

یہ بھی پہونچا جسکے ساطور مارا مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوئے ملکہ سوسن زبان دراز جو تماشہ
شاہزادے کی دیکھ رہی ہیں کہ ہزار ہا کو جیون کا بلوہ ہو مگر شاہزادہ طرفہ طریقے سے لڑ رہا ہو جسپر
جا پڑے آسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کنیزیں جو پاس
کھڑی ہیں اُنکو دیکھکر آواز دی کہ صاحبو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کہ ساٹھ ہزار کو ہی دشمن
جان اور تشنۂ خون ہو رہے ہیں مگر کس ودراس سے معروف جنگ ہیں سب لڑنیوالے اپنی جان
سے تنگ ہیں دیکھو علمداروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سیکڑوں سوار نیزے ہاتھ سے پھینک کر
بھاگ رہے ہیں کوئی منھ پر نہیں جاتا ہر پلٹن اور ہر رسالے کو شکست دی ہو شمشیر کیسی برق
سے چل رہی ہو گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راکب کو بچاتا ہو مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہو
اس جوان پر دس پانچ نیزے پڑ جائیں تیروں کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہو تمام جسم
تیروں کی بوچھار سے چھنا ہو لیکن واہ ری جرأت کہ شوکت و لیاقت مثل جاکران کمترین ہمراہ
رکاب جرأت میں لاجواب حقیقت یہ ہو کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہیں گذرے مجکو لشکر غم والم نے
گھیرا ہو دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو یہ بڑے قد کا جوان کون ہو جس مجمع میں پہونچا مجمع
متفرق کر دیا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا اب میں سحر کرتی ہوں کہ کوئی بھاگ جائیں افسر
جو انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائیں ہاتھ سے اس شہریار کے اپنی جان بچائیں کنیزوں نے
کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کوئی گرفتار کر لیں کہا کہ میں بھی چاہتی
تھی مگر دل نہیں مانتا دل کی عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

بے ملاقات نہ بندے کا عدم جانا ہو
آ چکیں آ چکیں صاحب کا اگر آنا ہو

قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو

ہوشیاروں میں گنے مجکو وہ دیوانہ ہو
رفتگی دیکھیے اب آپ میں کب آنا ہو

کعبۃ اللہ کے حاجی کریں جا جا کے طواف
ہم ہوں اور ساقی مہوش ترا میخانہ ہو

حسن اگر مصر کے بازار میں لیجائے تجھے
جو کہ تھی قیمت یوسف ترا بیعانہ ہو

دل سودازدہ ہر بار یہی کہتا ہے
سیر کر عالم وحشت کی جو دیوانہ ہو

نقل کو اصل کا ساماں نہیں ہوتا ممکن
دخل کیا گیسوئے سنبل میں کبھی شانہ ہو

رونق افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت حور — قصر جنت سے منور مرا کاشانہ ہو
جام کوثر لیے موجود ہو ساقی میرا — زندگی کا مری لبریز جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی فلک ٹھوکریں کھلواتا ہے — بیکسی دیکھیے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیریں جہاں دونوں گوارا ہیں مجھے — کھاؤں میٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحبت بادہ کشاں میں جو تو جائے واعظ — نقل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آکے جدای رتد مرے بالیں سے — ہے یقیں موت نے بھی مجکو نہ پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کنیزیں مانع کرتی رہیں مگر ملکہ نے نہ مانا وہ گولہ کوہیون پر مار دیا لشکر کوہیان بھاگنے لگا نور الدہر نے تعاقب کیا ملکہ نسترن بلغ پیرا نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہوگیا سمجھیں کہ یہ نور الدہر پر سحر کرتی ہے طاؤس اُڑا کر قریب پہونچیں آواز دی کہ خبردار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سوسن نے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کوہیان کو بھگاتی ہوں تم کیوں گھبرا گئیں نسترن نے کہا کہ اے ملکہ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صاف تحریر فرما چکے ہیں کہ عمر طلسم کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلسم نہ بچیگا قدرت پر بھی زوال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کرو یہ باتیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھ تجھپر آفت آتی ہے ایک پنجہ آسمان سے گرا اُسنے سوسن زبان دراز کو اُٹھالیا پنجہ لیکر چلا نسترن نے کہا کہ غضب ہوا کوئی سوسن کو لیگیا نسترن نے پرواز پیدا کیے پیچھے اُس پنجے کے چلی پنجہ لیے ہوے سوسن کو جاتا تھا تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اُسمیں پنجہ اُترا نسترن آسمان پہ ٹھہری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام سوسن کو لیکر باغ میں اتری سوسن کو ایک نخل سے باندھ دیا کوڑا اُٹھایا کہا حکم قدرت کا ہے کہ دو سو کوڑے لگاؤ سوسن بیہوش ہے مگر اُس ساحرہ نے درخت سے باندھا کوڑا اُٹھایا چاہا کہ ماروں آسمان سے نسترن نے کارد سحر پھینکی کہ اُس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر گرا اُسنے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجا لاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجیے یہ کہکر دوسرا ہاتھ اُٹھایا نسترن نے دوسری کارد ماری کہ دوسرا بھی اُسکا

ہاتھ کٹ کے گرا پھر ہاتھ چمکایا تیغہ پھینکی کڑک کر اسکے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سوسن کو
ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری پڑی ہے اپنے کو نخل سے
بندھا پایا زور کر کے کمندون کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نسترن سے کہا کہ یہ بڑا احسان کیا اس ظالمہ
کے ہاتھ سے بچایا اب نکل چلو دونون نے شانے سے شانہ ملایا چاہا کہ طرف لشکر یوز الدہر کے
چلیں کہ آسمان سے آواز آئی او نالائقو نمکحرامی پر کمر باندھی ہے اب کہان جاؤگی ایک زنجیر
آسمان سے گری دونون کی گردنین بندھ گئین کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
سنگی کے دست بستہ کھڑا ہے یکایک تصویر سے آوازہ ناموقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
قدرت منہ سے کیون نہین بولے تھوڑے ہی عرصے مین ایک آواز آئی کہ منم خداوند ہفت پیکر
زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگرنیان گلے مین انکے بندھے ہوئے در پر مین پڑی ہین منھ
سے نہین بول سکتین آواز آئی کہ ای زبرجد شاہ یہ دونون باغی ہوئین ضمیرہ حمزہ کی شرکت
کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لا ڈال دونون کو لیجا کر قید کر تصویر
نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی میلے مین بروز منگل
انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل میلہ دیکھے کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کریگا اسکا یہ حال ہوگا
پہلوے در سے ایک ساحر کریہ منظر پیدا ہوا دونون کو کشان کشان لیچلا ایک مکان مین لا کے
قید کیا زبانون مین سوزن دی دن کو آب و دانہ بند رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
نسترن کی زبان مین سوزن سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھی ہے نگہبان اسکی
ادا کو دیکھکر مر گیا ہاتھ باندھ کر قدمون پہ گرا کہا کہ مین غلام ہون مجکو یہ غلامی قبول فرمایئے
دن بھر آج تڑپا ہون کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم نے یہی جواب دیا کہ قدرت
بالاعلان کہہ چکے ہین اب یہ منگل کو قتل ہونگی انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا مین آپ کو قید
سے رہا کر دونگا میرا کہنا مانیے نسترن نے کہا کہ تو کیا چاہنے والا ہے کہ ہمکو اس مصیبت مین
دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہان ہے زبان سے ہماری سوزن نکال ہم تیرا کہنا مانین گے یہ
سنتے ہی نگہبان جادو نے کہ مبہوت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نسترن
کے سوزن نکالی نسترن نے ہاتھ بڑھایا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکالون نگہبان

منع کرنے لگا لنترن نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی اب ہم تیرا کہنا کب مانتے ہین تجکو ذلیل و حقیر
جانتے ہین خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال نبیرۂ صاحبقران ہین انکھین کا ساتھ
دینگے ہفت پیکر کو قتل کرائینگے زمانہ اختتام عمر طلسم آگیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیرون
کے ہوگا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ بیدریغ کسے بچ جائیگا یہ کہکر زبان سے ملکہ سوسن کی
سوزن نکالی اور کہا کہ چل تجکو خدمت شاہزادہ والا قدر مین لے چلین دیکھ تو کیسے کیسے شیردہان
جمع ہین دیکھکر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر چند کہ ملکہ لنترن نے سمجھایا مگر نگہبان نے
نہ مانا تلوار لیکر دوڑا چاہا کہ لنترن پر ہاتھ مارون سوسن تو رہا ہو ہی چکی ہو اسنے نگہبان کی
پشت پر کارد سحر ماری کہ سینے کو توڑکر پار گذری نگہبان گرا دونون شاہزادیان مکان سے
نکلین پرپرواز پیدا کرکے چلین ملازمان نگہبان نے جو افسر کے مرنے کی آواز سنی اپنے اپنے
مکانون سے نکلے دونون کا پیچھا کیا پکارتے ہوے چلے کہ ارے ان نازنینان مہ جبین نے
ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تڑپ رہا ہی جب دو کوس نکل آئین اور دونون نے دیکھا کہ ساحر
ہمارا پیچھا نہین چھوڑتے دونون پلٹ پڑین جھولی سے پھول نکالے ان دونون نے پھینک
مارے ان سب پر پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا حیران جمال و محو دیدار ہوا صورت زیبا کو
دیکھ رہے ہین بیتاب و بیقرار ہوکر پکارتے ہین کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنی
یہ کیفیت ہی کہ لائق بیان کرنے کے نہین کیا بیان کرین

نظم

گلا مت توڑ اپنا اے جرس بس ... نہین اس راہ مین فریادرس بس
کبھو دل کی نہ کہنے پائے اس سے ... جہان بولے لگا کہنے کہ بس بس
نہ ترساؤ یکایک مار ڈالو ... کروگے کب تلک ہم پر ترس بس
کسو محبوب کی ہو گور پر گل ... ہماری خاک کو ہی خار و خس بس
چمن کے غم مین سینہ داغ ہی میر ... بہت نکلی ہماری بس ہوس بس

یہ اشعار پڑھکر سامنے کھڑے ہوے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی دونون نے کہا کہ جاکر
تصویر ہفت پیکر توڑ ڈالو سب نے کہا کہ حضور یہ کتنی بڑی بات ہی ابھی جاکر تصویر کو توڑتے ہین
زیر کوہ پھینک دینگے یہ کہکر سب چلے یہ دونون شاہزادیان طرف لشکر نور الدہر کے چلین

نور الدہر بہ فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونون شاہزادیون کے واسطے پریشان ہو رہے ہین کہ کنیزون نے خبر دی حضور بیبیان آئی ہین نور الدہر باہر نکل آئے دونون شاہزادیون نے آکر سلام کیا سب حال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جادو بر سر کوہ جا کر آفت پر پاک شنگ تصویر توڑینگے دیکھیے اسیر وہ بچیا کیسے کوہ زبرجدی بر میلہ ہو رہا ہی کہ یہ لوگ پہونچے اور دوکانین لوٹنے لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے صرافون کی دوکانین لوٹ لین بزازون کے تھان اُٹھائے کھانے کی چیزین اُٹھانے لگے بلڑ ہو ہوا تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی زبرجد شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشن شال میلے کو لوٹ رہے ہین اور قتل بھی کرتے ہین نسترن و سوسن کا نام زبان پر ہی یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان با تیغ برہنہ سات پہاڑ کے پہونچے پہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ ای کوہ قدرت یہ لوگ نہ آنے پائین جس پتھر پر جسنے قدم رکھا مثل برگ بید کانپا اور گرا پتھر پر سر پڑا کہ سر پھٹ گیا جن نے گھاٹیان طے کین تیسری گھاٹی پر آکر پامال ہوسے بعض پہلے ہی گھاٹی پر مارے گئے سب پانچ سو تیسری گھاٹی تک آتے آتے تمام ہوے تصویر سے آواز آئی کہ اے زبرجد شاہ بندون کو ہمارے آگاہ کرو کہ جو خلاف مرضی قدرت کام کریگا پہاڑ اُسکا دشمن ہو جائیگا کوہان بن کوہین سنگ انداز جادو سے حکم دو کہ پسر بدیع الزمان پر لشکر کشی کر کے جائے اور اُنھین گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان مہ جبین نے بڑے فتور کیے زبرجد شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی پہلی گھاٹی شق ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوے دو گھاٹیون سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ جادوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اژدہے پر سوار ہی نکلا چند اژدہون پر اثاثہ بارگاہ کا لدا ہوا اس کروفر سے کوہان براے مقابلہ شاہزادہ نور الدہر چلا یہان نور الدہر شب کو اُسی صحرا مین اُترے دونون شاہزادیون کی رہائی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شب کو صحبت جشن مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہاے آتش نمایان ہوسے دیکھا کہ کوہان اژدر پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار نسبت پر آکر مقابلے مین اُترا ادن پھر سامان جنگ مین مصروف رہا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نور الدہر کو شاگردان شبرنگ نے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ نسترن نے
عرض کی کہ آج کنیز شب کو طلائے پر رہے نورالدہر نہین قبول کرتے تھے نسترن نے زبردستی چند
کنیزون کو ساتھ لیا اُن کنیزون کو گرد بارگاہ نورالدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر بیٹھی دوپہر
رات گذر چکی تھی کہ پہلوے بارگاہ کو ہان سے ایک ٹکڑا ابر کا اُٹھا چوڑا ہونے لگا ملکہ
نسترن دیکھ رہی ہین اسقدر چوڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ابر سے پتھر
برسنے لگے ملکہ نے جھولی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر بشکل سپر بنایا اور ہاتھ
سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نورالدہر پر جو پتھر برستے تھے وہ اس سپر پر رکنے لگے بعد تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ لشکر کو ہان سے ایک اژدہا نکلا قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسنے
کہ لشکر نورالدہر مین گھس آوے نسترن نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صحرا
کے دوسرا اژدہا پیدا ہوا وہ اژدہا آکر آپس مین معروف جنگ ہوا کبھی منھ سے قلابہ آتشین
چھوڑے کبھی آپس مین دم چلی کوڑے تڑاق پڑاق چل رہے ہین دونون اژدرون کے
جسم پرنشان بنتے جاتے ہین تھوڑی دیر بعد جو اژدہا طرف سے لشکر کو آن کے آیا تھا اُسپر
اژدر سوار ظاہر ہوا اسنے پشت سے کود کر اس اژدہے کے کلون مین ہاتھ ڈالا اور چیر کر
پھینک دیا اب اژدر سوار بھی پشت اژدر پر سوار ہوا ملکہ نسترن نے اُسپر آگ برسائی تلوارین
گرائین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نورالدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرایا ہوا نکلا جست
کی اور دہن اژدر مین پھاند پڑا کئی سو جادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تب وہ اژدہا
منھ اُٹھا کر طرف نسترن کے متوجہ ہوا منھ سے فتیلے چھوڑے اور دم کھینچا نسترن گرین
اژدر نے انکو بھی منھ مین لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اسنے دم کھینچا
خیمے سمیت نکل گیا ہنگامہ جو ہوا کنیزین دوڑکر دربار گاہ **سوسن زبان دراز** پر آئین
پکارنے لگین کہ اے ملکہ عالم اُٹھیے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہے ایک اژدہا آیا ہے کہ اسنے ملکہ
نسترن کو دہن مین لے لیا اب لشکر مین گھس آیا ہے ملکہ سوسن اُٹھین راہ مین کنیزون نے
سب حال بیان کیا لشکر مین آکر دیکھا بیچ لشکر مین اژدر آڑا ہوا کھڑا ہے خیمے اور دوکانین
پامال کر رہا ہے سیکڑون خیمے گرا دیے رہنے والے خیمون کے دہن اژدر مین گئے اور خیمے

خالی پڑے ہیں زمین پر لوٹتے ہیں اژدر سوار ایک بارگاہ کو ویران کرکے دوسری بارگاہ کیطرف
رُخ کرتا ہو سوسن نے للکارا کہ او خانہ خراب کیوں اسقدر بدعت کرتا ہو خوف خدا سے نہین
ڈرتا ہو یہ بندگان خدا بے گناہ ہین جنکو تو نے اس طرح پامال کیا لاشترین کہان ہو اژدر سوار
نے جواب دیا کہ او سوسن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہکے اژدر سے کودا تلوار کھینچ کر ملکہ سوسن
پر چلا سامنے آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اسکی کئی پنجے پیدا ہوے وہ پنجے آکر کمر مین
لپٹ گئے اُٹھاکر لے چلا جب بلند ہو چلے لوگون نے دیکھا کہ کوہان کمر مین سوسن کی
پنجہ دبائے ہوے لیکر بلند ہوا سوسن بلندی پر جاکر مثل بجلی کے تڑپی پنجے سے نکلی پھر
دونون سے آپس مین سحر ہونے لگا اُسنے کاردِ سحر پھینکی ملکہ نے اُسے توڑا اُسنے گولا ملکہ
نے غمزہ ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر چمکا چمک کر اُسنے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے کئی پنجے
اژدر سوار نے مارے ملکہ نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر چمکا اُسنے گردن کو کاٹا کوہان سوسن پہ
جا پڑا چاہا کہ گردن پکڑ لون ملکہ نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ مین ایک مار سیاہ آگیا کوہان
نے اُسکو جھٹکا اور طرف زمین کے پھینکا وہ دونون ٹکڑے اژدر پھر گئے اژدر کے دو ٹکڑے ہوے
شکم سے اُسکے کئی سو جادوگر نکلے جون جون بھاگی قوت جسم مین آئی لاشترین بھی دریا سے
خون مین غوطے مارے ہوے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے لاشترین نے سحر کیا وسط ہوا پر رُک گیا سوسن
برق کے مانند کڑک کر آئی لاشترین نے پکار کر کہا کہ ہوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدہا
مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دونا کے مار لین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ
مین سمجھ لونگی سوسن نے جواب دیا کہ مین سمجھ لونگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے
کچھ غنچے اور کچھ پتے لیے اسم سحر پڑھکر طرف کوہان کے پھینکا کہ او مبہوت بے مثل غنچہ
کے دل تنگ وہ اور مثل پتون کے ہاتھ مل کر یہ کہکر دونون چیزین پھینکین سب نے دیکھا
ہر درخت پر ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی شاخون کو
جنبش ہوئی صحرا مین بہار آنے کی کوشش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کمر اسحر کر رہا ہو کہ
ایک نخل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ او کوہان خدا اس طرف

متوجہ ہو یہ سنتے ہی کوہان نے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا آواز میں عجب درد تھا نظم

رعا فلو باغ یہ نہیں دلکش
آتشین مذن چراغ عقل پہ کو
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
جعفری سنے دیکھا تب رخ زرد
ہوگئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان میں گل ہوا اظہار
شاخ پر ہو جو سیب نے بیب چمن
تا فلو کل من علیہا فان
دیکھکر بے ثباتی عالم
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان ہے چمن
خاک جب ہوگئے قدر رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوئے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان
نرگسی چشم میں جو دفن ہیں
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک میں گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
اسی اندوہ میں کرو جر قبا ک

اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہ کشان محفل درد
تب نظر آئے گیسو سنبل ہے
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہو سوئے زمین
عندلیبون کے بین ہی الحان
باغ میں آبشار روتے ہین
جب ہوا مرغ خوان کا ڈر
گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہیں ہے قابل سیر
رب اللہ فاتحہ بالخیر

اُس طائر نے اسطرح کے اشعار پڑھے کہ کوہان دل لگاکے سننے لگا آنکھون سے آنسو بہنے لگے بیخود ہوگیا اور اُس عالم یاس میں ایک چیخ ماری پکارا تھا کہ اے طائر عالم کیا اشعار سُننے میں دل برباد ہوئی جان دینے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجے وہ بجا لاؤن میں آپ کا تابعدار ہون خدمتگذار ہون طائر نے پکار کر آواز دی کہ اے کوہان تو منتظم کوہ زبرجدی ہے بس اب یہان سے سدھارو طرف کوہ زبرجدی کے جاؤ اور جنکو خداوند ہفت پیکر جانتے ہو اُس تصویر کو توڑ ڈالو اُس سے قدرت پیدا ہونگے تمھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجب ہے کہ تمھارا رتبہ بلند کریں یہ سُنکر کوہان جھوما آنکھیں سُرخ ہوئیں آسمان سے اُترا لشکر والون کو آواز دی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدرت نے سب کو یاد فرمایا ہے اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا کوہان اژدہے پر سوار ہوا ہجوم کر طرف کوہ زبرجدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سلطان لشکر جو منا ہو طرف کوہ زبرجدی کے جاتا کہ ہر منزل پر شب کو اُترتا ہے صبح کو چلتا ہے اور ہی رنگ مزاج کا ہوتا ہے لشکر والون پر تاکید کرتا ہے کہ یارو اب چلو قدرت نے یاد فرمایا ہے سبھون کو بلایا ہے

اسی وقت لشکر تیار ہوتا ہو سب صفین باندھکر ساتھ ہو لیتے ہیں اسی جوش و خروش مین
دن بھر رہروی کرتا ہو ہر جنگل مین ٹھہر جاتا ہو ملکہ سوسن کو یاد کرتا ہو جہان گل و غنچے پر نظر پڑی
دہن عارض یاد آتے ہین یہ اشعار حسرت آثار پڑھنے لگتا ہو

نظم

دام سے لے کے ہین صیاد ستمگر چھوٹے ۔۔۔ رخ گل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یعنی لگا لائی ہو وہ آنکھ دل عاشق کو ۔۔۔ جس طرح سے کوئی تکہ بنکے کبوتر چھوٹے
ہو رہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار ۔۔۔ دشت اطفال سے ابتک نہین پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل اب نہین زندان مین ۔۔۔ قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال ۔۔۔ کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک ۔۔۔ اقربا چھوٹے مری جان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہو قریب آ تو قدم رنجہ کرو ۔۔۔ پاؤن کی مہندی تمھارے جو نہ دلبر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصدون پر ظالم نے ۔۔۔ نامہ بر ہاتھیون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانون ۔۔۔ جان ہی تجھسے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم وصل مین بھی ۔۔۔ بہ گئے آنکھین پہ تیرے آتے ہی جو بر چھوٹے
خوبرویون کی محبت کا برا ہے انجام ۔۔۔ تجھے بیکار کہین اے دل مضطر چھوٹے
بستی فکر نے اونچا نہ طبیعت کو کیا ۔۔۔ جو تعلی کے تھے مضمون وہ یکسر چھوٹے
ایسی افتاد کئی بار پڑی ہے ای رند ۔۔۔ بیشتر اس سے سلے روز کر اکثر چھوٹے

اسی جوش و خروش مین چوتھے دن قریب کوہ زبرجدی پہونچا یہان وہی میلہ جما ہوا ہو مراد مند
حاضر ہین سب طرف سے آوازین آرہی ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے نثار کیا
جلد مرادمندون کی مراد دیتا ہو صاحب اعجاز و کرامت آپ ہو تو پہلے دو سو خداوندون کا
باپ ہو لیا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد ہین ملک ہوئین بسامری و جمشید کیسی
خدائی کر گئے آخر ناچار ہوے مر گئے اب آپ خداوند ہین ہم سب دردمند ہین کیا امر لوین پوری
کرتے ہو ہم دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو یکایک بیچ مین ہلڑ ہوا فریاد و الغیاث کی
صدائین آنے لگین ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالمون سے

ہاتھ سے بچائیے ایک ایک لاکھیں دیو خصال فیل شمال ہو تصویر سے آواز آئی کہ ای زبرجد ذرا دیکھ تو
کہ یہ کیا معرکہ ہے کیوں میلے والے فریاد کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مر رہے ہیں پرہوچیں زبرجد شاہ
سامنے سے تصویر کے ہٹا اور تصویر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بچ کو ہیں تیغہ برہنہ
ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل پشت پر بڑے بڑے قد کے جوان دو دو کلہ بے گھوڑوں پر
سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس خیمے کے قریب پہونچے طناب پکڑ لی اور کھینچ لیا ستون
گرا دیا جو خیمے میں تھے وہ دب کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یعنی پامال کیا اہل میلہ کا
عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں لوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجد کو کوہان پکارتا
ہو کہ او بھیا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے زیر کوہ آ تو تیرا تاج اُتاروں مجکو رسوا کر کے ماروں زبرجد نے
جو یہ حال مصیبت مآل دیکھا پلٹ کر سامنے تصویر کے آیا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوندا
کوہان اب بے ہوش میں نہیں ہے ڈیڑھ لاکھ فوج اُسکے ساتھ ہے سارے میلے کو ویران
کر دیا ہزار ہا آدمی مار گیا میلے لوٹے بھوک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جاتے
ہیں مجکو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ جاتا ہے نہایت غلبہ تا ہے حکم ہوا کہ او زبرجد
زیر کوہ جاؤ دیکھو تمہارا کیا کرتا ہے فوراً پریشان ہو گا تم راہ راست پر ہو تمہارا وہ کیا
کر سکتا ہے تم بادولت کو خداوند مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہے اُس پر بلا آسمان سے نازل
ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہے تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
کہ اگر لڑائی کی ہوس ہے تو آپس میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے میلے کو کیوں برباد کرتے ہو
خبردار اب آگے نہ بڑھو یہ سنکر زبرجد شاہ نے تاج کو سر پر رکھ لیا ہنستا ہوا چلا
راہ میں جو اسکے ساتھ کے لوگ ملے وزیروں نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
ہے زیر کوہ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہے کہ بازو مجکو
خداوند نے بھیجا ہے آسمان سے ان سب پر بلا نازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیروں
امیروں کو ساتھ لیتا ہوا زبرجد پہاڑ سے بہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہونچا
کوہان نے للکارا کہ او زبرجد کدھر ادھر میں آتا ہوں زبرجد نے جواب دیا کہ او کوہان خداوند
ہفت پیکر نے فرمایا ہے کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آپس میں لڑو قدرت بھی تماشا

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کوہان عتر قمر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یارو سنتے ہو قدرت نے
کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لائیں ہم جنگ کو حاضر
ہیں کہئے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ ہو عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسنے لگے جس پر پھول گرا وہ بھول گیا جوش جرأت
سے جوش نے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ بھاؤ بڑھ کر جلو زبرجد کی طرف کوہان نے
گیندا بڑھایا کہ پھر کئی پھول برسے تھے زبرجد شاہ تو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر دنگ
ہو کر کھڑے رہ گئے کوہان جا کر وزیروں پر یہ کھلکر گرا کہ اس ملعون کو کیوں جانے دیا زبرجد کو
پکڑ دیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہریار ہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرجد بھاگ کر
سامنے تصویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوند میں نے جو آپ کا حکم پہونچایا وہ سب
آپس کی جنگ پر آمادہ ہوئے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
رنگ روئی کا متغیر ہوا پھر اسی طرف چلنے پر سب وزیر مارے گئے میں بھاگ کے پہنچے کوہان
مصروف جنگ ہو پیادہ ہو کر بالاے کوہ چڑھ آئے تصویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچا اور
جہاں جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آئیگا تو بہت بچائیگا زبرجد شاہ
تو بہت دیر پر ہو کے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دار الامارۂ شاہی میں جا کر تخت پر بیٹھا اور باتیں
بنانے لگا حاضرین وقت کو خبر سنانے لگا کہتا ہے کہ یہ ہفت پیکر جو جانتا ہے کہہ دیتا ہے کیسا
خداوند ہی مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے قصر کے آواز آئی کہ او بیہودہ گو کیا
بیہودہ بکتا ہے عذاب خداوندی میں مبتلا ہوگا ایک برق گری کہ زبرجد کے دو ٹکڑے ہوئے اور
پھر آواز آئی کہ ای بندگان من قدرت مُردے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ ای
زبرجد تخت پر بیٹھا تعریفیں ہفت پیکر کی کر رہا ہے بیان تو یہ کیفیت ہے وہاں کوہان پہاڑ سے
آکر لپٹ گیا گھانس پکڑ کر بالاے کوہ چڑھنے لگا گھٹنوں کو طے کر کے بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ
جوان ساتھ میں پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوئے تصویر ہارے سنگی کہ اتنے میں ایک تصویر کی شکل
جا بجا کھڑی ہیں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
بے ادب ادب سے روانہ آنے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان جیتا ساتھ والوں نے بھی بلوہ کیا

اب تو تصویر نے ایک چیخ ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا دھوئیں کا ابر بنکر تیار ہوا جسکی آنکھ میں دھواں لگا وہ جم کر کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا سے سرد کا چلا پھر پھول برسنے لگے جبکہ پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی کوشش کی کہ جھونکا ہوائے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ سحر ساختہ کر دیا تھا قدرت نے اُس سحر کو مٹا | اوس مقام پہ آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھکو جہنم میں پھینکوا دونگا تجھکو بیوجہ کیوں غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تصویر نے چلا چلا کے باتیں کیں وقت وہ ہی کہ نورالدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نسترن و سوسن دست بستہ اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھکر آواز دی کہ نسترن تمنے سنا ہفت پیکر چلا رہا ہی میرے سحر کو مٹا رہا ہی میں نے پھولوں کا سحر ساختہ کر دیا تھا اور پیروں کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ شکست ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اُسی بات پر آمادہ ہوئے اب بالائے کوہ پہونچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہان سنا اب کوہان کا بچنا دشوار ہی اُسنے خود سحر کیا اُسکے سحر سے بچنا مشکل ہی ارادہ ہی کہ جا پڑوں میں آواز اُسکی سُن رہی ہوں کلمات سخت و سست کہہ رہا ہی کوہان کو دروازے پہ دیو کے روکا ہی وہ تمثیل رہی ہی یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جائیں نسترن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا وہ ہفت پیکر بلائے روزگار ہی نہیں معلوم کیا آفت برپا کریگا کسی بلا میں پھنس جاؤگی کہ وہاں سے رہائی ناممکن ہوگی ملکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پر یہ آواز تصویر لے بھر رہی کہ اے کوہ زبرجدی اس گنہگار کو لپٹا سکا تیرے علم میں مقام ہی کوہان اسکا نام ہی یکایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوئے اُن گڑھوں میں سب پھاند پڑے گڑھے برابر ہوگئے کوہان بھی ایک غار کلان میں گرا اس غار کا منہ بند ہوا آواز آئی زبرجد کو یہاں بلاؤ زبرجد مردہ ہوکر زندہ ہوا ہی تخت پر بیٹھا ہی کہ چوبدار نے آکر حکم پہونچایا قدرت آپکو بلاتے ہیں زبرجد تعریفیں کرتا ہوا چلا بالائے کوہ پہونچا سامنے تصویر کے آیا عرض کی کہ یا خداوندیہ بندہ حاضر ہی خطا میری معاف ہوئی اب کبھی ایسا کلمہ نہ کہونگا بہشت و دوزخ دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں مسلمانوں کو عجب حال زار میں دیکھا

آتش کے پرستار جو خاص سے تھے انکو باغ رنگارنگ میں دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے تھے آپ کا
نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صحیح و درست ہے
لقمو نے بہ غصہ آواز دی کہ او بے ادب خاموش رہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر
بندے ہمارے سنتے ہیں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوتے ہیں بہشت واسطے نیک بندوں
کے ہے اور جہنم واسطے گنہگاروں کے تجھکو کارخانۂ قدرت دکھا دیے تونے جو قدرت کو بُرا کہا
ملک الموت کو ناگوار ہوا اُسنے تمہاری روح قبض کی روح کو زیر عرش عالی پھرایا اور عجائب
و غرائب دکھایا تجھسے نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کر جا کر نور الدہر کو روکے یہ دونوں
جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحرہ ہے کہ ان دونوں کو
ہلاک کریگی مگر کیا ضرور ہے یہیں رک جائیں وہاں تک نہ جانے پائیں کیا عجب ہے نور الدہر کو
سوسن لیجائے اور ایرج کو نوش ہو بچائے یہ دونوں دربار گرداب میں پہونچیں گے
کوئی ساحر جائے راہ میں انکو روکے یہ آگے بڑھ آئے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آگے
نہ بڑھنے دے زبرجد نے کہا کہ میں جا کے تدبیر کرتا ہوں یہ کہکے اپنے دربار میں آیا اور اُسنے ذکر کیا
کہ قدرت یہ فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادوگرنی ایسی ہے کہ جا کر نور الدہر و ایرج کو روکے جس
صحرا میں ایرج اُترا ہے اُس جنگل کا صحرائے کشت و خون نام ہے وہاں سے ہٹا دے اور آگے
کو وہ نہ آنے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو میں جائیں گے لیکن
قبل سے اگر روکنے والا روکے تو بہت مناسب ہے خلخال جادو مصاحبوں میں سے زبرجد کے
تھی وہ اپنے مقام سے اُٹھی یہ کہکر کہ اے شہنشاہ وہ آفت برپا کروں کہ صورت سے وہ خود بھاگ جائیں
بھونچال جادو بہن خلخال کی یہ کہکر اُٹھی کہ بہن تم چلو میں سحر تمام کر کے آتی ہوں خلخال اُسی وقت
ساٹھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر برائے مقابلۂ نور الدہر چلی جہاں نور الدہر اُترے ہیں صحرائے بہار
چشمے جھر جھر بہتے ہوئے صبح کو یکایک خبر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہریار عجب معرکہ گذرا
رات کو ایسی ہوا گرم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت جو سرسبز و شاداب تھے پتے زرد
مثل مدقوق درختوں سے گر رہے ہیں جنگل میں اُڑتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اُڑ رہی ہے
صحرا ویران کفِ دست میدان نسترن نے دیکھکر عرض کی کہ کنیز جاتی ہے ابھی دریافت کر کے

آئی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہوا ای شبرنگ بونڈے گرد کے اُٹھتے ہوئے گے صحرا تپ رہا ہوگا
شبرنگ نے کہا کہ یہی کیفیت ہو جو آپ فرماتی ہیں اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سُنکر
نسترن ماتھی سوسن نے کہا کہ بجا میں بھی چلوں کہ حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جا کے دریافت
کیے لیتی ہوں یہ کہہ کے نسترن باہر نکلیں صورت صحرا کو دیکھکر بہت ہنسیں کہ حضور میں پہچان گئی
یہ کہہ کے دستک دی صحرا سے بونڈے گرد کا اُٹھا دکھائی دیا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نسترن کے
آکے کھڑا ہوا ملکہ نسترن نے کہا کہ ارے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو صحرا کیوں ویران ہو گیا
چشمے کیوں خشک ہوئے درخت کیوں خشک پڑے ہیں وہ جوان ایک جانب بھاگا غائب
ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑتا ہوا آیا پسینے پسینے ہو رہا ہو سامنے ملکہ نسترن کے آکر دست بستہ
عرض کی کہ اس صحرا کے گوشے میں بلا خلخال آکر اتری ہیں سحر کر رہی ہیں رات سے اُنھوں
نے سحر شروع کیا ہو ابھی ختم نہیں ہوا کہ یہ صحرا ویران ہو گیا اور ابھی زیادہ ویران ہوگا
آب و دانہ اس جنگل میں طائروں کو نہ ملیگا غلام آپ کا جا کر سب سامان دیکھ آیا ہو صحرا سے
میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں نسترن نے اسی وقت گالے روئی کے جھولی سے نکالے کہ اسپے
لشکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روئی کے گالے بلند ہوئے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہو کر
بڑھنے لگا اسقدر بڑھا کہ تمام جنگل کو گھیر لیا ملکہ نے دوسرا سحر کیا کہ رعد کی گرج برق کی تڑپ
پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسنے لگا پہلے بوندیں پڑیں تھوڑے ہی عرصے میں ابر پھٹنے لگا
چشمے جو قریب پانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر بیک دھماکا ہوا اس زور سے برق ابر پر گری کہ ابر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مینہ کا برسنا موقوف ہوا چشمے جو قریب تو مملو بہ آب تھے بالکل سوکھ گئے پھر خاک
اسیطرح اڑنے لگی بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں دھوپ چمکی اب حرارت تیز خشکی بڑھنے لگی تھوڑے سے
عرصے میں اسقدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہرا لہرا کر گرنے لگے شاخیں پیچ و تاب کھا کر
گریں گل بوٹے مرجھائے غنچوں نے دہن اپنے بند کر لیے رنگ پھولوں کے اُڑ گئے درختوں سے
مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جانور بھٹک کر آ گیا منھ کھول کر زمین پر گرا ملکہ نسترن بھی پسینے پسینے
ہر چند کہ تسکین دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کروں پانی برسے چشمے و جو مملو ہو جائیں مگر
ابر نہیں آتا جب گھر کے آتا ہو تمازت آفتاب اسقدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کڑک کر گرتی ہو کہ

ابر لخت لخت ہوا جاتا ہی ٹکڑے ابر کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہین ایک مقام پر جمع نہین ہوتے
دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہوگئے انگلیون سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملکہ لستترن مجبور
و ناچار ہوئین ملکہ سوسن یہ کہکر اُٹھین کہ کیون ہوا ابر نہین آتا منتشر ہوا جاتا ہی یقین ہی کہ یہ سحر
خلخال جادو کا ہو اُسی کے سحر مین یہ تاثیر ہی کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہین جمتا مگر اب مین
سحر کرتی ہون تم ہٹ جاؤ یہ کہکر لستترن کو ہٹا دیا اور آپ آگے بڑھین جھولی مین ہاتھ ڈالا
کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اس کاغذ پر ڈالا اور اُس کاغذ کو اُڑا دیا آواز
دی کہ ای ابر بارسیہ رو جا کر لشکر خلخال پر برس مگر قطرات گرم ہون اور وہ بدحواس
ہو جائین وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خلخال بیٹھی سحر کر رہی ہی کہ لشکر والون نے اسکے دیکھا کہ ابر
سیاہ آسمان پر آیا رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکایک پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا اُسکو
معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈالدی وہ جلنے لگا صدہا ساحر جل کر خاک ہوے لشکر مین
فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خلخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہین آسمان سے
آگ گر رہی ہی اسنے بڑے بڑے نور مارے کہ ابر کو پلٹاؤن ابر نہ پلٹا جما ہوا برس رہا ہی
عرصہ جو ہوا ابر سے برف بھی گرنے لگی سیکڑون برف مین دبے سیکڑون آگ سے جلے تھوڑے
عرصے مین ہزارون کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈے ہوے کچھ آگ مین جلے گھبرا کر خلخال نے
حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جدھر ارادہ جانے کا کیا دیکھا کہ
آگ کی دیوار کھنچی ہی جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہین آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جسطرف لشکر
نورالدہر کا تھا اُدھر راستہ ملا سب کے آگے خلخال لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اور ابر برستا ہوا
بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے مین نورالدہر کے پہونچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
جب لشکر خلخال کا مقابلہ نورالدہر مین پہونچ گیا ابر کا برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹ آئین
خلخال مقابلے مین اُتری اُترتے پکار کر آواز دی کہ بی سوسن دلستترن ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی مین نے سحر بھیجا تھا تمنے اُسکو کوشش کرکے پلٹایا اور کئی ہزار آدمی میرے
لشکر کے مرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی
یہ کہکے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خلخال مین

صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہرکاروں نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر نے بھی
حکم دیا یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری
ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثوابت و سیارگان
کو لیکر قلعۂ مغرب مین چھپا شاہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع
میدان چرخ زبرجدی مین آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دونون لشکر میدان مین آئے اُدھر
سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کارزار مین آئی اژدر پر سوار منھ سے آگ نکلتی ہوئی
بال کھلے ہوے میدان مین آکر پہونچی پشت پر فوج ساحران گمرزان و ترسان ادھر سے
لشکر نورالدہر بعد کروفر میدان کارزار مین آکر پہونچا لنترن و سوسن طاؤسان سیم بال
پر سوار آئین خلخال دیکھ رہی ہین کہ لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئین اور جمین نقیبون نے
نقابت کی کڑکیت کڑکا کھکر ہٹے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کارزار مین جاؤن کہ یکایک
زمین کو زلزلہ ہوا ملکہ لنترن طاؤس سے گرین سنبھل کر اُٹھین اور ہزارہا کنیزین زمین پر
گرین پڑی تڑپ رہی ہین اُٹھ نہین سکتین نورالدہر کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا چاہتا ہی
کہ لیکر بھاگون نورالدہر ہرچند روکتے ہین مرکب نہین رُکتا راون مین یہین ہی چاہتا ہی
کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤن نورالدہر نے کئی کوڑے مارے لنترن نے دیکھا کہ زمین
کی جنبش بڑھتی جاتی ہے لنترن نے پڑھ کر سحر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جما کنیزین جو گری
تھین پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھین وہ اپنے مقام سے اُٹھین اور سنبھلین
سامنے لنترن کے حاضر ہوئین کہا واری آپ کے سحر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ
رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آمد اسکی بہن کی ہے جسکا بھونچال نام
ہی یہ کہکے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جا کے پھٹا ابر بنکر لشکر بھونچال
جادو پر جا کر برسا لشکر مین بھونچال کے صداے فریاد بلند ہوئی بھونچال نے
بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سحر نہین کرتی
آکر کہا کہ بہن لشکر جمے ہوے ہین میدان مین جاؤ مین لشکر حریف کو تہ و بالا کر دونگی
مین یہان سے پانچ کوس پر بھی وہان جا کے ایک ابر سیاہ برسا کئی ہزار آدمی مرے

لشکر کے چلے جب مین نے اس طرف کا رُخ کیا تب ابر ہٹا اور آگ برسنا موقوف ہوئی آپ تم میدان مین جاکر سحر کرو لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے بھاگے اور جگہ جب کر ٹھہرے تب جاکر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت نے فرمایا ہو کہ لشکر نور الدہر اس صحرا سے ہٹا دو یہاں نہ اترنے پائین لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو وہان بڑی بڑی جادوگرنیان جمع ہین اگر انکے مقابلے مین تمکے سیماب وغیرہ سے کون مقابلہ کریگا یہ کہکر خلنخال کو ایسا گرمایا کہ خلنخال میدان مین آئی پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ نسترن خود آطاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے مین خلنخال کے آئین خلنخال نے اپنے کو پشت اژدر سے گرا دیا بال سر کے کھولدیے منھ سے شعلے چھوٹنے لگی وہ شعلے آتش کے قریب نسترن آئے نسترن نے دستک دی کہ وہ شعلے اُلٹے پلٹ کر خلنخال پر گرے نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے پہونچے بھونچال کے سامنے وہ شعلے لوٹنے لگے لوٹتے لوٹتے اُسکے ملازمون پر جاکر گرنے کئی ہزار ملازم خلنخال و بھونچال کے جلے جب تو خلنخال نے ایک مار سیاہ منھ سے نکالا اُس مار سیاہ کو پھینک مارا ملکہ نے اس مار سیاہ پر اشارہ کیا مار سیاہ ٹکڑے دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہو گیا غرق زمین ہوتے ہی خلنخال دوڑی بھگے خلنخال چلی بلا آتی جاتی ہو نسترن بھی اسکے پیچھے چلین یہان تک کہ نظرون سے سب کے غائب ہوئین نور الدہر نے گھبرا کر شبرنگ سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہان لگا کر لیگئی شبرنگ شکل ساحر جیپٹا جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا خلنخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو پاس نسترن کے پہونچایا کہا بوا زبان مین سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تمکو تکلیف ہو نسترن نے سوزن اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان مین دی گجرے پھولون کے ہاتھ سے خلنخال نے توڑے ہاتھ مین نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیان ہو گئے پاؤن مین بیڑیان پہنا ئین چاہا کہ سر زنجیر تھام کر لیجاؤن سامنے بھونچال کے پہونچاؤن کہ شبرنگ بھونچال کی صورت بنکر تیار ہوا آواز دی کہ بہن کیا کہنا کیا خوب سحر کیا خلنخال نے کہا کہ بوا ایسے سیکڑون شعبدے یاد ہین اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہون وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائینگی شبرنگ قریب پہونچا کہا بوا دیکھو بی سوسن آتی ہین خلنخال پلٹی جیسے ہی پلٹی

شبرنگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قعدہ پاک خلخال کے مرتے ہی لنسترن کے جسم سے وہ قید دور ہوئی
لنسترن نے کہا کہ ای شبرنگ یہ بڑا کار نمایان کیا اسنے ایسا سحر کیا تھا کہ مین اپنے ہوش مین
نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان مین سوزن دے لی ہتھکڑیان بیڑیان خود پہنین اگر اپنے ہوش مین
ہوتی تو یہ حرکات کاہے کو کرتی شبرنگ نے لنسترن کو رہا کر کے ساتھ لیا پاؤن مین خلخال کے
ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کارزار مین آکر پہونچا بھونچال نے مرنے
کی آواز خلخال کے سُنی تھی سمجھی تھی کہ شاید بہن نے کوئی شعبدہ کیا اب جو اسنے دیکھا
کہ آگے آگے لنسترن اور پیچھے شبرنگ پاے خلخال مین رسی باندھے ہوے دیکھکر
بھونچال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دولاکھ ساحران کفار شبرنگ
و لنسترن پر آ پڑے لنسترن نے شبرنگ کو تو ہٹا دیا آپ معروف جنگ ہوئی سوسن بھی
جا پڑی نور الدہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نور الدہر آئی ہی جسنے سحر
نور الدہر پر کیا اسنے اس ساحر کو مارا اس طرح صدہا جادوگر مارے کنیزان ہر دو شاہزادیان
اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آکر مل گئین لشکر بھونچال مین زلزلہ پڑ گیا بھونچال بھاگتی پھرتی
ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن وہان کوہ زبرجدی پر تصویر سنگی مین بنے
ہفت پیکر آواز دے رہی ہو کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہون یکایک
زبرجد سے کہا کہ لو غضب ہوا خلخال قتل ہو گئی بھونچال بھاگی پھر رہی ہو کسی
پہلوان کو جلد روانہ کرو زبرجد نے پکار کر آواز دی کہ کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جا کر سر
نور الدہر کا لاے زیر کوہ سکان فیل درکھڑا ہوا جھوم رہا ہے اسنے پلٹ کر آواز دی کہ ای
بادشاہ مین جاؤنگا زبرجد نے صدا دی کہ جسکو حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکان
کے جائے چار لاکھ سپاہی سوار و پیدل گھوڑے اڑا کر قریب سکان فیل در آئے
عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین سکان گینڈے پر سوار ہو کے چلا اُسوقت پہونچا کہ
بھونچال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن پر تول
رہی تھی کہ صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ سکان فیل در چار لاکھ فوج سے آ پہونچا
بھونچال پر نعرہ کیا کہ ارے کیون گھبراتی ہے قدرت تیری جنگ دیکھ رہے ہین

ہمکو تیری مدد کو بھیجا ہی کیون گھبراتی ہی مین تیری مدد کو آیا ہون یہ کہکر شریک جنگ ہوا یہان کنارے
پر لشکر کے طہماس لڑ رہا تھا سکان فیل در سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا طہماس
نے ساطور آگے کر دیا ساطور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے صرف قبضہ ہاتھ مین
رہگیا وہ قبضہ طہماس پر کھینچ مارا طہماس نے اک دائی ہو کر خالی دیا خالی دے کر خبردار
کو کے ہاتھ ساطور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور جو تڑپ کر گرا سپر کے
دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر ساطور جو گرا مع گینڈے سکان کے چار ٹکڑے ہوے چار لاکھ
فوج جو اسکے ساتھ آئی ہی وہ سب لڑائی مین مصروف ہو گئی طہماس نعرہ کر کے جا پڑا ساطور کو
گردش دی صدہا سر کٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہین کہ بھاگ کر
نکل جائین اب بھوبنچال اور زیادہ بدحواس ہوئی ساتھ والون سے کہ رہی ہی کہ صاحبو بڑے
غضب کی بات ہی کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھیجی طہماس نے یون مار لیا کہ جیسے باز کے
پنجے سے عصفور نہین بچتی بیک ضرب ساطور دو پرکالے ہوے فوج بہت ہی لیکن بیدل
ہو رہی ہی سب چاہتے ہین کہ بھاگ جائین سب نے کہا کہ آپ نعرہ کر کے آگے بڑھین تو
اہل فوج جم کر لڑین یہ سنتے ہی بھوبنچال نے علمدار لشکر کو ساتھ لیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندگان ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرأت اپنی ظاہر کرو اور مسلمانون
کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہی کہ یارو نہ گھبرانا چار جانب سے
لشکر مسلمانان کو گھیر لو بھوبنچال نے یہ آواز دے کر لشکر کو بڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر
نور الدہر بہت کم ہی دونون جادوگرنیان ایک جانب جانبازی کر رہی ہین جم جم کے سحر پھینکے
ہزارون کو مارا صحرا مین خون کے دریا بہہ رہے ہین نور الدہر و طہماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہین
سوسن نے بڑھ کر جب گولہ پھینکا آسمان سے آگ برسی تلوارین گرین نیزے برسے خون کے دریا
بہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان آتے ہین سب جادوگرنیان ساتھ پہلوان گھیرے ہو
نور الدہر کو جو دیکھتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا مین آ پہونچا یہ کہکے نعرہ کیا ۔ نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تنزل فقد درمیان معات

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

چو تیغ علی برکشم از غلاف
زگاو زمین تیغ دین بر کنم

منم شیردل صف شکن نوجوان	منم نخل بستان صاحبقران

ایرج نوجوان مع لشکر آکر گرے توسن نے بڑھکر بھونچال پر سحر کیا پھول برسے پھول دونون گرے بھونچال کا چہرہ سرخ ہوا اسباب سحر ہاتھ سے پھینکا بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای ملک عالم مین کنیز ہون تیری تو یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی۔ نظم

متاع وصال کی لذت اٹھائیگا پھر کیا
شب فراق منم سر پہ لائیگا پھر کیا
ہزار بار کیا میرا امتحان اسنے
جفا و جور نہ کر اسکے بندہ ون پر اوبت
وہ گھور نے ہین بری آنکھ سے بیجاب ہر بار
رہے جو مثل نظر ہر گھڑی تصور یار
کرے نہ در کو مسمار جو کہ بت کے لیے
وہ بے وفا ہی نہ چھوڑیگا غیر سے ملنا

گدا کو دیگا نہ منعم نو پائیگا پھر کیا
یہ روز بد مجھے گردون دکھائیگا پھر کیا
بس آزما چکا اب آزمائیگا پھر کیا
خدا کو حشر کے دن منھ دکھائیگا پھر کیا
مین دیکھتا ہون مقدر دکھائیگا پھر کیا
یہ آنکھین کور ہون انین سمائیگا پھر کیا
وہ اینٹ کے لیے مسجد کو ڈھائیگا پھر کیا
جو زندہ کوفت مین تو مر بھی جائیگا پھر کیا

یہ اشعار پڑھکر گریبان چاک کیا اپنے ساتھ والون کو آواز دی کہ جاؤ مدد مین اس ملعون و بدکردار ہفت پیکر کی یہان کیون جمے ہو لڑائی پر ایسے شیرون کی تمھے ہو کچھ غیرت نہین دیکھو مین تمھین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر گولہ جھولی سے نکالا اپنے ساتھ والون پر کھینچ مارا گولہ پھٹا و تلوارین برسنے لگین کئی سی جوان مر کر گرے ایرج و نورالدہر نے اور زیادہ دباؤ ڈالا ایک مقام پر بڑا کم نورالدہر نے ایک کمہاران کو مارا جوش جرأت مین منھ سے نکل گیا کہ بڑے تن و توش کا جوان تھا دوسرے کو بڑھکر ایرج نے مارا پکار کر آواز دی وہ جوان بیمار تھا یہ صاحب تن و توش تھا نشہ جرأت سے بیہوش تھا نورالدہر نے کہا کہ بس کنارے جاؤ بہت بانکپن کی نہ لو ایرج نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو سپر پر گانٹھ کر ہاتھ مارا ایرج نے بھی تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ مردان عالم گو کھوٹ منھ پر نہین لیتے نورالدہر نے سپر کو پھینک دیا ایرج نے بھی سپر کو پھینکا اب جو تلوار چلی دونون شیرون کے سر زخمی ہوے طہماس لڑتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران و ای فرزند دلبند قاسم نوجوان

آپس میں لڑائی کیا ضرور دشمن کو قتل کرو ایرج نے پلٹ کر آواز دی کہ او ملعون تیری شامت آئی ہے یہ کہکر کمر کو بتا کر سر پر ہاتھ مارا کہ طہماس کا بھی سر زخمی ہوا نور الدہر نے کہا کہ اسے ایرج طہماس نے پاس کیا ورنہ ساطور مار دیتا جگرگاہ تک پہونچتا اب بھی اسکو پاس ہے ورنہ اسکا مثل نہیں ہے ایرج نے چاہا کہ نور الدہر پر جا پڑے یہی کہتے چلے کہ او کشتنی گبر زادے آج تیری میرے ہاتھ سے قضا ہے پڑے قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا کہ غلام سے خطا ہوئی سزا دیجئے کاشکے لیجے جو مناسب ہو وہ سزا دیجیے یقین تو ہے کہ تمھاری نالائقی ظاہر ہو نور الدہر نے چاہا کہ جواب دون بھونچال نے اتنے عرصے میں ہزار ہا اپنے ملازم قتل کیے قلب فوج میں جا پڑی چہار جانب گولے مارنے لگی قریب ہو کر سب بھاگین کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا کہ او بھونچال کیون تیری شامت آئی ہے یہ آواز سنکر بھونچال طرف آسمان کے دیکھنے لگی ایک پنجہ گرا بھونچال کو اٹھا لے گیا دوسرا پنجہ گرا افسرین کو اٹھا لے گیا ایرج و نور الدہر تلوارین کھینچ کر چلے تھے کہ آپس مین لڑین کہ صحرا سے ایک آواز دلفریب آئی دیکھا کہ ایک نازنین سیمبر پری پیکر غنچہ دہن رشک قمر زیور و لباس سے آراستہ یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہے

نظم

جز مسیحا کسی سے مرا مردا اُٹھا	آستے کا نہ دھا دیا آکر تو جنازا اُٹھا
زہد و تقوی سے بھرا ای رندیت گھرا اُٹھا	پھر چلا دیر کو مسجد سے مصلا اُٹھا
شاکر قید سے صیاد کی ہولتی ہے رہا	آب و دانہ ترا او بلبل شیدا اُٹھا
قیس سمجھا مری لیلی کی سواری آئی	دور سے جب کوئی صحرا مین بگولا اُٹھا
ہوش وحشت مین جو دریا کی طرف جا نکلا	قد آدم مری تعظیم کو ملینڈھا اُٹھا
نہ گیا وادی ایمن کو کوئی بعد کلیم	آتش طور نہ پھر کی نہ وہ شعلا اُٹھا
کوچۂ یار سے جب گھر کو چلا مین اپنے	دل پکڑ بیٹھ گیا درد اک ایسا اُٹھا
اول شب سے موذن نے اذان دی شب وصل	لو سر شام ہی سے آج یہ مرغا اُٹھا
حشر کو ہوتی ہے اک تازہ قیامت برپا	گور سے سر مین اگر لے کے یہ سودا اُٹھا
جسکو تیرے لب جان بخش نے مارا قاتل	حشر تک پھر نہ مسیحا سے وہ مردا اُٹھا
جسکے مرنے کی خبر رند کے بولا رو کر	آج دنیا سے مرا چاہنے والا اُٹھا

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نور الدہر نے کان لگا کر سُنا مگر برق
و عمرو جو لشکر ایرج مین تھے جس وقت بھونچال کو پنجہ اٹھا لے گیا اُسی وقت لشکر سے نکل کر
بھاگے ایک گوشے مین کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل گا چکی دونون
جوان گھوڑون سے اُترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہین اور نور الدہر اپنی جانب
اُس نازنین نے کہا کہ مین نور الدہر کے واسطے ہون ایرج کے واسطے میری بہن ہے جو مجھ سے
زیادہ خوبصورت ہے اور کم سن مین اُسے بلوا دون اُسکو اپنے ساتھ لیجیے یہ کہکر اُس نازنین
نے آواز دی کہ اے گل پیکر جلد آ ایک نازنین اُس سے بہتر و بیلے جواہر مین غوطہ زن
اُسنے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سامنے طہماس کے چند اشعار گائے طہماس
بھی گینڈے سے اُترے اُس نازنین کے ساتھ ہوے شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر
سامنے نور الدہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ اے شہریار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین
کا نور الدہر ہاتھ پکڑے تھے اُسنے آواز دی کہ اے طرار چین میرا عیار تیرا خواہان ہے کہ پہلوے
نخل سے ایک نازنین سبزہ رنگ شوخ و شنگ نے آکر ہاتھ شبرنگ کا تھام لیا اور آنکھ ملا کر
شبرنگ سے یہ اشعار گائے

نظم

ظالم کہین تو دل کبھو دار و پیے ہوے — پھرتے ہین ہم بھی ہاتھ مین سر کو لیے ہوے
آؤ گے ہوش مین تو تنک اک سدہ بھی ہو — اب تو نشے مین چلتے ہو زخمی کیے ہوے
جی ڈوبتا ہے اُس گہر تر کی یاد مین — یاں کار عشق مین ہم مر جیے ہوے
اس چاک دل کی چشم سے ناصح لہو تھمے — ہوتا ہے کیا ہمارے گریبان سیے ہوے
کافر ہوے بتون کی محبت مین میر جی — مسجد مین آج آئے تھے قشقہ دیے ہوے

شبرنگ سے آنکھ ملا کر جو یہ اشعار گائے شبرنگ کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
ان چارون کو لیکر چارون نازنینین چلین چند قدم طے کیے تھے کہ ایک صدا ہیبتناک آئی
خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل مین دھوان چھا گیا تھوڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھوئین مین سے
صدائین مہیب آئین بعد تھوڑی دیر کے دھوان برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا
نہ دوست کا لشکر ہے نہ دشمن کا سناٹا پڑا ہوا ہے عمرو و برق جنگل مین دوڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمرو نے کہا کہ ای برق معلوم ہوتا ہی کہ خود ہفت پیکر آ کے سب کو لے گیا اب اُن سب کا
پتہ ملنا دشوار ہو چل کے صاحبقران سے اطلاع کرین خواجہ و برق تلاش مین صاحبقران
کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گذارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نورالدہر و طماس و شبرنگ
نازنینان مہ جبین کا ہاتھ تھامے ہوئے بیہوش ہو گئے نہین معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا
اپنے کو بالائے کوہ زبرجدی پایا دیکھا کہ زبرجد شاہ دست بستہ کھڑا ہی تصویر سنگی باتین کر رہی
ہو نورالدہر و ایرج و طماسس و شبرنگ نے اپنے کو سامنے تصویر کے پایا تصویر نے آواز دی
کہ ای بندگان حسن کیہ نکر حاضر ہوئے یہ نازنینان مہ جبین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہین ای
زبرجد شاہ انکو قصر عشرت مین لیجاؤ چین سے چین کرین اسکے بعد سزا تجویز ہوئی بھوبجال کو لاؤ
اس حرامزادی نے بڑی بے ادبی کی اسیر سزا دا جب وارد ہو دیکھا کہ ایک دیگن بھوبجال کو
لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی مین اسکو پکڑے جبر سے لائی ہون راہ مین اسنے بڑے بڑے
شور کیے جب مین قدرت کا نام لیتی تھی نہ دوا سکا کم ہوتا تھا بمشکل بالائے کوہ زبرجدی پہونچا پایا
تصویر نے آواز دی کہ یہ جاروب کش قصر عشرت کی رہیگی آئندہ دیکھا جائیگا یہ کہکے تصویر
خاموش ہوئی نورالدہر نے دیکھا کہ کوہ زبرجدی پر دھوان چھایا ایک آواز دنامے کی
آئی صاف اس دنامے سے آواز آتی تھی کہ ای بندگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر
عشرت رہنے کو دیا بیٹھکر آرام کرو نازنینان مہ جبین برائے خدمتگذاری موجود ہین دھوان
جو ہٹا نورالدہر وغیرہ نے دیکھا کہ وہ نازنینان مہ جبین نہین ہین چارون آدمی بیقرار ہوئے
پریشان ہوکر پکارنے لگے نظم

وہ لطف وصل کی جسپر نگاہ کرتے ہین	جو ذرہ ہو تو اسے رشک ماہ کرتے ہین
تمہارے واسطے کرتے ہین خانہ ویرانی	تمہاری راہ مین گھر کو تباہ کرتے ہین
چھری سے کم نہین ترچھی نظر حسینون کی	حلال کرتے ہین یہ بانگاہ کرتے ہین
ہزار شکر رسائی ہوئی یہ ہم تک	خدا نے چاہا تو اب ہت سے راہ کرتے ہین
کہان کا عشق محبت کیسے ہی کیسا پیار	جو قول ہارے ہین اسکا نباہ کرتے ہین
مزا اُٹھا مین گے عاشق کے خون ناحق کا	عبث وہ قتل مجھے بے گناہ کرتے ہین

مری طرف سے ایسی دلمین راہ ہی کہ کچھ ادھر سے بھی وہ گنہ گاہ گاہ کرتے ہین
غفور اسکو سمجھے ہین سجکو کیا واعظ ثواب کرتے ہین ہم کیا گناہ کرتے ہین
فراق یار نے ہمخیال کر دیا ہمکو وہ بیخبر ہین جو الفت کی چاہ کرتے ہین
غرور حسن سے اسکا خدا کا خوف نہین جو مر بھی جاؤن تو وہ کب نگاہ کرتے ہین
شب فراق مین ہیے وتنالہ رک رہیکا وہ کون لوگ ہین جو ضبط آہ کرتے ہین
خضر بھی وادی الفت مین تھک کے بیٹھ رہا وہ پا شکستہ ہین جو طی یہ راہ کرتے ہین
کسی کو کیا ہے جو سیہ کار ہین ہم ای زاہد ہم اپنا نامۂ عصیان سیاہ کرتے ہین
کوئی یہ رند سے پوچھے تو دلمین درد ہی کیا پڑے کراہتے ہین آہ آہ کرتے ہین

کہ اندر سے قصر کے چار دن نازنین گلبدن پشت پر اُسکے دو دو سو کنیزین آکے ان لوگون کا استقبال کیا مکان مین لائین مقام صدر پر چارون کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی دن بھر تو یون گذرتا ہی شام کو بصد جنجال آکے اُس مکان مین جاروب کشی کرتی ہی جا بجا سب کے سامنے نورالدہر و ایرج کے آتی ہی کہتی ہی کہ ای شہریار آپ پر عنایت قدرت کی ہماری بھی خطا معاف کرائیے نورالدہر و ایرج جواب دیتے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے دونون جادوگرنیان نورالدہر کے ساتھ کی نسترن و سوسن اور ساتھ والیان ایرج کی گلپوش و توسن و شاہناز وغیرہ بھی صحرا مین بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا شاپور لنکے ساتھ ہی لیکن اپنے ہوش مین ہے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اسوہ بھی مثل قیدیون کے ہین ایک نگہبان سیاہ رو تیز رو دروازے پر اُس مکان کے بیٹھا ہی بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پہونچاتا ہی شاہپال پرتا کہہ رہی کہ بہتر اسی مین ہی کہ قدرت کو سجدہ کرو یہ ثابت قدم کرے دینداری جواب دیتا ہی کہ جبیر لعنت کی اُسکو کیا سجدہ کرین اب اُسکے اختیار مین ہین جس طرح جی چاہے پیش آئے مگر خواجہ برق جو لشکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترے ہوئے ہین رُفقا ساتھ ہین یہ فرماتے ہین کہ خواجہ عمر دو برق نہ چلے کہ کچھ حال رستم کا معلوم ہوتا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ برق آتے ہین امیر نے فرمایا جلد بلاؤ

خواجہ عمرو سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پوچھتے ہوئے کہ ہمارے بعد تو کسی سے
مقابلہ نہیں پڑا گلباد وغیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ گئے کوئی مقابلے میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح زدکش ہے صاحبقران آپ کے واسطے متردد تھے خواجہ عمرو
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کہو رستم
کی گذری عمرو نے کہا کہ ماشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر رستم فروکش ہے تحفہ جات پاچکے آپ
فکر لوح میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا نور نظر پارۂ جگر یعنی ایرج نوجوان و
نورالدہر بن بدیع الزمان آپس میں کچھ تکرار کرکے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمرو نام
ایرج سنکر بے اختیار رونے لگے کہا کہ ان دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے خوب لشکر جمع ہوا تھا بادو گرنیان عمدہ عمدہ مکین ہوئی
صحرائے گرداب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا وہ ہفت پیکر ان شیروں کو گرفتار کرکے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شوکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیروں کا شیر کب رکتا ہے انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہے ضرور رہائی پائیگا ورنہ قلعہ کعبہ
اسکو جا کر رہا کرینگے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نورالدہر کسی مقام پر رہ جائیں گے
آپس میں آنکھیں ملنے لگیں جمہور نے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے بہ نگاہ قہر دیکھا امیر نے خیال کر کے دیکھا کہ صرف ذکر ہونے سے آپس میں
دست رستی و دوستی بگڑا چاہتی ہیں فرمایا ای قاسم خبردار دنگل رستم کا ذکر آج کل
نہ ہووے یہ کہکر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بیٹا ایرج بھی بے مثل ہیں اور نورالدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہونگے عادی کو بلاؤ میں صحرائے گرداب نشان میں جا کر
کیا کرونگا طلسم کشا کو خدا وہاں پہونچا دیگا تو حال لوح آنیر کھلیگا میں جا کر رہائی ایرج و
نورالدہر کی تدبیر کرونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جائے پھر انکا قید ہونا
بہت شاق ہوا انشاء اللہ جلد کر رہا کرونگا طرف کوہ زبرجدی کے اتار بارگاہ کا چلے
عادی نے اسی وقت اتار بارگاہ کا لدوا دیا صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لندھور شبرنگ تازی پر

مالک ماریان شکیب یہ تھوڑے عرصے مین لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ اشقر
بڑھائیں تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا عمرو نے کہا
کہ بخیر و عافیت مین لشکر لیے ہوے ایک صحرا مین فروکش ہین مین نے خبر مفصل پائی ہو کہ ہنگا
بھی طرف صحراے گرداب نشان کے جانے کا قصد امیر نے فرمایا کہ مین نے صحراے
گرداب نشان کو طے کیا کوہ زبرجدی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر چاہتے ہین کہ گھوڑے کو
بڑھاوین کہ پہلوے دشت سے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیو کے جو مثابہ پشت پہ
ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھون مین گھوڑون کو بڑھائے ہوے آتے ہین وہ
پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا پکار کر آواز دی کہ منم سالوس فیل پیکر اے
صاحبقران حکم خداوند ہو کہ ان صحراؤن سے نکل جایئے آپ کی بدعت تا بہ قدرت پہنچ چکی
اب آج آپ کو ہٹا دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ہم فتح طلسم کی فکر مین ہین
انشاء اللہ کوہ زبرجدی پر جاتے ہین اس مقام سے بھی اسکو بھگا دین گے ہفت پیکر
اپنی فکر کرے یہ سنکر سالوس نے گھوڑا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا کہ صحرا
سے دوسری گرد اڑتی دیکھا کہ ایک نقابدار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانون کے دوادو کا
کرتا ہوا آتا ہی ایک عیار طرار مکار و غدار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے مثل گلدستے کے آراستہ
نقابدار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ دریافت تو کر یہ پہلوان کون ہی اور کیسے مقابلے کا خواہان ہو
عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پلک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
روکنے آیا ہی اور امیر باتوقیر طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہین نقابدار مرصع پوش نے
فرمایا کہ یہ ہمارا شکار ہی ہر چند کہ پہلو مین ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسنے
کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں مین جاتا ہون یا اسکو باندھ کر لاتا ہون یا سر کو قدم اقدس
پہ نثار کرتا ہون لیکن مرصع پوش نے نہ مانا گھوڑا اٹھایا مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا
تین ٹھکون مین آیا آکر مقابلہ سالوس مین پہونچا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے مہتر برق نے دیکھا خواجہ عمرو سے عرض کی کہ استاد
آپنے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہین معلوم

کس خاندان سے ہی خواجہ وبرق تو یہ باتین کر رہے ہین صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
کہ نقابدار مرصع پوش کس شوکت وشان سے آیا ہی یہ ارابیلے زرد سرخ وسفید کے جو ساتھ
ہین کوئی طلسم فتح کیا یہ اُسکا مال ہی نہایت صاحب جاہ وجلال ہی اور نہایت جوان آدم
معلوم ہوتا ہی سالوس دیو ہی خدا اسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
یہ چاہتا ہی کہ جاکر نقابدار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کرون لندھور عرض کرتے ہین کہ ای
آقاے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے شخص صف شکن نگاہ سے نہین گذرے یہان نقابدار
سالوس سے نگاہ دوزن ہوا صاحبقران بہ غور دیکھ رہے ہین کہ تین قدم مرکب نقابدار
اور چہ قدم سالوس کا گینڈا پیچھے ہٹا پھر کر گینڈے کو مقابلے مین نقابدار کے کھڑا ہوا کہا
کہ او طفل بے ادب تجربے کرلے کہ تجکو وصل نہ باقی رہے نقابدار نے کہا کہ ہمارا دستور نہین
آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ نقابدار بہادر کس بل سے نیزہ بازی
کر رہا ہی آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
نکل گیا سالوس نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا خبردار کہکے نقابدار
پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہی کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہی نقابدار نے بلا تکلف
تلوار کو اُسکی تلوار بہ دکا روک کر سر کو تھاکر کمر پر ہاتھ مار دیا شب سے تلوار گذر گئی مثل خیارتر
کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو افسر کو کشتہ دیکھا اسی ہزار جوان تلوارین کھینچ کر نقابدار
پر چلے دیکھنے والے نقابدار کے کہتے ہین کہ فوج نقابدار کی کم ہی دشمن زیادہ ہر چند کہ افسر
کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہین مگر نقابدار نے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تاک تاک کر
کمیدانون اور رسالدارون کو مارا علمدار لشکر کی جانب رخ کیا علمدار بھی اس طرف بڑھا فوج
کے بلوے ہین چاہتے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ جنگ کر رہا ہی بجست وخیلو
سے خبردار عیار پشت بر پشتی بانی کر رہا ہی جو پیچھے نقابدار کے آیا خنجر مار کے اسکو گرا دیا بھی
حقہ آتشبازی مارا دس بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس مین لڑنے لگے ایک گھوڑے نے
دولتی ماری ایک نے ایک کو کاٹ کھایا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوے جب عیار
حقہ آتشبازی مارتا ہی برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہی کہتا ہی کہ استاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقابدار کو غافل کرکے زخمی کرین اُسنے حقہ
مارکر مجمع منتشر کیا آقا کے ساتھ جانبازی کر رہا ہی جیسا سردار ویسا عیار وہ صف شکن و
تیغزن ہی یہ عیار بے فن ہی نقابدار بہادر لڑتا بھڑتا سامنے علمدار کے پہونچا علمدار نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے صاف بہ آسیب سپر تلوار کو اسکی رد کرکے ہاتھ تلوار کا مار مع
علم علمدار کو قتل کیا علم کا گرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم والم گرا آخر بیرا اُٹھے پڑاؤ پر آئے نقابدار
پڑاؤ پر بھی جا پڑا خیمون مین آگ لگادی خیمے جلنے لگے پڑاؤ لوٹ لیا آخر اُن سبھون نے بمشکل جان
اپنے افسر کی اُٹھائی طرف صحرا کے بھاگے صاحبقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقابدار پلٹا
سامنے صاحبقران کے گھوڑا اُڑاتا ہوا آیا صاحبقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا کہنا
کس لطف سے لڑے کس زور وشور سے سالار کو مارا نکل میدان مین آکر اُسکو للکارا ہم
چاہتے ہین کہ تمہارے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ ہون گل کس گلستان کے ہو ماہ کس
آسمان کے ہو نقابدار نے کہا کہ ای شہریار اگر نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب چہرے پر کیون ڈالتا
غلام یہ چاہتا ہی کہ آپ سے امتحان کرے یا تو ہاتھ سے صاحبقرانی غلام کو ملین یا مین بھی
بعہدۂ رفاقت حاضر خدمت رہون صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر جب مزاج
مین آئے مین ابھی موجود ہون نقابدار نے کہا وقت پہ موقوف ہی ابھی تو غلام ایک مرتبہ
حاضر ہوا ہی صرف اس پہلوان کو مارا اور کچھ کارنمایان ہاتھ سے نیازمند کے ہون تو البتہ
دل کو تسکین ہو کسی وقت پر آپ سے بھی امتحان کرونگا صاحبقران نے فرمایا جب مزاج
مین آئے جو اشیا کہ یادگار صاحبقرانی قرار پائے ہین مثل اشقر دیوزاد و تیغۂ صمصام و قمقام
ونیمچۂ سہراب یل و سپر گرشاسب نوجوان و گرز سام بن نریمان جب مین نے پردۂ
قاف کا سفر کیا مصائب بہت اُٹھائے تب یہ تحفہ جات پائے ان اشیا کا دینا بہت
طبیعت پر ناگوار ہی فرزندان دلبند بڑے بڑے زور وشور سے آئے اور یہی دعوی کیا مگر
عنایت پروردگار سے انکو زیر کیا اور جینے بچائے ایک نقابدار زرین پوش اُنھین اشیا کا
خواہان آتا ہی اسکو البتہ مثل اپنا پایا ہی جس دن اُس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہوگا
اُسکا البتہ خیال ہی اور آپکے جب مزاج مین آئے تب امتحان کیجیے نقابدار نے عرض کی کہ

شہریار آپ صاحبقران اعظم ہین سب فخر آپ کو زیبا ہین مین بھی خوشہ چین خرمن حضور
ہون مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہین جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
چاہا کہ سوال اس سے کرون کہ آج تمھاری دعوت ہی کہ عیار نے عرض کی کہ اے شہریار بس
اب چلیے زیادہ باتین کرنا مناسب نہین صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج تمھاری دعوت ہے
نقابدار نے گھوڑا پھیرا ساتھ والون کو اشارہ کیا گھوڑا اڑاتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرف صحرا
کے نکل گیا صاحبقران اُسی مقام پر اتر پڑے فرمایا کہ اے عادی کل چار گھڑی رات
رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونون
فرزند قید خانے مین کیسے گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ اُنکو جلکر رہا کرون زیر کوہ رجب کی
تلوار چلے لشکر اُسی مقام پر صاحبقران کا آگر پڑا پہلوان عادی اٹالہ بارگاہ کا لیکر تین
کوس آگے بڑھ گیا خواجہ دبرق سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جاکر عادی کی حفاظت
کرو ایسا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اُسکو گھیرے ساحرادہ پہلوانون کی آمد کے تاڑ بندھے ہوئے ہین
اگر بارگاہ پر کوئی اُفتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہوگا خواجہ نے کہا کہ اے شہریار آپ بخوبی
آگاہ ہین کہ قرضدار مجکو گھیرے ہوئے ہین اگر مین رات کو جاؤن تو وہ جانین گے کہ بھاگا جاتا
ہی لہذا اُنکو کچھ سود وغیرہ دیا جائے صاحبقران نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیے
خواجہ عمرو سنتے ہی پانچ توڑے پائے خوش ہو گئے اُسی وقت برق کو ساتھ لیکر تلاش مین
عادی کی چلے صحرا مین آکر دیکھا کہ عادی جنگل مین اُترا ہوا ہی بارہ ہزار قزاق پیچ پیچ الم
بارگاہ سلیمانی کا قزاقون کے گھوڑے جنگل مین چھوٹے ہوئے چر رہے ہین قزاق درختون
کے نیچے پڑے سو رہے ہین سامنے درۂ کوہ تھا خواجہ دبرق ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے
زلف لیلائے شب کمر سے گذری تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت
پر ڈیڑھ لاکھ جوان نیزے ہاتھون مین پہلوان نے جو لشکر عادی کو دیکھا دور ہی سے نعرہ کیا
کہ باشید اے مسلمانان حکم قدرت کا ہی کہ اٹالہ بارگاہ کا چھین لو منم قرطوس قبل دریہ کہکے
عادی پر آپڑا خراب بیابان کے قزاق لیٹے تھے جب تک اُٹھین قرطوس آگرا ہزار ہا قزاق
مارے گئے عادی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر عادی کا

زخمی ہوا چالیسون بھائی عادی کے ارجد عادی دوریا یار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو
بچایا خود بڑھ بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ رو و حلی عیار نے جو عادی کو انتہا کا زخمی کیا
عیارون سے اشارہ کیا عیارون نے حقے ہائے آتشبازی مارے فوج والے ہٹے عادی کو
گھوڑے سے اُٹھاتا ہوا دار پر سوار کر لیا اُڑتے بھڑتے فراق پہلوان عادی کو لے نکلے اُتار بارگاہ
کا قرطوس فیل در نے اپنے قبضے مین کیا اور یکہ برق صحرا کے جا عمرو نے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
مین کرب سے خبر کرو کہ قرطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوے جاتا ہے برق فرنگی نے
قصد کیا کہ مین طرف لشکر کے جاؤن کہ دوسری طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ نقاب دار
مرصع پوش آکر ہو بچا بڑھ کر قرطوس کو رد کا آواز دی کہ او نا مرد شب تیرہ و تار مین عادی کو
گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسپر اسقدر مغرور ہے قرطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
سنان نیزے کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قرطوس کا توڑ کر پھینک دیا قرطوس نے تلوار
کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے بادھ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی اور چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قرطوس کو اُٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت
دو رنگ ہوائی قلم کیا لشکرون مین غریو ہوا تلوار کھینچے ہوے نقابدار لشکر قرطوس پر جا پڑا
افسرون کو چن چن کے مارا تھوڑے عرصے مین لشکر قرطوس کو شکست دی آخرش سب بھاگے
اثاثہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے مین کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
اُستاد والا نژاد ذرا یہان تشریف لایئے نقابدار بہادر آپ کو بلاتے ہین جب خواجہ عمرو قریب
آئے تو نقابدار نے کہا کہ حضرت صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھکو ملی اب اسکو لیجاؤ عمرو
نے کہا کہ تمنے مدد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائین گے کہ بارگاہ بھیجنے نہین پائی
ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھینی ہو بھیجے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آیندہ تمھین اختیار
نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلالے عیار جست وخیز کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
نقابدار مرصع پوش نے قرطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر
قریب تھی عادی نے آکے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
بارگاہ پائی اُسی مقام پر اُترا ٹانکے سر مین دلوائے زخمون کا علاج کیا بوقت سحر اُتالیق

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمرو الگ آنے ہین عادی سے کہدیا کہ ہوشیار رہنا دشمن قریب
ہین طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو ہفت پیکر برابر فوجین روانہ کریگا پہلوان بھیج چکا ہے
ساحر روانہ کریگا اُسکو سب خبرین معلوم ہوتی ہین عادی اٹالیکو تین کوس آگے بڑھکر اُترا
دن بھر خیر و عافیت سے گذرا شام کو ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر بوند پڑی
وہ جل گیا کئی سو قزاق جلے لشکر مین صداے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غل سنا برق فرنگی
سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر مین کیسا غل ہی برق نے جاکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
آب چنگاریان بنکر لشکر پر گر رہے ہین جسپر قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ کسی ساحرہ کا کام ہی
اُسی نے یہ تہلکہ ڈالا ہی جاکر اُسے مارون یہ سوچکر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ پہاڑ سے
لگے ہوے ابر اٹھ رہے ہین برق نے جھانک کر دیکھا کہ درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
سحر کر رہی ہی کبھی پانی چلو مین لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہی کبھی پکارتی ہی کہ منم قطرہ زن
جادو ای ابر آتش فشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک
ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ مین لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تونے اسقدر
دیر کی قدرت نے یہ فرمان بھیجا ہی اسکو پڑھلے جو حکم ہی وہ جلد بجالا ساحرہ نے سر اُٹھایا
اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیور دیکھے تیور ساحرہ کے بد معلوم ہوتے تھے مگر
جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہونچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
پھینکی اور آواز دی کہ اسے اُٹھا تالا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اسنے مجھکو پہچانا مگر ناچار جھکا
انگوٹھی اُٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
جل گیا برق نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپنے دی مجھکو قدرت کا حکم
نہین ورنہ بحر کرتا کہ آپ کا منھ جلتا دیکھیے ہاتھ مین آبلہ پڑگیا سامنے قدرت کے جاکر فریاد
کرونگا ساحرہ نے اُٹھ کر برق کے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ و روغن عیاری اُڑگیا صورت
اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوڑے بھوربے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھکو
قدرت کے سامنے لیچلون وہان جاکر تجھکو سزا ملیگی حکم عام تو یہ ہی کہ جہان عیارون کو پاو قتل
کرو لمحہ بھر دیر نہ ہو لیکن تیرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہی یہ کہکر کمر مین پنجہ دیا

برق کو لے اُڑی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہیں سنتی خواجہ عمرو
انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ برق کی کمر میں پنجہ دیے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منھ پر ہاتھ پھیرا
پکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش میری شکل ایک ساحر سیہ فام کی
ہو جائے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ ای ساحرہ ذرا یہان تک آ مجھے تجھسے کچھ پوچھنا
ہو قطرہ زن اُتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہا کہ کیون ساحر کیا کہتا ہی
عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان سے آتی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درۂ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا
یہ بھورا پہونچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہی کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمرو نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہون ابھی
درۂ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ ای نگہبان صحرا ہماری بندی خاص برق فرنگی عیار کو
گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہو اُسکا استقبال کر تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بموجب حکم خداوند
آیا ہون اگر کسی شی کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے میں خدمتگذاری کرون قطرہ زن
نے کہا کہ ای نگہبان صحرا مجھے کسی شی کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہون کہ
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتین کرتے ہوئے قریب پہونچے کہا کہ دیکھو وہ
قدرت خود آتے ہین زبان سے کیا فرماتے ہین قطرہ زن پلٹی خواجہ عمرو نے خنجر مارا
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اُس ساحرہ کے اُتار لیے یہان عادی بدحواس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اُدھر ابر آسمان سے گرا دیکھا کہ روئی کے گالے جابجا
اُڑتے پھرتے ہین جو قزاق جل گئے تھے وہ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اُسی وقت اُٹھا بارگاہ کا لدوایا طرف صحرا کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سرداران
کے کوچ کیے ہوئے آتے ہین ان مقامون پر جو آ کے پہونچے حال نقابدار سنا کہ قرطوس
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمرو نے آکر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دمبدم کی خبر ہفت پیکر کو پہونچتی ہے اب میں اپنے کو جلد
پہونچاؤن عمرو نے کہا کہ میں آگے بڑھون صاحبقران نے جواب دیا تمہین اختیار ہے

مین اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پر زیر کوہ زبرجدی پہونچاؤنگا اس ملعون کی
تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر مین وہ قید رہتا ہی خواجہ عمرو و برق بانہا سے
عیاری سے آراستہ ہوکر یا ے شاطری مارتے ہوے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران کو
بعد دو دن کے ایک صحراے پُرفضا ملا تالاب جابجا آب صاف وشفاف سے بھرے ہوے طائر
درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین صاحبقران مع لشکر اُس صحراے پرفضا مین اُترے صبح کو کوچ
کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا امیر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہین کسی
ساحر نامی کا مقام ہو نہین معلوم اُسکا کیا نام ہی تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہین شام کو
پھر اُسی مقام پر پہونچتے ہین سرداروں نے عرض کی کہ علاموں کو ثابت ہوتا ہی کہ اسی صحرا مین
دن بھر پھرتے ہین شام کو پھر آکر اُسی مقام پر اُترتے ہین کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجیے چند
تیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختوں پر رکھے
دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گذرے اسی صحرا مین دن بھر پھرتے ہین شام کو اُسی مقام پر آکے
اُترتے ہین یہ کہکے صاحبقران نے ایک شیشے مین پانی منگوایا امیر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
اس پانی کو لیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ لیکر آگے بڑھے پانی اس
زمین پر ڈالا زمین سے دھوان نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوے تھے وہ گھول کر خشک
ہونے لگے درختوں سے پتے زرد ہوکر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باندھکر
اُڑے ایک طرف روانہ ہوے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار اُسپر اسباب سحر رکھا ہوا سب طرح
کے سحر موجود ہین کچھ پتلے ماش کے آٹے کے رکھے ہین وہ آپس مین لڑ رہے ہین پشت پر چار لاکھ
ساحر اسباب سحر ہاتھ مین مقابلۂ صاحبقران مین آکر پہونچا پکار کر آواز دی اور نعرہ کیا کہ منم
بوزینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہوگئے آپ کو کسنے آگاہ کیا تین دن صرف
اسی صحراے نوخیز مین ویران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال مین یون ہی بھٹکتا اب تیر
میدان سمجھ لونگا یہ کہہ کے مقابلے مین اُترا ساتھ والے تمام صحرا مین اُتر پڑے جنگل فوجوں سے
بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا اکڑتا ہوا بارگاہ مین آیا ساحروں سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آمادہ حرب و پیکار ہو شام کو اسنے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے بیان جنگی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں جب چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر

نظم

شہ خاور سپہر گرد ہوا	علم آفتاب نکلا جب
رونق تخت لاجورد ہوا	فوج انجم ہوئی گریزاں سب
سپہ انجم سیاہ روبہ فرار	ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہنشاہ خاور بفتح و فیروزی بوج ثوابت و سیارگان کو شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دونوں لشکر بعد گرد فرسان کارزار میں آئے صفین جمین نقیبوں نے نقابت کی کرکمت کڑ کا لکر ہٹے یوزینہ نے طرف دست چپ کے دیکھا سہمان کرگدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا تھا اسنے گینڈے کو بڑھایا سامنے یوزینہ کے آیا اجازت لی کہا کہ حضور میں صاحبقران کو للکارتا ہوں یوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسم باطل السحر ہو سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لونگا یہ کہکر میدان میں آیا جلہ گولے چار طرف پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے صاحبقران نے اشقر نکالا اور مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولا پھینکا صاحبقران پر شعلہ آتش گرنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھا شعلے الگ گرے سہمان تیغہ کھینچ کر صاحبقران پر چاہتا ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھتا جاتا ہو امیر با توقیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور ہیں صاحبقران نے جیسر تیغ کیا وہ شیر پانی ہوکر بہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسم اعظم پڑھا شیر غائب ہوے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزار ہا بندر پیدا ہوے قریب صاحبقران کے آکر غل مچانے لگے امیر با توقیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکایا بندر کود کود کے درختوں پر چڑھ گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے جیسر تلوار چمکائی اور اسم اعظم پڑھا وہ بندر مردہ ہوکر زمین پر گرا یوزینہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کہ گھیر کر صاحبقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پہ آ پڑے امیر تلوار چمکا کر ساحروں پر پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہیں ادھر سے لندھور و مالک و بہرام تلواریں کھینچ کر امیر کے شریک ہوے صاحبقران نے یوزینہ و سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب میں چلے اب خواجہ کا

حال سنیے کہ خواجہ عمرو برق دربار میں زرجد کے پہونچے خواجہ ایک صاحب کی صورت بنے
برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زرجد شاہ سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو بیچتا ہوں
زرجد سے معاملہ طے ہو رہا ہی کہ زرجد کی گود میں ایک پرچہ کاغذ کا گرا زرجد شاہ نے
اُٹھا کر پڑھا اُسمیں مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص القصہ یوزینہ جو حمزہ کو روکنے گیا تھا ان
لشکرا نے سحر سے آمادہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا یوزینہ کو مقابلے میں
جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زرجدی آیا چاہتا ہے
تجکو مناسب ہی کہ فوج اپنی لیکر کوہ زرجدی سے دو کوس آگے بڑھ جا جب حمزہ آکر پہونچے تو
اُسکو وہین روکنا زرجد مضمون پرچہ پڑھ کر پرچہ لیکر اُٹھا کہ آغا صاحب آپ سرائے شہر میں اُتر رہیے
میں آپکو بلوا بھیجونگا اور ایک توڑا واسطے خرچ کے دیا زرجد تخت پر سوار ہوا قرنا کرنائی
چار پانچ لاکھ ساحر وغیرہ ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زرجد اول زیر کوہ آیا آب بالائے
کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اسنے تصویر کے سامنے جاکر دہائی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ حقیر بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ حکم قدرت پہونچا میں جمع ہو فوج کو ساتھ لیکر آیا ہوں جو حکم ہو
بجا لاؤن فوج حمزہ کو بڑھ کر روکون تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہی وہ تیرے
روکے سے نہ رکیگا پیلے میں آکر خلل ڈال دیگا لیکن جاکر پیلے سے باہر صفین باندھو کہ حمزہ کا
یہان تک آنا مشکل ہو زرجد شاہ فوج لیکر چلا پیلے والے سب پوچھتے ہین کہ ای شہنشاہ
یہ کل فوج لیکر آپ کہان چلے یہ جواب دیتا ہی کہ جو حکم خداوند ہی وہ بجا لانے جاتا ہوں جب
بیچ پیلے میں پہونچا سب دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلیں زرجد نے منع کیا کہ تم لوگوں کا کام نہیں اپنے
اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دوکانوں سے اُتر کر مقابلہ کرو حریف
کو حیلے سے روکو صاحبقران قریب کوہ زرجدی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ بھلا کون آدمی
یہان دوکانوں پر ہین ان رستوں سے کیا مسلمان گذر سکیں گے جس طرف سے نکلیں گے
ہم لوگ مار لیں گے آگے نہ بڑھنے دینگے زرجد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دوکاندار
آمادۂ حرب و پیکار بیٹھے ہین زرجد گوشۂ صحرا پر پہونچا صفین جمائین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی

بوزینہ منزل دراز کے سر سے خون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہین فوج والے لرزان
و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوے آتے ہین نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
تھرائی بارہ کوس تک نعرۂ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاے کوہ تصویر سے جو آوازین
آرہی ہین نعرۂ صاحبقران کی وہ صدا پہونچی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند
چیختے ہین تصویر بالکل جواب نہین دیتی جب بہت لوگ چیختے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہین
جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھین سپہ سالار غصے مین کیونکر لڑرہا ہی سب نے دیکھا کہ
تصویر کے سر سے دھوان نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک ساحر تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوے اور
لباس معقول پہنے ہوے قباے زرنفتی زیب جسم موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے
مین اڑتا ہوا جاتا ہی کل میلے والون نے دیکھا کہ پتھر کی تصویر خاموش ہوگئی ہرچند کہ مرادمند
چیختے ہین تصویر سے آواز نہین آتی آخر گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جو گرد تھے اُنھون نے
جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشاے جنگ دیکھنے گئے ہین یہان جو
زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی مین دیکھا پکار کر پوچھا کہ اے بوزینہ تجھے ایسا شعبدہ باز
ایسی فاش شکست کھا لے کہ ہوش درست نہین بوزینے نے پکار کر آواز دی کہ اے زبرجد
حال کھلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شعبدے
میرے بیکار کیے آخر جیداری کرکے مین مقابلے مین پہونچا ایسے ایسے سحر کیے کہ زمین ہلا دی
سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن مین اُسی زور و شور سے لڑے گیا جو جو
کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھور پھر لڑنے لگا مین نے مالک کو بیکار کیا
کہ ہاتھ پاؤن مین اُسکے رعشہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کانپ رہے تھے کسی کے ہوش
درست نہ تھے مین طرف بہرام کے پلٹا بہرام کے لوگ آمادۂ حرب و پیکار ہوے مگر میرے
سحر سے بالکل بیکار ہوے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوگیا لاتی جنگ
کے ہوے اُسی زور و شور سے لڑنے لگے مجکو تاب نہ رہی حمزہ سے جا کر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے آخر مین یہ ہوا کہ زخمی ہوگیا اور بھاگا تم کس امید پہ آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
حکم خداوند ہی صفین جنگ آراستہ کرو بوزینے نے کہا کہ اے زبرجد حمزہ مالک اسم باطل السحر ہی

اسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمہاری جیداری کر کے گرفتار کرے تو شاید لڑائی فتح ہو زبرجد نے کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمہیں بچائیں گے بوزینہ قریب زبرجد کے آیا پائے تخت کے ہاتھ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہو کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے آگے پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار پشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے نعرہ کر کے فوج زبرجد شاہ پر گرے۔ نعرۂ صاحبقران عالیشان

منم اختر برج عز و جلال زمن دیو عفریت عاری شدہ	منم ماہتاب سپہر کمال ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سمندون ز چشم فراری شدہ سلیمان کوچک لقب شد بقاف
ہمہ شہرہا دار اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ لندھور۔ جزیرہائے دریا اگر قسم تا بہ ہندستان ❊ اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان ❊ دوسرے پہلو سے مالک نے نعرہ کیا۔ نعرۂ مالک منم مالکِ اژدر خشمگین ❊ سپہ دار در لشکر اہل دین ❊ منم شیر دل صاحب تخت و تاج ❊ ز ترک فلک می ستانم خراج ❊ ایک طرف سے نعرہ بہرام کا بھی ہوا۔ نعرۂ بہرام۔ منم گرد بہرام خاقان چین ❊ کہ از ہیبت من بلرزد زمین ❊ پانچ ہزار سردار پشت پر فوجیں بیشمار فوج زبرجد کی ہو گرے تو لشکر زبرجد کو تہ و بالا کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا بوزینہ پایۂ تخت چھوڑ کے آگ برساتا ہوا چلا آدھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے انکے ساتھ والوں پہ جو آگ برسی کئی سو جوان جل کر گرے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے اسد نے اپنے کو ہٹایا ایک نخل کی آڑ پکڑی بوزینہ کو تاکا کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ اسکے سردار کیسے کیسے صف شکن کیسے کیسے تیغزن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکایک بوزینہ نے جو سحر کیا تلوارین روک لیں حیران حیران چار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقۂ آتشبازی مارتے ہوئے آتے تھے کسی کو کمند مار کر گرایا کسی پہ حباب مار دیا کسی کے خنجر مارا کسی ساحر کو بڑھ کر للکارا عیارون کی بھی کمندین جلیں خنجرون کا کاٹ کم ہوا خراج عیارون کا برہم ہوا چاہتے ہین کہ جان بچا کر بھاگ جائیں فرامرز عاد مغربی بہادر یکتا جوانان صف شکن ہمراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیارون کو پراگندہ دیکھا کہ خنجر پھینک پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہین یا تو گھس گھس کے
لڑرہے تھے یا مزاج درہم و برہم خوف زیادہ جرات کم کیسے کیسے عیاران طرار خنجر گزار معروف
جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا ساحر مار کر گرائے یا چلے کوٹنے مین
کچھ بھاگے جاتے ہین فرامرز بھی اس مجمع مین آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا بدلگامی
کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائین منھ پھیرنے لگے چاہتے ہین کہ کہین نکل جائین گھوڑے
اپنے قابو مین نہین رو رہ کے جست کرتے ہین چاہتے ہین کہ سوار کو گرا دین جمہور جانسوز فرامرز
کا یہ حال دیکھکر تبرزین کھینچے ہوے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربلی بیچے جنگ مین
یہ کیسی پریشانی شکل آئینہ کے حیرانی یہ کہہ کے جا پڑا وہین بیس جادوگر مارے مگر بوزینہ نے
بڑھکر کچھ ماش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہائے آتش نکلنے لگے بے آگ
جلنے لگے ہزار طرح گھوڑون کو سنبھالتے ہین گھوڑے نہین سنبھلتے کئی سو سردار اس مقام پر آکے
پھنسے جو اس مقام پر آیا اپنی جان سے بیزار ہوا لڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہوکر پشت
مرکب سے کود پڑے صحرا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی ہو اپنے پیرون کے
نام لے لے کر پکار رہا ہی کہتا ہی کہ یارو مین نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جسنے مانگا وہ ہی دیا
شراب کی بوتلین صدہا تمھارے نام پر بہائین اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا چلایا
کسی طرف سے کچھ خبر پیدا ہوے میدان مین جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھکر جھولی پر ہاتھ
ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے دانے نکالے اور پکار کر آواز دی اے شعبدہ باز و تم جلد آکر حاضر ہو
تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو تم وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کرلین
سامنے ایک نخل تھا اسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اسنے پکار کر آواز دی شکل انسان کے
گویا ہوا کہ ای بوزینہ منزل دراز اس وقت سب تیرے پیر موجود ہین اور تدبیر کر رہے ہین
چاہتے ہین کہ سرداران حمزہ کے ایسے دل الجھین کہ یہی سب مل کر صاحب قران کو گرفتار
کرلین بوزینہ قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ یارو تم سب سے یہی امید ہی میری شعبدہ بازی مین بھید
ہی کبھی کسی مقام پر کمی نہین کی جہان تم گئے فتح کرکے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
اب آج کیا کرو گے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا مین نام رہیگا

برباد ہونے سے بچیگا زبرجد نے دیکھا کہ بوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر پکارتا ہی اسباب
سحر پھینک رہا ہی ماش کے دانے رائی کے دانے سرسون کے دانے جب ان چیزون کو بوزینہ
پھینکتا ہی تو گھوڑے طرارے بھرنے ہین گرنے پر سوار کے آمادہ ہوتے ہین وہ شہسوار کہ
جنکے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے دریائی رواتی تھوتھنی غنچہ رنگ تیز و طرار اپنے راکب کے
خیر خواہ یا یہ وقت ہی کہ کوڑے کھاتے ہین اپنے مقام سے قدم نہین اُٹھاتے یا طرارے
بھرتے ہین کہ سوار کو گرا دین دہانہ چبا رہے ہین کف منھ سے جاری چہرون پہ اُداسی پریشانی
یا سبزہ فلک کو تکتے تھے یا اپنے مقام سے ہل نہین سکتے یہی معلوم ہوتا ہی ان سبکے پاؤن مین
زنجیرین پڑی ہین بوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کرون کہ یہ سب مل کر حمزہ پر جا پڑین مٹھی بھر
ماش کے دانے اور جھولی سے نکالے پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار صید گیران سب سے
دون پر قبضہ کرکے حمزہ کو یہ سب گرفتار کرلین تجکو شراب پلاؤنگا روز تیرا بوجہ کرتا ہون پہلو
سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہی ہم اسی میدان مین موجود ہین دلون پر سرداران اسلام
کے رنگ جا رہے ہین تھوڑے ہی عرصے مین رنگ جما جاہتا ہی مگر خون اپنا نکال کر پھینکو
خونخوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہوگا ہم سب اسکو سمجھا رہے ہین وہ نہین مانتا ہمارے
کہنے کو خلاف جانتا ہی بوزینہ نے جواب دیا کہ اب سنت وخوشامد نہ کرو مین خون بھی دیتا ہون
کیا کسی بات مین عاجز ہون اُن چیزون کو قبضے مین کیا کہ اگر دوسرا قصد کرتا تو دیوانہ ہو جاتا
مین نے تم ایسون کو بوجہ پاٹ کرکے قبضے مین کیا یہ کہکے جھولی سے کارد نکالی ران پہ
اپنی چھری ماری خون چلو مین لیکر آواز دی کہ ای خونخوار پیٹ بھرلے جسقدر جی چاہے
خون جسم کا بدولت کے ہے یہ کہکر خوب قہقہہ مارکے ہنسا پکار کر کہا کہ مین سمجھ گیا اب حمزہ
کہان جائیگا منھ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی تانکے ہوئے کھڑے نے دہن بوزینہ کا
تاک کر تیر مارا حلق پہ پڑا گدّی کو توڑ کر پار نکلا مرنا بوزینہ کا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی سنگباری
و برف باری ہونے لگی رعد تک ہوا سے تند چلی اسکے پیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من
بوزینہ منزل دراز بود زبرجد شاہ نے جو لاشہ بوزینہ کا دیکھا اہل تہ والون سے کہا کہ یہ
آسمانی تیر کہان سے آیا کسنے ایسے ساحر ہوشیار کو مارا آج قدرت کو بڑا غم ہوگا یہ ساحر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحر ہین کہ عجائب وغرائب قدرت کو سنبھالے ہوے ہین سب طرح کی
خبر ہو جاتے ہین آٹھ پہر نیک و بد بناتے ہین اب سنبھل کر لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
کرو ساتھ والے زبرجد کے آمادہ ہوے تین لاکھ جادوگر ساتھ لیکر آیا ہو سب کو بڑھایا افسرون
نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا سب بلوہ کر کے چلے صاحبقران نے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع ساحران
غلہ ہٹایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھور بائین پر مالک جم جم کر سب سردار
لڑنے لگے زبرجد غل مچاتا ہو کہ یارو مین سحر کرتا ہون تم صاحبقران کو گھیر لو اب آگے نہ
بڑھنے دو کئی ہزار ساحر مجمع کر کے سحر کرتے ہوے بڑھے کوئی آگ برساتا ہو کسی نے آبرو
اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریاے آتش پیدا ہوا سب طرف سے
دریاے آب و آتش جوش زن ہوے سرداران صاحبقران گھوڑون سے گرنے لگے بعض
کے مرکب اپنے راکب کو چاہتے ہین کہ پشت سے اپنی گرادین سردار کیسے کیسے کوڑے
گھوڑون پر مار رہے ہین پشتین گھوڑون کی زخمی ہوئین مگر مرکبون کا وہی حال ہو سوارون
کو لیے ہوے دوڑے پھر رہے ہین کم سوار پشت ہاے مرکب سے گر رہے ہین
زبرجد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزار ہا شعلہ آتش نے گھیرا ہو صاحبقران نے
بڑھ کر اسم اعظم پڑھا شعلہ ہاے آتش ہٹے زبرجد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والون سے
کہتا ہو کہ یہ وہ سحر مین نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
تو اب مین کیا کرون رفقا نے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہین کہ بلوہ کر کے قریب پہونچین
اور صاحبقران کو پشت مرکب سے اتار لین مگر حمزہ اس زور مین شمشیر زنی کر رہا ہے کہ
اُسکے قریب کوئی ٹھہر نہین سکتا جہان جم کے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے پڑے معلوم
ہوتے ہین ساحر اپنی مجبوری پر روتے ہین یہ لوگ سواے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانین
عاجز ہو کر بھاگے ہین کچھ ساحرون کو بن نہین پڑتا زبرجد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
لو زینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران لڑتے بھڑتے جنگ
رستمانہ کرتے ہوے قریب تخت زبرجد ہو پہنچے سرداران زبرجد رونے لگے اسد غازی نے
جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ مین ساحرون کے گھرے ہین اپنے سردارون کو لیکر گوشہ

نخلستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ پکڑ کے تیروں کی بوچھار کرنا شروع کی
سات سو ساحر تیروں سے مارے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ مقبل تو ایک جانب زخمی
کھڑا جھوم رہا ہے تیر اندازوں نے کمانیں ہاتھ سے پھینک دیں سہمے ہوئے ایک گوشے میں
کھڑے ہیں جرأت صاحبقران پر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تیر
کہاں سے آ رہے ہیں تیر انداز تو اس حال میں ہیں یہ تیر کیسے برسائے دیکھا کہ اسد غازی
دامن گردانے ہوئے گھوڑے سے اپنے اُتر پڑے ہیں بیچ نخل پر گھٹنے ٹیکے ہوئے تیر اندازی
کر رہے ہیں ہزارہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے
قریب تخت زبرجد پہونچے سرداران زبرجد روکنے لگے صدہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کئے جب
سحر کرتا ہے اشقر رک جاتا ہے جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہے ایک مقام
پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اے اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہے کہ جو تو رک جاتا ہے
اشقر نے زبان جنّی میں جواب دیا کہ اے آقا زمین پاؤں تھام لیتی ہے اس وجہ سے مجبور
ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبلا کر طرارے بھر کر برابر تخت زبرجد کے
پہونچا زبرجد نے اُس وقت بڑے بڑے سحر کئے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سپر سحر کو اٹھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تڑپ کر
تلوار گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دوڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو
پکڑ لوں چند قدم پر جا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھا لے گیا جیسے ہی زبرجد
غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او سپہ سالار
قدرت قدرت نے تجکو بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہے جسکو تو اسم اعظم سمجھا ہے
یہ قدرت کے نام ہیں اب انکی تاثیر تجھ سے لیے لیتے ہیں جس وقت امیر نے زبرجد کو بھگایا

اُس وقت تک خواجہ عمرو و گلیم اوڑھے ہوے زیر خیمہ اشقر صاحبقران موجود تھے جب
صاحبقران نے زبرجد کو بھگایا خواجہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہر گئے اُس آواز کو
سُنکر صاحبقران نے فرمایا کہ او بیحیا کیون دیوانہ ہوا ہو ساری خدائی کرنا بھول جائیگا اُس
پروردگار سے دعویٰ ہمسری جسنے ایک کلمہ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا اور تجکو ایک قطرۂ
نجس سے قرار دیا اسپر یہ غرور سامنے آ تو حال معلوم ہو آواز آئی کہ او حمزہ ہوشیار ہو جا
ایک طائر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور مثل انسان کے پکارا
کر یا صاحبقران ہوشیار رہیے ان اشعار کو سُن لیجیے یہ اشعار لائق سننے کے ہین
یہ کہکر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

نظم

ہی مصر مین شہرہ تری شیرین دہنی کا — دم بند لبون سے ہی عقیق یمنی کا
تو قصد کریگا نہ مری دل شکنی کا — ہی پاس برابر تجھے محتاج و غنی کا
ہون دولت وحشت سے غنی روز ازل سے — محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا
تاراج کیا کشور دل ترک نگہ نے — لپکا نہ سپاہی کو پڑے راہ زنی کا
جو پاس ہو وے طالبو تو راہ خدا مین — محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھیو غنی کا
منصف ہو اگر دیدۂ انصاف سے دیکھے — گل نام نہ لے ہرگز ترے گلبدنی کا
تیار نہین ساعد و بازو ترے قاتل — بیڑا نہ اُٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا
اللہ کو کر یاد نہ کر شکوۂ گردون — ہی وقت سحر نام نہ لے ایسے دنی کا
یاد آئے جو مجکو شب ہجران کے حوارے — صدمہ نہ ہوا نزع کی اعضا شکنی کا
قارون کے خزانے کا طلبگار نہین مین — ہوگا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا
سمجھا ہون جو اس منزل ہستی کو سرا — دھوکا ہی وطن مین بھی غریب الوطنی کا
بو مشک کی آتی ہی کھلے ہین ترے جب بال — پوڑا نہین نافہ ہے غزال ختنی کا
کھل جائیگا زاہد یہ رندون کا تقدس — موسم تو قریب آنے دو توبہ شکنی کا
سر پھوڑتا تھا تیشے سے شیرین ہی کے آگے — فرہاد نے کیون قصد کیا کوہ کنی کا
مژگان تری پھر کرنے لگین خون دلون کا — ان حرکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا

باد دُر دندان میں گئی جان مری تھم	نقد رے کشتہ کیا میرے کی کنی کا

اُس طائر نے یہ اشعار سامنے صاحبقران کے پڑھے صاحبقران حیران اُس طائر
کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ مبہوت ہو رہے ہیں رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے
طائر دمبدم اشعار پڑھتا ہے اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے ہیں عمرو دیکھ رہا ہے کہ
صاحبقران کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا خاموش ہوئے آسمان سے
آواز آئی کہ کیوں اے سپہ سالار قدرت کیوں خاموش ہو تم خداوند ہفت پیکر خود قدرت کو
تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر تم سے لے لی صاحبقران کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا
جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں شہریار مزاج کیسا ہے میں آپ کو نہایت خاموش
پاتا ہوں صاحبقران نے فرمایا دریائے حیرت کا جوش ہے اسم اعظم فراموش ہوا اس سے
خاموش ہوں مقبل یہ کہکر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اے شہریار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بھولا
مقبل یہ باتیں کر ہی رہا تھا کہ اسکا بھی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بدلگامی کرنے میں غبار اٹھا
اُس غبار میں مقبل چھپا تھوڑے ہی عرصے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار
غلام کی خبر لیجیے غلام کے قلب میں درد ہے رنگت بھی زرد ہے یقین ہے کہ روح نکل جائے ہر عضو
مثل ہیزم خشک جل جائے جلد مجھکو حرز ہیکل دیجیے کہ میں کلیجے سے مس کروں کہ جان ٹھہرے
مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر حرز ہیکل اُتارنے لگے عمرو نے جو دور سے یہ دیکھا پکار کر
آواز دی کہ اے شہریار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا حرز ہیکل نہ دیجیے یہ مقبل دغا دار
نہیں ہے امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور حرز ہیکل کو گلے سے اُتارا بلا تکلف مقبل کے حوالے کی
مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ تم کہاں عجائب نگار حرز ہیکل یوں لیتے ہیں عمرو نے جو یہ
حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبقران کا بند ہوا چہرہ اُداس عالم یاس وہ جو بشکل مقبل تھا سامنے
سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر گھوڑے ہیسے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے
آواز آئی کہ اے زبرجد اب سحر کر اب تیرا سحر تاثیر کریگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا زبرجد
پاتو زیر کوہ جا کر زخمار کھڑا رہا تھا یہ آواز جو کان میں آئی سردار کئی دوڑے ہوئے آگے
وزیروں نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا زبرجد سحر کرتا ہوا چلے سامنے لشکر لندھور کے آیا

پکار کر آواز دی کہ ای دارا ے ہند تمکو حکم ہی کہ قصر نیلگون مین داخل ہو اپنے ہمچشم مالک کو
اپنے ساتھ لیجاؤ لندھور نے پلٹ کر آواز دی کہ ای مالک چلو قصر نیلگون مین رہنے کا حکم ہی
مالک مادیان دوڑا کر آئے لندھور ہاتھی سے کودے مالک مادیان سے اُترے غلا کہ پہنکا
لندھور کے اسّی ہزار نیزہ داران عرب مالک کے ساتھ والے سامنے دیکھا کہ ایک قصر ہی جسکا
پھاٹک کھلا ہوا چند نگہبان ساحر دروازے پر کھڑے پکار رہے ہین کہ ای دارا ے ہند وای
مالک آیئے قصر آپکا مشتاق ہی مالک ولندھور مع کل فوج اس مکان مین داخل ہوے
فرامرز عاد مغربی وجمہور آپس مین اشارے کرنے لگے کہ دیکھو مالک ولندھور مین کیا
میل ہی دونون جوان ایک ہی قصر مین گئے جمہور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے مین ہمکو تمسے کیا
کہ ہی چلو ہم تم بھی چلین فرامرز نے کہا کہ چلو عذر کیا ہی دونون جوان اسی طرح پرمثل لندھور
و مالک باتین کرتے ہوے اُسی قصر مین داخل ہوے اسی طرح ایک دست راستی اور ایک
دست چپی آپس مین کلام محبت کیے اور گھوڑون سے کودے اور اسی مکان مین چلے گئے
عمرو دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی کہ کل سردار چلے جاتے ہین کوئی کسی کے روکے نہین رکتا
تھوڑے عرصے مین سب دست راستی ودست چپی اسی مکان مین داخل ہوے صاحبقران اکیلے
حیران حیران دیکھ رہے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے جب سب سردار مکان مین داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چند تاجدار امیر کو پکارتے ہوے حاضر ہوے
قریب آکر عرض کی کہ ای شہریار سب آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہین ایسے قصر بے نظیر
نگاہ سے نہین گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہی سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہین
صاحبقران اُن تاجدارون کے ساتھ چلے عمرو ہر چند سفید مہرہ مین آواز دیتا ہی کہ ای آقاے
نامدار آپ کہان جاتے ہین امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجدارون کے چلے گئے جب قریب
پھاٹک کے پہونچے ایک آندھی چلی صاحبقران نے آنکھین بند کر لین بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک مین پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین
بیڑیان مسلسل و مطوق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیون کو سنبھال کر
بمشکل اُٹھے اُس آواز پر متوجہ ہوے دروازہ کھولا دیکھا کہ سب سردار ہمارے مسلسل ومطوق

زنجیرین ہلا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر سردار یہی آواز دیتا ہو کہ ای آقاے نامدار بڑی خطا کی کہ اس مکان مین بے سمجھے چلے آئے یہان آکر گرفتار ہوے اور ایسے مجبور و ناچار ہوے کہ اپنے مقام سے ہل نہین سکتے دیکھیے کیونکر رہائی ہو صاحبقران اپنے سردارون کا حال دیکھکر بہت بیقرار ہوے مگر اسم اعظم بند دل و درد مند ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان سب کو مسلسل و مطوق پایا امیر حیران و پریشان اب صاحبقران کو ہوش آیا اسم اعظم فراموش ہو سب ساتھ کے سردار قید ہین صاحبقران نے کہا کہ ای دلاورے ہند مجھے خواجہ عمرو کا بھی حال معلوم ہو کہ انپر کیا گذری لندھور نے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمرو اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہین ہوے غرض کہ صاحبقران عالیشان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی قید خانے مین ہین خواجہ عمرو اس معرکے سے نکل کر طرف رستم کے جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمۂ داستان شوکت بیان رستم پیلتن بیان ہوتے ہین تدبیر رہائی امیر و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہو تو ای ساقی گلعذار
جو سوچو تو اک بات ہو بات کی
مرے دل مین ہر دم یہ ہو جستجو
کہ میکش کی پینے مین دھوم ہو
یہ وصلت قمر کو ہوئی جو نصیب
تو سب دور رنج و الم ہوگئے
نہال تمنا ہوا بار ور
کہ ہو گل کو بلبل سے ملنے کا حظ
لکھون داستان امیر جلیل
کرون جا کے صاحبقران کی مدد
دکھا مجکو باغ سخن کی بہار
بس اب آگے وعدہ وفائی کرو
یہ ہو مجکو حسرت یہی آرزو
یہ مجمع غنیمت ہو ای یار مست
ملے آکے پھر مجھسے میرا حبیب
غم فرقت یار دل سے گیا
کہ یہ نخل بے برگ لایا ثمر
ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ فرزند انکا ہو جانکی کفیل
کہ ہو قید خانے مین ایسا جلیل
یہ ابر سیہ فصل برسات کی
یہ مشکل ہو مشکلکشائی کرو
کہ اس فصل مین رند محروم ہو
بٹھائے جو پہلو مین دلدار کو
جو سامان وصلت بہم ہوگئے
بڑھ دمے آب و گل سے گیا
چمن مین ہوا بلبلون کا خروش
یہ سبزہ چمن مین کہ کمخواب ہو
لکھون حال خواجہ کا یا اللہ دو
بجاتے ہین کفار طبل رحیل

چہرہ کشایان طلسم عجائب سحرسامری وطی کنندگان منازل افسون گری اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان فرخندہ پی ✣ رہ داستان یون دو کرتے ہین طی ✣ خواجہ عمرو وہتر برق فرنگی نے جب یہ ہنگامہ دیکھا اس ہنگامے سے نکلے آخر ایک مقام پر آکر خواجہ نے برق سے صلاح کی فرمایا کہ ای برق دیکھا آج ہفت پیکر نے خود آکے سحر کیا سب کو دیوانہ کردیا اسم اعظم بند کرکے لے گیا حرز ہیکل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی بہت دشوار ہی جب تک طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہی برق بھی اس بات پر رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کرو وہ آکر رہا کرلیں گے اُنکے پاس تحفہ جات موجود ہین وہ تحفہ جات بجلسے لیے گئے ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا آپس مین یہ صلاح کرکے طرف رستم کے چلے منزلون کو طی کرکے راہ مین صحرائے ویران ملے کوئی جنگل آباد نہ ملا برق پتے دیتا ہوا آیا کہ اس صحرا مین فلان ساحر تھے اس جنگل مین فلان جادوگر تھا اُنکو مارا تب یہ جنگل ویران ہوے یہ سب دیکھتے بھالتے چلے بمشکل منزلون کو طی کیا سامنے لشکر رستم کے پہونچے زمانہ وہ ہی کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگرنیان ہمراہ ہین مہلال سرکش مقابلہ رستم مین آیا ہوا ہی کئی مرتبہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے مہلال سرکش نے طبل جنگی بجوایا ہی ہو مکانے مین داخل ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹادیگا یہان ہمراہیان رستم نے عرض کی ہی کہ ای شہریار یہ جادوگر بڑا زبردست ہی صبح کو جب سحر کریگا ہم مین سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکے سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکے سحر کو نہ روک سکیگا رستم متردد ہین آفتاب فلک سپر کا ہی نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضے سے نکل جائیں پس رستم کو مہلال کے سحر سے نہایت خوف ہی ہر چند کہ لشکر گران ساتھ ہے مگر سب گھبرا رہے ہین لیکن خواجہ و برق جو سامنے لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی کہ مہلال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم انتشار مین ہی یہ دریافت کرکے لشکر رستم سے خواجہ نکلے فرمایا کہ ای برق آج شب کو تم لشکر رستم مین مت جاؤ کہ بشب کو رستم سے ملاقات نہ کرنا مین مہلال کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ لشکر رستم سے نکلے سمت یلدائی سے

جو ساحرون کی یہ باتین سنین کہ سب ساحر ڈر رہے ہین رستم سے یہ کہکر نکلا کہ غلام فکر جہلال
مین جاتا ہی خواجہ عمرو کنارہ لشکر جہلال پر پہونچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
آتا ہی خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہان سے آتے ہو سمک نے جو اپنے قبلہ و کعبہ کو دیکھا
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ قبلہ و کعبہ آج لشکر مین رستم کے سحر جہلال کا بڑا ہنگامہ ہے
ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صبح کو جہلال قیامتین برپا کریگا لہذا مین کچھ خرچ کو بھی آپ کو دلوا دیگا
آپ جا کر اگر بن پڑے جہلال کو گرفتار کرکے لائیے یا سر اُسکا خدمت غلمشاہ مین پہونچائیے
خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر ٹھہرو مین جاتا ہون سمک کو منتظر کرکے خواجہ لشکر جہلال مین
آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سائے مین ہر نخل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہین ہر ایک کا یہی
قول ہی کہ صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ سب اس صحرا سے نکل جائین
ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہونچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اُٹھکر بھاگین خواجہ
یہ دریافت کرکے اول شکل ساحر دربارگاہ جہلال پر آئے پوچھا جہلال کس کام مین مصروف
ہی زبانی خدمتگارون کے معلوم ہوا کہ ہو مخانے مین ہین یہ دریافت کرکے خواجہ وہان سے
ہٹے کنارے آکر تخت زبرجدی نکالا اُسپر سوار ہوے ایک ساحر جلیل کی شکل بنکر ایک
نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا تخت اُڑاتے ہوے چلے یہان جہلال بیٹھا ہی
سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا ہی کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منتم
اسرار بلند پرواز یہ سُنکے جہلال نے سر اُٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
اُترتا ہوا زمین پر آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین لیے ہے جہلال اُٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
مُہر ہفت پیکر دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پرواز آئیے مین مشتاق تھا
خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اُتار لائے جہلال جس چوکی
پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آئے کاغذ
ہاتھ مین جہلال کے دیا جہلال نے اُسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاص الخاص قدرت
کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہی یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
صرف کرو جہلال نے عرض کی کہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا باقی

رہے کہ جسکو تکلیف نہ پہونچے عمرو نے کہا کہ ایک سحر دبا ہوا خداوند کا ملتا ہی اسکو بھی لے لو
جہلال نے کہا کہ کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے تو مین لوبان
دیا ہوا قدرت کا حاضر کرون اسمین سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی جہلال
نے فوراً آگ روشن کی عمرو نے تھوڑا لوبان اپنے پاس سے نکال کر جہلال کے ہاتھ مین
دیا کہا کہ یہ لوبان آگ مین ڈالیے ایک پریزاد پیدا ہوگی جہلال نے وہ لوبان آگ مین ڈالا
دھوان نکلا دماغ مین جہلال کے پہونچا جہلال بیہوش ہو کے گرا عمرو نے فوراً زبان مین سوزن
دی پشتارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوئے چلے جب سر لشکر پر پہونچے نعرہ کیا

نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و عیار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کی

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد و طرار ہون

لشکر والون نے دیکھا کہ ایک عیار نعرے کرتا ہوا ہمارے
افسر کو لیے جاتا ہی سبھون نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہی
عمرو نے فوراً منتر حضرت دانیال کی تخت پر آراستہ کی جو ساحر جھپٹا جسنے طناب پر ہاتھ رکھا
نیچے پانون اوپر طناب مین لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب مین لٹکے عمرو نے کئی گرگے زنبیل سے نکالے
اشارہ کیا ساحرون کو مار لو گرگون کے سونٹے چلنے لگے ہزارہا جادوگر کا لاشہ زمین پر گرا رستم معظم
بر بیٹھے ہین کہ سمک نے بڑھکر خبر دی کہ قبلہ و کعبہ جہلال کو لیے ہوئے آتے ہین اسکے ملازم ہوک
رہے ہین خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہین رستم بارگاہ سے یہ سنکر نکل آئے آفتاب فلک سیر نے عرض کی
کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سمک نے کہا کہ انکے پاس تک کوئی نہ جا سکیگا جو جائیگا
فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا ترچوب کر طلب ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھکر آواز دی کہ
کیون خواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہین کہیے تو انکو ہٹا دون یا قتل کرون جو ارشاد ہو
وہ بجا لاؤن خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گولہ طرف
ساحرون کے مارا سب ساحر جلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعلۂ آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

طناب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ پاؤن طناب مین بندھے سر نیچے اور پاؤن اوپر
فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھپر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہو خواجہ نے تخت قریب رستم کے اُتارا جو
ساحر اسمین لٹکے ہوے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جو آتے تھے وہ پلٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمرو
کا تھام لیا جہلال کو لیکر بارگاہ مین آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے
ہوشیار کیا کہا کہ کیون ای جہلال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا جہلال نے دیکھا کہ دربار
دُربار طلسم کشا آراستہ ہو طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھا رہے ہین کہ ای جہلال تم حافظ کلام
ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر
ہو لپس مناسب ہو کہ اپنی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف صحراے گرداب نشان کے چلو اُس صحرا
کی بڑی تعریفین سُنی ہین کہ گرداب جادو بڑا ساحر زبردست ہو اُسکو ہمارے ہاتھ سے قتل
کراؤ لوح کا پتہ لگے لوح حاصل کرین اور طلسم ہفت پیکر مین داخل ہو اس فصاحت و بلاغت
سے جہلال کو سمجھایا کہ جہلال باتین فرزند صاحبقران کی سُنکر بے اختیار رونے لگا اور
عرض کی کہ ای شہریار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرماے کہ قلب پر تاثیر ہوئی غلام آپ کا
ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہو قلب پر تاثیر ہوئی دیدۂ دل روشن ہوگئے اور مین ہفت پیکر
کے حال سے بخوبی ماہر ہون کہ ایک شخص شعبدہ بازی مین کامل و اکمل سحر سازی مین طاق
شہرۂ آفاق ہو جو وقت سحر کرے زمین کو آسمان پر پہونچا دے ہفت طبقات زمین کو ہلا دے
ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائین ای شہریار ہفت غار افراسیاب مین
کہ کل ملکون کے ساحر براے امتحان آتے ہین وہان سے سند پاتے ہین مین بھی براے امتحان
گیا تھا کل فنون مین مین نے بھی سند پائی اسنے جو مجکو کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھسے کہا
کہ ای جہلال میرے ساتھ چل تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اُس
ہفت پیکر کے آیا مجکو اپنا نائب بنایا مین کل مقدمات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت
حضور مین رہون آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہونچا دون مین نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اسلیے
مین بخوشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہون کہ کون خبر دیگا مین اُسکو سیکڑون
کوس کی خبر دیتا تھا جب وہ کار بند ہوتا تھا اب خبر نہ ملیگی یہ کہکر اشارہ کیا خواجہ نے

زبان سے سوزن نکالی جہلال نے اپنے کو رہا کیا دوڑکر قدموں سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
ای شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے لعنت مذہب مین نے پائی دولت کونین ہاتھ آئی طلسم کشا
سے متوجہ ہوکے کہا کہ ای طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہین اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
نسخہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزین تین جگہ منتشر ہو جاتین اپنا اپنا رنگ
دکھاتین سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ عمرو ایسے وقت پر پہونچے اور مین
ان کرشمون سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر مجکو خبر ہو جاتی کہ وقت پر آکے عیار ساحر کو گرفتار
کر لیتے ہین تو مین ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصد کرتے وہین گرفتار ہوتے مگر اس امر کو
بالکل نہ جانتا تھا جسوقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
مین گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
کہ اُسنے مجکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہین اگر ایسے دھوکے
نہ پڑین گے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بداقبالی ظاہر ہی
اس راز سے کون ماہر ہو جہلال عرصۂ دراز تک رستم کو سمجھا یا کیا اور مطیع ہوا رستم نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو جہلال
کا سحر کون روکتا بتائیے قبلہ و کعبہ کہان ہین عمرو بہت رو یا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران
نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقامون پر بغیر ساحر کا گذر نہین ہو سکتا لیکن فلک نے انقلاب
دکھایا کہ صاحبقران مع سردارون کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے مین یہ حال دیکھکر وہان سے
اس خیال مین تمھارے پاس آیا کہ چلکر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں
صاحبقران ہین جہلال نے جو یہ سارا حال سُنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ ای
شہنشاہ اوج عیاری یہ سحر جو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے خود تصویر
سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ قہام و مقیم دو جادوگر خاص مصاحب ہفت پیکر ہین اُنکے سپرد
کیا ہو تو عجب نہین اگر وہ دونون قتل ہون تو صاحبقران مع جملہ سردارون کے رہائی
پائین اب مین طلسم کشا کو تا بہ صحر ایسے گرداب نشان بہو نچاؤنگا گرداب سے مقابلے
پڑین گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہی کوئی اُدھر سے گذر نہیں سکتا کیا مجال ہر وقت
گرداب جادو اور دختر اُسکی گشت مین رہتی ہی ملکہ ہماے اورنگ نشین اُسکی دختر
نہایت حسین وجمیل گرفتار کرکے لیجاتی ہی پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور مُسنے قتل کیا
کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہی اور شوہر اُسکا مولاج سمندر نشین
بلاے روزگار ہی ان سب سے مقابلے پڑین گے اپنے اپنے زور دکھائیں گے غلام آپ کا
سب بچہ کریگا اب حضور کوچ کرین جہلال سرکش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افسر کیا
سمک سے کہاکہ لشکر مین پکار دو کل سویرے کوچ ہوگا بعد نماز صبح ہم سوار ہو جائیں گے
غرض کہ شب بھر جلسہ رہا جہلال سب کیفیتین بیان کیا کیا صحراے گرداب کے حالات
بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کوہ زبرجدی پر چلیں رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد
ہوے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے جہلال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا
ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بعد شوکت چل نکلے یہی خیال ہی کہ اپنے کو
بتعجیل تمام برابر کوہ زبرجدی پہونچائیں قبلہ وکعبہ کو چھڑائیں لیکن خواجہ عمرو نے جو
جہلال سے یہ سُن لیا کہ قیام ومقیم زن وشوہر اُنکی قید مین صاحبقران ہین اگر وہ
دونون قتل ہون یا مطیع ہون تو صاحبقران رہائی پائیں جب لشکر رستم روانہ ہو چکا
تو خواجہ نے برق سے کہا کہ میان برق صاحب اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ اب میرا
ساتھ چھوڑیے مین بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہون یہ کہکر برق کو الگ کیا خواجہ
ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبرجدی کے پہونچے دیکھا
دن بھر زیر کوہ مجمع رہتا ہی مرادمند حاضر رہتے ہین کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ
مین حاضر ہونا اکثر زبرجدے گستاخ ہوکر سامنے تصویر کے عرض کی کہ یا خداوندیہ کیا باعث
کہ بعض مرادمند محروم پلٹتے ہین ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ جو مرادمند آتا تھا محروم نہ جاتا
تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہین یقین ہی کہ اپنے مقام پر جاکر طعن وتشنیع کرین کہ کیا قدرت
عاجز ہین ہماری مراد نہ دی تصویر نے آواز دی کہ ای زبرجد شاہ ہرچند تیرے ہاتھ سے
سب کو گرفتار کرایا لیکن قدرت کو چین نہیں ہی جس وقت سے طلسم کشا نے

تینون تحفے پائے اُس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر ایسا مقام
نہین ہی کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیاے تحفہ جات
ملے اسی طرح دشمن شریک ہو کر لوح کا پتہ بتائین یہ سُنکر زبرجد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم
اور ٹھے پہلوے کوہ مین کھڑے تھے یہ سب باتین سنین خیال مین گذرا دن کا تو حال معلوم
ہوا کہ یہ تصویر مین موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھون پہلوے کوہ مین ایک نخل سر سبز
و شاداب تھا خواجہ اُسپر چڑھ کر گلیم اوڑھے ہوے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان پر
برق چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار آکر پہونچی قریب
تصویر کے آکر عرض کی کہ یا خداوند حمزۂ صاحبقران بید طلسم کشا مع سردارون کے میرے پاس
قید مین کیا حکم ہوتا ہی دیر تک پکارا کیا بعد عرصۂ دراز ایک عقاب بلند پرواز اُڑتا ہوا آیا
اندر دیر کے گھُس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین کہ وہ عقاب سر تصویر
سنگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ ای قیام و مقیم کیون گھبراتے ہو اب قدرت
نے تقدیر مضبوط کی طلسم کشا کی بھی فکر ہوئی جاتی ہی تو جا کر اُنکو تکلیف پہونچا کہ تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دین چند کنیزین ان دونون کے ساتھ تھین وہ پہاڑ پر ٹہلنے لگین ایک کنیز کو عمرو
نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ٹہلنے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتین کر کے چلے تخت پر سوار
ہوے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اری گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
تھام کر کہا کہ اری گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہین تو جواب نہین دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
میرا نام ہے جھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزین سمٹ کر آئین اور تخت پر سوار ہو گئین
تخت اُڑا یا راہ مین زن و شوہر کا آپس مین کلام ہی کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
اور کے سپرد کرین گے مگر ہمین سے ارشاد ہوا کہ اُنکو قید مین رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
مقام پر نہین ہے کہ طلسم کشا کا گذر ہو لیکن جہلال سرکش اُنکا شریک ہو گیا اور ہمراہ
ہی اگر وہ نشان بتاوے تو ہو سکتا ہی یہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ خواجہ نے دور سے دیکھا
ویرانے مین ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اُس باغ مین اُترے کنیزین
جو ترے پر باغ کے فرش کرنے لگین تھوڑے ہی عرصے مین فرش وغیرہ تیار ہوا ان دونو

آکے مسند پر بیٹھے پکار کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہین خواجہ عمرو آگے بڑھ کر بیٹھے اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

نظم

مقابل آرسی مین عکس جو اسکا نمایان تھا　　مثال آئنہ وہ آئنہ رو خود بھی حیران تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ مین جسکا مین جویا تھا　　بہ رنگ بوے گل دیکھا تو وہ مجھ مین ہی پنہان تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظور چھڑوانا　　فقط اسواسطے مجھسے جنون دست و گریبان تھا
نہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر آہ سوزان نے　　مثال شمع شب کی شب مین اس محفل مین مہمان تھا
اڑایا دھجیان کرکے لگا جو ہاتھ وحشت مین　　کبھی پرزے تھے دامن کے کبھی ٹکڑے گریبان تھا
دلوتون کسطرح کانٹون پہ دوری مین گلستان کی　　وہ بلبل ہون کہ فرش خواب جسکا گل کا دامان تھا
مرے باعث سے ہے عالم مین شہرا تیری صورت کا　　وگرنہ مصحف روے تیرا کس کافر کا ایمان تھا
دبستان محبت مین مری تحصیل افزون تھی　　اگر مجنون تھا ابجد خوان تو مجکو حفظ قرآن تھا
ترا دیوانہ جس وادی مین تھا ای غیرت لیلی　　پرے مجنون کے جنگل سے بھی کوسون بیابان تھا
جلایا تھا مجھے کس مہروش کے سوز فرقت نے　　ہر اک ذرہ جو میری خاک کا خورشید تابان تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کر صبح پیری نے　　مثال شبنم اس گلشن مین شب کی شب کا مہمان تھا
نہ چھوٹا فقر مین بھی پیشہ مردانگی ای رند　　نیستان بوریا تھا میرا مین شیر نیستان تھا

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا ای گل بہار آج تو تو نے وہ کمال کیا کہ دل بیقرار کر دیا مقیم نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کامل جمع رہتے ہین اور یہ انسے سیکھتی ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ تمھارے پاس قید ہی خوف ہی کہ عمرو آجائے مقیم نے کہا کہ بھلا صاحب یہ ایسا مقام ہی کہ کوئی غیر آسکے قیام نے کہا کہ آج شراب موقوف رہے میرا دل دھڑکتا ہی ہرچند کہ مین ایسے وقت پر برائے ملاقات قدرت گیا اور وہان زیادہ نہین ٹھہرا مگر گل بہار پر مجکو شک ہوتا ہی عمرو کے تو ہوش اڑگئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب مین کیا کرون کیونکر مطلب نکلیگا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہی کہ برق فرنگی عقب مین خواجہ کے چلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھا ہی ملازمون کو پکار رہا ہی کہ یارو جلد آؤ مین قیام و مقیم کی ملاقات کو جاؤنگا

ملازم جو آنے لگے ایک خدمتگار طرف سے نخلستان کے چلا برق نے جلدی کرایک حباب سار
خادم بیہوش ہوا اُسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اُس تاجدار کے آیا اُسنے کہا تخت لاؤ
ملازم ایک تخت اُٹھا کر لائے وہ جادوگر اُس تخت پر سوار ہوا برق اُسکے ساتھ تخت پر بیٹھا
میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہو یہاں قیام و مقیم جلسے میں بیٹھے ہیں زوجہ
ہر چند کہتی ہو کہ شراب کا جرعہ پیو قیام کہتا ہو کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہیں رہ رہ کے دل
دھڑکتا ہو نہیں معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
مقیم نے کہا کہ وہ صاحب سالار کوہ کن آتے ہیں تمھارے بھائی ہیں اکثر تنہائی میں مجھسے کلام
عشق و محبت کے کیے میں نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو بجائے
باپ کے ہو یہ کیسی باتیں کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج میں سفاکی ہو تبر کیا نگاہ ڈالیں گے
میں شکایت کرونگا کہ بھر کبھی تمسے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ بہت رنج اُٹھائینگے مقیم نے کہا کہ
صاحب سہولیت میں کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہو کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی
جان کا خیال رکھتے ہیں آج کل کسی سے فساد ہونا بہتر نہیں اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرنا
کیا ضرور ہو یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برائے استقبال اُٹھا
مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ دریائے جواہر میں غوطہ زن
نازنین پر فن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کیا سالار بس گیا ٹھنڈی سانسیں کھینچنے لگا ہاتھ
تھام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہو ہاتھ چھوڑ دو سالار بہوت
ہو رہا ہو اشارہ اُن کو کب مانتا ہو لپٹا جاتا ہو کبھی کہتا ہو کہ ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان تمھارے ہی واسطے تو میں اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
ہوتا ہو کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرف تمھارے قصر کے آتا ہو ای سالار
ہوشیار رہنا حصار یہی میں نے نہیں کیا ہو تمھارے اشتیاق میں چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
میرے قصر کے آجائے تو آفت برپا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہو اسوقت
بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا میں بھائی صاحب سے ڈرتا ہوں
بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچتائیں گے رنج و ملال اُٹھائیں گے دونوں نے اشارہ کہیں

جو باتین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے باتین کرنے لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہی ایسا نہ ہوکہ ایک گولہ ماردون کہ سر تمھارا اور انکا اُڑ جائے اب تو مین اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگون کا نام بدنام کریگی اور کیون بھائی صاحب آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہین ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی مین نے جواب دیا تھا کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب مین نے بہت بڑا ضبط کیا دل نہین مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کرین دل کانپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر آئے مین راتین تڑپ تڑپ کے کٹین لاکھ ضبط کرتا ہون دل نہین مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہو لطف ہم

پھر لہو سرخ ہوا جسم مین کالا ہوکر
رہگیا اسکے برس بھی مجھے سودا ہوکر

مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہوکر
پھر وہی قطرے کا قطرا رہا دریا ہوکر

آہ نکلی جو سوے عرش معلا ہوکر
رہ گیا عالم بالا تہ و بالا ہوکر

مرد میدان وفا ہو تو نہ چاہو امداد
سر کو معرکۂ عشق کو تنہا ہوکر

خاکساری نے یہ ترکیب سجھائی ہو مجھے
چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہوکر

جلوہ فرماے محفل ہو تکلف نہ کرو
منھ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہوکر

چشم بہنے لگی جب داغ جگر بہ آیا
چور پیدا کیا ناسور نے اچھا ہوکر

منھ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہوکر

ناز معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا
تار موے کمر یار نے حلقہ ہوکر

پاس ناموس محبت کا رہیگا ملحوظ +
اسکو بدنام نہین کرنے کا رسوا ہوکر

اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹونگا اپنا اک دن
کون بیٹھا رہے پابند قضا کا ہوکر

ملک الموت کو تکلیف نہین دینے کا
پیشتر مرگ سے رہجاؤنگا مردہ ہوکر

ٹھوکرین کھاتے ہو کیون کعبہ مین جا جا کر زاہد
بیٹھ رہیے کہین رہبان کلیسا ہوکر

یہ اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش مین آئیے اب تو آپ کھلی کھلی باتین کہنے لگے بس اب جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج مین مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو مین نہ ہوگی مجھے آرام نہ آئیگا رو رو کے میرا

دل گھبرائیگا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہیں بڑا افسوس
یہ ہے کہ مجھسے لڑتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گنبد سے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہیں
نازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیوں بگڑتے ہو میں انکے ساتھ نہ جاؤنگی برق نے سالار سے
کہا کہ آپکے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہیں آپ بھی جواب سخت دیجیے عورت
پر قبضہ کیجیے برق نے بہکایا سالار نے فوراً بجاوج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیوں او ظالم
پیچ و خم نے تیری زلفوں کے مجھکو پریشان کیا آئینۂ رخسار نے حیران کیا میں لاکھ چاہتا ہوں
کہ صبر کروں دل پر جبر کروں نہیں ہوسکتا لہذا اب میں تجھکو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھوں
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہیں اگر بولیں گے تو پریشان ہونگے یہ کہکے ملازموں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ اسکو سوار کرو ہمارے باغ میں لیجاؤ وہاں جلسہ آراستہ ہو دیکھوں بھائی صاحب
کیا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مزاج میں اختلاف ہو مقدمۂ اصلی نہ صاف ہو یہ کہکے طرف تخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا چاہا کہ تخت پر بیٹھ جاؤں قیام نے بڑھکر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس میں سحر چلنے لگا کنیزیں ہاں ہاں کرکے الگ ہوگئیں کہ دونوں ساحر زبردست
ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہیں ای سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کرتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہیں کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبازی
اور عورت سالار سے راضی معلوم ہوتی ہے چاہتی ہے کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھکر نکلجاؤں شوہر
کے سحر دیکھتی ہے کئی مرتبہ تیر مارے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے للکارا کہ او
گیسو بریدہ کیوں تیری شامت آئی ہے تجھکو کیا زندہ جانے دونگا میں تیری باتیں سمجھتا ہوں میرے
بھائی کو تونے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لونگا زندہ نہیں جانے دونگا سالار جھومتا ہوا آگے
بڑھا آواز دی کہ او بیحیا کیوں اسقدر عورت کو ڈراتا ہے اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہے وہ اکیلی
جاتی ہے اُسنے کیا خبردار اسکو ڈرانا نہیں یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار میں
چلنے لگی دونوں اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہیں حضرت برق فرنگی دمبدم سالار کو
اُبھارتا ہے اور خواجہ بشکل گل بہار قیام سے فرما رہے ہیں سالار کا سر کاٹ لیجیے آپکے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالنے لگا

مقیم نے کمان سینگ کی جھولی سے نکالی سینگ کا تیر جگر کمان میں پیوست کیا کہا کہ ارے دیکھ
آسمان سے آگ برسا چاہتی ہے قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینہ تاک کر تیر مارا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قیام کا لاشہ ہو گرا گل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گئی اور
پکارنے لگی کہ ای شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی لیکر آئے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت میں
بلا لیا مہلت نہ دی یہ نگوڑے احمق نے کیا تقدیر کی کہ زوجہ بھی غیر کے قبضے میں گئی اب اسکے
بدلے تمھیں وہاں حوریں ملینگی ہم کہاں جائیں اپنی مصیبت کس سے سنائیں سالار نے کہا
کہ ای گل بہار تو اسقدر کیوں بیقرار ہوتی ہے جہاں جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
کہ ای سالار میں انکے گھر کی مالک تھی زوجہ کو وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
قدر و منزلت کریگا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خانہ
تیرے سپرد کر دونگا تجھے اختیار ہے برق نے جو آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی گل بہار
اپنا حال ابتر نکرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر دس دس روپیہ
اوپر سے پاتے ہیں مزے اڑاتے ہیں اور تم عورت ہو ایک دن میں سارے گھر پر اختیار ہوگا
نشے باز جوان جسوقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے نشے کی باتیں کرکے سارا گھر اسکے
سپرد کر دیتے ہیں تم تو نوجوان وضعدار ہو دو دن میں اپنا رنگ جما لینا گل بہار نے کہا ارے
بھیا ایسی باتیں نہ کرو میں کیا اپنی بی بی پر سوتا یا دونگی یہ مرنے والے اکثر راتوں کو اٹھ کر
میری پائینتی آبیٹھے تھے ہزار طرح کی منتیں و خوشامدیں کرتے تھے میں نے کہدیا کہ صاحب یہ
بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میاں سالار سے بھی اپنا طریقہ میں رکھونگی آئندہ انھیں
اختیار ہے اگر اپنے مال کو عزیز جانیں گے تو میرے سپرد کرینگے ورنہ اختیار ہے سالار نے اسکا ہاتھ
تھام لیا کہا بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہے اسنے عورت کے لیے جان دی میں نے
ہر چند سمجھایا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بیاہ کے آئی تھی اور گو نگھٹ میں تھی جب سے میرے اسکے
تکرار لڑائی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ کہکر تخت آراستہ کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
اچک کے برق بھی برابر آ بیٹھا ہوا کہ ہمارے مالک کا کچھ یاد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی گل بہار آؤ
گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو میں اپنی گٹھری بقچی تو لے لوں یہ کہکر کو ٹھری میں

خواجہ گھسنے لگے جہان جو مال دیکھا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ اُستاد مکان کو لوٹ
رہے ہین یہ بھی تخت سے کود کر پہونچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میان خدمتگار صاحب باہر ٹھہرو مجھے سب
کی گٹھریان بقچیان جابجا رکھی ہین مین سمجھ کر اُٹھا لون برق نے کہا کہ اُستاد مجھے کیسے وقت پر غلام
پہونچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات مین دخل نہ دو ورنہ ابھی کہدونگا برق نے کہا کہ اُستاد آپ نے
حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کار نمایان کیا خواجہ نے کہا بس
چپ رہو ورنہ مین سالار سے کہدونگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ اُستاد والا نژاد وہین ایسا نہو
کہ کہدین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے مین کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہوے
برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چیتھڑے گدڑ سے تھے مین نے زنبیل مین ڈال لیے
بچون کے پوتڑے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اُڑایا راہ مین
برق رنگ جماتا ہوا کہتا ہوا کہ حضور چل کر باغ مین جلسہ جمائین خوب ہم بھی گائین گے دو دو جام
چلے آپ دونون کو خوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتین کر رہے ہین باتین کرتے کرتے راہ مین
پوچھا کہ صاحبقران کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حرز ہیکل کہان
رکھی ہی مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہی ہر وقت جھولی مین رکھتی ہون رات
کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہون راہ مین باغ ہی کہ اُسمین کبقال زنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
شکل بنا کر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہی کبقال زنگی کو
بلواؤ برق نے اشارہ کیا کہ اُسکے بلانے کی کوئی وجہ نہین اور پڑیگا تو بلواؤنگا کبقال
اپنے باغ مین معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی سر اُٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جا رہا ہی
اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ اے افسر کہان جاتے ہو چند ساعت یہان ٹھہرو ایک جام شراب
پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہی جلسہ بھی عمدہ ہی آج اسی مقام پر ٹھہر لیے
کبقال نے آکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا زبردستی اپنی محفل مین لایا سالار کو مقام صدر پر
بٹھایا زوجۂ قیام کو دیکھ کر پوچھا کہ حضور یہ آپکے ساتھ کیونکر آئین سالار نے کہا کہ مین مدت
سے اسپر عاشق تھا آج مجھسے صبر نہ ہو سکا مین نے اُس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
سے مارا گیا شوہر کو مار کر زوجہ کو لایا ہون اگر اُسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو حوالے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ اے افسر ہم تو آٹھ پہر حفاظت میں حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی بشکل مقبل پہونچے جاکر حرز ہیکل مانگ لی باغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی میں آٹھ پہر رہتا ہوں کہ باغ سے باہر نکلوں عیار کسی مقام پر گھیر لیں مقیم نے کہا کہ اے کبقال اُس مرنیوالے نے شیشۂ اسم اعظم میرے پاس اسواسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جایا چاہیں میں باغ سے کہیں نکلتی نہیں رات کو بھی اپنے پہلو میں لیکر سوتی ہوں کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے افسر کے پاس آئیں اب تم تک عیار نہیں آسکتے اسکے برابر اس حوالی میں کون جادوگر ہے سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہی انکی سب حفاظت کرتے ہیں تمنے خوب کیا کہ انکے ساتھ چلی آئیں سالار نے کہا کہ اے کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالیں محال ہی کہ وہ ہم تک نہ پہونچے ہر چند کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر میں انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے شراب لاؤ برق اٹھ کر دوڑا میخانے میں گھس گیا شراب کو اُلٹ پلٹ کر کے لانے لگا کہتا جاتا ہی کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کریں گے شراب لاکے رکھی گل بہار بیچ میں آکر بیٹھی عرض کی کہ کنیز ایک غزل گائے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہیں گانے میں بھی دخل ہی کہا خداوند گانا تو بڑی چیز ہی دل بہلا دونگی سازندوں نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے	لو آئے تھے چمن میں یہ فتنہ اٹھا چلے
طوفان آئیں پاکر مخالف ہوا چلے	کشتی خدا ہو چاہے تو بے ناخدا چلے
سیر چمن کو آئے تھے گلگشت کر چلے	اب باغ سے کدھر مرے گلگون قبا چلے
دشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کھینچوں آہ سرد	بجھ جائے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریق سے	بیگانہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
جاتے ہیں اب وہاں کہ جہان سے نہ آئینگے	چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
تڑپونگا خون میں کاٹونگا اپنے گلے کو یار	دکھلا دونگا تماشہ اگر دست و پا چلے
ان ٹھنڈی گرمیوں سے میں جلا ہوں کیا	تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

	ق	
آباد رکھے حق تجھے ای بادشاہ حُسن		عاشق ترے فقیر ترے بینوا چلے
ہر وقت جاؤ جاؤ کہا تک سنے کوئی		در سے ترے چلے چلے او بیوفا چلے
سو ہو گئے سفید سیہ کاریون مین رند		کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے

یہ غزل گا کے خواجہ نے کہا کہ مین ہی ساقی گری بھی کرون برق نے کہا کہ یہ کام مین خوب
کرتا ہون دونون مین آپس مین تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھیان ہاتھ سے
اُتارین ایک سامنے گل بہار کے پھینکی اور ایک سامنے خدمتگار کے کہا کہ یہ اُٹھالاؤ تاجا
دونون جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا گرمی جو پہونچی
رنگ و روغن دونون کے چہرے سے اُڑ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر چاہا
کہ سالار پر جا پڑون سالار نے ایک دو ہتھڑ مارا خواجہ و برق منہ کے بل زمین پر گر گئے
سالار نے کہا کہ ای کبقال جب راہ مین عمرو نے حال اسم اعظم پوچھا عورت ناقص العقل
اُسنے سب حال کہدیا مجھے اُسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق
تڑپ کر میخانے مین پہونچا شراب لا کر آراستہ کرنے لگا مجھکو اسیر بھی اُسی وقت شک پیدا ہوا
مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ
مقرر کی ہے ای کبقال میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ مین خود جلاد صاحب بیداد ہون
اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کرون خدا مجھکو ترس نہ آئے قدرت نے رحم بیجا لیکن
خلق نہین کیا مقیم نے کہا کہ کیون صاحب یہ دونون کیونکر ہم تک پہونچے مین ساتھ اپنے
شوہر کے کوہ زبرجدی پر گئی تھی وہین کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خدمتگار بنکر
ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہین ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہین مگر آج انکی
قضا دامنگیر ہے کس طرح آکر دونون پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونون نے مارا آج انکے
خون کا بدلہ ہوگا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمرو مار ڈالا جائے تو طلسم کشا کبھی طلسم ہفت پیکر
پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہین لشکر طلسم کشا یہان سے دو منزل پر ہے اور یہ عیار پہلے سے
آگے بڑھ آئے یہ سارے فساد انہی کے قدم سے ہوے کہ بھائی میرا میری آنکھون کے سامنے سے
مارا گیا دیدۂ دل سے اشک خون ٹپک رہے ہین کہ مین نے بھائی کو مارا انھین ظالمون کے آنے

یہ سارے فتور ہوئے ای کبقال جلد میدان خونی کی تیاری کرو کبقال نے آواز دی کو عقب باغ سے چند زنگی سیاہ رو چہرہ دہن ابرون پر بل پڑے ہوئے خنجر ہائے برہنہ ہاتھ میں آکر پکارے کہ ای افسر کیا حکم دیتا ہی کبقال نے کہا کہ ان دونون عیارون کو قتل کرو گوشت بھی انکا تمہین کھا ؤ وہ زنگی یہ سنکر اُچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خداوند ہفت پیکر تو نے آج کیا نعمت ہمارے واسطے بھیجی ہی مسلمانون کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھون نے ہزارون جادوگرون کو مارا انکا گوشت ہمکو ملے یہ تیری رحمت و قدرت ہی اُن زنگیون نے عمرو و برق کو کھینچا خنجر لیے ہوئے آپس مین لڑتے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہی کہ مین قتل کرون دوسرا کہتا ہی کہ سینے کا گوشت مین لونگا ایک کا قول ہی کہ کلے پائے مین لونگا حصے تقسیم کر رہے ہین خواجہ و برق انکی آمادگی دیکھکر نہایت بیقرار ہین کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے خدا بچائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہین گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہین بیقرار ہوکر خواجہ رونے لگے پروردگار کی درگاہ مین دعا کرتے تھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے

نظم

بپے کشایش باب امید نا امید	بدست فاتح ابواب رزق ہست کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید	چو خضر گشت درین دہر زندہ جاوید
گدائے درگہ باکرش فقیر و دولتمند	امیدوار عنایت ہمہ شقی و سعید
خداست مالک و حاکم بآسمان و زمین	خداست حاضر و ناظر ہر قریب و بعید
خداست کار برار مراد اہل مراد	خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر	خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
زکینہ آئینہ سینہ چون مصفا شد	عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشاہراہ طریقت نہاد پا سالک	برہنمائی باطن چو راہ راست بدید
بحمد خالق اکبر عجیب تر دیوان	نوشت ہندی اہل سخن بطرز جدید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین سات آٹھ زنگیان آدمخوار خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین اشارے کے امیدوار ہین کہ کبقال حکم دے تو انکے ٹکڑے ٹکڑے اُڑائین مگر لشکر رستم منزلون کو طی کرتا ہوا ایک بیشہ سبز و خرم مین آکر اترا بارگاہ مین جملہ سردار آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا جہلال سرکش نے رستم سے کہا کہ اے شہریار خواجہ و مبدم مجھسے قیام ومقیم کا
حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر مین گئے ہین ایک نکتہ خواجہ سے مین کہنا بھول گیا کہ کیقال
زنگی جو زہیکل لے گیا خالی قیام ومقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہو کہ دشمن اُنکے
گرفتار ہو گئے ہون سماک اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ مین اپنے قبلہ وکعبہ کی تلاش مین
جاتا ہون پروردگار نے چاہا تو ڈھونڈھ کر لاتا ہون میرا دل مجھکو خبر دیتا ہو کہ عیاری اُنھون نے
کی مگر کسی بلا مین پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہین وہ دھوکا نہ کھائینگے کوئی بات بھی
عیاری کی کی اور اُنھون نے پہچانا لہذا غلام جاکر تلاش کریگا یہ کہکر خاموش ہو رہا لیکن جہلال
ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا یہان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلاد آدمخوار
خنجر کھینچے ہوئے سر پر کھڑے ہین خواجہ و برق سرنگون حیران طرف کیقال زنگی کے
دیکھ رہے ہین کہ اسنے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلاد چاہتے ہین کہ سر کاٹین اور گوشت انکا
کھائین کہ جہلال نے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہین جھولی سے چکر
نکالا جلادون پر مارا کہ سانون کے سر اُڑ گئے جہلال زمین پر آیا کیقال کو للکارا کہ او حبشیا
تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو خواجہ کو قتل کرے یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا کیقال نے پہلے ہی
جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر جہلال پر مارا جہلال نے گولہ کیقال کا روک لیا وہی گولہ
لیکر کیقال پر کھینچ مارا کیقال کے سر پر پڑا کیقال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے کیقال کے
مرتے ہی سالار اپنے مقام سے اُٹھا للکار کر آواز دی کہ او جہلال تو نے غضب کیا کہ کیقال
کو مارا اب کہان جائیگا یہ کہکے ایک طرف سے یہ اُٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُٹھی دونون نے
جہلال پر سحر کی بوچھار کر دی جہلال دفع کرتے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اُڑ گیا سالار نے ایک چیخ ماری کہ او جہلال غضب کیا اُس معشوقہ
کو مارا کہ جسکے واسطے مین نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہکر تلوار کھینچی جھومتا ہوا جہلال
پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے جہلال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلوارین
اور خنجر جہلال پر گرتے ہین جہلال اُن تلوارون اور خنجرون کو توڑ رہا ہو جب خنجر توٹے تلوارین
کے پھل شکستہ کیے غصے مین آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہی

خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا سالار پر مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برق شمشیر جو گری سپر کو کاٹا سر پر آئی تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کے سر پر تلوار گری سر اسکے کو کاٹا تا بہ جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں تمام باغ لوٹ لیا اور کوٹھریوں میں گھس گئے مجال نکال کر سارا مال کھینچا اور زندوز نبیل کیا چھت پردے تک کاٹ لیے چہلال نے جب ان سب کے قتل سے مہلت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو شیشے پھرتے ہیں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بیقرار ہیں یہاں تک کہ غلام کو بھیجا لیکن شکر ہے کہ وقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا عمرو نے کہا کہ اے چہلال مجھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بچانیوالا آتا ہوگا مقیم کی جھولی سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشے کو توڑ ڈالا حرزہیکل پاس سے کبقال کے لی یہاں کو شیشہ ٹوٹا وہاں امیر اُس قیدخانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی سامنے بیٹھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں یکایک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد تھوڑے عرصے کے صاحبقران ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوتے ہی صاحبقران جو خیال کرتے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید توڑی اندر سے قیدخانے کے نکلے دروازے پر صلصال جادو نگہبان تھا اُسنے صاحبقران کو للکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار چھین لی اُسی تلوار سے اُس سیاہ رو کو بلا ملا کر اُسے بڑھے تھے کہ غلغلہ ہوا بارہ ہزار اُسکے نوکر مالک کے مرنے کی آواز سنکر دوڑے آکر گھیر لیا صاحبقران لڑنے لگے سردار بھی آ پڑے وہ شیران وحشت نبرد جو آکر گرے ساحر بھاگے یہاں عمرو نے چہلال سے کہا کہ یقین ہے میں نے شیشہ اسم اعظم کا توڑا وہاں صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہوگا میں یہ حرزہیکل صاحبقران کو پہونچا دوں ایسا نہو کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرلے تو امیر پریشان ہونگے حرزہیکل پر سحر تاثیر نہیں کرتا چہلال نے کہا کہ میں پہونچا دونگا حرزہیکل مجھے دیجیے یقین ہے کہ لڑائی پڑی ہوتا بہ کوہ زبرجدی خبر پہونچیگی یہ کہکر حرزہیکل خواجہ سے لی پرواز پیدا کرکے چلا اُسوقت یہ پہونچا کہ زبرجد کو خبر پہونچی کہ صاحبقران قیدخانے سے نکل آئے در زندانخانہ پر لڑ رہے ہیں زبرجد طرف کوہ کے چلا باوے کو دیا تصویر سنگی کے سامنے غل مچانے لگا کہ یا خداوند

نہین معلوم کیا باعث ہوا حمزہ مین یہ طاقت کہان سے آئی مین نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز آئی کہ ای بندۂ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوٹا اکبقال وسالار وغیرہ سب مارے گئے قیام ومقیم سے فساد پڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مارا گیا مقیم سالار کے قبضے مین آئی سالار کی ذات سے سارے فساد برپا ہوے جہلال وقت پر پہنچا جسنے سالار ومقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہون کہ جہلال سرکش حرز ہیکل لیکر آتا ہی اگر ہوسکے تو بڑھ کر اُسکو روکو حمزہ کا روکنا دشوار ہے جہلال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست رفیق طلسم کشا قرار پایا اب وہ آمادۂ حرب وپیکار ہی یقین ہو کہ ساتھ طلسم کشا کے تا بہ صحراے گرداب نشان جائے بدون اطاعت گرداب دریا سے طلسم تک رسائی دشوار ہی یہ سنکر زبرجد آکر سوار ہوا تین لاکھ فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار جہلال مین ٹھہرا دیکھا کہ جہلال ایک عقاب پہ سوار ظاہر ہوا زبرجد نے آواز دی کہ او جہلال کہان جاتا ہی قدرت تجکو طلب کرتے ہین جہلال نے جواب دیا کہ مین تو اُس جھوٹے پر لعنت کرتا ہون مکاری کر کے خداوند بن بیٹھا مین اب اُسکے پاس نہ جاؤنگا زبرجد نے آواز دی کہ ہان یارو اسے گھیر لو یہ جانے نہ پائے تین لاکھ جادوگرون نے سحر کیا جہلال زمین پر آیا عقاب رانون کے نیچے سے نکل گیا جہلال نے زمین پر آتے آتے ایک گولا مارا کہ تیس ہزار جادوگر ہاتھ باندھے سامنے کھڑے تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پریچہرہ میرے پہلو مین کھڑی ہی معشوقہ کے جمال بیمثال کو دیکھکر بلبلانے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

جو جسکے حق مین سمجھا وہ بہتر بنا دیا
مجکو فقیر تجکو تونگر بنا دیا

خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہی خلق
دارا کوئی کسی کو سکندر بنا دیا

غافل مقام رشک نہین جاے شکر ہی
سوسے بڑا تو ایک سے بہتر بنا دیا

صاحب کمال رکھتے ہین اکسیر کا عمل
جسکی اُٹھائی خاک کی اور زر بنا دیا

اُجرت پہ استخوان کی گیا لیکے خط شوق
مجھ زار نے ہما کو کبوتر بنا دیا

ساری رگین ہوئی ہین تن زار پر نمود
لاغر تنی نے جسم کو مسطر بنا دیا

گردن مین طوق پاؤن مین زنجیر ڈالی زند
سودائیون کو اپنے یہ زیور بنا دیا

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے جہلال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ ای
جہلال سرکش ہم تابعدار ہین جو حکم ہو بجالائین جہلال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صف
باندھے کھڑی ہے ان سب کو مارو جلد قتل کرو زیرجد کو بھگا دو یہ سنکر وہ تیس ہزار جوان اسباب
سحر ہاتھ مین لیکر فوج زیرجد پہ جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان مر کر
گرے دو تین حملے جو کیے فوج زیرجد مین تہلکہ پڑا سب بھاگنے لگے جہلال نے پھر ایک گولہ
مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوے اُن تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے
لڑائی مین مصروف ہوے جہلال جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے قلب اُلٹتے ہین انکے ساتھ
شریک ہوتے ہین جہلال لڑتا بھڑتا طرف زیرجد کے جاتا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرہ امیر کی
آواز آئی۔ نعرۂ صاحبقران

منم صاحب جرز و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ دشمن دلان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر ز عدل و انصاف شد
سپندون بدبخت گشتہ فگار

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
جو رستم بسنجان بے گیر و دار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین فیل و نکار

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گند چون بجولان گہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

سلیمان ثانی لقب یافتم

ایک طرف سے سرداران نامی دہلوانان گرامی نعرے کرکے
لڑنے لگے اب جو جہلال نے صاحبقران کو دیکھا جھومتا ہوا قریب آیا برائے سلام اسقدر جھکا
کہ سر زمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شخص تو کون ہے عرض کی کہ آپکے فرزند کا غلام
اور حرز ہیکل نکالکر صاحبقران کو دکھائی امیر کا مرکب اُسی قصر مین سر ٹکرا رہا تھا نعرہ امیر کی آواز
جو کان مین پہونچی ہنہناتے بھرتا ہوا قریب آیا امیر پشت اشقر پہ سوار ہوے طرف زیرجد کے چلے
زیرجد نے فوج کو اشارہ کیا جہلال رکاب تھامے ہوے ساتھ ہے جب گولہ مارتا ہے ہزار دو ہزار کے
قلب اُلٹے اور فوج زیرجد کو پامال کرنے لگا امیر لڑتے ہوے قریب زیرجد کے پہونچے جہلال
نے خوب آگ برسائی زمین ہلائی زیرجد کا اور امیر کا سامنا ہوا زیرجد برس پڑا تلوارین ہواؤ مین
شعلہاے آتش گرانے مگر امیر پہ تاثیر نہ ہوئی اسم اعظم ورد زبان حرز ہیکل گلے مین جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھادے سے ہاتھ نکال کر تیغہ عقرب کا ہاتھ مارا
وبرجد نے سپر سحر اٹھادی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سراسر سر کو کاٹا زمین کو آکر
تلوار نے بوسہ دیا ، برجد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیر میں وزیر کوہ و
بالاے کوہ اندھیرا ہوگیا بلکہ اولے ابر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرتے تھے آوازیں ہیبتناک
آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی جہلال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحراے بے نہج
میں کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ شعبدہ ہفت پیکر نے کیا ایک صحراے سبزہ زار میں امیر نے اپنے کو
پایا اپنے سب سردار وکل فوج بخیر وعافیت موجود تھی بلدگاہ سلیمانی استادہ ہے ایک سمت بارگاہ
ہشامی خیمے بارگاہ حق استادہ ہیں لشکر آراستہ وپیراستہ امیر نے سجدہ شکریہ پروردگار کیا
اور فرمایا کہ اب انشاء اللہ یہاں سے طرف صحراے گرداب نشان کے کوچ کرینگے صاحبقران
تو اس مقام پر اترے مگر جہلال سرکش نے جو اپنے کو صحرا میں پایا سمجھ گیا کہ یہ سحر خاص
ہفت پیکر کا تھا کہ اُسنے ہمکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہے کہ صاحبقران بآرام ہوں
یہ سوچکر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار جہلال میں تھے جہلال جو ایک صحرا میں
پہونچا دیکھا کہ خواجہ وبرق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہیں جہلال دیکھا کیا جب خواجہ نے اُس
مسافر کو لوٹ کر مہلت پائی تب جہلال آکر ملا کہا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے
آپنے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ وجہلال وبرق پاس
رستم کے جاتے ہیں راہ میں ایک چشمے پر آکے ٹھہرے تھے کہ برق نے کہا ای جہلال پانی
پی لیں تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا چھاگل سے پانی بھرا ایک نہنگ نے
چشمے سے سر نکالا وہ نہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے چھاگل پھینک ماری نہنگ نے
جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے میں جا ندیڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر لو تو
عمرو وجہلال جب تک دوڑیں نہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ ای جہلال برق کو
کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے میں بیٹھا تھا جہلال نے چہار جانب دیکھا چشمے پر آیا چشمے کو جھک
جھنسا پکار کر آوازدی کہ ای نہنگ غوطہ زن یہ بیٹے بیٹھے تمکو کیا سوجھی یہ نہ جانتے تھے کہ
جہلال سرکش ساتھ ہے کئی آوازیں دیں کچھ صدا نہ آئی آخر جہلال نے جھولی سے ایک

گولہ نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر چشمے پر مارا دنا نا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گولہ بھی پانی مین غرق
ہوا جب تو جہلال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہی خنجر پر اسم سحر پڑھ کر
چشمے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی مین چمکا ایک آندھی سیاہ اُٹھی چشمے کا پانی کھول کر خشک ہوا
دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہی اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہی برق کو ہوشیار
کیا اور حال پوچھا برق نے کہا کہ جب مین پانی پینے لگا مین نے ایک ساحر کو دیکھا اُسنے میری
گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چلی اور یہ خنجر اُسکے سر پہ پڑا
سر کٹ کر گرا مین بیہوش ہو گیا عمرو نے جہلال کی بڑی تعریفین کین جب نہنگ غوطہ زن
مارا گیا تھوڑی دیر آندھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین نہنگ غوطہ زن بود اب
جہلال و خواجہ نے دیکھا کہ دریاے لشکر رستم موج مار رہا ہی رستم کسی وجہ مین دیرون بارگاہ
کھڑے تھے دیکھا کہ خواجہ و جہلال و برق آتے ہین مگر جہلال دریاے خون مین نہایا ہوا خواجہ
بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر جہلال کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا حال پوچھا جہلال نے کہا
کہ ای شہریار اگر مین تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو خواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان ساحرون
کو مارا جنکے پاس اسم اعظم موجود تھا اور حرز ہیکل بھی تھی اُنکو مار اشیشہ اسم اعظم توڑا اب منظور
تھا کہ حرز ہیکل پاس صاحبقران کے پہونچائین جب یہان شیشہ اسم اعظم کا ٹوٹا صاحبقران نے
قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جنگ عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد شاداب
وہ اور پہاڑ پر پہونچیگا اور تو کچھ سرزنے سے نہ ہو سکا مجکو الگ کر دیا جس صحرا کا نہنگ
غوطہ زن مالک تھا اُس صحرا مین پہونچا یا نہنگ مجپر تو دست انداز نہو سکا برق کو لے گیا آپکے
اقبال سے اُسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت مین پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
صحراے گرداب نشان مین پہونچائین اب بیچ کے جھگڑے سب مٹے وہان چلکر پروردگار
کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تا بہ گرداب پہونچین اور وہان سے حال لوح کا معلوم ہو
یقین ہی صاحبقران کا گذر طرف صحراے باد انگیز کے ہو جب یہ دونون مقام فتح ہونگے
تب لوح کا پتہ معلوم ہوگا رستم نے کہا کہ ای جہلال تمنے بڑا کام کیا جہلال نے دست بستہ
عرض کی کہ حضور کے اقبال کی خوبی ہی حضور فتاح طلسم ہفت پیکر ہین کیا کسی مقام پہ غلام

کمی کریگا مجکو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا مین کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ معرکہ ہوگا
ورنہ لوح کا حال مفصل معلوم ہوتا کئی برس سے مین آپکے ساتھ ہون آواز دیتا دشمنون کو
گرفتار کرتا مرادمندون کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسنے اپنی ذات
پر موقوف رکھا ہی سب کام خود کرتا ہی جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کریگا غلام
کو ڈر ہی کہ اُسکے شعبدے مین حضور نہ پھنس جائین مین سحر مین اُس سے کم ہون وہ بلاے
روزگار ہی غار افراسیاب والون نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساحر آئے کسی نے ایسا
امتحان نہین دیا کل علوم سحر مین طاق ہی غلام کو بڑا خوف ہی جب حضور صحراے گرداب نشان
مین پہونچین اور وہان سے مدد ہو اور لوح کا پتہ چلے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
جلسہ آراستہ کیا جہلال سے یہی باتین رہین سہ کے نے لشکر مین حکم پکار دیا کہ کل طلسم کشا
کا کوچ ہی چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا جہلال نے ساحرون کے پرے جمائے
رستم نکل کر سوار ہوے طرف صحراے گرداب نشان کے چلے دن بھر رہبری کی شام کو
ایک صحرا مین پہونچے کہ ہوا بالکل بند کوئی پتہ کسی نخل کا ہلین ہلتا معلوم ہوتا ہی کہ نخل بندھے
ہوے کھڑے ہین جہلال نے رستم سے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اس صحرا مین
کسی ساحر زبردست کا گذر ہی اُسی کے سحر کا باعث ہی کہ ہوا کا نام نہین خدا انجام بخیر کرے
رستم نے بارگاہ استادہ کرائی فرمایا کہ ای خیر خواہ جو پروردگار بہتر چاہیگا وہی کریگا یہان تک کسنے
پہونچایا ہزار ہا جادوگر آئے اپنے اپنے رنگ سب لے جانئے پروردگار نے اُن ظالمون کے ہاتھ
سے بچایا امیر کو رہا کرایا تمنے امیر سے ملاقات کی تھی جہلال نے کہا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے
حرز ہیکل پہونچائی یہ بھی عرض کر دیا کہ مین آپ کے فرزند کا غلام ہون جسکے پاس حرز ہیکل تھی سلو
مار اخدمت مین یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اُسی صحرا مین لشکر رستم کا اُترا بارگاہ آراستہ ہوئی قضا کا
گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کرکے آیا ہی باتین کر رہی ہی
کہ سامنے سے ابر سنہرہ کڑکتا ہوا پیدا ہوا گرداب نے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہین
مین نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یہ اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہی اب مجکو
لڑکی کے تیور سے خوف آتا ہی ایسا نہو کہ پاؤن مین اینچ پیچ پڑ جائے تو خرابی ہو مواج نے کہا کہ میری

بیٹی ایسی نہین ہی اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی مین اُسکے باغ مین خود جاکے دیکھ آیا مرد اُسکے
نام کا کوئی پھول بھی نہین ہی مزاج مین بخل کود زیادہ ہی یہ ذکر تھا کہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہما سے
اور نگ نشین صرف وزیر زادی ساتھ ہی تخت آکے اُترا باپ کو سلام کیا مان سے کہا کہ کچھ آپکو
خبر بھی ہی لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہگیا اب جو وہ کوچ کر چکے تو آپ کی سرحد مین آجائینگے
فکر ضرور ہی گرداب نے جواب دیا کہ ای نور نظر ایسے ویسے طلسم کشا بہت آئے اور سر ٹکرا کے
چلے گئے یہ صحرا ئے گرداب نشان ہی یہان کوئی نہین آسکتا اس طرح کی باتین عرصے تک رہین
گرداب نے دیکھکر آواز دی کہ ای نور نظر کل میرے پاس مالک صحرا ئے باد انگیز یعنی بلا انگیز
جادو آئی تھی اُسنے بھی مجھکو خبر دی تھی کیا عجب ہی کہ راہ مین وہ روکے ہما یہ کہکے اُٹھی کہ اب
مین برائے گشت جاتی ہون سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہکے ہما ئے اور نگ نشین
تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیر زادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کہ چلی یہان رستم جب صحرا مین
اُتر چکے تو سمک سے فرمایا کہ جیسون اسی گشت مین گذرے آرام و چین کے نام کو بھول گئے
جسدن سے اس طلسم مین آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر ہو بجے آج یہ صحرا معقول ہے
شب ماہ بھی ہی کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کرو ہم تم چل کے وہان بیٹھین دیکھین کیا کیفیت
ہوتی ہی یہ سنکر سمک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کی چند خدمتگار برائے خدمت مقرر
کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جہلال سے ذکر بھی نہین کیا اُس بارگاہ مین آکے مسند
پر بیٹھے ایک دو جام پیے سمک سے فرمایا کہ اگر تمھاری خوشی ہو تو چند شعر گاؤ سمک نے لیرا
اپنے پاس سے نکال سامنے رستم کے بجانے لگا نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔ نظم

عشق مین حال جہان نوع دگر ہونے لگا	ای پری کا دیوانہ تجھپر ہر بشر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ بیخبر ہونے لگا	آئنہ جو اُسکو منظور نظر ہونے لگا
گوش زد جبکے ہوا سرگشتگی کا میری حال	اُنگلیان کانون مین دیئ ویران سر ہونے لگا
اک نہ اک ایذا رہی ہردم بدولت عشق کے	درد دل اچھا ہوا درد جگر ہونے لگا
وصل کی شب ہو چکی پیدا ہوے آثار صبح	بار دل کے نالۂ مرغ سحر ہونے لگا
جسنے موئی کو قفس مین دیکھا رے کہنے لگا	ہی تماشا کان سے پیدا اگر ہونے لگا

[illegible]

میکشی موقوف جام و شیشہ کہہ بالا کے طاق
رنگ محفل ساقیا نوع دگر ہونے لگا

روے انور پر ہوا آغاز خط رو سیاہ
یہ بڑا اندھیر ای رشک قمر ہونے لگا

آہ عاشق کان مین اُسکے نہین کرتی اثر
گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہونے لگا

میرے مرنے کی جو دی اُس حور کو جا کر خبر
سنتے ہی ارشاد فی النار سقر ہونے لگا

شعر سُنکر مدعی مرنے لگے کٹنے لگے
اب سخن مین میرے سیفی کا اثر ہونے لگا

لیکے دل صورت چھپانے سے بھلا کیا فائدہ
بیمروت اب تو جانون کا ضرر ہونے لگا

عرش تک جسدن گئی آہ رسا من لیجو زند
عالم بالا مین شور الحذر ہونے لگا

سمک عجب لطف سے دس غزل کو گا رہا ہو شب ماہ سناٹا صحرا کا جانور آشیانون مین با اطمینان بیٹھے تھے یا آشیانون سے سر نکال دیے صداے دلکش پر جھوم رہے ہین بعض آشیانون سے نکل آئے گرد سمک کے چرخ مار رہے ہین قضاے کار ملکہ ہماے اور رنگ نشین تخت اُڑاے ہوے آتی تھین قریب کوہ جو پہونچین کان مین آواز دی آئی وزیر زادی جو پہلو مین بیٹھی تھی کہا اری کمبخت سنتی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے گا رہا ہو دل لبھا رہا ہو کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہین آواز مین کیا سوز و گداز ہو وزیر زادی سے کان لگا کے سُنا کہا واری بیشک کوئی کامل و اکمل ہو کیا خوب گاتا ہو اس پہاڑ پر تخت ٹھہرایئے یہ جو نغمہ سامنے استاد ہو اسی مین کوئی گا رہا ہو بلندی سے اُتر کر تخت کو پہاڑ پر لائین اور اُترین پہاڑ پر اس محبوب پریچہرہ کا آنا کہ پہاڑ بھی بالیدہ ہوا دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پہونچا یا ملکہ ٹہلنے لگین اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک جوان تہمتن وصف شکل پر بیٹھے زمانے کا رستم صاحب شوکت و حشم سر برہنہ خود مسند پر رکھا ہوا جام معکوس معلوم ہوتا ہو پیچ زلف عنبرین ہوا سے اُڑ رہی ہین صاف ظاہر ہوتا ہو کہ ناگنیان قریب چشمہ خورشید لہرا رہی ہین عارض کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچۂ باغ خوبی دہن گلو صراحی مے محبت سینہ چوڑا دونون شانے نشان جرأت ہاتھون سے سخاوت آشکار ہو چہرہ گلزار ہو سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص طبلہ تبلہ کہ نگاہ مین نہین سماتا ہاتھ کو نئے طور سے بجا رہا ہو اور بتاتا بھی جاتا ہو جوان مسند نشین جھوم رہا ہو دیکھتے ہی ہماے اور رنگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا قلب تھرایا کاہ و کہربا کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہو کہ جس طرح بنے اپنے کو اس جلسے مین پہونچا دون

وزیر زادی سے کہا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہے فقط ایک شخص صاحب شوکت ولیاقت بیٹھا
شش رلی ہے چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو وزیر زادی نے کہا کہ یا نہی عملداری
ہے آپ کے صحرا میں اُترے ہیں ذرا چل کے دریافت کیجئے ملکہ نے کہا کہ بہتر ہے دونوں کوہ سے اُترین
قریب پردے کے آکے دیکھا چند خدمتگار پڑے سوتے ہیں پردہ پڑا ہے ملکہ نے پردہ اُٹھایا
رستم نے دیکھا کہ ایک بجلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اُٹھایا چہرہ آفتاب عالمتاب
حسن میں لاجواب بحیرت ادھر دیکھ رہی ہے بے اختیار پکار اُٹھے کہ آئیے فرد- رواق منظر
چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + سمک نے بھی پلٹ کے دیکھا
وزیر زادی سے نگاہ ملی پکار اُٹھا کہ اے صاحب تشریف لائیے ملکہ نے جو دیکھا کہ بجانے والا
خاموش ہو گیا تو اب کر وزیر زادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے ملکہ وزیر زادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکۂ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ پرائی عملداری میں آپ یوں بےخوف اتر پڑے ابھی
بارگاہ اُٹھائیے رستم نے غصے سے جواب دیا کہ ہم فتاح طلسم ہفت پیکر ہیں تا بہ صحرائے
گرداب نشان جائیں گے یہ کہکے جو قبضے پر ہاتھ رکھا ملکہ کانپنے لگیں سمک نے وزیر زادی
کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے صاحب بیٹھیے ہم مسافرانہ آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دیں خیمہ
اُٹھا لیجائیں ملکہ کو رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی آپکا کیا ہے ہم ایسے
غریب الوطن کو سرفراز فرمایا اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے یہ سب لشکر آپ ہی کے ساتھ ہے آخر
آپ کا کیا قصد ہے رستم نے کہا کہ ذکر سُنا ہو گا رستم بیلتن علمشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحرائے گرداب نشان کی فکر میں نکلے ہیں منظور ہے گرداب شعلہ زن کو قتل
کریں یا اپنے ساتھ لیں ملکہ یہ سُنکر ہنسیں کہا صاحب یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے
نکال ڈالیے صحرائے گرداب نشان ایسا مقام نہیں ہے کہ جہاں یوں بےخوف جائیے رستم نے
کہا کہ اب تو قصد کامل ہے وزیر زادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحب اقبال ہیں کیا عجب ہے
کہ آپ کا گذر وہاں تک ہو ہماری ملکۂ عالم جو بیٹھی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
آپکے آنے کی اطلاع نہ کرینگی لیکن جبکہ صحرائے گرداب نشان میں پہونچیے گا باد انگیز جادو

آپ کی فکر مین نکلی ہو وہ آفت برپا کریگی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہوگا کدھر بھاگیگا کہ جا بیجا کا جدھر جائیگا دریاے قہار ملیگا جسمین نہ ناؤ اور نہ بیڑا گذر نا دشوار ہوگا نہایت حیران ہو جیے گا رستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بحر و بر ہماری رہبری کریگا یا گرداب جادو کی قضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیون ملکۂ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ مین ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر گرداب و یا لوح کا حال مجھکو تو نہین معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کرو مجھے یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائین انھین باتون مین رات گذری یکایک صداے مرغ سحر آئی ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صداے مرغ سحر آرہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کسکو دل کا حال سنائین نظم

صحت ہو موت عشق کے آزار کے لیے
بدتر ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے

گل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی ترے دیدار کے لیے

بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے
جاگا کیا مین دولت بیدار کے لیے

جھپکے پلک پلک سے نہ ہو دل تمام رات
رتبہ بڑا ہو مردم بیدار کے لیے

ہو جان کسل تصور رخ سے جی یاد زلف
بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے

سیخ کباب پر بط کو چڑھا شتاب
ساقی گزک ضرور ہو میخوار کے لیے

مجنون عشق کو ہو عبث پند واعظو
ہو حکم شرع مردم ہشیار کے لیے

دوزخ مین بھیجدے مجھے چاہے بہشت مین
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے

اک ماہ پارہ کے تصور مین صبح ہو
کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے

کرتے ہین پانچ وقت ملک آکے وان سجود
کیا مرتبہ ہو سنگ در یار کے لیے

عاشق ہون رند یار کا تقصیر وار ہون
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ رستم کا دل بیقرار ہوگیا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہین چاہتا تھا کیونکر زبان سے کہین کہ جاؤ دل تمھارے ساتھ ہو حلقہ ہاے گیسوے عنبرین مین جاکر پھنسا کشاکش مین ہے

اب اسکا چھوٹنا دشوار ہی وعدہ کرکے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤگی ملکہ نے کہا کہ صاحب مجکو سب طرح مشکل ہی اگر تمھارے لشکر کا حال ماں سے یا باپ سے بیان کرون ابھی آفت برپا ہو اگر نہ کہون تو اُنکو ضرور خبر پہونچیگی فرمائین گے تمنے حال آمد لشکر طلسم کُشا کیون چھپایا تو اُنکو کیا جواب دون بڑے انتشار مین ہون رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے باتین عاشق معشوق مین محبت کی ہو رہی ہین ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار میرا اب ٹھہر نا بہتر نہین یہ ذکر تھا لشکر مین ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا چلی کہ نخل پھٹ پھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اُڑتے پھرتے ہین گھوڑے تھان سے چھوٹ گئے پامال کرتے پھرتے ہین جس بارگاہ مین رستم بیٹھے یکایک اُسکی طنابین ٹوٹین خیمہ لہرایا گرے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کانپنے لگین کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہی آج دو سرا دن ہی وہ ہمارے ماں باپ کے پاس آئی اور کہا کہ طلسم کُشا تمھارے صحرا مین آتا ہی مین جا کے راہ مین روکون معلوم ہوتا ہی اُسنے آپکا لشکر دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوا کی کم ہوئی ہاتھ رستم سے چھڑا کر کہا کہ یہ کنیز جاتی ہی اب نہین رُک سکتی ایسا نہ ہو کہ دراندازآ جائے تو بڑی مشکل ہو اے شہریار ایسے زمانے مین صاحبان فراست کوچ نہین کرتے آپ نے خلاف فصل مین کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہونچے کہ پھر جھونکا ہوائے تند کا چلا یہ خیمہ بھی گرا لشکر مین صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ ہما کا نہین چھوڑتے ملکہ فرماتی ہین کہ اے شہریار مجکو نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہا کہ اب کل شب کو تمھارے منتظر رہین گے آئندہ جیسا تمھارے مزاج مین آئے اگر نہ آؤگی ہمین زندہ نہ پاؤگی کہ ایک نخل سے آواز ہیبتناک آئی کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تو طلسم کُشا کو بچا رہی ہی ابھی جا کر تیرے ماں باپ سے اطلاع کرتی ہون مین کیا تیرے بچانے کو کم ہون دگھڑے سے بڑے بڑے راد و نیاز ہو رہے ہین دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جادو یون بیٹھی ہی کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہی کلمات مذکور کہہ رہی ہی ملکہ نے رستم سے کہا کہ وہ صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہی اگر یہ بچ کر گئی تو ماں باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کرینگے باد انگیز نے پھر ایک دستک دی جھونکا ہوائے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہی زمین چھوڑ کر غبار

آسمان تک جائیگا علاوہ ان رستم کے سر کٹ کٹ گرنے لگے ملکہ بہار نے اور رنگ نشین آگے بڑھ چلین
آواز دی کہ او باد انگیز جو تو سمجھی ہے اس بات کا یہان ٹھکانا نہین مطلب تو اس سے ہے کہ طلسم کشا
گرفتار ہو کر پاس مادر مہربان کے پہونچے یہ شیر دلیر ایسے نہین ہین کہ کسی سے دبین مین نے
اپنی جان بچائی ہے امروز فردا مین طلسم کشا کو گرفتار کرونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ مین نے
سب تیری باتین سنین عرصہ دراز سے یہی تماشا دیکھ رہی تھی کیا کیا نازو کرشمے کیے بی
وزیر زادی صاحب تجھکو گھیر کر لائین وہ بھی ابھی ہے عیار طلسم کشا پر مائل ہے اب کوئی عیار طرار
ایسا نہین کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین باندھ کر تیری اور وزیر زادی کی سامنے
گرداب شعلہ زن کے لیجاؤنگی یہ کہکر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہے اس زور سے
جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ خیمے اڑتے پھرتے ہین چار ہا بندگان خدا کے سر کٹ کٹ گرے ملکہ نے پکار کر
آواز دی کہ او باد انگیز اسقدر بدعت پر کمر نہ باندھ ملکہ جب دستک دیتی ہین ہوا کم ہو جاتی ہے
جب باد انگیز دستک دیتی ہے تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہے کہ زمین تھرا جاتی ہے کئی مرتبہ
ملکہ نے سحر باد انگیز کا روکا ہلڑ جو زیادہ ہوا جہلال سرکش اپنے خیمے سے گھبرا کر نکلا دیکھا
صدہا سر کٹے پڑے ہین آندھی زور سے چل رہی ہے ایک طرف شعلے آتش کے اٹھ رہے ہین
جہلال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہے جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہین کسی ساحر نے بڑھ کر عرض
کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و بطلعت جہان آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے
رد و قدح ہو رہی ہے وہ نازنین بھی کمی نہین کرتی یہ سنکر جہلال سرکش دوڑا اس وقت پہونچا
کہ ملکہ بہار و باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہین باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طرف
آسمان کے پھینکا ایک لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ابر پردہ پوش تو آکر اس
گیسو بریدہ کو چھپا لے وہ ابر گرا ملکہ کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سرپوش ہوا اسکے اندر سے
ملکہ تڑپ کر نکلین ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا باد انگیز نے پھر للکارا کان سے بجلی
نکال کر پھینکی برقین گرنے لگین ملکہ برقون کو کاٹ رہی ہین ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہین جہلال نے
جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پہچانا کہ گرداب کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہے مگر باد انگیز دم نہین
لینے دیتی دمبدم خاتمے کے سحر کرتی ہے ملکہ اپنے کو بمشکل بچاتی ہین جہلال نے دیکھا کہ ملکہ

ہماے اور رنگ نشین عاجز ہورہی ہین دل مین خیال کیا کہ ایسا نہ ہو اسکا کوئی سحر اس نازنین پر چل جاے تو غضب ہو یہ سوچ کر جھولی سے کارد سحر نکالی خون اپنا کاٹ کر انگلی سے اُسپر ملا ملکر پھینک ماری پشت پر باد انگیز کے آکے پڑی کہ توڑ کر سینے کو پار گذری مُنھ کے بل باد انگیز گری لاخیہ اُسکا جلنے لگا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کر آواز دی کہ ای جہلال کیا کار نمایان کیا جہلال نے آکر ملکہ سے ملاقات کی ایک بونڈا گرد کا قریب لاش باد انگیز اُٹھا لاشے کو اُٹھا لیے گیا ہماے اور رنگ نشین نے دستکین دیکر چاہا اُس گرد کو روکون گرد وہ بولند نزرکا جہلال کے بھی چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای ملکہ عالم لاش اسکی تمھاری مان کے پاس جایگی آپ اپنے کو قبل ہو بچایئے اور مواج سمندر نشین اپنے باپ سے حال لوح پوچھیے اگر معلوم ہو کہ لوح کہان ہے تو اُسکی جستجو مین معروف ہون بڑا خدا نے فضل کیا کہ طلسم کشا کو یہ تحفے ملے کہ سحر اثر تاثیر نہین کرتا ورنہ یہ جادوگرنیان جو قتل ہوئین آفتین برپا کرتین باد انگیز بلاے روزگار تھی آپسے سحر مین معروف تھی مین نے غفلت مین کارد مار دی اُسکا خاتمہ ہوا ورنہ یہ ہر دو ہر بجہ سے لڑتی شاید مین غالب آتا یا وہ غالب آتی خدا نے اپنا فضل شریک کیا اب صحراے باد انگیز کی کوئی ضرورت نہین ملکہ کے چہرے پر بھی ہوائیان اُڑنے لگین کہا کہ ای جہلال اب مین جاتی ہون جاکر حال لوح دریافت کرون اس فکر مین آئی تھی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرون خود گرفتار کمند گیسو ہوئی اب یہی فکر ہی کہ جسطرح بنے حال لوح دریافت کرون کہ طلسم کشا کو لوح ملے طلسم کشائی پر کمر باندھین اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب وغرائب ہین دربندون سے گذرنا دشوار ہوگا ایک ایک ساحر ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی بروقت فتامی طلسم وہ وہ مکر کرینگے کہ لوح اُسکا جواب دیگی ورنہ اُن مکرون سے بچنا نہایت دشوار ہی ایک ایک ساحر مکار و غدار ہی ملکہ ہماے اور رنگ نشین باتین کر کے جب رستم سے رخصت ہونے لگین تو آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ ای شہریار آپ کی جدائی کمال شاق ہے دل صحبت کا مشتاق ہی۔ نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلفِ دوتا کا ہوگیا	ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو کھو کر مگر جو یا خدا کا ہوگیا	راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا

خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عاشق سیکڑوں
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہو ویگا کبھی
مرتے ہیں بیمار الفت منتظر آب یا مسیح
اس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم و جان
ہو کے غمزے اس سے جنت میں خوش آتے نہیں
یار میں اس راست قامت کی ہوئی فریاد رس

سنکھیا کا عالم اس خبث شفا کا ہو گیا
عرض کرلیں گے جو موقع التجا کا ہو گیا
بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا
میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
ای پری روکشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

یہ اشعار سنکر رستم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لیکن ملکہ یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہوئیں طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلیں بیان گرداب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہی کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شق ہوا امواج سمندر نشین شوہر گرداب آکر پہونچا گرداب نے پوچھا کہ صاحب میں تمھیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آنے کا کیا سبب کیوں تکلیف کی امواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلسم کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اترا ہی مجکو خوف ہو پسران حمزہ آنکھوں میں موہنی رکھتے ہیں جسکی نگاہ انپر پڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحبزادی برائے گشت جاتی ہیں ایسا نہو کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو آج کل بخبر ہونا چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں معروف رہو میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبرایا آخر دل کو تاب نہ آئی تمھاری ملاقات کو چلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ لاشۂ باد انگیز ایک غبار میں لپٹا ہوا بیروں سے لاکے پہونچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہو گرداب نے کہا کہ لو صاحب دیکھو یہ پہلا جلد خرابی کا ہی اب خرابیاں شروع ہوئیں طلسم کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہی یہ کہکے ملازموں کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اٹھا لیجاؤ لاش کو جلا دو جہاں تک ہو سکے اس راز کو مخفی کرو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہو کہ سب کو خبر پہونچے تو جا کر شریک طلسم کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقرئی پیدا ہوا امواج نے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر پھٹا ملکہ ہمائے اورنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمائے

مان باپ کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ روے ہما اُڑا ہوا ہی ہونٹھون پر خشکی آنکھون
مین تری حواس مین ابتری گرداب نے پوچھا کیون نور نظر لشکر طلسم کشا کہانتک پہنچا ہماری
سرحد مین آگئے یا سرحد سے باہر ہین ہما نے کہا کہ ای مادر مہربان مین اُس طرف نہین گئی سب مجھے
نہین معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر ای باپ مین آپکے مکان پر
آنے کو تھی لیکن آپ یہین ملگئے مین کل سے بہت بیقرار ہون صحراے گرداب نشان کا جیسا
طلسم کشا کو ملا ہی اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ جہلال سرکش ساتھ ہی
کیسا رازدار طلسم ہی کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ ای نور نظر ہمسے کیا تم حال لوح
دریافت کرنے آئی ہو ہمنے آج تک زبان سے نہین نکالا کہ لوح کس مقام پر ہی بانیان طلسم
نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہی اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور ادھر کا قصد کیا تو
ہمسے اصلاح کا طالب ہوگا ملکہ نے کہا کہ ای باپ آخر فرمایئے تو کہ لوح طلسمی کہان ہی مواج
نے کہا کہ مین لوح کا حال کیونکر کہون آج تک مین نے زبان سے نہین نکالا کہ لوح کہان ہی کس
ایسے مقام پر ہی کہ ہونا نہ ہونا دونون برابر ہی اگر طلسم کشا کے ساتھ خود قدرت پیروی کریگی تو
بھی لوح نہ ملے اُس ساحرہ کے قبضے مین لوح ہی کہ وہان تک جانا دشوار ہی وہ ساحرہ دیوانہ
کردیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش مین رہیگا اُسی جنگل مین سر ٹکرائیگا جب ہماری طرف سے مدد
پہونچیگی تب طلسم کشا کے ہوش و حواس درست ہونگے اس بات کو مین زبان سے نہین کہہ سکتا
مگر کیون بیٹا تمنے حال لوح کا کیون پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تمسے بہت بری طرح
پیش آئینگے ہما نے کہا کہ بابا جان مین آپ کی خیر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہون اتنا
ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہی کوئی وہان جا تو نہین سکتا مواج نے کہا کہ ای نور نظر خاموش
رہو دیوار و در ہمہ گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہی ملکہ رونے لگین جوش فراق مین رستم
کے بیقرار ہین خیال مین آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤنگی تو کیسے رنجیدہ
ہونگے فرمائینگے ملکہ تمنے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہی کہ باپ
کچھ نہین بتلاتے گلے مین باپ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ ضرور فرمایئے کہ لوح کسکے پاس ہی
مواج نے کہا کہ ای نور نظر مین مقدمۂ لوح مین کچھ نہ کہونگا بجبر حکم ہفت پیکر ہی کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہان ہی اگر مین کہون اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائین کہ تمنے فتح طلسم کی
صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوے راہبر ہوکر راہزن ہوے مین تمہاری صورت
دیکھکر نہایت پریشان ہوتا ہون کیون اے نور نظر تمنے طلسم کشا کو تو نہین دیکھا ملکہ ہما پلنگ
سے اُتر آگئین کہا اے باپ مین طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہین آپکو خیال محال ہی مجھے طلسم کشا سے
کیا مطلب گرداب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتین بناتے ہو شہلا سے اسرار دان کو بلاؤ
ابھی سب حال کھلجائیگا مواج نے آواز دی اے شہلا جلد آکر حاضر ہو ایک پتلی سنہری
اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اُس پتلی نے منھ پر ہما کے
ہاتھ پھیرا اور غرق زمین ہوگئی ہما کا چہرہ تمتما گیا تھرتھر کانپین اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے باپ
شب کو جو مین براے سیر صحرا گئی طلسم کشا کو دیکھا عیار اُنکا گا رہا تھا وہ گانا مجکو ایسا پسند آیا
کہ مین پاس طلسم کشا کے گئی صبح کو لشکر طلسم کشا مین آفت برپا ہوئی مین نے نکل کر دیکھا کہ
باد انگیز سحر کر رہی ہی مین نے اُسکو للکارا وہ لڑنے لگی آخر جہلال نے پشت سے آکر کارد سر
ماری کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا مین طلسم کشا سے وعدہ کر آئی ہون کہ حال لوح طلسم
دریافت کردونگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہون مواج نے کہا کہ اے نور نظر زبان منھ
سے نکالو سوزن زبان مین دو ہمارا یہی حکم ہی ملکہ نے اپنی زبان مین آپ سوزن دی گرداب
و مواج نے اُران سیاہ جسم مین لپٹائے کہا لیجا کر قید کرو سرہنگ جادو دایہ ملکہ ہما کی
اُس سے کہا کہ اسکو لیجا کر برج قلعہ پر قید کرو کہ وہی پتلی پھر زمین سے نکلی نکلتے ہی پھر منھ
پر ہما کے ہاتھ پھیرا ملکہ کو ہوش آیا تڑپنے لگی کہتی تھی کہ اے باپ مجھے کیون قید کیا مواج نے
کہا کہ تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے رسم پیدا کیا یہ کہکے سرہنگ جادو کو حکم دیا اسکو لیجا کر
برج قلعہ مین قید کرو خداوند سے اطلاع دیجائیگی اسی طرح ہر شی کا پتہ ملجاتا ہی طلسم کشا نے
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر ان ہی نادنیان مہ جبین کی
تلاش سے پایا مگر یہ صحرا سے گرداب نشان ہی یہان کی اشیا کا پتہ نہ ملیگا یہ ہفت پیکر کی
عنایت ہی لاشۂ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کھٹکا ہوا تھا گرداب نے خوب آگاہ کیا پتلی جو
روح سامری ہی اُسنے آکر حال ظاہر کرایا خود قبول دیا گیسو بریدہ حال لوح لو پیچھے آئی تھی

سرہنگ جادو نے لیجاکر برج قلعہ مین قید کیا ملکہ دیوانہ وار وحشی مثال بیٹھی رویا کرتی ہین آٹھ پہر نام رستم زبان پہ بیقرار و مضطر رہتی ہین یہان رستم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن گھبراکر سمک سے فرمایا کہ اے یار وفادار کئی دن ہوے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نہین آئین ذرا خبر تو لاؤ اگر وہان تک پہونچنا تو کہنا کہ اے یار وفادار و اے مونس غمگسار تمھاری یاد مین دل بیقرار ہی اور عجب کیفیت ہی۔

نظم

سدّ راہ موسم گل مین جو نہ زندان ہوتا — پھر تو مین اور کف دست بیابان ہوتا
خوب تھا وصف رخ و گیسو جانان ہوتا — ذکر صبح وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اس زلف سے ہوتی جو پریشان ہوتا — رتبہ آئینہ کا پاتا جو مین حیران ہوتا
چھینٹے موسم گل مین جو نہ پوشاک سری — چیتھڑے ہوتے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
یان سے ہوتی نہ زیادہ جو عدم مین راحت — آکے ہستی مین کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قدکشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے یون — آدمی تو اگر اے سرو گلستان ہوتا
آپ اگر اپنا گلا کاٹ کے مرجاتے رند — سر پہ کیون خنجر جلاد کا احسان ہوتا

سمک نے جو رستم کو بہت بیقرار پایا کہا حضور نہ گھبرائین غلام جاکر خبر لاتا ہی اگر آپکا اقبال یاوری کرے تو خاص ملکہ سے ملاقات کرکے آؤن اور کیا عجب ہی کہ غلام ملکہ کو لیکر آئے رستم نے کہا کہ ہان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ افتاد ہوئی ملکہ بہت بیتاب و بیقرار گئی تھین رنگ رو سے اُنکے ظاہر ہوتا تھا کہ کہین دل اُلجھا ہی شاید مان باپ پر حال اُنکا کھل گیا مین بھی یہان سے پہونچون دامنہ قلعہ گرداب مین تلوار چلے سمک اُسی وقت طرف قلعے کے روانہ ہوا راہ کو طی کرکے ایک ساحر کی شکل بنا ہوا در قلعہ پہ پہونچا ساحرون نے پوچھا بھائی کہان گئے تھے سمک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہی کہ لشکر طلسم کشا ہماری سرحد مین آگیا اور مالک کچھ فکر نہین کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ قریب قلعہ آوے آج لشکر طلسم کشا مین گیا تھا یہی ذکر ہو رہا تھا جلال سرکش ایسا ساحر ساتھ ہی وہ دمبدم یہی کہتا ہی کہ گرداب نے کوئی انتظام نہین کیا جڑھ چلیے ایک نے ہنسکے کہا کہ گرداب کیا فکر کرے بیٹی کو قید کیا سرہنگ جادو نگہبان ہی فتور تو پڑچکا اب دیکھیے کیا ہو سمک یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

بچھا تھا بطور پہرہ آ بیٹھا ایک کنیز آکر چراغ جلا گئی مگر نوجوان ہو ہنسے دیتی ہی سوسی کا پائجامہ کامدار
کی چدر یا میلی اوڑھے ہوے کُرتی کھنسی ہوئی تھوڑی دیر مین پھر پلٹ کے آئی بتّی کو اُنگلی سے
اُکسایا اور اُنگلی کو پائجامے مین پونچھ لیا تیسری مرتبہ جو آئی کرتی مین روٹی لیے ہوے اُسپر قورمے
کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھالے سمک سمجھا کہ جسکی صورت مین بنا ہون
یہ اُسکی آشنا ہی جھپٹ کے قریب آیا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنسے دیتی ہی اپنے کو چھڑاتی ہے کبھی
کہتی ہی چھوڑ دے ورنہ غل مچاؤنگی سمک نے جاب مارکر اُسے بیہوش کیا اُسی کنیز کی شکل بنکر
اندر آیا دیکھا کہ سیکڑون کنیزین پھر رہی ہین ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھی گلوریان
بنا رہی ہی کنیز نے آکر کہا کہ کیون بی محلدار صاحب ملکہ کی رہائی کی اب کوئی صورت نہین محلدار
نے کہا کہ ہم اس مقدمے مین دخل نہین دے سکتے چھوکری کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ زمین شکاف
کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگین چاہتی تھین کہ لوح کا حال دریافت کرکے جاکر
طلسم کشا سے کہدین اگر طلسم کشا کو لوح ملجائے تو کوئی ساکن طلسم ہفت پیکر زندہ بچے نہین
معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہی کنیز یہ باتین کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹھ گئی ایک
گلوری اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منھ مین دی محلدار گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
نے محلدار کے کپڑے اُتارے وہی لباس پہن کر اُسی کی شکل بنکر تیار ہوا خاصدان و مال
مُنہ لپیٹے ہوے چلا راہ مین جسنے دیکھا اُسنے پکارا کہ بی محلدار صاحب کہان جاتی ہو سمک
نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ مین آیا سرہنگ جادو مع چالیس کنیزون
کے بیٹھی ہی سرہنگ نے پکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائین ملکہ کے مقدمے مین کچھ اُنکی زبان
سے نہین کہا محلدار نے قریب سرہنگ کے آکر خاصدان تو رکھدیا مُنھ پیٹنے لگی کہا بی سرہنگ
رونے کی جگہ ہی کہ بی بی نے اپنے کو یون بدنام کیا باپ نے کہ بلاے روزگار ہی اُسنے دریافت
کرلیا دیکھیے ملکہ کے قتل کا کہین حکم نہو ہر شخص کا یہی قول ہی کہ ملکہ نے غضب کیا لوح ملنے کی
طلسم کشا کے لیے فکر کی سنا ہی کہ قدرت کو نامہ لکھا ہی دیکھیے وہان سے کیا جواب آئے نہین معلوم
وہ کیا جواب لکھین سرہنگ نے خاصدان اُٹھا لیا گلوری کھائی کہا بی محلدار مین شام سے دو سلفے
تمباکو کے بیقرار تھی تمنے اسوقت زندہ کرلیا سب کنیزین مانگنے لگین کہ بی محلدار صاحب ایک

گلوری ہمکو دو یہان سے بدلی ہو توابھی صحنچی مین جائین تب پان لغیب ہوا ایک ایک گلوری سمک نے سب کو دی ملکہ دیکھ رہی ہین کہ سب کے پہلے سرہنگ اپنے مقام سے اٹھی گر کے بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر آٹھین سب گر گر بیہوش ہوئین سمک قریب ملکہ کے آیا کہا غلام کو آپ نے بھیجا تا مین ہون سمک بن عمرو ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو دو مین بات کرون سمک نے زبان سے سوزن نکالی ملکہ نے سحر کر کے ماران سیاہ کو مارا سمک نے چاہا کہ سرہنگ کا سر کاٹون ملکہ نے ہاتھ تھام لیا کہا کیا ضرور ہی مین نکل جاؤن انکو پڑا رہنے دو یہ کہکے ملکہ نے سمک کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑین رستم اُسی خیمے مین بیٹھے ہین یاد مین ملکہ کی رو رہے ہین خادم جو سمجھاتے ہین کہ حضور سمک گیا ہی ملکہ کو لیکر آتا ہوگا رستم فرماتے ہین کہ یارو نہین معلوم اسپر کیا گذری عرصہ دراز سے گیا ہوا ہی یہان دل کی یہ کیفیت ہی عجب صورت ہی

نظم

مشغلہ تھا یہ شب ہجر مین ہر روا اپنا
پھینک دونگا مین اسے چیر کے پہلو اپنا
نہین معلوم تجھے کس سے خصومت ہی
بوئے گل سے تجھے دھوکا نہ دے اپنی بوکا
کیا ہوا اے بت کافرہ تری چشم کا سحر
جان جان جب سے ہی تجھ سے مرا خالی آغوش
یاد کر کے لب بانخوردہ کی تیرے سرخی
ہاتھ سے اپنے ابھی آپ ہی کو بے کا مین
مشترک شب سے ہوا خون جگر اشکون مین
لوٹا کرتا ہون شب ہجر مین انگارون پہ
پاک دامانی کا دعوی نکرے اس رد سے
داغ کھا کھا کے مرے عشق مین گل ریون کے
پیچ دشنم دیکھ کے دم بند ہوا سنبل کا

سینہ و سر کبھی پیٹا کبھی زانو اپنا
تجھپہ قابو نہین دل پہ تو ہو قابو اپنا
اہل ایمان تجھے اپنا کہین ہندو اپنا
یہ چلا رہنے دے یاد سحری تو اپنا
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
گود بھی مجھسے تہی کرتی ہے پہلو اپنا
خون دل آج پیا ہے کئی چلو اپنا
پاؤن میدان سے سر کے جو ہر مو اپنا
رات سے رنگ بدلنے لگے آنسو اپنا
جلنے لگتا ہو جدھر رکھتا ہون پہلو اپنا
منھ گریبان مین اگر ڈالے کبھی تو اپنا
حشر کے روز کفن ہوئیگا خوشبو اپنا
باغ مین اُسنے جو کھولا کبھی گیسو اپنا

پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر زند | شکل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

رستم بیقرار ہو رہے ہین خادم سمجھاتے ہین کہ ای شہریار سمک وہ عیار ہی کہ ملکہ کو لیکر آئیگا وہ
رہنے والا نہین رستم فرماتے ہین کہ کچھ تو دھڑکن قلب کی کم ہوتی جاتی ہی کہ دیکھا آسمان پر برق
چمکی ملکہ ہماے اور رنگ نشین سمک کے پنجے مین دبلے ہوے بعد تعجیل آتی ہین رستم
بے اختیار پکار اُٹھے فرد - ای آمدنت باعث آبادی ما + ذکر تو بود زمزمۂ شادی ما ملکہ ہما
زمین پر آئین سمک کے پنجے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ اُداس منھ پر ہوائیان
اُڑ رہی ہین رنگ رو متغیر متردد و متحیر حیران چہار جانب دیکھ رہی ہین رستم نے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیا کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ پہ کیا سانحہ گذرا ملکہ نے رو رو کر سب حال اپنے قید
ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حال روح نہین بتاتا سمک
بڑی تدبیر سے پہونچا رستم تو یہان ملکہ کو لیکر صحبت مین بیٹھے سمک بٹھا کر کانے لگا یہان
گرداب جادو سو کر اُٹھی سرہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز نہ آئی گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑاتی
ہوئی نشے سے برج مین آئی آکر دیکھا کہ سرہنگ اوندھی پڑی ہی کف منھ سے جاری اور سب
کنیزین بھی بیہوش پڑی ہین گرداب نے ایک دوہتڑ سرہنگ کو مارا اور کہا کہ ای سرہنگ
اُٹھو تو دیکھو تو اس فتنہ انگیز پہ کیا گذری کون اُسے لے گیا سرہنگ نے کہا کہ یہان فقط
بی محلدار آئی تھین اُنھون نے گلوری کھلائی جب ہی سے مین بیہوش ہوئی کہا محلدار کو ڈھونڈھو
کنیزون نے کہا کہ بی محلدار بیہوش پڑی ہین محلدار کو اُٹھایا محلدار نے سب ماجرا بیان کر کے کہا
کہ مجھکو ایک کنیز نے آکر گلوری کھلائی اُس کنیز کو جو ڈھونڈھا دیکھا ڈیوڑھی مین بیہوش پڑی ہی
ابتو گرداب بہت جھلائی کہا یہ تو کسی عیار کا کام ہی مگر وہ عیار بھی کامل و اکمل تھا اپنا کام
کر گیا مگر آج آگ لگا دونگی عاشق و معشوق کو شاد دونگی یہ کہکر گرداب خود چلی اس زور سے
آندھی چلی کہ صدہا نخل اُکھڑ کر گرے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین جدھر سے نکلی وہان
خاک برسی اس زور و شور سے آتے آتے اُس کوہ پہ پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم و ملکہ سو رہے ہین
سمک قنات کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہا ہی کہ گرداب آکر گری ملکہ کا تو ہاتھ پکڑ کر لٹکایا ملکہ نے
آنکھین کھول کر اس بلاے ناگہانی کو دیکھا کہ ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

کہ ای شہریار اُٹھیے رستم تیغۂ ہفت جوہر کھینچ کر اُٹھے تیغۂ ہفت جوہر جو گرداب نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا اس بھروسے پر تا یا ہی یہ کہکر ملکہ کی کمر میں پنجہ دیا ملکہ تڑپ کر پکاری کہ ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی یہ ظالم مجھکو قتل کر ڈالیگی اگر ہو سکے تو گاہے گاہے مزار غریبان پر آئیے گا جب آپ قبر پر دست حسرت رکھکر فاتحہ خیر پڑھیں گے یقین ہی کہ روح کو راحت ہو پروانہ بنکر روح نکلے گرد شمع جمال نثار ہو لیکن افسوس ہی بقول شاعر حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے فرد - ہو جا دو ا سلیے بھاری مرا + حسرتیں دل میں لیے جلتے ہیں ہم + رستم نے دیکھا چند ساعت میں گرداب ملکہ کو لیے ہوئے نظروں سے غائب ہوئی رستم بیقرار ہوئے کہا کہ ای مہتر سمک اب کیا تدبیر ہی ملکہ کو وہ لے گئی نہیں معلوم قتل کرے یا بخشے قلب اُلٹ گیا ملکہ کے کلمات حسرت پر کلیجہ پھٹ گیا - نظم

ہی ہجوم درد وغم تشویش ہے دل میں نہیں		منتشر میرے حواس خمسہ مشکل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردوں ہوا دل میں نہیں		کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں
میں بیاں کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال		جب تلک قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں
مارتا ہی جسکو کر دیتا ہی کام اُسکا تمام		نیمجاں رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
اُسکو گردن میں پہنکر کب گلے میرے ملا		سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
مرد مومن ہوں مرا ظاہر سے باطن صاف ہی		کینہ او بت تیرے دلمیں ہو مرے دل میں نہیں
طے نہیں ہوتی کسی سے گفتگوئے حسن و عشق		ایک لاحل مسئلہ ایسا مسائل میں نہیں
کیسے آگے رہ نہ تنہا نغمہ پیرائی کروں		ایک بلبل ہمنوا میرا عنادل میں نہیں

رستم نے بیقرار ہوکر فرمایا مرکب تیار کرو جلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوتے ہیں اسوقت آکر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں جلال نے آکر رکاب تھام لی کہا کہ ای شہریار تامل فرمائیے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ملکہ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جائیں رستم نے کہا کہ ای جلال بالکل ناممکن ہی بڑے زور و شور میں وہ آئی گرفتار کر کے لے گئی ملکہ کے کلمات حسرت سے دل پر چھریاں چل گئیں میں ابھی کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جاکر تیغۂ ہفت جوہر چمکے گرداب نے وہ تیغۂ ہفت جوہر کو دیکھا تھرا گئی اس طرح ملکہ کو لے اُڑی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

لیجاتا ہو ملکہ کا تڑپنا پھڑکنا یہ کہکے رستم نے گھوڑا اُٹھایا مرکب باد رفتار طرارے بھرتا ہوا چلا اہل لشکر نے جو سُنا بارہ ہزار جوان ساحر وغیر ساحر فوراً تیار ہوکر عقب میں رستم کے چلے یہاں گرداب ملکہ کو لیکر آئی برج قلعہ پر ٹھہرایا ہو زیر قلعہ ہزار ہا ساحر غلغلہ کر رہے ہیں ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ گرداب ملکہ کو صحبت طلسم کشا سے لے آئین یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جوان سمک بھی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے رستم نے سامنے آکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
کیست علمشاہ چو رستم لقب
یل نامور رستم ذی ہنر
دیگر
علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عین شہ حمزہ ور

بارہ ہزار جوان نیزے اُٹھا اُٹھا کر آ پڑے رستم چاہتے ہیں میں لڑ بھڑ کر قلعے میں گھس جاؤں گرداب نے جو اشارہ کیا ہزار ہا ساحران زبردست گولے ترنج و نارنج مارتے ہوے قلعے سے باہر نکلے اسطرح سحر کر رہے ہیں کہ جنگل میں آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا جوش مار رہا ہو تلوارین گر رہی ہیں درختوں سے پتے جو گرتے ہیں تا فر خنجر کی پیدا کرتے ہیں جسپر پتہ گرا سر اسکا اُڑ گیا رستم نے بھی تیغہ ہفت جوش سے ہزارون کو قتل کیا لاشے پڑے ہوے زمین پر پھڑک رہے ہیں دریاے خون جاری کہ صحرا سے گرد اُڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر رہتا ہو ملکہ ہماے اورنگ نشین کا منگیتر یہ خبر پاکر سات ہزار ساحرون سے چڑھ آیا اُسکو خبر پہونچی کہ رستم نے میری منسوبہ پر قبضہ کیا اب یہان رستم کو لڑتے ہوے جو دیکھا آپ بھی لڑائی میں مصروف ہوا اب رستم پر بلوہ ہو گرداب نے بھی فوج بھیجی وہ فوج بھی جاکر مصروف جنگ ہوئی سر ہنگ جادو بھی جلا کر برج سے کودی گرداب سے یہ کہکر کہ میں جاکر رستم کو پکڑے لیتی ہون ملکہ نے جو دیکھا کہ رستم پر نوجوان کا بلوہ ہو اور میں بے سوزن بیٹھی ہون گرداب تو اس انتظام میں ہو کہ فوجین برابر بھیج رہی ہو دس ہزار جوان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملکہ تڑپ کر برج سے نکلین اور لشکر پر سحر کرنا شروع کیا جب سحر کیا وہ دو ہزار کے سینون کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار حملون میں فوج کو ملکہ نے مستغرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہو رستم پر آگ برسادی تلوارین برسا رہا ہے مگر رستم پر کوئی سحر تاثیر نہین کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہیں ملکہ ہماے اورنگ نشین کا کی

باندھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہیں سحر کر رہی ہیں جبکو دیکھا کہ رستم پر بلوہ کرکے جاتا ہے اُسپر سحر کرتی ہیں کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہو تو برق جبکائی وہ دو سوار کٹ کر گرپڑے ہیں رستم دور سے دیکھ رہے ہیں کہ ہماے اور تنگ نشین سے فوج کو پراگندہ کیا ہی سرہنگ وایہ اسنے جو دور سے دیکھا کہ ملکہ نے سحر کے لشکر کو تباہ کر دیا یہ کڑک کے گری اور پنجہ کر مین دیکر ملکہ کو لے اڑی سماک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی دوڑا کہ جلکے ملکہ کو بچاؤن یہان سرہنگ جو ملکہ کو لیکر آئی پہلوے کوہ میں اتری ایک تختہ سنگ پہ ذبان مین سوزن دیکر بٹھایا اب ملکہ کو ہوشیار کیا۔ عتاب کہہ رہی ہی کہ او گیسو بریدہ تونے ماں باپ کی بربادی کرائی جاکر طلسم کشا سے ملی تجکو کچھ خوف نہ آیا اب مین تجکو قتل کرونگی ملکہ بحسرت و یاس چہرے کو سرہنگ کے دیکھ رہی ہین دل کو طرف پروردگار کے متوجہ کیا ہی پکار رہی ہین کہ ای خالق لیل و نہار وای پروردگار مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

زکار بستہ کشاید خدا زہر سو باب — کہ ہست خالق اکبر مسبب الاسباب
خداست مالک املاک و واقف اسرار — خداست کاشف استار و فاتح الابواب
کنند پیش خدا سجدہ بندگان خدا — میان بتکدہ و دیر و مسجد و محراب
خدا ز خاک بر آورد جوہر انسان — خدا ز آب برون کرد گوہر نایاب
کسے کہ سائل درگاہ ایزدی باشد — بباب حضرت حق آورد مرخ از ہر باب
چرا بنقش و نگار جہان شود مغرور — کہ ہست ہستی انسان چو نقش بر سخ آب
ز رفت آنکہ بدنیا گذاشت نام نکو — بمرد آنکہ او باقی است نیک خطاب
دو جسم نازک انسان برد جان حزین — کشند زین گل رعنا دم اخیر گلاب
رود بخاک ز آلایش زمانہ پاک — نشست ہر کہ نجاست ز دل بچشم پر آب
رود بساحل امید مشکل است آخر — فتد چو کشتی عمر عزیز در گرداب
برفت عمر جوانی ز دست ما ہندی — ستادہ ایم برائے دو روز پا برکاب

بلک بلک کر دعائیں مانگ رہی ہی جی سے کہتی ہی کہ کیون معبود ایسا بھی وقت ہوگا کہ میم

رستم کے جمال کی زیارت کرون نہین معلوم ساحران مکار وغدار آنکے ساتھ کیونکر پیش آئین
نہین معلوم کیا کیا مکر پیش کرینگے خدا انکو ان مکارون سے بچائے اور یہ روز سیاہ انکو نہ دکھائے
سرہنگ چاہتی ہو کہ ملکہ کو قتل کرون کہ سامنے سے سرہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
ہے پکارتی ہوئی کہ ای سرہنگ قتل نہ کرنا اسکا سنگ آیا ہوا ہے مین اسی کے حوالے کرون
سرہنگ نے جو مالک کو آتے ہوئے دیکھا ٹھہر گئی یا تو تیغ مارا چاہتی تھی یا ہاتھ روک کر
کہا کہ ای ملکۂ عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزارہا ساحر مرا سامنے قلعۂ
گرداب کے لالہ زار کھلا ہے ملاحظہ فرمایئے کون کون ساحر کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ داماد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
فوج لیکر آگیا اسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ ای سرہنگ یہ سب سچ ہے
مگر ہمارا دل نہین مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کریگی وہ بڑا ساحر ہو راضی
کریگا اس کمبخت کے سر پہ جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اُتار دیگا ملکہ نے جوان کو آتے
ہوئے دیکھا شرما کے سر جھکا لیا گرداب قریب سرہنگ کے آئی ہاتھ تھام کر کہا کہ ای
دایہ مجکو دونون طرح مشکل ہے اگر یہ زندہ رہے تو بڑا قتل پہ ہاتھ نہین اُٹھتا ہر چند
چاہتی ہون کہ قتل کرون دل کانپتا ہے کمبخت کو نو مہینے پیٹ مین رکھا درد اُٹھا کے
اس مصیبت سے اُسکو پرورش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کمبخت ہمارے قتل پہ کمر باندھیگی
لو سرہنگ دیکھو ابر سیاہ اُٹھا شاید اسکا باپ بھی آتا ہے وہ صاحب غیرت کیا پریشان ہوگا
جان دینے کا ارادہ کریگا سرہنگ جادو ابر دیکھنے کو ملتفت ہوئی گرداب نقلی نے حلقے کمند کے
گلے مین سرہنگ کے ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم سمک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا شکم چاک ہو گیا
ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبرا رہے ہونگے اب اپنے کو جلد
پہونچایئے ملکہ نے سمک کی بلائین لین اور کہا کہ ای عیار والا گہر کیا بات ہے عیاری ہے کہ
کرامات ہے کیا وقت پر پہونچے ملکہ تڑپ کر بلند ہوئین سمک ایک جانب چلا یہان رستم
لڑائی مین مصروف ہین دمبدم بلوہ فوج کا ہوتا ہے اُس بلوے مین شیرانہ و دلیرانہ
مصروف جنگ ہین کافر یہی چاہتے ہین کہ اگر تیغۂ ہفت جوہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہو اور زرہ ہفت جوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر ساحر گرفتار کرلے ان تحفہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا منقار جادو سحر کرنے کرتے عاجز ہوگیا مگر رستم پر تاثیر ہوئی بس اسنے زبان اپنی کاٹ کر خون ایک گولے پر علاوہ گولہ طرف صحرا کے پھینکا دیکھا کہ ایک زنگی صرف تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی قریب رستم کے پہونچا منقار سحر کر رہا ہی وہ زنگی لڑتا بھڑتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیون رستم ان تحفہ جات پر تمکو بڑا ناز ہو اگر آپ کو جرات کا دعویٰ ہی تو ان چیزون کو جسم سے الگ کرکے مجھسے مقابلہ کیجے تب میں جانوں کہ آپ رستم ہین یہ سنکر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑے سپر پر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری زرہ اتار کر سپر پر رکھی فرمایا کہ آہم فرزند صاحبقران ہین ہر خطر پر موجود ہین زنگی نے تلوار پھینک دی دوڑ کے رستم سے لپٹ پڑا سمک پیدا تھی چھپا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے زرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے جدا کی تیغہ ہفت جوہر کو سپر پر رکھدیا اور زنگی سے لڑنے لگے لیکن اسقدر بلوہ ہی کہ سمک کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ میں مصروف ہین کس زور و شور سے زنگی سے لڑ رہے ہین منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اسنے دیکھا کہ علمشاہ زنگی کو ریل کرلے دوڑے زنگی ہر چند چاہتا ہی کہ کسی رنگ نہیں سکتا اب وہ وقت ہی کہ زمین پیر کے نیچے سے نکل جاتی ہے منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب زرہ آیا زرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے پندرہ قدم زنگی کو ریل کر ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوئے رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان زنگی کے چور چور ہو گئے پلٹ کے دیکھا کہ کلاہ و زرہ و تیغہ منقار نے اٹھالیا رستم نعرہ کرکے جھپٹے کہ او بیحیا یہ تونے کیا کیا انجرا ان چیزون کو نہ لیجانا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر رستم کو اٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملازمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہماسے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پر پرواز پیدا کرکے چلیں کہ منقار کو مارون جب قریب پہونچیں منقار نے ایک دستک دی کہ ایک زاغ پیدا ہوا کائیں کائیں کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا عکس اپنا ملکہ ہماسے اور رنگ نشین پر ڈالا ملکہ چرخ کھا کر گریں منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرلے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ ای فرزند تم ہاتھ نہ لگانا کنیزون سے کہکر ملکہ ہماے
اورنگ نشین کو اٹھوالیا زبان مین سوزن دی منقار سے کہا کہ ای نور نظر سامنے باغ ہی
آج کی شب اسمین آترو کل پنڈتون کو جمع کر کے ساعت نیک وبد دیکھکر بھونری تمھاری
پھر جائیگی منقار بہت خوب کہ کے رستم کو لیے ہوئے چلا مگر گرداب جادو نے کہدیا کہ ای
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلاے روزگار ہی ایسا نہ ہو کہ باغ مین گھس پڑے
تحفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ ای مادر مہربان مین نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبدہ کیا تھا مین ضرور ہوشیار رہونگا کیا کسی کی مجال ہی کہ رستم تک آ جائے اب تو شام
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ کہکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتارا آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان مین قید کیا تحفہ جات
لیے ہوئے بارہ دری مین آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کرو کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آ کے بارہ دری مین بیٹھا سمک بن عمرو نے
جو یہ معرکہ دیکھا قلب الٹ گیا بیقرار ہو کے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک مالن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان وغیرہ پھر رہے ہین مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہین آتا جو ادھر سے نکلتا ہی اُسے پکارتا ہی کہ بھیا مین کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہین کھولتا جواب بھی نہین دیتا ایک عرصے
تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نوجوان کمسن رومال ہاتھ مین دھوتی باندھے
ہوئے چاندی کے کڑے پہنے ہوئے درختون کو دیکھتا ہوا آتا ہی سمک نے پکارکر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کمسن ساری باندھے ہوئے پھولون کا زیور پہنے ہوئے ہنس ہنس کے پکار رہی ہی
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہان گئی تھین کہا ارے مین ایک کام
کے یہان گئی تھی مین نہ جانتی تھی کہ یہان بند وبست ہو گا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے مین پوجا کرنے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اب شام ہو گئی

باغبان بچے نے کہا کہ تو شاہ نے منع کیا ہی کہ جو باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے میں کنجی جاکر لاؤن تو قفل کھولون تمکو بلاوں یہ کہکے باغبان بچہ بھاگا کنجی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ نازنین اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا ہاتھ تھام لیا کہا پہلے میرے مکان مین چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہین نہین کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپرکے آیا آپ چھپر میں گھس گیا منت کرکے بلانے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر گیا مین وہان آونگی تو تو میرا کیا کریگا سمک یلداقی نے چھپر میں آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا چاہتا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ اندھیرے میں لپٹنے لگا سمک یلداقی نے حباب مارکے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بنکر چھپر سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہان تشریف رکھتے ہین خادمون نے کہا کہ بارہ دری میں بیٹھے ہین پوچھا کہ قیدی کہان ہے خادمون نے کہا کہ پہلو سے بارہ دری میں جو چھوٹا مکان ہی اُسمین قید کیا ہی سمک سب پتے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ دری میں بیٹھا ہوا صفت گل وبلبل کر رہا ہی منقل آتش روشن سحر شعار کر رہا ہی باغ کی جانب دیکھ رہا ہی باغبان بچے کو جو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد میں ہی کیون اس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک عورت بہت حسین منت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ میں آنے دو میں اُس حسین پری پیکر کو دیکھکر ایسا گھبرایا کہ طائر ہوش اُڑ گئے اُس وقت سے گھبرایا پھرتا ہون آخر کو دل مین خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجے جیسا ارشاد ہو بجالاؤن دروازہ کھول دون اُسکو آنے دون یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو اندر نہ آنے دینا ان باتون مین لگاکر بارہ دری پر چڑھ آیا زرہ وکلاہ وتیغہ پہلو میں اُسکے رکھا ہی سمک نے کہا کہ کیون حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہی اور دو دو تلوارین آپ کیون لگائے ہین اور یہ تیسری تلوار کیون قریب رکھی ہی زرہ کو بین کیجیے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہین کہ جسکے گھمنڈ پر رستم سامنے قلعہ گرداب کے آئے اور ہزارہا ساحر قتل کیے

اب دیکھیے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو منتظم امورات خدائی ہو اب سحر تیار کر رہی ہوں کہ صبح
کو آگ برساؤنگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آوینگے اپنا اپنا فیرنگ دکھائیں گے
میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ نقد اشارے کی دیر ہو سمک نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر
کہا کہ دیکھیے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ
چل کر اُسے گرفتار کر لوں یہ کہکر منقار اپنی جگہ سے اُٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں
سمک نے تینوں چیزیں لے لیں کلاہ کو لیکر طرف رستم کے بھاگا زرہ و تیغ اُٹھانے سے
سمک کے نہ اُٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغ مجھسے نہیں اُٹھا رستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سمک نے جھپٹ کر کلاہ سر پہ
رستم کے رکھی ماران سیاہ جو دہن کھولے ہوئے زرہ میں منہ سے نکل رہے تھے اُن سب نے
پھن اپنے جھکا لیے رستم نے ہک مار کر ہتھکڑی توڑی ہتھکڑی کے ٹوٹتے ہی ماران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ پہن لی بارہ دری سے
باہر نکلے منقار اُدھر دروازے پر جاکر پہونچا کسی کو پکارتے نہ پایا وہاں سے پلٹا تھا دیکھا کہ
تیغ بکف علمشاہ بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجیے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ باغ کا کھول دیا فوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو میں پھر وہی سحر کرتا ہوں کہ زنگی پہلے
اور تحفہ جات اژدر والے میں گرفتار کرونگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
تیغہ ہفت جوہر کھینچکر نعرہ کرکے ساحروں پہ جا پڑے سمک نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے حقہ ہائے
آتشبازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا خون گولے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زنگی
سیاہ فام بد انجام مثل توے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹ تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ اے رستم تم رستم ہو فرزند محرم دلشتم امیر ہو زرہ اُتار کے مجھسے مقابلہ کرو سمک نے
پہلو سے آواز دی کہ اے شہریار برائے خدا اسکے کہنے میں نہ آیئے گا رستم نے کہنے سے سمک کے

جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تلوار تیرے ہاتھ میں ہی کیوں نہیں وار کرتا زنگی نے پینترہ بدل کے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اُسکی تیغہ ہفت جوہر
پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف ہاتھ میں رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار کہکے
ہاتھ تیغہ ہفت جوہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کے
مرتے ہی منقار کے منہ سے خون جاری ہوا بات نہیں کر سکتا زبان کٹ کے گر پڑی زانو پیٹتا
کہ میں نے یہ سحر کیوں کیا یہ سوچ کر جاتا ہی کہ منہ بند کروں بند نہیں ہوتا منہ کھولے کھڑا ہی
خون کے قطرے گر رہے ہیں کہ رستم نعرہ کر کے طرف منقار کے چلے سردار اسکے علمشاہ کو
روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئے رستم جو قریب
منقار کے پہونچے منقار بھاگا اپنی فوج میں آیا افسروں سے اشارے کر رہا ہی کہ طلسم کشا
کو گھیر لو بڑے بڑے سردار میرے اس ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے افسر حیران ہیں کہ ہمارے
مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہیں فرماتے اشاروں میں لفظ ادا کرتے ہیں بار بار کے
سرداروں نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منہ کھول کر زبان دکھائی سرداروں نے دیکھا
کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا
زور نہیں پکڑتا دور جا کر کام نہیں کرتا وہاں ملازمان رستم دامنہ قلعہ گرداب میں بیہوش
پڑے ہیں جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے نعرے کی آواز سنی
سب تلواریں کھینچ کر اُٹھے اس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ میں مصروف ہیں یہ بھی سب
آکے شریک جنگ ہوئے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ ارے دریافت کرو رستم نے کیونکر
رہائی پائی جا کر میرے داماد کے شریک ہو فوجیں اندر سے قلعے کے چلیں سماک نے جب
دیکھا کہ علمشاہ جنگ میں مصروف ہیں تو یہ تدبیر رہائی ملکہ ہماے اورنگ نشین میں چلا
اندر قلعے کے آیا پھرتا پھرتا برج قلعہ میں پہونچا دیکھا کہ ملکہ کی زبان میں سوزن سرنگون کلیجہ خون گرد
کنیزیں نگہبان بیٹھی ہیں سماک اُن سب میں مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بوا سوسن رستم نے
کیونکر رہائی پائی سماک نے بیان کرنا شروع کیا باتیں کرتے کرتے اپنے پاس سے گلوریاں
نکالیں ایک ایک سب کو دی کنیزیں کھاتے ہی بیہوش ہوئیں چاہا کہ ملکہ کی زبان سے

سوزن نکالوں قضائے کار گرداب جادو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹہلتی ہوئی اندرون
برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزیں بیہوش پڑی ہیں اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
چاہتی ہے للکاری کہ او گیسو بریدہ خبردار کیا کرتی ہے زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں
ایک کوٹھری میں گھس گیا اندر سے کنڈی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے میں نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آ ورنہ دروازہ
توڑ ڈالونگی میں سمجھ گئی کہ تو وہ ہی عیار ہے ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
گرداب نے ہاتھ رکھ کے ہکا مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے میں چھپا گرداب جاکر
ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پکڑے سمک نے حباب مارا
کہ گرداب چیخ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لوں دیکھا کہ اور کنیزیں بھی
بلوہ کیے ہوئے آتی ہیں دور سے کنیزوں نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہے اور ایک عورت
قتل کیا چاہتی ہے وہیں سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ تجھے
بھون کے دینگے جلا دینگے سمک نے ایک حقہ آتشبازی طرف کنیزوں کے مارا شعلے گرے
اب زمین شق ہوئی گرداب اسمیں سما گئی سمک جست کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا
بعد تھوڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہاں گیا آکے ملکہ پر پھر کنیزوں
کو مقرر کیا سمک ایک گوشے میں چھپا تھا وہاں سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے چلا دیکھا کنیزیں
بیٹھی ہیں جو آتا ہے اسکو منع کرتی ہیں سمک گرداب کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا کہ اری کمبخت
زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے داماد کو طلسم کشا قتل کر ڈالے کنیزیں بلوہ کر کے چلیں سمک بشکل
گرداب قریب ملکہ ہما کے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپہونچا اب اُٹھیے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچی
رستم لڑ رہے ہیں کہ ملکہ نعرہ کر کے لشکر گرداب پر گری زیور اُتار اُتار کے مارنے لگیں کبھی
بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سر اُڑ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہیں ملال لشکر
بارہ ہزار جادوگروں سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علمشاہ

مصروف جنگ ہین ایک جانب ملکہ ہما ہے اور زنگ نشین سحر کر رہی ہین جب سحر کیا زمین بلا و کی جہلال سرکش بارہ ہزار ساحرون سے آکے گرا افسون جادو سپہ سالار گرداب کا کل فوج کو ترغیب جنگ کر رہا ہی اور خود بھی ساحر زبردست ہی ملکہ کے سحر کا دفعیہ کرتا ہی جہلال کے بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اوٹھائی رستم سے کہکر گئین کہ افسون جادو باداجان کا شاگرد رشید ہی نہایت سحر مین دخل رکھتا ہی مگر ملاحظہ کیجیے کہ مین اسی کے مقابلے مین جاتی ہون آنکھ ملا کر نعرہ کیا کہ او افسون جادو بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تا زمین مہر نمکین پلکین جو بلین معلوم ہوا افسون کو کلیجے پر تیر بے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا بیقرار ہو کر پکار اوٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ای سرتاج حسینان وای ماہ پیکر ایک نگاہ پھر اسی طرح دیکھو تو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لین ہوش رفت ہی اب تو قلب کی عجب کیفیت ہی۔ نظم

صدمے گذرے ایذا گذری
زند کہو تب کیا گذری
گذرے جب دم ہم دنیا سے
کیا کیا گذرا کیا کیا گذری
کافر پر بھی گذرے نہ ایسی
زندگی اپنی جیسی گذری

ہجر مین تیرے کیا کیا گذری
کیا کہون تجھسے حال فرقت
بجنے جانا دنیا گذری
مر بھی گئے واہ ری غفلت
ہمپر جو بپت تر سا گذری
دوسرا تجھسا کوئی نہ دیکھا

ہجر مین جان رہی یا گذری
گذری جو کچھ جانا گذری
کس سے کہیے کون سنے گا
انکو خبر بھی نہ ہلا گذری
وقت مرگ یہ جی مین گذرا
پیش نظر اک دنیا گذری

کیونکر جھیلی آفت فرقت
زند کہو دل پر کیا گذری

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ عالم مین تابعدار ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ نے اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کہکے افسون پڑھا گولے مارتا ہوا فوج کو پامال کرتا ہوا طرف گرداب کے جاتا ہی راہ مین جس اہل فوج نے روکا اوسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے ہٹ جا مین گرداب کے لیے جاتا ہون کئی افسون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا للکارا کہ او گرداب اسی مین خیر ہی کہ میرے سامنے چلی آ مین سر کاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی و یار جادو دانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیون سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی سنے

کیا خوب سحر کیا ہی کہ افسون جادو ایسا افسر بے ہوش مین نہین ہی ہمارے قتل کو آیا ہی اس
نگوڑے کو اس طرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور جگہ ترس
دآئے یہ کہکے افسون کو للکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بیتاب ہو کیون تیری قضا آئی کہ
میرے شوہر نے جگو سحر سکھایا اس مرتبہ اعلے پر پہونچایا اور اُسکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اُس
نگوڑی کے عشق مین تو نے لشکر کو پامال کیا کئی سو افسر کرسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہی افسون نے گولہ مارا گرداب نے سحر کرکے چاہا گولے کو پلٹاؤن کہ
اسکا کام تمام کرے گولہ پلٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ مین روک لیا
اور اسم سحر پڑھ کے پھر وہی گولہ گرداب پر پھینک مارا اکی مرتبہ گرداب نے ران اپنی نشتر سے
کے خون چلو مین لیا گولہ آکے ہاتھ پر گرا وہ خون سب اُسی گولے مین جذب ہوا گرداب
نے وہ گولہ ہاتھ مین لیا چیخ دینے لگی اور پکار کر آواز دی کہ اب اس گولے کا روکنا سامری
و جمشید کا کام ہی یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون چلو مین لیکر
گولے پر پھینک مارا گولہ طرف گرداب کے چلا اس ہیر پھیر مین کئی ہزار ساحر گرداب کام کر
گرا جب گولہ پلٹا جو راہ مین پڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گرداب نے
کار د سحر جھولی سے نکال کر گولے پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک پتلہ فولادی اُسمین سے پیدا ہوا
گرداب کو للکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہی کہ فولادی پتلہ ہی یا کسی زنگی سیاہ رو کا نیمچہ ہاتھ مین لیے
للکارتا ہوا گرداب کی طرف چلا گرداب آخر کو بھاگی رستم نے نشان ہاے فوج گرداب کے علمدار و نکو
قتل کیا جھلال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا پہونچا فوج گرداب پر شکست پڑی دو منٹ قلعہ مین
بارہ چودہ ہزار ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی علمہاے فوج سرنگون کیجیے دشمنون کے خون
گرداب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہی پیچھے اسکے فوج کا جلوہ رستم سب کے آگے آگے ایک
طرف سے ملکہ بہار اور رنگ نشین نے سحر کیا ایک طرف سے جھلال سرکش لڑتا ہوا آتا ہی
گرداب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے مین جاؤنگی یہ پتلہ پیچھا نہ چھوڑیگا اُس بھاگنے مین پکار کر آواز دی
کہ دی مواج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہیگا یہ کمال کس دن کام
آئیگا یہ جو پکار کر گرداب نے کہا قریب خندق پہونچ چلی ہی پتلہ بھی قریب پہونچا ہوا جاتا ہی

کہ بڑھ کر گرداب کو ہاتھ مارون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی زمین تھرانے لگی ہوا اس زور سے
چلی کہ چلہ پیچھے ہٹا جاتا ہو جب چاہتا ہو کہ آگے بڑھون ہوا کا جھونکا پڑتا ہو کہ پیچھے قدم
اُسکے اٹھ جاتے ہین دیکھا سب نے اسقدر غبار اڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلوے
کوہ سے ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے پیدا ہوے درختون پر آکے بیٹھے
منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اے اہل فوج رستم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمھارا آگیا
سواح سمندر نشین آتے ہین ایک عندلیب خوشنوا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

تم تو چھڑا کے ہاتھ سے دامان نکل گئے — ہم چاک کرکے اپنا گریبان نکل گئے
تم آئے رنج دل سے مری جان نکل گئے — اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے
سیلاب اشک کوسون تک موج زن رہا — روتے ہوے جدھر ترے گریان نکل گئے
ثابت رہا مین آج تلک اپنے قول پر — اقرار کرکے آپ مری جان نکل گئے
دست جنون نے حد سے جو بڑھ کر قدم رکھا — دامن سے پہنچے چاک گریبان نکل گئے
کہنا تمھارا کافر و دیندار نے کیا — ہندو نکل گئے و مسلمان نکل گئے
وہ لب جو یاد آئے تصور مین زلف کے — ہم جبین ہوکے سوے پرستان نکل گئے
اُس غیرت پری کا تصور جو بندھ گیا — دیوانے ہوکے سوے پرستان نکل گئے
صیاد تا کجا یہ تغافل شعار ہان — تیرے قفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے
تحریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر — یارب کدھر وہ سلسلہ جنبان نکل گئے
دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہوکے رند — مجنون سے بھی بڑے کئی میدان نکل گئے

اس طرح طائرون نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش برآواز ہوے اور اُسی جانب سے دیکھ
رہے ہین کہ یکایک پہاڑ شق ہوا ایک دریاے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا غراٹا مار کے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرا مین پھیلنے لگا ملازمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ چلہ کہ جو
زنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہو ایک نہنگ دریا سے نکلا طرف اس چلے کے چلا چلے نے چاہا کہ
بھاگون لیکن نہنگ نے جھپٹ کر اس چلے کو دہن مین لیا دریا مین غوطہ مار کے غائب ہوا جوش و
خروش دریا کا دمبدم بڑھتا جاتا ہو جس طرف دریا نے جوش مارا ہزارون کو ڈبو دیا کشتی

حیات کی طوفانی ملازمان جہلال کو پناہ پانی دشوار ہی دل پانی پانی ہوے جلتے ہین حباب
لب دریا چشم حیرت سے ہمراہیان جہلال کو دیکھ رہے ہین جسکی نگاہ حباب پر پڑی پروانہ وار
وحشی مثال دریا مین پھاند پڑا اور غرق ہوا ہزارہا ہمراہیان جہلال غرق دریاے حیرت
ہوے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہین دریا اُنکے قریب نہین آتا بلکہ اکثر مچھلیان
کہ جنکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہین رستم جب تیغ ہفت جوش
کو چمکاتے ہین مچھلیان ہٹ جاتی ہین پاس رستم کے نہین آتین جہلال نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کئی گولے دریا پر مارے لیکن کچھ تاثیر نہ ہوئی دریا کا وہی جوش وخروش ہی مچھلیان نکل کر
اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہین مچھلی کمر مین لپٹ کر ساحر وغیر ساحر کو دریا مین کھینچ کے لیجاتی ہی
جو گرا وہ غرق ہوا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ ای جہلال یہ سحر بڑے
ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہی کدو کاوش بالکل بیکار ہی وہ بڑا ساحر نامی ونامور ہے
ہفت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسون اُسکے ساتھ انتظام مین رہا خدائی کو اُسکی
رونق دیتا تھا عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا اب سواے جان دینے کے اور کوئی چارہ
نہین ہی اب جان دینگے رستم کو چھوڑ کے کہان جائینگے لیکن جب سے اس پتلے کو ننگ نگل گیا
اُس وقت سے افسون ہوش مین ہی گرداب کے آگے عذر کر رہا ہی کہ خطا میری معاف کیجیے
مین نے جو کلمات سخت آپ کو کہے مین اپنے ہوش مین نہ تھا خطاوار ہون آپ کا گنہگار ہون
گرداب نے کہا کہ ای افسون تم سے یہ امید نہ تھی اُس جھوکری نے جو نگاہ سحر آگین ڈالی
اُسکی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے جہلال وہماے اور رنگ نشین قریب رستم
کے آ گئے ایک ٹاپو مین تینون کھڑے ہین رستم چاہتے ہین کہ گھوڑے سے اُتر دون اُتر نہین سکتے
گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ایک مقام پر جو گھوڑے نے طرارہ بھرا رستم کو لیکر بھاگا دریا کو طی کرتا ہوا
طرف صحرا کے نکل گیا ایک قریۂ نخلستان مین جا کر سب نے دیکھا کہ ایک غبار اُڑا رستم مع مرکب
غائب ہوے ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے جو رستم کا غائب ہونا دیکھا بیقرار ہو گئین چاہا کہ
عقب مین رستم کے جاؤن شاہزادے کو اس بلاے ناگہانی سے بچاؤن کہ دریا سے ایک
ننگ کلان نکلا ملکہ ہماے اور رنگ نشین نے بہت سحر اُس ننگ پر کیے زور بہت مارا لیکن

بجلیاں اور بالیاں کان سے اُتار کر پھینک ماریں مگر نہنگ نر کا بڑھتا ہی چلا آتا ہی ناچار
ہوکے دوپٹہ مثل دام کے پھینک مارا نہنگ اُس دام میں پھیر کا دام کو ٹکڑے ٹکڑے
کرڈالا ملکہ ہماے اور رنگ نشین پر جا پڑا دہن مین لیکر دریا مین پھاندا جہلال سرکش
نے کئی تلواریں پھینکیں کئی خنجر سحر کرکے پھینکے نہنگ پر تاثیر نہ ہوئی ملکہ کو لیکر غرق ہو گیا
دوسرا نہنگ دہن کو مثل قعر بلا کھولے ہوے جہلال پہ جا پڑا جہلال نے قصد کیا کہ
بھاگ جاؤں لیکن نہنگ نے اس طرح گھیرا کہ قدم زمین سے نہ اُٹھ سکا معلوم ہوتا تھا
کہ زمین نے پاؤں تھام لیے انتہا کی وہان کیچڑ تھی آخر نہنگ جہلال سرکش کو بھی نگل گیا
اور دریا مین پھاند پڑا جہلال بھی غائب ہوا سمک نے دور سے غائب ہوتا رستم و ہما
وجہلال کا دیکھا تھوڑے ہی عرصے مین سارا لشکر غرق دریاے مصیبت ہوا کسی کو نہ معلوم
ہوا کہ سب کیا ہوے منقار ایک گوشے مین کھڑا ہوا مواج کے سحر دیکھ رہا ہی حیران ہی کہ یہ
کیسا سحر ہی خداوند ہفت پیکر نے اپنی قدرت سے یہ کمال لازوال دیے ہین انکا کون سامنا
کرسکتا ہی گرداب جادو بھی یہ سب معرکے دیکھ رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی کہ میرا شوہر آگیا
مواج سمندر نشین انکا نام ہی اسی نے سحر مین سبکو غرق کیا میان جہلال پر کیا گذری
مگر چوکری کو جو نہنگ لے گیا وہ خاص مواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے مین
دریا پلٹ کر درۂ کوہ مین غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بعد تھوڑے عرصے
کے دیکھا کہ اندر سے درۂ کوہ کے مواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ بالون سے قطرے
پانی کے ٹپکتے ہوے جوشان وخروشان نعرہ کرتا ہوا اور پشت پر ہزارہا ساحر افسون جادو نے
بڑھکر استقبال کیا مواج نے پوچھا کہ اے افسون تمھارا ہماے اور رنگ نشین سے
کیا حال کیا تھا سمجھے کہ وہ پتلہ کیا ہوا اُسکو مین نے کوٹھری مین بند کر دیا منقار کا آکے ہاتھ
تھام لیا کہا کہ اے فرزند تمنے بڑی سختی اُٹھائی ہزارہا افسر تمھارے مارے گئے اب اسی مہینے
مین طلسم کشا کو قتل کرکے ہماے اور رنگ نشین کو تمھارے ساتھ کردونگا فقط تھوڑی سی
پھرنا باقی ہی مین ذرا مطمئن ہولون تو اُسکا سامان کرون اب تم اپنے ملک کو جاؤ یہان
ٹھہرنا بہتر نہین طلسم کشا میری سرحد مین آگیا مین نے گرفتار کر لیا ہر چند کہ میرے قبضے مین

نہین ہی مگر نوبت بجان و کارد باستخوان ہی اب زندہ نہ بچیگا سمک یہ سب معاملے دریافت
کر کے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہو گئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہین شاید اُنسے
کچھ مطلب نکلے ایک جانب تلاش کرتا ہوا چلا رستم پر یہ گذری کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا
قریب زرعہ نخلستان کے پہونچا بدلگامی کرنے لگا رستم عاجز ہو کے اُسکی پشت سے اُترے
ایک طرف سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزین بلا رہی ہین رستم جو کنیزون
کے پاس گئے کنیزون نے کہا کہ چلیے آپکو ملکہ ہماے اورنگ نشین نے بلایا ہی رستم نام
معشوق سنکر کنیزون کے ساتھ ہوے ایک باغ مین جا کے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون عندلیبان خوشنوا معروف زمزمہ پرداز
نخل سرسبز و شاداب گل و غنچے درختون پر معروف شگفتگی ایک جانب نہرین بصد جوش و خروش
ہر موجے سے ظہور تیغۂ آبدار حباب چشم معشوق لاجواب ہزارہا طائر سر چشمے پر جمع ہین عالم
سحر و بر کو پکار رہے ہین رستم بہار باغ دیکھتے ہوے کنیزین ساتھ ساتھ ناز و کرشمے دکھلاتی ہوئین
قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری مین ملکہ ہماے اورنگ نشین مسند
پر بیٹھی ہین گرد کنیزین رستم کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھین پکار کر کہا کہ ای شہریار آئیے کنیز
جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی صحرا مین آئینگے مین
بلوا لونگی شکر ہی کہ آپ مل گئے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ
بھی اُتار کر رکھیے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ ای شہریار ایک کسر باقی ہی زرہ
بھی اُتار دیجیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے جو تیغ و کلاہ ہاتھ سے رکھا ملکہ نے اُٹھا لیا اپنے
پہلو مین رکھ لیا کہا کہ ای شہریار جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا مین نے بہت پریشانی
اُٹھائی بڑی جنگ پڑی مواج سمندر نشین نے آکے آفت برپا کی سامنے جو نازنین بیٹھی تھی
اُسکو اشارہ کر کے کہا کہ ہوا کچھ گاؤ ہم مصیبت اُٹھا کر آئے ہین اُس کنیز نے سازندون کو اشارہ
کیا سازندون نے ساز درست کیے ساقی نے آکر جام شراب بھی دیا طلسم شاہ بے اندیشہ
پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہماے اورنگ نشین نے کہا کہ ای شہریار زرہ بھی
اُتار ڈالیے رستم نے قصد کیا کہ زرہ اُتارین کہ اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی نظم

کمر پہ جب سے تری کاکل رسا آئی — وہان جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا — زبان نہ کام دم عرض مدعا آئی
گئے جو عالم وحشت مین سوے صحرا ہم — تو روح قیس کی لینے کو پیشوا آئی
با حجاب ہوے بزم غیر مین صاحب — تمھین تو شرم نہ آئی مجھے حیا آئی
کریگا عشق تعرف تو دیکھنا وہ پری — پیادہ گھر سے کھلے سر برہنہ پا آئی
خیال زلف مین دم گھٹ گیا تو صدق ہوا — ہمارا وقت برابر ہوا قضا آئی
شب فراق کی کاوک سے دم نکلتا ہی — الٰہی رات ہوئی یا کوئی بلا آئی
ہزارون مرگئے اُسپر سسکتے ہین لاکھون — عجیب روگ ہی یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بیوفا آئی
پہونچ رہی ہو تو اتر مجھے خبر گل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ پھر صبا آئی
شگاف کر دیا سینے کو نوک خنجر سے — کواڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر — بتا تو او دل نادان یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر پڑا تجھپہ کیسا بلا آئی
سنا ہو رند نے دی جان جسکی فرقت مین — مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم جھومنے لگے ہر مرتبہ زرہ آنا دیتے پر ہاتھ ڈالتے ہین بعد تھوڑی دیر کے ساقی بیچے حاضر ہوے دور جام چلنے لگا رستم بھی برابر پی رہے ہین اس نازنین سے بوس و کنار مین مصروف ہین سامان محفل عیش و نشاط بر موقوف ہین اس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی کی دمبدم عرض کرتی ہی کہ ای شہریار کنیز نے بڑی بڑی کد و کاوش کی بڑے بڑے سوچے مواج سمندر نشین کے سحر پر غالب آنا دشوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ والے میدان مین بیہوش پڑے ہین اُنکی تدبیر واجب و لازم ہی اگر کنیز خیر و عافیت سے رہی تو صبح کو آپکے ساتھ چل کر ان سب کو رہا کردونگی شب بھر حضور تامل کرین سمک پھرتا پھرتا اُسی باغ مین پہونچا گانے کی آواز سنکر دیوار پھاند کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کنیز کو

بیہوش کرکے صحبت مین آبیٹھا رستم سے اشارہ کر رہا ہو کہ زرہ نہ اُتار لیے گا تیغہ و کلاہ کیا کیا
رستم حیران ہین کہ یہ کنیز کون ہو کہ جو تیغ و کلاہ کو پوچھتی ہو اور زرہ کو منع کرتی ہو نہ اُتار لیے
ہر مرتبہ رستم تعجب کرتے ہین اور ٹھہر جاتے ہین شب بھر اسی ہنگامے مین گذری سمک اپنے
دل مین سوچتا ہو کہ صبح کو شاہزادے کو اس صحبت سے لے نکلونگا یہ نازنین مکر کی باتین
کر رہی ہی یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہماے اورنگ نشین نہین ہو دم دے رہی ہو اور فقرے
کر رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ زرہ اُتروا لون سمک نے رات بھر اشارے کرکے منع کیا اور زرہ
نہ اُتارنے دی شب گذر گئی جبکہ رستم سفید پوش ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان
قصر مغرب مین جاکر چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش مع فوج ضیا و
شعاع غالب آکر سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم صحبت سے اُٹھے سمک چاہتا ہو
کہ اشارے سے الگ بلاؤن رستم کو سمجھاؤن باغ سے نکال لیجاؤن رستم صحبت سے اُٹھے
ٹہل رہے ہین کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان کھو دیا کام کیا
تجھے حاصل ہوے سمک نے دیکھا کہ ایک تاجدار گوشۂ باغ سے یہ کلمات کہتا ہوا آتا ہی
اس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تیغ و کلاہ تو پایا ایک کنیز ہو کہ وہ اشارون سے بار بار
منع کر رہی ہو کہ خبردار زرہ نہ اُتارو اسی وجہ سے زرہ حاصل نہین ہوئی وہ تاجدار غصے
مین یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او نالائق تجکو اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت مین رہی ناز و غمزہ
کیا کی اب ہم سمجھ لین گے معلوم ہوا کہ تیرے کیے سے کچھ نہ ہوا یہ کہکے جھپٹا ملکہ کی کمر مین
ہاتھ دیا ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار بچائیے یہ عاشق فاسق مجکو لیے جاتا ہی خدا
اسکے ہاتھ سے بچائیے اب آپ سے کیونکر ملاقات ہوگی رستم یہ صدا سنکر دوڑے چاہتے ہین
کہ ملکہ کو رہا کرون مگر وہ تاجدار ملکہ کو لیکر اُڑ گیا سب کنیزین دوڑین کہ ہے ہے اے شہریار آپنے
ملکہ کو نہ بچایا وہ اُٹھا لے گیا ہم بھی اُنھین کے پاس جاتے ہین گوشۂ باغ مین جاکر کنیزین
بھی غائب ہوئین رستم صرف اکیلے کھڑے ہین یا سمک حاضر ہو یہ عرض کر رہا ہو کہ اے شہریار
یہ ہماے اورنگ نشین نہ تھی یہ کوئی مکارہ عورت تھی رستم نے آنکھون مین آنسو
بھر کے کہا کہ اے جہتر والا گہر ایسی معشوقہ پریچہرہ اُسکو یون دشمن لیجائے اور ہمسے کچھ

نہ ہو سکے نہین معلوم کہان لے گیا افسوس ہی کہ ہم روک نہ سکے مین دشت نوردی بادیہ پیمائی
کرونگا جان دونگا خیال مین اُس مہ جبین کے یہ کیفیت ہی نظم

معشوق اور دوسرا تمسا حسین نہین | زیبندہ اس جمال پہ چین بر جبین نہین
وہ کونسا مکان ہو جسمین مکین نہین | تاق تا یہ گمان ہو کہین، ہو کہین نہین
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا + | دونون جہان مین اُسکا ٹھکانا کہین نہین
مشہور اک جہان مین مین عشق باز ہون | چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہین
بعد از کلیم بھڑکی نہ پھر آگ طور کی | کیا کیا ہوائین ورنہ جہان مین چلین نہین
ہوگی قیامت اُس قد و قامت سے ایکدن | کافر ہین روز حشر کا جنکو یقین نہین
دیر و حرم مین شیخ و برہمن تباہ ہین | خانہ خراب تیرا ٹھکانا کہین نہین
لازم پڑا ہی حسن کی خاطر غرور بھی | وہ کونسا حسین ہی کہ چین بر جبین نہین
کسدن کٹے نہ قدمون پہ دو چار کے گلے | تلوارین تیری چال پہ کسدن چلین نہین
خدمت مین جسکی ہووے نہ بارے کوئی جہان | اس عہد مین تو ایسا کوئی نازنین نہین
وصلت شتاب سیم بدن سے نصیب ہو | دنیا تو ہاتھ آئے بلا سے جو دین نہین
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہی | کس کس نے تیری قبر سے آنکھین ملین نہین
انکار کیا کریگا تو عصیان کا اپنے رند | موجود دو گواہ یسار و یمین نہین

یہ اشعار علمشاہ نے پڑھے اور سمک سے کہا کہ ہمارے پاس سے جاؤ اب یہ صحرا ہی اور
ہم ہین اسی صحرا مین تڑپ تڑپ کے جان دینگے مثل مجنون تلاش مین اُس لیلی محمل نشین کے
اسی صحرا مین پھرینگے آخر کہین تو پتہ ملیگا ہرچند سمک نے سمجھایا مگر رستم نے دامان گریبان چاک
کیا کلاہ سر پہ نہ رہا ہرچند اپنے کو سنبھالتے ہین نہین سنبھل سکتے پریشان پریشان باغ سے
نکلے نام معشوق زبان پر بیقرار و مضطر کانٹون کے جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین اگر پاؤن
مین آبلے پڑے اور اُسمین کانٹے گڑے تو کسی نخل کے سائے مین بیٹھ گئے بیقرار ہو کر فرمانے
لگے۔ فرد قمر کانٹے تلوون سے نکالینگے ہمین ہوش آیا + مار دای وحشت دل یار
بچھے جاتے ہین + دیگر صبر و طاقت بھی نہین دشت مین اب دیتے ساتھ + کم ہوای

وحشت دل یار چھٹے جاتے ہین + سمک ہرچند سمجھاتا ہو کہ ای شہریار تیغہ وکلاہ تو آپ سے
ہاتھ سے کھویا اب زرہ باقی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکر سے لے لین اپنے کو ہوش مین
رکھیے رستم اسکے سمجھانے پر فرماتے ہین کہ ای سمک صبر وطاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
بے پیروا نے منھہ موڑا اب دیکھیے معشوق بے پیروا کیونکر ملے سمک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
مین خضو وآپڑے ہین کہ یہان سے نکاسی دشوار ہی غلام تلاش مین اُن مفسدون کی جاتا ہی
اگر نبتا ہی تو اُنکو تلاش کرتا ہون جب تک مواج نہ قتل ہوگا یہ لوگ آپکا پیچھا نہ چھوڑین گے
یا مواج کو قتل کرون یا اپنی جان دون دیکھون انجام کار کیا ہو یہ کہکے سمک نے رستم
کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش مین اس عجایب وغرایب کی چلا اب
حال ملکہ ہمارے اورنگ نشین تحریر کرتا ہون کہ یہ بیہوش ہوگئی تھین نہین معلوم کتنے
عرصے تک بیہوش رہین بعد عرصۂ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ وتاریک مین
پایا ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ کیوں
ای ہمارے اورنگ نشین تمنے باپ کے قتل پر کمر باندھی چاہا کہ صحراے گرداب نشان
کو فتح کرا دون یہ صحراے گرداب نشان ہی تمھارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
کیا ہی موزون نام تھا کہ گرداب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہمارے
اورنگ نشین تمھارے باپ کا ارادہ ہی کہ تمکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجائین
قدرت تمپر نگاہ ڈالین گے کہ یہ جوش وخروش جو تمپر واقع ہی کہ نام پر طلسم کشا کے جان
دیتی ہو یہ جوش دل سے نکل جائیگا ملکہ حیران وپریشان ہین بات کا اُس زنگن کی جواب
نہین دیتین وہ زنگن کبھی منتین کرتی ہی کبھی خوشامد کرتی ہی ملکہ کچھ جواب نہین دیتین
سرنگون بیٹھی ہین ملکہ تو اس حال پر ملال مین ہین مگر جلال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
عرصۂ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زندان مین سوزن ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان بیڑیان
پہنے ہوے ایک قفس مین پایا چار زنگی قوی تن قوی سن دمبدم ڈراتے ہین دھمکاتے
ہین کہ کیون ای جلال تمنے کیا قیامت کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوے طلسم کشا کا
ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت مین بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمھارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہوجاؤ گے تب
قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پہر وہ زنگی جھلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے آب و دانہ لاتے ہیں
دو روٹیاں خشک اور ایک آبخورہ پانی کا بمشکل جھلال وہ کھا کر بسر اوقات کرتا ہے جھلال
تو اس حال میں ہے یہاں سمک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہونچا دیکھا کہ ایک
نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہے چند کنیزیں گرد ہیں خدمتگاری کر رہی ہیں
سمک نے ایک کنیز کو بیہوش کیا سامنے اُس گلگون پوش کے پہونچا کنیزوں نے جو نام لیا
تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اُس نازنین کا نام ہے بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ارے
تخت لاؤ میں اُنکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سمک بھی ایک کنیز کی شکل
بنا ہوا ساتھ ہو تخت اُڑتا ہوا چلا بعد تھوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
تھا اُسمیں تخت کو اُتارا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے وسط میں باغ کے ایک چبوترہ
بلور کا بنا اُسپر مسند شاہانہ بچھی ہے اُسپر ایک جوان نامدار بعہدۂ افسری بیٹھا ہے گرد خادم
کہ تخت ملکہ نسیم کا پہونچا اُس جوان نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیغہ و کلاہ کہاں رکھا ہے نسیم نے کہا کہ صاحب تمنے وہ چیز
سپرد کی ہے کہ آٹھ پہر اُسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
ہر وقت یہی خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آجائے اور آکر عیاری کرے میں
ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہکر تیغہ و کلاہ سامنے رکھا اُس جوان نے دیکھکر آواز دی کہ
قنطور مردم در اسکا نام ہے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک دن تکلیف کرو اُس صحرا میں جاؤ
کہ جہاں طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہے کسی فطرت سے زرہ بھی اُتروا لاؤ تو میرا سحر
بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
ارادہ کیا کہ جاؤں اور زرہ اُتروا لاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئی فرمایا کہ
اے نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہے دیکھکر ایسی بیقرار ہوگی
کہ زرہ لینا کیسا تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ بھی دے آؤگی اگر زرہ کی خواہش ہے

تو قنطور کو بھیجو کہ وہ زرہ لے لے قنطور نے کہا کہ اے ملکہ مین ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہون یہ کہکے کچھ سحر کیا ایک کنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو صحراے بجزان مین پہونچا اور شکل ہماے اور نگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کر یہان لا تا کہ مین کسی تدبیر سے زندہ بھی لے لون کہ حلت باوُن جہلال سے قتل کا تو علم آگیا اب اُسکی خطا معاف ہوگی سمک نے دیکھا کہ وہ کنیز روانہ ہوئی یہان رستم اُسی جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہے ہین رات کا وقت ہی شب ماہ آہ آہ کر رہے ہین ایک نخل کے سائے مین ملکہ ہما کو پکار رہے ہین بیتابی حد یاد زور کر تی ہی پکارتے ہین کہ اے ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی اب تو ہماری یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی

نظم

مر گئے پر نہ اثر جب شفا کا دیکھا
درد مندون نے ترے منھ نہ دوا کا دیکھا

تیرے پھرتے ہی اُداسی سی چمن مین چھائی
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا

سامنے آئنہ رکھے تو غش آ جاتا
تمنے انداز نہین اپنی ادا کا دیکھا

ناز معشوق کے غمزہ سے زیادہ دیکھا
آئی جب راستہ پرسون ہی قضا کا دیکھا

اے شہ حُسن کبھی دھوپ مین نکلا ہی جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہمنے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قدِ بالا کو ترے ہمنے بلا کا دیکھا

کوے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش
گرم جسنے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

رستم یہ اشعار پڑھ رہے ہین بیقراریان کر رہے ہین کہ ایک پہلو سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق و اے یار موافق مین قید خانے سے نکل آئی تمھاری یاد نے اسقدر بیقرار کیا کہ آخر صبر نہ ہو سکا شکر ہی کہ تمکو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے جو پلٹ کر ملکہ ہما کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہو گئے یہ کہتے ہوے دوڑے **فرد** رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + اے لیلاے عمر و اے سلماے دہر تمھارے فراق نے دیوانہ بنایا اس حال کو پہونچے کہ اس صحرا مین مارے مارے پھرتے ہین آرام نہین ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ قریب ایک باغ ہی وہان تشریف لے چلیے آرام سے بیٹھیے وہ نازنین بصورت

ہمامے اور رنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نکلے گی
تحفہ جات بھی مل جائین گے آپ نے تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو کیا کیا۔ رستم
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے یاد نہین کہ وہ چیزین کیا ہوئین اُنکا حال نہین معلوم کہ مین نے
کیا کیا مین خود متعجب ہون کہ تیغۂ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ کو مین نے کیا کیا۔
اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار باغ مین چل کر زرہ اُتار لے اور کنیزان اُن چیزون کو تلاش
کرے شاید دستیاب ہون راہ مین باتین کرتی ہوئی رستم سے نازو کرشمے کرتی ہوئی لیکر
قریب باغ کے پہونچی بیان سمک نے باتون مین رنگ جمایا ہی نسیم و قنطور کے سامنے
غزلین گاتین احوال ہجر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطور انتہا کا مبہوت ہو رہا ہی
مگر جب نازنین قریب باغ پہونچی کہا کہ اندر چلیے رستم رشتۂ خام مین بندھے ہوئے ساتھ
اُس نازنین کے چلے آتے ہین جو جس مقام پر کہا سوائے بہت خوب کے اور کچھ نہین فرماتے
آخر کو باغ مین وہ نازنین رستم کو لائی روش بڑی طے کر کے سامنے قنطور کے پہونچی قنطور
اُٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو مسند پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند
بچھائی رستم کو بٹھایا رستم آکے اُس مسند پر بیٹھے ہمامے اور رنگ نشین نقلی پہلو مین آکر
بیٹھین قنطور نے کہا کہ طلسم کشا معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین اری گاؤ تو سامنے طلسم کشا کے
گاؤ۔ سمک اُٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کر یہ غزل شروع کی

نظم

نوبرو ہوتے ہین سنکر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہین عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار ہون ظلمت کدۂ دنیا مین
چاہیے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو آنکھین دکھلاوین
زرد ہو کر گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہی یہ اکسیر سفید

سردمہری بتان کی جو حکایت لکھون
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہی بغلگیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

دل منور ہی خیال رخ نورانی سے
پرتو ماہ سے رہتی ہی یہ تعمیر سفید

سخت جانی سے مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ جھڑی اور نہ منھ پر سے ہو شمشیر سفید

ہر زمین پر ہو نئی آب و ہوا کی تاثیر — مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پیسے لیتا ہو لہو جونک کی طرح — کیون نہ ہو رنگ سحر آتش و لگیر سفید

اس لحن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گانے لگی کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہے کہ غلام آپ کا حاضر ہوا ہون
سب پر رنگ جما چکا ہون نسیم و قنطور یہان کے حاکم ہین آپکے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہون
کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر بھی یہان موجود ہے اگر آپ کا اقبال یاور ہے اور طالع
مددگار ہین تو ان سب کو مار کے تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہون رستم خاموش
بیٹھے ہین رستم کے دل مین یہی سمائی ہے کہ معشوقۂ اصلی پہلو مین بیٹھی ہے جو یہ لیے وہ کر داوے
وہ کہ رہی ہے کہ اے شہریار مین آپکے فراق مین اسقدر بیقرار تھی کہ قید خانے مین تڑپ
تڑپ کر بسر کرتی تھی زنگی سیاہ رو بجبر حاکم تھی اسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنجیر
سے نکال بمشکل اُسنے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش مین معروف ہوئی اب
یہ باغ ہمارے بزرگون کا ہے ہما آباد اسکا نام ہے بہت آباد ہے یہ دونون جو حاکم بیٹھے ہین
یہ ہمارے گھر کے ملازم ہین ہمکو مہمان بلایا ہے یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہون شکر ہے کہ آپ بھی
موجود ہین اب جو دیکھیے گا وہ ہی ہوگا رستم باتون پر ملکہ ہماے اورنگ نشین کی نہایت
بیقرار ہین کبھی ہاتھ بڑھاتے ہین کبھی منھ بڑھاتے ہین کہ بوسہ لون کبھی چاہتے ہین کہ گلے
لگا لون ملکہ طرف کنیزون کے اشارہ کرتی ہین کہ صاحب دیکھیے ہو یہ حرامزادیان اسی جانب
دیکھ رہی ہین انکی اسی طرف نگاہ ہے جب یہ ہٹ جائین تو آپ کو اختیار ہے رستم اشارہ
کرتے ہین کہ صاحب کیا کرین دل بیقرار ہے دل یہی چاہتا ہے کہ اختلاط ظاہری ہو نسیم و قنطور
دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہین نسیم یہ کہکر اٹھی کہ مین جاکر صبائے دلگیر کو آراستہ کرون تاکہ
بھی ہو کہ کیا وجہ جو وہ نہین آتر وائی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے مائل ہوئی جسکی صورت
بنکر بیٹھی ہے وہ ہی حرکتین کرنے لگی یہ مناسب نہین یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے
اٹھی اُس محفل مین آئی کہ جہان رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہین آکر رستم کو سلام
کیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ہم ملکہ کے ملازم ہین آپ کی راحت چاہتے ہین یہی
ہر وقت خیال ہے کہ آپ شگفتہ ہو کر جیقہ زرہ اُتار ڈالیے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیوں اُٹھائیے ہلکے ہوجائیے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سمک اشارے کر رہا ہو کہ اے
شہریار برائے خدا زرہ جسم سے نہ اُتاریے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئینگے
دیکھیے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کریں رستم نے کہا کہ ای
نسیم ہمیں زرہ بار نہیں ہی ہم لوگ آٹھ پہر جنگ میں مصروف رہتے زرہ و خود ہر وقت جسم پر
آراستہ رہتا ہی قنطور اپنے مقام سے اُٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بیٹھا
کہا ای ملکہ ہماے اور رنگ نشین تیغ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ تو میرے پاس
موجود ہی زرہ بھی اگر اُتار دیجیے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہوجائیں ہم لوگ مہلت پائیں
ملکہ ہماے اور رنگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہی اُسنے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے
کہا کہ ای شہریار زرہ اُتار ڈالیے تحمّل بالطبع ہوکر بیٹھیے زرہ پہننے سے آپ کے سب مکدر ہیں
اگر آپ زرہ اُتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زرہ کے کھولے ہرچند
سمک اشارے کیا کیا ہرگز زرہ نہ اُتاریے گا رستم نے نہ خیال کیا زرہ اُتار کے کہا کہ
لو ملکہ یہ زرہ حاضر ہی ملکہ نے زرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ و کلاہ
رکھا ہو وہیں پر زرہ بھی رکھی ہی تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہوچکیں تو قنطور نے
آواز دی کہ ای دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہماے اور رنگ نشین پہلو سے رستم کے
اُٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ فوراً نسیم نے ایک چیخ ماری ایک برق چمکی چہرے پر
اُس عورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال پچکے ہوئے پائجامہ
بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہی رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرمانے
لگے کہ تو کون ہی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھیے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے
جانا دشوار ہی رستم نے جھلا کر اُسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دھماکا ہوا غبار اُڑا تھوڑی
دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں
طوق بغلوں میں خاردار لٹو پا ہوں پر جوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطوق پایا قنطور
نے ٹھٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو پکڑ لیا ای رستم اب آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو
اتنی رات بیچ میں آدھی صبح ہوئی اور تمھارے قتل کا سامان ہوا دیکھا لگتے کہ معشوقہ نے

کیا مزہ دکھایا خوب لگا کر لائی زرہ کی وجہ سے تمہاری برات تھی ہم لوگ خائف و ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلسم کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور تمہارے مقدمے مین خداوند ہفت پیکر زرد ریں فرمان لکھ رہے ہین کہ جو طلسم کشا کو قتل کریگا اُسنے اہل طلسم ہفت پیکر کی جان بچائی ای طلسم کشا یہ طلسم ہفت پیکر ہی ہزار طرح کی بلائین اسمین ہین رازداران طلسم تمہارے شریک ہوے اُنھون نے تحفہ جات کے نشان دیے تحفہ جات تم پا گئے کہ تا بہ صحراے گرداب نشان پہونچے سرحد صحراے گرداب نشان مین یہ خرابی ہوئی کہ دامنۂ قلعہ مین تلوار چلی اور بی ہمارے اور نگ نشین ہلے وہ سحر کیا کہ افسون جادو دیوانہ وار وحشی مثال قتل گرداب پر آمادہ ہوا یہ سب ان تحفہ جات کا باعث تھا سمک نے جو یہ باتین قنطورے سنین بیچین ہو گیا جی مین کہتا ہو کہ ای سمک ہمین تقدیر نے اسواسطے پہونچایا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھون سے دیکھین کاشکے نابینا پیدا ہوے ہوتے اب دیکھیے آقاے نامدار کے بلے کیا سامان ہوتا ہو اگر قیمد کرتا ایک دن دو دن کی مہلت پاتے تو قلب کو تسکین ہوتی اور رہائی کی تدبیر نکلتی فقط پہر بھر کا معاملہ درمیان مین ہی ای معبود میرے تو رحم اپنا شریک کر کیونکہ مین اپنے آقاے نامدار کو خاک و خون مین غلطان نہ دیکھون صاحبقران کو کیا جواب دونگا فرمائینگے کہ ای سمک تم موجود تھے اور آقا قتل ہو گئے سواے تیرے کس سے کہون نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض	با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض
دوست کی گردد با طن بندۂ اہل نفاق	کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود مطلب اگر باشد بدارش دوستدار	با شمارش ہر آن تخفیکہ شد بار غرض
غنچۂ باغ مرادش نشگفد اندر جہان	ہر منافق راکہ باشد در جگر خار غرض
عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کے دل دہند	گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
دور بگریزد از و ہر صاحب صدق و صفا	بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض
اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال	ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہین دیا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار	چون غرض حاصل شود گردد جدا یار غرض

دل سے دعائیں کین سب طرح کی تدبیرین سوچ کر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ ای
شہنشاہ قطور آج کا دن روز سعید ہی ہمارے واسطے روز عید ہی انکی وجہ سے جان کا خوف
تھا اب خوف جان مٹا کنیز چاہتی ہی کہ مین ساقی گری کرون سب شراب پئین صبح ہوتے ہی
نشے کے جوش مین ایک ایک وار ہم سب طلسم کشا پر کرین کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتون
کی نیند اڑ گئی تھی کھانا پانی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا تا بہ صحرای گرداب نشان
آ پہونچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے بہ آرام سوئین گے یہ سنتے ہی قطور
نے دیکھ کر آواز دی کہ کیون ای نسیم یہ کنیز تمھاری بہت گستاخ ہی معلوم ہوتا ہے یہ بھی
طلسم کشا پر مائل ہوئی ایسا نہ ہو کہ اسی پردے مین عیاری ہو اسنے ایسا فقرہ کہا کہ
ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جا کے بیٹھے صحبت مین ہماری نہ رہے ہمین خوف
پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیون شگوفہ یہ فقرہ تمھین کسنے سکھایا تمنے کیون ساقی گری
کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہی اسی ساقی گری مین صدہا جادوگر مارے گئے
اسی عیاری پر عمرو نے قیامتین برپا کین جاؤ اب باہر جا کے ٹھہرو سمک کے ہوش اڑ گئے
کہ ای سمک باہر سے مین کیا عیاری کرونگا قضا قریب آ گئی جہان یہ شکوک ہین ایک لفظ
کہتے ہی کھٹک گئے مین کیا اگر خواجہ عمرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ باتین
کر کے نسیم کے قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا واری اگر مجھپر عیار کا
شک ہو تو مجھکو قتل کیجیے آپ آباد رہین سب ساحر دلشاد رہین سب کے ساتھ ہماری بھی
زندگی ہی مین نے برائے خیرخواہی عرض کیا یہان خشک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالین سب ہونہ
تو بچ جائین گے بلا سے جان جائے مگر ساحر آباد رہین خداوند ہفت پیکر کی جان بچے
کتاب مین صاف صاف لکھ چکے ہین کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہی اسکے قتل کی
ہمکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو بندے کس تباہی مین پڑینگے ایسے قدرت مہربان
انکے قتل کا سامان ہم کیون کر خوشی نہ کرین آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہکر اسقدر روئی کہ نسیم
نے گلے سے لگا لیا کہا کہ ای شگوفہ صاحب کو شک ہی مین تو تجکو اپنا جان و ایمان جانتی ہون
تو کیون اسقدر روتی ہی سمک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہین باہر ٹھہرو مین باہر رہکر آپکے

جلسے سے الگ ہون ابھی سر ٹکرا کے اپنی جان دیدونگی مین جلسے سے باہر جاؤن جوہین نے
کہا ہی میرا ابھی کہنا ہو نشے مین ایسے طلسم کشا پر وار کرون کہ ہزار ٹکڑے ہون معلوم ہو کہ طلسم کشا
کا قیمہ کیا نسیم نے کہا کہ ای قنطور شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے شراب جا کے
لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اسقدر روتی ہی ڈرتی ہی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے
سانس اسکے پیٹ مین نہین سماتی بچپن سے مین نے اسکو پالا ہی آج تک کبھی اس سے کوئی
امر خلاف نہین ہوا مین کیونکر کہون کہ طلسم کشا کی صورت ظاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطور
نے کہا کہ بی شگوفہ جان دو میخانے مین جاؤ آج تمہین ساقی گری کرو سمک دوڑا میخانے
مین آتے ہی ہلڑ ڈالدیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے مین ساقی ہون
کوئی باقی نہ رہجائے کنیزین شراب لیجانے لگین کوئی بطہ لیے جاتی ہی کسی نے گلابی لی
کسی نے قرابہ اُٹھالیا درختون کے نیچے بیٹھکر پینے لگین سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہی کہ اگر
رتی بھر دریا مین ڈالدو تو مچھلیان بلبلا کے نکل آئین سمک گھبرایا ہوا ہی کنیزون مین جسنے
جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کرنے لگی کوئی کسیکا دوپٹہ نوچتی ہی کوئی کسی
کی چوٹی پکڑتی ہے کوئی کسی کے لپٹی جاتی ہی قنطور نے نسیم کو اشارہ کیا کہ لو صاحب کنیزون
کا کیا حال ہی نسیم بھی حیران ہی کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہین جو اُٹھی لڑکھڑا کے
گری بیہوش ہوئی دس پانچ گر کے بیہوش بھی ہوگئین سمک بھی جلدی مین چالیس گلابیان
کہ اُنمین بیہوشی ملا کر کٹورے اُنکے تامی سے باندھے تھے سلیقے سے لیکر محفل مین آیا نسیم
نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہی خواہ مخواہ دل چاہتا ہی کہ
شراب پیجیے قنطور نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جاتا ہی سمک نے آتے ہی
شراب تو محفل مین رکھی اور یہ غزل گائی — نظم

ساقیا پلوا تنک ظرفون کو چلو بھر شراب — مین ہون دریا نوش کیا دیتا ہی اک ساغر شراب
فصل گل ہی کھینچ رہی ہی آجکل گھر گھر شراب — بادہ کش بدمستیان کرتے ہین پی پی کر خراب
ہی دعا مستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب — جام گردش مین رہے کھایا کرے چکر شراب
بزم مین وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا — خوبتر سے خوبتر بہتر سے ہو بہتر شراب

ہوں وہ میکش محتسب میں ہوں تو پہلے حکم دوں
دودھ کے بدلے پلادے طفل کو مادر شراب

پھر بہار آئے الٰہی پھر شگفتہ ہوویں گل
تاک کے سائے میں اینڈیں مست پھولی کر شراب

گر صفائے قلب چاہے میکشی کر اختیار
واسطے آئینۂ دل کے ہی روشن گر خراب

شوق سے دامادی پیر مغان کرتے قبول
خوبصورت سی اگر ہوتی کوئی دختر شراب

بوسۂ لبہائے میگوں ہو اگر مجکو نصیب
گور پر ساقی کے بھجوادوں گھڑے بھر بھر شراب

میکشی سے گرچہ زاہد کو ابھی انکار ہی
دیکھنا ہی سہرے پہ رندوں کو پلوا کر شراب

غم غلط ہوتا ہی غمگین کا سرور بادہ سے
خون دل پینا پڑے مجکو نہووے گر شراب

سچا ہی قول کہ پیر مغان سونے کی ڈول
ہوگئی ہی دوّرمیں اپنے تو آب زر شراب

مغتنم ہی وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
ہی ابھی شیشے میں ای ساقی کئی ساغر شراب

حشر کے دن دیکھنا یہ مستیاں مجھ رند کی
گور سے کہتا اٹھوں یا ساقی کوثر شراب

جوں جوں سمک بنا بنا کے یہ اشعار گا رہا ہی اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہی قنطور جادو بہ نگاہ غور سمک پلداقی کو دیکھ رہا ہی نسیم کا ہاتھ دبا دیتا ہی اشارہ ہی کہ صاحب دیکھو اس ظالم کی مکاری کہ تمھارے ساتھ آیا اپنے نزدیک اُسنے رنگ جمایا میرا قنطور جادو نام ہی جیسے ہی اُسنے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کہکے پکار کر آواز دی کہ شگوفہ پہلے جام مجکو دے میں بہت مشتاق ہوں تیرے گانے نے دل بیقرار کردیا سمک سوچا کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خنجر ماردوں اسکا یوں خاتمہ کروں بتعجیل تمام جام لبریز کیا بڑہا بیہوشی کی کھائی سے ڈالی قنطور نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ میں لیکر کچھ ہونٹھ ہلائے شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے قنطور نے پکار کر کہا کہ او مکار تونے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کہکے ایک اشارہ کیا کہ برق کڑک کر گری رنگ و روغن عیاری کا سمک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تھام لیے اب تو محفل میں ہلڑ ہوا کنیزیں چیخیں مار مار کے بھاگے نگین کوئی کہتی ہی کہ بن مانس ہی کوئی کہتی ہی کہ جلمانس ہی کوئی کہتی ہی مرچیا جن ہی کوئی کہتی ہی مٹھیا دیو ہی عجب طرح کے حرکات کرنے لگیں سمک زمین پر پڑا ہوا ہی قنطور نے کہا کیوں نسیم دیکھا تمنے میرا شک سچا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام سنکر ہوش اُڑے تھے برابر اخباروں مین لکھا دیکھا کہ عمرو دو برق
نے اسی عیاری پر سیکڑون کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہی ہزارون بلائین نازل ہونگی دوست
دشمن ہونے مین قید ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جابجا یہی رنگ ہی ہر مقام پر یہی مرقوم
ہی کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے قضا نہین ہی لیکن آج یہ سعادت مجکو حاصل ہوئی قدرت
نہایت خوش ہونگے فرمائین گے تو نے ہمارے بندون کو بچالیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا
کنیزون نے میدان خونی کی تیاری کی کنیزین خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیکر رہی ہین بعض
خنجر ہاتھ مین لیے کہ رہی ہین کہ اسی خنجر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہان باغ مین تو یہ کیفیت
ہی طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان سرنگون بیٹھے اپنے
مالک سے دعائین مانگ رہے ہین کہ او بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے جان بچالے
اور ان دشمنون سے نجات دے اُدھر مواج سمند رنشین پہلو مین گرداب کے بیٹھا ہی
جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہی اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب سے
باغ آراستہ کیا ہی مسندین درست کنیزین چالاک و چست مصاحبین حسین ومہ جبین
گرد بیٹھی ہین صحبت عیش وجلیش آراستہ مواج خوش بیٹھا ہی ملکہ ہمائی دایہ کی بیٹی ملکہ
تصویر دلکش سامنے بیٹھی ہی مگر ملکہ ہماے اورنگ نشین کے واسطے ملول وحزین ہے
گانیین جو گارہی ہین جب ہنگامہ عیش ونشاط کو ترقی ہوتی ہی تصویر دلکش کا عجب نقشہ ہوتا ہی
سناٹے مین آجاتی ہی یاد کرتی ہی کہ کیون اے تصویر ملکہ پر قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی
وہ پروردہ مہد ناز و نعم اسپر یہ رنج وغم مگر اسنے بھی غضب کیا کہ باپ کے سامنے بھی
جنگ مین معروف رہی افسون جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر
مواج نہ آجاتے تو پتلہ زندہ نہ چھوڑتا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ مین جاتی تھین مواج نے
آکر پتلے کو گرفتار کیا یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ مواج بیٹھے بیٹھے ہنسا اور پکار کر کہا کہ ہما
تصویر تو سوچ مین بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کسے مارا آپ کو بہت خوش پاتی ہون
مواج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہی غم سے فارغ ہے
طلسم کشا کو مین نے قریب صحراے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قنطورنے بڑا کام کیا

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہی طلسم کشا کو بلا کر ایک کنیز کو اپنی بصورت ملکہ ہما بنا یا زرہ
چھین لی متعین پیغام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہونچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرے
دیر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کرے تحفہ جات
وہین موجود ہین اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہی مگر اب تحفے اُسکے قبضے سے نکلنا
دشوار ہین اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اورنگ نشین اور جھلال کو قتل
کرکے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خداوندی مین بھیجین
کہ کارخانۂ خدائی سست پڑا ہی رونق کارخانۂ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہوے
آنہیر نامے بھیجے جاوین کہ وہ ملک آباد ہون کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کرین جلد
اپنے تئین پہونچاؤ راہ مین کہین ٹھہرنا نہین یہ سنکر تصویر دلکش اُٹھی یہان قنطور و نسیم
نے انتظام کیا ہی کہ کنیزین آمادۂ قتل ہین ایک کنیز سر پر سمک کے خنجر بکف کھڑی ہی اور دو
کنیزین سر پر طلسم کشا کے خنجر برہنہ لیے ٹہل رہی ہین نسیم نے اشارہ کیا ان کنیزون نے
رستم کو دار پر کھینچا چاہتی ہین کہ حکم ملے تو قتل کرین تصویر دلکش اُڑتی ہوئی آسمان سے
آئی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی مین کہتی ہی کہ ہو ہو کیا غضب ہی معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہی جس وقت وہ کشتۂ حسرت دامن سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسنے یہ
بے غیرتی اختیار کی کہ باپ کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر مین مجھسے زیادہ ہین جب
ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اُسکے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھایا وہ جو خبر مرگ
اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اُسکے بعد ہماری کون قدر کریگا وہ بے قتل کیے
جان دیگی ہماری آبرو نہ رہیگی جیسی بی گرداب خاطر کرتی ہین ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کریگی سامری نامے مین بھی یہی مرقوم ہی کہ یہ سال اختتام طلسم ہی کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہوگی جس طرح بنے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جیری بہادر یون قتل ہوتا ہی
یہ سوچ کر ہاتھ ہلایا اور بڑے تک روئی برق کڑک کر گری کہ جو دونون کنیزین قریب رستم کے
کھڑی تھین اُنکے سر اُڑ گئے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر ہاتھ
ہلایا برق چمکی جو کنیز قریب سمک تھی اُسکا بھی سر اُڑ گیا ابکی خود چمک کر گری جس مقام پر

زرہ و تیغہ و کلاہ رکھا تھا ان تینون چیزون کو اُٹھایا رستم قبا اپنے جسم سے دور کر چکے تھے
تصویر دلکش نے تینون چیزین اُٹھا کر اسی جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پر رکھی
تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ کیا زرہ ہفت جوش زیب جسم کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب | لبیت علمشاہ پور رستم لقب دیگر | علمشاہ رومی شہ پیلزور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ خور

نعرہ کرکے لڑنے لگے سمک نے پور رستم کو جنگ مین
مصروف دیکھا حقۂ آتشبازی نکال کر مارا ساحر سمجھے کہ رستم کا عیار جادوگر ہی اسم سحر
پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر جلے جاتے ہین قنطورہ نے جو یہ معاملہ دیکھا للکارا کہ او تصویر
دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی ہاے مین جانتا تھا کہ وقت قتل طلسم کشا ہی کوئی افتاد
ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طلسم کشا کے
ہاتھ سے جان نہ بچیگی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہین صرف زرہ پاس تھی اسپر تو
ہمکو خوف تھا اب تو تینون چیزین اُسکے پاس پہونچ گئین اب اسپر سحر تاثیر نکریگا مولان
ایسا ہی ساحر تھا کہ جسنے اس زور و شور سے کلاہ و تیغہ لیا اور طلسم کشا کو صحرا سے باغ
مین بھیجا نسیم جواب کر گئی اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پرواز بلند کرکے آڑی چاہا کہ
نکل جاؤن کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیر مارا سینے پر نسیم کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا نسیم
کا لاشہ ہوگرا کنیزین بھی جلنے لگین باغ ویران ہونے لگا نخل تھرا کر گرے اور جلنے لگے
شل رنگ چہرۂ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور جل گئے چمن بھولون کے پامال ہاے
زمزمہ سرا کا عجیب حال ہا تو عندلیبان خوشنوا قتل طلسم کشا کا مژدہ پاکر زمزمہ سرائی مین
مصروف تھین یا نشتارین بند دل دردمند دیوارین گر رہی ہین قنطورہ نے جلا حقہ نسیم کا دیکھا
اور وہ باغ سرسبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرایا ہوا اڑ رہا ہی طلسم کشا
پر کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی کوئی شی تاثیر نہین کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر
سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چراغان جلنے لگی پکار کر آواز دی کہ ای
شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی رستم نے بڑھ کر تیغ ہفت جوہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا
چمک چمک کر تصویر سحر کرنے لگی قنطورہ چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کرون اس تصویر کو صفحۂ ہستی

مٹا دون لیکن بسبب طلسم کشا کے زور نہین چلتا آخر تلوار کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر ہی پر سحر کیا کہ زمین نے پاؤن تصویر کے تھام لیے جدولی سحر کی بائین ہاتھ سے گری قنطور تیغہ کھینچ کر چلا تصویر دعائین مانگ رہی ہو کہ یا خدا ے نا دیدہ مین نے تیرا مذہب اختیار کیا ہاتھ سے اس ظالم کے بچا لے اس حسرت مین طرف طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ رنگ روے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھین ڈگ مگا رہی ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ عالم یاس بدو اس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہے تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتے ہین کہ ای رستم یہ تمھاری جان بخش ہی تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے ساحران تاتی کو راہ مین مار کر قریب تصویر کے پہونچے عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا تصویر سہم چمک چمک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیبور جادو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال بے مثال تصویر دیکھ کر بیقرار ہو گیا تو یہ سمجھ کر بڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تھام لون اسکو بچا دون اگر ہون پڑے تو اس ہنگامے سے لے نکلون جیسے ہی تصویر پر جا کر ہاتھ ڈالون تصویر نے پیچھے ہٹ کر گلے مین ایک ہار پہنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ ہار جو گرا پھول اسکے جیبور پہ گرے پھولون کا گرنا تھا کہ آنکھین جیبور کی سرخ ہوئین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا بیتاب ہو کر پکار اٹھا

نظم

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کمر یار دیکھ بھال نہین
زخم کے منھ سے بات کیا نکلے
آرزوے شب وصال نہین
ہجر مین ہو گیا وصال تمام

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون شی ہی جسے زوال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے
لال ہو طاقت مقال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہی
ہجر کے بعد کیون وصال نہین

کون دل ہے جو پائمال نہین
حسن مین بال کا نہین ہی فرق
انکو مطلق مرا خیال نہین
غم سے افسردہ ہو گیا ہون
وصل کا آپ سے سوال نہین
ای جان جان وای آرام دل

مشتاق ہون میری تجھ پر جان جاتی ہی ایک نگاہ پھر ادھر ڈالدے آہوان چشم نے مجکو شکار کیا دل کو بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ تو مین تیرے ساتھ شادی کرون جیبور یہ سنکر جھپٹتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہا و قنطور بے ادب تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سر مانگتی ہین سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ لون

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چند ٹالا کہتا جاتا ہی کہ ارے
سیجا کیا تیری شامتین آئی ہین دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا ورنہ مارا جائیگا سزا پائیگا
جیپور اپنے ہوش مین نہین ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھا دے
سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیپور کے دو ٹکڑے ہوے غصے
مین تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چیخین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
تصویر اب تجکو ضرور ستاونگا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا اب
تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تصویر تڑپ تڑپ کے کنیزون پر گر رہی ہو کئی افسر مارے
کنیزین جن جن کے قتل کین یہ غصے مین طرف تصویر کے جاتا ہو اُدھر سے رستم لڑتے
ہوے آتے ہین کہ قنطور کا سامنا ہوگیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر
پر روکا عکس جو تیغۂ ہفت جوہر کا پڑا قنطور اندھا ہوگیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیزین
تمام جلین اب رستم قریب تصویر کے آئے فرمایا کہ اے نازنین تجکو میری مدد کا کیا سبب ہوا
تیرا احسان عظیم ہوا تو تو جان بخش ہو تصویر نے شرما کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور مین ملکہ
ہماے اورنگ نشین کی دایہ کی دختر ہون اسوقت جو آپ کو اس حسرت دیار مین دیکھا
دل بیقرار ہوگیا اب مین پاس مواج کے جانے کے لائق نہ رہی نہین معلوم کس طور سے
پیش آوے سب آپ کی جان کے خواہان ہین اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جادو قنطور کا
بڑا بھائی ہو جسکی قید مین جہلال سرکش ہے اُسکو جل کر رہا کیجے دوسرا جادو گر اُسکا بھائی
اُسی کے پہلو مین رہتا ہو جسکی قید مین ملکہ ہماے اورنگ نشین ہین چل کر اُسکو مارئیے
اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہین یہ کہکر رستم تصویر کو ساتھ لیکر بیچ
سمک برائے رہائی جہلال چلے سمک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
ملکہ تصویر دلکش مجکو پتہ بتا دو تو مین جاکر جہلال سرکش ایسے رفیق کو رہا کر دون
تصویر نے کہا کہ تھوڑی دور جاکر ایک صحرا ملیگا کہ اُسمین گرد اُڑتی ہوگی گرداب کا
عزیز دار سراب جادو کہ نہایت ساحر زبردست ہو جب اُسکو مارو گے تب نگہبان کا

مقام ملیگا سماک یہ سنکر چلا کئی کوس رستہ طی کیا تھا کہ صحرائے سراب مین پہونچا دیکھا کہ گرد انتہا کی اُڑ رہی ہی سماک گھبرا گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے سماک نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سماک قریب پہونچا پوچھا کہ ای برادر تمھارا کیا نام ہی کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ قاصد خوشخرام میرا نام ہی مواج سمندر نشین نے خبر پائی ہی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرف صحرائے سراب کے جاتے ہین تو مین نامہ لیکر پاس سراب جادو کے جاتا ہون کہ اُسکو آگاہ کرون طلسم کشا آتے ہین ہوشیار رہنا سماک نے یہ دریافت کرکے قاصد کو باتون مین لگایا باتون مین لگا کے بیہوش کیا اسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا مقام سراب جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جاکر دیکھا بیچ جنگل مین ایک مکان بنا ہی ایک جادوگر تاج سر پر رکھے ہوے بالاے قصر بیٹھا ہے کئی خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہین سماک نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ سراب مین آپ کی خدمت مین آنا چاہتا ہون اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصد خوشخرام آیا ہی یہان بلا لو خادم آیا سماک کو بالاے قصر لے گیا سماک نے آکر سلام کیا نامہ نکال کر بلا تکلف دیا سراب جادو نے زبان پر طعا پڑھ کر کہا کہ ای قاصد یہ صحراے سراب آباد ہی اگر یہان بڑا ساحر آئے تو دیوانہ ہوجائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرا مین کوئی نہین آسکتا مجھے کچھ خوف نہین سماک نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہی غلام کو راہ دور و دراز طی کرنا ہوگی اگر حکم ہو شب کو حاضر خدمت رہون صبح کو چلا جاؤنگا سراب نے کہا کہ مین خود چاہتا ہون کہ آج رہجاؤ سراب یہ کہکر قاصد نقلی کو ساتھ لیے ہوے پہلو مین باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسط باغ مین ایک چبوترہ نہایت آراستہ تھا آکر مسند پر سراب بیٹھا سماک نے دست بستہ عرض کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے کچھ گاؤن اگرچہ آپ کی خدمت مین عمدہ عمدہ گانیوالے موجود ہین شاید وہ بھی پسند کرین سراب نے اشارہ کیا کہ کیا مضائقہ ہی سماک بایان کھینچکر سیدھا سیدھا ٹھیکا بجانے لگا نہایت لطف سے یہ غزل شروع کی۔ نظم

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ تھا
تڑپ گیا ہوں دم ذبح انفعال یہ ہی

لبوں پہ جان ہی اک دم کا اور مہمان ہی
مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہی

اڑا ہے طائر رنگ رخ پہ پر و بال
حضور وصل ملے آپ کا جمال یہ ہی

عیاں ہی سینۂ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل میں بس حسن کا کمال یہ ہی

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مری وبال یہ ہی

نہ آیا رات سے مجھے اسکا غم نہیں رعنا
گیا وہ غیر کے گھر یہ فقط ملال یہ ہی

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہا کہ اے قاصد خوشخرام
تم تو لائق اسکے ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہی کہ مواج نے
مجھکو خزانے کا داروغہ کیا ہی ہزار ہا روپیہ میں نے پایا استادوں کو دیکر یہ کمال پایا دکھلاؤں
یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھائیں محفل
جمائیں میں ساقی گری کروں سر سے شراب پلاؤں منہ سے گاؤں ہاتھ سے بجاؤں پاؤں
سے ناچوں تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اے قاصد خوشخرام یہ کمال تو
بہت دشوار ہی یہ کہکے کنیز سے اشارہ کیا کہ کنجی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک نے
کنجی لی چاہتا ہی میخانے میں جاؤں کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نقرئی پیدا ہوا اور آکر
پھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف وضعیف جھریاں چہرے پہ پڑی ہوئیں لباس بھاری
پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آکے زمین پہ اترا چند کنیزیں بھی بیٹھی ہیں
وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ اے مادر مہربان
اسوقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا سفاکۂ آدمخوار نے کہا کہ اے فرزند اس وقت میں
جلال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگرچہ جلال اجڑا ہی بیقرار و
مضطر ہی مگر شاید اسنے اپنے بزرگان دین کو عالم خواب میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے
نادان بنکے پوچھا کہ اے جلال سرکش قیدخانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے تمہاری رہائی
نہ ہوگی تمہارے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے
مجھے کوئی نہیں قتل کرسکتا میں گھبرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پارینہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہین کہ وقت قتل سراب آگیا ای نور نظر مین گھبرائی ہوئی
تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہین آیا سراب نے طرف سمک کے اشارہ کیا کہ
یہ قاصد آیا ہی حکم گرداب لایا ہی کہ جلال سرکش کو قتل کرو مگر کیا کال واکمل ہی چند شعر
جو اسنے گائے عجب لطف حاصل ہوا آپ بھی شریک ہوجیے گانا اسکا سُننے گانا کیا ہی
سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہی اب ساقی گری کریگا اور ای مادر مہربان یہ بزرگان دین کی یاوہ گوئی
ہے قلم ہاتھ مین اٹھالیا اور جو چاہا وہ تحریر کیا میرے جنگل مین کون آسکتا ہی کسکی مجال
ہی کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیکھا نہ ہو جائے سفاکہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غرور دل
سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہی اتنا کہے دیتی ہون کہ بعد تباہی صحراے گرداب نشان
طلسم کشا تلاش لوح مین جائیگا اور لوح کا ملنا ذات پر لوحداران کی موقوف ہی اگر طلسم کشا
قلعۂ گرداب نشان کو فتح کرے اور صحراے محیط مین پہونچے لوحداران جادو خود
خواہشمند ہی کہ طلسم کشا سے ملون اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کرون اس وقت
طلسم کشا کو مناسب ہی کہ لوح لینے سے انکار کرین کہ کسی اور باعث سے لوح لیگی طلسم کشا
صحراے محیط سے خالی نہ پلٹے گا لوح پائی اور فتاحی طلسم مین مصروف ہوا ہر چند کہ
مرحلجات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہین لیکن جب لوح ملی سب مشکلین طلسم کشا
کی آسان ہین سب ترکیبین لوح بتائیگی مرحلجات بھی فتح ہو جائینگے سمک نے یہ باتین
سنین آج کان مین نام صحراے محیط پڑا جی مین کہتا ہی کہ ای سمک اب خدمت آقا مین
یہ ذکر کرونگا سفاکہ آدمخوار سامنے سراب کے ذکر کر رہی ہی اور کہتی ہی کہ ای فرزند غفلت کا
وقت نہین ہی ہر وقت ہوشیار رہو تم مجکو صحبت مین شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد
ذوشخرام کے سپرد ہی مجھے اسپر دھوکا ہوتا ہی یہ کہکے سفاکہ نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کے
پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم مین رہنے والے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر
طلسم ٹوٹیگا تو تمھارے بھی عزیز مارے جائینگے یہ انگوٹھی اٹھالو پھر ساقی گری کرو
سمک کانپ گیا مگر بمجبوری اٹھا انگوٹھی پر جیسے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ مین
سمک کے لپٹ گئی اور ایک شعلہ چمک کر منھ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاکہ نے آواز دی کہ کیون سراب تو نے دیکھا تحریر کتاب کا مطلب نکلا ابھی مین نے کتاب مین دیکھا کہ تیری اجل قریب ہی اگر مین نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر ہوپنچا فوراً اسکو قتل کرو طلسم کشا کا یہ معین و مددگار ہی اسنے ہر مقام پر طلسم کشا کی مدد کی بڑے بڑے ساحرون کو مارا پسر زند خواجہ عمرو ہی عیارون مین بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طلسم کشا کا زور کم ہو جائیگا سراب جادو کے ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ ای مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر تشریف لائین آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جمالیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کنجی تک میخانے کی مین دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتین تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاکہ نے کہا کہ جلد دار استادہ کرو دارین استادہ ہونے لگین جلاد موجود ہوے سمک بیقرار ہی جب جلاد سر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچون اسوقت سمک نے بیقرار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز دوای بندہ نواز تیری صفت کون بیان کر سکتا ہی تو کریم و رحیم ہی۔ نظم

ز نور حق منور گشت ہر شمع — شد اندر خانۂ دل جلوہ گر شمع
گہ اندر راست وچپ جلوہ نمودہ — گہی شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
گہ اندر مطلع ایجاد بنمود — گہ از شمس وگہ از روے قمر شمع
بچشم اہل بینش داد جلوہ — گہ از شام وگہ از نور سحر شمع
گہ از پروانہ ذات حق عیان گشت — گہے پرتو فگن گردید در شمع
بہر دل پرتو انوار بخشد — بہر دیدہ کند روشن نظر شمع

بیقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہی سفاکہ کہتی جاتی ہی کہ ارے کیا دیر کر رہے ہو جلد ہاتھ تلوار کا مار دو یہ مکار مارا جائے کہ میرا فرزند مہلت پائے ارے جہلال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم یہان قید رہیگا خیر خواہان طلسم کشا برائے رہائی جہلال آوینگے تدبیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند جستیان گئین قفس جہلال بیکر آئین قفس سے جہلال سرکش کو نکالا زیر تیغ بٹھایا جلاد سمک بھی سر پر آیا جلاد صاحب بیداد بیدادی کر رہا ہی پکارتا ہی۔ فرد

سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد جلیست + مرغ را داتہ بلا شد طعنہ بر صیاد جیست + جلاد کھڑا
کہہ رہا ہی کہ ای ملکہ عالم تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھہ مین سر کو تن سے قلم
کرونگا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی جہلال نے سر جھکایا اور دزدیدہ
نگاہ سے طرف سمک کے دیکھا کہ سمک رو رو کر کہتا ہی افسوس دیدار سے مین اپنے آقا کے
محروم رہا ان ساحرون کے ہاتھہ سے قتل ہوا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے ان دونون
کا سر کاٹ لو جلاد دونون کی طرف چلے اس وقت دونون مدہوش بعالم یاس قضاے کار
تصویر دلکش و رستم کو ساتھہ لیکر چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا مین پہونچی کہ جس
جنگل مین خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہان اتارا کہا حضور یہان ٹھہرئے مین جا کر خبر تو لون دیکھون
سراب کیا کر رہا ہی رستم صحرا مین ٹہلنے لگے تصویر دلکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جادو
دمبدم کہتا ہی اب آپ کے جانے مین کیا دیر ہی سفاکہ جواب دیتی ہی کہ ای نور نظر مین خاتمہ
کر کے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہو لین چند عورتین مکارہ و حیلہ ساز و شعبدہ باز جائین
اور طلسم کشا کو لگا کے لائین تب مین جانون کہ مین نے کام کیا تصویر دلکش نے جو آسمان سے
یہ معرکہ دیکھا ہاتھہ جھکائے دونون جلادون کے سر اڑ گئے کڑک کر تصویر گری سفاکہ نے
للکارا کہ او چھوکری تو کیون جان دینے پر آمادہ ہی تجھکو کیا ہوا اپنے شباب پر رحم کر ورنہ مٹادونگی
یہ کہکے گولا مارا تصویر کم سن یہ ملعونہ بے حیا جہان دیدہ کار آزمودہ اسکا گولا جو پڑا شعلے بھڑکے
تصویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیاے سحر ہاتھہ سے پھینک دینے
خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی تھرا رہی ہی منہہ کو جنبش نہین جان بچانے کی کوشش نہین
سفاکہ نے آواز دی کہ ای سراب جادو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر چلا کہ دروازے
سے باغ کے شیر کے نعرے کی آواز آئی دیکھا کہ تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے رستم آتے
ہین اور آواز دی - نعرہ رستم پیلتن

علمشاہ رومی شہ فیل زور | کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | منم فارس عرصہ کارزار
منم شیر دل رستم نامدار | منم قاتل کافران جہان | منم نور عینین صاحبقران

سمک و جہلال و تصویر کو زیر تیغ دیکھا تصویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر

تیغۂ ہفت جوہر کا عکس جو تصویر پر ڈالا تصویر نے سحر سفاکہ سے رہائی پائی تڑپ تڑپ کر
لوٹنے لگی جبھی گری اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے رستم نے بڑھ کر سمک و جھلال کو رہا کیا سمک نے
اُٹھتے ہی حقہ آتشبازی کا مارا شعلے اُٹھے آتش بھڑکے کئی سو جادوگر مرکر گرے مگر سب
کنیزوں نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر عکس تیغہ ڈالدیا جسپر عکس
پڑا وہ جلا جسکو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹا سراب جادو نعرہ کرکے رستم پر جا پڑا سفاکہ نے
آواز دی کہ او سراب یہ کیا کرتا ہوا رے یہ جوان یکتا طلسم کشا ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا نوین
یہ رستم ہی صاحب شوکت وحشم ہی کون ایسا ہی کہ جو اسکا مقابلہ کرے یہ وہ جوان ہے کہ
فرنگستان مین چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین گھسکر مرزوق کو مع تخت خندق مین پھینکا کہ
آج تک قارون وار قعر ضلالت مین غرق ہی اسکی جرأت مین کیا فرق ہی خبردار سامنے
نہ جانا سراب غصے مین جا پڑا رستم پر برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہاے آتش
گرے خنجر برسے لیکن رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف تصویر مثل برق جھندہ تڑپ رہی کسی
کسی پر گود پھینک مارا کسی پر ماش کے دانے پھینک مارے صدہا کنیزون کو جلا دیا یہان
جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مردان عالم کا تو ایک وار قبول کر یہکہکے تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا پترہ بدل کے ہاتھ
مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغۂ ہفت جوہر جو چمک کر گرا سپر سحر کے دو
ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے مر گئے ہی
سراب کے اندھیرا ہوگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ شعبی مرا نام مین سراب جادو تھا
یہ آواز جو کان مین سفاکہ کے آئی سفاکہ نے سر پیٹ لیا کہتی تھی کہ ارے غضب ہوا
طلسم کشا نے سراب کو مارا ارے یارو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا مین مثل نتھا
اس صحرا کو اُسنے ایسا آباد کیا تھا کہ صحراے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کیا اس
فتنہ انگیز تصویر دلکش نے کیا طلسم کشا کو یہانتک پہونچایا اور مین نے غضب کیا کہ صحراے
محیط کا نام لیا عیار مٹھا سنا کیا اب اسکے بعد یہی وہان لیجائیگی ہر چند کہ تو حدار ان بڑا ساحر
زبردست ہی مگر مین سحر مین بے نظیر تھی تو کیا بنالیا سراب ایسا ساحر یون مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرف تصویر کے چلی للکارتی ہوئی کہ او تصویر دلکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہہ کے سحر کیا مگر حال سفاکہ کا اثر ہی بیقرار و مضطر ہو اس زور سے
تصویر پر جا پڑی کہ تصویر حیران ہو کر غل تصویر تصویر ایک مقام پہ کھڑی ہو گئی سفاکہ نے
قریب آ کر بال پکڑ کے کہا تجکو اس بدعت سے قتل کروں گی کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے
حال پر روئیں اور تجکو ذرا ترس آئے بال پکڑ کے چاہا کہلے اڑ دوں اور لیکر بلند ہوں
طلسم کشا نعرہ کر کے پہونچے سفاکہ نے خوف طلسم کشا سے تصویر کے بال چھوڑے طلسم کشا نے
لپک کر ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا بایاں ہاتھ کٹ کر سفاکہ کا گرا اسنے ایک چیخ ماری کہ زمین
تھرا گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا تصویر پر پھینک مارا تصویر پر جو وہ ہاتھ گرا قطرے خون کے
گرے اون کے قطرے پڑتے ہی بدن میں آبلے پڑ گئے یقین تھا اعضائے جسمی سے شعلۂ
آتش نکلیں رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گوشہ جسم سے تصویر
کے مس کی تب تصویر کی جان ٹھہری تصویر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے
شہریار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گوشہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
شکر ہے کہ تسکین دل ہوئی اتنی دیر جو طلسم کشا رکے سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ اے صاحبو
میرا عجب حال ہے دم بھر میں ابھی جو سامنا پڑیگا طلسم کشا مجھے مارینگا پناہ نہ دیگا میں جاتی
ہوں اوس منفی کو قتل کروں کہ جسکی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے لینے ملکہ ہما سے
اور رنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ اوسے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اسکو اسی کٹے ہوئے
ہاتھ سے قتل کروں یہ کہہ کے زمین پر دونوں پاؤں مارے غرق زمین ہوئی ایک گڑھا
پڑ گیا سب کنیزیں بھی اُس غار میں پھاند پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب
میں سفاکہ کے اُسی غار میں جاؤں الیاذ ہو کہ وہ ملعونہ غصے میں گئی ہے جا کر ملکہ کو مار ڈالے
جلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہریار غار میں نہ جائیے گا وہ حرامزادی کیا قتل
کر سکتی ہے غلام فوراً جاتا ہے یہ کہکے جلال سرکش اڑا یہ پرواز بیباک کے چلا بعد نکل جانے
کنیزوں کے رستم نے دیکھا کہ اُس مقام پہ سناٹا ہے دیکھکر پریشان ہو کر سماک
سے فرمایا دیکھا تمنے بڑھ کر خبر لاؤ سماک بھاگا برائے خبر چلا بعد سماک کے رستم اکیلے

اس صحرائے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت
قوی تن وقوی من سیہ رو بد انجام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک وچست تیغہ
برہنہ ہاتھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیزے وتلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے وہیں سے ساحر
نے آواز دی کہ منم تیمور چرخ پرواز ارے طلسم کشا کو مار لوارے غضب کیا مہلال کو قیدخانے
سے کیوں بلایا رہائی کی تدبیر آئیس والوں نے کی اس مقام پر شاتا تو رہائی کیونکر پاتا اسس
اکناف کا وہ واقف کار ہے سب پتے نشان بتائیگا طلسم کشا کو تا بصحرائے محیط لیجائیگا لوح
کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہے گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہکر طلسم کشا پر آپڑے
چہار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا ساحروں سے لڑنے لگے
جیسے ہی ساحروں نے حربے کیے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو جنبش دی حربے اُن سبکے پلٹ کر
اُن ہی کے سینوں پر پڑے جسنے نیزہ مارا تھا پلٹ کر نیزہ اُسی کے سینے پر پڑا جسنے تلوار لگائی
پلٹ کر تلوار اُسی کے گلے پر پڑی سر کٹ کر گرا کئی سو ساحر جو مر کر گرے تیمور چرخ پرواز گھبرا گیا
پکار کر آواز دی کہ یارو سمجھ کر حملہ کرو تحفہ جات اسکے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا
کو بچا لیتے ہیں تیغۂ ہفت جوہر چمک رہا ہے کلاہ کا عکس پڑتا ہے: واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا
تھا تو پہلے اورنگ نشین کو قفس میں بند کرکے مکان تنگ وتاریک میں لٹکا کے باہر
نکلا تھا کہ ایک ابر آسمان سے اُٹھا دیکھا تیمور نے فغفور گوشہ نشین تخت پر سوار
بارہ ہزار جادوگرنیاں ہمراہ آکر ہیں پہونچیں فغفور گوشہ نشین نے پوچھا کہ باپ
کہاں جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مارا
گیا میں اسوقت وہاں گیا تھا جہاں مہلال قید تھا اُسکو میں نے وہاں نہ پایا اب میں فکر
میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا آکے طلسم کشا کو گھیرا
فغفور در زندانخانے پر بیٹھی ہے کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صدائے
دردناک سے کوئی درد رسیدہ یہ اشعار حسرت آثار پڑھ رہا ہے

نظم

ہوس مرگ وصل کی خواہش	مبتلائے فراکش وکاہش	ہمدم وہم مزاج لیل ونہار
حسرت فتنہ دولت بیدار	آخر آرام آگیا جی کو	چھوڑکر غم چلا گیا جی کو

روز گل ہاے انبساط کا شما
کیا نگہ ہاے آرزو باہم
کسقدر تشنہ کام آب وصال
مستی اشتیاق بوس و کنار
پھر وہی شوق دشت و شور جنون
ظلم دوران کا ماجرا یہ ہوا
بدزبانون کے منھ چڑھی یہ بات
بڑھتے بڑھتے سخن فسانہ ہوا

ہر شجر خندۂ نشاط کا جوش
دمبدم تازہ محفل آرائی
کاسۂ چرخ جام آب وصال
راہ پر اپنے آسمان دیکھا
اپنے وعدے پر آگیا گردون
دونون کو حسب مدعا دیکھا
خوش بیانون کے ہاتھ آئی بات
دیکھنا عشق کی فسون سازی

چشم الطاف چارہ جو باہم
دلدہی دلبری دل آرائی
دائما ساغر و سبو بیکار
دہرہ بر جبین کا نشان شرر
اس مصیبت کی ابتدا یہ ہے
چشم بد دور اسنے کیا دیکھا
بد اندیشون کو اک بہانہ ہوا
کھیل بچون کا ہوگا جانبازی

افترا کی نگاہ مہر آلود | دست دشمن مین تیغ زہرآلود

یہ آواز سنکر فغفور گوشہ نشین گھبرا گئی جی مین کہتی ہو کہ ارے یہ کس دردمند کی آواز ہو کہ کلیجے کو برماتی ہو ایک ایک بات ایک ایک تقریر تیر دل دوز و پرسوز ہو کہ دل بے چین ہوتا ہو کنیزون سے کہا کہ دروازہ کھولو مین دیکھون توکون دردرسیدہ قیدی ہو کہ جسکی باتین سُنی نہین جاتین دیکھا قفس مین ایک نازنین مہ جبین کمسن گرفتار دام رنج و محن آنکھون سے آنسو گر رہے ہین کچھ اشک مژگان بہا تک گئے ہین کچھ مژگان سے ٹپک رہے ہین جب آہ کرتی ہو تو زمین تھراتی ہو فغفور نے قریب آ کے پوچھا کہ بی بی کس مصیبت مین ہو کس سے جدائی ہوئی ملکہ نے آہ کرکے کہا کہ ای پُرسان حال غریبان و ای مہربان حال بیکسان کیا حال اپنا کہون گرفتار دام مصیبت کشتۂ تیغ حسرت ہون معشوق کی ایک جان لاکھون دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہین حال لائق کہنے کے نہین ہو خوف آتا ہے کہ ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اس جسم کو جلا دے ہرچند کہ بربادی اپنی منظور ہی مگر نہم کا سراسر فغفور ہی تیمور جادو ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر راے گرفتاری طلسم کشا گیا ہو خدا انکی جان ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے یہان تک پہونچا ہے ہم تو جسے بجان دکار دل باستخوان ہین اسوقت مین اگر جمال دیکھ لیتے تو روح کو کشاکش نہ ہوتی یہی چاہتے ہین کہ وقت اپنا قریب ہو یہ حیران کشیدہ بدنصیب ہو شاید جمال بیمثال دیکھ لین

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو بہ آسانی دم نکل جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے
فلک کجرفتار و گردون غدار سے یہ امید نہین کہ اب ہمکو راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
ہم اُنکے سامنے قتل ہو جائین روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھرے ظاہرا کوئی ایسی صورت
معلوم نہین دیتی یہی باعث بیقراری ہے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے فغفور یہ باتین سنکر
بیقرار ہو گئی کہا بی بی تمھارا ایک ایک کلمہ برائے تودۂ دل تیر دل دوز ہے باتون مین
کسقدر سوز ہے کچھ خدمت مجھسے ارشاد ہو مین بجا لاؤن ملکہ نے کہا کہ ای شاہزادی تمکو
ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہو سکے قفس سے نکال دو زبان سے بھی سوزن نکالو کہین
جاکر اپنے معشوق صف شکن کی مدد کرون آفت سے اس شہریار کو بچاؤن نہین معلوم
ساٹھ ہزار ساحرون سے کیا گذری ہو فغفور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین قید سے رہا نہین کر سکتی
مگر جاکے خبر لیتی ہون دیکھون جاکے کہ میرے باپ نے کیا کیا نہایت ساحر زبردست
ہے مگر یہ سُن چکی ہون کہ طلسم کشا صف شکن و تیغزن یکہ تاز میدان جلالت شہسوار
عرصۂ جرأت لاکھ دو لاکھ سے جنگ مین بند نہین مگر پھر بھی مقام مشکل ہے کہ ساٹھ ہزار جب
چار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائین گے لیکن مین جاکر جہانتک ہو سکیگا بچاؤن گی
یہکے فغفور باہر نکلی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کنیزون سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
محبت نے اس مہ جبین کا کیا حال کیا ہے کہ کے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزون سے
چلی کنیزین بازو بط و قرقرے پر سوار ساتھ اپنے مالک کے چلی آتی ہین یہان رستم نے
کئی سو افسر قتل کیے ساٹھ ہزار مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین تیمور آواز دے رہا ہے کہ
اے یارو طلسم کشا کے سامنے سے کیون بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کرکے ڈپٹ پڑو کلاہ
سر سے اُتار لو اگر ان تحفہ جات کو لیا تو تمام طلسم مین تم سب کا نام ہوگا ہر کس و ناکس
یہی ذکر کریگا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تحفہ جات
پا چکا اب لوح کا ملنا باقی ہے تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کرکے رستم کو گھیرا نیزے تیر
تفنگ مار رہے ہین یہی قول ہے کہ اسکو گرفتار کرو مگر رستم بیچ مین شیرانہ جنگ کر رہے ہین
جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے واصل جہنم ہوا گرد لاشے ساحرون کے بیچ مین رستم

لختے خون کے جسم پر جمے ہوئے کہنی سے خون ٹپک رہا ہی قبضۂ تیغۂ ہفت جوہر پر قبضہ جھپٹ
جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہین تیمور اپنے دلاون کو ترغیب دے رہا ہو کہ یارو تم سب ٹوٹ پڑو
طلسم کشا زخمی بھی ہی تیغہ چھین لو ایک ہاتھ مین دو دو ہزار لپٹ جاؤ کلاہ سر سے اُتار لو یہی
خوف ہی کہ کلاہ ہفت گوشہ کے عکس سے جل جاؤ گے فردًا فردًا کے قتل ہونے سے تو
نجات پاؤ گے کہ ابر نقرئی آسمان پر چھکا ابر کو دیکھکر تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی آگئی اب وہ
بھی سحر کریگی اب طلسم کشا کا گرفتار ہونا کچھ مشکل نہین اگر ہزار دو ہزار قتل ہوے بارہ ہزار اور
آگئے فغفور نے جو آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بیمثال طلسم کشا پر نگاہ پڑی کہ ایک
جوان رعنا فاسے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہین کہ لپٹ جائین مگر وہ اس جرأت
سے شمشیر زنی کر رہا ہو کہ کسی ساحر کا وصلہ نہین پڑتا فغفور بیقرار ہو گئی کچھ تو خیال بیعت
ملکہ ہماے اور تنگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر رحم آیا فغفور نے کنیزون کو اشارہ
کیا بارہ ہزار کنیزون نے حربے سحر کے ہاتھون مین لیے ملکہ نے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
کہ طلسم کشا پر سحر کریگی ملکہ نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جادوگر مر کر گرے اور پکار کر
آواز دی کہ اے شیر بیشۂ جرأت و اے یکہ تاز میدان جلادت خوف نہ کرنا تیمور کو گھیر کر مارلو
مجکو ملکہ ہماے اور تنگ نشین نے بھیجا ہی مین کنیزی مین حاضر ہون یہ کہکے دوسرا
حملہ پھر کیا بارہ ہزار جادوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ نے
بڑا غضب کیا بیس پچیس ہزار جادوگر مارے گئے اُسے گھیر کر مارلو اب اسکو مہلت نہ دو
یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرفدار ہی اُسکے زخمی ہونے پر کس قدر بیقرار ہو تڑپ تڑپ کر
لڑ رہی ہو کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب چلے تیمور نے بڑھکر
فغفور پر سحر کیا فغفور پشت پر رستم کی آ گئی رستم نے تیغہ چمکایا سحر تیمور کا باطل ہوا
جب تیمور سحر کرتا ہو فغفور پشت پر طلسم کشا کی آجاتی ہو علمشاہ تیغہ چمکاتے ہین ہر مرتبہ
فغفور کو بچاتے ہین یہان تو اس طور سے جنگ ہو رہی ہو جن کنیزون کو فغفور دیدہ
لند اُٹھانے پر چھوڑ آئی تھی اُن کنیزون نے دیکھا کہ یکایک زمین پھٹی اور سفاکہ
مردار خوار ہاتھ کٹا ہوا ہاتھ سے خون بہتا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزون سے کہا کہ تم سب

سامنے سے ہٹو تمکو کسنے مقرر کیا کنیزون نے کہا کہ ہمکو ملکہ فغفور مقرر کر گئی ہین ہم قید خانے مین تمکو نہ جانے دینگے سفاکہ مردار خوار نے کہا کہ مین طلسم کشا سے لڑکر آئی ہون ایک سحر مین سب کو شاد ونگی ہین ملکہ ہماے اور نگ نشین کے قتل کو آئی ہون سامنے سے ہٹجا دُ مین اُسکا قفس نکالون اُس ظالم کو قتل کرون اسی ظالم کی ذات سے متعلقین سحر طرازے گرداب فنا مین مارے گئے یہ کہکے چاہا کہ قید خانے مین گھس جائے کنیزون نے تیغے کھینچے سفاکہ سے لڑنے لگین لیکن سفاکہ ساحرہ زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست انکے سحر کو کب مانتی ہو کٹے ہوے ہاتھ کانون پیکر پھینک مارا کنیزین جلنے لگین کئی کنیزین مل کر گرین اُنکے بیچ مین سفاکہ کھڑی ہوکر سحر کرنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین کنیزون کو قتل کیا سب کو مارکر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہے کہ ملکہ ہماے اور نگ نشین قفس سے سر ٹکرا رہی ہین یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہین۔ نظم

دیکھتا شعلے ہمارے نالۂ شبگیر کے
چشم کم سے خاکساری کے دشمنو دیکھیے
کرتے ہو اہلِ زمین پر ظلم مثلِ آسمان
سر بسجدہ کیون نہ ہون انسان صورت دیکھکر
دیکھنا قاتل نہ چھوٹیگا کبھی سیر الہو
رٹ لگی رہتی ہے تیرے نام کی وحشت مین بھی
اسقدر روئے ہین معشوق آہی کے عشق
کیو نا سنج کی طرف سے اُس پری کو جدا

یہ بنے ہین صورت تیر شہاب اس تیر کے
یہ نہین اشعار ہیں سے نسخے ہین اکسیر کے
نوجوان ہو گئے کیا نام مرید اُس پیر کے
ہین ملائک پوجنے والے تری تصویر کے
حلقۂ زنجیر ہین جو ہر مری شمشیر کے
دانۂ تسبیح ہین دانے نہین زنجیر کے
حلقۂ گیسو ہین حلقے دام ماہی گیر کے
کیا کرین تحریر ہم مشتاق ہین تقریر کے

سفاکہ نے جو یہ اشعار سُنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس مین سر ٹکرا رہی ہین نام رستم زبان پر بیقرار و مضطر سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدۂ عشق سر برہنہ جا رہی دیکھ مین عشق تیرا اُتارے دیتی ہون سیر انو ہاتھ جنگ مین کٹا عوض مین ہاتھ کے تیرا سر بدن سے جدا کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاکہ کے دیکھا سفاکہ نے قفس اُتارا باہر لیکر آئی قفس تو زمین پر رکھدیا تیغچہ کمر سے کھینچنے لگی ملکہ ہماے اور نگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ پاؤں جمال جہان آرا کو دیکھوں - **نظم**

تا بود دور زمان آباد باشد دار عشق	محکم از سینۂ سکندر کرد حق دیوار عشق
صورت مطلوب از خود مینماید چار سو	صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
پیش جانان کی کند از دادن جان ہم دریغ	از زبان و قلبکہ عاشق میکند اقرار عشق
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض	محرم راز خدا شد محرم اسرار عشق
درد مند درد دل را کی شود صحت نصیب	گر رود از جسم و جان عاشقان آزار عشق
ہر کسے گردن بصمصام محبت خم کند	سر نہد ہر کس تہ شمشیر جوہر دار عشق
میکند سر رشتۂ الفت ز ہر رشتہ جدا	ہر کہ بر گردن بہ بندد ہند باز نار عشق

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں سفاکہ نے پنجہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی کھول رہی ہی چاہتی کہ ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا پکار کے آواز دی کہ ای ملکہ عالم مبارک ہو کہ تیمورسنے جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی تیمورسنے آپکو آداب و تسلیمات عرض کیا ہی مراد آپکی بر ہوئی آپنے بڑا رنج ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا یہاں تک کہ ہاتھ کٹوا ہی بیٹھیں لیکر ملکہ ہمارے اور زمان نشین کو بھی آپکے عاشق و معشوق ایک ہی مقام پر قتل ہوں وہاں تمہاری میدان خالی کی ہوگئی ہی فقط آپ کے چلنے کی دیر کی حقیقت میں تیمورسنے بڑا کام کیا چلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر کلاہ چینی زرہ ہفت جوش کس تکلف سے اتروائی آخر کار گرفتار کر لیا سفاکہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے کچھ نامہ و پیام بھی لایا ساحر نے کہا کہ زبانی پیغام دیا ہی مجکو حکم ہوا کہ جاکر ملکہ سفاکہ کو لا کہ انکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو جسکے خوف سے خداوند پریشان رہتے ہیں آج کل کوہ عجائب پر میں روز میلہ رہتا ہی تیمورسکے پاس فرمان بھی بھیجا تھا جسکا یہ مضمون تھا کہ طلسم کشا کو جلدی گرفتار کرو خواہ کوئی مکر کرو خواہ بجرات پکڑ لو تیمورسنے آج بڑی جرات کا کام کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول یہ تھا کہ آج تیمورسنے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سحر ہوتا سفاک نے دیکھ کر آواز دی کہ او ساحر میرا دل تجکو دیکھ کر دھڑکتا ہو عیارون کی سی
ایسی باتین کرتا ہی مین کتاب دیکھ لون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکے کتاب کو کھولا سمک نے
ہان ہان کرتا ہو کہ ملکۂ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہو جی چاہے چلیے نہ جی چاہتا ہو
نہ جائیے سفاکہ نے کتاب کو کھولا سمک اٹھکر بھاگا سفاکہ نے کتاب کو دیکھکر آواز دی کہ او
ناعیار کہان جاتا ہو سمک نے پلٹ کر جواب دیا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون کہ ملکہ نہین آتی ہین
قریب پچاس قدم کے سمک گیا تھا کہ سفاک نے داہنا ہاتھ یا خداوند ہفت پیکر کہکر زمین
پر مارا سمک لڑکھڑا کے گرا سفاک نے اشارہ کیا کہ سمک کے چہرے کا رنگ روغن اڑگیا
سمک نے اپنے کو دیکھا کہ مین بصورت اصلی ہوگیا سفاکہ نے سحر کشش کیا کہ سمک
دوڑا ہوا قریب سفاک کے آیا سفاک نے داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ سمک کو مارا سمک
کا عارض نیلا ہوگیا سمک رونے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تجھے خنجر نہ مارا ہو
تو اپنا نام سمک نہ پایا تو نے غضب کیا کہ طمانچہ مارا سفاکہ نے قفس توڑ ڈالا ملکہ
بہار اور رنگ نشین کو قفس سے نکالا پکار کر آواز دی کہ ارے جلاد سرکوب کہان ہی
جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہون دیکھا دو زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے سامنے سفاک کے
آئے کہا کہ ای ملکہ سفاکہ کیا حکم ہوتا ہو سفاکہ نے کہا کہ دونون کے سر کاٹ لے سمک
یلداقی نے بلک کر پروردگار سے رجوع کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس آفت
آسمانی سے بچا لے۔ نظم

رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را
ساختی بیمار اُلفت نرگس بیمار را
سبزہ را سرسبز کردی تیز نوک خار را
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را

جلوہ گرہ در گلشن عالم گل تر ساختی
زو دماغ بلبل نالان معطر ساختی

انقلاب دور دوران است در دستت تمام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام
ہیچکس را نیست در فرمان تو جائے کلام
آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تر ساختی

دو مخالف را بیک موقع برابر ساختی

ہست اندر اختیارت ہر درون ہر برون
روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
صانع عالم توئی ای خالق بیچون و چگون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

دہ چہ خوش نشو رقم در حمد یزدان کردہ
پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ
تحفہ مرقوم بہر حمد خوانان کردہ
در زبان پارسی تحریر دیوان کردہ

منسلک چندی بنظم این سلک گوہر ساختی
شمع نام خود بہر مجلس منور ساختی

ملکہ کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیقراری کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی آپ بھی
جی مین کہتی ہی کہ ای ہمارے اورنگ نشین یہ فلک نے کیا سامان دکھایا افسوس ہم سے دم
جمال جہان آرائے طلسم کشا نہ دیکھا بیقین ہی کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا ملال ہو فرمائیں کہ ہماری
خیر خواہ یون قتل ہوگئی فلک دیکھیے کیا سامان دکھائے آنکھوں سے آنسو جاری ہین کبھی
فرماتی ہین کہ ای مالک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کرے مجھے کشاکش نہین
اٹھتی سفاکہ چاہتی ہی کہ جلادون کو حکم دون دونون جلاد ہاتھ مارین کہ سر دونون کے اڑ جائین
کہ زمین شق ہوئی صہلال سرکش ہانپتا ہوا کانپتا ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی کہ
او ملعونہ خبردار جلادون کو حکم نہ دینا نکلتے ہی صہلال نے ہاتھ جھکائے کہ دونون جلادون
کے سر اڑ گئے جلادون کا مرکر گرنا تھا کہ صہلال سرکش نے سفاکہ پہ گولہ مارا سفاکہ نے
ہاتھ ہلائے برق چمکی اس گولے کو الٹا پلٹا یا دو چار سحر آپس مین چلے تھے کہ زمین شق ہوئی
اور تصویر دلکش گھبرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاکہ مردار خوار پر برس پڑی دو طرف
سے دونون کے سحر چلے دونون نے ایسے سحر کیے کہ سفاکہ زچ کی ہی مگر کچھ زور نہین چلتا
تصویر دلکش نے جو ہاتھ ہلائے برق گری سر سفاکہ کا زخمی ہوا بس زخمی ہوگئی
سفاکہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالی چاہا کہ کار دمارون صہلال نے فوراً تصویر

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہٹ جاؤ بلا کی کارد اس حرامزادی نے نکالی ہی یہ کارد جسکے
سینے پہ پڑیگی توڑ کر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر رکنے والا نہین ہی بس یہ کہکے ایک پتلی چھری
جھولی سے نکالی سامنے کر دی کارد ہاتھ سے سفاکہ کے چل چکی تھی سینے پر اس پتلی کے
پڑی جہلال نے ہاتھ سے اس پتلی کو چھوڑ دیا پتلی کو توڑ کر کارد پار گذری پتلی تڑپ کر اٹھی
پکارتی تھی کہ او سفاکہ کیون تیری قضا دامنگیر ہی مین کنیز سامری کہلاتی ہون دیکھ
عجائب وغرائب قدرت ہفت پیکر دکھاتی ہون یہ کہکر وہ پتلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی
چلی جہلال کے سامنے آئی آواز دی کہ ای جہلال کیا حکم ہوتا ہی جہلال نے ہاتھ کاٹ کر
خون اپنا پتلی پر پھینکا خون جو پتلی پہ پڑا مثل برق کے تڑپنے لگی جہلال نے نیمچہ ہاتھ مین دیا
وہ نیمچہ لیکر طرف سفاکہ کے چلی سفاکہ ہرچند چاہتی ہی کہ روکون گولے پھینکتی ہی ماش کے
دانے جھولی سے نکالے اور اسم سحر پڑھ کر پتلی پہ پھینکے مگر پتلی پر یون جون سحر ہوتا ہی
اور زیادہ جوش اسکا بڑھتا جاتا ہی تڑپ کر سفاکہ پہ جا پڑی نیمچہ مارا سفاکہ نے سپر سحر کو
آگے کیا نیمچہ پتلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے نیمچے کو تھام لیا لاکہ پتلی زور کرتی ہی نیمچہ سپر سے
نہین چھوٹتا سفاکہ نے پکار کر آواز دی کہ او جہلال سرکش ہرچند کہ تو برسون خداوند ہفت پیکر
کی خدمت مین رہا لیکن سلیقہ سحر کا نہ آیا دیکھ پتلی کو مین نے گرفتار کیا جہلال نے پھر
اپنا ہاتھ کاٹ کر خون چلو مین لیکر پھینکا آواز دی کہ ای کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھڑا
پتلی نے پیچھے ہٹ کر اپنے کو چھڑایا نیمچہ الگ کیا سفاکہ پر برس پڑی ہرچند کہ سفاکہ روکتی
ہی مگر پتلی بجلی بنگئی ایسے نیمچے مارے کہ سفاکہ بھاگی پتلی پیچھے دوڑی ایک سحر اسنے کیا
کیا کہ کئی پتلیان فولادی پتلی کے روکنے کو آئین پتلی نے ان پتلیون کو بھی مار ڈالا وے فنا ہوکے
زمین پر گرے پتلی پیچھے سفاکہ کے دوڑی سفاکہ بھاگی جاتی ہی کٹے ہوئے ہاتھ کا خون ٹپکتا
ہی جو قطرہ پتلی پہ پڑا چنگاری آگ کی بنگیا پتلی اس چنگاری کو منہ مین رکھ لیتی ہی کہتی ہی
کہ او ملعونہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی میرے آقا نے
نامدار مولا سے قدرشناس نے حکم دیا ہی کہ سفاکہ کا سر لاؤ مین تیرا سر لینے آئی ہون
تیرے مددگار بھی تجھکو بچانے آئے وہ بھی مارے گئے دیکھو وہ لاشے پڑے

تڑپ رہے ہیں اور جو تیرا معین و مددگار ہو اُسے بلا سفاک کو یاد آ گیا اور پکار کر آواز دی
کہ ای فولاد مردار خوار اس پتلی کو آگے روک یہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتی صحرا سے ایک پتلا
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کنیز سامری کہاں جاتی ہی آگے نہ بڑھنا
یہ کہکے سامنے آیا پنجہ مارا پتلی نے سر آگے کر دیا سر پہ پنجہ پڑا ستارا سا خون کا نکلا وہ خون پتلے
پر گرا جلا مثل ہیزم خشک جلنے لگا پتلی نے جھوم کر آواز دی کہ او سفاک دیکھا تو نے جو تیرا
بڑا مددگار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجکو بڑا ملال ہوا یہ کہکے قریب پہونچی سفاک نے چاہا کہ
اپنے کو بھاگ کر بچاؤں لیکن اُس پتلی نے اسطرح گھیرا کہ سفاک کسی طرف بھاگ نہ سکی
پتلی نے جھپٹ کر اس طرح پنجہ مارا کہ سفاک کو کچھ نہ بن پڑا پنجہ سر پہ لیا پنجہ جو سر پر پڑا
سفاک کے دو ٹکڑے ہوے مرنے سے سفاک کے بڑی آفت برپا ہوئی آندھی سیاہ
چلی پتھر بھی برسے بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفاک مردار خوار
بود جلال بعد آ جیتا پتلی کو اُٹھا کر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای کنیز سامری کیا کہنا کس
لطف سے سفاک کو مارا بھاگنے نہ دیا پتلی ہنسی کہا کہ ای افسر یہ ملعونہ کیا ہو جس روز سفاک
پہ ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہو گے اور طلسم کشا کے پاس
لوح ہو گی اُس روز میری چستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو ویران
کرتی ہوں مجھے سامری و جمشید نے بنایا ہی تمہاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام لو مجھ سے کروں جو حکم دو بجا لاؤں جلال سرکش نے پتلی کو جھولی میں
ڈال لیا پلٹ کے آیا آ کے ملکہ کو قید سے رہا کیا ملکہ نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہی جلال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہی کہ تیمور نے رستم کو گھیرا ہی مگر خدا
نے مدد کی کے واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنے ملکہ فغفور بارہ ہزار جادوگرنیوں سے آ
مدد طلسم کشا پہونچی و مشریک جنگ ہی اب ہم لوگ چلتے ہیں فوراً جلال سرکش نے
تخت سحر تیار کیا جلال و ہمراہ اور رنگ نشین و ملکہ تصویر دلکش و سماک بن عمرو
تخت پہ جلال سرکش کے سوار ہوے جلال تخت اُڑاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی مدد کو
بلور چہار چشم ڈیڑھ لاکھ جادوگروں سے آیا ہی اُسنے آ کر آواز دی کہ ارے گھر کے

طلسم کشا کو مارو تیمور نے پکار کے آواز دی کہ ای بلور فغفور کو گرفتار کرلو اس گیسو بریدہ نے ایسے وقت پر طلسم کشا کی شرکت کی ورنہ اجتک میں نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہوتا جب یہ آئی تو میں سمجھا میری مدد کو آئی ہو اسنے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے چالیس ہزار فوج کو اسنے قتل کیا اب بھی جنگ جدل کر رہی ہو یہ سنتے ہی بلور چہار چشم طرف فغفور کے چلا سامنے آکے للکارا کہ او شوخ دیدہ طلسم کشا کے حسن ظاہری پر مائل ہوئی باپ کی تباہی کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فغفور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کاٹا کئی سحر فغفور نے کیے بلور دفع کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا اور کہا کہ او شوخ دیدہ اب اس لائق ہوئی کہ ہمپر سحر کرتی ہو زمین پر نہیں گرتی فغفور چیخ کھا کر زمین پر گری اور ایڑیاں رگڑنے لگی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہو آنکھیں حسرت آلود کھلی ہوئی ہیں طلسم کشا سے جو نگاہ ملگئی اشاروں میں کہ رہی ہو کہ ای شہریار کنیز اب رخصت ہوتی ہو سحر نے بلور چہار چشم کے یہ تاثیر کی کہ میں زمین پر گری اُٹھ نہیں سکتی کنیز تک تشریف لایئے طلسم کشا چاہتے ہیں کہ لڑتا ہوا بڑھوں پاس فغفور کے پہونچوں فغفور کو اٹھا لوں لیکن اہل فوج بلور پرے باندھے ہوئے کھڑے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا دس وہاں آکے کھڑے ہوگئے طلسم کشا کو قدم نہیں بڑھانے دیتے چاہتے ہیں کہ طلسم کشا کو گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے زمانے کے رستم صاحب شوکت وحشم تہورانہ لڑ رہے ہیں جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارو یا تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم کا تیغہ خالی نہیں جاتا جب چمکا دس بیس نابینا ہوئے سحر بھول جاتے ہیں آخر گھبرا گئے ہیں بلور قریب فغفور کے تلوار کھینچے ہوئے پہونچا چاہتا ہو کہ سر کاٹ لوں فغفور نے اس وقت بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ ای پیدا کرنے والے اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے افسوس ہو کہ صحبت طلسم کشا نصیب نہ ہوئی فغفور چاہتا ہو کہ ہاتھ مارے آسمان سے آواز آئی کہ او ملعون خبردار زیادہ گستاخی نہ کرنا اگر فغفور قتل ہوئی تو تیری قوم میں سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا منم جلال سرکش ایک طرف نعرہ ہوا کہ منم ملکہ جہاں سے اورنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ منم تصویر دلکش تینوں نے مل کر سحر کیا

جھلال سرکش کا گولا بیچ میں آکر بیٹھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور الگ ہوا تیغہ ہاتھ سے
چھوٹا ملکہ ہمائے اور رنگ نشین کے سحر نے یہ تاثیر کی کہ پھول برسنے لگے ملکہ ہمائے نے
تصویر کو اشارہ کیا کہ وہ سحر کرو کہ بلور دیوانہ ہو جائے دونوں نے مل کر جو سحر کیا پھول
برسنے لگے بلور کے چار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو اٹھا کے سونگھے آنکھیں سرخ ہو گئیں
رنگ رو متغیر منہ زرد و متحیر تھا یک بیقرار ہو کر پکار اٹھا ۔ نظم

ہے ہجوم درد و غم تشویش یہ دل میں نہیں — منتشر میرے حواس خمسہ مشکل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردون ہوا دل میں نہیں — کچھ سوائے خاکساری آب اور گل میں نہیں
چشم و ابرو گوش و بینی ہیں نہ غنچہ سا دہن — مطلقاً تیری شباہت ماہ کامل میں نہیں
میں بیان کرتا رہونگا تیرے اوصاف جمال — جب تلک قاصر زبان شرح فضائل میں نہیں
کیوں نہ بھٹکیں وادی الفت میں ہم غربت زدے — سیل اور سنگ نشان کا نام منزل میں نہیں
مارتا ہے جسکو کر دیتا ہے کام اُسکا تمام — سمجھا رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
سمجھ آتی ہے مجنون لیلی ناقہ نشین — دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محمل میں نہیں
موج سے دست و گریبان ہے تہ دریا میں ڈھونڈھ — گوہر مقصود تو دامان ساحل میں نہیں
بعد مردن لاش اُس کوچے میں گڑ جائیگی — آسمان اتنی زمین کیا کوے قاتل میں نہیں
اُسکو گردن میں پہن کر کب گلے میرے ملا — سورۂ اخلاص قاتل کی حمائل میں نہیں
شکوۂ بُعدِ مسافت اتنا سالک کیا ضرور — نابلد ہو راہ سے تو پھیر منزل میں نہیں
ساربان ملتا نہیں ہے کون مجنون کو جواب — لیلی گونگی ہو گئی یا کوئی محمل میں نہیں
شکر اللہ جذب اُلفت نے کیا انکو مُقر — وہ جو کہتے تھے اثر اب عشق کامل میں نہیں
کیسکے آگے رونا تنہا نغمہ پیرائی کروں — ایک بلبل ہمنوا سیرِ عنادل میں نہیں

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصویر کے چلا اب تصویر و ہما و جھلال زمین پر اُتر آئے ملکہ ہما
نے بڑھ کر فغفور کو اٹھایا فغفور اُٹھی چہرہ مسخ ہو رہا ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے
مگر ہمائے اور رنگ نشین نے ہاتھ پیٹھ پر پھیرا جھولی سے ایک آبخورہ پانی کا نکالا
اُس سے فغفور کا منہ دھلایا فغفور چالاک و چست ہوئی کہا کہ اے ملکہ عالم آپ نے

عین وقت پر مدد کی کنیز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچا یا ہماے اور نگ نشین سے نے کہا
کر دیکھو اس بیچارا کا کیا حال ہو دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہو اب مین اُسکو حکم دیتی ہون
غرضکہ بلور گریبان پھاڑے ہوے سامنے تصویر دلکش کے پہونچا اور پکار کر آواز
دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو خرامان باغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار
کرو میرا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نگاہ ملجائے تو قلب تسکین پائے تصویر
نے سر اُٹھا کے کہا کہ ای بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش مین آؤ ملکہ ہما نے حکم دیا ہو
کہ تیمور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ مین ابھی سر لاتا ہون دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہون کیا
مجال کہ وہ مجھسے سرکشی کرے یقین ہو کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اُسکا لاکر سامنے ملکہ کے
پیش کش کرون میرے دل کو آرام نہین سوائے تیمور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام
نہین آخر کہان جائیگا شرمندہ ہوکر زور سحر دکھائیگا اگر سرکشی کریگا بہت پچتائیگا یہ
کہتا ہوا تیمور کو للکارتا ہوا چلا کہ او تیمور ملکۂ عالم کا حکم ہو سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر
قلم کرون تیمور نے جو بلور کو اس حال مین دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای افسران فوج
اپنا افسر کو روکو یہ اپنے ہوش مین نہین ہو مجھسے زبان لڑاتا ہو دیکھو کس آزادی سے آتا ہو
افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جسنے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا پکارتا ہے
کہ بارو مجکو ذرو کو معشوق کا حکم بجالاؤن لیکن اس صحرا کے قریب ایک جنگل ہو اُسکو
صحرائے زور آوران کہتے ہین شہ زور کرگدن سوار اس صحرا کا حاکم ہے
بیس ہزار پہلوان زبردست خدمت مین حاضر رہتے ہین یکا یک اُسکو ہرکارون نے خبر
دی کہ ای شہ زور کرگدن سوار صحرائے حسرت انگیز مین طلسم کشا آیا ہو تیمور اور
بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جری و بہادر ہو کہ ساحرون کو قتل کر رہا ہو کسی کے
روکے نہین رکتا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل
کریگا اُسکو طرۂ پیغمبری ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کرگدن ہمارا
تیار کرو سلاح جنگی جسم پر لگا نے کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چلا
ایک ایک اُن مین قوی تن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ مین جاکر طلسم کشا سے لڑون

مگر شہ زور کہ سب کا اُستاد ہی جھومتا ہوا گردن پر سوار ساتھ والوں سے کہتا ہوا آتا ہی
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکیں باندھ کر لاؤں اپنا زور دکھاؤں پسران حمزہ کو اپنے زور کا
بڑا دعویٰ ہی یہ شخص جو لڑ رہا ہی یہ سر فتنہ ملک فرنگستان مشہور ہی بڑے بڑے کار نمایان
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوے کوئی اس سے مقابلہ میں سر بر نہیں ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہیں ہو گا ورنہ رستمی نکال دیتا اسطرح رستم نہ مشہور ہوتے
میں جا کے آج سمجھا دونگا یہ کہہ کے بکبر و نخوت کرگدن پر سوار ہوا بیس ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا چلا غرور میں تیور پر بل پڑے ہوے یہاں اب وہ وقت ہی کہ تیمور بڑے
زور و شور سے معروف جنگ ہی لیکن نہایت تنگ ہی کہ رستم پر سحر تاثیر نہیں کرتا رستم
شیرانہ لڑ رہے ہیں فغفور و ہلال بلقصو پر جھک جھک کر سحر کر رہے ہیں بڑے بڑے
ساحروں کو مار لیا بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہیں
کہ صحرا سے گرد اڑی اور آواز آئی کہ باش اے فرزند صاحبقران تمہاری رستمی کا میں بہت
مشتاق ہوں ساکنان طلسم ہفت پیکر میں سے ہوں شہ زور نام اور میرا نام ہے یہ
جو بیس ہزار پہلوان میرے ساتھ ہیں یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہیں ہر ایک کے سو سو
پچاس پچاس شاگرد تھے انکے اکھاڑوں پر پہونچا اور ان سب کو ڈکا زیر کر کے اپنا شاگرد
کیا آج تمنے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرا میں آکے تلوار رسائی یہ ساحر ہیں جنگ شمشیر زنی
سے نہیں ماہر ہیں اے تیمور صف باندھکر ٹھہر جاؤ میں ابھی زیر کر کے تمہارے ساتھ
کیے دیتا ہوں قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہ زور نام آور اُسنے رستم کو
زیر کر کے بھیجا ہی آواز شہ زور کی سنکے رستم تلوار پکڑ کے کھڑے ہوے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الگ صف باندھ کر کھڑا ہوا شہ زور نے کرگدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر نیزہ
ہلانے لگا پکار کے آواز دی کہ اے رستم زمان وا اے فرزند صاحبقران اب مجھ سے مقابلہ
میں آئیے تیغہ ہفت جوہر کی چمک ہم بھی دیکھیں رستم نے مرکب جھکایا باگ پھیر کر
سامنے شہ زور کے آئے نگاہ ور زن ہوے پانچ قدم کرگدن شہ زور کا پیچھے ہٹا تین
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہ زور بہت جھلا کہا اے رستم اس نگاہ ور پہ ناز نہ کرنا

کرگدن پیچھے ہٹتا مین قدم بڑھائے کھڑا ہون رستم نے ہنس کر جواب دیا کہ ای پہلوان زبردست
تمکو اسکا خیال ہو مجکو تو خیال بھی نہین اب نیزہ اُٹھایئے وار کیجیے بہت غرور زیبندہ
نہین غرور ذات پروردگار کو لائق و سزاوار ہی انسان ضعیف البنیان کس بھروسے پر
گھمنڈ کرے ایک قطرۂ نجس سے خلقتِ انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوگا
شہ زور نے کہا کہ ای رستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہر ہین بڑے بڑے
ملکون پر آپ نے لشکرکشی کی مگر یہ سرحد طلسم ہفت پیکر ہی بڑے بڑے پہلوان آئے
اور سر ٹکرا کے چلے گئے یہ نہ سمجھنا کہ مین فنون سپہ گری مین کم ہون تم حملہ کرو بعد اُسکے
مین حربہ لگاؤنگا کہ تمھارا وصلہ نہ باقی رہے رستم نے کہا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں
اگر تمھارے وار سے ہمکو پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شہ زور ہنسا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال یہ تھا کہ سنان نیزہ پر علمشاہ کو اُٹھا لونگا
علمشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی آپس مین ہونے لگی اسکا لشکر
و لشکر تیمور نگران ہی پشت رستم پر ہلال سرکش و ملکہ فغفور و لقمور و دلکش و ہما
اور رنگ نشین و سمک بن عمرو عیار بہ چند کس آمادۂ حرب و پیکار کھڑے ہین جنگ
رستم و شہ زور دیکھ رہے ہین کہ دونون جوانون مین نیزہ چل رہا ہی پہر بھر کامل نیزہ چلا
تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین اب آپس مین چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین رستم
نے مرکب جمکا کر آواز دی کہ ای شہ زور ہوشیار رہو مشت تمھاری سست ہی مرکب
ہمارا چست و چالاک ہی دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہی یہ کہکے نیزہ شہ زور کا گانٹھا اور مرکب
کو اُڑا کے چپیٹرہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہ زور کے نکل گیا مثل تیر شہاب آسمان پر چمکا
اور مثل خط شعاع زمین پر گرا دونون لشکرون مین غریو ہوا شہ زور بہت جھلایا قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا تیغہ لنگر دار جوہر دار نیام انتقام سے کھینچا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہونچی رستم نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
شہ زور نے رستم کا گریبان پکڑا آخر دونون جوان لپٹے ہوے مرکب و کرگدن سے

کو دے شہ زور بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ ای رستم تلوار کی لڑائی مین تم غالب آئے
مگر اب زور مین میرے آپ کے مقابل ہو قدرت نے مجکو شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
ہفت پیکر مین کوئی زور مین میرا نظیر نہین اب کیونکہ بچوگے تلوار کبین قبضے سے مردون
کے نکلتی ہے یہ کہکے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داون پیچ ہونے لگے دستیان
ساتھ زیردستی کے چلنے لگین جہان رستم پکڑ لاتے ہین شہ زور تڑپ کر نکل جاتا ہے
اور جہان شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے اسقدر جلد نکلتے ہین کہ گھٹنے زمین سے
آشنا نہین ہوتے شہ زور عاجز ہو رہا ہے چاہتا ہے پکڑ کے زمین پر لاؤن اور چت کرین
مگر رستم پر پنجہ نہین قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہے اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہے جی مین
کہتا ہے کہ فرزند حمزہ بلاے روزگار ہے کسی فن مین کمی نہین کرتا رستم بڑے زور و شور
سے لڑ رہے ہین سارا دن اسی جنگ مین تمام ہوا دیکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارد
زرد لرزان و ترسان طرف قلعۂ مغرب کے گیا شہ زور روک کر رستم کو کھڑا ہوا کہا کہ اے
رستم شاباش ہے خوب مجھسے لڑے اس دوپہر مین کسی مقام پر کمی نہین کی مگر خداے ہفت پیکر
نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہے کل پھر تمھارے
اب پھر مقابلہ ہوگا رستم نے کہا کہ اے شہ زور ہمارا یہ دستور نہین کہ جنگ سے بدون
زیر و زبر کیے پلٹین یا تمکو زیر کرینگے یا زیر ہو جائینگے پلٹا کیسا شہ زور نے کہا کہ مین بھی
بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہین چاہتا لیکن آج معاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر
آپ سے مقابل ہونگا برابر سے لڑونگا کمی نہ کرونگا رات کو جو ہم اور آپ لڑینگے تو کون
دیکھیگا بیس ہزار پہلوان دیکھنے والے کھڑے ہین رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دو بادشاہون
کو رات کا دن کرتے کیا دیر لگتی ہے یہ سنکر شہ زور نے پلٹ کر آواز دی کہ ہان یارو روشنی
کرو لڑائی اٹھ گئی جلال سرکش نے بدعو کر سحر کیا کہ جلتے فولادی مشعلین لیکر موجود ہوے
ایک طرف سے ملک ہماے اور رنگ نشین نے سحر کیا کہ سنہری پتلیان قندیلین لیکر
موجود ہوئین اور جنگل مین پھرنے لگین تصویر و فغفور نے بھی ایسا ہی سحر کیا ملازمان
شہ زور نے پنج شاخے گڑوا دیے درختون مین فیتلے باندھ کر روشن کیے تمام نخلہا سے صحرا

سنگار معلوم ہوتے تھے یہ تھے مثل برق کے چمکتے ہیں شانوں میں فیتلے بند ھاوزیخ تا سر نکل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ ای شہزور اب وقت جنگ ہو اب کیا در نگ ہی شہ زور بھی بہ مجبوری آمادہ جنگ ہوا اور دل میں کہہ رہا ہی کہ بڑے ظالم سے مقابلہ پڑا ہی دیکھوں اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری میں طاق شہرۂ آفاق کسی مقام پر کمی نہیں کرتا کل فنون میں بے مثل و بے نظیر ہی حسن میں لاجواب اگر قدرت مدد کریں تو البتہ غالب آؤں آخر کار شب کو معروف کارزار ہوا ایک طور پر کشتی ہونے لگی چار پہر رات ایک طور پر کشتی رہی بوقت سحر رستم زیادتی کرنے لگے جب پکڑ لاتے ہیں دو دو گھڑی رگڑتے ہیں بمشکل شہ زور نکلتا ہی بہ روں ہانپتا ہی چہرے کی کیفیت ہی کہ ماتھا نوں سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہی دوپہر ڈھلتے ڈھلتے رستم شہ زور کو ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لا کے ہکہ مارا دونوں گھٹنے شہ زور کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کروں رستم نے دونوں ہاتھ ستون کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرۂ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے زور میں چھاتی تک دوسرے زور میں تا بسینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا پہلوانوں نے جو دیکھا کہ ہمارے افسر کو اٹھالیا لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو چیخ دے کر زمین پر مارا سمک نے دوڑ کر حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا کہ لے بھاگوں لیکن ملازمان شہ زور نے آ کے گھیر لیا سمک کو یقین ہوا کہ اب میں قتل ہو جاؤنگا آخر پشتارہ چھوڑ کے بھاگا پہلوان چاہتے ہیں کہ رستم سے لپٹ جائیں مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے صدہا پہلوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گرد رستم کے لاشے پڑے ہیں تلوار چل رہی ہی آخر جلال سرکش گولا پکڑ کے جا پڑا جھپٹ کر گولا لڑا کئی ہی جوانوں کے سر پھٹے ملکہ ہما سے اور تنگ نشین ایک طرف سے سحر کرتی ہوئی جا پڑیں ایک طرف سے ملکہ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان مہ جبین نے سحر کیے کہ زمین کانپ گئی آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم الامان رستم نے قریب پہونچ کر شہ زور سے کہا کہ کیوں ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اگر کچھ اور زمین اور حوصلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو مین پھر تمسے برائے زور آزمائی موجود ہون خواہ نیزہ خواہ تلوار خواہ کشتی انمین سے جو ہوس ہو مین پھر موجود ہون شہ زور نے کہا کہ ای شہریار مین خوب امتحان کر چکا سب فنون مین آپ سے کم ہون آپکی اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون کہ مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت رہون رستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ یارو خبردار تلوار نیام مین کرو مین نے بدل رستم کی اطاعت کی رستم نے شہ زور کو گلے سے لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوے پندرہ ہزار نے بدل وجان اطاعت کی تیمور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور وشور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیمور نے اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور و رستم کو گرفتار کر لو فوج والے تیغ وتاریخ لیکر جا پڑے جہلال سرکش نے بڑھ کر تیمور کو روکا تیمور بھاگا چاہتا ہی کہ بھاگ کر نکل جاؤن رستم لڑتے ہوے سامنے تیمور کے پہونچے للکارا کہ او بیحیا مین تیرے سر کا مشتاق ہون تیمور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پہ تلوار کو روکا الجھاو سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا کہ تیمور نے سحر کرنا موقوف کیا رستم نے ہاتھ مارا تیغۂ ہفت جوہر چمک کر گرا تیمور کے دو ٹکڑے ہوے تیمور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی پتھر برسنے لگے تھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیمور جادو بود رستم نے فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استادہ ہوئی جہلال سرکش وتصویر دلکش وہمانے اورنگ نشین وسماک بن عمرو بارگاہ مین آکر داخل ہوے شہ زور بعہدۂ رفاقت ساتھ ہی بمقام صدر پر رستم آگے بیٹھے فرمایا کہ کیون ای ہمانے اورنگ نشین اب جو یہ خبرین سب تمہارے مان باپ کو پہونچینگی یقین ہی کہ سامان لشکر کشی کرین یا ہم خود قلعہ گرداب نشان پر جائین ہمانے کہا کہ آپ خود لشکر کشی کیجیے وہان آپ کا لشکر بھی ہوش مین آگیا ہوگا مگر یہ خبرین بھی اسکو معلوم ہوئی ہونگی دیکھیے وہ کیا کرے جہلال نے کہا کہ غلام اٹالہ بارگاہ کا لیکر بڑھتا ہی آپ وقت پر آئیے گا شب بھر یہی صلاحین رہین بوقت سحر جہلال سرکش اٹالہ بارگاہ کا لیکر طرف صحرائے گرداب نشان کے چلا بعد تھوڑے عرصے کے رستم نے بھی کوچ کیا عقب مین جہلال کے رستم چلا سماک بن عمرو ساتھ ہی مگر حال نکبت مآل گرداب جادو

و مواج سمندر نشین لکھتا ہون کہ مواج سمندر نشین قلعہ گرداب نشان مین بیٹھا ہی
زوجہ سے کہہ رہا ہی کہ صاحب مین نے کتابون مین دیکھا ہی کہ یہ نوجوان جو آیا ہی یہ اصل مین
طلسم کشا ہی ہرچند کہ مین نے ایسے صحراے ہولخیز مین پھنسایا ہی کہ جہان سے نکلنا دشوار
ہی لیکن یہ جوان صاحب شوکت و اقبال ہی غیب سے اسکی مدد پہونچیگی ہر مقام پہ اسکے
مددگار پیدا ہو جاتے ہین رہائی کی صورت نکل آتی ہی ہر مقام پر اہل طلسم نے طلسم کشا کے
ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہما سے
اور تنگ نشین رہائی پائے اگر جہلال سرکش رہا ہوا تو دم بھر مین رستم کو چھڑا لیگا گرداب
جواب دیتی ہی کہ صاحب قدرت نے پدر کی زمان لکھے ہین کہ جسطرح بن پڑے طلسم کشا
کو گرفتار کرو تم ایسی باتین کہتے ہو جس سے کہ ساحرون کا حوصلہ شکست ہو کمر ہمت مضبوط
باندھو آئندہ جو منظور خداوند یہ ذکر تھا کہ چند طائران زرد آسمان سے آئے اور غلغلہ
مار کر انسان بنے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دینے لگے بعد اسکے عرض کی کہ اے مواج سمندر نشین
رستم نے صحراے حسرت انگیز سے رہائی پائی اور اُنکے ساتھ والے بھی رہا ہوے
اب جہلال سرکش اتار بارگاہ رستم کا لیے ہوے آپ کے قلعے پر آتا ہے
یہ سنتے ہی مواج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت
بیقرار ہی رفیقون سے کہتا ہی کہ یارو کیا کہون مین چاہتا ہون دل کو پھیرون دل نہین پلٹتا

اب تو یہ کیفیت ہی نظم

تجمل مجھکو یاد آتا ہی اُس گل کی سواری کا
چمن مین آج چلتا دیکھ کر باد بہاری کا

ترے نقش کف پا کے لیا کرتا ہون مین بوسے
ہوا ہی عشق مین یہ حال میری خاکساری کا

تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے
لکھا ہی مین نے کچھ کچھ حال دل کی بیقراری کا

ارادہ ہی فلک سے پیجے مہر و ماہ کے ساغر
نہایت اوج پر ہی شوق اُنکی بادہ خواری کا

جہان مین ہی ترا حُسن خداداد اے صنم ایسا
کہ پریان فخر کرتی ہین تری خدمتگاری کا

حسینان جہان کے غول میخانے مین آ پہنچے
بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا

تری تیغ نگہ کے وار کی کیا قدر غیرون کو
مرے دل سے مزا پوچھے کوئی اس زخم کاری کا

کوئی کہدے یہ اُس سے طالبِ دیدار مرتا ہے — ذرا صورت دکھا جا وقت ہوا ہے دم شماری کا
برہنہ دختِ رز کو حضرت زاہد اگر دیکھیں — اُتاریں جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمیں بولی جو بعد دفن میں تربت میں گھبرایا — کہاں ہیں وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جب کبھی سطوت — جوانی میں بہت مشکل ہے چھٹنا بادہ خواری کا

مصاحبوں نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیں ہم مواج کو پیغام دینگے وہ جبر آتیش کو دیگی [illegible]
کرینگے منقار کہتا ہے کہ وہ کون سا دن ہوگا کہ ملک ہماے اورنگ نشین کو اپنے [illegible]
دیکھوں میں نہایت پریشان ہوں یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد [illegible]
عرض کی کہ جہلال سرکش اُٹھا بارگاہ رستم کا لیے ہوئے آتا ہے عقب میں رستم [illegible]
ہماے اورنگ نشین کے آنے میں نام معشوقہ کا سنکر منقار نے مقام [illegible]
ہمارا لشکر تیار ہو جہلال کو قتل کرونگا ہماے اورنگ نشین پہ قبضہ کرونگا یہ کہکے ساٹھ ہزار
کا لشکر لیکر چلا یہاں جہلال ایک مقام پر آکے اُترا ہے کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ منقار
ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے آکر پہونچا جہلال سمجھا کہ مجھ سے مقابلہ کو آیا ہے ہرکارہ
مقرر کیے کہ خبر لاؤ منقار کیا کر رہا ہے پہر رات گئے ہرکارے پلٹ کر آئے عرض کی کہ اُس نے
طبل جنگی نہیں بجوایا جہلال جاکر سو رہا یقین ہوا کہ آج تھکا ماندہ آیا ہے کل طبل جنگی
بجوائیگا جہلال تو یہ سوچ کر سو رہا دو پہر رات گئے منقار نے لشکر تیار کیا یہ ارادہ شبخون
چلا آکے لشکر پہ جہلال کے گرا ساٹھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنابیں خیموں کی کاٹتا [illegible]
بازاریں پامال کرتا ہوا قریب خیمۂ جہلال پہونچا جہلال کو ہرکاروں نے خبر دی کہ منقار
برائے شبخون آیا ہے جہلال جلا کر اُٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ چل رہی ہے
خیمے گر رہے ہیں منقار لڑتا ہوا آتا ہے جہلال نے للکارا جھولی سے گولہ نکال کے مارا
منقار نے گولہ کاٹا گولا جو پھٹ کر گرا کئی سو ساحر منقار کے مرے الامان الامان کی صدا
بلند ہونے لگی جہلال نے دو تین گولے ایسے مارے کہ لشکر منقار میں تہلکہ پڑ گیا پھر طرفہ
جہلال دوڑتا پھرتا ہے لشکر پہ منقار کے گھیرا ڈال دیا جب گولا مارا دو چار سو کے سر [illegible]
منقار چاہتا ہے کہ میں لڑ بھڑ کر نکل جاؤں جہلال نے گھیر لیا ہے رات بھر لوٹ [illegible]

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤن جہلال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوے جنگ کر رہا ہی
یہی قصد ہی کہ منقار کو مارون جب گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ رستم
پیلتن مع ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے نمودار ہوے ایک جانب تصویر دلکش
اور ایک جانب فغفور جادو نہایت زور و شور سے رستم آکر پہونچے جہلال کو جلوٹے
دیکھا نعرہ کیا۔ نعرۂ علمشاہ

منم صف شکن تیغزن پہلوان ۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عینین صاحبقران ۔ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے
جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں کنیز اسکو سمجھا لیے دیتی ہی
ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سونگھے ہوے جھولی سے
نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا کہ پھول شگفتہ ہوے وہ پھول منقار پر پھینک مارے اُنپر پھولون کا
برسنے لگا منقار نے اُٹھا کر پھول سونگھے پھول سونگھتے ہی جھومنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم مین تابعدار رہون نہایت مجبور و ناچار ہون اصل کیفیت کا کیا بیان کرون **نظم**

نہ کسی مین جو رہی مہر و وفا میرے بعد ۔ سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد
شہرۂ حسن زمانہ مین مرے دم سے تھا ۔ پھر ترا نام کسی نے نہ لیا میرے بعد
سورۂ حمد پڑھا آکے مری تربت پر ۔ خیر کی اُسنے محبت کی ادا میرے بعد
کفِ افسوس ملا کرتے ہین اس رنگ سے وہ ۔ اپنے ہاتھون مین لگاتے ہین حنا میرے بعد
ظالم اس درجہ زمانے مین ہوے وہ مشہور ۔ پھر کوئی پھول کے عاشق نہ ہوا میرے بعد
سختیان ہجر مین تیرے جو اُٹھائین مین نے ۔ دے سزا اسکی صنم تجکو خدا میرے بعد
دل سے اپنے مجھے افسوس بھلایا ایسا ۔ نام میرا نہ کبھی اُسنے لیا میرے بعد
ساتھ اغیار کے بیخوف پھرا کرتے ہین ۔ نہ رہی اُنکو ذرا شرم و حیا میرے بعد
نہ ملی مجکو جو معشوق سے اک دن راحت ۔ کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد
مجھسا صابر جو نہ دنیا مین ملا ظالم کو ۔ ظلم کا نام پھر اُسنے نہ لیا میرے بعد
مین وہ بلبل ہون کہ گل چاک گریبان رہے ۔ خاک اڑاتی پھری گلشن مین صبا میرے بعد
نہ رہا عاشق و معشوق مین اُلفت کا مزا ۔ اور ہی ہوگئی دنیا کی ہوا میرے بعد

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا | میری تربت سے یہ آئیگی صدا میرے بعد
نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے ای سطوت | نام کو بھی نہ رہی مہر و وفا میرے بعد

آنکھیں سرخ گریبان پھاڑ کر ہاتھ باندھے ہوے سامنے آیا کہا کہ ای ملکہ جو حکم ہو وہ بجالاؤن ملکہ ہماے اور رنگ نشیمن نے کہا کہ ای منقار تیرا مدعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا کہ تمھارے گل رخسار کا عندلیب ہون افسوس ہو کہ وصل سے تمھارے محروم ہون ایسا نہ ہو کہ زاغ فراق مین ہلاک ہو جاؤن دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو میرے حق مین جو مناسب ہو وہ فرمائیے ای مسیحاے زمان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھائیے ملکہ نے کہا کہ ای منقار تم آگاہ ہو کہ ہمین کسنے تمسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ جسکا حکم ہو اُسنے قصد نہ کیا اُسکی زندگی مین کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہونچاؤ اور جس طرح ہو سکے سر مواج کا لاؤ مین دل و جان سے تمسے راضی ہون وہان سے سر لے کے پھر دولہا بنو کھوپری بھر جائے پس پھر تمسے مجھے کسی بات مین انکار نہین یہ مضمون دلچسپ سُنکر منقار چیکارے بھرنے لگا کہتا تھا کہ کیا ساعت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو مین ابھی جاتا ہون جاکر مواج گرداب کا سر لاتا ہون دیکھون تو کون روکتا ہو فوج والے اُسکے بگڑینگے تو مین اُنکو کب مانتا ہون اہل فوج کی اُسکے کیا حقیقت جانتا ہون مواج کو فوراً شکست دونگا دیکھون تو مجھسے کون مقابلہ کرتا ہو یہ کہکے رفیقون کی طرف پلٹا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دیگا دو سو رفیق عمدہ عمدہ سردار مثل کمیدان رسالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ پر گذریگی سر سے جھیلین گے جان پر کھیلینگے مگر آپ کا حکم بجالائین گے سر اُس نابکار کا لائین گے دو سو افسرون کو ساتھ لیکر تلوار کھینچے ہوے طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا تھوڑے ہی عرصے مین جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج والے بھاگ کر عذر کرنے لگے دائرہ اسلام مین آئے رستم تو اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُترے مگر مواج قلعے مین بیٹھا تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج والے بھاگے ہوے سامنے آئے کہا کہ حضور منقار آتش ریز مع دو سو سردارون کے سحر کا ل کرتا ہوا قلعے مین گھس آیا ہو رعیت شاہی کو

قتل کر رہا ہی منھ سے نہین بولتا آنکھین سرخ چہرہ گلنار آپ کا نام لے لے کر گالیان دیتا اور
کہ رہا ہی کہ مواج و گرداب کہان ہین یہ سُنکر مواج سمندر نشین اپنے مقام سے
غصے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ منقار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعے مین گھس آیا دیکھو جا کے
کیا قتال کرتا ہون تنتا ہوا مواج سمندر نشین بیرون قصر آیا دیکھا کہ منقار بہوت لب پر
مُہر سکوت تیغہ کھینچے ہوے رعایا کو قتل کر رہا ہی اور دمبدم پکار کر کہ رہا ہی کہ مواج کس مقام
پر ہی سامنے نہین آتا قصر مین گھس جاؤنگا اندر آ کے سر کاٹونگا زن و شوہر دونون گنہگار
ہین مواج نے للکارا کہ او منقار کیون دیوانہ ہوا ہی تو نے ہزار ہا بے گناہ قتل کیے زبان
کو نہین روکتا یہ کہکے مواج نے گولہ مارا گولہ گرداں دو سو کے پھر اسپ پر سایہ ڈالا
دیکھا سیب نے کہ منقار تلوار نیام مین کرکے ہاتھ باندھے ہوے سامنے مواج کے آیا کہا
کہ اے مواج مین اپنے ہوش مین نہ تھا بڑا غضب یہ ہی کہ ہمارے اورنگ نشین طلسم کشا
کے ساتھ ہی اُسنے تکبیر سحر کیا میرا یہ حال کیا کہ مین آپ تک پہونچا جو کہیے وہ بجا لاؤن جا کے
ہمارے اورنگ نشین کو پکڑ لاؤن یا طلسم کشا کو سزا دون مواج نے کہا کہ اے منقار
تم نہ جاؤ نہین معلوم تمھارا کیا حال کریگی ابکی مرتبہ زندہ نہ پلٹو گے یہ کہکے منقار کو اپنے
ساتھ لیگیا گرداب سے کہا کہ انکو ٹھہراؤ مین جا کر طلسم کشا کو لاتا ہون فوراً قتل کرونگا سر
خدمت مین خداوندی کی روانہ کرونگا یہ کہکے مکان سحر مین گیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا
پر پروانہ پیدا کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا مین پہونچا دور سے
بارگاہ دیکھی خدمتگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام صدر پر بیٹھے
ہین جملہ سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین مواج کھڑا رہا جب دربار برخاست ہوا اور
طلسم کشا خاصہ نوش کرکے براے آرام چلے مواج ایک گوشے مین آیا نقب سحر کھودنے
مین مشغول ہوا جب نقب سحر تیار ہوئی تو نقب مین بھاندا چہرہ نقب کا بارگاہ طلسم کشا مین
مین توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہین سرھانے کرسی پر تیغہ ہفت جوہر و کلاہ ہفت گوشہ
رکھی ہی زرہ زیب جسم ہی بڑھ کر آہستے اول تیغہ و کلاہ اُٹھائی کھڑا ہو کر سحر کرنے لگا سوتے مین
طلسم کشا بیہوش ہوے جلدی مین زرہ اُتار نہ سکا بقچہ کمر مین دیا اُٹھا کر کاندھے پر ڈالا

اسی نقب مین پھاند انقب کو طی کر کے باہر نکلا طرف قلعۂ گرداب نشان کے چلا سمک اپنے
مقام پر پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی کھلے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ
ایک سگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہی گھبرا کر سمک اٹھا دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا دیکھا
کہ نگہبان بیٹھے ہین جھپٹ کر بارگاہ مین آیا پلنگ اپنے آقا کا خالی پایا چہرہ نقب کا دیکھا بدحواس
ہوگیا اور نقب مین پھاند پڑا نقب کو طی کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور برسر طلایہ ہے
سمک کو دیکھکر پکارا کہ کون جاتا ہی سمک نے کہا کہ مین ہون ای شہ زور بڑا غضب ہوا
کہ آقاے نامدار کو کوئی چرا کے لے گیا شہ زور گھبرایا کہا کہ ای مہتر والا گہر یہ کام مواج
کا ہی بڑا ساحر زبردست ہی وہ ہی آکر آقا کو لے گیا یہ سنکر سمک نے کہا کہ مین جاتا ہون
اگر کچھہ بن پڑا تو عیاری کی ورنہ تم سب صاحبون کو اختیار ہی یہ کہ کے سمک بھاگا تلاش
مین مواج کی چیلا مواج بارہ کوس کا میدان طی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
جنگل کا تماشا دیکھ رہا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمک رہا ہی
موجہ بلند حباب کنارے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دکھا رہے ہین پانی کو
دیکھکر مواج کو جوش آیا کنارے پر جھیل کے اترا پانی پیا ہاتھہ منھہ دھویا دیکھا کہ رات کا
وقت ہی طائر آشیانون سے گمان مین صبح کے چہکار اٹھے ہین تعریف اپنے معبود حقیقی کی
کر رہے ہین مواج نے پشتارہ رستم پیلتن کا ایک تختۂ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی
آوازین سن رہا ہی وجد مین ہی جی مین کہتا ہی کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہی مقام صحرا
باغ سے بہتر ہی اسی جنگل مین طلسم کشا کو قتل کرونگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
صاحب کیا کمال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لائے لیکن اب یہان کیون کھڑے ہو کل لشکر
طلسم کشا مین غلغلہ ہو رہا ہی ہر ساحر وغیر ساحر کا یہی ارادہ ہی کہ تلاش مین اپنے آقا کی
جائین اگر تمکو پا جائین گے تو بوٹیان کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر مین چلو
پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوجہ میری گرداب جادو لہنگا پہنے ہوے نتھہ ناک مین گھبرائی ہوئی
آتی ہی پکارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر مین اپنے چلو سب سردار تمہارے مشتاق ہو رہے ہین
سب کا یہی قول ہی کہ ہمارے افسر صاحب ہو گئے ہین خالی نہ ملینگے طلسم کشا کو لیکر آئینگے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اُٹھا لیا کہا کہ صاحب چلو ایسا نہو کہ ہمارا یہان طلسم کشا
آئین جلال سرکش کہ ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو لے کر ادھر
آئے مین لشکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی بھاگے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کہتی تھی کہ یارو لشکر تیار کرو مین لشکر کشی کر کے جاؤن وہ گیسو بریدہ سب سے
زیادہ بیقرار ہی یہ کہہ کے پشتارہ لیے ہوے جاتی ہی کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤن مواج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہی اُدھر کہان جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر مین چلو مین سیدھی
جنگل کو طے کر کے آتی ہون مواج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو مشکل
ہو مواج نے ذرا منھ پھیرا تھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی مواج نے اپنی ران پر ہاتھ
پھیرا اور منھ کو دیکھکر آواز دی کہ او مکار مین نے پہچانا کہان جاتا ہی ارے میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہی سمک اور بھاگا مواج نے وہین سے سحر کیا سمک گرا رنگ و روغن عیاری کا
چہرے سے اُڑ گیا جھپٹ کر مواج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونون کو گرفتار کر کے لے چلا
سمک کو پیدل لیچلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا لیے ہی یہان گرداب جادو بعد جانے نخوت
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر مین پھر رہی ہی کہتی ہی کہ صاحبو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہین طلسم کشا صاحب تحفہ جات ہی سحر اُسپر تاثیر نہ کریگا یکہ و تنہا گئے ہین
خداوند ہفت پیکر اُنکو بچائین کہ یکایک سمک سے باتین کرنے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ ارے صاحب صاف صاف کہو کیسے ہو اے مواج نے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
مبارک ہو کہ مین طلسم کشا کو لایا راہ مین اس مکار نے تمھاری صورت بہ عیاری کی مگر مین نے
پہچان لیا دونون گرفتار ہوے جلد میدان خونی کی تیاری کرو کہ ان دونون کو قتل کرون تو
دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
وارین استادہ ہونے لگین جلاد شلنگین لگانے لگے ہر طرف یہی غل ہی کہ لاؤ طلسم کشا کو قتل
کرین مواج نے اسی طرح طلسم کشا کو بیہوش رکھا ہی سمک ہوشیار ہی مگر رو رہا ہے
دیکھتا ہی کہ آقا کے جسم مین صرف زرہ ہفت جوش ہی کلاہ و تیغہ قبضے مین مواج کے ہی
مواج تیغہ ہاتھ مین لیے جلادون سے کہ رہا ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

اگر یہ رہا بھی ہوجائے تو کیا کر سکتا ہی سماک دعائیں مانگ رہا ہی کہ ای کارساز خدای بے نیاز تیری ذات پہ کل سامان موقوف ہیں اگر تجھکو منظور ہی تو بچا لینا اپنے بندے کا کیا بات ہی بلک بلکنے کے دعائیں مانگ رہا ہی عرض کرتا ہی کہ ای خالق حقیقی و ای رب تحقیقی رحم کر دے نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک ‏ ‏ خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک
ہمچو گل بنمود از کتم عدم رخسار خاک ‏ ‏ شد جدا از فیضان وحدت مطلع انوار خاک
گشت ہمصورت بشکل چہرہ گلزار خاک

خاک شکل شمع در بزم جہان شد جلوہ گر ‏ ‏ جلوہ اش در چشم خلق آمد نظر زیر و زبر
گاہ آمد ریختہ در برگہ درمیان خشک و تر ‏ ‏ گاہ زر گشت و گہے سیم و گہے لعل و گہر
جا بجا بنمود با نوع دگر اظہار خاک

گاہ چشم و گاہ گوش و گاہ سر گاہے دماغ ‏ ‏ گاہ مہر و گاہ ماہ و گاہ شمع و گہ چراغ
گاہ سرو و گاہ سنبل گاہ لالہ گاہ داغ ‏ ‏ گاہ قصر و گاہ ایوان گاہ باغ و گاہ راغ
گاہ صحن و گوشہ و دالان و در و دیوار خاک

ہر چہ رتبہ میکند این خاک عاجز افتخار ‏ ‏ بر کسا می پایہ دارد پائے تحت استوار
از کہ شد حاصل غرورش با وجود انکسار ‏ ‏ ہر چہ طاقت می پرد تا اوج گردون این غبار
ہر چہ حیثیت رود تا گنبد دوار خاک

سماک بلک بلک کر دعائیں کر رہا ہی رات کم باقی ہو سب نے دیکھا کہ جلاد مہر درخشان خنجر شعاع و ضیا کھینچے ہوے میدان چرخ نیلی میں آکر آمادۂ قتل ہوا یہان میدان خونی تیار ہوا واریں استادہ ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگے چاہتے ہیں مواج حکم دے تو رستم کو قتل کریں مواج حکم دے رہا ہی کہ مارو طلسم کشا کو قتل کرو جلاد سر پر طلسم کشا کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر کھینچ کر قریب سر کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای مواج سمجھ کر حکم دینا حکم اول ہی قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی مواج نے حکم دیا کہ جن ہزار حکموں کا ایک حکم دیا کہ سر کاٹ لو جلاد خنجر کھینچے ہوے سر پر رستم کے آیا چاہتا ہی کہ خنجر ماروں سماک کلیجہ پکڑے رو رہا ہی جلاد خنجر کھینچے ہوے جھپٹا چاہا کہ خنجر ماروں کہ ایک

پھول آسمان سے گرا جلاد نے وہی خنجر اپنے گلے پر پھیر لیا اور پکار کر آواز دی کہ غلام طلسم کشا پر نثار ہوا جب وہ جلاد مر کر گرا مواج نے کہا کہ ارے یہ کیا ہوا جلاد نے کیونکر اپنی جان دی خنجر اپنے ہاتھ سے اپنی گردن پر پھیر لیا یہ کسی کے سحر کی تاثیر تھی سر اٹھا کے جو آسمان کی طرف دیکھا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہین اور کچھ علامت نہ معلوم ہوئی گردآب نے کہا کہ صاحب یہان ساحر اس طرح نہین آئیگا آئیگا تو مارا جائیگا چند طائر آسمان پر اڑ رہے ہین ان طائرون پر سحر کرو اگر طائر اصلی ہین بھاگ جائینگے اگر کسی کے سحر کے ہین تو قائم رہین گے مواج نے ایک گولا طرف آسمان کے پھینکا گولا جا کر پھٹا ایک طائر الٹ گیا دیکھا کہ ملکہ ہماے اور زنگ نشین بصورت طائر غرا رہی تھی منقار پہلو مین مواج کے کھڑا تھا معشوقہ کے جمال جہان آرا کو دیکھا بیتاب و بیقرار ہو گیا پکار اٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری یہ کیفیت ہے

نظم

کسطرح شکر کرون تن مین نہین جان قاتل
میرے سر پہ ہو تری تیغ کا احسان قاتل

دل مین باقی نہ رہے ذبح کا ارمان قاتل
میری گردن پہ پھرے خنجر بران قاتل

بلبل جان کا کھلنا ہے نہایت مشکل
ہین گل زخم کہ پھولا ہے گلستان قاتل

وار ہنس ہنس کے لگاتے ہین جو مجکو تیرے
ہر گل زخم ہے چمن پہ گل خندان قاتل

دیکھ لیگا جو دم ذبح پریشان مرا حال
تو بھی ہوگا صفت زلف پریشان قاتل

نیمجان چھوڑ کے تو جائیگا تو غم ہوگا
دیدۂ زخم رہین گے مرے گریان قاتل

مین وہ کشتہ ہون کہ ممنون رہون حشر تلک
دے اگر پھر کفن تیغ کا دامان قاتل

بعد میرے جو کسے گا نہ جفائین قاتل
قتل کر کے مجھے تو ہوگا پشیمان قاتل

اپنے کوچہ مین مری لاش کو کر دینا دفن
آرزو جی کی ہے یہی اور یہی ارمان قاتل

سر ابھی کاٹ کے مین نذر کرون حلقہ ہو
دل کی کیا اصل ہے حاضر ہے مری جان قاتل

ہو اجازت تو گلے اسکو لگا دون مین ابھی
ہے تری تیغ مرے سامنے عریان قاتل

بدگمانی جو ہوئی ذبح کے لیے ای سطوت
خوب دیکھا کیا پہرون تن بیجان قاتل

منقار بیقرار طرف ملکہ ہماے اور زنگ نشین کے دوڑا کہ جلال سرکش نے نعرہ کیا اور

تڑپ کر گرا کلاہ و تیغہ جان دیکر اُٹھا لیا اور فوراً کلاہ سر رستم پر رکھی تیغہ ہاتھ میں دیا
رستم کو ہوش آیا رستم نے بڑھ کر نعرہ کیا **نعرہ رستم بن صاحبقران**

علمشاہ رومی شہ فیل زور
منم نور عینین صاحبقران

کہ بر تخت مرزوق فگندہ بدوش
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم

یل نامور رستم پہلوان
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

ایک طرف سے ملکہ تصویر نعرہ کر کے گری ایک طرف سے تعفور نعرہ کر کے آپڑی ان چاروں سرداروں نے زمین ہلا دی لڑائی ہونے لگی تلوار چل رہی ہے رستم لڑائی میں معروف ہیں سمک نے اُٹھتے ہی حقہ ہائے آتشبازی مارے جب حقہ پھٹا شعلہائے آتش گرے سو دو سو جادوگر جل کر گرے رستم برابر گرداب کے لڑتے ہوئے پہونچے گرداب نے تیغہ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ مارا گرداب کا سر زخمی ہوا اُسنے تڑپ کر اپنے کو زمین پر گرایا چاہا کہ لوٹ مارے اُڑ جاؤن کہ جھلال سرکش برابر پہونچا گرداب نے اپنے کو گرا دیا گرداب نے سحر کیا کہ جسم پر جھلال کے آبلے پڑ گئے آگ کر کے گرداب کو چھوڑا گرداب نے چاہا کہ اُڑ جاؤن پشت پر آکر ملکہ بہار نے گولہ مارا پشت پر گرداب کے پڑا منہ کے بھل گرداب زمین پر گری گولے نے پشت کو توڑا کہ رستم نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مار دیا گرداب کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی گرداب کے اندھیرا ہو گیا آواز مین گیر و دار کی آئی بعد تھوڑی دیر کے صدا آئی کہ شعی مرا نام میں گرداب جادو بود یہ آواز مواج نے سنی گھبرا بیٹھ لیا مصاحبون سے دیکھ کر آواز دی سوائے تیغۂ ہفت جوہر کے اور کسی سے گرداب قتل نہ ہوتی وہ ہی خاص یہاں کی مالک تھی اسی کے نام سے یہ صحرا یہان کا آباد تھا آج صحرائے گرداب نشان ویران ہو گیا اگر میرا جی چاہیگا لڑ بھڑ کے نکل جاؤنگا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ جھلال گرداب سے لپٹ پڑا تھا آخر چھوڑ کر بھاگا بہار نے پشت پر آکر گولہ مارا طلسم کشا لڑتا ہوا پہونچ گیا تیغۂ ہفت جوہر مارا تب گرداب قتل ہوئی مواج لڑتا ہوا چلا کہتا تھا کہ جھلال کو مار ڈالونگا اوجہ سے میری کیا سمجھ کے لیٹا آخر بدن پر آبلے پڑ گئے تب چھوڑ کے بھاگا اس طرح سے اُسکو قتل کرون کہ دیکھنے والے خوش ہوا کرین یہ کہہ کے جھلال کو للکارا جھلال رُکا مواج نے گولہ مارا جھلال سرکش نے

گولہ کا گولے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف جہلال کے لپٹا جہلال نے ہاتھ اپنا کاٹ کے
خون پتلے کے سامنے کیا خون پی کر طرف مواج کے لپٹا مواج نے پکار کر آواز دی کہ او
فولاد سینہ شکن ادھر کہان آتا ہی جہلال کو پامال کر پتلہ پلٹا جہلال نے خون چلو مین
لیکر اسپر پھینکا کئی مرتبہ جہلال نے پتلے کو پلٹایا مگر مواج اُسکو دور دیتا ہی پانچوین مرتبہ
پتلہ طرف جہلال کے چلا اب جہلال یہ معرکہ دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوے آتے تھے
دیکھا کہ جہلال کا رنگ رو متغیر ہی اور ایک پتلہ فولادی پنجہ کھینچے ہوے عقب مین جہلال
کے آتا ہی رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیون جہلال خیر تو ہی جہلال نے عرض کی کہ ای شہریار
مین نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹایا اور مواج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہان
ہی سواے حضور کے روکے یہ کسی سے نہ رکیگا یا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہی رستم نے
بڑھ کر تیغ ہفت جوہر چمکایا وہ پتلہ تیغ ہفت جوہر کو دیکھ کر گھبرایا قصد ہوا کہ بھاگے اون
رستم قریب پتلے کے پہونچے پتلے نے پنجہ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر پر روکا جہلال نے
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالدیجیے رستم نے کلاہ ہفت گوشہ
کو گردش دی پتلے پر عکس جو پڑا ایک چیخ مار کر پکار اُٹھا کہ ای مواج مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا
کے بچا لے مواج دوڑا چاہتا ہی پتلے کو گود مین اُٹھا لون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لون کہ
رستم نے ہاتھ تلوار کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوے پتلے کے مرتے ہی رنگ روے
مواج متغیر ہوگیا للکار کے آواز دی کہ ای طلسم کشا تو نے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹایا کہ میرے
قلب پر صدمہ ہوتا گرداب کا قتل ہونا باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوا
یہ سحر میرا وہ مٹا کہ قلب پر صدمہ ہی خداوند ہفت پیکر اپنے مقام سے تکلیف فرمائین تو
شاید غلام کو بچائین ورنہ زوجہ کا ایسا صدمہ ہوا ہی کہ سب سحر بھولا جاتا ہون کہ سامنے
سے لڑائی ہوئی ملکہ جہانے اور رنگ نشین آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی
ظالم باعث بربادی صحراے گرداب نشان ہوئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ ای گر
کیسو بریدہ تو نے صحراے گرداب نشان تباہ و برباد کرایا اُن کو قتل کرایا اب
عرف مین باقی ہون مین بھی جان دینے پر آمادہ ہون مین تجکو قتل کر کے مرونگا یہ کہکر

گولہ مارا ہما نے اور تنگ نشین نے گولے کو ہاتھ مین روک کر وہی گولہ مواج پر مارا مواج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شانے پر ملکہ ہما کے پڑا کر شانہ نشانہ ہوا ملکہ ہما نے زخمی ہوکر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی پکار کے آواز دی کہ کنیز رخصت ہوتی ہی اب کنیز کی یہ کیفیت ہی در اصل یہ صورت ہی

نظم

صدمہ یہ اُسکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا
اگر پائمال ناز مراد دل ہوا تو کیا

مین نے شب فراق مین جھیلی ہین سختیان
روز فراق آ کے مقابل ہوا تو کیا

تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین
تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا

ہی آنکی اک ادا پہ تصدق ہزار جان
کیا بات ہی نثار اگر دل ہوا تو کیا

باطن مین تو نہین کوئی صورت ملال کی
گردن مین ہاتھ اُسکا حمائل ہوا تو کیا

اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لے لیے
اک بوسہ کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا

سودائی آپ کے تو بہت سے ہین شہر مین
اک مین اسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا

سطوت تمھارے دل سے محبت نہ جائیگی
رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

طلسم کشا نے جو صدائے حسرت انگیز ملکہ ہما کی سنی بیقرار ہو گئے لڑتے ہوئے طرف مواج کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر چمکا کر سر مواج کا اڑایا مواج کو بڑا قلق ہوا تلوار کھینچکر طرف بیٹی کے چلا پکارتا ہوا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی سزا دیتا ہون یہ کہکے آواز دی کہ ای جوان صحرائے گرداب نشان جلد آکر حاضر ہو یہ وقت دستگیری ہی آواز آئی کہ حاضر دیکھا کہ ایک زنگی تیغ ہاتھ مین لیے سامنے مواج کے آیا کہا کہ ای افسر جو حکم ہو وہ بجالاؤن مواج نے طرف ہما کے اشارہ کر دیا کہا کہ تو جانتا ہی یہ میری بیٹی ہی لیکن اسنے مان کو قتل کرایا اس وجہ سے تو اس شوخ دیدہ کا سر لا تب جا کے میرے دل کو آرام آئے وہ زنگی بہت خوب کہکے جھومتا ہوا طرف ہما کے چلا ہما نے جو دیکھا کہ زنگی آتا ہی جھلال سے اشارہ کیا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ جھلال جست کر کے سامنے زنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے کالے تجھسے مقابلہ کر عورت پر کیا جاتا ہی وہ مواج کی بیٹی ہی یہ کہکے کئی گولے مارے جو گولہ زنگی پر پڑتا ہی زنگی سپر سپر کر دیتا ہی گولہ جست کر زمین پر گرتا ہی اسی طرح کئی گولے مٹے

زنگی جھومتا ہوا سامنے جہلال کے پہونچ گیا جہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی
کہ ملکہ ہما نے پیچھے سے سحر کر کے تیغ زنگی پر ماری لیکن تاثیر نہ ہوئی چھٹی ضرب میں تیغہ
ٹوٹ گیا اور زنگی طرف ہما کے چلا تصویر دلکش نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ زنگی ہما سے
اور رنگ نشین کو قتل کیا چاہتا ہی اور ہما بد حواس بھاگی ہوئی جاتی ہی زنگی مثل شعلۂ جوالہ
دوڑتا ہوا جاتا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ ہما کو پکڑ لون بہ تعجیل تمام جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر
نکالا نشتر زبان پر مارا زبان سے چند قطرے لہو کے لیے وہ لہو کے قطرے زنگی پر پھینک
مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا مواج نے جو دوسرے زنگی کا جلنا دیکھا
ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ یارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے رازدان ہیں
کسطرح اپنی جان بچاتے ہین تصویر دلکش نے معشوقۂ طلسم کشا یعنے ہما اور رنگ نشین کو
بچالیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہیں معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرانہ لڑ رہا ہی یہ کہکر
طرف جہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ جہلال لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی
ای شہریار علام کو بچایئے مین ایسا بیکار ہوا کہ سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا
طلسم کشا نے جو جہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچے ہوے بیچ مین آئے مواج کو للکارا کہ
او نامرد خبردار جہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کرڈالونگا جس قبیلے سے تو ہو اُس
قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچیگا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کرونگا مواج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر
مارا کہ ہما اور رنگ نشین بھی زمین پر گری مواج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری فغفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرون مواج نے پھر دو ہتھڑ مارا
کہ فغفور بھی گری اب ہما و جہلال و فغفور و تصویر یہ چارون سردار زمین پر گرے ایڑیان
رگڑنے لگے مواج چاہتا ہی کہ ان چارون کے سر کاٹ لون ادھر سے طلسم کشا لڑتے ہوے
آتے تھے چاہا کہ جہلال کا ہاتھ تھامون ادھر کنیزون نے یہ آواز دی کہ ای شہریار چارون
ساحر آپ کے بیکار ہوے اپنے کو جلد پہونچایئے اپنے ساتھ والون کو بچایئے انکو مواج
قتل کیا چاہتا ہی رستم نے جو کنیزون کی یہ آوازین سنین بیتاب ہو گئے ملکہ ہما کو زمین پر
ایڑیان رگڑتے دیکھا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سو ساحر نابینا ہوے اُن ساحرون نے
مواج کو آواز دی کہ ای افسر ہم بالکل بیکار ہوے طلسم کشا نے کیا شعبدہ کیا کہ ہمکو نہین سوجھتا
بالکل نابینا ہوے اور ٹو مواج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر مین پنجہ دیا جست
کر کے لے اُڑا رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتارون جب تک کمان کاندھے سے
آتارین وہ خطاکار قندیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ مواج شہ زور کو لے گیا چارون
سردارون کے قریب آ کے عکس زرہ ہفت جوش کا ڈالا سردار اُٹھے باقی ماندہ ساحرون نے
پر سحر کرنے لگے ساحر ہاتھ باندہ کر سامنے رستم کے آئے مطیع اسلام ہوے طلسم شاہ داخل
بارگاہ ہوے اہل قلعہ گرداب نشان آ کر حاضر ہوے رستم نے پوچھا کہ یارو تمکو کچھ معلوم
ہو کہ شہ زور کو کہان لے گیا کہا کہ ای شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو
قلعۂ نہنگ کہتے ہین نہنگ دریا نوش مواج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہو کیا عجب ہو
کہ وہان گیا ہو اُس سے مدد کا خواہان ہوگا وہ بلاے روزگار ہو رستم فرماتے ہین کہ اگر
مجکو لیجاتا یا یہ تحفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اسقدر صدمہ نہ ہوتا مجکو شہ زور
کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہو کہ لائق بیان کے نہین اُسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہو
خاصہ بھی طلسم کشا نے کم کھایا پہر رات رہے دربار برخاست ہوا سب اپنے مقام پر گئے
تصویر دلکش طلاے پہ آئی رستم نے آرام کیا سمک برلبے نگہبانی قریب پلنگ طلسم کشا کے
موجود ہو حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہو کبھی زیر پلنگ چھپتا ہو کبھی گوشے مین مخفی ہو گیا مگر اب
حال مواج کا تحریر کرتا ہون کہ مواج جو شہ زور کو لیکر چلا نہنگ دریا نوش بالاے قلعہ
ٹہل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا مواج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پنجے مین دبائے
اسی طرف آتا ہو نہنگ نے پکار کر آواز دی کہ ای برادر اس پہلوان نے کیا خطا کی کہ جو اسکو
لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ مین نے ایک خبر وحشت اثر سنی ہو مواج گھبرایا ہوا تھا
مگر نہنگ کے کہنے سے اُتر آیا نہنگ نے حال پوچھا مواج رونے لگا کہا کہ ای برادر کیا حال
بیان کرون صحراے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
شریک رستم ہوے مین ناچار ہو کر یہ پہلوان کہ سارے طلسم مین مشہور تھا اور اپنے

زور پہ مغرور تھا طلسم کشا نے آٹھ پہر لڑکر اسکو زیر کیا یہ رفیق طلسم کشا ہوا جنگ سے جو تنہا
عاجز ہوا تمھاری بجا و ج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے بھاگا چار ساحر کو
طلسم کشا کے ساتھ میں انکو بے کار کر آیا ہون اب کہین ٹھہر کر تدبیر کرونگا نہنگ نے یہ
حال سنکر امواج کو گلے سے لگایا کہا کہ بھائی گرداب نے اپنے سحر کے زور میں ابھی جان دی
تم قلعہ میں بیٹھ آرام کرو میں جا کر ابھی طلسم کشا کو تنگ کرونگا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر ہتھے
چڑھ گیا اور تحفہ جات لے لیے تو طلسم کشا کو سوائے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ہاتھ
سے گلا کاٹ لیگا یہ کہکے نہنگ دریا نوش بصد جوش و خروش اڑتا ہوا طرف لشکر
طلسم کشا کے چلا آ کے ایک پہاڑ پر ٹھہرا فغفور کو طلاے پر دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر
سیم بر رشک قمر ٹہل رہی ہے نہنگ عقاب بنکر گرا فغفور کو اٹھا لایا دامان میں سوزن
دی پھر چھٹ کر گیا لشکر میں اترا خیمہ جہلال دریافت کیا نقب کھود کے خیمہ جہلال میں
پہونچا جہلال کو بھی سحر کرکے لے بھاگا فغفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر میں
آیا ہمائے اورنگ نشین کی بارگاہ میں پہونچا ہما پر سحر کیا کھٹکا جو ہوا ملکہ ہما کی آنکھ
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا سحر کر رہا ہے تڑپ کر اٹھی نہنگ نے جیب سے
حباب چھوڑا وہ حباب ہما پر پڑا حباب بیہوشی تھا منہ پر جو پڑا فوراً بیہوش ہوئی نہنگ
دریا نوش نے ملکہ ہما کو بھی لیا اسی طرح خیمہ تصویر میں آیا تصویر کو بھی بیہوش کرکے
اٹھا لایا جب ان چاروں ساحروں کو لا چکا تب ابر سحر بنایا اسکو لشکر طلسم کشا پر پھیلنے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا تھا ایک ہلڑ جو ہوا سمک فریب طلسم کشا تھا اسنے جو ہلڑ سنا
طلسم کشا کو جگایا عرض کی کہ حضور باہر نکلین دیکھیے لشکر پر کیا آفت ہے پانی برس رہا ہے
جسپر قطرہ پڑا وہ بیہوش ہوا ہزاروں بیہوش پڑے تڑپ رہے ہیں علمشاہ باہر نکلے
دیکھا خیمے گر رہے ہیں پانی بڑے زور سے برس رہی ہے یا تو پانی برس رہا تھا یا یکایک برف
گرنے لگی پہاڑ جابجا سپید معلوم ہوتے ہیں کچھ لوگ زیر برف دبے ہیں پڑے تڑپ رہے ہیں
رستم نے بڑھ کر تیغۂ ہفت جوہر کو چمکایا جس مقام تک چمک تیغے کی پہونچی برف موقوف ہو گئی
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر جو لشکر طلسم کشا پہ بھیجا تھا وہ ابر ٹھہر رہا ہے برف

نہین برستی جی مین کہتا ہی کہ مین نے برف برسا کر چاہا تھا کہ مسلمانون کو ٹھنڈھا کرون یہ کیا
سبب ہی کہ ابر ٹھہرا رہا ہی کیا رنگ ہی کہ برف نہین برستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی
شکل بنکے لشکر طلسم کشا مین آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی چند کس ہوشیار ہین
سمک سیاہ سائے مین کلاہ ہفت گوشہ کے کھڑا ہوا ہی سمک نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر
زمین گیر برف کو پامال کرتا ہوا آتا ہی سمک سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہی یہ برف کو پامال کرتا ہوا
آتا ہی سمک قریب پہونچا کہا کہ ای مرد پیر کس فکر مین پھر رہا ہی کسکی تلاش ہی نہنگ نے
لوٹا جواب دیا کہ مین خبر کو اس لشکر کی آیا ہون سمک نے رستم کو خبر دی کہ چارون ساحر
لشکر سے غائب ہوے نہنگ دریا نوش نے دور سے دیکھا کہ عیار آیا تھا مجکو دیکھ گیا
طلسم کشا سے کہنے گیا ہی یہ سوچ کر بھاگا اگر پہاڑ پر ٹھہرا اور دوسرا لکہ ابر تیار کیا طلسم کشا
نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار ہوے تھے پھر برف برسنے لگی طلسم کشا تیغ ہفت جوہر
چمکاتے پھرتے ہین سمک نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لکہ ہاے ابر آتے ہین
رستم سے کہکر چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہی وہ یک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کوہ کے
پہونچا دیکھا کہ پہاڑ سے لکہ ابر نکل رہے ہین سمک گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا
دیکھا کہ چارون ساحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
سمک نے آکر سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران آپ کیسا سحر کر رہے ہین نہنگ نے کہا کہ تم
کون ہو اور کہان سے آئے سمک نے کہا کہ مین اسی جنگل مین رہتا ہون ایک طائر نے مجکو
آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہی کہ بالاے کوہ ہمارا بندہ خاص آیا ہی اور براے
بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہی جا کر اُسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہوگا نہنگ
نے کہا کہ مناسب یہ ہی کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کرو کل لشکر بیہوش ہو جائے مین جا کر طلسم کشا
کو پکڑ لون سمک نے کہا کہ آپ نے ان چارون نمکحرامون کو خوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر اسلام
ہین انھون نے طلسم کشا کو رہبری کرکے تا بہ قلعۂ گرداب پہونچایا گرداب جادو قتل ہوئی یہ بچ
بھاگ کر نکل گیا یہ کہکے سمک نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے نشے کے جوش مین ہم
آپ ملکر سحر کرین طلسم کشا کو گرفتار کرلین نام شراب کا سُنکر نہنگ ہنسا کہا ای [illegible]

مین عیارون سے بہت ڈرتا ہون آخر تم میرے پاس آ کر بہونچے عیارون کے چیلے نکالے
اب مین تمھین کب جانے دیتا ہون مین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بالاے کوہ
جاؤ گے بعد تھوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول خراب کا ذکر کریگا وہ عیار طلسم کشا
ہو سمک نے چاہا کہ کود کر بھاگ جاؤن مگر نہنگ نے سحر کیا سمک اُٹھتے ہی گرا نہنگ نے
سمک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار مین تجکو قتل کرون تب طلسم کشا کو گرفتار کرون یہ کہکے
چارون ساحرون کی زبان مین سوزن دی اُنکو ہوشیار کیا جھلال سرکش نے دیکھا کہ
سمک گرفتار بیٹھا ہو نہنگ قصد کر رہا ہو کہ سمک و فغفور وغیرہ کو قتل کرون فضاے کال
یہان سے قریب ایک قلعہ ہو وہانکا حاکم نیسان جادو سنگینہ فغفور کا کہ نسبت اسکی
قرار پا چکی ہو بھونری پھیرنا باقی ہو اپنے قلعے مین بیٹھا ہو کہ ہرکارے نے آکر خبر دی کہ تیمور
جادو مارا گیا طلسم کشا کے مقابلے مین گیا تھا وہان قتل ہوا نیسان نے ہرکارون سے
پوچھا کہ یہ بھی تمکو کچھ خبر ہو کہ فغفور بیٹی تیمور کی کہان گئی اُسپر کیا سحر کہ گذرا ہرکارون نے
کہا کہ فغفور قبل قتل تیمور نکل گئی جمال طلسم کشا پر مائل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہو نیسان جادو اپنے مقام سے جھلا کر اُٹھا فغفور کو تلاش کرتا ہوا چلا اول قلعہ تیمور پر
آیا وہان فغفور کو نہ پایا وہان سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر پر طلسم کشا کے
برف برس رہی ہو کہین فغفور کا نشان نہین پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہو بالاے
کوہ آکر دیکھا کہ فغفور سرنگون بیٹھی ہو نیسان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سیہ فام بد انجام تیغہ کھینچے سر پر کھڑا ہو چاہتا ہو فغفور کو قتل کرون نیسان جادو غصّے سے
کانپنے لگا جی مین کہتا ہو کہ شاید یہ ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اُٹھایا کہ فغفور پر خنجر مارون نیسان نے کارد سحر پھینکی کارد سحر آکے
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر گرا اسنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیسان سحر کر رہا ہے
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا طرف نیسان کے گویا پھینکا نیسان
زمین پر آیا دونون مین سحر چلنے لگے جب نیسان نے دیکھا کہ مین غالب نہین آتا جھپٹ کر فغفور
کی زبان سے سوزن نکالی فغفور چونک کر اپنے مقام سے اُٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیسان عشق مین ملکہ فغفور کے ایسا بیتاب ہے کہ دمبدم پکارتا ہے کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان لبون پر دم ہے لبنی یہ کیفیت ہے **نظم**

ایک ڈھب پہ نہیں رہتا ترا زبسکہ مزاج ہے طبیعت متلون تو ہے عیار مزاج

ساتھ دن دل سے ہین حضرت کو دعا کرتے ہم گو نہین پوچھتے تم اے مرے دلدار مزاج

اے مرے رشک مسیحا تری فرقت کے سبب جسم ہے زار و ضعیف اور ہے بیمار مزاج

عرش پر پہونچے نہ کیون اپنا دماغ اے ہمدم ایکباری جو وہ پوچھے مرا دلدار مزاج

سرو قد غنچہ دہن بلبل سا منہ گل سا بدن خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مرا یار مزاج

سچ تو یہ ہے کہ مسیحا تری فرقت مین یہان ایک دن بھی مرا بگڑا اپنا سو بار مزاج

فرقت یار سے ہون گور کنارے پہونچا کیا بتاؤن کہ ہے کیسا مرے غمخوار مزاج

کس محبت سے مسیحا نے شفا سے پوچھا کیسا رہتا ہے ترا اے مرے بیمار مزاج

فغفور جواب دیتی ہے کہ او نیسان کیون دیوانہ ہوا ہے کیا تیری قضا آئی ہے نیسان نہنگ پر سحر کر رہا ہے فغفور نے دیکھا کہ نہنگ بلا کا ساحر ہے اسپر سحر تاثیر نہین کرتا جھٹ کر ہلال کی زبان سے سوزن نکالی ہلال نے اُٹھتے اُٹھتے ہمارے اور نگ نشین کی زبان سے سوزن نکالی ہمانے اُٹھتے اُٹھتے گجرا پھولون کا ہاتھ سے کھولا نہنگ پر کھینچ مارا نہنگ کی آنکھین سُرخ ہو گئین چہرہ گلنار رہا جس نخل کے سامنے مین کھڑا تھا ملکہ ہمانے آواز دی کہ اے طائر زمزمہ سنج نہنگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکایک نخل پر سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اسنے منقار کھولی مثل انسان کے یہ اشعار پڑھنے لگا **نظم**

دکھلا رہا ہے چہرہ کہ انور بہار صبح کیونکر رہین نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح

سرکی نہ زلف اُس رخ انور سے زینہار یاد آگیا جو یار کو اپنا قرار صبح

رخسار کا حسین کے جو عاشق ہین آپ کے کیونکر کرین نہ وہ جان و دل سے نثار صبح

شب بھر یہی دعا ہے خدا سے ہمین شفا دکھلائے جلد پھر ہمین خالق بہار صبح

یہ اشعار اُس طائر نے پڑھے نہنگ جھومنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین مدت سے آپ پر جان دیتا ہون اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

نثار کرون جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ ہما نے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو شہ زور نامو
کو گرفتار کر کے لے گیا اُسکو کہان رکھا نہنگ نے دیکھ کر آواز دی کہ مین اپنے قلعے مین
بیٹھا تھا کہ مواج شہ زور کو لیکر آیا مین نے اُسکو قید کا حکم دیا یہان براے گرفتاری طلسم کشا
آیا تھا اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملکہ نے قریب آکر نہنگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اُتارا
گلے مین نہنگ کے پہنا دیا نہنگ اور زیادہ مبہوت ہوا ملکہ ہما نے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ
شہ زور کو رہا کر کے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ بعد رہائی شہ زور مواج کو اپنے قلعے سے
نکال دو اگر نہ نکلے گرفتار کر کے لاؤ ہم لوگ بھی وہین آتے ہین نہنگ مبہوت ہو کر تیغہ
کھینچ کر چلا عقب مین چارون ساحر چلے سب کے آگے بڑھا ہوا جہلال سرکش برابر ملکہ
ہما کے اور نہنگ نشین آگے بڑھا ہوا نہنگ اپنے قلعے پر آکے پہونچا تلوار کھینچے ہوے
قید خانے مین آیا شہ زور کو رہا کیا مواج نے کہا کہ ای نہنگ تجھے کیا ہوا ہی قیدی کو
رہا کرتا ہی دیکھ یہ برائی ہی نہنگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے
نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہی مواج اور نہنگ سے تلوار چلنے لگی
اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلاے روزگار ہی عاجز کر دیا ہی کہ جہلال سرکش
آکر پہونچا جہلال نے بڑھ کر نہنگ کو سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارنے لگا ہما و
فغفور و تصویر نے مواج سمندر نشین پر آگ برسادی ہما نے گجرا پھینکا فغفور نے
تلوار کھینچ ماری تصویر برق جنگ گری مواج کسی کسی کے سحر کو رد کرکے آخر اُسنے نشانہ
آگے کر دیا نشانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ لیٹ کو زخمی کر کے
چمکی ہما نے جو گجرا مارا مواج پہ اسقدر جھول برسے کہ آنکھین سرخ ہو گئین مبہوت
ہو کر بیٹی کو پکار اُٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے
واسطہ خداوند ہفت پیکر کا ذرا زبان کھولو منھ سے کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

رشک آئینے کو آئے مری حیرانی پر
صدمے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر
ہم تو گرداب حوادث مین پڑے رہا ذ بار نہ
لوگ ساحل کے ہنسین کشتی طوفانی پر

حال کھلتا ہی بد و نیک کا وقت بد مین — جوہر تیغ عیان ہوتا ہی عریانی پر
نہ مٹیگا وہ سمجھ لے تو سے پتھر کی لکیر — جو لکھا کاتب تقدیر نے پیشانی پر
سارے سامان مہیا ہون جو چاہے اللہ — دھیان کرنا نہ مری بے سروسامانی پر
زیست کا خوف نہین جب سے یہ معلوم ہوا — موت مامور ہوئی میری نگہبانی پر
ورطۂ غم سے خدا ہی نے نکالا ای رند — ناخدائی کی مری کشتی طوفانی پر

اس طرح یہ اشعار پکار کر پڑھے کہ سب نے سنے جلال نے پکار کے آواز دی کہ کیون ای موّاج بڑے جوش مین ہو کیا دختر کو اپنے پہلو مین بٹھانا چاہتے ہو موّاج نے جواب دیا کہ ای جلال میرا حق ہی کیا مین نے غیرون کے لیے پرورش کیا تھا مذہب مسلمانان مین ان باتون کی ممانعت ہی ہمارے خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہی ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فغفور نے بھی سحر کیا موّاج اسقدر جوش مین آیا کہ ہزارہا شعر پڑھے پکار پکار کر کہتا تھا کہ ای جان جہان میری جان اب تجھپر جاتی ہے روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جلال نے کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی تجھکو غیرت نہین آتی اپنی زوجہ کے پاس جاتا کیون زیادہ گھبراتا ہو یہ کہکے گودمارا ملکہ ہما نے پکار کے آواز دی کہ ای گل اندام اسکو لیجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوئی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک چمن قمر پیکر سیم کے تیلے چلے ہو تمہ جن میں مسیحائی حسن شباب کی رعنائی جوڑا رنگین پہنے ہوے گوشۂ صحرا سے پیدا ہوئی پکارتی ہوئی کہ ای موّاج مین تجھپر عاشق ہون میرے ساتھ آ مین نے باغ بنوایا ہی نہایت سرسبز و شاداب گل غنچے وہان کے نایاب عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین ہم تم وہان چل کر بیٹھین سیر باغ پُرفرحت دیکھین موّاج اس نازنین کو دیکھکر بے اختیار ہو کر دوڑا جاکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گستاخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا کہ او بیغیرت ہم تجھسے کہتے ہین کہ تخلیے مین چل تو سب کے سامنے پاؤن پھیلاتا ہی دیکھتا ہی کہ جلال کھڑا ہی تو لحاظ نہین کرتا موّاج طمانچہ کھاکر چپ ہو رہا

اُس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
تھوڑی دور جاکر اُس نازنین نے گلے سے موتیوں کا مالہ اُتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہی اسکو
پہن لو مواج نے سر جھکایا اُس مہ جبین نے موتیوں کا مالہ گلے مین مواج کے پہنا دیا مالہ
پہنتے ہی غصے مین کانپنے لگا کہا کہ او شغال تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار مجکو موتیون کا
مالہ پہنایا میری آبرو مین فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس بیہودہ نہ بکو میرے ساتھ باغ مین چلو
بڑی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کمر سے کھینچی
اُس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ او جلاد صاحب ظلم و بیداد سر کاٹ لے تو اس بھید سے
آگاہ نہین سراسر بدعت کرتا ہی کیونکر کہوں کہ تو مجبور مرتا ہو مواج نے ہاتھ تلوار کا مارا
اُس نازنین کا سر کٹ کر گرا مواج جھک کر دیکھنے لگا گلوے بریدہ سے جو فوارہ خون کا
نکلا مواج دریاے خون مین نہا گیا بدن مین آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
قریب اُس جھیل کے پہونچا جھک کر جو جھیل مین دیکھا اپنا عکس نظر آیا پکارتا ہی
کہ ای بھائی آؤ ہمکو کسنے دریا مین قید کیا کئی مرتبہ یہی بات کہکے آخر جھیل سے پھاند پڑا غرق
دریاے لعنت ہوا مچھلیان تڑپ تڑپ کر بلند ہوئین کئی نہنگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام من مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
سردار خوشیاں کرنے لگے جن قلعہ جات کے حضرت نے نام تحریر کیے اُن قلعون پر قبضہ
کرتے ہوئے چلے آتے ہین اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوے یہ سب سرداران قلعہ جات
کو لیکر خدمت رستم مین آئے جہلال نے صلاح کی کہ اب طرف صحراے محیط کے چلیے سمک
نے بھی کہا کہ صحراے محیط مین پہونچکر لوح کا پتہ ملیگا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم اصلی ہی
تین پہاڑ فتح ہوے ان پہاڑون کی بھی سیر ضرور ہی رستم نے فرمایا کہ کئی مہینے سے صحراے
گرداب نشان مین حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعۂ گرداب نشان پر ٹھہر و
بعد ہفتہ کوچ کرینگے اس خیال سے رستم قلعۂ گرداب نشان پر مقیم ہین کہ انکا حال
وقت پر لکھونگا ہمراہیان رستم جو ساتھ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعۂ گرداب نشان
پر آ کر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہی تمام صحرا انکے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے ٭٭

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شاہزادہ سعد بن قباد کا کوچ کرنا قلعۂ لالہ زار سے اور پہونچنا کوہ الماس تک و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عشق | کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق | عجب عشق و اُلفت کے ساماں ہیں
کہ گیسو کی صورت پریشاں ہیں | ہوا قیس محزون کا مجنوں لقب | دکھائے اُلفت نے رنج و تعب
کہ دیوانہ وار و پریشاں رہا | کہ وہ یاد میں رخ کی حیراں رہا | نہ لیلیٰ کا ملنا ستم ہو گیا
کہ ساماں درد و الم ہو گیا | ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیاں | کہ پہونچا سر کوہ وہ نیم جاں
ہوا کوہ کن نام مشہور ہے | یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہے | ہوئے سختی عشق میں رنج و غم
اُٹھائے محبت میں کیا کیا ستم | یہ سختی غرض جان شیریں گئی | محبت میں یہ بات حاصل ہوئی
یہ وہ باغ ہے رنگ جسکا ہے زرد | کیا بلبل غم کو بھی گرد و برد | غم و غصہ واں کا ہر اک پھول ہے
لکھوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہے | چمن اسکے برباد ہیں سر بسر | کہ صیاد ہیں یاں کے بیداد گر
یہ گلچیں کو دعویٰ ہے با صد خوشی | کہ یہ منزل غم نہ طے ہو سکی | ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں زاغ و زغن
سیر کرتے ہیں رو رو کے باہم سخن | کہ کس باغ میں ہے ہمارا گذر | عوض پھول کے خار ہیں سر بسر
نہال مضامیں نہ پایا گیا | کہ اس باغ کا آج سایا گیا | ہوئے ہم گرفتار رنج و الم
دکھائے فلک نے ہمیں کیا ستم | تڑپتے ہیں اس باغ میں بار بار | خزاں آگئی پھر نہ دیکھی بہار
بہار گلستاں کی خواہش رہی | یہی جان پر اپنی کاوش رہی | کہ دیکھیں بہار گلستاں کا طور
وہیں بلبلیں یوں کریں جبکہ غور | دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ | ہے دل میں لالے کی صورت سے داغ
مگر حال اُلفت بہت طول ہے | کرو جلد اس راہ آفت کو طے | لکھو داستان جلالت نشان
کہ مشتاق ہیں ناظر و سامعان

چہرہ رقمان مضامین خجستہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتبہ کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان دکھاتے ہیں۔ شعر۔ مرصع خیال و فصاحت ادا + چنین می نگارد بہ لطف و عطا + سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ شاہزادہ سعد شہریار بادشاہ لشکر اسلام در بندان کو فتح کرتے ہوئے قلعۂ لالہ زار پر پہونچے چار پانچ لاکھ فوج شہریار کے ساتھ ہے ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہیں سر پر جہانبانی کا

جلوہ فرما ہین گرد سرداران نامدار و ساحران غدار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آیا عرض کی غلام نے
خبر پائی ہی کہ ایرج و نور الدہر آپس مین ہمچشمی کر کے جا کر زیر کوہ مقناطیس کوئی مقام قصر عشرت
ہی اُسمین قید ہوے ہین یہ سُنکر بادشاہ نے بہت تاسف کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
ٹہل رہے تہے کہ صحرا سے گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہر پانچہزار فوج سے
آکر پہونچا سرداروں مین مقصود کوہ پیکر و لغمان مردم درہ ہیکلان خود سر مع پانچہزار
فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی پڑی تھی سحر ساحران سے بیہوش ہوے جب
آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحبقران کے قید پایا جب صاحبقران رہا ہوے ان سب نے
کہا ہم خدمت مین بادشاہ کی جائینگے صاحبقران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا
تھا بہر نوع آکر خدمت مین شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحبقران
کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ایرج و نور الدہر قید ہوگئے انکی رہائی کی تدبیر
و فکر واجب و لازم ہی آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکور کے ہمکو پہونچنا ہی
فیروزہ نے عرض کی ہفت پیکر کا طریقہ یہ ہو کہ ان دونون کو کسی جادوگرنی کے سپرد کیا ہوگا
غلام آگے بڑھ کے تدبیر کرتا ہی آپ کے اقبال سے دونون شیر دلون کو رہا کر کے لاتا ہی وہ بھی
دونون آفت برپا کرینگے بہت سے ملک ہفت پیکر کے قبضے مین ہین ابھی کسی کو ملک اہل اسلام
کے قبضے مین آچکے مگر وہ ملعون پہاڑون پر عیش کرتا ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقناطیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اُسی وقت باناے
عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہوگیا صبح کو بادشاہ نے کوچ کیا سرداران مذکور
آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہین ہی کہ لشکر کو طرف
کوہ مقناطیس کے لیجاے مشکبار جادوگر عاشق جمال ہمشیاں ہی رہبری کرتی ہوئی آتی ہی
لیکن فیروزہ بن عمرو مجبور ہین دن شام کو ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت سر سبز و شاداب ہی
چشمہ ہاے آب لاجواب فیروزہ ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا شب ماہ تھی ہاتے جو صحرا کو
دیکھا لاجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس فقیرانی زیب جسم گوری صورت چہرے پر ملاحت
بین نکال کے بیٹھا آسن مار کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

سر سبز ہین نسرین و گل و یاسمن ابتک　　محفوظ خزان سے ہی بہار چمن ابتک
رکھا ہی امانت کی طرح مجھکو زمین نے　　میلا نہین ہونے دیا تار کفن ابتک
کی خاک بھی برباد مری کوے صنم سے　　ہی دل مین کدورت ترے چرخ کہن ابتک
شک دل سے نکلتا نہین ہستی و عدم کا　　ثابت نہ کمر ہی نہ تمھارا دہن ابتک
سو قافلے اس دشت مین آئے بھی گئے بھی　　ہم ڈھونڈھتے ہی رہگئے راہ وطن ابتک
موزون نہین کرتے ہین جو مضمون دہن کو　　سمجھے نہین شاید وہ مذاق سخن ابتک
شمشاد بھی دیکھے ہین بہت لیک بھی لاکھون　　قد دیکھا تمھارا سا نہ ایسا چلن ابتک
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی　　جلتا ہی تب غم سے ہمارا بدن ابتک
بوسے مین لیا کرتا ہون اس رخ کے شب و روز　　خون روتا ہی چھپکے لیے لعل یمن ابتک
اے آرزو محبت ہی خط و خال بتان سے　　قبضے مین ہمارے ہی خطا و ختن ابتک

اس رنگ مین بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گا رہا ہی طائرون نے جو یہ آواز سنی آشیانون سے سر نکال دیے گانا سن رہے ہین لیطفے پھڑک پھڑک کے آشیانون سے گر رہے ہین چند آہوان صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہین آنکھین گردش کر رہی ہین بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین، فیروزہ جان توڑ توڑ کے بین بجا رہا ہی کہ صحرا گونج رہا ہی قضائے کار اس صحرا کی حاکم ملکہ مقناطیس جادو باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی شب ماہ دیکھکر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال مین گذرا چلکر صحرا کی سیر کرون فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا کسی کنیز کو بھی ساتھ نہ لیا تھوڑی دور باغ سے چلی تھی کہ کان مین آواز بین کی آئی حیران تھی کہ کون گا رہا ہی کس لطف سے بین بجا رہا ہی ایسا جنگلہ گا رہا ہی کہ دل بیچین کر رہا ہی دل پر تاثیر ہوتی ہی تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر جہانگیر بگر نہایت حسین و جمیل بین کو گود مین لیے ہوے تانے مار رہا ہی آہوان صحرا و طائران ہوا بلطف سن رہے ہین مقناطیس نے تخت ٹھہرایا دیر تک گانا سنا آخر خیال مین گذرا کہ اس فقیر کو اٹھا کر لیجلو اپنے باغ مین اسکا گانا سننگے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا فیروزہ کی آنکھین بند ہو گئین بیہوش ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر لٹکائی فیروزہ کو اٹھا کے تخت پر ڈالا اسی طرح لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ مین لا کے ایک گوشے مین فیروزہ کو اتارا کنیزون

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آب و دانہ اسکو پہونچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر ہی کنیزین فیروزہ کی خدمت مین گئین فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع حسینان مین پایا ایک کنیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ نام دمبدم فیروزہ کو چھیڑتی ہی کہتی ہی ای شاہ صاحب تم تو لنگوٹ بند ہو ملکۂ عالم کا عالم شباب تمکو اٹھا کر لائی ہین جب یاد فرمائینگی اس وقت کیا جواب دوگے فیروزہ نے کہا کہ بی گلرنگ ملکۂ عالم میری مالک ہین جب مجھے یاد فرمائینگی میرا کام جو گانا بجانا ہی وہ انکو گانا سناؤنگا ملکۂ عالم کا دل بہلاؤنگا اور باتون سے مجھے کیا کام عمر باتون ہی باتون مین کنیزون سے فیروزہ نے پوچھا بی گلرنگ کے کیا خدمت متعلق ہی کنیزون نے کہا یہ گانے ہی فیروزہ باتون مین لگا کر گلرنگ کو خلیہ مین لیگیا اور اسکو بیہوش کیا اسکو ترکنار ڈالدیا آپ اسکی شکل بنکر کنیزون مین آملا اب منتظر ہی کہ دیکھیے ملکۂ عالم کب مجھکو طلب فرماتی شب کو مقناطیس جادو و صحبت مین بیٹھی کنیزون سے کہا شاہ صاحب کو لاؤ کنیزون نے عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہین ملتا گلرنگ نے کہا واری اس فقیر کی کیا ضرورت ہی مین اس سے بہتر گانا سناؤن مقناطیس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گلرنگ نے سامنے مقناطیس جادو کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

نظم

الفت نہ کرونگا اب کسی کی
دل دے کے سنو جو لینے جی کا
معروف ہی سینہ کوبی مین دل
اب لے لے قسم تو عاشقی کی
روتے پر میرے ہنستے ہین آپ
تن حور کا شکل ہی پری کی
دیوانہ ہوا ہون اک پری کا
تکلیف نہ کر تو میکشی کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہین غیر

دشمن ہوا جس سے دوستی کی
اوّل اوّل بھلا ئیان کین
آتی ہی صدا دھڑا دھڑی کی
کرتے رہے روز اضطرابی
ہنس دیجیے بات ہی ہنسی کی
شیرین دہنو نہین ہی زیبا
تقصیر نہی تو واقعی کی
آنکھین لڑین تجھسے مین ہوا قتل
سنتا نہین زندہ کسی کی

حالت کہو اپنی بیخودی کی
آخر آخر بہت بری کی
الفت پر تیری خاتمہ ہی
تقلید نہ کی کبھی کسی کی
کیونکر نہ فریفتہ ہو انسان
تم باتین کرو نہ پھیکی پھیکی
بے یار ہی دل کباب ساقی
ان ترکون نے جنگ زرگری کی

آئین اس طرح اس غزل کو گائی اور سامنے مقناطیس جادو کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اسطرح بتایا کہ مقناطیس جادو

بیقرار ہوگئی کہتی ہی کیون گلرنگ آج تو تمنے نیا رنگ دکھایا عرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہی ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہین وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے ارشاد کیا ای گلرنگ جنگل مین بیٹھا ہوا وہ بین بجا رہا تھا اور جنگلہ گا رہا تھا تمام صحرا دیوان معلوم ہوتا تھا تم لوگون نے کمی کی وہ جان بچا کر بھاگ گیا اُسکا گانا اگر سنتین تو بیتاب ہو جاتین مین آج پھر صحرا مین جاؤنگی شاید وہ ملجائے فیروزہ نے کہا لونڈی کو ساتھ لیچلیے مین اُسے تلاش کرونگی اب دو گھڑی دن رہے ملکہ نے زعفرانی جوڑا پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا اور تخت پر سوار ہوئین فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اُڑا یا صحرا مین پہاڑ پر آکے ٹھہرین تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و حشمت جمشیدی تاج شہریاری بر سر دیار قبت شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جسم سپر و شمشیر آگے رکھے ہوے پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بہ حسن یوسفی مصاحبون سے باتین کرتے ہوے جب دہن کھولتے ہین سامعین موتی رولتے ہین غنچہ دہن رشک چمن چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن مین لاجواب اب جو سقناطیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوگئی کہا کہ گلرنگ تونے اس شہریار کو دیکھا نہین معلوم یہ شہریار پھول کس باغ کا ہی شوکت ولیاقت مثل جاکران کمترین ہمرہ ہین دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہی کیا کہون کہ کیا کیفیت ہی جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ کر دون خاک اس صحرا کی اپنے منھ پر ملون ای گلرنگ اب تو میری یہ کیفیت ہی۔

نظم

گل کسی شمع رو پہ کھا بیٹھے
چاندنی مین اگر وہ آ بیٹھے
ہی وہ قسمت فقیر ہو جاؤن
مرتے مرتے بھی جی چلا بیٹھے
راہ الفت مین رکھا بعد قدم
ٹیڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے
خاک ہوکر اگر اُٹھین تو اُٹھین

دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے
تو لنا تیغ کا عبث ہربار
میرے سر پر اگر ہما بیٹھے
جذبۂ دل نے کیا تمھین کھینچا
سر سے ہم ہجلے ہاتھ اُٹھا بیٹھے
کشتگان وفا شہید ہوے
اب تو در پر تمھارے آ بیٹھے

مہ کے منھ پر ہوائیان چھوٹین
جو لگاتا ہوا لگا بیٹھے
رکھدیا سر کو پاے قاتل پر
بے بلائے جو پاس آ بیٹھے
لگ چلا ہی تو پھر نہ رکھیو دلا
اب بڑھین آپ مرثیا بیٹھے
بوسۂ لب طلب جو مین نے کیا

خال رخ کو بھی وہ چھپا بیٹھے | تھراب کو نگون یہ ہونے لگی | دولت حسن جب لٹا بیٹھے
سبز رنگت یہ اس پری کی رند | کیا عجب ہی جو زہر کھا بیٹھے

فیروزہ نے عرض کی حضور مین اس تاجدار کو پہچانتی ہون یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی یقین تو یہ ہی
کہ ایرج نوجوان اور نور الدہر انکے لشکر کے سردار ملک عزیزدار کوہ مقناطیس پر قید ہوے
ہین انھین کی فکر مین جاتے ہین اگر حضور حکم دین تو مین پاس اس شہریار کے جاؤن انکو حضور کے
باغ مین لاؤن وہان اختیار ہی جو چاہیے کلام کیجیے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو وہان کی غرض اگر
وہ ہمسے نکلیگی ملکہ نے یہ کہکر تخت اُڑایا طرف اپنے باغ کے چلین باغ مین آکر مسند پر بیٹھین مگر دل
مین دھڑکن ہی قلب مین پھڑکن ہی گلرنگ جو پاس بیٹھی ہی اسی سے چپکے چپکے باتین ہو رہی ہین
دم بدم فیروزہ یہی کہتا ہی کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤن ملکہ کہتی ہین ای گلرنگ مجکو
حجاب آتا ہی کہ اپنے دل مین کیا کہین گے کہ ہمکو بلا تکلف بلا لیا خدا اے نادیدہ مسلمانان کوئی
ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک یہ شہریار آ جائے بڑا احسان مجپر ہو ملکہ تو اس خیال مین ہین
فیروزہ تسکین دیتا ہی کہ اگر آپکا عشق صادق ہی تو گیا ہی خلوت مین آئیگا حضور کے قلب کو سرور
ہوگا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اس صحرا مین اُترے پہلے کوہ مین ایک پہلوان رہتا ہی اغلال
شیر سوار نام ساٹھ ستر ہزار فوج کا مالک ہی اپنے مقام پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر نے آکے اسکی
گود مین ایک کاغذ ڈالا طائر تو اُڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت پیکر کی
مرقوم تھا ای بندہ خاص الخاص طاعت گزار با اخلاص تمھارے صحرا مین سعد بن قباد آکر
اُترے ہین ایسا شبخون مارو کہ تباہ ہو جائین اس جنگل مین نہ رہنے پائین انکا ارادہ یہ ہی کہ
وہ اپنے کو تا بہ کوہ مقناطیس پہونچائین اغلال نے یہ مضمون پڑھکر فوج کو حکم دیا یاد و حکم خداوند
آگیا خبر لاؤ اس صحرا مین سعد بن قباد کتنی فوج سے آکے اُترے ہین پہلوان کون کون ساتھ
ہین ہرکارے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے ہرکارے واپس آئے عرض کی ای پہلوان دوران
صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہی کئی پہلوان قوی تن قوی من جری و بہادر صف شکن و
تیغ زن ہمراہ ہین اغلال نے کہا میرے ساتھ ساٹھ ہزار فوج ہی ایک حملہ مین دس ہزار کو پامال کر ڈالونگا
سعد کو خود ٹوک کر مارونگا میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی دو پہر رات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساتھ ہزار فوج کے جا نجول کیے آپ آگے بڑھکے جلو یہان سعد آکر اُترے چونکہ بپاسے ایرج اور
نور الدہر ہیبت مکمدہ مین نعمان کو طلاے پر مقرر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلاے پر آیا
انتظام کرنے لگا دو پہر سے زائد شب گذری تھی کہ صحراسے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گھوڑا
بڑھایا دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے
نعمان کو جو گھوڑے دیکھا نعرہ کرکے اغلال آپڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آگے
گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جاکر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ علم
لیکر باہر نکلے مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار ہوا سوار ہوکر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا

باشید ای کافران بے حیا وای ناکاران پر دغا۔ نعرہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس وجم | منم شیر میدان و با عدل و داد
منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچکر جا پڑے پہلوانون نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان
بھی آکے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال سرکش نے
پشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تاج شاہی کٹا سر اطہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم پر
بادشاہ کا چار پارہ ہوگیا ایسا زخم کاری کھاکر ہاتھ تیغ انتقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے
جلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونون پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیام
مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالے فرمایا ای مرکب اصیل اب تیرا امتحان ہے اگر تو چالاک
چست ہے مجھکو لے نکل مرکب نے جو اک کو شست پایا مثل تیر بلا کے کھولا جو قریب آیا
اُسکا شانہ چبایا لشتکین دولتیان مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان
گرفتار ہوے جب شکست فاش ہوئی اسوقت مشکبار نے نکل کے دو چار ایسے سحر کیے جس سے
اغلال کے دل مین خوف طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانون کو ارابے پر ڈال لیا نعمان اور
مسعود اور میکلان زخمی ہوکر گرفتار ہوے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر
ہٹ کر اُتری ہرکارے پے تلاش سعد شہریار روانہ کیے خود بھی بیقرار ہوئی تلاش مین شہریار کی چلی لیکن
گھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوے صحرا مین پہونچا صبح کو ایک جانب چلا یہان وہ وقت ہے کہ تعنا طلسم
بالاے قصر بیٹھی ہے فیروزہ بشکل گلرنگ اسکے پہلو مین بیٹھا ماتین بنا رہا ہے ملکہ نہایت بیتاب ہے کہ

کہ قصر سے دیکھا صحرا سے گرد اڑی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن مین مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہے جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہونچا جھیل سے پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنوں کو فوراً زمین پر ٹیک دیا زبان سے زخم چاٹتا ہے چاہتا ہے میرا راکب اٹھے میری پشت
پر سوار ہو جب راکب نہ اٹھا آخر بے زبان تھا چرا مین معروف ہوا ملکہ نے بالاے قصر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا سانگ سحری زمین پر
چمک رہا ہے مقناطیس نے کہا ہے گلرنگ نہیں معلوم یہ کون جوان ہے معلوم ہوتا ہے کسی ظالم
قزاقوں نے گھیرا ہے زخمی ہو کر گھوڑا اسطرف نکال لایا ہے چلو چلکر دیکھیں فیروزہ نے کچھ
آقا کو پہچانا کہا ہے ملکہ عالم ضرور چلیے بڑی بدنامی کی بات ہے آپکے ملک مین قزاقوں نے یہ حرکت کی لا
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقوں کا نشان دریافت کر کے انکو سزا دی جاے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجاے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جوانمردی ہے ایسے ہی دلیر تھے بیشہ جرأت کے شیر تھے
کہ ہاں پایا بچایا ان سب ظالمون کے بیچ مین سے لڑ بھڑ کر جان بچا کر نکل آے یہ سنکے ملکہ اٹھین
گلرنگ ساتھ ساتھ اور چند کنیزین بھی ہمراہ ہوئین باغ سے نکل کے جب قریب آئین اُسی
شہریار کو دیکھا ملکہ بیقرار ہو کر زمین پر بیٹھ گئین سر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے پاؤن تھامے بحفاظت
تمام بادشاہ لشکر اسلام کو لیکر ملکہ باغ مین آئین بارہ دری مین لا کے پلنگ پر لٹایا جراح بلا کر
زخم دوزی کرائی خود رومال لیکر بیٹھین گلرنگ نقل سے کہتی ہین ای گلرنگ یہ خدا کی قدرت ہے
عشق حقیقی کی عجب صورت ہے کہ یہ شہریار زخمی ہو کر میرے باغ مین آیا مین علاج تو کرون آخر ہوش
آئیگا نفس کی آمد و شد جاری ہے میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہے رومال ہلا رہی ہین
شہریار کے عارض انور پہ ہاتھ رکھا کبھی تلوے سہلاے دم بدم فرماتی ہین کہ ای گلرنگ زخم کاری
کھایا ہے ابھی تک ہوش نہین آیا ہے دل کو اب بدگمانی ہوتی ہے سینہ پر تو ہاتھ رکھو گلرنگ نے
سینہ پہ ہاتھ رکھا کہا ای ملکہ عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہے پیشانی پر گرمی ہے غش مین
زخمی ہے تھوڑے عرصے مین ہوش آجائیگا طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بہت جلدی ہوش آجائیگا
آپس مین یہی باتین ہو رہی ہین ملکہ نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پہ ہاتھ رکھا اور سر بھی

جھکا یا اشتیاق ہی کہ یہ جوان کلام کرے بوے زلف عنبرین جو دماغ مین بادشاہ اسلام کے
پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھین کھولدین اپنے کو ایک قصر عالی مین پایا دیکھا
سامنے کرسی پر ایک معشوق پریچہرہ حسین جمیل قمر طلعت گل رخسار غنچہ دہن سرو قد خورشید خد
جلوہ افروز ہی بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پریچہرہ کو دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا بے اختیار
پکار اُٹھے ای شہنشاہ حسن و خوبی و ای سرو باغ محبوبی تو گل کس گلستان بہجران کی ہی۔ نظم

چھری کس لطف سے پھیری گلے پر اپنے بسمل کے — جو بس ہوتا مرا تو چوم لیتا ہاتھ قاتل کے
دکھا دونگا اگر مین زور اپنی وحشت دل کے — تو چوڑی کی طرح توڑ دونگا حلقون کو سلاسل کے
گریبان چاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے — جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے
نہ رہیگا قیس زار پیچھے تیرے ناقے سے — مثال گرد لپٹا جائیگا سائے سے محمل کے
جنون نے بعد مجنون مجھکو بھجوایا بیابان کو — روانہ ہوتا ہی عاقل ہمیشہ بعد عاقل کے
کشش گرداب کی شاید تہ دریا دکھائیگی — مری کشتی بھی الٹیگی پہونچکر پاس ساحل کے

بادشاہ اُٹھ بیٹھے پوچھا ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا
صاحب اس کنیز کو مقناطیس زعفرانی پوش کہتے ہین مین مصاحبان ہفت پیکر سے
ہون اُسکے امورات کا مجھکو اختیار ہی بلکہ خاص جو قصر عشرت ہی اُسکی مین منتظم ہون بلکہ فی الحال
دو فرزندان صاحبقران قصر عشرت مین مقیم کیے گئے ہین ظاہر مین نام قصر عشرت ہی لیکن
ہزار طرح کی وہان مصیبت ہی آٹھ پہر کے بعد دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا انکو پہونچتا ہی
زنگنین شب کو جاکے ڈراتی ہین طالب وصل ہوتی ہین وہ جوان ایسے جلیل ایسے رئیس کے
فرزند ایسی زنگنون کو کیونکر قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھود کھود کے حال ایرج نوجوان
اور نور الدہر کا دریافت کیا فیروزہ یہ شکل گلرنگ موجود ہی اُسنے چپکے کے کان مین
بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرمائین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا
کئی دن سے یہان حاضر ہی سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو بڑا اشتیاق
تھا حضور کہان زخمی ہوے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ ای شہریار یہ تو آپ ظاہر فرمایئے کہ آپکو
قزاقون نے کہان گھیرا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقون سے بچایا

سعد نے کہا اے ملکۂ عالم قزاقون کی کیا مجال تھی کہ ہم پر دست انداز ہوتے اغلال شیر سوار
ساٹھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پر شبخون آیا شب تاریک مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا
تمنے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرا مین ایڑیان رگڑکے مرتے مگر مرکب ہمارا نہین
معلوم کہان گیا ملکہ نے کہا صحرا مین چرا کر رہا تھا مین کنیزون کو بھیجتی ہون اور مرکب پر پھر کے
گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھگیا تھا وہان سے جو پلٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہوکر ایک طرف
بھاگا ملازمان اغلال جو صحرا مین پھر رہے تھے اُنھون نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
کا دشت مین چرا کر رہا ہو اُسنے فوراً سوار ہوکر کئی ہزار آدمیون سے آکر مرکب کو گھیرا کئی سو
آدمی مرکب نے مارے آخر رسیون اور زنجیرون سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب کو
لاکے اپنے بیشہ مین باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ مرکب عہد طفلی مین حمزہ صاحبقران
کو باغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا ہو مگر سُم مار مار کے زمین مین گڑھے
ڈالدیے ہین جو کوئی گھانس دانہ دینے آتا ہو کسی کا سر چبا لیا کسی کا شانہ منھ سے پکڑ کے نوچ لیا
کسی کو پشتک ماردی کئی سو جوان مرکب نے مارے ہین بالسون سے کھسکا کے گھانس
دیتے ہین دانے کا توبڑہ بالس مین لٹکا کر مرکب کے منھ پر چڑھا دیتے ہین اسطرح سے دانہ
اور گھانس ملتی ہو مگر اغلال شیر سوار نے جسدن مرکب کو گرفتار کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ
تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گردے مین وہ جوان بھی ہوگا تلاش کرکے ہمکو خبر دو ہرکارے
اغلال کے روانہ ہوے جابجا پوچھتے پھرتے ہین سعد شہریار باغ مین مقناطیس
زعفران پوش کے صحبت آرا ہین فیروزہ نے ابتک حال اپنا ملکہ پر ظاہر نہین کیا جب
ملکہ صحبت مین بیٹھتی ہین یہ بشکل گلرنگ گاتا ہو بجاتا ہو ملکہ کو بھی اس سے بڑی محبت ہو بادشاہ اسلام
بھی اپنے پاس تخلیہ مین اسکو بُلالتے ہین ہر روز قصد کرتے ہین تاب اغلال جاؤن جاکر اُسکو
وہین مارون فیروزہ انکو منع کرتا ہو کہ آقا ابھی تامل فرمایئے زخم کو صحت ہولے تو حضور کو اختیار
ہو بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہین ایک ہفتہ اسی معرکہ مین گذرا ایک روز بادشاہ اسلام ملکہ
مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے باغ مین ٹہلتے ہوے ایک چمن میں
آئے دیکھا ایک مادیان عربی کوہ سرین کوہ کفل لوہے کی میخون مین بندھی ہوئی زنجیرون سے

جکڑی ہی مگر فرّاٹے بھر رہی ہی اور سم مار مار کے زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین ملکہ نے منع کیا
کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائیے یہ کمبخت خونی ہی ایک سوداگر لایا ہی کئی سال سے
اسکو خرید لیا ہی اسطرح کی خونی ہی کہ اسنے کئی سائیس مارے کئی جلشنین اسکے ہاتھ سے راہی
ملک عدم ہوئین گھانس بمشکل دیجاتی ہی یہ کسکی مجال ہی کہ گھانس قریب سے دے سعد
نے ہاتھ ملکہ سے چھڑالیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہوے ملکہ نے لاکھ منع کیا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت
کب مانتے ہین ملکہ تو پیٹنے لگین کہتی ہین صاحب یہ کمبخت ایسا نہو کہ شانہ پاجاے تو چبالیگی
لیکن بادشاہ اسلام چمکارتے ہوے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف
بادشاہ کے دیکھ رہی ہی جب قریب پہونچے آپ نے چمکارا اُس مادیان نے سر جھکادیا زبان سے
سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ہاتھ پھیرا کہا کیون صاحب اسکا زین و لجام بھی ہی ملکہ نے
کہا بس چلے آیئے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہین زین و لجام تو موجود ہی نہین معلوم آپ سے کیا
خوف کیا کہ رہ رہ کے چہرۂ زیبا کو دیکھتی ہی سعد نے کہا زین و لجام ضرور منگاؤ کنیزین زین و لجام
اُٹھا کے لائین سعد شہریار نے اپنے ہاتھ سے گھوڑی کو کسا دہانہ منھ پر چڑھایا جست کرکے
پشت پر سوار ہوے مادیان اڑادے ہونے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار پر آ گئی
بیرون باغ مادیان کو سعد پھیرنے لگے ملکہ نے دروازے پر آکے پکارا ای شہریار بس پلٹ آیئے
سعد نے گھوڑی کو پلٹایا باغ مین تشریف لائے اُسی طرح اُسکو باندھا فرمایا ملکہ ہم اسپر سوار ہوا کرینگے
ملکہ نے عرض کی ای شہریار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم مین تھی ورنہ ایسا نہو حضور کو آزار
پہونچائے سعد نے کہا ملکہ ہمکو یہ آزار نہ پہونچائیگی ہمیشہ تسخیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام
اُس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آتے ہین ملکہ جب قسمین دلاتی ہین تب پھیر لاتے ہین
مگر ملکہ کو فیروزہ پر بڑی بدگمانی ہی یہی خیال ہر دم رہتا ہی کہ کیا باعث ہی جو شہریار اسکو تخلیہ مین اپنے
پاس بلاتے ہین اور دیر تک باتین کیا کرتے ہین ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا
ادے گلرنگ کو بلا لا وہ کنیز آ کے گلرنگ کو بلا لے گئی ملکہ سعدنا طلیس زعفران پوش بھی پیچھے پیچھے
چلین کہ دیکھون تنہائی مین کیا باتین کرتے ہین ملکہ آ کے کمرے کے باہر کھڑی ہوئین فیروزہ اندر
آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا ای دوست صادق و ای محب واثق میرا ارادہ ہی کہ کل بارگاہ جلال مین

جاؤں بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نوجوان اور نور الدہر کا سامان کروں فیروزہ نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ دو چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک ہو جائے دیر تک بہی صلاحیں رہیں ملکہ نے یہ سب باتیں سنیں با تو یہ بدگمانی تھی کہ گلرنگ کو خلیہ میں کیوں بلاتے ہیں یا اب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہو شہریار کا ملکہ ہنستی ہوئیں اندر کمرے کے آئیں تلم تو انکا سن ہی چکی تھیں کہا کیوں بچیا فیروزہ تمنے ہماری گلرنگ کو کیا کیا فیروزہ نے بتایا کہ فلاں مکان میں ہو ملکہ نے اُسکو بلوایا اب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا دوسرے دن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہریار ضرور اغلال کی بارگاہ میں جائینگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہوے پھرتے پھراتے جو آسن دبایا گھوڑی کوفر آکے بیرون باغ آئے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اُڑاتے ہوئے چلے اب وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو کئی سو پہلوان گرد ہیں یہی فکر کر رہا ہو ہرکاروں کا غصہ ہو کہ تمنے ابتک پتہ نہیں لگایا وہ جوان گھوڑے سے کہاں گرا لشکر اُسکا گرما ذرا ہوا ہی کہ رہا ہو کہ دیہات میں جاکر تلاش کرو کسی زمیندار نے اُسکو اپنے دامن میں پناہ دی ہوگی اگر مجکو پتہ ملجائے تو گاؤں کو پھونکدوں اُس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤں میرے ہاتھ سے اُسنے زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل میں تڑپ کر مرگیا تو لاش تو ملتی ہرکارے یہ کہکر روانہ ہوے کہ اب ہم دیہات و قریات میں جاتے ہیں اور مفصل خبر دیتے ہیں اغلال اپنے پہلوانوں کے سامنے اپنی جرأت بگھار رہا ہو کہ رہا ہو اس جوان کو قتل کروں تو طلسم کشا کو تلاش کروں اُسکی مشکیں باندھ کر بخدمت ہفت پیکر روانہ کروں لیکن ہرکارے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بحری کو چمکاتے ہوے آتے ہیں ہرکارے پلٹے اغلال شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا سر پر کہیں نام بھی نہیں صرف ایک عیار ساتھ ہو اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم چلے گئے کہ گینڈا تیار کر کے لائیں بادشاہ اسلام در بارگاہ اغلال پر پہونچے مع مرکب اندر چلے در گہ سالار نے روکا کہا او گستاخ یہ دربار پہلوان دوران کا ہو گھوڑے سے اُترو ہتھیار کھول کے یہاں رکھدو تب اندر جانے کا ارادہ کرو سعد شہریار مرکب سے کود کے

فرمایا دیکھو ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے کلائی پہ
ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا اندر دربار کے پہونچا اغلال
نے پوچھا یہ کیا ہے سر بہرکاروں نے عرض کی صفائی دست زبردست سعد شہریار سے
درگہ سالار مارا گیا کہ سعد شہریار نے اندر آکے نعرہ کیا او اغلال مغرور تو نے مجھکو مار ڈالا تھا مگر
خدا نے مجھے زندہ کیا اٹھ تو ہی اغلال نے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ مسلمان کسقدر گستاخی کر رہا ہے
اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھے تلواریں کھینچکر بادشاہ اسلام پر جا چڑھے
سعد نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر لڑتے
بھڑتے ہوئے تا بہ اغلال پہونچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے الجھاوے
سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہو تلوار
چھین لوں سعد نے گریبان میں ہاتھ ڈالکر ایک مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہونے لگی
سعد نے جستے پیچ پر آ گھیر کر دے مارا کہ چاروں شانے چت زمین پر گرا شاہ کود کر چھاتی پر سوار
ہوئے ارشاد فرمایا اے ناشناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا لاکھ جانیں میری جمشید اور
ہفت پیکر پر نثار ہیں سعد نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے ایک آرا مع
نرخرے گردن کھینچ لی بال نخام کے سر اس خود سر کا رومال میں باندھا لڑتے ہوئے چلے جب
باہر آئے کل فوج نے گھیرا سعد لڑ رہے ہیں اب زخمی ہونے لگے ہزار ہا حربے پڑتا ہو کس کس سے
اپنے کو بچائیں اگر بیس تلواریں پڑیں تو ایک یا دو جسم پہ لگیں پشت و پہلو سے خون جاری ہے
سعد کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلینگے بیتاب ہوکے پکار اٹھے اے خالق بے نیاز
اے رب کارساز تو اس آفت سے مجھ گنہگار کو بچا لے نظم

انقلاب دور دوران ہست در دست تو مدام　　ہر یکس را ہست در فرمان تو جائے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام　　آب و آتش را تو دی قائم اندر یک مقام

برق را آتش فشان و ابر را تو ساختے
دو مخالف را بیک موقع برابر ساختے

ہست اندر اختیار تو ہر درون و ہر برون　　صانع عالم تو ای اے خالق چون و چگون

روز و شب گردد بفرمان تو این گردون دون
بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون

صورت این خانہ بے دیوار بے در ساختی
بام این کاشانہ از ہر بام برتر ساختی

جلوۂ قدرت نمودی در گلستان باربار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار
گاہ از گل چہرۂ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ کردی نور وحدت راز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پے توحید مظہر ساختی
جلوۂ ذات احد روشن زاکثر ساختی

سوے خود اہل محبت را تو گشتی رہنمون
از جگر ہا آتش پوشیدہ آوردی برون
بردی از عاشق قرار و طاقت و صبر و سکون
در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزون

گوہر افشان در محبت ہر دیدۂ تر ساختی
داغ دل از آتش این شعلہ اخگر ساختی

بیتاب ہوکر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھبرا اٹھی سب کے ہوش اڑ گئے ہو اب کنندیق اور زنجیر ہاتھ میں
لیکر چلے ہیں کہ مکہ سے گرفتار کرلین ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش عیار
مثل گلدستہ کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آکے مرصع پوش گرا
فوجون کو درہم و برہم کرد بار لڑتا بھڑتا نقابدار شیرانہ دلیرانہ قریب سعد شہر یار کے پہونچا
جھک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائین بادشاہ جلالت پر نقابدار کی بہت خوش ہوے فرمایا
اے نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرۂ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دکھاؤ نقابدار
نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہے کہ بندگان عالی پر احسان کرون آپ بادشاہ لشکر اسلام
ہین مقبول دلہاے خاص و عام ہین مگر صورت دکھانیکا نہین ہے انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب
آتا ہے کہ پردۂ دوئی درمیان سے اٹھ جائیگا یہ نیازمند مثل چاکران کمترین بندگان عالی کی خدمت
مین حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کہکے نقابدار تلوار کھینچے ہوے آگے بڑھا
کہا حضور نکل جائین غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہریار لڑتے بھڑتے ایک جانب مرا غلال
کا شکار بند مین باندھے ہوے طرف باغ کے چلے نقابدار نے یہان تھوڑے عرصے مین فوج کو

درہم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے مین کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید تھے اُنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر مین رہین بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوے ہین کار نمایان کر کے آئینگے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوے یہان مقناطیس بعد جانے بادشاہ اسلام کے دماغ پر بیتاب کھڑی کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو بادشاہ اسلام نے غضب کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اُس ظالم کے گئے ہین خدا اُنکی جان بچائے تو

پہونچت ہجر غم سے عجب حالت ہو ختم
ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اور شعلہ دن
یہ جام جم ہوا قدح گل نہ ہوسکا
نفرت تھی اسقدر کہ نہ ٹھہرے دم مگر
نظارہ مجھسے جانب سنبل نہ ہوسکا
ہجر جانان مین مجکو ہی موس تلاش [illegible]

کیا رشک غیر تھا کہ تحمل نہ ہوسکا
کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہ ہوسکا
کہتے ہین گلشن اپنی گلی کو اُسکے دیکھی تھی
پاس درازی شب کا گل نہ ہوسکا
تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
غم پر حرام خوار تحمل نہ ہوسکا

مین جانگر حریف تغافل نہ ہوسکا
اُسنے جو دل کو غنچہ نہ لگا یاد و نیم کی
دشمن جو ہم نوائے بلبل نہ ہوسکا
وہ عکس زلف چشمہ مین پڑا نہ ہو
یہ غنچہ پاش پاش مگر گل نہ ہوسکا

کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ نہ گھبرایئن بخیر و عافیت آئینگے اغلال کی کیا مجال ہی کہ اُنسے مقابلہ کر سکے وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی جرأت مین لاثانی وہ بھاگیگا اُنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہین صاحبو مین کیا کہون جی چاہتا ہی کہ سر پر نکلجاؤن اُنکے ساتھ جاکر مصروف جنگ ہون افسوس ہی میری بیقراری کا خیال نہ کیا ایسے بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہو بدلگامی کرے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچے ایسا نہو وہ ملعون جلساز دغاباز کُل فوج کو حکم دیدے مین سے فقط افسران فوج اُسکے ساتھ ہین اے کریم وہ یکہ و تنہا ہین اُنکو ظالمون کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجکو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہین بعض آگے بڑھ بڑھ کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہریار تشریف لاتے ہین مگر دریائے خون مین نہائے ہوے ہین فیروزہ بن عمرو ساتھ ہے ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین کنیزون سے کہا مین اُنکو بخیریت دیکھون تو مین تمھارا منھ موتیون سے بھرون یہ کہہ رہی تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار اسی ماویان بحری پر سوار لخت خون کے سینے پر جمے ہوے کتی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہین ملکہ نے جو اسطرح شہریار کو آتے ہوے دیکھا دوڑکر رکاب سے لپٹ گئین کہا اے شہریار گھوڑی سے اُترئیے مین تو دیکھون کہ حضور نے زخم کاری

تو نہین کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہین ملکہ کوئی زخم نہین کھایا یہ کہکر سعد گھوڑی سے اُترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم انور کا پوچھنے لگین سعد شہریار کا ہاتھ پکڑے ہوے لیکر باغ مین آئیں سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈالدیا کہا یہ اُسی خود سر کا سر ہی جسنے اپنے نزدیک ہمکو قتل کیا تھا ہمکو تو خدا نے تمھاری وجہ سے بچایا ملکہ بخدا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہین اگر تم ہمکو اُٹھا کر نہ لاتین تو کیونکر جان بچتی شیران صحرا لاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا آپ جلد اقبال ہین آپکی اقبال مندی کے سبب سے سبب سامان غیب سے پیدا ہوے بادشاہ اسلام نے کہا ہر ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہر کہ مقید رہائی ایرج و نور الدہر کوشش کرو ملکہ نے کہا مین جان و دل سے برلے خدمتگذاری موجود ہون شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نور الدہر کی رہائی ہو ملکہ نے کہا بڑی مشکل تو یہ درپیش ہی کہ آپکے پاس کوئی ایسی شی نہین کہ جسپر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا ہو گا قصر عشرت مین داخل ہونا غیر ممکن ہی بادشاہ نے فرمایا مین اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد جلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین فیروزہ گار رہا ہی کہ چپ۔ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای ملکہ کل ہم شکار کو جا ئینگے دل بہت گھبراتا ہی ملکہ نے حکم دیا کہ بیلے اور قراول صبح کو در باغ پر حاضر رہین بوقت صبح نماز سے فراغت حاصل کر کے بادشاہ باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے فیروزہ بن عمرو ہمراہ ہی اسباب شکار موجود ہی بیلے قراول میر شکار ہمراہ صحرا مین آکر پہونچے طبل بازگشت پر چوب پڑی جانوران ہوائی چھوٹنے لگے باز۔ بحری۔ چرغے۔ چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک اسقدر شکار طائران ہوائی کا کیا کہ ارابے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا ای فیروزہ اس صحرا مین آہو نہین فیروزہ نے عرض کی گنواروں کو بھیجا ہی وہ خبر لیکے آیا چاہتے ہین کہ دیکھا سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہان سے دو کوس پر ایک سبزہ زار ہی وہان کئی سو آہو چرتے ہین سعد نے فرمایا گھوڑے چڑھا کر لیچلو اسی وقت گھوڑون کو دوڑا کر آئے اُس مقام کو گھیر فرمایا بیچ مین جو نزدیک آئیگا اُسے ہم شکار کرینگے باقی آہو ونکا تمکو اختیار ہی یہ کہکے گھوڑے دوڑاے وہ فرد ای ہز سامنے سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ نوک تھنی مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیزے سے شکار کرون آہو چوکڑی بھر کے

نکل گیا پھر بادشاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو جو کھائی
بھولا ذرا رکا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے کود کر آہو کو بہ قربانی پہونچایا پلٹ کے دیکھا
کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچکر قریب درۂ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اُسی
مقام پر ڈالدیا قربوس سے سیخیں نکالیں کباب لگا کر رکھدیے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھوان
سب نکل گیا سیخیں آنچ پر لگا دیں جب کباب تیار ہوئے پڑیا نمک مرچ کی قربوس سے نکالی کباب
نوش فرمائے زین پوش بچھایا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر لیٹے ہوا جو چلی سو گئے جب آنکھ کھلی وقت شب تھا
بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھے کہ شاید کوئی شیر صحرا سے نکل آئے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری
کان میں آواز تسبیح خوانی کی آئی بادشاہ حیران رہے کہ کون حمد پروردگار کر رہا ہے دل اُس آواز پہ
متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہے سعد شہریار تلوار ڈباب کر اُٹھے گھاٹیوں کو طے
کرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک حجرہ ہے اُسمیں ایک عبادت گذار بیٹھا ہوا
تسبیح خوانی میں مصروف ہے بادشاہ ٹہلتے ہوئے جب قریب حجرے کے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
بادشاہ اسلام سلام تم پر ہو ہم تمہارے مشتاق تھے تشریف لائیے بادشاہ نے اپنے کو سامنے حجرے
کے پہونچایا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام خوف میں
آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہے درویش نے کہا بابا وہ رزاق مطلق کارساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آب و دانہ
پہونچاتا ہے دونوں وقت بلطف کھانا پہونچتا ہے بادشاہ نے کہا آپ عبادت گذار خاص ہیں آپ کو
پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہے جب صبح ہوئی دیکھا ایک جوان زنگی ایک خوان سر پر لیے
آیا اور سامنے درویش کے رکھدیا زنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھایا جب بادشاہ نوش کر چکے
وہ زنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اُٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
مجلد نکالی اُسمیں سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا جہانتک ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیے گا تا فتح طلسم ہفت پیکر
اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہرچند کہ فتاح طلسم ہفت پیکر رستم پیلتن ہیں لیکن آپ اور صاحبقران
معین و مددگار طلسم کشا ہیں بہت لوگ ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا قتل ہونا واجب و لازم ہے آپ

اب اپنے کو کوہ مقناطیس پر پہونچا ہے بادشاہ پہر دن چڑھے اُس درویش سے رخصت ہوئے اسنے
ہاتھ اُٹھا کے دعائیں دین بادشاہ پہاڑ سے اُترے تعویذ کو بازو پر باندھے ہوئے زیر کوہ آئے پُشت
مرکب پر سوار ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا فیروزہ بن عمرو آپہونچا
اور چند ہیلے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحرا سے آواز آئی ای بادشاہ کہان جاتے ہو شاہ نے
مڑکے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ مین قریب بادشاہ کے آیا اور گولہ مارا بادشاہ نے
ہاتھ اُٹھا دیا گولہ فوراً پھسکر گرا کئی سحر اُس ساحر نے کیے جب سحر نے تاثیر نکی ساحر نے چاہا
بھاگ کر بادشاہ برگردون بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا بادشاہ نے اُسکو
نیزے پر بلند کیا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرتے ہی ساحر کے صدائیں ہیبتناک
آئین بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من بیابان جادو بود مارکُ اسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
تعویذ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ مین مقناطیس کے چلکر رہائی ایرج
اور نور الدہر کی تدبیر کیجیے یہ تحفہ خدا نے آپ کو پہونچایا ہے بادشاہ شکار سے پلٹ کے باغ
مین ملکہ مقناطیس کے آئے مقناطیس شب بھر بیقرار سوئی نہین دروازے پر باغ کے کھڑی
ہین دم بدم فرماتی ہین کہ نہین معلوم شہریار پر کیا گذری شب بھر نہین معلوم کہان رہے کہ
صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ آتے ہین ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئین رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا ای
شہریار شب کو کہان رہے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تعویذ ملا ایک درویش
جگر ریش عابد زاہد کامل و اکمل ملا اُسنے دیا کہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ مین آئین جلسہ آراستہ ہوا اسعد نے فرمایا کہ ای ملکہ عالم ہم جانا چاہتے
ہین کہ کوہ مقناطیس پر جائین مقناطیس نے عرض کی پہلے مین جا کے ہفت پیکر سے تدبیر
رہائی دریافت کرون تب آپ سے عرض کرون بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو مین
قبول نکرونگا جو لشکر ساتھ ہے اسکو لیکر کوہ مقناطیس پر پہونچونگا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
نور الدہر کو رہا کر لونگا تب وہان سے پلٹونگا ملکہ نے کہا حضور تامل فرمائین مین جا کر اُس سے
دریافت کرتی ہون اور دریافت کرکے آپ سے عرض کرتی ہون تب آپ اُسطرف چلیے مین تو
جانتی ہون کہ تجھی کو کوہ کا اختیار ہو آیندہ نہین معلوم کیا ہوا اور پھر کسی کو اختیار ہو قصر عشرت کا یہ

رنگ ہی کہ کبھی کھلتا ہی جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی اسطرح بند ہوجاتا ہی کہ مین بھی بمشکل جاتی ہون
مین حیران ہون وہ کون ذی اختیار ہی کہ جو مجکو روکتا ہی دو دو دن اکثر قیدیون کو دیکھنے کو ترستی
ہون آج جاکے دریافت کرونگی یہ کہکر ملکہ کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہوئین اکیلی چلین
یہان ہفت پیکر دن بھر پہاڑ پر جشن کرتا ہی شب کو برابر کوہ مقناطیس ہی اُسپر جاکے رہتا ہی
کہ ملکہ طاؤس اُڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہونچین آواز آئی کون آتا ہی ملکہ نے پکارکر آواز دی کہ
کنیز خداوند کی خدمت مین حاضر ہونا چاہتی ہی ابر جھکا ملکہ کی آنکھین بند ہوئین وہ ابر اُٹھا کر
ملکہ کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقناطیس کیا کہنا چاہتی ہی
مقناطیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجکو یہان کون لایا
اُٹھ کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کرنا ہی امیدوار ہون صاف صاف مجکو حال معلوم ہو
ہفت پیکر نے کہا بیان کرو کسی راز کا تمسے انکار نہین ہی مقناطیس نے کہا کبھی تو کنیز قصر
عشرت مین بلاتکلف چلی جاتی ہی کبھی دو دو دن نہین جاسکتی مجکو حال نہین معلوم ہوتا قیدیون
پر کیا گذری امیدوار ہون کہ اسکا حال مفصل کنیز کو معلوم ہو کہ مجکو کون روکتا ہی کہ مین نہین جاسکتی
ہون ہفت پیکر نے کہا مہیخوار جادو و سرشار جادو دونون بہنین ہین کہ وہ بھی قصر عشرت کی
منتظم ہین جب وہ قصد کرتی ہین تمکو روکتی ہین وہی دونون معشوق بنکر سامنے اُن دونون کے
حاضر ہوتی ہین ایسی نگاہ ڈالتی ہین کہ دونون قیدی بیتاب ہوجاتے ہین ہی کے مشتاق رہتے ہین
کہ یہی دونون معشوقین آئین جب تک وہ دونون قتل نہ ہونگی تمہارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
کوہ سمن آرا پر رہتی ہین جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت مین اُنکو قتل کرے تب تم
قصر عشرت مین بلاتکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا یہ کہکر ہفت پیکر
خاموش ہو رہا مقناطیس نے عرض کی کیا سبب ہی کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہین سکتا رب
ہفت پیکر نے بغصہ جواب دیا ای مقناطیس تو اس طرح پوچھ رہی ہی کہ گویا مہیخوار و سرشار
کے قتل کا ارادہ رکھتی ہی مقناطیس تھراگئی سوچی کہ ایسا نہو میرا حال ابھی کھل جائے اور
ابھی قید کرنے لگا اسکا تردد ہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جا تا کیا ابھی راہ مین کوئی بڑا ساحر بیٹھا کہ
اُسنے راہ کو بند کردیا ای مقناطیس خاموش ہو رہی خوف سے کچھ اور نہ پوچھ سکی مجبور ہوکر

بلبتی دل مین کہتی ہی کہ اب مین شہریار سے جا کے کیا کہون یہ سختی کیونکر ٹلی ہو میخوار و سرشار کیونکر قتل ہون کوہ سیمن آرا تک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے ہوے تھے مقناطیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیون ای ملکۂ عالم چلین مقناطیس نے عرض کی ای شہریار ابھی مفصل حال نہین دریافت ہوا اور ہفت پیکر مجھسے بدگمانی کرنے لگا مجکو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کرے فیروزہ بن عمرو تراب کر اٹھا کہا ای شہریار حضور لشکر لیکر آئین مین آگے بڑھ کر حال دریافت کرتا ہون صاف صاف یہ حال معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور بھی قید کا منتظر ہی اسوجہ سے مقناطیس کو تامل ہوا مین سب دریافت کر دونگا راہی اُن شیرون کی قبضے مین مقناطیس کے نہین ہی اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہی غلام سب دریافت کر لیگا بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ ہم رخصت ہوتے ہین ہم لشکر کو لیکر کوچ کرتے ہین تم بھی جو وقت پر مناسب جاننا آنا جیسا ہوگا ظاہر ہو جائیگا ملکہ بے اختیار رونے لگین کہا ای شہریار کنیز کو کیونکر چین آئیگا اب اس معرکۂ عظیم کا ارادہ رکھتے ہین جسکا راستہ بالکل بند ہی میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر وہان پہونچینگے راستے مین ہزارہا صعوبتین ہین مین کیونکر آرام لون کیا خوب کہا ہی نظم

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناکام تلخ — عشق کا آغاز شیرین ہی مگر انجام تلخ
میٹھی آنکھون سے نہ دیکھا ایک دن دلدار تلخ — کر دیے شوریدہ بختی نے مری بادام تلخ
خار خارِ میکشی نے کر رکھا ہی بیقرار — خواب و خور ہی تجھ بغیر ای ساقی گلفام تلخ
ذائقہ تبدیل ہو نعمت کا وہ بدبخت ہون — شہد ہو تو کر دے منھ مین شامت ایام تلخ
منھ بنائے نامہ بر آیا ہی یارب خیر ہو — کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
نیت صحت سے ہوے گر مریض چشم یار — ہو وے افیون سے زیادہ شیرۂ بادام تلخ
شب کو سوویں ان کو کھا دین کچھ جو ہو دل کو قرار — ہو گئے ہین ہجر مین خواب و خور و آرام تلخ
طاق مین رکھدے یہ شیشہ اور لا ساقی قرابہ — ایک تو شیرین پلا دے پی چکا ہون جام تلخ
مار ڈالا تو نے شیرین بے گنہ فرہاد کو — بھیجا کیون اس عاشق جانباز کو پیغام تلخ

ای شہریار آپکے فراق مین کیونکر زندگی بسر کرونگی اور اب آپ اس معرکۂ عظیم پر جاتے ہین جسکو مین نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ میخوار و سرشار دو بہنین ہین وہ منتظر ہین کہ مجھ بھی نکا

دھوکہ چل جاتا ہی جب قریب قید خانہ جاتی ہون میخوار و سرشار اُنکا نام ہی مبہوت ہو جاتی ہون راستہ قید خانے کا نہین ملتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہون اگر مین آپکو لیگئی اور راستہ نملا تو مین ظاہر بھی ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر مجکو قید کر لیگا مین نے اسطرح سے ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُسنے صاف صاف مجھ سے کہدیا کہ کیا میخوار و سرشار کے قتل کا ارادہ ہی بس اتنا جملہ کافی ہی کہ دونون بہنین کوہ سمن آرا پر رہتی ہین مگر پہاڑ پر جانا بہت دشوار ہی کوئی اور لیجانے والا ہو فیروزہ نے کہا ہی ملکۂ عالم تم نکھراؤ مین سب دریافت کر لونگا اور اپنے آقا کو بحفاظت کوہ سمن آرا پر لیجاؤنگا شہریار کو کوچ کرنے دیجیے مقناطیس نے کہا خواہ میرا حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر مجکو قید کرے مین ضرور اپنے کو کوہ سمن آرا پر پہونچاؤنگی اُن دونون سے کسی طرح مین سحر مین پایہ کمی کا نہین رکھتی ہون مگر قید خانے مین اُنکا انتظام سختی سے ہی وہان کچھ زور میرا نہین چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُنسے مقابلہ کرونگی اگر کنیز کی قضا ہی تو اُنھین کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا اُنکو مٹاؤنگی سعد شہریار ملکۂ مقناطیس سے رخصت ہوے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر طرف اپنے لشکر کے چلے یہان اہل لشکر جب سردار نقابدار سے رخصت ہوے تو نقابدار نے مرکب خنگ سیاہ قیطاس بھی سردارون کے ہمراہ کر دیا سب سردارون نے آکے استقبال کیا اب خبر مشتہر ہوئی کہ کل شہریار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا قصد ہی فیروزہ شب کو شہریار سے رخصت ہوا یا نہاے عیاری لگاکر رات ہی کو نکل گیا جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کہ ایک صحرا مین پہونچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ لے آب لاجواب عندلیبان خوشنوا درختون پر مصروف زمزمہ سرائی جوانان چمن کی رعنائی و زیبائی ایک قمری بر سرنخل سرو طوق محبت بہ گلو کوکو کر رہی ہی گویا اپنے معشوق کو ڈھونڈھتی ہی منقار کھولکر یہ زمزمہ سرائی اور بہ خوش گلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی۔

نظم

ہین اُسی بوٹے کو ہم ای گلشن آرا دیکھتے	مثل بلبل گل کو بھی ہین جسکے شیدا دیکھتے
پھر نہ جاتے طور کی جانب کو مشتاق جمال	اک نظر بوٹے اگر اُس قد کا جلوا دیکھتے
ایک سے ہی ایک اعلیٰ پھول اس گلزار کا	مثل نرگس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

فیروزہ نے جو یہ صحراے سبزہ زار دیکھا کمسنی کا عالم سبزہ بھی آغاز نہین ہوا ایک طفل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بنا ایک کان مین انگوٹھی آب روان کا کرنا شروع کا باجا
پہن کر اور زردوزی جوتا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگا زنات بحر اُس صحرا مین گایا جنگل مین
سناٹا ہو گیا اس صحرا کا حاکم خونخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا باغ سے اپنے
نکلا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان توڑ کوڑ کر بھیروین کے سرون مین گا رہا ہے
خونخوار صدا سنکر بیتاب ہو گیا اُسی طرف تخت اُتار کر دیا آسمان سے دیکھا کہ زیر نخل ایک طفل حسین
ماہ طلعت خوبصورت بیٹھا ہوا گا رہا ہی طائران ہوا پرون کا سر پر سایہ کیے ہوے ہین وہ طفل
حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خونخوار دیکھکر صورت اس طفل مہ پارہ کی بیتاب ہو گیا
دل سے کہتا ہی کہ خداوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا
جو صورت چاہی بنائی تصویر کھینچی حقیقت مین دل کی یہ کیفیت ہی نظم

زمانے مین وہ مہ لقا ایک ہی
بتون مین کبھی غل ہی خدا ایک ہی
عدم ابتدا ہی عدم انتہا
یہ آئینۂ حق نما ایک ہی
نہاں سخن ذکر ہے یار کا
یہان مسند و بوریا ایک ہی
فضیلت ملی ایک کو ایک پر
مین واقف ہون وہ بیوفا ایک ہی
سنا تا تو اُس زلف کے پیچ مین
گلی اُسکی اور کربلا ایک ہی
کہو گے جو کچھ تو سنو گے کبھی رنگ

ہزارون مین وہ دلربا ایک ہی
برابر ہے اپنا وجود و عدم
مری ابتدا انتہا ایک ہی
جہان مین نہین غافل ہے کوئی عشق
کہون سو طرح مدعا ایک ہی
کہان اُسکے آگے کسی کا فروغ
غرض ایک سے یہان سوا ایک ہی
ہی انبوہ عشاق عیسے کے گھر
ارے دل وہ کالی بلا ایک ہی
دوئی کو نہ دے دل مین غافل جگہ
ہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہی

خداوند ارض و سما ایک ہی
ہماری بقا اور فنا ایک ہی
ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
مگر راہ صدق و صفا ایک ہی
گل فقر کا ہی عجائب مقام
وہ خورشید رو مہ لقا ایک ہی
جفا کار و دمساز و کاذب کمیل
مریض اپنی دار الشفا ایک ہی
ہزارون شہید محبت مین دفن
زبان ایک ہی اور خدا ایک ہی
اسطرح کے اشعار پڑھ کے اب

سوچنے لگا دل سے کہتا ہی یہ معشوق بے چہرہ اس لائق ہی کہ اسکو صحبت مین رکھیے معشوقون کا
جلسہ ہو یہ بیٹھکر گا ے دل نشۂ عشق کے مزے اُٹھائے یہ سوچکر وہین سے اسنے سحر کیا کہ
فیروزہ کی آنکھین بند ہونے لگین یہانتک کہ غش آگیا بیہوش ہوا خونخوار نے سحر کر کے

اُٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ مین آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اُسمین لا کے فیروزہ کو
اُتارا کنیزین گرد بیٹھائین آپ تو باہر چلا آیا کنیزون سے کہا اسکو ہوشیار کرو بہلاؤ پریشان
ہونے پائے اسکو کوہ سمن آرا پر لیچلین گے میخوار و سرشار معشوقان پریچہرہ اسکے گانے
سے بہت خوش ہونگی یہ کہکے کمرے سے باہر آیا کنیزون نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
ہوشیار ہوتے ہی کنیزون سے ہنسی دل لگی کرنے لگا اور پوچھا ہمکو یہان کون لایا کنیزون نے
کہا ہمارا افسر خونخوار ابلق سوار ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست وہ تمکو بیابان جنگل
سے اُٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتبہ ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر اعلیٰ کی میخوار و سرشار کہ
بالاے کوہ سمن آرا رہتی ہین وہان تمکو لیجائینگے جلسہ ہوگا تمکو وہان گانا ہوگا فیروزہ نام
کوہ سمن آرا سنکر بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی ای فیروزہ اب کوہ سمن آرا پر ہم پہونچینگے
میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اُس جلسے مین
شریک ہون اور ملکہ مقناطیس بھی موجود ہون اُسوقت لطف ہو فیروزہ بیٹھے تو رویا کنیزون
سے کہتا تھا مین اپنے مان باپ سے چھوٹا کنیزون نے کہا نہ گھبراؤ شہنشاہ تمکو جہان سے
لائے ہین وہین پہونچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کنیزون سے چہل کر رہا ہی کبھی اُچک کے کسی کی
گود مین بیٹھ گیا خالہ امان کہکر کسی کے گلے مین ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہی تم ہماری دُلھن ہو
ہمین دودھ پلایا کرو کہ ہم تیار ہون دن بدن دُبلے ہوتے جاتے ہین مان نے کہدیا تھا
کہا ای نور نظر جب تم دلھن کا دودھ پیو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہون کہ مجھے دُلھن تو
دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہین لیکن جو انمین دودھ بھی ہو کہ میرا پیٹ بھرے
کنیزین ان باتون پر ہنستی ہین کہتی ہین ارے دُلھن کا دودھ پیے گا فیروزہ ہنسی کی باتین
کرتا ہی کنیزین خوب ہنستی ہین بعض بعض آوازے کستی ہین خونخوار جو باہر آیا کنیزون کو بلاکر
پوچھا لڑکا رنجیدہ تو نہین ہوا کنیزون نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب ہنسنا آپ کے اوصاف
بیان کیے کہ نہایت قدر دان ہین تب چپ ہوا اور اب سب سے ہنسی دل لگی کر رہا ہے
دن تو یون گذرا شب کو خونخوار ابلق سوار وسط باغ مین جلسہ جما کے بیٹھا کنیزون سے
کہا اُس لڑکے کو لاؤ کہو نہایت تکلف سے آئے ہمارے سامنے بیٹھ کر گالے کنیزون نے آکے

پوچھا میاں صاحبزادے تمھارا کیا نام ہے فیروزہ نے کہا مجھکو نیرنگ تان دراز کہتے ہیں اتنی اتنی بڑی تانیں لیتا ہوں کہ اگر ناپوں تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کنیز نے کہا میاں نیرنگ چلو تمکو شہنشاہ بلاتے ہیں فیروزہ طنبورا ہاتھ میں لیے ہوے محفل میں آیا دیکھا خونخوار ابلق سوار مسند پر بیٹھا ہے تاج سر پر رکھے ہوے کہا میاں نیرنگ آؤ اسبابِ کچھ تمکو دینگے کہ تمھارے ماں باپ بہت خوش ہونگے پھر خونخوار نے پوچھا کیوں میاں نیرنگ ماں باپ تمھارے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ماں نے انتقال کیا جب ماں بیمار ہوئیں باپ ہمارے گھبرائے ہوے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے ماں کو ہماری مار ڈالا آخر کو ایک گڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین ہے ماں ہماری گل گئی ہوگی گھر تو ڑا سا ہے ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کو زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی ماں کی قبر پر جاتے ہیں کچھ آواز نہیں آتی میں لاکھ روتا ہوں جواب نہیں دیتیں بڑے میاں روز نئی عورت لاتے ہیں رات کو اُسکے پاس سوتے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیتے ہیں اُنھیں کو ہزار ہا روپیہ دیتا ہوں مگر بڑے میاں مجھسے جلتے ہیں میں ایسی بجاتے ہیں کہ طائر محو ہو جاتے ہیں اُنکو بھی آپکی صحبت میں لاؤنگا خونخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ تمھارے باپ کو بھی بلائینگے فیروزہ نے فوراً طنبورا اُٹھایا اسکو ملا کر یہ اشعار گانے لگا

نظم

دل لگی غیروں سے بیجا ہے مری جان چھوڑ دے
عاشق جانباز کیونکر کوے جانان چھوڑ دے

یہ نہیں کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر
کون کافر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے

تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نکل جائیگا دم
غیر ممکن ہے جو بھولوں گھر ترا اے رشک حور

غمزہ بیجا نہیں اُٹھتے بھٹکا جاتا ہے دل
پھر پھنسوں میں دام گیسو میں تو کافر جانیو

طوق پہنیں گے گلے میں مثل قمری سیکڑوں

ماں کہنا تیرے صدقے تیرے قربان چھوڑ دے
اپنا گھر کس طرح سے نیرستان چھوڑ دے

دو گھڑی کو بہر گلگشت بیابان چھوڑ دے
کہ تو مٹے مجھسے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے

چھوڑ دے دست جنوں میرا گریبان چھوڑ دے
مجکو جنت میں اگر لیجاکے رضوان چھوڑ دے

گر میاں اپنی تو اے مہر درخشان چھوڑ دے
چھوڑ دے للہ اب او نامسلمان چھوڑ دے

نازکی رفتار او سرو خرامان چھوڑ دے

حسن کا جو یا ہوں مدت سے ہیں دیوانہ مزاج ‏ ‏ مجکو پریوں کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دے
یوں مجھلائی دل سے یاد مصحف رخسار ندے ‏ ‏ حفظ کرکے جسطرح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطف سے میٹھا ہوا گا رہا ہے تمام اہل محفل بیٹھے ہوئے سُن رہے ہیں تعریفیں اسکی کر رہے ہیں کنیزیں کہتی ہیں کہ کئی گانے والے یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا بجاتا ہے تھاتا بھی قیامت کا ہے ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت میں کھلونا ہے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر اک ابر نمودار ہوا خونخوار ابلق سوار نے کہا ملکہ عالم تشریف لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تماشا ہے وہ ابر قریب آکے پھٹا دیکھا دو جادوگرنیاں تخت پر سوار گرد چند کنیزیں ہیں تخت اُترا خونخوار کھڑا ہو گیا کہا اے شاہان اقلیم حسن وجمال آج تک کیونکر آنا ہوا دونوں نے جواب دیا اسوقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا خیال میں آیا کہ چلکر صحبت خونخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیسا جلسہ ہے خونخوار نے کہا اے ملکہ عالم یہ لڑکا گویے کا جو آیا ہے خوب ہی گاتا ہے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہے تمھارے یہاں صحبت میں لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہے میخوار و سرشار دونوں نے گانا لڑکے کا سُنا سُنکر کہا اے خونخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خونخوار نے اقرار کیا تھوڑے عرصے تک میخوار و سرشار دونوں ٹھہریں آخر خونخوار سے وعدہ کرکے اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں ابر سُرخ میں چھپکر طرف کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئیں دوسرے دن خونخوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنایا آپ تخت پر سوار ہوا اُسی ابر سیاہ میں طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں میخوار و سرشار جلسہ آراستہ و پیراستہ کرکے انتظار خونخوار ابلق سوار کا کر رہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ خونخوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہے آج اُسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار برائے استقبال خونخوار اُٹھیں میخوار و سرشار نے کہا کیوں میاں نیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہے فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعا کیا کرتا ہوں یہ کہکے فیروزہ بیچ صحبت میں بیٹھا طنبورا نکالا طنبورا ملایا اور یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

غزل

عنایت کی نظر میسر نہیں ہے
وہ آنکھ اب تیری او دلبر نہیں ہی

نہیں بیوجہ اپنی آہ وزاری
محبت یار سے کیونکر نہیں ہے

رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
سرک جاے یہ ایسا سر نہیں ہی

فریب یار ثابت ہی مجھے بھی
مگر قابو مرا دل پر نہیں ہی

مین فرقت مین گلا کاٹونگا اپنا
چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہی

اُٹھاؤن ناز کس کس بت کے یارو
کلیجہ ہی مرا پتھر نہیں ہی

حسینون کی محبت چھوڑا ہی دل
ترا یہ شغل بھی بہتر نہیں ہی

ہماری جانکنی پر ہنستے ہین +
تجھے خوف خدا کافر نہیں ہی

نہ بھڑکا آتش شوق او محبت
مرا سینہ ہی کچھ مجمر نہیں ہی

سُجھایا ہی جو کچھ غیرون نے صاحب
تمھارے واسطے بہتر نہیں ہی

نہ دے تکلیف ہر فرقت مین ساقی
یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہی

بحمد اللہ ہوئی فی الجملہ تخفیف
وہ زور عشق غارتگر نہیں ہی

مین رویا دیکھ گور رند مغفور
لحد پر گل کی بھی چادر نہیں ہی

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ سیمتوار و سرشار تعریفین کرتے لکین کہتی ہین کہ اے نیرنگ کیا خوب گاتے ہو فیروزہ دست بستہ عرض کرتا ہی حضور یہ گانا آدھا ہے اگر بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سنتے اگر بڑے میان ستار بجائین اور مین گاؤن تو بڑے بڑے کمال ظاہر ہون وہ پرانے گوئیے ہین بہت سی باتین ایسی ہین کہ اُنکے ہونے پر موقوف ہین وہ باتین غلام کی زبان سے نہین نکلتین سیمتوار و سرشار نے کہا کہ میان نیرنگ اپنے باپ کو لاؤ تمھارے گانے نے انکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین جاؤن تو اُنکو بلا کر لاؤن جس دن وہ آئینگے اُس دن محفل مین ایک ہنگامہ ہوگا سب کام مین ہی کرونگا وہ اب ضعیف ہوے اُنکے ہاتھ پاؤن سے نہین ہوسکتا مگر مین اُنکے اشارون پر کام کرونگا اُنکا صحبت مین ہونا کافی ہی تانسین کے واسطے ہوتے ہین دروازے پر ہمارے ولی کا پیڑ ہی جو نیا گویا ارادہ کرتا ہی ہمارے دروازے

اگر درخت سے پتیاں توڑ توڑ کر کھالیتا ہو تب اُسے گانا آتا ہو ابتک ہمارے گھر بھر کا یہ فخر ہے
اسقدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خونخوار نے کہا میاں نیرنگ حقیقت یہ ہی
کہ تمھارے باپ بڑے کامل واکمل ہیں فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تدبیر بتایئے کہ مین اپنے
باپ تک پہونچون خونخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب باہر جاؤگے وہان پہلی جنگل
ملیگا جس جنگل مین بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکر وہین آنا ہم بلوالینگے میخوار و سرشار نے کہا میان
نیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسون کو ہم بلا لینگے سب جمع ہون اُن
ساحرون کا جمع ہونا واجب و لازم ہی جب وہ قدر شناس جمع ہون تب تمھارے گانے کی قدر
کرین اور بہت کچھ تمکو ملیگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن مین جاکر والد کو ڈھونڈھونگا
پرسون شام کو مین اُسی نخل کے سائے مین ٹھہرونگا فیروزہ یہ سب باتین کرکے ان سب سے
رخصت ہوا تھوڑا راستہ طی کرکے اُسی صحرا مین پہونچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
بڑے کروفر سے آکے پہونچا فیروزہ جاکے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہا کہ مین
کوہ شمس آرا پر ہو آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہین مین وعدہ کر آیا ہون حضور کو
میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب باتین تو مین آپ کرونگا حضور صرف بیٹھے رہین باقی سب
کام مین کرونگا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لگایا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
کی صورت بنایا سر پر عمامہ باندھا کرتا چکن کا پہنایا پرانی چال کا مشروع اُسکا پائجامہ بھاری
جوتا زردوزی کھیلا اتنا پرانا کہ مال تو اسکا اُڑ گیا زرد تاگا باقی ہے بادشاہ صورت مین
آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوے فرمایا مین
اس قطع سے نہ جاؤنگا عیاری کی باتین کیونکر کر سکونگا مین طنبورا کیونکر بجاؤنگا فیروزہ
نے کہا آپ زبان نہ ہلایئے مین سب کام کرونگا سب کا خاتمہ کردونگا ایسا نشان ملا اور
ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کر بادشاہ کو اُسی نخل کے سائے
مین فیروزہ لایا دن قلیل باقی ہی فیروزہ انتظار کر رہا ہی کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا
فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھیے خونخوار ابلق سوار آتا ہی نہایت سحر و ساحری مین مشتاق
شہرۂ آفاق ہی میخوار و سرشار دونون بہنین اسکی معشوقہ ہین بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبورا لیے بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ فیروزہ تمنے عجب آفت مین ہمکو پھنسایا ہو دیکھین انجام کیا ہو کہ ابر آ نکر پر سر شجر لہرایا ابر شق ہوا خونخوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھکر بہت خوش ہوا کہا اے نیرنگ دوہرے کے تو بہت سچے ہو فیروزہ نے کہا یہ کمترین عرصہ سے انتظار کر رہا ہو والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت مین ہر ایک مقام پر نہین جاتے ہین جنگلون مین جابجا جہان برت ہو وہان جاتے ہین اُنکو گانا سناتے ہین مین ڈھونڈھنے جو نکلا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک جنگل مین پہونچا دیکھا ایک نخل کے سایے مین باواجان بیٹھے ہین اور جنگل مین ہزارہا ماران سیاہ واژدہے جمع ہین بڑے میان صاحب بیٹھے ہوے گا رہے ہین ماران سیاہ کنجے کھولے ہوے لہرا رہے ہین تھوڑے عرصے مین ماران سیاہ بھاگے اپنے اپنے بلون مین گئے ایک ایک روپیہ منھ مین دبا کے لائے بڑے میان کے آگے رکھ رکھ کے چلے گئے مین اسوقت انکو بہ ہوش آمد لایا ہون ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی جنگلون مین میری برت ہو سال بھر کے بعد آتا ہون سال بھر کا خرچ ان سب موذیون سے لیجاتا ہون مین کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جا کے کیا کرون ایسا کون مجھے دینے والا ہوگا مین نے آپکا نام لیا کہ خونخوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار و سرشار دونون آنکی معشوقین اسقدر دینگی کہ مال اٹھا نہ سکیگا بڑے میان مشکل آئے ہین مین سمجھا کے لایا ہون اس عمر مین بڑے لالچی ہین چاہتے ہین جس صحبت مین جاؤن موتیون کے مالے پاؤن خونخوار نے کہا اے نیرنگ نہ گھبراؤ ہم تم دونون باپ بیٹون کو راضی کرینگے میخوار و سرشار بھی فیاض و سخی ہین اے نیرنگ ایسا کچھ دینگی کہ بڑے میان سب کو بھول جائینگے نیرنگ نے کہا مین بھی ابا کو راضی کرونگا کہ ساری محفل راضی ہو جاے خونخوار نے دونون کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ چمن آرا کے چلا یہان میخوار و سرشار باغ مین اپنے روشنی کرا رہی ہین جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہین کہ دیکھا لگکر ابر اٹھا میخوار و سرشار نے مصاحبون سے کہا خونخوار تو آتے ہین دیکھیے جو نیرنگ کو بھی لائے ہون کہ ابر آکر سامنے پھٹا دیکھا میان نیرنگ گلنار جوڑا پہنے ہوے آگے بڑے میان پیچھے میان نیرنگ مودب بیٹھے ہین باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہین میخوار و سرشار

واسطے استقبال خونخوار کے وشمین خونخوار نے تخت اُتارا بڑے میان اُترے فیروزہ
نے بڑھکر میخوار و سرشار سے کہا یا بہ ہمارے انتہا کے بدمزاج ہین اس بڑھاپے مین
لگا نیوالون کے سر کا تاج ہین کوئی اُنسے بات نہ کرے فقط اُنکے آنے کی برکت ہی میخوار و سرشار
خوشی خوشی پھر رہی ہین کہتی ہین آج ہمارے یہان وہ نایاب جلسہ ہی کہ عجب نہین جو خداوند
ہفت پیکر بھی آئین میگونہ و شبگونہ کو بھی نامے لکھے ہین سب شاہزادیان آئینگی بڑے میان
تو ایک گوشے مین آبیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھرتا ہی صاحبو بڑے میان سے بات ذکرو
ایسا نہو کہ بگڑ جائین کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار نمایان ہوا دیکھا میگونہ و شبگونہ دو شاہزادیان
تخت پر سوار لکۂ ابر گلنار کڑکتا ہوا آکرا برسا میگونہ و شبگونہ آکر اُترین میخوار و سرشار سے
دریافت کیا گویا کون آیا ہی ہمنے بھی گانے کا حال سنا دل مین شک پیدا ہوا ای میخوار یہ وہ زمانہ
ہی کہ ساحر جابجا چھپتے پھرتے ہین ہر ایک کو یہی خوف ہی کہ بادشاہ لشکر اسلام فتح کرتے ہوے
پہلوانون سے لڑتے بھڑتے ہوے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایسا نہو کہ اُنکا
عیار گویا بنکر آیا ہو ذرا امتحان کر لیجیے گا ایسا نہو عیاران اسلام کہ بلاے روزگار ہین اُنمین سے
کوئی عیار گویے کی شکل بنکر یہان گھس آیا ہو میخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
کیا کہ خونخوار سمجھکر آیا ہی آج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہین بڑے سحر کے کہ آج جلسہ ہوگا
جو تمنے بیان کیا اُسکا ہمین خوف نہین ہی راہ کے نگہبان یہان خونخوار موجود ہین عیار ہمارے
جلسے مین کیا آسکتا ہی ہرچند میگونہ و شبگونہ نے کہا مگر میخوار و سرشار یہی کہے گئین کہ
ہمارے یہان عیار نہین آسکتا وہی راستہ آنے کا تھا خونخوار پہلے ہی روکتا اگر اُس رستے
سے عیار آتا تو زندہ رہنا اُسکا دشوار تھا میگونہ و شبگونہ چپ ہو رہین کہ لکۂ ابر مروارید ی
آسمان پر اُٹھا خونخوار نے کہا یہ کون آتا ہی میخوار و سرشار نے کہا بی مقناطیس آتی ہین
یہ متردد ہوا مگر پھر سوچا کہ مصاحبان خداوند سے ہین سرشار و میخوار نے کہا کہ ہمنے نامہ لکھا تھا کہ
ضرور ضرور بی مقناطیس تم بھی آؤ ہمارے دعارے پر آتی ہین ابر قریب قصر کے آکے پھٹا
سب نے دیکھا مقناطیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اُتارتی ہوئی آئین آکے اُترین
پہلے پہ نگاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا میخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے مین بیٹھے ہوے ہین

گانے مین انکا مثل و نظیر نہین ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا مزے سے گا تا ہو ایک لفظ کو ہزار ہزار طرح سے بتاتا ہو اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اتر آتے ہین شیر کے پہلو مین آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلو سے باز مین کنجشک باز شکار سے باز رہتا ہوا اور آج تو وعدہ کیا ہو کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے سننے والے خوش ہو جائینگے مقناطلیس تو خاموش ہو کر ایک گوشے مین بیٹھی خونخوار جمال جہان آرا سے مقناطلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وجد مین آتا ہو کبھی تعریفین کرتا ہو کبھی مصاحبون سے کہتا ہو مین تو جمال مقناطلیس دیکھکر بیتاب ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہو۔ نظم

ہم جو خاموش دم فکر سخن بیٹھے ہین ‏ ڈھونڈھنے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہین
ایک دن ہجکی بھی فرقت مین نہ آئی افسوس ‏ بجکو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہین
نہین آتا جو نہ قاتل تو اجل ہی آئے ‏ کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہین
بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چمن ‏ پیرے پھولون مین کئی غنچہ دہن بیٹھے ہین
نہ اٹھا کو بجھے دلدار سے دم لینے دے ‏ بھرتے بھرتے ابھی ای چرخ کہن بیٹھے ہین
خرچ اک دن کا ہی قارون کا اگر گنج بھی ہو ‏ جب تلک پاس مرے سیم بدن بیٹھے ہین
باغبان پھولا سماتا نہین بیجا اس مین ‏ آج گلشن مین کئی رشک چمن بیٹھے ہین
شدہ الحمد کہ غربت مین وہ راحت پائی ‏ دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہین
زیر گردون نہین آرام کی صورت کوئی ‏ سب اٹھانے کو یہان رنج و محن بیٹھے ہین
دل شگفتہ ہو ذرا بات کرای غنچہ دہن ‏ ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہین
مٹی دروازے کی آنکے لیے جاتے ہین بعض ‏ وقت کے اپنے مسیحا جو وہ بن بیٹھے ہین
دیکھکر طرز خرام اس بت وحشی کا مرے ‏ جو کڑی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہین
چند باتین جو لکھی ہین وہ سنا دے ای رند ‏ آج محفل مین کئی اہل سخن بیٹھے ہین

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملکہ نے آواز خونخوار کی سنی غصے مین پلٹ پڑین کہا کہ ای خونخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو سنین اتنا جو مقناطلیس نے غصہ سے کہا خونخوار گھبرایا جواب دیا نہین ملکہ مجھے اور کچھ خیال تھا اگر معاف فرمایئے تو عرض کرون مقناطلیس کے

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہین کہ کس وجہ مین اشعار پڑھ رہے ہو مگر مقناطیس حیران حیران
طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہی کہ فیروزہ بڑے میان کو کہان سے لایا ہی اوی مقناطیس تو
بڑے میان کون ہین بڑی مشکل کی بات ہی کہ فرزند عمرو ہوکر سعد شہریار کو نہ لایا اس
حیرانی مین تھی جو سعد شہریار سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کرکے اپنے کو
بھجوایا مقناطیس حیران ہوگئی کہ یہ عیار بلا کے ہین کہ ایسے آفتاب جمال کو بڈھا بنا کر لایا ہی
یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مگر خونخوار نے
میخوار و سرشار کی طرف سے منھ پھیر کر ملکہ مقناطیس سے ہاتھ باندھ کے کہا مین غلام و
تابعدار ہون امیدوار ہون کہ مجکو اپنے ساتھ لیجلیے مثل چاکران کمترین کے حاضر خدمت
رہونگا ملکہ مقناطیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہریار سمجھ جائین تو باعث خرابی ہو مگر
شہریار خاموش بیٹھے ہین میگونہ وشبگونہ کو یہی خیال ہی کہ مقناطیس کیسی باتین خونخوار
سے کر رہی ہو اور یہ گانے والا دم بدم میخوار و سرشار سے تقاضا کرتا ہو کہ کلید میخانہ
مجھے دیجیے مین ساقی گری کرون آپ لوگ لطف صحبت اٹھائین میگونہ وشبگونہ
اپنے مقام سے اٹھین سامنے فیروزہ کے آئین کہا کہ میان گویے صاحب آپکو ساقی گری
مین بہت بڑا دخل ہی فیروزہ نے دیدہ دلیر کرکے کہا کہ حضور یقین تو ہی کہ مثل میرے کوئی
اس کمال مین دخل نہ رکھتا ہوگا جلسہ تیار ہی سب شاہزادیان موجود ہین ایک ایک
جام پیین لطف صحبت بڑھے کلید مرحمت ہو خونخوار کے سوال سے مقناطیس کو نہایت
ملال ہوا جواب دیا کہ ای خونخوار اپنے ہوش مین آؤ بلے شراب کے پیے بیہوشی کی باتین
کر رہے ہو جانتے ہو کہ مین خداوند ہفت پیکر کی خدمت مین جاتی ہون انکی مصاحبون مین
مشہور ہون خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرماتے ہین یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ
کوہ سمن آرا پر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا مین خاص اسواسطے آئی ہون کہ دیکھون
کیا رنگ ہو میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
میخانے مین پہونچا تعجیل شراب مین بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت مین
آیا جس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت مین رکھی فیروزہ نے تو

پاؤن مین گھنگرو باندھے میگونہ دشمگونہ نے سحر کیا گلا بیان آپس مین لڑنے لگین لڑلڑ کر
ٹوٹین شراب شعلہ بنکے اُڑی ایک شعلہ اُسمین سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گرا کہ رنگ و
روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرایا میگونہ دشمگونہ نے کہا ای سیخوار و سرشار
اس شراب مین بیہوشی ملی تھی مین نے بھی سحر کیا تھا کہ اگر شراب مین بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند
ہفت پیکر بچایئے دیکھو شراب اُڑ گئی گلا بیان بھی ٹوٹ گئین صورت گانے والے کی
بدلی سیخوار و سرشار تو خاموش ہوئین حیران دیکھ رہی ہین مگر خونخوار تیغہ برہنہ
کھینچکر اُٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لون مقناطیس نے کہ قریب خونخوار بیٹھی تھی کارد بسمہ
نکالکر خونخوار پر کھینچ ماری خونخوار کے پہلو کو توڑ کر کارد پار گذری خونخوار لڑکھڑا کر گرا سیخوار
و سرشار نے کہا ای مقناطیس یہ کیا کیا مقناطیس نے کہا تمنے نہین سنا کہ یہ کیا
کیا کہتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ دشمگونہ نے کنیزون کو اشارہ کیا
کہ اس عیار کا سر کاٹ لو کنیزین طرف فیروزہ کے چلین سعد بن قباد اپنے مقام سے
جھلا کے اُٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا نعرہ کیا۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ
شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ تلوار پکڑ کر اہل جلسہ پر جا پڑے جسنے
گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولے پر پڑا تعویذ علیہ درویش کامل جو انکے بازو پر بندھا تھا اپنا
اثر دکھایا گولہ اُلٹا پلٹا کسی ساحرہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسکے توڑ کے پار گذرا فیروزہ بھی
خنجر کھینچکر کھڑا ہو گیا کئی کنیزون کو مار کے اسنے بھی گرا دیا کسی پر خنجر مارا کسی کو جابجا مار گرایا
سیخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت مین ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کنیزین مر کے
گرین خونخوار ایسا ساحر مارا گیا واسطے خونخوار کے آنکھون مین آنسو بھرے انھون نے بھی
سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ سمن آرا ہی دشمن کا اب اسیر بھی
قبضہ ہوا چاہتا ہی اپنی کنیزون کو بچایئے ہماری مدد کو آیئے کہ یکایک اندھیرا ہوا پہاڑ
تھرایا بادشاہ یا تو مجمع ساحران مین لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختۂ سنگ پر مین کھڑا
ہون وہ تختۂ سنگ مجکو اُڑائے لیئے جاتا ہی ایک تختۂ سنگ پر فیروزہ بھی ہمراہ ہے بعد
تھوڑی دیر کے وہ دونون پتھر اُس مقام پر آکر گرے جس مقام سے خونخوار سعد و فیروزہ

کو لیگیا تھا اُسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ یہ کیا انقلاب ہوا کوہ سمن آرا پر نہیں معلوم کیا گذری ملکہ سقناطلیس وہان تنہا ہین فیروزہ نے عرض کی اے شہریار یہ باعث سحر مینخوار و سرشار ہے اُنکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کو ہمین کی سے جدا ہوے اپنے لشکر ظفر اثر مین چلیے تب ملکہ سقناطلیس کا حال دریافت ہوگا بادشاہ مجبور و ناچار فرماتے تھے اے فیروزہ ہمکو نہ و شگونہ کو پہلے ہی شک گذرا تھا آخر اُنھون نے سحر کیا اور تمام حال کھولا گیا بیان ڈھین شراب شعلہ جگر اُڑ گئی آخر کو فساد ہوا سقناطلیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے سقناطلیس کے حال ابتر ہے دل بیقرار ہے

نظم

سر کے بل جاتے ہین گھر سے سوے صحرا کیسے
کیون جنون ہم بھی ہین آمادۂ سودا کیسے

گھل گئے اُسکی جدائی مین سراپا کیسے
مضمحل ہوگئے دو روز مین اعضا کیسے

کس طرح سے نہ کہین حسن مجسم عاشق
دیکھین آئینے مین ہین آپ سراپا کیسے

یاد ہوگا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
نالے ہم کرتے ہین او بلبل شیدا کیسے

چشم عبرت سے ذرا سیر چمن کر غافل
مل گئے خاک مین لاکھون گل رعنا کیسے

مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہون مسیحا کیسے

کونسا ننگ گوارا نہ کیا اُلفت نے
اور بتلائے کوئی ہوتے ہین رسوا کیسے

آگئی لہر جو دلبر ترے اے قلزم حسن
پھوٹ کر روئے ہین کل ہم لب دریا کیسے

حسرت آتی ہے مجھے چاک گریبانون پہ
دوڑے جاتے ہین سوے دامن صحرا کیسے

بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہمین
دفعتہً پڑ گئے آفت مین خدایا کیسے

آج اُس گل سے کیا دعوے ہمچشمی کا
شہرے سنتے تھے ترے نرگس شہلا کیسے

بار عصیان سے ہوا ہے مرا مژدہ بھاری
دیکھیے اُٹھتا ہے یارب یہ جنازا کیسے

پیش ازین رند خرابات نشین تھے کیسے
بنگئے اب بیٹھے ہین رہبان کلیسا کیسے

فیروزہ نے سمجھایا کہ حضور زیادہ ملول ہون اپنے لشکر مین چلیے مین جا کر باغ سے ملکہ عالم کی مفصل خبر لاؤنگی آپ اسقدر رنج نہ فرمائیں آپکے کبیدہ خاطر ہونے سے میرے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین دیکھیے کیسا سحر کہ گذرا آخر مین مینخوار و سرشار نے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کر لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرایا سردار
بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ
مقناطیس کے روانہ ہوا باغ میں آکے دیکھا کنیزیں حیران بیٹھی ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ میخوار
و سرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہ رہی ہے کہ میں اپنی
جان بچا کے نکل بھاگی میخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری ملکۂ عالم کے آگے
ہاتھ جوڑے کہا بیٹھیے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آپکو اختیار ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگیں شراب
پیتے ہی ملکہ کے ہوش اڑ گئے حرکات خلاف کرنے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا
تو میں کام سے چلے سے اٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہلڑ ہوا کہ مقناطیس کو پکڑ لو
بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سحر نہ کر سکیں انکو گرفتار کر لیا میخوار و سرشار نے یہ جرم
رکھا کہ خونخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہیں کہ مجکو اسنے کلمات سخت کہے مجھے بادشاہ سے
کوئی تعلق نہ تھا مجھسے ایسی باتیں کہیں اور مارا چاہتا تھا مجبور ہاتھ ڈالے میں نے اپنا حفظ ناموس
کیا کار دسحر مار دی میخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساحر جمع کیے اور ملکہ کو ارابے پر سوار کیا ہے
خدمت میں ہفت پیکر کی لیجائینگے اسی باغ کے دروازے سے قید جائیگی اس باغ پر بھی میخوار
و سرشار قبضہ کرینگے فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر
تڑپے ہیں ہر چند امرا و رسا وزرا سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں یارو کیا کہوں جو مجھپر گذرتی
ہے میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہے دل کی بُری حالت ہے اب تو یہ نوبت ہے۔ نظم

ہوں سر فروش جان کا خوف و خطر نہیں
ان قدموں کی قسم مجھے پروائے سر نہیں
اب آپکی وہ آنکھ نہیں وہ نظر نہیں
ثابت ہوا کہ چشم عنایت ادھر نہیں
کوئی دوا فراق میں کوئی اثر نہیں
گر درد سر یہی ہے تو اک روز سر نہیں
عاشق انگلیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں جوہری
دنداں و لب ہیں یار کے لعل و گہر نہیں
وہ بت فروغ حسن سے پتلا ہے نور کا
دیکھے نگاہ بد سے یہ ثابت بشر نہیں
سودا ہے عشق زلف مرے سر کے ساتھ ہے
بے سر کے کاٹے جائے یہ وہ درد سر نہیں
بیجا نہ ہوں خوب نہ کر جلا زبان
یہ خط تو میرے یار کا ہی نامہ بر نہیں

کیا جلوہ ماہتاب کا مہتابیون پہ ہے کھویا گیا ہون وادی الفت مین کسیا نار	یاد غش بےخبر آج وہ رشک قمر نہین برسون گذر گئے مجھے اپنی خبر نہین

رات بھر ترطب کے بادشاہ نے بسر کی مصاحبون مین بیٹھے ہین کہ فیروزہ آکے پہونچا تمام کیفیت
بیان کی عرض کی حضور چل کے قریب باغ مقناطیس کے ٹھہرین جب تہائی ادھر سے
گذرے شبخون ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہرچند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی
ضرورت نہین ہے لیکن مشکبار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لین یہ کنیز ملکہ مقناطیس کو
رہا کریگی رہا کرکے مقناطیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا میخوار و سرشار کی بھی تدبیر ہوجائیگی
بادشاہ ملکہ مشکبار کو اور دو سو سوارون کو مع فیروزہ کے لیکر قریب باغ مقناطیس کے
آئے ایک درہ کوہ مین آکے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد
اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے بیچ مین ارابہ پر مقناطیس
سرشار و میخوار کے دو ساحر زبردست گینڈون پر سوار لشکر کو لیے ہوے آتے ہین بادشاہ کو
تاب نہ ائی ہرچند فیروزہ نے کہا اے شہریار تامل فرمایئے جس مقام پر یہ اترینگے وہان چلکر
شبخون ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے دو سو سوار لیکر پہاڑ سے
نکل کے نعرہ کیا۔ نعرہ سعد بن قباد۔ سنم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم +
دو تین سوارون سے آگے گرے جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبار تڑپ کے
آسمان پر پہونچی برق بنکر ارابے پر ملکہ مقناطیس کے گری کئی ساحرون کے سر اڑا دیے
زبان سے ملکہ مقناطیس کی سوزن نکالی کہا ہین اٹھو نعرہ شاہ کی صدا سنکر مقناطیس خوش
ہوگئی تڑپ کر اٹھی اٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہین ایک جانب
مشکبار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوے قریب کرگدن سوار کے پہونچ گئے ساحل
جادوگر افسر لشکر ہے بادشاہ کا اُس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پر ساحل نے کئی سحر کیے تاثیر
نہوئی بادشاہ نے مرکب مہمیز کرکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارہ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق
دریاے لعنت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو اُسنے جو اپنے بھائی کا مردہ دیکھا تڑپ کے
بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریاے سحر جائش کیا بادشاہ نے مرکب

دریا مین ڈالدیا دریا پیچ مین سے شق ہوا بادشاہ برابر بیکنار کے پہونچے بیکنار نے پھر سحر کیا
دریاے قہار ظاہر ہوا اُس دریا سے ہزارہا مچھلیان نکلنے لگین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین نہنگان
خون آشام دریا سے نکلتے ہین بادشاہ کے قریب آتے ہین اور پھر دریا مین غوطہ مارکے غائب
ہوتے ہین کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر اُنکا حملہ کارگر نہین ہوتا شاہ جیسے ہاتھ
مارتے ہین وہ نہنگ غوطہ مارکر غائب ہوجاتا ہو مچھلیان دریا سے بعد جوش وخروش
نکلتی ہین گرد بادشاہ کے پھرتی ہین آخر مین پھر دریا مین گرتی ہین اس ارادے سے نکلتی ہین
کہ بادشاہ کے لپٹ جائین قریب آکر ہٹ جاتی ہین بادشاہ سے لپٹ نہین سکتین کسی مچھلی نے
دامن دبا لیا کسی نے خود پر دُم ماردی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب سُم مارتا ہی مچھلی کا سر
پھٹ جاتا ہو جب کئی مچھلیان مرین تب دریا خشک ہوا بیکنار نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا ایک ہاتھ مارا کہ بیکنار بھی دریاے آفت مین
ڈوبا مشکبار و سقناطیس نے لشکر تباہ کیا خیمے بارگاہین لوٹ لین باقی جو زندہ بچے وہ طرف
صحرا کے بھاگے بادشاہ اسلام بہ فتح و فیروزی سقناطیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آگے
آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف سقناطیس اور ایک طرف مشکبار
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم افلاک آسمان سیر اے سقناطیس تیرا حال قدرت کو معلوم
ہوا چل تجھکو خداوند نے یاد فرمایا ہو سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب تڑپ کے
گرا سقناطیس جادو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا سقناطیس نے آواز دی اے شہریار کہنہ کو ساحر
لیے جاتا ہو بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بچلہ کمان مین پیوست کرکے
مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سقناطیس پنجے سے چھوٹی تڑپ کر خدمت
مین بادشاہ کے آئی کہا اس دست و بازو کے قربان ہوجاؤن کیا حضور نے تیر مارا اسا افلاک
آسمان سیر مارا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر
کو میری بغاوت کی خبر ہوگئی یہ افلاک آسمان سیر وہین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر
کا تھا ستر اسی ہزار غلام اُسکے ایسے ہی ہین ایک ایک آفت روزگار بلاے زمانہ بے سحر
وساحری مین یگانہ ہی معلوم ہوتا ہو کہ اسکو خبر ہماری معلوم ہوگئی اب اور آفتین

بر پا کرینگا اب آپ کوہ سمن آرا پر چلیں وہان قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اے مقناطیس ہم تم دونون ملکر بادشاہ کو برسر کوہ سمن آرا لیجلیں میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ کی صورت تبدیل کرو ساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہان سے بھاگ آئے یہی ساحر ہمکو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش مین نہ تھے اسنے سحر آتا رہا ہمکو تم تک پہونچایا اب چلو لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند مین چلکر اپنی خطائیں معاف کرائیں یہی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر سیہ فام کی صورت بنایا مشکبار و مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر کی شکل بنا پہلو مین بادشاہ کے بیٹھا مقناطیس نے تخت اڑایا میخوار و سرشار طلسم بیٹھی مین کہہ رہی ہین کہ اب تو لب مقناطیس قتل ہو گئی ہو نگی کوہ مقناطیس بھی ویران ہو گیا ہوگا۔ اب ہم باغ مقناطیس پر قبضہ کرینگے کہ چند ساحر روتے ہوے آئے عرض کی راہ مین بادشاہ نے ساحل و بیکنار کو قتل کیا مقناطیس کو اڑا لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آتے میخوار و سرشار حیرت مین آگئیں سناٹا آنا قلب بھر آیا کہا ساحل و بیکنار ایسے ساحر نہ تھے کہ یون مارے جاتے میخوار سے سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہو کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا میخوار نے کہا مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون اب انتظام سے غافل نہونا چاہیے یہ کہکے میخوار نے جھولی سے ایک چراغدان نکالا اُسے روشن کیا چار بتیان نکالین اُنکو جلایا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک کبوتر پیدا ہوا گرد چراغدان کے پھرنے لگا اپنی آواز مین کچھ کہتا بھی ہو میخوار نے قلم ہاتھ مین لیا اُسکے لفظون کو لکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت مین تھے اب اُسکو اردو مین بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تعویذ ہو ایک درویش کامل نے دیا ہو اس سبب سے بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سرشار نے کہا ہوا لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ مین چلو مین تعویذ چھین لونگی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر جیتے ہوے علم سحر کے مشاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق بیچ مین تخت پر میخوار و سرشار بیٹھی ہین گرد

ساحران مذکورہ جمع ہین سرشار کہتی ہو زمین ہلا دونگی چشم زدن مین بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی لشکر آراستہ ہوکر کوہ سمن آرا سے اُترنے لگا دونون بہنین ابھی تخت پر بیٹھی ہین کہ آسمان سے ابر سیاہ نمایان ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقناطیس و مشکبار تخت پر بیٹھی ہین تخت اُڑا ہوا آتا ہی میخوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئین کہ یہ دونون ساحر کون ہین مگر جب دیکھا کہ تخت اسی طرف آتا ہو تخت آکر پہاڑ پر اُترا مقناطیس نے دوڑ کر میخوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضۂ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی کدو کوششین ہو رہی ہین مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی اُنکی تقدیر کے آگے کسی کی تدبیر نہین چلتی ایسا قدرت نے اُنکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش مین نہ تھا ان دونون ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ رات کو ہمارے پاس پہونچے یہی ہمکو سمجھائی کہ نکل چلو اگر یہ ساحر روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ رکینگے ایک سحر مین انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے جب تک اُنکے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر سے اُنکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا شکر ہو کہ تم تک پہونچے تمنے لشکر کیسا تیار کیا ہو میخوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہین گرفتار کرینگے مقناطیس نے کہا بوا ظاہر مین ہمارے برابر کوئی ساحر وہان نہین ہو نہ کوئی معین و مددگار پہلوان کئی فریک ہین وہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ایکطرف سے مین سحر کرونگی ایکطرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سکینگے اس تکلف سے مقناطیس نے بیان کیا کہ مقناطیس کے کہنے سے میخوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ سچ کہتی ہو خداوند سے بھاگ آئی ہو فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلوا دی کہا ٹھہر جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے پہاڑ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ بچھایا گیا بلکہ میخوار نے کہا بھی کہ ان دونون ساحرون مین سے کسی کو گانا بھی آتا ہو مقناطیس نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہین گائنون کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقناطیس نے چٹکی لی کہ ای جہتر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا گائنین آکے بیٹھین ایک گائن شوخ و شنگ دریاے علم موسیقی کی نہنگ تڑپ کر بیچ مین آئی اہل جلسہ سے متوجہ ہوکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

غزل

سب نے سرگوشیاں غیروں سے اشارے دیکھے
آج آنکھوں سے کرشمے ترے سارے دیکھے

رنگ وہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہونگے
ہمنے جو آنکھوں سے مین ڈھب تمھارے دیکھے

قول کے چھلون کی اللہ ری کافر کو خوشی
ہمنے سو مرتبہ سو بار اُتارے دیکھے

رو بہ صحت ہوا ایک مریض فرقت
ایسے بیمار سدا گور کنارے دیکھے

پاؤن ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤن ابھی
ہتھکنڈے تمنے نہین جان ہمارے دیکھے

بوالہوس ہین نہ کوئی عاشق صادق پایا
چاہنے والے نہ دو چار تمھارے دیکھے

دل تو کیا جان بھی کی نذر رزی ای شہ حسن
وہ صلے تونے فقیری مین ہمارے دیکھے

رندسے جتنے کہ اقرار ہوے سب برعکس
قول سے فعل خلاف آپکے سارے دیکھے

اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہی کہ تمام اہل محفل بیہوش ہورہے ہین گانن کو انعام مل رہا ہی فیروزہ کا قصد ہوا کہ مین اپنے مقام سے اُٹھون اپنے کو مخفی بیتخانے مین پہونچاؤن کہ آسمان کا تراقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی کہ ارے بادشاہ اسلام و فیروزہ بن عمرو و مقنا طلیس و مشکبار کو ای میخوار دسرشار گرفتار کرلو مقنا طلیس و مشکبار اُٹھکر اُس ساحر پر سحر کرنے لگین کئی کنیزون کے سر کٹ کٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ کہ بادشاہ اسلام منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تلوار کھینچکر جا پڑے مگر وہ ساحر کہ جو عقاب پر سوار ہوکے آیا ہی اُسکا نام شہباز عقاب سوار ہی مقنا طلیس جادو نے کیسے کیسے سحر اُسپر کیے لیکن اُسنے جب ہاتھ سے اشارہ کردیا سحر اُلٹا پلٹا مقنا طلیس کو شعلہ ہاے آتش نے گھیر لیا مشکبار مہوت لب بر مُہر سکوت مقنا طلیس کا حال دیکھکر گھبرائی آواز دی ای شہریار مقنا طلیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہاے آتش نے اُسکو گھیرا ہی اب تھوڑی دیر مین جسم مین آگ لگ جائیگی مثل ہیزم خشک کے جلکر خاک ہوجائیگی پھر کچھہ کسی کا زور نہ چلیگا سعد شہریار نے جو آواز مشکبار کی سُنی نہایت ملول ہوے کنیزون نے قصد کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لین مشکبار جادو اپنے مقام سے نہین ہلتی بادشاہ اسلام نے جو مقنا طلیس کو ایسی حالت مین دیکھا بیتاب ہوگئے تلوار چمکاتے ہوے قریب مقنا طلیس کے پہونچے فرمایا ای مقنا طلیس ہوشیار ہو شعلہ ہا

سرکش گرد سے مقناطیس کے ہٹتے تب بادشاہ نے اوس بیتابی مین بازو سے تعویذ کھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دناٹا ہوا شعلہ ہاے آتش گرد سے مقناطیس کے ہٹے جونہی کہ
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقناطیس کے مس کیا مقناطیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اے
شہریار آپ نے عجب کارنمایان کیا ورنہ کنیز آپکی جلکر خاک ہوجاتی یہ اسی شہباز کا سحر تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کود آواز دی اے عقاب شعبدہ باز
یہ تعویذ تو لے اپنی جان کا خوف نہ کرنا مین تجھکو بچاونگا عمر بھر تیرا بوجھ بانٹ کیا آج کا دن
جانبازی کا ہی عقاب اپنے مقام سے اڑا مقناطیس نے قصد کیا ہی کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کرون کہ میرے ہوش و حواس درست ہون اعضا چالاک
و چست ہون کہ عقاب اڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا منھ سے دھوان چھوڑا وہ دھوان آنکھون
مین بادشاہ کی لگا بادشاہ آنکھین ملنے لگے عقاب نے ایک پر ہاتھ پر بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اٹھا لیا اور اڑا سامنے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اٹھاؤن مشکبار تڑپ کے
گری چاہا تعویذ میں اٹھالون کہ شہباز نے ہاتھ تیغ کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہوکر ہٹی مقناطیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہوے خاموش کھڑے میخوار و
سرشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لے لی بادشاہ مبہوت کھڑے ہین اپنے مقام سے نہین
ہل سکتے مقناطیس جو جھک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہوے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے مین شہباز نے تعویذ اٹھا لیا اور چاہا کہ مقناطیس کو زخمی کر کے نکل جاؤن مقناطیس
چاہتی ہی کہ شہباز سے لپٹ جاؤن جان اپنی دیدون مگر تعویذ کو لے لون شہباز و مقناطیس سے
تیغ چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر کمر کو تنہا پا سر پہ جو ہاتھ مارا مقناطیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہکر اڑا کہ اے میخوار و سرشار میرا ٹھہرنا بہتر نہین ہی مین یہ تحفۂ نایاب لیے جاتا ہون تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرو اب بادشاہ بیکار ہین یہ کہکے اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیچلا
فوراً پہاڑ سے کھیانما آسمان پر شہباز جاتا ہی نیچے نیچے اوسی کے سائے مین فیروزہ بھی
چھپتا ہوا جاتا ہی یہان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالا ے کوہ

آگئی لڑائی ہیں جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہو گئے ہیں رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے لگایا تھا وہ اڑ گیا جمال بمثال اصلی نکل آیا میخوار نے بزور سحر مقنا طیس و مشکبار کو کہ ہجوم میں چور چور ہجوم رہی تھیں فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر ہلڑ ہی کہ عجب مکر سے مسلمان آئے مگر شہباز عقاب سوار نے اسوقت بڑا کام کیا کہ ان دونوں کو زخمی کر گیا بادشاہ سے تعویذ بھی لے لیا اس تحفے پر بادشاہ کو بڑا گھمنڈ تھا مگر تعویذ خوب لیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ افتاد پڑتی میخوار و سرشار کہتی ہیں کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت ساحر آیا تھا اب شہباز کو نامہ لکھیں کہ ای مقرب خداوند تیری وجہ سے دونوں جادوگرنیوں کو گرفتار کیا اگر شتاب جاؤ تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کریں یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہا کہ جاکر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بچیّا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا سر تا سر تمہارا ہی باعث تھا کہ تم نے ہمسے بادشاہ کو گرفتار کرایا مقنا طیس و مشکبار کو بھی گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اُسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز نوبہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہو فیروزہ بشکل مبدل ساتھ ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہو شہباز تو باغ میں اپنے اُترا فیروزہ اس فکر میں ہو کہ میں اپنے کو کسی طرح سے باغ میں پہونچاؤں کوئی عیاری کرکے تعویذ لوں باغ سے الگ ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہو کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک کنیز آتی ہو جلدی جلدی ہوئی چاہتی ہو کہ باغ میں جاؤں فیروزہ سمجھا کیا عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آتی ہو ایک جادوگر کی شکل بنکر فیروزہ نے پکارا نوبہار رکی فیروزہ نے قریب آکے پوچھا کہ بوا تم کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاتی ہو کاہے کی جلدی ہو مجھکو شہباز نے اسی مقام پر مقرر کیا ہو کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اُسے روکو ہمارے پاس اُسے بہ احتیاط لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ میں چلنا ہم بخوبی ملاقات کرادینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہی کہ شہباز نے اس ساحر کو یہاں مقرر کیا ہو کہ بیٹھی کہ نوبہار میرا نام ہو شہباز عقاب سوار کے پاس آئی ہوں میخوار و سرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنسا کہا کہ نوبہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہو ابھی ایک طائر مجھسے کہہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہو میں اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا باتین کرتے کرتے فیروزہ نے حباب مارا کہ بیہوش ہو کے نوبہار گری فیروزہ نے اُسکے دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکے اُسکو تو ایک درہ کوہ میں ڈالدیا جھولی سے نامہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگایا نوبہار کی صورت بنکے طرف باغ کے چلا راہ مین چند ملازمان شہباز ملے اُنھون نے پوچھا بی نوبہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤگی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہین اُن ساحرون نے جواب دیا باغ مین بیٹھے ہین کچھ سوچ رہے ہین فیروزہ نے کہا جاکر عرض کرو کہ سمن آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہے ساحرون نے جاکے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سنتے ہی سر ہلایا ساحرون سے کہا مین ایسا تحفہ نایاب لایا ہون کہ جسکا مثل نہین بادشاہ اسلام سے چھین کر لایا ہون ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کرین اچھا کنیز کو بلاؤ جب ساحرون نے آکر کنیز سے کہا کہ بی نوبہار چلو تمھین شاہ شہباز بلاتے ہین فیروزہ کے ہوش تو اُڑگئے لیکن مجبور و ناچار ساحرون کے ہمراہ چلا باغ مین آیا دیکھا ہر نخل پر ہزار ہزار طائر شیخے منقارون مین دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن طائرون کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو اُن سب مین بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکار اُٹھا۔

نظم

ہو گیا ہے حسن کا پھر تیز بازار اندنون	تو نے ہی پڑتے ہین یوسف پر خریدار اندنون
سرمہ ہوتا ہے نگاہ یار پر بار اندنون	ناتوان سے ناتوان ہے چشم بیمار اندنون
پھر تپ فرقت نے کردی ہے مری حالت ردی	بیٹھے رونے لگے پھر میرے غمخوار اندنون
اوپری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہین سر	زلزلے مین رہتی ہے زندان کی دیوار اندنون
صورت ناقوس دم بھرتا ہون اک کافر کا مین	ہے رگ جان سے زیادہ محکو زنار اندنون
عالم رویا مین شب کو یار دکھلاتا ہے شکل	خواب مین لاتے ہین اُسکو بخت بیدار اندنون
پڑگیا ہے پیچ ہمپر حال دل کس سے کہین	ہین کسی کاکل کے پھندے مین گرفتار اندنون
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیارون کو زند	بید کی لکڑی سے ہے بیقدر تلوار اندنون

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے شہباز بہ نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ تھرا گیا دل مین کہتا ہے ای فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہے اب کیا کرون کبھی چاہتا ہے بھاگون فیروزہ کو

دیکھتے ہی شہباز نے کہا اری نوبہار ہم تمھارے انتظار مین بیٹھے تھے ہمکو پانی پلاؤ فیروزہ
جھپٹ کر آبدار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس مین پانی بھرا مگر فیروزہ کے ہوش اُڑے
ہوے ہین ناچار ہو کر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس ہاتھ مین لیا کچھ پڑھ کے ہلایا
پانی شعلہ بنکر اُڑ گیا جیسے ہی پانی اُڑ گیا شہباز نے للکارا او ناعیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا
مین جانتا تھا کہ نوبہار سے غائب ہوا ہی مجھکو یقین تھا کہ تو میری فکر مین نکلا ہوگا آخر اس
حیلہ سے آیا یہ کہکے اشارہ کیا شعلۂ آتش منھ پر فیروزہ کے گرا رنگ و روغن عیاری کا
جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی مصاحبون نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا۔
شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کریگا جب مجھسے ساحرون نے کہا کہ نوبہار کنیز آئی
ہی جب ہی مجھکو بدگمانی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہی نوبہار کو جا تو نے کیا کیا فیروزہ نے کہا
درۂ کوہ مین پڑی ہی ساحر جا کر نوبہار کو لے آئے شہباز نے نوبہار کو ہوشیار کیا شہباز
نے پوچھا اری نوبہار نامہ کہان ہی نوبہار گھبرا گئی نامہ ڈھونڈھنے لگی کبھی جھولی مین دیکھتی ہی
آخر ناچار ہو کر کہا حضور نہین معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہوگا شہباز سے
سب حال بیان کیا اب نوبہار نے زبانی پیغام مینخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے
کہا مین بھی چلتا ہون مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل
کرین یہ کہکے شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کر کے ساتھ لیا نوبہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا
تخت اُڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے چلا یہان مینخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میدان
خونی کی تیاری کی ہی ستر ہزار فوج جمی ہوئی کھڑی ہی بادشاہ و سقنا طیس و مشکبار کو زیر
تیغ بٹھایا ہی مگر انتظار کر رہی ہین کہ نوبہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز
کا سامنے سے پیدا ہوا مینخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا نوبہار بھی
تخت پر سوار ہی شہباز آگے اُترا مینخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھکو
مار لیا ہوتا لیکن مین نے اسکو گرفتار کیا مینخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی مینخوار
و سرشار نے کہا اس عیار کا مجھکو بھی بڑا خیال تھا تمنے خوب اسکو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی
زیر تیغ بٹھایا چارون گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہین شہباز نے کہا اری مینخوار و سرشار اگر انکو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیگا اسلئے بہت ملک فتح کیے ساری بربادی ذات سے مقناطیس کی ہوئی اب نوبت نقارے بج رہے ہین میخوارہ و سرشار شہباز تخت پر بیٹھے ہین اوسوقت کی مقناطیس کی بیقراری بادشاہ کو جو زیر تیغ بیٹھے دیکھا آنکھون سے آنسو جاری ہوے بلک بلک کے دعائین مانگ رہی ہین نظم

ہست خالق واحد و رزاق و رب العالمین
حاکم و فرمانروائے کشور دنیا و دین

خاک بوس آستان درگہش شام و صباح
سرفرازان زمانہ صاحب تاج و نگین

ابتدا را ابتدا او انتہا را انتہا
کار فرمائے گروہ اولین و آخرین

خویش بر صورت ہر صاحب صورت عیان
جلوہ می بخشد بہر یک چہرہ چون آن حسین

گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار
گاہ تاج و تاجدار و سند و مسند نشین

گاہ در روم و گہے در روس گہ اندر عراق
گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سند و چین

گاہ در ابر و گہے در برق گہ در مہر و ماہ
گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین

گاہ در کوہ و بیابان بحر و بر و خشک و تر
گاہ در ملک و ولایت چار اطراف زمین

حاضر و ناظر بس و ہیئت خدا آید نظر
زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر

بادشاہ اسلام کو اس حال زار مین دیکھکر مقناطیس و اشکبار رو رہی ہین یہی آرزو ہی کہ ہم قتل ہون مگر یہ شہریار بچ جائین فیروزہ کو بھی عالم یاس ہو جی مین کہتا ہو اے فیروزہ سب معین و مددگار گرفتار ہوگئے اب کون صورت رہائی کی ہو بالاے کوہ سمن آرا قفنا لکھی تھی ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہو کہ میخوارہ و سرشار دم بدم حکم دیتا ہین جلاد بانی بیدار کھڑے ہین کہ رہے ہین کہ اے ملکہ عالم یہ قتل بادشاہ اسلام ہو پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار انکے مرن کا دعوی کرینگے طلسم ہفت پیکر کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجون سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ لیجیے گا لیکن حقیر عرض کرتا ہی کہ صاحبقران نے جب قید سے رہائی پائی ایک صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہوے بیلیون کو حکم دیا ہم سوتے ہین تم گرد و داح کی خبر لاؤ صبح کو جو اٹھے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بارگاہ مین خواجہ نے عرض کی آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے آگاہ ہونے سے بیقدر بیقرار ہوں کہ لشکر میں مجکو سنا تا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھکر کلیجہ بیٹھ رہا ہی آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام ماں کے ساتھ خواب میں آئے عرض کی کیوں قبلہ و کعبہ اپنے غلام سعد کو کیوں اپنے سے جدا کیا وہ تو آپکا دعاگو ہی پھر دیں سے ایک جانب دیکھا ہزارہا ساحر جمع ہیں نوبت نقارے بجا رہے ہیں اور سعد بن قباد کو زیر تیغ دیکھا قتل کیا چاہتے ہیں تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہی دل گھبراتا ہی آنکھیں اس نور عین کو ڈھونڈھتی ہیں کہ کیونکر دیکھوں اسکو لاکر تخت پر بٹھاؤں خواجہ نے کہا ای شہریار قباد کو صرف تخت نشینی کا ملال ہی یہ خواب و خیال ہی غرض صاحبقران سوار ہوے اسباب صید و شکار ہمراہ لیکر صحرا میں آئے جنگل میں تازہ چڑھی بازداروں کو حکم دیا باز بہری چھوٹے طبل بازگشت پر چوب پڑی

نظم

جو در نالیدن آمد طبلک باز	درآمد مرغ صید افگن بپرواز
جہان شد خالی از کبک و کبوتر	رہا شد پر ہوا باز سبک پر

طائران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیلا فرمایا خواجہ ابتک کسی آہو کا سامنا نہیں ہوا خواجہ نے کہا ہرکارے گئے ہوے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار یہاں سے تین کوس پر دھانوں کا کھیت ہی کئی سو آہو وہاں چرا کر رہے ہیں صاحبقران نے سواروں کو اشارہ کیا گھوڑے دوڑائے آہوان وحشی نے جو صدا سُم مرکب کی سُنی ایک طرف بھاگے سواروں نے اُنپر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے اشقر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پہر کامل صاحبقران نے جستجو کی مگر آہو کرچالیں بھرتا ہوا چلا جاتا ہی امیر چاہتے ہیں اسکو نیزے سے شکار کریں آہو جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو جو کڑی بھولا امیر نے تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جھپٹ کے اُسکو بہ قربانی پہونچایا امیر گھوڑے سے جو اُترے تو قریب اپنے سوائے خواجہ کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سائے میں آئے زین پوش بچھا کے زیر نخل بیٹھے خواجہ چنکر لکڑیاں لائے چقماق پتھری سے آگ نکالی کباب تیار کرکے نوش کیے اب

صاحبقران بیٹھے ہیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نقابدار زرین پوشش شکار کھیل رہا ہی باز سفید سر پہ سایہ فگن عیاطرار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے بارہ ہزار سوار جرار نقابدار کی پشت پر ہین امیر کو جو زیر نخل دیکھا گھوڑے سے کود پڑا آکے امیر کو سلام کیا عرض کی حضور کا یہان گذر کیونکر ہوا امیر نے فرمایا برائے شکار آیا تھا یہان آکے آہو کو شکار کیا ساتھ والے میرے پیچھے رہگئے ہین اُنکا انتظار کر رہا ہون یہ سنکر فوراً نقابدار نے بارگاہ زر بفتی استادہ کرائی صاحبقران کو بارگاہ مین لا بٹھایا جام ارغوانی چھلکنے لگا نقابدار نے ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر مین
بھلا یاد دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر مین

مثال آئینہ تو بھی اگر بیٹھا رہے گھر مین
جمال شاہد مقصود پیدا ہو ترے بر مین

وہی پیدا کریگا دل مین بھی عشق حقیقی کو
بنایا جسنے گوہر کو صدف مین لعل پتھر مین

فلک اسباب دنیا مجھسے کیا ہاتھ آئیگا تیرے
نہین ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر مین

جو اعلی ہین مقام اُنکا ہوا سفل غیر ممکن ہی
بغیر کے طور کی آتش نہ دیکھی تینے مجمر مین

وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت رہی عقبی کی
نہین کرتے ہین تیک فرق ہم مین اور بہتر مین

پڑے ہین کنج مرقد مین کفن پہنے ہوے غافل
جو بھولے بھی سماتے تھے نہ کمخواب و مشجر مین

قد دلدار سے دعوی جو اُسکو سرکشی کا ہی
کوئی لگتی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر مین

کیا ہی خود بنا آئینے نے سارے حسینون کو
بڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر مین

دعا ہر دم ہی ای زلف سیاہ یار خالق سے
رہے دم جب تلک دم مین ترا سودا رہے سر مین

مین وہ آتش نفس بلبل ہون جس لینا قفس مجھ پر
لگا دی آگ نالون نے مرے صیاد کے گھر مین

لہو تو پی چکا ای عشق اب تو ہاتھ اُٹھا مجھسے
نہین جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر مین

وہ راحت پائی ہی کنج لحد مین خود مین حیران ہون
کنار گور مین سوتا ہون یا آغوش مادر مین

سوا ہون داغ کھا کر عشق مین گل رخون کے
سراسر دل لپیٹا جائیگا پھولون کی چادر مین

خدا چاہے تو رندا ملی در مقصود ہاتھ آئے
توکل کرکے اک غوطہ لگا پھر تو سمندر مین

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی نقابدار زرین پوشش اپنی جرات کے صاحبقران سے ذکر کر رہے ہین

کہ ہر مرتبہ قہقہہ سیہ چشمی لشکر کشی کرکے ملکہ آسمان پری پر آتا ہے میرے بھی ہرکارے مجکو خبر ہو جاتے ہیں جاکے اسکو شکست دیتا ہوں وہ بھاگ کر پردۂ تاریک چلا جاتا ہے ورنہ آپکے حقیر نے کل سرکشان پردۂ قاف کو مثایا بڑے بڑے امیرزادے خروج کرکے آئے یہی چاہا کسی طرح گلستان ارم پر قبضہ کرین آپکے حقیر نے راہ مین انکو مارا صاحبقران نقابدار کی تعریفین کر رہے ہین کہ سامنے سے عیار نقابدار روتا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیون ای عیار کیون گھبرایا ہوا ہو عرض کی ابھی صحرا مین ایک کوہ فلک شکوہ ہی مین نے اوسپر سے چڑھکر دیکھا مین افسران ساحر تخت پر بیٹھے ہین لاکھ ڈیڑھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہین اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے ہین ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہین غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا ہے یہ سنتے ہی اول صاحبقران دنگل سے اٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فرماکر صاحبقران اشقر پہ سوار ہوے نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار رکاب پر ہاتھ ڈالے ہوے نشان بتاتا ہوا لیچلا اوس کوہ طو کرکے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پہ نقابدار کے باز سفید سایہ فگن اڑتا ہوا چلا آتا ہے اوسوقت صاحبقران یہان سامنے پہونچے کہ شہباز عقاب سوار مینجوار و سرشار سے کہ رہا ہے کہ جلد حکم قتل سعد دو جیسے ہی مینجوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلاد نے چاہا تیغہ مارے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہریار قتل ہوا چاہتے ہین وہین سے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ امیر حمزۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم قاتل لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران	منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال	سمندون ز پیشم فراری شدہ	زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو جاں لقب شد قران	ہمہ شہرہا دار اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد	نعرۂ صاحبقران کی صدا بارہ کوس جاتی ہے تمام کافر تھرا گئے	

جلاد کانپتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو تیر مارا کہ سینے کو جلاد کے توڑکر پار گذرا نقابدار بھی نعرہ کرکے گرد ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملازمان نقابدار جری و بہادر و صف شکن تیغین تلوارین کھینچکر ساحرون پر گرے عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اوٹھا مینجوار و سرشار سے کہا دیکھو عین وقت پر امیر حمزہ۔

صاحبقران آگئے میں نکل جاؤں میرے پاس وہ تعویذ موجود ہی پھر ہر مقام پر گرفتار کرونگا اگر تعویذ سعد نے پایا پھر اُسپر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار نے کہا کہ ای شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لین گے شہباز نے دستک دی ایک عقاب اُڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اُسپر سوار ہوا اُسکو اُڑایا قصد یہ تھا کہ جنگل سے نکل جاؤں مگر باز سفید جو سر پر لقا بدار کے سایہ فگن ہی اُسنے آکے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہی نکلجاؤں باز سفید نے سامنے آکے شعلہ ہائے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ نکلنے کا کرتا ہی شعلہ ہائے آتش سد راہ ہوتے ہین عقاب شعلہ ہائے آتش سے نہین نکل سکتا صاحبقران لیان لڑتے بھڑتے ہوے قریب بادشاہ اسلام کے پہونچے فرمایا ای نور نظر اُٹھو یہ کہکے سحر کا مین سعد نے قید کو توڑ کر پھینکا لڑتے ہوے صاحبقران کے ساتھ چلے سقناطیس کو بڑھکر عمرو نے رد کیا مشکبار کے نزدیک اُڑتا پھرتا ہوا لقا بدار پہونچا سوزن جو زبان سے نکلی تڑپ تڑپ کے دونوں لڑنے لگیں میخوار و سرشار دیکھ رہی ہین کہ لقا بدار زرین پوش صاحبقران نامدار پر سحر تاثیر نہین کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز مین سنی ہی بڑے بڑے افسرون کے مرنے کی صدائیں آرہی ہین یہان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید مجھکو نہین نکلنے دیتا عقاب پر ایک دوہتڑ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چاہا شہباز کو نکال لیجاؤن باز سفید نے بڑھکر منقار ماردی کہ عقاب کا سر پھٹ گیا شہباز پشت عقاب سے جدا ہوا عقاب مرکر زمین پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ مین تڑپ کر نکل جاؤن باز سفید نے آکے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہوگئی ہاتھ سُکڑ گیا یہی چاہتا ہی تعویذ کو لیکر نکلجاؤن مگر باز سفید نہین جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہوگیا اسیری کی نگاہ پڑی کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہی صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیر مارا کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گذرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا سقناطیس کہ اس راز سے بخوبی آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہونچی جیب سے شہباز کی تعویذ نکال لیا سعد شہریار کے بازو پر جا کے باندھا سعد شہریار ساحرون میں گھس پڑے جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میخوار و سرشار کے سحر کو سقناطیس مشکبار روک رہی ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار و سرشار کے پہونچے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
صاحبقران کا رُکا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقائے نامدار اسم اعظم ورد زبان کیجیے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے نعرہ کیا نعرہ کرتے ہی آپڑے فرمایا او بیحیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزارہا شعلہائے آتش تھے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہائے آتش نہ جلا دیں اشقر کے پاؤں زمین پر نہ
جمتے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلہ آتش بھڑکے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گھبرا کے سپر سحر کو اٹھا دیا تیغ قمقام دست زبردست بادشاہ
اسلام کی ضرب سے سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہو اپنے کو
اسنے فوراً زمین پر گرادیا بادشاہ اسلام بھی فوراً پھاند پڑے میخوار نے قصد کیا کہ تڑپ کر
نکل جاؤں بادشاہ لپٹ پڑے میخوار نے چاہا کمر میں پنجہ دیکر لے اُڑوں شاہ نے لنگر پا کہ
ہر دو زانو تک زمین میں غرق ہوئے جب لنگر شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موئے سر اس لوہ سرے مقام کے ایک طمانچہ مارا کہ سر میخوار کا جبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ
اسکا تھرا کر گرا اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من میخوار جادو بود
اب سرشار نے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز سُنی بڑھکر دیکھا کہ لاشہ میخوار جادو کا زمین میں
پڑا ہو سر مثل کاسئہ گدائی ٹھوکریں کھا رہا ہو اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہو۔ بیت
کاسئہ چینی پراے منعم نہ کر اتنا غرور ٭ ہمنے دیکھا ٹھوکریں کھاتے سر فغفور کو ٭ مصنف
عرض کرتا ہو یہ بھی دو شعر لایق اسی مقام کے ہیں نظم

<table>
<tr><td>ناسازی زمانہ سہیئے کہاں کہاں تک</td><td>بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک</td></tr>
<tr><td>رکھکر لحد میں مُردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا</td><td>خویش و عزیز سارے کبس ساتھ تھے یہاں تک</td></tr>
</table>

سرشار جادو حال پُر ملال ہمشیرہ دیکھکر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ وقت بربادی کوہ
سمن آرا آ گیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زرین پوش ہمراہ اُن جھکے سو

باز سفید سایہ افگن ہے منقار سے صدہا کو مارا جسپر سایہ ڈال دیا وہ جلنے لگا نعت بیدار کی
ہیبت سے ہوش ساحروں کے اُڑے ہوئے ہیں تیر سحر کے خطا کرتے ہیں جلا جلا کر جاتے
ہیں گوشہ ترکش میں چھپتے ہیں کمانوں کی کمر جھکی ہے گرز کے منہ پر ورم ہے خنجر بیدم ہے ہم لوگ
ساحر ہیں سوائے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانیں سارا لشکر تباہی میں پڑا ہے بارہا گھر
سے بھاگتا پھرتا ہے اب مجھے کچھ بن نہیں پڑتا کہ کیا تدبیر کروں مقناطیس جادو نے آگ
برسادی مشکبار جادو نے دریائے سحر بنایا سیکڑوں کو پانی میں ٹھنڈا کیا صاحبقران
کے ہاتھ میں وہ تلوار علم ہے کہ جسپر پڑے اسکے دو ٹکڑے کر دے تینوں دلیر اس طرح لشکر کو
قتل کر رہے ہیں کہ آواز الامان الامان بلند ہے کنیزوں نے جواب دیا واری ان لوگوں پر سحر
نہیں تاثیر کرتا وہ سامنے دیکھیے نقابدار زرین پوش نے علم فوج کو سرنگوں کیا باز سفید
خارستان کفر کو مٹا رہا ہے نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ میں
معروف ہیں فرما رہے ہیں کہ اے مقناطیس کچھ کد و کوشش کرو کہ تا بہ سرشار پہونچوں
سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقناطیس و مشکبار دو جنے ہیں سحر کرتی چلی آتی ہیں
ایک نے آگ برسائی ایک نے دریائے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہیں
دور سے سرشار نے جو دیکھا کہ بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں سرشار
نے آتش سحر کو بجھا دیا دریائے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اُسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں
سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھکر آواز دی کہ ہاں اے یارو یہی وقت جانبازی ہے گھیر کر
بادشاہ اسلام کو مار لو دیکھو کیا انقلاب ہے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قبضے میں تھے
تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کریں صاحبقران زمان و نقابدار زرین پوش نے
آکے بچا لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہیں یہ انقلاب زمانہ ہے جرأت و ہمت میں پیشتر تم
ہو ہمشیرہ صاحبہ تو خدمت بابرکت میں سامری و جمشید کی بیٹھی ہیں بہشت عنبر سرشت میں
سیر کرتی ہونگی ایسے میں بادشاہ کو گھیر کر مار لو دیکھو لڑتے ہوئے آتے ہیں اب بھی تم لوگ
اُنسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحروں کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
سرشار کی سنکر سحر کرتے ہوئے سامنے بادشاہ کے آتے ہیں یہ یکہ تاز میدان جلالت پھر نشیب

جرأت وہمت جو سامنے آیا اُسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کئی سو افسر ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
واصل جہنم ہوے اب ساحرون کے وصلے کم ہوے جدھر بادشاہ رخ کرتے ہین ساحر
بھاگے نظر آتے ہین بادشاہ اسلام شیرانہ دہنگا نہ لڑ رہے ہین سرشار جادو مست مئے سحر
و ساحری آگ برساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی للکار کر آواز دی کہ ای سعد
بن قباد تمھین قضا گھیر کر لائی ہی یہ مقام کوہ سمن آرا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل یہان
آکے مارے گئے یہان کسی کو فتح نصیب نہین ہوئی صدہا پہلوانان تاجدار اس ارادے پر
آئے کہ اس کوہ کو فتح کرین ممکن نہوا انکو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تمھاری
باقی تھی اب ستم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہکے خنجر ہلالی کمر سے کھینچا خنجر چمکایا ہزارہا
شعلۂ آتش اُس خنجر سے نکلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلے نابود ہوے کئی مرتبہ سرشار
نے خنجر چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اسقدر
خائف تھی کہ دل مین کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑون پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن کچھ بہن کے
قتل ہونے کا غصہ کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتین سوچکر قریب آئی خبر دار خبردار
کہکے ایک ہاتھ خنجر کا مارا بادشاہ نے تیغۂ قمقام آگے کر دیا وار خنجر کا تیغۂ قمقام پر روکا سرشار
نے قصد کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب مین نکل جاؤن کسی طرح جان بچاؤن مگر بادشاہ قریب
پہونچ گئے تھے سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوے فوج بادشاہ نے اپنی
ایک درۂ کوہ مین چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سنکر سب اس خیال سے چلے تھے کہ اپنے کو
بادشاہ اسلام پر نثار کرین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برق باری
ہوئی ہزارہا نخل جل گیا طائر کباب ہوکر درختون سے گرے زاغ و زغن بعد رنج وہمن پر دل
سر پیٹ رہے ہین ایک زاغ سیاہ بعد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

تیرا تو رنگ سرخ ہے گو میرا زرد ہی
بیدرد تجھکو کیا جو مرے دل مین درد ہی

دم بھر نہین قرار ستارہ نورد ہی
جب سے شریک ریگ رواں اپنی گرد ہی

مہندی لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤن سرخ
صاحب کو کیا غلام کا گر رنگ زرد ہی

کیا اختلاف آب و ہوا ہی زمانے مین
ہین اشک گرم گاہ و گہے آہ سرد ہی

اگلی سی گرمیاں نہیں حسن و جمال کی
ٹھنڈے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہی

ہر ذرہ شکل مہر درخشاں ہی خاک کا
یارب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہی

غصہ عبث ہی جنگ کو موقوف کیجیے
ہو یہ شب وصال کہ روز نبرد ہی

مرکر بھی میں رکاب سعادت کے ساتھ ہوں
توسن سے آگے چار قدم میری گرد ہی

ملتا نہیں پتہ تری منزل کا خضر کو
برسوں گذر گئے یونہیں صحرا نورد ہی

کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں
نادان شعار نفس کشی کر جو مرد ہی

آزار کیا ہوا انھیں اک رند عشق مست
آنکھوں میں اشک سرخ ہیں اور رنگ زرد ہی

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلے عین وقت پر آکے شریک جنگ ہوئے اُس وقت آکے پہونچے کہ ساحر جیا در بلا رہے ہیں مقناطیس جادو ساتھ لیکر ساحروں کو حاضر خدمت ہوتی ہی دس ہزار مطیع اسلام ہوئے نقابدار زرین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہوگئی ساحروں نے حلقۂ اطاعت گوش میں ڈالا صاحبقران زمان سے کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے بعنایت خدا اسے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محجوب ہونگے امیر حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ نقابدار سچ کہتا ہی پھر کسی موقع سے ملاقات ہوجائیگی اب یہ محل کلام نہیں کی فوراً ہمراہ نقابدار طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے ملاقات کروں مگر دیکھا نقابدار زرین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبقران چلے گئے بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استادہ کرائی مقناطیس اور شکبار کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوئے مصاحبان شاہی نے جائے عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچے لگا جان لیکر حاضر صحبت ہوئے کشتیاں شراب و کباب کی محفل میں آئیں راگ رنگ شب بھر رہا صبح کو جو بادشاہ باہر نکلے جانب راست ملاحظہ کیا نخل بڑے بڑے جھیلیں پانی سے بھری ہوئیں طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نوبت نقارے بج رہے ہیں دو کا من آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ اُبھرا ایک سرد تیر سنگ کا بنا ہی اُس دیر میں تصویر سنگی مثل انسان کے باتیں کرتی ہی ہزارہا مراد مند شور و غل

سجا رہے ہیں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر میں گیا پلٹ کر نہیں آیا ہے جلد
جلد میرے بھائی سے مجھے ملا دیجیے تصویر نے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو پلٹ کر اسنے
دیکھا حقیقت میں بھائی میرا بخیر و خوبی چلا آتا ہو دوڑ کر بھائی سے لپٹ گیا کوئی اس طرح پکارتا کہ
یا خداوند میں ضعیف ہوا زوجہ بھی ضعیف ہو پچاس برس ہوئے کہ کوئی جو ہے کا بچہ بھی نہیں پیدا
ہوا امیدوار ہوں کہ اولاد مرحمت ہو تصویر نے آواز دی زوجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال میں ہو
پلٹ کر اسنے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ پیٹ پھلائے کھڑی ہو کہ رہی ہو صاحب دعا نہ مانگو اب اوس
بچے پیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھو کہ بچہ پیٹ میں پھر رہا ہو مجھکو تو پورے دن ہیں یہ معرکہ جو
حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ معتقد خدائی خداوند ہفت پیکر ہوئے اس طرح سب کی
مرادیں مل رہی ہیں بادشاہ اسلام نے مقناطیس جادو کو بلا یا فرمایا ای مقناطیس دیکھو
یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقناطیس نے دیکھکر کہا ای شہریار کوہ سمن آیا یہ وہ
کوہ مقناطیس کا بھا دونوں بہنیں آج قتل ہوئیں پر وہ اڑ گیا اسی کوہ کے پہلو میں ایرج
و نورالدہر بھی قید ہیں اب جیسا بلکہ اقدس میں آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
کب تاب ہو میں فوراً اپنے کو پہونچاتا ہوں انشاءاللہ بہ عنایت پروردگار ایرج و نورالدہر
کو رہا کرونگا شیروں نے بہت تکلیف قید اٹھائی مقناطیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
لیکر آئیں میں غرق زمین ہوکر پہونچتی ہوں ان شیروں کو قبضہ میں کرونگی چار نگینیں کہ اُن
دونوں پر نگیباں ہیں اُنکے نام ہفت پیکر کا حکم ہو کہ جب اُنکو کوئی رہا کرنے آئے اور اُنکے
عزیزوں کے نعرے کی آواز آئے تو ان دونوں کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے اُنکے لاشے
اٹھاکے لیجائے کنیز کو یہ خیال بہت پڑا ہو اور ... دونوں جوان جوش میں نہیں ہیں ہر نگینیں
صبح کو صورت دریا بنا کر دکھائی دیتی ہیں دونوں جوان آٹھ پہر خیال میں اُن معشوقوں کے پیچھے
کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ اُن معشوقوں کو دیکھیں بعد آٹھ پہر کے پھر
صورت دکھاتی ہیں دونوں جوانوں کو دیوانہ بناتی ہیں مہینوں اسی رنگ میں گذر چکے پہلے
کنیز جائے اس امر خاص کا انتظام کرلے تب حضور لڑنے ہوئے پہونچیں مگر برائے خدا
بالائے کوہ نہ جائیے گا اس تصویر میں خود ہفت پیکر موجود ہو ایسا نہ ہو کوئی سہو اب کرے

کہ لقو بذیہ قبضے سے نکل جاے سفنا طلیس نے بخوبی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہوکر کرب پر سوار ہوے مشکبار نے رکاب بدرجہ رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمرو سامنے سعد کے ہو سفنا طلیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر پشت پر ہیبان پر ایرج و نور الدہر قصر عشرت میں بیٹھے ہوے نخریں ہلا رہے ہیں کبھی پکارتے ہیں نظم

جب صبا زلف کو اُس چوٹی چھو آتی ہے
کو بکو عنبر فردوس کی بو آتی ہے

ساقیا جھوم کے بدلی جو کبھو آتی ہے
حسرت ساغر صہبا و سبو آتی ہے

یاد کرنا بھی ترا موت ہے عاشق کے لیے
دم اُکھڑ جاتا ہے ہچکی جو کبھو آتی ہے

رند مشرب ہوں فقط نام خدا جیتا ہوں
نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے

عنقریب آئے ہیں ایام وصال اپنے بھی
ناک میں اب لبِ گور کی بو آتی ہے

منتظر دونوں کا رہتا ہوں برابر دیکھوں
پہلے یار آتا ہے یا موت کدھر آتی ہے

فیض ساقی سے ہے سمانے میں قلقل خم آ
موج مے بادہ کش تا بہ گلو آتی ہے

شاید القول ہمارا ہے دماغ لیقو سے
سیکڑوں کوس سے معشوق کی بو آتی ہے

تیغ ابرو سے ہیں کس مست کی مجروح ہوا
زخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے

دیکھکر سنگدلی بت کی برہمن سے رند
یاد اُس کا فرِ کیش کی تو آتی ہے

دونوں جوان مبہوت بیٹھے ہیں چاروں رنگین کھڑی ہنس رہی ہیں ان دونوں کو ڈرا رہی ہیں کہتی ہیں معشوقوں نے تمہاری تمکو پیغام دیا ہے اور اپنی صحبت میں بلایا ہے وہ دونوں ہنستے ہوے اپنے اپنے مقام سے اُٹھ سکتے ہوے خوشا نصیب ہمارے کہ ہمکو معشوق پریچہرہ نے یاد کیا ہم آنکھوں سے چلیں گے پلکوں سے جاروب کشی کریں گے اگر صحبت میں پہونچ جائیں آنکھیں بچھائیں صحبت میں جلسہ ہوگا ہم کو بلائیں معشوق کی تعریف میں اشعار عاشقانہ گوائیں شاید معشوق ہمسے رضامند ہو مگر معشوق خود پسند ہے ہم اسکی صورت کے مشتاق ہیں حالِ دردِ دل کہنے کے اشتیاق میں رنگین یہ کہکے جاتی ہیں سامنے سے ہٹ جائیں کہ زمین شق ہوئی سفنا طلیس نے کہا ارے کمبختو کہاں جاتی ہو دونوں کو دیوانہ بنانے کے قصد ہے کہ بھاگ جاؤ بیچارے زندان مصیبت میں سر ٹکرا رہے ہیں شہزادوں

کو بڑی تکلیفیں پہونچیں جادوں زنگنیں پلٹ پڑیں یہ کہتی ہوئی پلٹیں کہ او مقناطیس شب کو
قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مقناطیس نے کوہ سمن آرا برباد کیا
سرحد کا پردہ کھل گیا کوہ مقناطیس اب بے دہ میں نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرور در
قصر عشرت میں آئیگی خبردار ہوشیاں نوچ کے پھینک۔ بنا ہمنے اُسکے واسطے طبقۂ جہنم پنجم
خلق فرمایا ہے اُسی میں اُسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقۂ جہنم پنجم اُسکے مشتاق ہیں جلا جلا کے
اُسکو خاک کرینگے ہم تیرے خود مشتاق ہیں ایرج و نورالدہر مقناطیس کی طرف کہتے ہوئے
چلے اری تو کون ہے کہ ہماری معشوقہ کی پیغام بر کو کلمات سخت کہتی ہے مقناطیس نے سحر کیا
کہ ایرج و نورالدہر ٹھہرے اپنے مقام سے بڑھ نہ سکے زنگنیں اپنے مقام سے بڑھ نہ سکیں
زنگنیں چاہتی ہیں مقناطیس کو پکڑ لیں مقناطیس نے ایک کو طمانچہ مارا لڑکھڑا کے دم
گری زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو دھکا دیدیا ایک کو
لات ماری جادوں زمین میں گریں ایرج و نورالدہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے زنجیریں
ہلا رہے ہیں چاہتے ہیں مقناطیس پر قبضہ کریں مگر سحر مقناطیس پاؤں نہیں چھوڑتا اور
یہ دونوں مقناطیس کو کلمات سخت کہہ رہے ہیں کہ اری تو کون ہے معشوق کی خبر اب ہم کیونکر
پائینگے مقناطیس اب ایرج و نورالدہر کا سحر اُتار رہی ہے جب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے
گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیاں کٹ کے گریں مگر مقناطیس دیکھتی ہے کہ جوش اور خروش
ایرج و نورالدہر کا بڑھتا جاتا ہے سمجھی کہ شاید ان زنگنوں کا سحر ہو ایک کو بڑھکے تیغ مارا
سر اُسکا کٹ کے الگ ہوا اور جوش و خروش ایرج و نورالدہر کا بڑھا بیقرار ہو کر چلانے لگے
پکارے کہ او نازنین تو نے غضب کیا قاصد معشوق کا سر کاٹا افسوس کہ تو ہمارے حال سے
آگاہ نہیں کہ ہمیں فراق میں کیا گذرتی ہے کالی راتیں ہجر کی بہت ستاتی ہیں تڑپ تڑپ کے بسر
ہوتی ہے کہیں جو ہماری کیفیت ہے ہمارے حال پہ بلبل نالاں بھی روتی ہے۔ نظم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے — کٹتے کٹتے راہ تیری مر چلے
ابرو و مژگاں کی اُلفت چھٹ چلی — اب چلے تلوار یا خنجر چلے
سحر بھولے بھکے آگے سامری — ایسے جادوگر پہ کیا منتر چلے

نقش پاے رفتگان ہو کیا نمود / سر کے بل اس کوچے مین اکثر چلے
آگے آگے ہم تھے راہ عشق مین / پیچھے پیچھے خضر پیغمبر چلے
دیکھیے منزل پہ پہونچین کب تلک / شام سر پر آگئی دن بھر چلے
اب تو دیوانے ہوے تیرے پری / شوق سے کنکر چلے پتھر چلے
خاک اڑاتے سر پہ مثل گردباد / یون چلے ہم جس طرح صرصر چلے
حیف ہو کی زندگانی نے دغا / آتے آتے موت کے ہم مر چلے
میرے اشکون کا غضب طوفان ہی / تا ڈُبین گر نوح پیغمبر چلے
کر عمل اے رند قول درد پر / جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

عجب جوش وخروش مین دونون جوان مین قیمہ سے رہا ہوتے جاتے ہین مگر انتہا سے زیادہ گھبراتے ہین چاہتے ہین سر اپنا دے مارین پکارتے ہین کہ او نازنین تلوار ہمکو دے سر اپنا ہم کاٹین نام پر اپنے معشوق کے نثار ہو جائین ہار سر سے اُترے حالت پائین مقناطیس نے سحر کیا کہ دو جوان زنگی پیدا ہوے اُن دونون زنگیون نے تینون زنگیون کو قتل کیا لیکن اُنکے قتل ہونے سے اور زیادہ دونون بیقرار ہوے چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین مقناطیس کو گالیان دے رہے ہین کہتے ہین او بیحیا ہمارے پیغامبرون کو تو نے قتل کیا تیرے ہم قاتل ہین لیکن مجبور رہین کہ ہاتھ پاؤن ہمارے قابو مین نہین ہین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن سے ثابت قدمی جدا ہوگئی دل ہمارا تڑپ رہا ہی تجھپر آسمان سے بجلی گرے وہ دونون غلامان زنگی زنگیون کو قتل کرکے قریب ایرج ونوزالدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہی ان دونون کو بیرون قصر لیچلو زنگیون نے دونون جوانون کے ہاتھ تھامے کہا ای شہزادو باہر چلو کہ تمہارا جوش وخروش کم ہو مقناطیس دریاے خون مین نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر ایسے کہ وہ سب کی مرادین دے رہا ہی اپنی خدائی کے رنگ جما رہا ہی تصویر سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہی مقناطیس تاجدار سامنے تصویر سنگی کے کھڑا ہی اول تصویر سے ایک صداے ہیبتناک آئی اُسکے بعد صدا دی او مقناطیس تاجدار تجکو کچھ اپنے گھر کی بھی خبر ہی مقناطیس جادو

قید خانے مین پہونچ گئی ایرج و نورالدہر کو رہا کر لیا چارون زنگیون کو مارا لیکن جوش و
خروش ایرج و نورالدہر کا کم نہین ہوتا سیاہ روے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جا کے
مقناطیس کو گھیر لے ایرج و نورالدہر کو قید کرے اسی گیسو دراز کی چار لونڈیان قتل ہو گئین
سیاہ رو حلقہ ہاے زلف مین باندھ لیگی میرے سامنے وہ لیگی مقناطیس سزا پائیگی طبقۂ جہنم مین
پھینکونگا دشنگان جہنم گرز ہاے آتشین لگائینگے خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہاے شدید
اسکو پہونچائینگے مقناطیس تاجدار یہ حکم سنکر پیچھے ہٹا آواز آئی او سیاہ رو جلد حاضر ہو ورنہ کوہ
سیاہ سے اول دھوان نکلا مثل ار سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا دھوان بلند ہوا یکایک دنانا ہوا
دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرۂ سیاہ رو بال اسقدر بڑے ہین کہ پاؤن سے
نیچے لٹک رہے ہین وہ ایک اژدر پر سوار ہی اژدہا منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہو پشت پر ساتھ ستر ہزار
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آپس مین ہنستی ہوئین دل لگیان کرتی ہوئین ایکسے ایک
کلمات سخت کہتی ہوئین اچھلتی کودتی ہمراہ ساحرہ اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی آواز
بلند ہوئی مقناطیس تاجدار کیون مجھے یاد کیا مقناطیس تاجدار نے جھک کر کہا اے سیاہ رو سے
گیسو دراز جلد لپک کو قریب قصر عشرت کے پہونچا مقناطیس جادو صاحب خداوند باغی ہوگئی
برائے رہائی ایرج و نورالدہر آئی ہی چاہتی ہی رہا کرکے ایرج و نورالدہر کو لیجائے یہ سنکر
سیاہ رو نے کہا مقناطیس کی کیا حقیقت ہی یہ ایک حلقۂ زلف گرہ گیر تمام صاحبان خداوند
کے واسطے کافی ہی تو کسکی کیا حقیقت ہی اسپر تو میرا حق استادی ہی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ مین نے
اسکو چند سحر سکھائے ہین نے سحر مین اسکو طاق کیا ان شعبدون مین مشاق کیا وہ مجھسے کیا مقابلہ
کریگی یہ کہکے بارہ چودہ ہزار ساحرہ دگرنیون کو ساتھ لیکر چلی جہان مقناطیس جادو لڑ رہی ہی
دروازے پر قصر عشرت کے چند زنگنین میٹھی ہین پیچھے کھینچکر اڑانے لگین کسی کو مقناطیس
جادو نے دوڑ کر طمانچہ مارا کسیکو نیچے مار دیا چالیس زنگنین مار ڈالین مگر حیران ہے کہ
ایرج و نورالدہر کیسے سحر مین ہین مین نے تو اتنی جادوگرنیان قتل کین مگر انکا جوش
خروش نہین کم ہوتا چہرہ سرخ آنکھین ابلی ہوئی پکار رہی ہی کہ اے بہادر و ہوش مین آؤ ایرج
اور نورالدہر جواب دیتے ہین کہ او نازنین تونے ہمکو گھر سے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیگی اڑ

یہاں ہمکو نہ پائیگی تو کیسی گھبرائیگی تو کیا جانے کہ پھر کیا گذرتی ہو کس سے کہیں کیونکر خاموش
رہیں بہتر یہ ہو کہ سر ٹکرا کر نعش محبوب پہ جان دیں اس کشاکش سے مہلت پائیں سقناطیس
جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الدہر ہوش میں نہیں آتے دونوں غلامان زنگی دونوں
جوانوں کو سنبھالے ہیں اپنے پاس سے ہٹنے نہیں دیتے ہاتھ تھامے کھڑے ہیں پیچھے بھی
سقناطیس کا ہی زنگیان بیرون قصر تعاقب سقناطیس کا نہیں چھوڑتیں تانتا لگا ہوا ہی تار بندھا
ہوا ہی جو سامنے آتی سقناطیس نے گولہار اللکار کے قتل کیا زنگیوں کے لاشے پڑے ہوئے
ہیں لیکن سقناطیس نیمچہ ہاتھ میں لیے ہوئے مصروف جنگ ہی کہ ایک آواز ہیبتناک آئی زہی [illegible]
سیاہ روے گیسو دراز اژدر پر سوار سقناطیس جادو کو دیکھکر للکاری کہ او سقناطیس ہمارا
خیال بھول گئی تیرے ماں باپ تو مر گئے تھے ہمنے تجھکو گود میں پالا سحر سکھایا اس مرتبے کو
پہونچایا تو نے سرحد کو ویران کر ڈالا کہ سرحد سے پرے آ نکلی گیا یہ وہ مقام ہی کہ جسکو کوئی دیکھ سکتا
تھا اب یہ نوبت پہونچی کہ تو یہاں آ گئی اور تونے گنہگاران خداوندی کو رہا کر لیا لیکن یہ عمر بھر
ہوش میں نہ آئینگے سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائینگے انکو کہاں لیے جاتی ہی دیکھتے ہی سقناطیس سے
گولہار سیاہ رو نے بالوں کو ہلا حلقۂ زلف میں گود میں بچھکر رہ گیا وہی حلقۂ گیسو بعینہ جیسے
سیاہ رو نے ہلا دیا گیسوؤں کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنہگار ہی لیکن ہوے روزگار ہی
زلف جو ہلی بالوں کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقۂ گیسو گلو میں اس نوخیز کے پڑ گیا سقناطیس
لڑکھڑا کر گری دوبارہ اسنے زلفوں کو جنبش دی دو حلقے ایرج و نور الدہر کے گلے میں
پڑ گئے وہ دونوں غلامان زنگی بھی حلقہ ہاے زلف مسلسل میں گرفتار ہوے اور زمین
پر گر کے تڑپے تو موے زلف نے کام خنجر کا کیا کہ سر دونوں غلاموں کے کٹ گئے سیاہ رو
گیسو دراز نے حلقہ کھینچا سقناطیس لٹک گئی آنکھیں نکل آئیں کھینچتی ہوئی طرف
سیاہ رو کے چلی اسوقت سقناطیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرف آسمان کے منہ کیا
اور بے اختیار پکار اٹھی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار اس کشاکش سے بچا لے۔ نظم

با قلیم جہان ہست آن خداوند جہان حافظ	بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ
براے صرف کردن حضرت حق مال بخشیدست	نہ بہر آنکہ مثل مار تو باشی بران حافظ

شود ظاہر چو اندک انقلاب عالم فانی
نہ زان گنجینہ باشد در جہان باقی نہ زان حافظ

چو ہر چند روزہ است این خزانہ زیر تحویلت
مکن بہر نگہبانی مقرر پاسبان حافظ

بیک ساعت بس از مرگت رود در دست دیگر کس
بران مالی کہ خود بودی بران در ہر زمان حافظ

درین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد
اگر باشی بصدق دل پئے خلق جہان حافظ

ازین بہتر چہ باشد گر بود شام و سحر بندگی
بہ ذکر حضرت باری بدولت ذاکر زبان حافظ

مقناطیس نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا باب اجابت وا ہوا پہلو سے
نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باشیما ای کافران بیحیا و ای ناہنجاران بد و غاہر کہ داند داند وہر کہ ندا ند
بداند۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس وجم ۔ فرزند
دلبند قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران عالی وقار تیغ انتقام دست حق پرست مین بارہ ہزار
جان لیشت پہ ساحر تو چند مین باقی سب بغیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر حال مقناطیس
دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ساحر وا ون نے خطا نہ کی تیر اندازی شروع
کی مقناطیس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سیاہ روے گیسو دراز نے جو پلٹ کر شاہ سعد
کو دیکھا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل
مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو مقناطیس جادو پر مائل ہوا اسکو کیا لیاقت ہے کہ
اگر مین تیری شریک ہو جاؤن تا بہ فلک چہارم پہونچاؤن دیکھ مقناطیس کو ایک حلقۂ زلف
مین گرفتار کر لیا اسکا تو یہ حال ہے جنکی رہائی کو آئے ہو وہ بوخش و خود وخش مین معشوق کے
جان عمر بھر یون ہی دیوانے رہین گے ہزار طرح کی آفت سہین گے آ میرے پاس چلا آ مین تجھسے
بعمل وعدہ کرتی ہون کہ تیرے کسی امر اور کام مین فرق نہ آنے گا مقام روح طلسم بتاؤن لوح
طلسمی تجکو دلواؤن آخر فتح طلسم سے تم لوگون کی کیا مراد ہوا ایرج و قیماد الدہر کو لیجاؤ لیکن
یہ بوخش و خود وخش انکا کام نہوگا اگر کہے موقوف کر دون ورنہ لیجانا انکا بیکار ہے یہ کہکے ہاتھ پھیلایا
اور یہ کہتی ہوئی بڑھی کہ اے یار دلنواز دلگا سے قریب سے آکے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو
دل کو قوت حاصل ہو کیون اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعد بھی گھوڑے کو اپنے جھکا کر
آگے بڑھے فرماتے ہوئے او لکاتہ اپنی صورت نحس تو دیکھ آئینہ تو کبھی نہ دیکھا ہوگا چینی مین

پیشاب کرے تو صورت نحس دیکھی ہوگی گال کو لا ہو یا کتا کھون یا اُلٹا توا کس سے مثال دوں
سعد نے جو یہ کہا سیاہ روے گیسو دراز ہنس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسا زرد زرد دانت ایسا
قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادوگرنیاں کانپ گئیں ایک ایک کا قول یہ تھا کہ
اگر ایکی مرتبہ ہنسے گی تو ہم لوگ جل جائینگے بات کرنے میں منھ سے انگارے نکلتے ہیں بال
ہیں کہ وبال جان کس بلا کے پیچ و تاب ہیں پردہ ظلمات کا جواب ہیں حلقے کسقدر بیحساب
آنکھیں دونوں جیسے دو خم شراب ہیں لیکن سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارکے بادشاہ
اسلام کو للکارا مقناطیس جادو حلقۂ زلف مسلسل میں لٹک رہی ہو آنکھیں نکلی ہیں گلا
حلقے میں بندھا ہوا ہو مایوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا نگاہوں سے یہ پیدا تھا
کہ زندگی سے بیزار ہوں مجبور و ناچار ہوں اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او طفل
بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کرونگی میرے کوچۂ زلف کی آجتک کسی نے
سیر نہیں کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو میں پھنسا جان کو اپنی غنیمت جان میرے سامنے بیخوف
آتا ہو جان کا خوف نہیں کرتا میں بلاے گرفتاری طلسم کشا جاؤنگی خدا وند ہفت پیکر نے
تمھیں لوگوں کے لیے مجکو قصر تاریک میں پرورش کیا ایرج اور نورالدہر پر ایک نگاہ ڈالی
تھی آجتک بیتاب ہیں ایرج و نورالدہر دیکھ رہے ہیں اور سبکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ظلمات کا جواب یا شب تاریک ہجران و عذاب ہو مگر ایرج اور نورالدہر نے دیکھا کہ ایک
نازنین پرجبین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والوں کی کفیل دریاے جواہر میں غوطہ زن
بار شک چمن نسرین بدن غنچہ دہن آنکھیں نرگس شہلا نہایت بیباک چست و چالاک بہ نگاہ
محبت طرف ایرج و نورالدہر کے دیکھ رہی ہو دونوں جوان اور زیادہ بلبلا گئے بے اختیار
ہو کے پکار اٹھے او عاشق کش معشوق دلفریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو

آرام آئے تیرا معشوقان با وفا میں نام ہو

نظم

کچھ فقط غم ہی نہ دنیا سے گیا میرے بعد　　عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد
اب ٹھہرنے کا اگر رنج ہے مجھے ہے تو یہی　　کون اٹھائیگا ترے جور و جفا میرے بعد
بعد مجنوں کے ملی دیوانگی صحرا کو　　پھر نہ آیا کوئی زنجیر بپا میرے بعد

کون یون شانے سے ہر وقت کریگا سیدھا — خوب بل کھائیگی وہ زلف دوتا میرے بعد
سب نکل جائیگا دعوائے خدائی دل سے — بندگی کرنے لگوگے بخدا میرے بعد
مجکو مرجانے کا اپنے ہے یہی غم ای یار — کون دیکھے گا ترے ناز و ادا میرے بعد
سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ اکسیر — مسی لگانے کو ملیگی نہ حنا میرے بعد
جب مین مرجاؤنگا پھر غور کروگے کسکی — کسکو بلواؤگے پسوا کے دوا میرے بعد
کون سمجھائیگا یون میری طرح اک اک پل — سب سے اُلجھے گی تری زلف دوتا میرے بعد
بھولے بیٹھے ہین عبث حسن دو روزہ پہ نہ — یاد آئینگی انھین میری وفا میرے بعد
رنا کی ہی یہ وصیت اسے سب سن رکھین — پاس تربت مین رہے خاک شفا میرے بعد

نگاہ جو سیاہ روے گیسو دراز نے ڈالی اور دونون کو ولولہ بڑھگیا بادشاہ اسلام ہرچند
پکارتے ہین ای فرزندان صاحبقران و ای نور نگاہ مومنان ایسی ملعونہ کو دیکھکر خوف کرنا چاہیے
کسپر مائل ہوے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوے اُسکی تیغ ابرو کے گھائل ہوے ہو
برائے خدا اپنے کو سنبھالو یہ کہکے مرکب مہمیز کیا سیاہ روے گیسو دراز نے قہقہہ مارا کہ تاریکی
سامنے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سامنے حائل ہوگئی بادشاہ اسلام سے
بیخوف گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو طے کرگئے اُس تعویذ کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے
قصد کیا کہ سیاہ رو پہ جا پڑین اُسنے زلفون کو جنبش دی مقناطیس کی جان پر بنگئی نحیف کی
آواز آئی کہ ای شہریار خدا ادھر متوجہ ہوجیے ایسے بیوفا زن جائیے اب جو پلٹ کے بادشاہ
اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ غرق دریاے جواہر علم شعبدہ بازی سے بجلی کا گ
ہنستی ہوئی سامنے آئی پکارکر آواز دی کہ یہ لباس گران معلوم ہوتا ہوگا میرے باغ مین چلیے
گل و غنچے کا تماشا دکھاؤن بہت خوش ہوگے تمھین جنگ وجدل سے کیا واسطہ مقناطیس
جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھکر ایسے مبہوت ہوے کہ خوش ہوکر
فرمایا ای سرگروہ معشوقان و ای آرام دل عاشقان مجھے مقناطیس سے کیا کام مین تو تیرے
شمع جمال کا پروانہ ہون جہان کہو وہان چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑکے بادشاہ اسلام
کو گھوڑے سے اُتارا سیاہ روے گیسو دراز نے زلفون کو جنبش دی اسطرح کا اندھیرا

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ اُس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہوں
چند کنیزیں اندر سے باغ کے آئیں کہا حضور اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے
حقیقت میں ملکۂ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہی کنیزوں پر آپ کا احسان
ہی بادشاہ اسلام اُس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں
نہریں جاری ہیں باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے وسط
باغ میں آئی کنیزیں بھی آکر بیٹھیں ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ
اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہا چند اشعار تو سنیے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے یہ ذکر
بھی ضرور ہی ہمارا دل ناصبور ہی یہ کہکے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

جلتی رہی اُس کوچہ میں تلوار ہمیشہ	لاشے ہی نکلتے رہے دو چار ہمیشہ
گُل کھلتے رہیں چہچہے کرتا رہے بلبل	یارب رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم رند ہوئے شاہد مقصود سے واصل	جھگڑے میں ہے کافر و دیندار ہمیشہ
یاں تخم تمنا سے اُگا کرتا ہے لالہ	گُل کھاتے ہیں ہر فصل میں دو چار ہمیشہ
تڑپا کریں کوچے میں ترے سیکڑوں کشتے	رنگین رہے خون سے تری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنۂ دیدار کو کس روز چھکایا	پیاسا ہی رہا خون کا وہ خونخوار ہمیشہ
ہنگامے نئے روز ہوا کرتے ہیں برپا	فتنے ہی اُٹھاتی ہے وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور جہاں میں	مرتے ہیں ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
اے رند جنون میں بھی پتھرا کو گئے ہم	کھایا کیے پتھر سر بازار ہمیشہ

اِس طرح اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہی تعریفیں اُسکی
کرنے لگی کہتی ہی ای گلرنگ کیا کہنا کیا خوب گائی ہو دل کو بیتاب کر دیا اُس نازنین سے تم
کہا ای ملکۂ عالم آپکی خدمت میں رہی اُستادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوا لیجیے
کلید میخانہ مجھے عنایت فرمایئے اور طرف بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہی مراد اُن
اشاروں سے یہ ہی کہ جس طرح سے بنے تعویذ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین
کہتی ہی ایک جام ایسا پلاؤں کہ ہوش اُڑ جائیں خود بازو سے تعویذ کھول کر دیں تعویذ اسکے

بازو سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی تحفہ پر انکو ناز ہو کسی کامل نے وہ نقش
انکو دیا ہو جب تو کوہ مقنا طلیس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
حیران و پریشان ہین ساحرون کے سحر نہین چلتے سیاہ روے گیسو دراز ایسی ساحرہ اُسنے
یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھیجا ہو تعویذ انسے لے لیا جاے پھر کتنی بڑی بات ہو بلی مقنا طلیس
گرفتار ہین ہوس نازنین نے کنجی ازار بند سے کھول کر گلرنگ کو دی گلرنگ بہ میخانے مین
آئی شراب کو خراب کیا چالیس گلابیان مے ارغوانی سے معمور کر کے صحبت مین آئی بہ تعجیل
گھنگرو باندھے گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی تعریفین کرنے
لگی کہ اے گلرنگ تم نے بڑا کمال حاصل کیا ٹھوکرین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو بہ قول
قمر۔ مطلع۔ ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر توڑا ✦ اہل محفل مین کیا اُسنے بچھاور توڑا ✦ ٹھوکرین
لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی آکر سر جھکایا اشارے
سے مراد یہ تھی کہ اے شہریار یہ جام اسی شعبدہ باز کو پلایئے کہ مین اس ملعونہ کو مارون یہ کہکے جام
بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو فوراً وہ جام اس نازنین کو دیا وہ
نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سبکو شراب پلا کے
سامنے مودب بیٹھی کہا کیون ملکۂ عالم اور ایک آدھ چیز گاؤن بیہوشی اپنی تاثیر کر چکی ہو آنکھون
مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے یا تو ارادہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تعویذ مانگون یا گھبرا کر بول
اٹھی کیون شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا نہو سیاہ روے گیسو دراز مقنا طیس کو
قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب چلو وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی
نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزین لینا لینا کہکے اٹھین اُٹھتے اُٹھتے وہ بھی گرین اب تو وہ
نازنین نعرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا اے فیروزہ تم کیونکر پہونچے عرض کی جب
یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر مین مبتلا ہوے مین آگے بڑھکر آیا کنیزون سے باغ مین آکے
ملا انھین سے حال پوچھا انھون نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبدہ باز بادشاہ
اسلام کو بلانے گئی ہو سحر مین اپنے پھنسا کے لائیگی یہان اُنکا تعویذ لے لین پھر جسطرح چاہین
اس طرح قتل کرین مین نے گلرنگ گائن کو الگ بلایا اسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب آپ جلد مقام

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اُسکے عیارون نے یہان سب کو قتل کیا جب اُس نازنین کو قتل کیا
سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من محبوبۂ شعبدہ باز بود بادشاہ اسلام
نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے سحر مین پھنسایا ہی مقناطیس
کو زیر تیغ بٹھایا ہی مقناطیس جانتی ہی کہ اب بادشاہ اسلام کا بچنا دشوار ہی محبوبۂ شعبدہ باز
لشکر لے گئی ہی تعویذ کو بادشاہ سے لے لیا ہوگا کہ پہلو سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی
تلوار کھینچکر گرے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ روے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہتی ہی محبوبۂ شعبدہ باز پر کوئی اُفتاد پڑی پھر اژدہے پر
سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہین
ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل تھا اُسپر بیٹھا پکار کر آواز
دی اے سیاہ رو اندھیر ہوگیا محبوبۂ شعبدہ باز کو عیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ بلغ
وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن وکفن پڑا ہی سیاہ روے گیسو دراز نے سنکر
جواب دیا او پھر اوے کل مو ہے ایسی خبر واہیات مجھکو سناتا ہی تو نے محبوبۂ شعبدہ باز
کو نہ بچایا عمر بھر تیری خدمتگذاری کی محبوب تجھکو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی زاغ نے
ایک چیخ ماری پرون سے آگ نکلی جلکر تمام ہوا مگر سیاہ روے گیسو دراز بال نوچتی ہی اور
طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہی اژدہے ہزاران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے حملہ کرتے
ہین جو قریب آیا وہ جلکر خاک ہوا بعض اژدہون نے منھ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کہ ایک اژدہا بل کرکے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
تلوار کے ساتھ تعویذ چمکا اُسکے عکس سے اژدہا جل گیا جلنے سے اژدہے کے اندھیرا چھا گیا
آوازین مہیب آنے لگین تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا مین ایک
کانٹون کے جنگل مین کھڑا ہون حیران تھے کہ اے معبود لشکر کیا ہوا مقناطیس جادو کو جو
کیا تھا اُسپر کیا گذری یہ تو ظاہر تھا کہ سیاہ رو مقناطیس جادو پر غالب آئی مقناطیس
سیاہ روے گیسو دراز کے سامنے سحر نہین کر سکتی یہ سوچکر ایک جانب چلے ساحرون سے
لڑتے لڑتے خون کے جسم پر جمے ہوے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنواں

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہی اُس کھیت میں ہزار ہا سردے سرسبز و شاداب لگے ہیں بادشاہ کو دیکھکر خواہش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائیں فرمایا ای شخص ایک سردہ ہمکو دے اُسکے بدلے مین جو کہو وہ دیدیں یہ کہکے موتیوں کا مالا گلے سے اُتارا کہا ای شخص یہ موتیوں کا مالا لے او ایک سردہ ہمکو دے اُس گنوار نے دیکھکر آواز دی کہ ای شخص یہ توراہ ہی دن بھر صدہا آدمی آتے جاتے ہیں ایک ایک اگر سب کو دوں تو میرا کھیت خالی ہو جاے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض میں ایک سردے کے ساٹھ ہزار کا موتیوں کا مالا تجھے دیتے ہیں اُسپر یہ باتیں بناتا ہی اُسنے کلمات سخت کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر میں ایسے کنکر پتھر بہت پڑے ہیں بادشاہ اسلام نے کمر سے خنجر نکالا جسکے دستے پر یاقوت احمر و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ ای برادر یہ خنجر لے اُسنے کہا میں تو نہ دونگا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اُسی خنجر سے اُسے تراشا اب تو گنوار شور و غل مچانے لگا غل و گنوار نے مچایا تھوڑے عرصے میں گانون سے کہار پیدا ہوئی ایک زمیندار کانے ٹٹوے پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر بڑے بڑے لٹھ ہاتھ میں کسی کے ہاتھ تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوے کوئی ڈھال پھٹکا سنبھالتا ہوا اُس زمیندار نے آواز دی ہان یارو اس بے ادب کو مارو سب گنوار یلوہ کر کے بادشاہ اسلام پر آپڑے بادشاہ شمشیرزنی کر رہے ہیں جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو گنوار جو مارے گئے طرف گانون کے بھاگے بادشاہ اسلام لڑتے ہوے ان سب کے پیچھے گانون کے اندر پہونچ گئے زمیندار کا مکان جو کچا بنا تھا مٹی و گوبر سے لیا ہوا تھا اُس مکان میں زمیندار گھس گیا کہار والے سب اُسی مقام پر ٹھہر گئے سب کے کان میں ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو سب گنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان میں آئی ای شہنشاہ حسینان اے سعد نوجوان ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اُٹھایا دیکھا ایک نازنین چھپّے دریاے جواہر میں غوطہ زن چھوٹے پائنچون کا پائجامہ پہنے ہوے چاندی کے کڑے چمچماتے چپکا سونے کا ماتھے پر رنگین دوپٹہ کاندھے پر پڑا ہوا کرتی آب رواں کی پکار رہی ہی۔ نظم

نگاہ ناز یہ ٹھہرا ہی تصفیا دل کا	کرو تو آج میں کرتا ہوں فیصلا دل کا
غم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا	سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا

مسیح وقت دکر تو مداوا دل کا — کہ جان گسل نظر آتا ہے ماجرا دل کا
ہم ابتدا ہی سے کہتے تھے خبر ہو جاتی — کہیں نہ طول پکڑ جائے ماجرا دل کا
طریق عشق میں پیش آئے مرحلے کیا کیا — معین و یاور و ناصر رہا خدا دل کا
تپک رہا ہے یونہیں مدتوں سے پہلو میں — مسیح قابل نشتر ہے آبلہ دل کا
گراں کوہ الم اس سے جچ نا انصاف — حباب سے بھی ہے نازک یہ آبلہ دل کا
وفور ضبط سے دم گھٹ کے آگیا لب پر — مگر زبان پہ آیا نہیں گلا دل کا
نوالے جیسے ہیں گوش آشنا جنکے — خوشی آئیگا نہ انھیں مزہ غنا دل کا
جگر جلایا جاتا ہے شغل عشق بھی اعلیٰ — کبھی کبھی کا جو باقی ہے مشغلہ دل کا
نجات ملک حشر سے نہ پائیگا — پڑیگا سامنا اک روز تجھکو عادل کا
برنگ غنچۂ پژمردہ منقبض ہے عجب — عجیب حال کیا تو نے بیوفا دل کا
بجز خدا نہیں کرتا رجوع بندے سے — کیا ہے تجربہ مشکل میں بارہا دل کا
الٰہی جلد یہ آنکھوں سے خون ہوکے بہے — غضب میں ڈال دیا مجھکو بوڑا دل کا
دم اخیر ہے بیچارہ جان بلب ہے آج — معاف کیجیے اسکو کہا سنا دل کا
یہی ہے مرشد کامل رہ حقیقت میں — خبر شد ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا
کہیں ہے ایک ہی دونوں مکان اسکے ہیں — کرو نہ کعبے سے کم رتبہ تا دل کا

اُس نازنین نے اِس طرح آنکھ ملا کر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہے ہچکی لگی ہوئی ہے یقین ہے کہ رو دے گر چہ بادشاہ اسلام کے سامنے ہاتھ جوڑ رہی ہے اشاروں سے منت کر رہی ہے کہ داہنے یہ جو کوچہ ہے اس طرف سے ہو کر میرے مکان میں آؤ ان کمانداروں سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹین اور تمھارے بازو سے چھین لین اس گمار مین وہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے شکست کی صورت نہیں دیکھی بڑے بڑے بہادر ہیں ہر چند کہ آپ دریاے جرأت کے بے بہا در ہیں مگر اکیلے کس کس کو روکیے گا اس طرح سے اس نازنین نے بعجز و انکسار کہا اور شوق اپنا بیان کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچکر اُس کوچے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزیں بلور

بیتاب

استقبال کھڑی ہین بادشاہ اسلام کو دیکھکر کئی آگے بڑھین بادشاہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال لیا زر نثار کرنے لگین کوئی نون جسم کا پوچھتی ہی کوئی پا انداز بچھاتی ہو کم سن کمسن یہ خوشامد عرض کرتی ہین کہ ای شہر یار چلیے ملکہ ہماری بہت مشتاق ہین ہرچند ہمنے سمجھایا کہ ملکہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے وہ کہتی ہین کیا کرون دل میرا نہین مانتا تو بیدہ ہی ہین پھڑک رہی ہین یہ باتین کرتی ہوئی بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار بیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی پکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہین یہان کے پھول غنچے جور خزان نہین سہتے ہین بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ اُن کنیزون کے روشین طے کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا جو تصور ہے یہ باغ سے باغ بیخزان کھلا ہو وہی نازنین عمدہ زیور پہنے ہوے مسند پر بیٹھی ہوئی ہی بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے براے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی آئیے تشریف لائیے آپ نے خوب کہا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بیچارا سب ڈھونڈھ رہے ہین مگر یہان کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ مین رہیے پھر مین آپکے لشکر مین آپ کو ضرور پہونچا دونگی اب بادشاہ اسلام یہ باتین سنتے ہوے آکے مسند پر بیٹھے اُس نازنین نے اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتون مین تبسم کر رہی ہی کبھی زانو پر سر رکھتی ہی کبھی کہتی ہی کہ ای شہر یار کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نے آپکو عالم خواب مین دیکھا کنیزون سے دریافت فرمایئے کہ راتون کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ مین دوڑی پھرتی تھی اکثر یاد مین قد دلجو کی کئی مرتبہ زیر پڑ گری کنیزون نے ملکے سنبھالا اُٹھا کر بارہ دری مین لائین آج مین نے خبر پائی کہ دشمنون پر حضور کے جلوہ ہوگئے ہر اسی اشتیاق مین چڑھی آپکو گھرے ہوے دیکھا آخر کو دین پڑا اور شدت گریہ نے دامن دجھوڑا آخر کو مین نے آپکو بلا یا شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ آگئے سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہفت پیکر کون شخص ہی شیطان رہزن دین وایمان بندگان خدا کو برگشت کرتا ہی خدا اُسکے شر سے سبکو بچائے اُسپر لعنت کرو اُسکا اعتقاد جو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا وہ اُسکو خدا نہین جانتا وہ مشرک ہے اب ہفت پیکر پر لعنت کرو اعتقاد رب اکبر جو اُسکے علم سے باہر ہو اُسنے سر جھکا کے کہا کہ ای شہر یار

مین دل سے اعتقاد رکھتی ہون زبان سے کہنا مناسب نہین یہ ذکر تھا کہ جنبا کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای ملکۂ عالم آپکے باپ مقبول دینداد کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے اپنے مکان مین دشمن کو جگہ دی ۲۰ ہزار گنوارون کو لیکر آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنکر وہ نازنین ماہ جبین گھبرائی ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگی ای شہریار آپ برائے چند ساعت کہین چھپ جائیے وہ آئینگے دیکھ بھال کر چلے جائینگے بادشاہ نے جواب دیا کہ چھپ رہنا حریف کو دیکھکر ہمارا کام نہین ہم مقابلہ کرینگے مرکب ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار رونے لگی کہا ای شہریار کیا کہکے دل کو سمجھاؤن آپ کے جانے کے بعد نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہی کنیزین بھی یہی سمجھا رہی ہین کہ جو لڑکی ہی مین قبول کیجیے ایسا نہو ہماری مالک سرشن ہو جائین دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل لگی اچھی نہین ہی اٹھ یہان سے
اب بسر ہوتی ہی ای زندہ پڑے جالون سے

مین یہ جانونگا قضا آئی ہوئی میری لگی
جان بچ جائے جوان ناز و ادا والون سے

یہان نہ ٹھکراؤ مزار شہدا وقت خرام
لوگ کہتے ہین برا تمکو نہین چالون سے

یاد کرکے اسے تجھے یہ جو روتا ہون کبھی
اشک دریا کی طرح بہتے ہین پرنالون سے

مردم چشم نے مژگان سے کیا کام تمام
نہین ترکون نے مجھے چھین لیا بھالون سے

ساقیا آتش حل کردہ پلائی کہ شراب
بنگئی خوشۂ انگور زبان چھالون سے

حسرت یار مین آنکھین ہوئین ابلق یہ سفید
تیلیان چھپ گئین مکڑی کیطرح جالون سے

ہوگا مردہ نہ خراب بیابان مرگ یہ زندہ
گورکن دوست زمین پامانہ ہو غسالون سے

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہین وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہی کہ یکایک بادشاہ کو یاد آیا کہ مین وہان جنگ چھوڑکر آیا نہین معلوم مقناطیس جادو پر کیا گذری یہ خیال کرکے تیغ تیز ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا ای شہریار کہان چلے فرمایا ای نازنین مجھے بڑی حیرت ہی کہ مین جنگ مین تھا پکایک مگر پراگندہ صحرا امن ہوگیا اب مجھے یقین ہوا کہ مین اس صحرا مین پھنسا ہون میرے یار وفادار فیروز ودین عمرو کو میری خبر نہین کہ مجھپر کیا گذری یہ سنکر وہ نازنین گھبرائی کنیزون کی طرف دیکھکر آواز دی میرے باپ کی

خبر کرد یہ خبر یار میرے گھر مین گھس آئے آپ آکے انکو گرفتار کرلین کنیزین دوڑین دیکھا کہ
زمیندار آگے آگے تیغ کھینچے ہوے لبشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوے باغ مین
گھس آئے بادشاہ کو ہوش آنے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تعویذ پر پڑا فوراً حواس درست
ہوے ہوش ٹھکانے ہوے یا تو محبت اُس نازنین کی انکو مبہوت کر رہی تھی یا جسوقت اُن
گنوارون کا بلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اُس نازنین کا تھا یا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیف
سیاہ فام قوم کی زنگن ملکہ پرفن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی جا بجا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا دون
بادشاہ نے غصہ مین اُسکے بالون پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ ای باپ
مین قبضے مین اس ظالم کے آگئی میری محبت مین مبہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب توان
حرکات کا ارادہ کرتا ہی یہ کہکے جا بجا تڑپ کے نکلون گنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس مکارہ کا اُڑ گیا مرتے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سر ہو کر گرے
وہ گنوار جو ٹٹو پر سوار تھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت مین خداوند
ہفت پیکر کی گئی افسوس ہی کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو بچا لیتے بادشاہ تلوار
کھینچکر مجمع مین گنوارون کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اُس زمیندار نے بڑھکر بادشاہ کو نیزہ
مارا بادشاہ نے پھیلے سے سنان نیزہ کو اُڑا دیا بادشاہ نے نیزہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
ہوگیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من ظلمات جادو بود
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روے گیسو دراز لڑ رہی ہی سرداران فوج
شاہی کو بظلم قتل کر رہی ہی لیکن مقناطیس جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سائے مین
کھڑی ہی زبان بند دل دردمند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہی اور ہوشیار کرتی ہی
کہ برائے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا نہو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے
بادشاہ اُسی طرف لڑتے ہوے چلے ہین مگر ساحرون کا اسقدر ہجوم ہی کہ گرد مقناطیس جادو کے
ساحر صف باندھے کھڑے ہین اگر ایک قتل ہوا تو دس اُسی مقام پر کھڑے ہین بعضے ساحر
غل مچاتے ہین کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلے بندے آپکے عاجز ہو رہے ہیں تصویر سے آواز آتی ہے ای بندگان من اگر
قدرت تصویر سے باہر نکلیں گے اور نمونہ سحر دکھائیں گے تو ہفت طبقات زمین جل جائیں گے
کوئی ذی حیات زندہ نہ بچیگا سیاہ رو آواز دیتی ہے یا خداوند مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے جنھون نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مکر مین پھنستے نہیں
معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہے دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
نگلکے لے گئی تھی اب تعویذ لینے کو تھی خودبخود وہ ظالم ہوشیار ہو گیا ایسی معشوقہ پریچہرہ
کے بال پکڑ لیے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہوں یہ کہکے اژدہا بڑھایا
طرف صحرا کے پلٹ کے آواز دی ای ببران جلد آؤ اب تمہارا کام ہے صحرا سے دیکھا کہ ہزارہا
شیران ببر پیدا ہونے لگے بادشاہ پر آ آکے حملے کرنے لگے بادشاہ نے کسی پر قبضہ مارا
کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کھینچ لیا گھوڑا نہیں تھمتا مشہور ہے کہ شیر کی بو سے گھوڑا
بھاگتا ہے نہ کہ حملے کر رہے ہیں جب بادشاہ پیٹھ جاتے ہیں رانون مین مرکب کو مسلتے ہیں
تو پسلیاں گھوڑے کی کڑ کڑا جاتی ہیں مرکب بمشکل تھمتا ہے ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
لمبا مثل سر فیل سر اسکا دونون ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منھ پھیر دے مثرہ بابل کے دونون کلائیاں تھام لیں ایک
گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحرا تاریک ہو گیا آندھی سیاہ اٹھی
بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہوں چند کنیزیں
درختون سے بندھی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھکر فریاد کرنے لگیں کہ ای شہریار ہمکو رہا کیجیے
سیاہ رو ہمکو قید کر گئی بادشاہ نے بڑھ کر ان کنیزون کو کھولا کھلتے ہی وہ کنیزیں ہاتھوں
پر شاہ کے بوسے دینے لگیں کہا ای شہریار باغ مین چلیے مقناطیس کو اس باغ مین
قید کیا ہے مقناطیس جادو کا نام سنکر بادشاہ بدحواس ہو گئے ساتھ ان کنیزون کے باغ
مین آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہے روش بگڑی برباد جابجا درخت ٹوٹے پڑے ہیں باغ کے
وسط مین ایک نخل سایہ دار ہے اُسمین مقناطیس جادو بندھی ہے زبان مین سوزن ہاتھ
پاؤن درخت سے بندھے ہوئے ماران سیاہ بدن مین لپٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقناطیس جادو نے سحر کرکے قید توڑ ڈالی اور باران سیلاب
کو مارنا شروع کیا دوڑکر شہریار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کنیز بے تمیز صرف حضور کی وجہ
سے بچی وہ تو کہہ گئی تھی کہ تھوڑی دیر مین آکر قتل کرونگی آپ تشریف لائے آپ نے آکے
قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اُس سے سنبھل کر مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہکر
کنیزون سے اشارہ کیا جو ترسے پر کچھ بجھادو کنیزون نے اپنی اپنی کمرون سے چادرے
کھول کر بچھا دیے اُسپر آکے مقناطیس جادو بیٹھی کنیزین خدمت مین حاضر ہین ابھی
بادشاہ اسلام سے مقناطیس جادو باتین نکرنے پائی تھی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی
بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاہ رو ظاہر ہوئی پکارتی ہوئی او مقناطیس
تو نے رہائی پائی تیرے لیے اور بلا لاتی ہون یہ کہکر دو نون پاؤن زمین مین مارے زمین شق
ہوئی وہ اُسمین ہوکر غائب ہوئی مقناطیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہریار غضب ہوا
مجھپر سحر کر گئی میرے کلیجے مین درد پیدا ہوا روح نکلا چاہتی ہی جلد تعویذ بازو پر سے
کھولیے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اُٹھایا کہ تعویذ کو بازو سے کھولین
ایک کنیز اُنھین کنیزون مین گھل مل بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اُسکی یہ تھی
کہ برائے خدا تعویذ نہ دیجیے گا بادشاہ اُسکے اشارے سے رُک گئے مقناطیس جادو
نے کہا کہ اے شہریار جلدی کیجیے میرا دم نکلا جاتا ہی جلد تعویذ دیجیے پھر بادشاہ نے
ارادہ کیا کنیز سے جو آنکھ ملائی اُسنے دانت کے نیچے اُنگلی دبائی کہ ہرگز تعویذ نہ دیجیے گا
مقناطیس نے جو کنیز کو سر ہلاتے ہوے دیکھا کہا کیون سوسن تجھکو گوارا ہی کہ درد
سے ہمارا دم نکلجائے درد کی ترقی ہی اور تو تعویذ کو منع کرتی ہی اُسنے ہاتھ جوڑکر
عرض کی حضور مین تو نہیں منع کرتی شہریار کو اختیار ہی اپنی نیکی بدی تصوّر کرلین اپنے
اور پرائے کو سمجھ لین مقناطیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام
ہی جو ہم کہین اُسکی پیروی کر ہرچند کہ انکا حُسن عابد کش زاہد فریب ہی لیکن کل اہل طلسم
کی ہلاکت کا باعث یہی ہین خیر وہ مقناطیس جنگ ہو رہی ہی تجھے اسکی خبر نہین مین
صحت پاؤن تو سیاہ روے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کرون یہ سیاہ روے گیسو دراز

نفس ناطقۂ ہفت پیکر ہی مگر مین بھی بے نظیر ہو جب تو اسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی سوسن نے ہنسکر کہا کہ حضور کو اختیار ہی ہماری عرض و معروض بیکار ہی باتین تو سوسن مقناطیس جادو سے کرتی ہو مگر بادشاہ سے آنکھین ملا کر سر ہلا دیتی ہو جب تو جھلا کر مقناطیس جادو نے کہا اری سوسن ہماری صحبت سے اُٹھ جاؤ زیادہ باتین نہ بناؤ سوسن اُٹھی بادشاہ نے کہا مقناطیس سوسن بیچاری جسقدر تم اُسکو برا سمجھی ہو وہ بات اسمین نہین ہو بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بیٹھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہی سوسن نے کہا اری شہریار خواہ اپنی کنیز کو قتل کرین خواہ بخشین یہ تیر اسحر سیاہ رو کے گیسو دراز نے کیا تھا اُسی کا یہ ظہور ہوا آیندہ آپکو اختیار ہو بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقناطیس جادو نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن اپنی جان بچاؤن بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑگیا چوٹی تھام کر کلیجہ تھر تھرا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقناطیس نقلی کا سر اڑ گیا سوسن نے کہا اری شہریار سبحان اللہ یہی چاہیے تھا یہ حضور ساحرہ بھیجی ہوئی سیاہ رو کے گیسو دراز کی تھی کل کال اسکا نام تھا تعویذ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تعویذ دینے کا ارادہ کیا مجکو نہایت قلق ہوا آخر نہ رہا گیا صاف صاف میں کہہ بیٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچایا مرنے سے کل کال کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من کل کال جادو بود بادشاہ اسلام نے سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئین سیاہ رو کے سامنے جا کر یہ سخین بیان کیا واری کل کال کو سوسن نے قتل کرایا سیاہ روے گیسو دراز نے حکم دیا مقناطیس کو تو قتل کر وا ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے چند کنیزون نے ہاتھ پکڑ کر مقناطیس جادو کا کھینچا مقناطیس حیران حیران چار جانب دیکھ رہی ہو بیقرار ہو کر پکار اُٹھی ای رب دوجہان چارہ ساز بیچارگان مین نے تیرا مذہب بدل و جان اختیار کیا ہو اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچائیگا یہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے اسکے ہاتھ سے مجکو نجات دے شیطان رہزن دین و ایمان ہوئے پائے نظم

اگر تو مرد نکوکاری و نکو اندیش
چرا بہ عیب دگر میکند نگاہ کسے

ز شاہ راہ ہدایت قدم مکن پس پیش
بہ چشم غور نہ بیند چرا بحالت خویش

به پیش بندهٔ وحدت پرست یکسان ست / بهای کسوت شاهی و خرقهٔ درویش
کند زمانه پرستش خدای واحد را / بهر طریق و بهر ملت و بهر یک کیش
خدا به وقت مصیبت کند مددگاری / نه اقربا نه عزیزان نه رشته دار نه خویش
به فکر عاقبت کار باش ای هندی / اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش

مقناطیس جادو تو دعا مین مانگ رہی ہے کنیزین منتظر ہین کہ سیاہ روے گیسو دراز
حکم دین تو سر کاٹ لین کہ پہلوے میدان جنگ سے نعرۂ بادشاہ اسلام کی آواز آئی یا شیدای
کافران بیحیا ای نابکاران پُر دغا آگاہ ہو۔ نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون
حشم * بہار گلستان کاؤس وجم * نعرہ کرکے ایک تیر مارا کہ تینون کنیزین جو قتل پر مقناطیس
کے آمادہ تھین تینون کے سینے کو توڑ کر نکل گیا اُن تینون کا مرنا کہ سیاہ روے گیسو دراز
اژدر سے کود پڑی سامنے کوہ مقناطیس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی تقدیر
کر چکے مین نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تختہ اُنکے قبضے سے نہ نکلا یا آخر
سحر ایسا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر مین پھنسینگے یہان کسنے مدد کی اور کسلیے
آگاہ کیا مقناطیس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای ہندی خاص الخاص اب قدرت
مجبور ہے ہر ایک سحر مین تیرا ساتھ دیا سحر کو پختہ کیا ابکی مرتبہ نیا معرکہ گذرا کہ سوسن نامے کنیز
جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھو ساتھ لڑ رہی ہے اُسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف صاف
کہدیا کہ خبردار تعویذ بازو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہوشیار ہوے اُنکا ہوشیار ہونا
ستم تھا مگر ای سیاہ روے گیسو دراز سوسن کو سزاے معقول دینا ہر چند کہ تیرا پیمانۂ عمر
لبریز ہوا قدرت کی خدائی شکست ہوئی ہے بڑا خیال ہے کہ تیرے بعد کارخانۂ خدائی کو کون
روکے گا مگر قدرت تجھکو پھر زندہ کرینگے خانۂ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ
سامری و جمشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنے کے کسی کو اُنھون نے زندہ نہ کیا ہوگا مگر
بہ ہمت دکھا دینگے کہ تجھکو دوبارا جلائینگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منھ نہ پھیر جا بڑے اگر تیرا وار
چل گیا تو تونے مار لیا اور جو اُنکی تلوار چل گئی تو نہین معلوم تیرے اوپر کیا گذرے گی
سیاہ روے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو اژدر کو اشارہ کیا اژدر

منھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہنچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اُترے جیسے ہی
اژدر نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منھ مین لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلّے اژدر کے
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ تا بہ شکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے مین دُم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
نے بال نوچکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تعویذ کا عکس دکھایا ماران سیاہ جلکر
گرنے لگے اب تو سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤن زمین مین اپنے کو گرا یا
قلابازی کھا کر ایک زاغ سیاہ بنکے تیار ہوئی بازو دن کو بگّہ دیکر بلند ہوئی آواز دی اے میرے
خداوند اگرچہ آپ نے دوبارہ پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک
رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہین چاہتا ہے جو آیا دام مین پھنسا طائران صحرا اپنے اپنے رنگ
مین نخچیران دشت اپنے اپنے ڈھنگ مین باغ کو دیکھو کیا رنگ ہے پھول ہنستے ہین اور عندلیبان
خوشنوا کی بیقراری پر آوازے کستے ہین طفلان غنچہ زبان نہین کھولتے طائر بر سر نخل نہین بولتے
موسم بہار مین کیا رنگ ہے جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوائے گرم کا چلنا
نخلہائے سرسبز و شاداب کا جلنا عندلیبان خوش لہجہ کے دل پر عجب صدمہ گذرتا ہے سرو گلزار
ہر چند کہ مشہور آزاد ہے مگر اصل مین جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت دردمند
ہے آخر مین سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھ کر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولون کو گرا یا غنچون
کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیا
دیکھکر دل نہین چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے یا رشتۂ الفت کو توڑے یہ کہتی ہوئی پھر روئے
زمین پر آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر ایسی خاک اُڑائی کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تلوارین
برسنے لگین صحرا سے شیر پیدا ہوئے وہ بھی خاک اُڑاتے تھے آخر کار بعد ان آفتون کے
سیاہ روے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہوئے سر پر بادشاہ کے پہونچی
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ کو نکال کر
شاہ نے نقش کو بھی جھکایا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ روے گیسو دراز نے بالون کا
گنبد مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغہ قمقام دست زبردست بادشاہ اسلام سے جو سر پر بالون
خود سر کے پڑا تو بہ برکت تعویذ وہ بال وبال جان ہوئے تلوار آ پار سر کو دوپارہ کرتی ہوئی تا بہ جگر

مگر سے تا بہ کمر اتری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُس مکارہ کا
زمین پر گرا خون کے قطرے جو اُڑے آسمان سے خون برسنے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
آئی کشتی مرا نام من سیاہ روے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقناطیس سے رہائی پائی
ایرج و نور الدہر جو دیوانہ وار زنجیریں ہلا رہے تھے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے
دونوں جوان تھرا کر زمین پر گرے ایڑیاں رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے
عیار انکے برابر پہونچے عیاروں سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال میں ہیں عیاروں نے
بیان کیا آپ قصر عشرت میں قید تھے سیاہ روے گیسو دراز کے سحر میں مبتلا رہے اب
سیاہ روے گیسو دراز کو سعد شہریار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونوں شیر نعرے
کرتے ہوئے اُٹھے دو سواران جرار کو قتل کیا تلواریں چھین لیں اُنہیں کے مرکبوں پر سوار
ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کر کے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نور الدہر کو لڑتے
ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر میں تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہے تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا
کہ مقام کوہ مقناطیس نہیں ہے جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور بارگاہیں خیمے استادہ تھے
اُسی مقام پر اپنے کو پایا جو سردار یہاں تھے وہ برائے استقبال شہریار حاضر ہوئے مقناطیس
جادو و مشکبار جادو نے عرض کی ای شہریار تردد نہ فرمایئے اور توجہ اُس سے نہ ہو سکا لیکن
کوہ مقناطیس سے اُسنے ہٹا دیا ہوا ے تند چل رہی ہی اُسی کا یہ باعث ہے مگر بہ برکت نقش اعظم
حضور اپنے مقام پر پہونچے اُسنے تو قصد یہ کیا ہوگا کہ ایسے مقام پر پھینکا دن کہ جہاں سانس کا
لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوے ایرج و نور الدہر کہاں
ہیں اگر وہ بخیر ساتھ ہیں تو بیشک یہ فعل اُسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایرج و نور الدہر تیغہاے برہنہ ہاتھ میں دریاے خون میں نہائے ہوئے چلے آتے ہیں
قدموں کو بادشاہ اسلام کے آکے بوسہ دیا عرض کی غلاموں نے ابکی مرتبہ قید میں بڑی تکلیف
اُٹھائی ہر روز اُمید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہونچایا بادشاہ دونوں جوانوں کو لیکر
بارگاہ میں آئے ایرج و نور الدہر کے آنے کی بڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق

ومطربان خوش آواز جام وسبو لیکر حاضر ہوے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور
بعد سوز وگداز یہ اشعار عبرت آثار سامنے شہریار کے گانے شروع کیے۔ اشعار

غیر ہی حسرت گلزار مین حال بلبل
موسم گل مین اُکھڑے پر و بال بلبل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
سرو دیکھا تو تصور مجھے قمری کا رہا
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی
مر گئی فرقت گلزار مین نالے کر کے
گل ہین معروف عزاداریون مین بیجل ہی آج
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین ندم

دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
جان صیاد پہ پڑ جاے وبال بلبل
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل
گل کو دیکھا تو بندھا مجھکو خیال بلبل
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
دیکھنا دبدبہ وجاہ و جلال بلبل
اب رہا حشر پہ موقوف وصال بلبل
ہو گیا سنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
کسکو معلوم تھا یہ ہوگا مآل بلبل
جھڑ گئے کنج قفس مین پر وبال بلبل
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

رات بھر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا عین گرمی صحبت مین بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے
شاہزادہ بدیع الزمان سے محبت ہی جنگ سنجان مین مین نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپکی
خوشی ہو تو مین آپکے ساتھ لشکر کشی کرون مگر انھون نے قبول نہ فرمایا مین نے جسدن
سے سنا تھا کہ نور الدہر قید ہوگئے دل کو یہی بیقراری تھی کہ مین عم نامدار کو کیا منھ دکھاؤنگا
شکر کرتا ہون پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نور الدہر نے میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب مین
انکو خدمت مین عم نامدار کی روانہ کرونگا کیسی خوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائینگے فرمائینگے
کہ بادشاہ نے ہوادار کو رہا کیا یہ باتین جو بادشاہ اسلام نے اپنے سردارون سے
کین نور الدہر نے گرمی صحبت مین کنکھار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا
کہ دست راست والون کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہین ہم اس صف
کے بیٹھنے والے ہین ایرج نے یہ سنکر بڑا قلق کیا شاپور سے کہا کہ ای شاپور تونے سنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کیا کہا مین اس محفل مین رہنا اچھا نہین سمجھتا شاپور شیر دل نے
عرض کی غلام کی بھی یہی راے ہو کہ یہان رہنا بہتر نہین ایرج نوجوان نے اشارہ کیا مرکب
ہمارا تیار کرو ہم نکل چلین شاپور نے گھوڑا تیار کیا ایرج بنگاہ بادشاہ کی بچاکر بارگاہ سے
نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے صرف عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ مین
آئے پوچھا کہ ایرج کہان ہین نورالدہر نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اُٹھ گئے
نہین معلوم کہان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریافت کرکے آیا عرض کی حضور نے
شب کو کچھ باتین کی تھین وہ اُنکو ناگوار گذرین اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدہر
سے فرمایا اے فرزند ہم تمکو خدمت مین تمھارے والد کی روانہ کرینگے ایسا نہو تمکو ایرج کے
جانے کا خیال ہو نورالدہر نے ظاہر مین بہت سا کچھ عذر کیا لیکن دل مین یہ خیال ہو کہ ناجرزادہ
انتہا کا جھلا ہو ایسا نہو کوئی کام کرے تو ضرور بارگاہ مین داداجان کی بل کریگا اور کہیگا کہ ہم
بچہ لگوؤن مین نہین ہین الگ شمشیرزنی کرتے ہین اسوقت حجاب ہوگا یہ کہکے شبرنگ سے
پوچھا کہ اے یار وفادار کیا صلاح ہو اُسنے عرض کی حضور چلکر دربندون پر قبضہ کرین خالی بیٹھے رہنے
سے کیا فائدہ ہو اگر یہان رہیے گا اور کوئی کام بھی ہوگا تو نام بادشاہ کا مشہور ہوگا آپکا کون
نام لیگا دوسرے روز نورالدہر بن بدیع الزمان بھی اسپ پر یوغش پر سوار ہوے اور طرف
صحرا کے روانہ ہوے اول حال ایرج نوجوان کا تحریر ہوتا ہو کہ ایک صحرا مین سایۂ نخل مین
کوڑے تھے کہ ایک آہو تیر خوردہ سامنے سے آیا کہ پیچھے پر تیر لگا ہوا ہو لنگڑاتا ہوا سامنے
آیا ایرج نے تیر مارا آہو گرا ایرج نے اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر نکال کر رومال سے اُسکا خون
پونچھ رہے ہین کہ نام پڑھون ناگاہ کرواسے کی سم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک
نقابدار گلگون پوش چہار جانب دیکھتا ہوا آتا ہو اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا جھلا کر آواز دی
او اجل گرفتہ تو کون ہو جو ہمارے شکار کو شکار کیا کچھ تجھکو خوف نہ آیا یہ کہکے تیغ کھینچکر ایرج کو
مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی جسم مین گرمی تلوار چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا
ہلکہ دیکر اُٹھایا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان
حسن و جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہو

ایرج کی نگاہ جو چہرۂ زیبا پر پڑی رعب حسن سے قلب تھرّایا پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھاکر زمین پر گرے اُس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلادت ہی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصد ہوتا ہی کہ عارض پر عارض رکھدون مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل پانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل مین پانی لیکر پلٹا دور سے اسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر پڑے ہین ایک نازنین ماہ جبین و رنگین آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب سر زانو پر رکھے بیٹھی ہی جھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آتے دیکھا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مرکب پر سوار ہوئی صحرا کی طرف روانہ ہوگئی شاپور نے آ کے تلوے سہلائے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اُٹھے چار جانب حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا ای بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کرین کیونکر خاموش رہین ہمارے دل کی تو عجب کیفیت ہی ـ نظم

کوچے سے تیرے عاشق شوریدہ سر گئے — سب اپنے دم کے ساتھ لیے شور و شر گئے
مانند برق چشم زدن مین گذر گئے — یہ بھی نہ سمجھے ہم کدھر آئے کدھر گئے
ثابت ہوا جو کشتۂ چشم سیاہ یار — آہو مرے مزار کے سبزے کو چر گئے
رو کر کہا جو مین نے کہ مرتا تھا میری جان — ہنسکر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے
احوال کس سے پوچھیے یاران رفتہ کا — وہ بھی نہ پھر کے آئے جو لینے خبر گئے
کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ جبین چڑھا — شمس و قمر نظر سے ہماری اتر گئے
سمجھیں گے اسکو ابر کرم سب گناہگار — ہم حشر مین جو لے کے یہ دامان تر گئے
آیا نہ آجتک کوئی لیکر جواب یار — قاصد گئے سفیر گئے نامہ بر گئے
ہم آفتاب بام ہین یا ہین چراغ صبح — کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے
پھولے پھلے نہ آکے گلستان دہر مین — ہم وہ شجر ہین باغ سے جو بے ثمر گئے
ابتک وہ ایک ایک سے کرتے ہین تذکرہ — ہر چند ترک عشق کو برسون گذر گئے
واللہ رتمار سے یہ توقع نہ تھی مجھے — کیا کیا کہا نہ کرتے تھے پر کچھ نہ کر گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جدائی ہوئی اگر ای جان مر ہی جائینگے تو اب نہ مر گئے
کہتے ہین رند رات کو کچھ کھا کے مر گئے عاجز تجھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاپور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا تھا مجھی کو وہ آتے دیکھکر اُٹھکے چلی گئی
ایرج نے کہا ای یار وفادار ہمکو وہانتک پہونچا دو یا تو تلاش مین جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے
ہین شاپور نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے اُسی جانب جدھر کہ وہ نازنین گھوڑے پر سوار ہو کر
چلی گئی تھی روانہ ہوگیا ایرج تن تنہا زیر نخل بیٹھے ہین آہو کو صاف کیا اُسکے کباب لگا
کہ صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے قریب آکے دریافت کیا آپ اپنا جلیل اس صحرا ے
لق و دق مین تنہا اسکا سبب کیا ہی نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ مبہوت ہو رہے
تھے صاف صاف فرمادیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان براے بربادی
طلسم ہفت پیکر نکلے ہین عیار ہمارا شاپور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہین
آگ سلگا رہے ہین اُس فقیر نے کہا لائیے آگ مین سُلگا دون اور کباب بھی درست
کر دون ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹ پٹ آگ سلگائی کباب طریقے
سے لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا تھوڑے عرصے مین کباب تیار ہوے ایرج چونکہ
بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سر گردش کرنے لگا فرمایا ارے تو نے ان کبابون
مین کیا ملا دیا کہ سر گردش کرتا ہی تاثیر بیہوشی کی معلوم ہوتی ہی اُسنے پکار کے کہا مین
نسیم تیز رو عیار مبہوت تیغ زن تم لوگون کی تلاش مین ہی ایرج جھلا کے اپنے مقام
سے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے نسیم تیز رو نے ایرج کا پشتارہ
باندھا طرف قلعہ سُرخ پوشان کے بھاگا مبہوت تیغ زن سُرخ پوش کا اکثر نامے
اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فرزندان حمزہ صاحبقران مین سے
جسکو پاؤ یا قتل کر دو یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز زنگ بلند ہوئی دیکھا
نسیم تیز رو عیار ایک مرکب کوتل ساتھ لیے ہوے پشتارہ بدوش آکر پہونچا پشتارہ
سامنے لا کے ڈال دیا کہا ای پہلوان دوران یہ نبیرہ صاحبقران زمان ہی آپ کی سرحد مین
کباب لگا رہا تھا مین گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کرا کے عرض کی یہ شیر بیٹھا

جرأت ہین مین مکر سے گرفتار کرکے لایا ہون ہوشیار ہوتے ہی یہ قیامت برپا کردیگا
آہنگرون کو بلائیے مسلسل و مطوق کراکے ہوشیار کرائیے اسی وقت آہنگر آئے
ایرج کو مسلسل کیا لیکن اب شہر مین ہلڑ ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران کو صحرا سے نسیم عیار
گرفتار کرکے لایا ہو اب اُسکا دربار سمجھا جاتا ہو ماہ پیکر آفتاب جمال جو راہ مین ایرج
پہ عاشق ہوئی اسی مبہوت کی بیٹی ہو جسوقت سے ایرج پر عاشق ہوکے آئی ہو اور
باغ مین اپنے بہونچی سرنگون بیٹھی ہو خواصین جو پوچھتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیسا ہی
کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاتے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتین لیکن سوچ رہی ہین
کہ مین کیون چلی آئی دیکھیے ہوشیار ہونے پر وہ جوان کیسی باتین کرتا ہو ایسی ایسی باتون
کی سوچ مین ملکہ بیٹھی تھین کہ ایک خواص نے آکے خبر دی کہ حضور لونڈی ابھی برائے کام
ضروری طرف دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار نبیرۂ صاحبقران کو گرفتار
کرکے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ مین آنکھون کا گھوڑا اُس شہریار کا ہو نہایت حسین و جمیل
اب ہمارے شاہ نے اُسکو مسلسل کیا ہو دربار سمجھا چاہتے ہین یہ سنکر ملکہ گھبرائین دل
سے کہتی ہین یہ تو بالکل اُسی جوان کا پتہ ہو مین تو جاکے ذرا کوٹھے سے دیکھون یہ سوچکر
اُٹھین کوٹھون کوٹھون ملکہ چلین جھروکون سے آکر دیکھا ایرج نوجوان مسلسل مطوق
ہین عیار نے بڑھکر ہوشیار کیا ہو ایرج نے جو ہاتھ اُٹھائے خانۂ زنجیر مین غل ہوا
سمجھے کہ ہم قید ہوگئے بل کرکے اُٹھے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی وزرا
امرا بگڑنے لگے کہ ای تاجدار یہ جوان نام خدائے نادیدہ کا لیتا ہو مبہوت نے کہا اپنے
مذہب کی تعریف کرتا ہی انھین لوگون نے اس مذہب کو رواج دیا ہو اب یہ قتل ہوگا جسطرح
چاہے کلام کرے پکارکر آواز دی ای ایرج نوجوان دیکھو خداوند نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے
ہاتھ سے تمھین گرفتار کرایا اب بدون قتل نہ بچوگے اگر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو
نجات ملے ایرج نے جھلاکر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری ہمپر
کھل گئی جن پہاڑون پر وہ خود رہتا ہو اُسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سحر کیے
کچھ نہ ہوسکا اتنا کیا کہ آندھی چلی بادشاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت اصلی لکھتا تھا

تو شاہ کو نجات نہ ملتی ایک پہاڑ کو صاحبقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طلسم کشا نے فتح کیا کوہ سقناطلیس جو برباد ہوا وہان بادشاہ اسلام پہونچے سیاہ روے گیسو دراز کو کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اُسکا زور نہ چلا لیس اتنا کیا کہ بادشاہ کو وہان سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصور نہ کر مبہوت نے یہ سُنکر حکم دیا اس جوان کو ابھی قتل کرو ملکہ نے جو کوٹھے سے یہ سب معاملہ دیکھا کہ جلاد تیغہ ہاے برہنہ لیکر سر پر ایرج کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار مثل ابر بہار رونے لگین خواصون سے فرماتی ہین کون بابا جان کو جاکر سمجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی یہان جب جلاد نے گردن پر ایرج کی کوٹلے کا خط کھینچا بیقرار ہو کر ایرج نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھے کہ ای مالک حقیقی وای رب تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندۂ حقیر کو نجات دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہر غمگین شاد ہو **نظم**

خدا خالق و رازق مار و مور	خدا مطلع جلوۂ نار و نور
خدا باطن ست و خدا ظاہر ست	خدا در حجاب و خدا در حضور
خدا جلوہ بخشندہ ہر آئنہ	ز ہر پردہ حق مینماید ظہور
ستور چو نور نور ذات خداست	بہر جن و انسان و وحش و طیور
ز گرداب آفت بہ ساحل رسد	گر از بحر وحدت کند کس عبور
خدا ہست مانند دل در بغل	عبث میرود بندہ نزدیک دور
گہے شکل موسے نمایان شود	گہے بر تو جلوۂ کوہ طور
گہے صورت شب گہے شکل روز	گہے شکل سایہ گہے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آیدش جلوۂ حق ضرور
ز ہر پردہ تا بندہ نور خداست	ز ہر چہرہ روشن ظہور خداست

ایرج نوجوان دعا مین مانگ رہے ہین ملکہ کوٹھے پر بیقرار فرماتی ہین اگر جلاد نے اس جوان کے ہاتھ مارا تو مین کوٹھے سے اپنے کو گرا دونگی ضرور جان دیدونگی وہ حکم بادشاہ دے چکے قصہ مختصر اب تیسرا حکم دون کا ایک وزیر جو مزاج مین بادشاہ کے دخل رکھتا تھا

اپنے مقام سے اُٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہون امیدوار ہون قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہے اسکو اس طور سے خفیہ قتل کرنے مین حضور کا نام نہوگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک مین اشتہار چپان ہون ساری خلقت کو خبر ہو کل اسکو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ مین نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا آپکے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو آکر خراج گذار رہونگا اسوقت قید کرنا ہی بہتر ہے بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہا اے وزیر اعظم اے دستور معظم جو تمنے کہا وہ مجکو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کرو ایک پہلوان ہے کلکال نیش زن اُسکے نام حکم ہوا کہ اس جوان کو لیجا کر قید کرو کلکال نے سر زنجیر کو تھام لیا قلعے مین ایک مقام ہے وہان لاکے ایرج کو بند کیا آپ بطور پہرے کے بیٹھا ملکہ نے جب دیکھا کہ ایرج کی قید کا حکم ہوا اور کلکال نیش زن لے گیا روتی ہوئی محل مین آئین اُسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار کرو ہم باغ جائینگے سواری تیار ہوئی خواصین سمجھاتی ہین کہ واری کل سے حضور نے کھانا بھی نہین کھایا ہے ملکہ روکر جواب دیتی ہین کہ صاحبو تم میرے دل کے حالات کو کیا جانو میرے دل کی عجب کیفیت ہے کیا حال بیان کرون یہ حرام زادہ لنیم تیز رو کیونکر وہانتک پہونچا جاکر گرفتار کرلایا کیا مکر کیا کہ اُنکو دم دیا اُنکا عیار اُنکے ساتھ تھا مین کس منھ سے اپنے درد دل کا حال بیان کرون

نظم

فصل گل مین کب اُٹھا مجھ سے ستم صیاد کا
توڑ ڈالونگا اگر ہوگا قفس فولاد کا

تو گرفتاری مین چہچہے یاد گلشن کی رہی
اب قفس سے چھوٹ کے یاد آئیگا گھر صیاد کا

خاک کے پتلے کو حورین خلد مین کرتی ہین یاد
قاف مین کرتی ہین پریان ذکر آدم زاد کا

کھینچکر ذوق اسیری دام تک لیجائیگا
آب و دانہ ہے جو قسمت مین مری صیاد کا

یکسان عشق پر جور و ستم اچھا نہین
صبر پڑ جائیگا او ظالم کسی ناشاد کا

ضبط کرلے کرتے مرغان قفس تنگ آگئے
اب رہائی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا

سب سے بیگانہ ہوا ہے دل آشنائی اُسکے کر
بھول جا سبکو ارادہ ہے جو اُسکی یاد کا

اسقدر بالا بلندون سے ہی اب مجکو گریز — بسکہ جلتا ہون جہان سایہ پڑے شمشاد کا
آشیان میرا جلا کر وہ بھی ایذا پائیگا — پھونک دیگی آتش گل جھونپڑا صیاد کا
سر کا کٹنا کیسا اک خط بھی نہ گردن پر پڑا — سخت جانی سے مری جی چھٹ گیا جلاد کا
جوہر حسن آئنہ رویون پہ کھلتے کس طرح — گر سکندر سے نہ بنتا آئنہ فولاد کا
رند شکوہ کیجیے کسکا بقول اُستاد کے — آب و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا

خواصین حیران ہین کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کیسی دیوانہ وار باتین کرتی ہین باغ مین گرا دینا ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو نو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول مثل خار دل مین کھٹکنے لگے بارہ دری مین آکے بیٹھین مگر بہایت حیران کہ اے ماہ پیکر جابر رات آنکھون مین کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو وزیر نے بچا لیا ایک راتکی مہلت ملی اب وہ مہلت نہ ملیگی کچھ تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا صبا جو فدا نسیم کو بلا لاؤ مین اُس سے حال دل کہون شاید اُس جلاد کو رحم آئے اُسنے ستم کیا یہ ذکر تھا کہ نسیم کا بیٹا صبا سے سبک پا خبر کو ملکہ کی آیا دیکھا صحبت مین عجب رنگ ہو ملکہ خاموش بیٹھی ہین صحبت پریشان ہو ملکہ کے ساتھ پرورش پائی ہو قدمون سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال مین پاتا ہون مزاج مبارک کیسا ہو آپکا چہرہ بے نظیر دیکھکر دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو ملکہ نے صبا کی بات سنکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا اے صبا کیا حال پوچھتا ہو جو مجھپر گذری اُسکو کیا بیان کرون ایک کام ہو وہ تجسے ہو سکے تو یہ جوان جو قید ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ مین اُسکو دیکھ لون صبا نے کہا آپکے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہو مین صورت ریا اُسکی آپکو دکھلاؤن ایسا نہو آپ وہان جاکر کچھ فساد مچا مین ملکہ نے کہا اے صبا مین ایک نگاہ دیکھکے چلی آؤنگی کلام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت کھانا پکوایا اُسمین بیہوشی ملائی خوان تیار کرکے کنیزون کے سر پر رکھوائے ملکہ کو ساتھ لیا در زندان پہ آیا کلکال نیش زن پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے پکارکر آواز دی کون آتا ہو صبا نے اپنا نام بتایا دوڑکر قریب آیا کہا اے پہلوان دوران ملکہ عالم بیمار ہو گئی تھین اُنھون نے نذر لات و منات کا کھانا پکوایا حکم دیا کہ قیدیون کو کھلاؤ سنا ہو کہ یہان بھی کوئی قید ہو پس تم اُس قیدی کو بھی کھانا کھلا دو کلکال نے کہا اے صبا تمنے سُنا ہوگا کہ سارے شہر مین غلغلہ پڑا ہی

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگوں نے دربند ہفت پیکر مٹائے۔ دین اسلام کو رواج
دیا دین خدا ہفت پیکر منسوخ کیا سو جسے ہم شب و روز دروازہ نہیں کھولتے صبا
نے کہا تم لوگ تقسیم کرکے کھالو کھا سکینگے کہ قیدیوں کو کھلا آئے سب کے پہلے کلکال اٹھا اور
کہا کہ میرا دوہرا حصہ دو صبا نے سبھوں کو تقسیم کیا سب کھانے لگے کلکال نے مزدورنی
کو دیکھا اپنے مقام سے بلبلا کے اٹھا یہ کہتا جاتا کہ مزدورنی مجھسے اشارہ کرتی ہے میں ابھی قبضہ
کرونگا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے ہی جہان سے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو سب لینا لینا
کہکے اُٹھے بیہوش ہوکر گرے صبا نے بڑھکر در قید خانہ کا قفل کاٹا ایرج زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے
تھے ملکہ نے آکے ایرج کو اس حال میں دیکھا دل بیتاب ہوگیا کہا اے صبا انکو باغ میں لیچل صبا
نے کہا حضور میں نے کہدیا تھا کہ ایسا ہو آپ وہاں جاکر کچھ اور ارادہ کریں میں لیے چلتا ہون
لیکن جان پر بنے گی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہے ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑیاں کاٹو ایرج نے
جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا زور میں آکر قید توڑ ڈالی ملکہ رومال سے خون پوچھنے لگین کہا
اے شہریار کیوں جلدی کی عیار بہ سہولت قید کاٹ دیتا ایرج نے کہا اب ہمکو یقین کامل ہوا
کہ وقت رہائی آگیا قید کا ٹوٹنا وقت پر موقوف تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
کے چلیں قضائے کار املاک نیش زن بھائی کلکال کا کوتوال شہر ہے طلایہ پھرتا ہوا آنکلا
بھائی کو اپنے آواز دی جب جواب نہ آیا تو گھوڑے کو اڑاتا ہوا آگے بڑھ آیا بھائی کو دیکھا
کہ بیہوش پڑا ہے ساتھ والے بھی سب بیہوش وہ ہوش پڑے ہیں چند آدمی ایک قیدی کو
نکالے ہوئے لیے جاتے ہیں للکار کر آواز دی کہ ارے تم کون لوگ ہو گنہگار شاہی کو لیے جاتے ہو
صبح کو میرے بھائی سے پرسش ہوگی یہ کہکے پیادوں سے اشارہ کیا ارے قیدی کو گھیر لو اسکا
کہنا کہ چار طرف سے پیادے لینا لینا کہکے چلے ایرج نے تلوار کھینچی مصروف جنگ ہوئے
لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے افسر کے پہونچے للکار کے آواز دی کہ او نامرد ان تین روئیوں کے
پیادوں کو کیوں قتل کراتا ہے تو افسر ہے سامنے آ املاک نے گھوڑا بڑھایا قریب شاہزادے
کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ہمراہیان املاک نے کلکال کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
ساتھ والوں کو لیکر بڑھا ملکہ کنیزوں کو لیکر ایک گوشہ میں آئیں اور آکر ٹھہریں کمانیں کاندھوں سے

آتا رین تیر بجر کمان مین پیوست کیے سب نے تیراندازی شروع کی یہان املاک نے کئی ہاتھ
تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے
ہوے ہین ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ پڑا کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوگئے
یہان ملکہ نے بھی مع کنیزون کے وہ تیراندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا
بڑھایا پکار کر آواز دی اے صبا تو اسوقت اسواسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کرکے لیجائے مین
تجھکو نہ جانے دونگا یہ کہکے طرف صبا کے چلا صبا نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچایئے
یہ نامرد طرف حقیر کے آتا ہی ایرج بیتاب ہوگئے گھوڑے کو بڑھا کے للکارے کہ او کلکال
کہان جاتا ہی ٹھہر جا ورنہ بہت پچھتائیگا لیکن شاپور شیردل جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا ایک
دوکان مین فقیرانہ بھیس بدلے ہوے پڑا ہوا سورہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سُنی اُٹھکر دوڑا
راہ مین دیکھا ہمراہیان املاک بھاگے ہوے آتے ہین اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان
نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اُسطرف پہونچا باتون باتون مین صبا سے تمام حال دریافت کیا
معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی اُسنے آکر اسکو رہا کیا اہل طلایہ نے
گھیرا ہی یہ سُنکر یہ بھی تیراندازی کرنے لگا سر سے گوپھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے
پر پڑے ہڈیان ٹوٹ گئین کسی کے سر پر پڑا کہ سر اُسکا پھٹا یہان ایرج نوجوان کلکال سے
مقابلہ کررہے ہین ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلوانون کو مارا شیرانہ و دلیرانہ
معروف جنگ ہین کفار اپنی جان سے تنگ ہین بھاگتے پھرتے ہین ایرج نے جسکا پیچھا
کیا اُسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال نابکار نعرہ کرکے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج
نے سب وار اُس مکار کے تلوار آبدار پر روکے ہرچند کہ صد ہا حربہ پڑ رہا ہو مگر یہ ہمہ تن
چشم بنے ہوے معروف جنگ ہین کفار اُنکی جنگ سے بہ تنگ ہین مرکب مثل ہوا
دوا دوش کررہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوے پیادون نے
چاہا لاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ شمیم سبک رو یہ ہلڑ سُنکر دوڑا ہوا آیا دیکھا کوتوال
شہریار گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پیادے بھاگا چاہتے ہین اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک
گوشے سے تیراندازی کررہا ہی سکو چلایا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کرایا اب اسکا بچا نہ چھوڑو

مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہون وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو پامال کرڈالینگے
اُنکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرأت و ہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہو کہ میرا بیٹا
کیون لڑ رہا ہو برابر تیراندازی کر رہا ہو اپنے چہرے کو چاہتا ہو کہ چھپاؤن اور مار کر ان سب کو
اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤن ایک گوشے مین ملکہ عالم کو چھپائے ہوے سینہ کو
سپر کیے ہوے کھڑا ہوا تیرون کا منھ پر سہ رہا ہو سیکڑون سر مثل قطرات باران کے دم بدم
گر رہے ہین دریاے خون جاری ہو چار طرف سے یہی غلغلہ ہو کہ اس جوان کو گھیر کر مارلو
پہ کہکے نسیم تو ہوا ہوا اور دولت شاہی پر پہونچ کے نفس راست کی پکار کر آواز دی کہ محلدار
صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کرو کہ خداوند جلد باہر تشریف لائین نیا قیدی چھوٹ گیا
حلقۂ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے مارے جاچکے
اور پشت پر بیٹا میرا کہ وہ شریک قیدی ہو اسکو بھی جاکر قتل کیجیے محلدار نے جاکے مبہوت
تیغ زن کو جگایا آنکھین ملتا ہوا مبہوت تیغ زن اٹھا اور پوچھا عیار سے کہ کیا معرکہ ہو
عیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہین معلوم حضور کیا سبب ہو کہ میرا بیٹا قیدی
کے ساتھ لڑ رہا ہو مبہوت نے کہا مین جاکر سب کو سمجھا دونگا زنجیرون سے کمر باندھتا ہوا
باہر آیا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا علماے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے ڈنکے پہ چوب
پڑتی ہوئی کٹی سی نقارہ بجتا ہوا ایرج نوجوان معروف جنگ تھے کہ صبا نے بڑھکر خبر دی
کہ اے شہریار بادشاہ آ پہونچا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین تھرائی ساٹھ ہزار فوج سے
مقابلے کو آتا ہو ایرج نے کہا آنے دو مگر اے صبا و شاپور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
انکی وجہ سے مین جمکر لڑ نہین سکتا ناموس کا اس مجمع مین رہنا بڑے عیب کی بات ہے
انشاء اللہ مبہوت کو وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد رہے شاپور و صبا ملکہ کو لیکر طرف باغ کے
چلے ملکہ روتی ہوئین ساتھ ان دونون کے چلین مگر کنیزون سے فرماتی ہوئین صاحبو
مین کیا بیان کرون جو میرے دل کی نوبت ہو اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع مین چھوڑ آئی ہون
خدا اُنکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہون جو میرا حال ہو دل پر ہجوم غم و ملال ہو جی چاہتا ہے
مین بھی اُنکے ساتھ لڑون افسوس فلک نے کیا سامان دکھایا ۔ نظم

تسلی ہوئے کوئی دم تو جان مضطر کو — خدا کے واسطے مرتا ہون آگھڑی بھر کو
مزا بڑا ہی قناعت کا تھا طفلی سے — مین سیر ہوکے نہ پیتا تھا شیر مادر کو
ہوا سما گئی تود کو ہوا سمجھتا ہی — گلی مین جاکے تری دن لگے کبوتر کو
بچا رہا ہی جو یون بیخودانہ مستی مین — بنایا ساقی نے کیا جلترنگ ساغر کو
کچھ آجکل سے تساہل نہین طبیعت مین — قدیم خو ہی تغافل کی میرے دلبر کو
حسین بند تمھارا جو یاد آیا ہے — تمام رات مین پیٹا ہون سینہ و سر کو
خدا نے چاہا تو کلمہ پڑھیگا وہ بت بھی — دکھاؤنگا مین مسلمان کرکے کافر کو
دہن کے واسطے ظلمات خط مین لب تباہ — تلاش چشمۂ حیوان کی ہی سکندر کو
پس از فنا جو یہی سوزشین جنون کی تپش — تو ٹھوکے پھوڑونگا سنگ مزار سے سر کو
قضا نے آکی ہی اہل قبور مجھکو بھی — جگہ دو تھوڑی سی یارو ذرا ذرا سر کو
ہوے سب آج گنہگار عشق زندان مین — سنا ہی مین نے ستمگر نے چن دیا در کو
کسی کے ساتھ کی میخواریان جو یاد آئین — رہا نہ آپ مین منہ سے لگا کے ساغر کو
جواب لونگا صنم سے سوال کا اپنے — خدا کے حکم سے گویا کرونگا پتھر کو
سنبھالو آپ کو ای رند ترک عشق کرو — کہا نکا روگ لگا یا ہی جان مضطر کو

ادھر تو ملکہ مجبور و ناچار بے سلے ہوے چلی آئین کچھ بن نہ پڑا روتی پیٹتی ہوئین باغ مین آئین
ادھر ایرج نوجوان پر لشکر مبہوت کا آکر گرا یا تو پیادے بھاگنے کو تھے یا بادشاہ کے آنے
سے رک گئے ساٹھ ہزار جوانون نے ایک مرتبہ حملہ کیا دور سے تیر پڑنے لگے نیزے مار مار
کے نامرد بھاگتے ہین ایرج انتہا کے زخمی ہوے اُسی زخمداری مین مبہوت کا سامنا ہوا مبہوت
للکارا دیکھا دور سے کہ ہر سر مو و بدن سے خون شاہزادہ ایرج نوجوان کے بہ رہا ہی
چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرانے جابڑون افسرون نے بھی ایسے ارادہ کیا مگر قریب تو اس شیر کے
کون آتا ہی دور سے فقط نیزے دکھاتے ہین مبہوت نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اس
جوان نے اسی حالت زخمداری مین کئی افسرون کو ٹوک ٹوک کے مار ڈالا لاشے اُنکے
پڑے ہوے پھڑک رہے ہین مبہوت نے چند سوارون کو روانہ کیا اُنھون نے سیر کے

دکھائے ایرج جیت کے قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اُسوقت مبہوت نے
پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر وار روک نسکے تیغ جو پڑا تمام جسم
تو زخمی ہو رہا تھا سر پوٹ جو کھائی غش آنے لگا اُسوقت جگر شمشیر زنی کی دل مین فرماتے ہین
کہ ای ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہی جب ہاتھون نے دستگیری نکی پاؤن
سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بیکر چہرے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام مین کیا ہاتھ دونون
گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے کہا ای مرکب اصیل مجھکو نکال لے چل پر جسم مرکب غیر ہو مگر مرکب
کی ران جو لگی مرکب کو مزا ملا سمجھا کہ شہسوار ہوشمند شل فہر بلا کے کھولا چنگین دولتیان مارتا ہوا
میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب سمجھا آپس مین لڑا کئے ملکہ رات بھر باغ مین منتظر رہین صبح
فراق نے جو چہرۂ بلا دکھایا عیارے سے کہا ذرا خبر تو لو صبا نے آکے دیکھا کہ مبہوت لاشون
مین تلاش کر رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ میرے ہاتھ سے وہ جوان مارا گیا مگر مرکب اصیل زیر ران تھا
وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا توقف تو کرو شاید کہین اکناف مین پڑا ہو ہرکارے
جیت جیت کے جلتے ہین اور مایوس ہو ہو کر پلٹ آتے ہین حاکم کے سامنے بیان کرتے
ہین کہ دو دو کوس ہمنے دیکھا کہین اُس جوان کا پتہ نہین ملتا چار طرف تلاش کیا مبہوت نے
پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو توقف کرو کہ تمھارا بیٹا کہان ہی اُسکو گرفتار کرکے لاؤ اُس سے
پوچھا جائے کہ تو نے کیون رہا کیا صبا نے سیاک رو بصورت مبدل یہ سب باتین سن رہا
تھا نسیم تو تلاش مین چلا اور صبا بھاگ کر ملکہ کے پاس آیا کہا ای ملکۂ عالم ابھی تک کوئی
آپکا نام نہین لیتا بابا جان کو اب حکم ملا ہی کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کرکے لاؤ مین کہان چھپون
میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ مین آگ لگا کے یہان سے نکل چلیے اب یہان ٹھہرنا
مناسب وقت نہین معلوم ہوتا ہی اب حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا بھتیا کہان چلون مین یہ
افتاد نہ سمجھی تھی صبا نے سیاک رو نے عرض کی اگر کو توال شہر مارا نہ جاتا تو وہ اِس
حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب ناواقف ہین یہی کہتے
ہین کہ صبا نے گنہگار شاہی کو کیون رہا کیا مین اب یہان نہ رہ سکونگا ملکہ نے کہا بھیا تم
یہان ٹھہرو مین سوار ہو کے محل مین جاتی ہون مان سے دریافت کرتی ہون کہ میرا تو

نام کوئی نہیں لیتا ہی اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کرون اور خود کہہ دون کہ صبا کو گرفتار
کرکے بھیجو نگی صبا کو کیا واسطہ اُس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا مین دریافت کرون شاید
سیر باغ مین آیا ہو اوس وجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہکے حکم دیا کہ محافہ لاؤ جیسے ہی محافہ لا کے
رکھا گیا فوراً سوار ہوئین مبہوت تیغ زن بھی محل مین آیا ہوا ہی اُس وجہ سے ذکر کر رہا ہی کہ
تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا مین نے اُسے بُلوایا ہی یا اب اُسکا اُسکے ڈھونڈھنے
کو گیا ہی کہہ گیا ہی کہ اصل مطلب مین سمجھ گیا اُسکو گرفتار کرکے لاؤن تو حال کھلے اتنے مین ملکہ
بھی آکے پہونچین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ زرد حیران و پریشان چاہتی ہین
اپنے کو سنبھالون مگر ترقی غم والم سے دل نہیں سنبھلتا باپ کو سلام کرکے گلے مین ہاتھ ڈالدئے
دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہی مبہوت نے دیکھکر کہا اے نور نظر واے پارۂ جگر تمھارے
عیار نے جاکر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہی ملکہ
رونے لگین کہا باباجان مجھکو کیا ضرورت تھی کہ مین ایسے دشمن کی رہائی چاہتی نسیم جھوٹ
کہتا ہی مین نے شب کو باغ مین یہ خبر سُنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا مین حاضر ہوئی مبہوت
نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہی زندہ نہ بچیگا
گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہرکارے بھیجے ہین وہ لاشہ اُٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا
سر خدمت خداوند مین بھیون قدرت فرماتے ہین یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہین انکا
مٹانا ہم نہیں چاہتے ہین تین پہاڑ ویران ہوے کہ جہان اُن جادوون کے ویران ہوے
جان سے مارے گئے بی مقناطیس جادو جاکر بادشاہ کی ظاہر مین شریک ہوگئین اُنہین
کے ساتھ جنگ کرتی پھرتی ہین سُنا ہی کہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات
سے مجھے تیرے بدگمانی ہوئی ملکہ نے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم مین نے
کبھی اس جوان کو دیکھا بھی نہیں مبہوت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل
ہوا کہ صبا نے بےشک اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر
یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کرکے روانہ کر دینا ملکہ
نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہین مین وہان سیان محترم کو بھیجو نگی یہ کہکے ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئیں صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھیا تم اسی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اُس شیر بیشۂ جرأت کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اُسوقت دل کو تسکین ہوگی نظم

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے — کچھ کام نہیں مجکو حسب سے نہ نسب سے
ہے کون بچائے جو ترے قہر سے یا رب — تجھسے ہی امان مانگتا ہوں تیرے غضب سے
جانبازی نہ کی معرکۂ عشق میں کس روز — میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر — انسان ہو با ہر ہنو تو مرضی رب سے
دم بھر نہ رہے چین سے افسوس ہزار چرخ — ایذا ہی اُٹھاتے رہے پیدا ہوے جب سے
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت — اللہ بچالے جو مجھے ہجر کی شب سے
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا — دیوانہ ہوں اُس رشک پریزاد کا تب سے
بڑھ چلنا قد یار سے زیبا نہیں تجھکو — با ہر ہنو اوسرو چمن حد ادب سے
مطلب نہیں کچھ اہل دول سے مجھے ای رند — سائل ہے یہ درویش شہنشاہ عرب سے

شاپور نے کہا غلام تو اب رخصت ہوتا ہے ملکہ رونے لگیں کہا بھیا اگر اُنکی خیر و عافیت تمکو ملے تو ہم بھی اُنکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پاتا تو ہمارے حال غم کا ذکر کرتا اور ہمکو بھی خبر پہونچاتا شاپور نے کہا پھر کیا موقوف ہے شاہزادے تمھارے لیے خود بیچین ہونگے مگر آپ گھبرائیں نہیں یہ غازی اور مجاہد ہیں ایسی افتادیں اکثر پڑیں ہیں عظم و شان کے ساتھ اُنکو پایا آپ دل کو سنبھالیے زیادہ بیقرار نہ ہوجیے میں انشاءاللہ شاہزادے کو لیکر آتا ہوں یہ کہکر شاپور ملکہ سے رخصت ہوکر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نوجوان پر یہ سانحہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا تھا ہوے دلیران کی صدا کان میں پڑی ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو آکر ایک دشت سبزہ زار میں پہونچا دو چار منٹ گھاس کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ لخت لخت مرکب سے زمین پر گرا مرکب اصیل بیٹھ گیا زبان سے زخموں کو چاٹتا ہے جب شاہزادے کو ہوش نہ آیا بے زبان کھا چرنے میں معروف ہوا وہان پر قریب ایک قریہ ہے بہزاد زمیندار یہان کا حاکم ہے صبح کو چند گنوار ساتھ میں کھیتوں کے

دیکھتا ہوا چلا آتا ہی ایک باسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گستیان دیکھیے فراقون نے ایک
جوان کو مار کر ڈال دیا ہی بہزاد قریب آیا ایرج کو دیکھا زخمون مین چُور چُور مگر ہتھیار لگے مین اسباب
جواہرات موتیون کے ملے یاقوت احمر کے کنٹھے گلے مین پڑے ہوے بہزاد نے کہا یارو
اس جوان نے بڑا کمال کیا انتہا کا زخمی ہوا مگر مال اپنا بچایا فراق لوٹنے نہین پائے
ساتھ والون سے کہا گستیان آپ سچ کہتے ہین دیکھیے گھوڑا ابھی اسی جوان کا چر رہا ہی بہزاد
نے گانوٗن سے چارپائی منگائی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی دیکھکر خوش ہوگیا کہا مین
اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اُٹھا کر چارپائی پر ڈالا تو گھوڑا اشیہہ بھرتا ہوا اس ارادے سے
قریب آیا کہ ان سب پر حملہ کرون بہزاد نے چمکار کر کہا ای مرکب اصیل ہم تیرے سوار کے
خیر خواہ ہین تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر پاس بہوت
کے نسیم عیار لیگیا تھا بہزاد گانوٗن مین لایا اپنے مکان مین اوسے رکھا جراح سے بُلوا کے کہا کہ
اسکا علاج کرو پانچ بیگھے زمین اپنی سیر سے تمکو دونگا جراح نے زخم دھویا بہزاد کو مطمئن کیا
کہا یہ جوان خوب لڑا کوئی رگ پٹھہ ایسا نہین کٹنے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ مین
صحت پائیگا یہ کہکے مرہم پٹی کی بہزاد خود رومال ہاتھ مین لیکر سرھانے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش
آئے تو دریافت حال کرون کہ کس مقام پر زخمی ہوے یہ جوان کس خاندان سے ہی جب
ایرج کو آرام پہونچا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک نیک وضع
سرھانے بیٹھا ہوا رومال ہلا رہا ہی ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اُٹھون بہزاد نے منع کیا
کہ ٹانکے ٹوٹ جائینگے ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو فراقون
نے کس مقام پر گھیرا اگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچایا گھوڑا آپکا عملداری مین میری آپکے
لے آیا مجھکو آپ کی جوانی پر رحم آیا آپکو اپنے گھر مین اٹھا لایا اب مفصل حال بیان کیجیے
ایرج نے کہا فراقون کی کیا مجال ہی جو ہمکو گھیر سکین بہوت تیغ زن جو بادشاہ ہی اُسنے
ساٹھ ہزار فوج سے مجھپر بلوہ کیا اُسپر بکر بیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشاء اللہ اسکو
جاکر سزا دونگا اور تمنے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا بہزاد نے عرض کی نام نامی سے
اپنے آگاہ فرمائیے ایرج نوجوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور کچھ دکلانے جدا کیا

کہ وہ طلسم کشا ہین بہزاد کو ستانا م آگیا جی مین کہتا ہی ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جاے اور
وہ مجبور لشکر کشی کرے تو گانون پھونک دیگا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا بہزاد
نے کہا ای بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا مین اُسی کا خراج گزار ہون اگر کہین خبر
وہ پا گیا تو سارے گانون کو پھونک دیگا ایرج اُٹھنے لگے فرمایا کہ ای بہزاد ہم رخصت ہوتے
ہین جنگل مین جا کے بسر کرینگے ہماری وجہ سے تمھارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر حیات
مستعار باقی ہی تو صحت پاینگے ورنہ جنگل مین تڑپ تڑپ کے مر جاینگے زمیندار قدمون پر گر پڑا کہا
مین آپکو نہ جانے دونگا میرے گانون مین ہزار ہا سی بستے ہین بادشاہ سے لڑ بھڑ لونگا لیکن
آپکو جانے نہ دونگا مین نے آپکو اپنا فرزند سمجھا ہی یہ کہکے مصروف خدمتگذاری ہوا قضاے کار
یہان سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی بلمان مردم در فراق بابک کھود رہا ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر پہونچائی کہ بہزاد زمیندار سیدان سے ایک جوان زخمی کو اٹھا کے لے گیا کہ کئی لاکھ روپیہ کا جوہر
اسکے زیب جسم ہی اُسکا علاج کر رہا ہی یہ سنکر بلمان مردم در یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ آجتک ہمنے بہزاد
کو نہین ستایا مگر یہ سونے کی چڑیا اس سے ضرور لینگے یہ کہکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار
ہوکر سامنے آگئے آپ گینڈے پر سوار ہوکر طرف قریے کے روانہ ہوگیا کہتا ہوا کہ یارو ہمکو خیال
ہے کہ ایسا نہو نامدولت کا سنکر وہ جوان بھاگ جاے تو مشقت ضایع ہو دور دور سے
اسکا خیال رکھو تو میان بہزاد نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہوگا کسی حیلہ سے اُس جوان کو
مار ڈالیگا یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین ایک گنوار نے جو یہ حال سُنا تو بھاگا ہوا پاس زمیندار
کے آیا وہ وقت ہی کہ بہزاد ایرج نوجوان سے ہم کلام ہی تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج
اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ وہ گنوار آکر پہونچا کان مین بہزاد کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلمان
فراق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو آتا ہی اور یہ اپنے ساتھیون سے کہ چکا ہی کہ اگر
اُسنے بہ سہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو خیر ہی ورنہ سراسر اُسکے لیے خرابی ہے ہے گھس کر
گانون مین قتل کرونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ رو سے بہزاد متغیر ہوگیا ایرج نے دریافت
کیا کہ ای بہزاد اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہوگئے مجھے مفصل بیان کرو بہزاد
نے کہا ای شہریار مین کسی طرح یہ نہین چاہتا کہ آپکو حال پہونچے بلمان مردم در نامے فراق بابک

زبردست ہی کہ مبہوت تاجدار کی زمین دبائی سال مین اکثر خراج منگوا بھیجتا ہی بادشاہ اُس سے
اسقدر دبتے ہین کہ اُلٹے اور وہ جو کچھ منگا بھیجتا ہی بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہین اسکے ہرکارے
آٹھ پہر صحرا مین پھرا کرتے ہین آپکی تشریف لانے کی خبر اسکو معلوم ہوئی بس آپکو مع مال کے
طلب کرتا ہی اور بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہی ایرج نے کہا تم فوراً مجکو بھیجدو زمیندار نے
کہا حضور وہ جلاد ہی نہین معلوم کیونکر پیش آئے مین یہ نہ گوارا کرونگا ایرج خود اُٹھ بیٹھے
کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تأمل کیا ایرج نے خود اُٹھ کر مرکب پہ زین طلا آلات
بیکار زیب جسم کر کے بہشت مرکب پہ سوار ہوے فرمایا اے بہزاد تم آگے جاؤ اور بیان کرو اُس سے
کہ مین نے آپکے خوف سے اس جوان کو نکالدیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہین ہی اسی طرف
اب وہ آتا ہی اسباب وغیرہ لے لیجیے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہی آپکی سواری کے
قابل ہی بس یہ کہکر تم الگ سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی اگر تمام فوج کو حکم دے
تو تمھارے مزاج مین آئے شریک ہو ورنہ مزاج مین آئے تماشا ہی دیکھا کرنا دیکھو تو ان بارہ ہزار
سے کیا درجے کرتا ہون بہزاد کہتا ہی اے شہریار آپ قصد کرتے ہین میرا دل کانپتا ہی بارہ برس سے
وہ قزاقی کرتا ہی جنگ دیدہ کارآزمودہ بارہ ہزار جو اُسکے ساتھ ہین اُن بارہ ہزارون سے
ایک لاکھ فوج مقابلہ نہین کر سکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہین اُنکو لوٹ لیتے ہین
آپ یکہ و تنہا کیا کر سکتے ہین میرے گانون مین جو ہزار پاسی بستے ہین وہ ان قزاقون کے مقابلے
کے لائق نہین ہین وہ قزاق ایسے تیرانداز ہین کہ شب تیرہ و تار مین چشم مور پہ تیر مارین آواز پر
تیر لگاتے ہین صدہا قافلے لوٹ لیے اُنکے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو تلوے
سے مل ڈالنا ہی اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہی ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دیے جاتے
ہین اور یا جواہرات اُسکو دینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے اسباب
مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض مین وہ اسب صبا رفتار صرصر کردار آپکو دون کہ جسکی رفتار سے
ہوا بھی تھک کر رہ جائے اُسپر سوار ہو جیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
قریہ کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک گانون مین ہلڑ ہوا ایک پاسی نے آکے خبر پہونچائی
کہ گانون مین قزاق گھس آئے کئی مکانون مین آگ لگا دی کتنے ہی آدمی قتل کر ڈالے بلمان

پکارتا ہوا آتا ہو کہ کہاں ہی بہزاد زمیندار جلد حاضر کرے اُس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب ملل دیکھکر اُٹھالایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زیور نقد و جنس سے اسکے پاس ہو وہ لاکر پیش کرے بہزاد فدوی ہوں بہ ایرج کے یہ خبر وحشت اثر سنکر گر پڑا کہا حضور دیکھیے قریہ میرا تباہ ہوا جاتا ہو لوگ قتل ہو رہے ہیں مگر میں آپکی بہتری چاہتا ہوں مال دیدیجیے ایرج نے کہا ای بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یوں نہ دینگے جب وہ ہمپر غالب آئیگا تب اُسکو اختیار ہو خود ہمارے جسم سے اُتار لیگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا بہزاد روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلمان تیغ کھینچے ہوے مکانوں میں اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہو ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا دیکھا کہ سپر پشت پر پڑی ہو اُسپر موتیوں کا جال اور موتیوں کے مالے گلے میں پڑے ہوے صورت زیبا مانند آفتاب عالمتاب پکار اُٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہو تیغ بھی ما بدولت کو نہایت مرغوب ہو گھوڑا بھی بہت خوب ہو گھوڑے سے اُتر اسباب ہمکو دے جب تو تیری جان بخشی کرتا ہوں ورنہ سر کاٹ کر لیجاؤنگا ایرج نے جواب دیا ای بلمان مردان عالم کیونکر قبول کریں کہ سپر و شمشیر بغیر لڑے بھڑے بہے حوالے کریں آمر میدان ہو مقابلہ کر اگر ہمپر غالب ہو تو لے لے بلمان بے ایمان یہ سنکر خوب قہقہہ مارکے ہنسا ساتھ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ او صاحبو ذرا سنو یہ مجھسے مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اُٹھا کے ماروں گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہکے نیزہ اُٹھا یا پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا چاہا سنان نیزہ پر اُٹھا لوں ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ چلنے لگا بلمان ساتھ والوں کو پکار رہا ہو خبردار تم میں سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنیں یاد کی ہیں اُسی پر اسکو گھمنڈ ہو میں سب و حلے اسکے نکالے دیتا ہوں اس طرح نیزے پر اُٹھا کے ماروں کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائیں بہزاد زمیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہو کہ اے بلمان جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہو بلمان کہتا ہو ای بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہو ورنہ ابتک مار لیتا زندہ دیکھ چھوڑتا مگر یہ نہیں مانتا لڑے ہی جاتا ہو ایرج نوجوان جواب دیتے ہیں ای بلمان اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہو اور فنون سپاہ گری میں امتحان لینا یہ کہکر گھوڑا بڑھا کے بلمان مردم در کا نیزہ

گا سنتھا تھپیڑا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اُچھل پڑا بلمان نے کہا او جوان اسپر غرور
نہ کرنا نیزہ بازی مردوں کا کھیل ہی اس تیغہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تا بہ بیخ کاٹوں
نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کہکے تیغہ بے قتاب کھینچا گویا اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار
کہکے بلمان نے دو دستی تیغہ مارا ایرج نوجوان نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوہ گر
عروس مرگ معلوم ہوتا ہی وار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
نے سپر کو گردش دی بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلمان نے گریبان پر ہاتھ رکھا کہا کہ
جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی ردو قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑیگا تو ٹرمڑوڑ کے
بلکہ دونگا کیا تیرا اور چلیگا ایرج نے کہا اتو گینڈے سے اُتریے میں کشتی کا مشتاق ہوں بلمان
نے گریبان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب قزاق جم کر
کھڑے ہوے بہزاد زیندار کے ملازم بھی آگے سب تیر کھچے لگائے ہوے لیس ہیں تماشا
دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہی کہ اس جوان نے کمال کیا کہ بلمان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بلمان کا وار رکتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی جو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی بارہ ہزار قزاقوں کی تنخواہ بادشاہ
کے ذمے ہی اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہی بلمان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلوں ایرج
نوجوان نے کلائی تھام کر دستی ساتھ زبردستی کے کھینچی سامنے کے داؤں ہونے لگے بلمان
اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جان پکڑلاتا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اور
جب ایرج اسکو پکڑلاتے ہیں تو بلمان بمشکل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہہ
رہے ہیں یارو اب ہمنے اس جوان کو پہچانا یہ نبیرۂ صاحبقران زمرد شاہ باختری کا ہی اسکے
بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہیں میعاد و صبا و رشک دراد گردن وغیرہ
اسکے سردار ہیں ہمکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلمان کو زیر کریگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال
ہوگیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اس جوان کے چہرے پر بحالی
ہی کس خوشی اور بشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی ماس کا چہرے پر نام نہیں جب بلمان

کوئی پیچ باندھتا ہو تو بارہ ہزار قزاق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں ای پہلوان دوران وگرشاسپ
جہان کیا پیچ باندھا ہی کہ اسکا توڑنا ممکن ہوگا ایرج بآسانی نکل جاتے ہیں قزاق خاموش
کھڑے ہیں صبح سے جنگ شروع ہوئی ہی اب چار گھڑی دن باقی رہگیا ہی بلمان نے کہا ای
شیر بیشہ جرأت وہمت دن بھر ہمکو تمکو لڑتے ہوئے گذرا سب لوگ کھڑے ہوئے تماشا
دیکھ رہے ہیں ہاں ایک داؤ اور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خداوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ چلا
تو پھر آپکو اختیار ہی ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رہے کوئی وصلہ باقی نہ رہے
بلمان نے دونوں مونڈھے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم
ایرج ہٹکر آئے بلمان نے ہکہ مارا ایرج نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا بلمان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر
زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی جنبش ہوتی مگر اس کوہ وقار کے لنگر میں حرکت بھی نہ ہوئی
بلمان کا چہرہ سرخ ہوگیا قریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اُٹھالیا کہا
اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نوجوان تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
اٹھتا ہو دونوں مونڈھے بلمان کے پکڑ لے سینے میں سر اڑایا ریل کے لے دوڑے بلمان
ہر دم در چاہتا ہو کہ داہنے ہاتھ پر رکوں تو بائیں بازو کا ہکہ پڑتا ہی طبقہ زمین کا پاؤں کے
نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پیرون کے نیچے سے سرکی جاتی ہو ستر و اٹھارہ قدم
ریل کر لائے بلمان اپنی زندگی سے بیزار ہی اٹھارویں قدم پر لا کے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے
بلمان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کروں ایرج نے ہاتھوں کو ستون کی لنگر
نہ جمنے دیا کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں لنگر کو جنبش
ہوگئی بلمان سے زمین چھڑائی دوسرے زور میں تا بہ کمر اور تیسرے زور میں سر سے بلند
کیا داہنے پاؤں آگے بڑھا بایاں قدم پیچھے ہٹایا ارادہ کیا چرخ دیکر زمین پر دے ماروں
اس زور و جرأت پر اس شیر دلیر کی بلمان عاشق ہوگیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا ای شہریار جسکو
سر سے بلند کرلیتے ہیں اُسکو زمین ذلت پر نہیں ڈالتے میں دل سے اطاعت کرتا ہوں
ماشاء اللہ کیا زور و جرأت ہی میری کیا حقیقت ہی میں سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
آپکے مطیع ہیں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اُسکو اُتارا بلمان قدموں پر

گر پڑا ایرج نے کلمہ طیبہ تبلایا بلمان مردم در کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا فوج سے پکار کر
آواز دی یارو مین نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کرنا منظور ہو
میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب قزاقون نے پکار کر آواز دی ہم دل و جان سے
اطاعت قبول کرتے ہین مدت سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسسے
کوئی جرأت مین غالب نہین ہو سکتا جس کسی نے انتہائی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے
زیر ہوا بہزاد زمیندار قدمون کو بوسہ دیتا تھا کہتا تھا اے شہریار بندگان خدا کے بہت سے
خون ہوئے کیسا ہی تاجر ادھر سے نکلا اگر فوجین بھی اُسکے ساتھ ہوئین تو اسنے لوٹ لیا
کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوئے ادھر سے نہین بچا آپ نے آج مسافرون پر بڑا احسان کیا
قریے مین لا کے بلمان کو اُتارا بلمان بجان و دل مصروف خدمتگزاری ہے مگر ایرج فرماتے
ہین کہ جلد یہان سے کوچ کرو اب یہان رہنے کی کیا ضرورت ہے بلمان نے کہا مین قدم
میمنت لزوم مین حاضر رہونگا چاہتا ہون کہ ساتھ نہ چھوڑون ہمیشہ حاضر خدمت رہون بلمان
مردم نے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج نوجوان نماز صبح سے فارغ ہو کر ہو نکلے دیکھا جلد قزاق
صف جمائے ہوئے گھوڑے ہین فقط سوار ہونے کی دیر ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب
دیکھنے لگے بلمان نے دیکھا دل مین سمجھ گیا کہ بیمان فیل بھائی اسکا ساٹھ ہزار فوج سے
آتا ہے بلمان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہے اُسکو بھی لا کر قدمون پہ
گراتا ہون یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے بیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب
اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو بیمان نے کہا تیری نامردی سنکر آیا ہون تجھ ایسا
قزاق زور و طاقت مین طاق شہرۂ آفاق فن جنگ مین مشاق اور یکایک یون دل
چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلمان نے کہا بھائی مجھکو فنون سپاہ گری مین زیر کیا
تب مین نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملتے ہین تیرا بھی اگر دل چاہے
امتحان کر لے وہ بڑا ہے تجھکو زیر کرینگے بیمان نے کہا مین چلکر ذرا اُسکی صورت تو دیکھون
کہ کیسے ہاتھ پانون ہین کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہے بلمان نے کہا بھائی ظاہر مین تو
چھوٹے سے قد کا آدمی ہے مگر زور کوٹ کوٹ کے رگ و ریشہ مین بھرا ہے بلمان ساتھ لیکر

ہیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہو یہ بھی آپکی اطاعت کرنا چاہتا ہو ہیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھکر جل گیا دلمین کہتا ہو کہ یہ تو اس قابل ہو کہ صحبت مین ہم نشین ساقی بیجون مین اسکو شریک کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہون مگر ظاہر مین کہا اے شہریار کل مین آپ سے امتحان کرونگا آج شب کو دعوت میری قبول فرمایئے ایرج نوجوان نے قبول کیا ہیمان نے اُسی وقت لشکر اُتارا بارگاہ استاد کرائی بلمان اور ایرج کو لیکر بارگاہ مین پہونچا ظاہر مین تو معروف خدمتگذاری ہو باطن مین اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جمایا ساقی بیجون کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

بےمروت بیوفا تو باوفا کیونکر ہوا ۔ خود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا

خواجۂ قنبر کے گھر کا ہو کے کملا یا فقیر ۔ بادشاہِ ہفت کشور ہو گدا کیونکر ہوا

کسلئے وہ معجز نمائی کسنے دی پیغمبری ۔ یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا

وادیٔ الفت مین اب آوارہ پھرتا ہو جب ۔ خضر خود گمراہ ہو وہ رہنما کیونکر ہوا

توبہ کر تو برہمن سجدے یہ کرتا ہو کسے ۔ بت جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا

دعوے مین رندون کی اب کرنے لگا پیر مغان ۔ تھا بڑا کم ظرف یہ ذی حوصلہ کیونکر ہوا

شاید اُس نازک فگن نے تیر مارا سینہ دوز ۔ ورنہ بسمل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا

مطلقاً آثار الفت پہلے کچھ پیدا نہ تھے ۔ عقل حیران ہو یہ درد لا دوا کیونکر ہوا

گر شہید ہون شہیدان ہو گیا سینین شوخ ۔ پھنچا ہو شوخ پھر رنگ حنا کیونکر ہوا

سننے مین جیکے سے خادم ہو وہ بت اشتر کا ۔ رند تھا مرد قلندر پارسا کیونکر ہوا

عین گرمی صحبت مین ہیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اسلئے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا ہو اُمیدوار ہون نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے مجبور کر جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام ہیمان نے بلمان کو دیا بلمان بھی پی گیا ساقی بیجون کو اشارہ کیا ساقی بیجے سب کو دینے لگے تھوڑے عرصے مین سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوئے اپنے نشے کے جوش مین اُٹھے اُٹھتے ہی گرے بلمان برابر بیٹھا

وہ بھی گراں دونوں جوانوں کا گرنا ساٹھ ہزار فوج ساحرہ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقوں کو گھیرلو
فوج والوں نے قزاقوں کو گھیر لیا اُن بیچاروں نے مجبور و ناچار ہو کر اطاعت کی ان دونوں کو
مسلسل کیا اُٹھا لے چلے کیا اب یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا او نامرد تو نے کیا
حرکت کی بیمان نے جواب دیا تم ایسوں کے واسطے یہی تدبیر مناسب تھی اب تمکو خدمت خداوند
میں لیجاؤنگا اُسی وقت بیمان نے کوچ کر دیا قضاے کار شاپور شیر دل جو تلاش میں اپنے
آقا کی نکلا تھا پھرتا پھراتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے کیا دیکھا اُس نے کہ ایک
لشکر گراں اُترا ہوا ہے اور شاہزادہ ایرج نوجوان اور ایک اور جوان دیو خصال زنجیر میں
دونوں کو جکڑے ہوئے چند سپاہی لیے جاتے ہیں شاپور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا
یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر میں آیا احوال دریافت کیا مگر دل میں کہتا ہو آج ہی
رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت میں شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہیں کہ سامنے
سے گذرنا دشوار ہی گرد اُسی قید خانے کے پھرا کیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ یہ جہاں سے نکلکر
نقب دیتا رات بھر اسی فکر میں گذر گئی دیکھا شاپور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
قید شدید سے رہائی پا کر بالاے آسمان آیا شاپور شیر دل بہت حیران ہوا بیمان جو اُٹھا تو
قید خانے کے آیا جابجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہیں زمین پتھر کی
تھی نقب نہ لگی بیمان سمجھا کہ کوئی عیار میرے لشکر میں آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
نہ دے سکا پریشان ہوا نگہبانوں کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہمنے نہیں آنے دیا ہوشیار رہے بیمان نے کہا کہ دس بارہ
منزلیں طی کرنا ہیں پہرے والے کہاں تک جاگینگے آخر وہ عیار اپنا کام کر جائیگا ساحرہ والوں سے
صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لوں سب نے کہا بہت بہتر ہے
بیشک بقول آپکے عیار مسلمانوں کے بڑے غضب کے ہیں رہا کر لیجائینگے سر کاٹ کر پھینکیے
بیمان نے اُسی وقت میدان خونی کی تیاری کی جلاد خنجر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شلنگیں
لگانے لگے ایرج و بلمان کو زیر تیغ لاکے بٹھایا جلاد نے کوسے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاپور شیر دل ایک دوکان میں پڑا ہوا سو رہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کریگا میں بھی اُٹھا یا جاؤنگا مگر جلاد سُنکے اُٹھا مجمع میں آکے دیکھا سب سامان قتل مہیا ہی حیران تھا کہ ای شاپور اب کیا کرون یہان ہیمان نے جلاد کو حکم دیا شاپور نے گوبھن کے پتھر سے کئی جلاد مارے چاہتا ہی جست کرکے قریب بہونچون فوجون کے اسقدر جماؤ ہین کہ یہ خیال کا گذر دشوار ہی حیران و پریشان ہی گوبھن لیے کھڑا ہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کارساز دبے نیاز میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

کردہ بر ہر کہ ای خالق کرم — اونداردو در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیماران تولی — در سقیم الحال در رنج و الم
تو خبر گیر جہانی روز و شب — ہمدم و دمساز عالم دم بدم
ہر زبان در شرح اوصاف تو لال — قاصر از تحریر وصفت ہر قلم
جلوہ گر در بتکدہ انوار تست — آشکارا صورتت اندر حرم
ای کرم گستر بنام تا سیت — ختم شد بخشش سخاوت گشت تم

ایرج نوجوان بھی زندگی سے مایوس ہین بہزاد زمیندار کے کلیجے پر چھری چل رہی ہے کہ اسنے بخوف جان اطاعت قبول کی ہی فوجون مین گھرا کھڑا ہی سوچتا ہی کہ ذرا مین نے سرکشی کی تو مجھکو بھی اہل فوج ٹوٹ پڑینگے دل سے دعائین مانگ رہا ہی آخر ہیمان نے آواز دی کہ یارو دو گنہگارون کا قتل کرنا بھی دشوار ہی آخر یہ پتھر کہان سے آتے ہین کہ ایک سپاہی نے شاپور شیر دل کو دیکھ لیا پکار کر اُسنے آواز دی کہ ای پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے لوگ طرف شاپور کے دوڑے شاپور نے نیمچہ کھینچا کسی کو خنجر کسی کو بے حجاب مار دیا کبھی حقہ آتشبازی مارا مگر یہ ایکطرف کو رُخ کیے ہوے بھاگا چلا جاتا ہی قضاے کار صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ بریوش پر سوار چلے آتے ہین ہلڑ جو سنا سر اُٹھا کے بنگاہ غور دیکھا ایرج نوجوان کو زیر تیغ پایا بیقرار ہوگئے وہین نعرہ کیا باشیدای کافران بیحیا و ای نابکاران بیدغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد

نعرۂ نور الدہر بن بدیع الزمان

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش عدو در رزم گاہش صد ہزاران الاماں خوانده

نعرہ کرکے آواز دی ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا شاپور شیر دل نے جو اتنی مہلت پائی کہ
شاہزادہ نور الدہر کافرون پر آپڑے تلوار چلنے لگی شاپور نے قریب جاکے ایرج کی ہتھکڑی
کاٹی ایرج نے بیڑیاں توڑیں گلے کے طوق کو مروڑ ڈالا بلمان کی قید کاٹی بہزاد نے بلوہ
کردیا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف بیمان بے ایمان کے چلے ایرج نوجوان سے
بیتاب ہوکے آواز دی او کشتی گیر زادے خبردار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر پر ہاتھ
نہ اٹھانا نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سوچے کہ اگر ٹھہر جاؤنگا تو
اس بدزبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو شبرنگ عیار بھی ہمراہ ہو جب ایرج نوجوان
نے دیکھا کہ نور الدہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے نکلے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے
قریب بلمان کے بھائی بیمان فیل سوار کے پہونچے للکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا
انجام دیکھا جتنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہمکو اپنی جرأت دکھا بلمان مثل
دیو کے جھومتا ہوا قریب بیمان کے آیا کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینڈے اٹھا لیا
زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن چورچور ہوگئے چاہتا ہی کہ بیمان کی کشتی مجھ سے ہو ایرج
نوجوان کو پیچھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آیا بھائیوں بھائیوں
میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ بیمان نے پیمان شکنی کی کہا او بلمان دیکھ
پشت پر کون آگیا بلمان پلٹا بیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلمان کا زخمی ہوا چاہا کہ
سر کاٹ لوں بلمان نے آواز دی ای آقائے نامدار و شہنشاہ والا تبار غلام نثار ہوتا ہی ایرج
نے جو بلمان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب بیمان کے پہونچے
للکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی اس شیر دلیر کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
تو آ بیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آپڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب
وار خالی دیے تیغے کو اپنے چمکایا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا تیغہ دودمۂ سکندری دست
زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر کو کاٹتے جگر بھی

تلوار نے کام تمام اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی
و زبردست اُسی مقام پر ٹکڑے ٹکڑے قتل کیے شاپور شیردل رکاب ظفر انتساب سے
لپٹا ہوا پشتیبانی کر رہا ہے جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقۂ آتش بازی داغا
دس پانچ کے منھ پر پھینکا جب پیمان مارا گیا فوج والے بدحواس ہوے کچھ بھاگ گئے
بعضون نے جو نہ بھاگے تھے چادرین ہلا دین آخر کار بلمان نے سب کو لا کے حاضر خدمت
کیا اور عرض کی کہ ای شہریار یہ سب اطاعت کرینگے ہفت پیکر پر سب نے لعنت کی اب
ایرج نوجوان نے سبکو کلمہ پڑھایا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی کل پہلوانون کو لیے ہوے
بارگاہ مین آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار جو کیا ستر ہزار جوان سانحہ ہین دوسرے
دن لشکر کو تیار کیا طرف مبہوت تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہے مبہوت
تیغ زن اپنے قلعے مین ملکہ کی اوگ عجیب حالت ہے باغ مین ہمراہ صبا سے سبک رو کے
یاد مین شاہزادے کی رویا کرتی ہین جب اُنکا عیار عرض کرتا ہے کہ ای ملکۂ عالم صبر کیجیے انشاء اللہ
شہریار صحیح و سالم آکے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہوکے فرماتی ہین ای صبا سے
سبک رو مین کیا صبر کرون کیونکر جبر کرون میری تو یہ کیفیت ہے نظم

سکت کہاں جو کرے تیرا ناتوان فریاد
اُسے تو آہ کا یارا نہین کہان فریاد

یہ ہے یقین کہ جب ہینگی رائگان فریاد
مگر کرین گے کبھی بہر امتحان فریاد

گئین جو حسرت دیدار لیکے دنیا سے
کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیان فریاد

فراق یار مین جو ہوسکا وہ کر دیکھا
نہ آہ و نالہ کرون مین نہ اب فغان فریاد

چھٹیگا بعد فنا بھی نہ شغل نالہ کشی
کرین گے شکل مزامیر استخوان فریاد

تمھارے واسطے نالان ہین سارے خرد و بزرگ
جو پیر کرتے ہین تو نوجوان فریاد

ترے فراق مین اوس کراہنے کے سوا
قسم خدا کی جو آئی ہو تا زبان فریاد

اثر ہو باد بہاری کا آہ مین میری
وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد

گئین وہ عشق کے ہمراہ رنج تاثیرین
سنیگا کون اثر یار اب کہان فریاد

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئین تو صبا سے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برلے تلاش

شاہزادۂ والا قدر جاتا ہو ملکہ نے کہا بھلا اسکو تلاش کروگے اب ہمارے اُنکے عدم مین
ملاقات ہوگی سر دربار مہبوت تیغ زن کہتا ہو کہ مین نے اُنکو مار ڈالا صبا سے سبک رو
نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہو یہ وہ شیر ہین کہ لاکھون مین اکیلے لڑتے ہین مہبوت کے ہاتھ
سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدہا پہلوان اُنھون نے مار ڈالے ہونگے یہ کہکے
رات کو صبا سے سبک رو نکلا اِدھر سے تو یہ جاتا ہو اور اُدھر سے نسیم سبک رو آتا تھا
ہرچند کہ صبا صورت بدلے ہوے تھا مگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا پکار کے آواز دی میان
جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرایا مگر اسوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آکے پہونچا
کہا کیون حضرت صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا ای صبا چل تجھکو
شاہ نے بلایا ہو اگر صاف صاف بتادیگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیوانے
ہوے ہین مین ایک غریب مسافر ہون تلاش معاش مین نکلا ہون اس زمانے مین تنگی ہو
اہل وعیال ترا پید ہے ہین کہین سے تلاش کر کے لاؤن بال بچون کو کھلاؤن نسیم نے کہا
ارے تو میرے سامنے باتین بناتا ہو مجھسے چھپاتا ہو ابھی یہان سے فوجین گئی ہین اُس جوان کو
گرفتار کر کے لائینگی سب حال کھل جائیگا تو کیون چھپاتا ہو صاف صاف ظاہر کردے صبا انکار
کر رہا ہو آخر باپ بیٹون مین کچھ چلنے لگا مگر نسیم جہان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نوجوان ایک جگہ
پر نسیم نے کہا ارے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا سے سبک رو نے یہ سُنکر منہ پھیرا نسیم نے
حلقہ ہاے کمند اسکی گردن مین مارے صبا سے سبک رو زمین پر گرا باپ نے بیٹے کو
حباب سا صبا بیہوش ہوا صحرا مین لاکے آہستہ اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کوڑا
لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیون ای بچیا اب بھی صاف صاف بتادے کہ تو گنہگار شاہی کا کیون
دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تونے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کریگا تو تیری مین
جان بخشی کرونگا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سے سبک رو اب
پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہون تو راز کھلا جاتا ہی نہین معلوم کہ
اُس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق پر کیا گذرے آخر یہ جواب دیا کہ ای باباجان مجھے
اُسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کرکے رہا کردیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہو مکار طرار فرار ہو قہقہہ

مار کے ہنسا کہا اے فرزند یہ بات تیری لائق اعتبار کے نہین یہ امر تیرے وصلے نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی جلیل کا کام ہے صاف صاف بیان کر صبائے سُبک رو نے کہا بابا جان آپکے
سامنے میری کیا مجال ہے کہ مین خلاف عرض کرون نسیم نے ہوا کو یاد رکھا ہے جب صبائے سبک رو
نے قبولا تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا بلبلا گیا کہا اے باپ اگر قتل ہی کرنا منظور ہے
تو خنجر مار دے سر جدا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہے کہ صبائے سُبک رو تڑپ رہا ہے اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہے کہ صحرا سے گرد اڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبائے سُبک رو نے دیکھا لشکر
فوج ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باد رفتار برق کردار پر نقد روح قاسم
ذیشان شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین بلمان مردم در
قزاق پہلو مین مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیر دل رکاب ظفر انتساب پر
ہاتھ رکھے ہوئے صبائے سُباک رو نے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو پہچانا تیغہ کھینچکر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لون ایرج نے دیکھا کہ
یہ جب تک پہونچیگا وہ صبا کا سر کاٹ لیگا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا آواز دی او جلاد صاحب بیداد اگر ایک مو بھی جسم صبا کا کم ہوا تو یہ تیر وہ
ہے کہ اندھیری شب مین چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیر دل کو تو خیال مین نہ لایا مگر کڑکنے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو گیا دل مین کہتا ہے کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤن پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جائیگا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین باندھکر لیجاؤنگا ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہے وہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تنہ نخل کو توڑ کر شانۂ نسیم نشانہ کیا اب اتنے عرصے مین شاپور بھی قریب پہونچا اور للکارا
کہ او بھیا میرے سامنے آؤ اور جھپٹکر ایک تیغہ جو مارا تو کمند کٹ گئی اور صبائے سبک رو
رہا ہوا شاپور شیر دل و نسیم سبک رو سے تیغہ چلنے لگا شاپور نے کمر تاکر ہاتھ پر تیغہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹا ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
لشکر ظفر اثر کے آکے پہونچے صبائے سب حال دریافت کیا اُسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملکہ کا عجب حال ہی جس روز سے آپ نکل گئے یہ بیچارا میری تلاش مین تھا آج مین آپکی تلاش مین نکلا اس بیچارے نے مجکو پایا مین نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر مالک کا نام نہین لیا اب مجھے رخصت دیجیے مین اپنے کو خدمت مین ملکہ کی پہونچاؤن ایرج نے کہا ہماری جانب سے کہنا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ہم لشکر کشی کرکے آتے ہین باپ سے تمھارے مقابلہ کرکے تمکو لینگے مگر اب تمھاری یاد مین ہماری کیفیت ہی نظم

قفس سے کم نہین ہی روح کو تن ہجر جانان مین
یہ یوسف دیکھیے کب تک رہے محبوس زندان مین

گرلے حسن کو نقد اک بوسہ چھپا کر دو
سخی کو اجر ہوتا ہی زیادہ خیر پنہان مین

ہوائے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
بجائے قمری کا خون روغن کی جا سرو چراغان مین

وہی دکھلائیگا مجکو بھی صورت پیرہن یوسف کی
دوبارا جسنے بخشا نور چشم پیر کنعان مین

یہ ظاہر گو ہون دیوانہ پر اتنا ہوش ہی مجکو
رفو کرتا ہون لیکر تار دامن کا گریبان مین

گنا جاتا ہون مین بھی آسمان کے میہمانون مین
مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہی اسکے خوان الوان مین

سناتی ہی صبا کسکو بہار آئی تو آنے دے
قفس مین قید ہی بلبل مین دیوانہ ہون زندان مین

تلاطم سے محیط عشق کے عاشق کو کیا ڈر ہے
نہین کچھ نوح کی کشتی کو خوف غرق طوفان مین

برہنہ دیکھکر عاشق مین جان تازہ آتی ہی
سراپا روح کا عالم ہی تیرے جسم عریان مین

کبھی خوف خزان ہی اور کبھی صیاد کا کھٹکا
بناؤن کیا سمجھکر آشیانہ اس گلستان مین

مین سمجھا شہسوار آتا ہی میرا ترکتازی کو
بگولا جب کبھی اڑتا نظر آیا بیابان مین

جنا کو بکو سامان ہی اب میری وحشت کا
نظر آتا ہی جو لڑکا بھرے ہی سنگ دامان مین

گیا جو فاتحہ پڑھنے ترے کشتون کے مدفن پر
صدائے حبذا قاتل سنی گنج شہیدان مین

تو قادر ہی تری قدرت نمائی سے عجب کیا ہی
زمرد کے اگر پتے ہون پیدا شاخ مرجان مین

وہ ڈر افعال بد سے تو جو مومن ہی تو ناجی ہی
سفینہ آل احمد کا نہیں آئیگا طوفان مین

مجھے گو بے سرانجامی نے بھیجا پہلی منزل پر
رہا ہر ایک ہمراہی مرے مرنے کے سامان مین

ستم کرتے ہین اہل ظلم اورون کی حمایت پر
برون سے تیر کے ہی طاقت پرواز پیکان مین

طبیعت سے نہ جائے رند جو ہی جوہر فانی
مثال شیر قالی ہی حرارت مرد میدان مین

صبائے شبگ رو نے عرض کی ای شہریار مین نے آپکو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال ملکۂ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجیے ہر چند کہ شاپور نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے دماماشب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیفہ عورت کی شکل بنکر تیار ہوا ایرج و شاپور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض کرتا ہون کہ کام ہوا ہاتھ لیکر سامنے مبہوت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنہگار لشکر لیکر آیا ہی ساتھ ستر ہزار کا مجمع ساتھ ہی پہلوان مردم در ایسے پہلوان کو زیر کر کے لایا ہی عیار بھی اسکا اسکے ہمراہ ہی مبہوت نے کہا قضا اسکی دامنگیر ہی یہی اسکے قتل کی تدبیر ہی کل مین قلعہ سے لشکر لیکر نکلونگا مشکین باندھ کر لاؤنگا دار پر لٹکا کر اسکو تیرباران کرونگا نسیم خاموش ہوو ہارات کو خبر کے واسطے نکلا ایک کوچے مین کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہین ایرج ہتھیار لگائے ہوے آگے آگے پشت پر دونون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہو کہ یہ ضعیفہ کون ساتھ ہی معلوم یہ ہوتا ہی کہ شہر مین جو کوئی اسکا مددگار ہی اُسکی ملاقات کو جاتے ہین دل مین سوچ کر اسنے سمجھا کیا یہان ملکہ ماہ پیکر انتظار مین اپنے عیار کے پٹ پر اپنے دروازے کے ہاتھ رکھے ہوے زار زار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری وہ عیار آپکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹیگا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہین ایک ضعیفہ آگے بڑھی اُسنے پکار کے آواز دی واری مبارک مین شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ قریب قلعے کے پہونچ گیا مجھے حضور نے نہین پہچانا مین ہون صبائے شبگ رو ملکہ عالم تمام ایرج نوجوان کا سنکر باغ سے نکل آئین دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای شہریار یہ ایک عہد ہم پر کس مصیبت مین کٹا شب ہائے تار یاب ہجران نے جان لینے کا ارادہ کیا مگر جان بڑی سخت ہی ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ اگر مبہوت قلعہ بند ہوگا تو سرواری قلعہ لونگا اور اگر مقابلے مین آیا مشکین باندھکر تمھارے سامنے لاؤنگا سب حال تمپر کھل جائیگا خواصون نے بھی آکے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکہ کے باغ مین آئے نسیم نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہوگیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو پہلوے ایرج مین پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاپور کو دیکھکر نسیم باغ کی دیوار سے

اُسکا خیال مین آیا کہ جاکر بادشاہ سے خبر کرون قلعہ کا بھی پھاٹک بند کرلین گھیر کر اِس
جوان کے ٹکڑے کرین دونون کے دونون کیا گُھلے ملے ہوئے بیٹھے ہین یہ سوچ کر نسیم بھاگا
دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شبک رو دروازے پر حاضر ہی
محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگایا مبہوت تیغ زن آنکھین ملتا ہوا باہر آیا پوچھا ای نسیم کیا ہی کہا
ای شہریار آپ بڑے صاحب اقبال ہین مین سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہون صبا سے
شبک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنہگار شاہی اور اُسکے عیار کو ہمراہ لیے ہوئے
آپکی صاحبزادی کے باغ مین آیا ہوا ہی ہر چند کہ مین نے ایک وقت مین اپنے لڑکے کو گرفتار
کرکے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر اُسنے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اب تو ملے
ہوئے بیٹھے گنہگار مین دونون بیٹھے ہین آپس مین راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہین [illegible]
شکوہ شکایت کُھلے ہوئے ہین اگر میدان مین حضور سے اور اُس گنہگار سے مقابلہ پڑتا تو وہ غالب
آتا بلمان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کرکے لایا ہی خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کہیے کہ
کسکے قبضے مین اُسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چہار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعے کا پھا
ٹک بھی بند کر لیجیے کہ فوج والون کو بھی اُسکے خبر نہ ہونے پائے یہ سنکر مبہوت تیغ زن نے حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو ای نسیم شباب رو حقیقت مین وہ جوان بڑا
بہادر ہی مین نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو مین اُسپر غالب نہ آتا تھوڑے
عرصے مین ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہو گئی مبہوت نے حکم دیا کہ خواص یے بھی پہرے دار ہین وہ بھی
تیار ہو کر آئین سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شبک رو کو یہ بڑی
فکر ہی کہ مین بستا پور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کرون اُسنے میرا ہاتھ قلم کیا ہی مین اُسکا
جب تک تن سے سر نہ جدا کر لونگا اُسوقت تک میرے دل کو آرام نہ آئیگا یہان ایرج نوجوان
بعد شوکت و عظم و شان پہلوے ملکہ مین بیٹھے ہوئے ہین باتین مزے مزے کی آپس مین
ہو رہی ہین دفعتہ بیٹھے بیٹھے صبا سے سبک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود اس وقت
دل گھبراتا ہی ای آقاے نامدار آپ نے بُرا کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کہ بادشاہ کو خبر
ہو جائے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہی بلمان مردم در کو خبر نہین ہی اب

پھر دوپہر یہاں ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھیے تو میں
آپکے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دوں کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم شبک رو خبر کر دے
اور وہ رات کے وقت ارادۂ شبخون کا کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا ای صبائے شبک رو مبہوت تیغ زن کو نہایت ہی دعوا ہے
جرأت ہی وہ شبخون کا ہرگز ارادہ نہ کریگا مجکو بہت کمزور سمجھے ہوے ہی مگر تم پچھے ہوے جانا
ایسا نہو کہ نسیم تمکو دیکھ لے بابا ہو کر تمہارا دشمن ہو رہا ہی شاپور شیر دل نے کہا آپ
بجا ارشاد فرماتے ہیں صبائے شبک رو ایرج نوجوان سے یہ باتیں کرکے جنگل اصلی
بلخ سے نکلا آدھ کوس رستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ گھوڑے پر سوار
نسیم مبارک رو آگے پشت پر فوج ہی لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہیں صبا یہ دیکھ کے
پیچھے ہٹا سوچا کہ جو خیال تھا آخر وہی ہوا مبہوت تیغ زن کو خبر ہو گئی میں جا کے
بلمان مردم در کو خبر کر دوں کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہو کہ شاہزادہ پر اگر چلے عنایت
خدا سے وہ صف شکن تیغ زن قوی تن قوی من ہیں اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
ہو جائینگے یہ دل سے باتیں کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا بھاگ پر قلعے کے آ کے
دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبائے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی صورت
سو ہیں سے کا ٹمن اسمیں سے نکل کے بھاگا یہاں بلمان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
ساتھیوں سے کہتا ہی یارو غضب ہوا کہ آقا اکیلے قلعے میں گئے ہیں ایسا نہو راہ میں روکے جائیں اور
خدانخواستہ دشمنوں میں گھر جائیں میں تو عاشق جمال عدیم المثال ہوں جس روز سے آقا نے مجکو نوکر
کیا میں یہی چاہتا ہوں کہ لمحہ بھر انکے سامنے سے نہ ہٹوں جمال اس شاہزادے کا دیکھا کروں میرا
دل اندر سے گھبرا رہا ہی ہر چند کہ آقا سے نامدار ایسے نہیں ہیں کہ ہزار دو ہزار سے شمشیر زن شیر
کے مانند گلہ گوسفندان میں آ پڑتے ہیں ماشاء اللہ کس خوبصورتی سے جنگ مغلوبہ میں لڑتے
ہیں افسروں کو گھیر کر مار لیتے ہیں میں نے انکی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانوں سے الگ دیکھا ہی
ہمکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ میں ہم بالکل دخل نہیں رکھتے ساتھ والے کہہ رہے ہیں کہ
یہ نبیرۂ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہیں اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب سے

الگ ہو سب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب لیاقت
طرز جنگ مین وحید عصر یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ بلمان نے دیکھا صبائے سبک رو
بدحواس دوڑا ہوا چلا آتا ہو پکار کر آواز دی ای سپہ سالار آقاے نامدار باغ مین ملکہ گے
ہین مبہوت تیغ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آکے گھیر لیا میرے سامنے جنگ شروع ہوئی
پھاٹک قلعے کا بند ہوگیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہوگے بلمان مردم در یہ سنکر گھبراگیا
کہا ای صبا مین اپنی جان دونگا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا مین نے بروقت جانے
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاے افسوس میرا کہنا انھون نے نہ مانا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا
بارہ ہزار قزاق اسکے علاوہ پر ساتھ موجود تھے انھین کو ہمراہ لیکر چلا صبائے سبک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہان فوج زیادہ ہو بلمان نے کہا عرصہ ہوگا یہ بارہ ہزار
قزاق جنگ آزمودہ ہین قلعہ پر جا پڑینگے صبا نے لشکر مین آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ مین
گھر گئے کل فوج والون کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سنا
فوراً آنکھین اپنی ملتے ہوے اُٹھے سوارون نے گھوڑون پر کاٹھیان ڈالین پیدلون نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ مین لے لی اور روانہ ہوے یہان قلعے کے پھاٹک پر گولہ انداز تو پون کو
درست کر رہے ہین جتیان برابر لگی ہوئی ہین ایک جانب تیل کے کڑھاؤ زمین میں بھرا ہوا نیچے
انکے آگ روشن ہو کہ دیدبان نے دیکھکر آواز دی یارو بلمان مردم در فوج کو لیے ہوے آتا ہو
گولہ اندازون نے یہ سنکر توپون کو جھکا کے کان مین ایک دوسرے کے نہین معلوم کیا بڑ بڑا کے
کہا کہ بس دفعۃً توپین کوکین اور گرجین اور آگ اُگلنے لگین بلمان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گینڈا پھیر کر قزاقون کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے انھون نے
پیدلون کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹجاؤ جب ہم قلعے مین داخل ہو جائین تو تم آنا گھوڑون کو کوڑے
مار کر داہنے بائین سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو ہین
روکین کہ پہلوون سے گرد اُڑی دیکھا بلمان گرز ہلاتا ہوا قزاقون کے گھوڑے اُڑتے ہوے
اسقدر جلد آکے پہونچے کہ گولہ انداز فیر نہ کرسکے بلمان مردم در برابر پھاٹک کے پہونچا گینڈا اُڑا کر
خندق کے پار آیا قزاقون نے گھوڑے خندق مین ڈالدیے گھوڑے اس پار آگئے اور پھاٹک

توڑکر اندر گھسے در قلعہ پر تلوار چلنے لگی بلمان مثل فیل مست کے جھومتا ہوا جس طرف گیا پرے
کے پرے پامال کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلمان چلا باقی ماندہ پیدل
جو پیچھے رہگئے تھے وہ بھی آپڑے قلعے مین گھس آئے وہان ایرج نوجوان کو کنیزون نے خبر کردی
کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہبوت تیغ زن چاہتا ہی اندر گھس آئے ایرج تکیہ ٹیک
اُٹھے ملکہ بھی سوار ہوئی چار سو کنیزین پشت پر مہبوت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
حکم دے رہا ہی کہ دروازہ کھود کر گرا دو بیلدارون نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شب بخت افروز جہانداری باغ سے طالع ہوا نعرہ
کیا کہ او مہبوت یہ کیا نامردی ہی کہ عورتون پر تو نے لشکر کشی کی ہی یہ کہکے پہلے تو بیلدارون کو قتل
کیا مہبوت تو بھاگ کر فوج مین آیا کہا یارو وہ گنہگار نکلا جاتا ہی سب گھیر کر مارو سب فوج بڑھی
مگر شاپور شیر دل نے بڑھکر حقہ آتشبازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہین کہ اے یار وفادار
اسکی کیا ضرورت ہی مین جا کر مہبوت مردود کو مارتا ہون شاپور کب مانتا ہی ایک جست چالاک
جنگ مین بیباک ہی چند حقے آتشبازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
گرے شاپور نیمچہ بازی کر رہا ہی جو پشت پر آیا اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
تڑپ رہی ہی افسرون کو تاک تاک کے مارا گردانکے مرکب کے صد پارہ شد پڑا ہی ہر لاشہ مثل مرغ بسمل
کے تڑپ رہا ہی مہبوت نے پکار کر آواز دی اے یارو یہ جوان اکیلا سارے لشکر کو تباہ کر رہا ہی
سب مل کے اسکو گھیر لو کہ نسیم نے بڑھکے خبر دی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرمائیے ملکہ عالم مع کنیزان
باغ سے نکل آئی ہین تیر وکمان لیے بس کھڑی ہین پہلے انکو گرفتار کیجیے مہبوت گینڈا بڑھا کر
اس طرف چلا دس ہزار سوار جرار اسکی پشت پر ہین ملکہ نے جو دیکھا کہ بابا جان ادھر آنے کا ارادہ
رکھتے ہین کنیزون کو آواز دی کہ اسے تیر مارو یہ کہکے اپنے کاندھے سے بھی کمان اُتاری چار سو کنیز
جو ایکسر تیر چلے چار سو کافر گھوڑون سے گرے تڑپ تڑپ کر تمام ہوے مہبوت نے گینڈا آگے بڑھایا
اور پکار کر آواز دی او گیسو بریدہ آکے سب کو پامال کرونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
ہوا تیرے حال پر روئین اور تجھکو ترس نہ آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا او ننگ خاندان
کچھ تجھکو میرا خوف نہین ملکہ نے پکار کر آواز دی بس دور ہی رہیے قریب نہ آئیے ورنہ میرے ہاتھ سے

قتل ہو جے گا مبہوت تیغ زن نے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بڑھا ملکہ نے تیر تاک کر گینڈے
کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جست کی دوسرا تیر ملکہ نے مارا کہ شانہ مبہوت کا نشانہ ہوا اسنے بہت
جھلایا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پہلے اس گیسو بریدہ کا خاتمہ کرو سب سوار و پیدل سمٹ کر
اسی طرف چلے چندنے ایرج نوجوان کو گھیرا سب نے ملکہ ملکہ پر ہلہ کیا ملکہ نے دیکھا ڈیڑھ لاکھ
فوج کا اسی طرف رخ ہی گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارنے لگیں ای معبود ای موجود
وقت مدد ہی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے نظم

ی طپد در سوز عشقت سینۂ سوزان ما — در غم ہجر تو گرید دیدۂ گریان ما
کن نظر یارب بحال بے سر و سامان ما — گوش فرما بر صدائے نالہ و افغان ما
وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران ما — تو مددگاری بس از جملہ مددگاران ما
اشرف المخلوق کردی شکل انسان ساختی — در گروہ بندگان خود فزودی شان ما
خاکیان را رتبہ بخشیدی تو بر افلاکیان — از فلک کردی بلند اندر زمین ایوان ما
جیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی — بستۂ نقد زر و گوہر تو در دامان ما
شستہ گردد گر بآب دیدہ ما بیست دول — نامۂ اعمال ما و دفتر عصیان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم — دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

ایرج نوجوان نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مبہوت تیغ زن نے کل فوج سے ملکہ کو گھیرا ہی بسبب
تیراندازی کے جو نامرد قریب نہیں پہونچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بیتاب
ہو کر گھوڑا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامردو ہمت ہے آگے مقابلہ کرو عورت پر کیا ہلہ کرتے ہو
مبہوت نے پلٹن کے دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو ارے تیر و نیزون سے
مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیراندازی کرنے لگے ایرج نوجوان تلوار سے تیرون
کو قلم کر رہے ہیں وہ بیحیا چاہتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لیں اگر یہ جوان پیدل ہوا
تو پھر مار لینا اسکا آسان ہو گا آخرکار سب نے مل کے اسقدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ
گھوڑا شاہزادے کا زخمون میں چور چور ہو کر گرا ایرج کود کر مرکب سے الگ ہوے شمشیر زنی
پیدل ہو کر کرنے لگے مبہوت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سبک رو جو سامنے آیا اس سے کہا

اِی نسیم دیکھتا ہی کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیرے ساتھ کتنے عیار ہین نسیم نے کہا اسوقت دوسو پیک بچے ساتھ ہین مبہوت نے آگے بڑھکر کمندین مار کے پکڑ لینے کا حکم دیا نسیم دوسو پیک بچون سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹجاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیرے ہوئے ہین نسیم سبک رو چاہتا ہے پیٹھین تو مین کمندین مار کر پکڑ لون ایرج نے جو کمند اندازون کو دیکھکر پریشان ہوئے اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بے اختیار ہو کے پکار اُٹھے ای خداوند ذلیل و نہار مجکو بچالے **نظم**

برخطا کاران براہ لطف فرمودی عطا
دردمندان را عطا کردی تو داروی شفا
خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی
خلق میدارد بہ حکمت گردن اخلاص خم
کس نہ بیرون بُرد از تعمیل فرمانت قدم
ساختی شاہ و گدا و امیر و پیمبر ساختی
رنگ تو کردی عطا اندر چمن گلزار را
ساختی بیمار اُلفت نرگس بیمار را
جلوہ گر در گلشن عالم گل تر ساختی

بے نوایان را بفضل و لطف بخشیدی نوا
گمرہان را و اُلفت را تو گردی رہنما
مفلس و دریوزہ گر را صاحب زر ساختی
ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم
کس نزد ای صاحب فرمان بغفران تو دم
جملہ را با خاک گور آخر برابر ساختی
سبزہ سرسبز کردی تیر نوک خار را
نالہ و فریاد کردی نطق موسیقار را
زود باغ بلبل نالان معطر ساختی

بیقرار ہو کر جو شاہزادہ ایرج نوجوان نے دعا کی پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلمان مردم در بارہ ہزار قزاقون سے آگے گرا اپنے آقا کو جو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے سبک روسے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد پہونچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا ہے صبا نے اسکو تھپڑ مارا زنگی کا سر پھٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلمان مردم در بھی گرد پھیر کر لڑ رہا ہے ایرج نوجوان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان گئی پلٹ پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبا رفتار مجکو قریب مبہوت کے پہونچا مرکب طرارے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اُسکو دولتی ماردی ایک سوار مر کر گرا دوسرا

ساتھ ہوا یون ہی دو چار پامال ہوے بلمان مردم در نے بارہ ہزار قزاقون سے پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے لاشون سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہانتک کہ ایرج نوجوان قریب مبہوت تیغ زن کے
پہونچے بلمان نے عرض کی اے آقاے نامدار ذرا تامل فرمایئے مین اس مغرور کی گردن پکڑ کے
لاتا ہون یہ کہکے گھوڑا بڑھایا سامنے مبہوت کے آیا مبہوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلمان
نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چرخ دیتا ہوا سامنے ایرج
کے لایا مبہوت پکار اٹھا اے شہریار امان شاہزادے نے جواب دیا امان بشرط ایمان اُسنے عرض
کی غلام مسلمان ہوتا ہے کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مبہوت تیغ زن کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان
ہوا فوج والون کو آواز دی یارو مین نے شہریار کی اطاعت کی تلوارین روک لو سب افسر رومال
اپنے ہاتھون مین باندھ کر حاضر ہوے ایرج نوجوان نے سب کو سرفراز کیا مبہوت
ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا بلمان ساتھ نہین چھوڑتا کہتا ہے اے آقا یہ ابھی
مسلمان ہوا ہے آپ اسکے ساتھ بارگاہ مین جاتے ہین ایسا نہو کچھ مکر کرے غلام کو بڑا خیال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شاپور شیر دل قریب تھا اُسنے عرض کی اے بلمان مقام افشار
نہین ہے یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہے تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہے
پیشانی اسکی منور ہے مبہوت نے وزرا سے صلاح کر کے ترنج خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پہ
ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوے فرمایا کہ مبہوت نے بڑی محبت کی مگر ای
مبہوت ہم تمسے شرمندہ ہوے مبہوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
ایسا خوش ہیں مجھکو ملا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا اے مبہوت ہمکو
جلدی ہے کہ اپنے کو تا بطلسم ہفت پیکر پہونچاؤن مبہوت نے عرض کی یامین یہ اسی قلعے کے
صحراے زنگستان ہے اسی جنگل کو طے کرکے قریب کوہ رنگار رنگ کے پہونچے گا وہان سے
سلسلہ راہ طلسم ہفت پیکر کا لگا ہے ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
بلاتکلف یہان کی حکومت کرو ہم جب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہوگا ایرج محل مین آے
ملکہ سے رخصت ہوے فرمایا اے ملکہ عالم ہم رخصت ہوتے ہین انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بیقرار ہوئیں کہا ای شہریار آپکی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اسقدر زمانۂ فراق میں راتیں ہجر کی کیونکر کاٹونگی میرے دل کی عجب کیفیت ہی نظم

پیدا ہو جس سے رخش کسی شہسوار کا
آنکھوں کو انتظار رہا اُس غبار کا

دکھلایا چشم یار نے روز سیہ مجھے
مارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا

کیونکر وہان یار سے تشبیہ دون اُسے
غنچے کو اسکے سامنے رتبہ ہی خار کا

یہ جانتا ہوں میرے گنہ بیشمار ہیں
اندیشہ دل مین کیا کرون روز شمار کا

بعد وصال ہجر میں یون مبتلا ہوا
کیفی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ خمار کا

دست میکدہ سے یہان مین چھٹ گیا
آنکھون نے میری رنگ نہ دیکھا بہار کا

دیوانے جائیں دشت کو زنجیر توڑ کر
تلوون مین یاد آئے کھٹکنا جو خار کا

اللہ ری صفا رخ رنگین یار کی
گل کو بھی اس مقام پہ رتبہ ہی خار کا

اب اُسکے آستان سے چھٹتے مین مجھکو یار
ای رند جب عمل نہ رہا اختیار کا

ایرج نے ملکہ کو گلے سے لگایا فرمایا ای ملکہ عالم جب کہ طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی قلعہ کی ہوگی تمسے عقد کرلینگے تب لشکر مین جائینگے ہمارے بعد اپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار مین بسر کرنا غم و الم کا دلپر ہجوم نہ ہو دشمنون کے دیوانے پن کی دھوم نہ ہو جانتک ہوسکے اس آتش عشق خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہمکو بھی تمھاری جدائی شاق ہی مگر یہ مقدمہ ایسا درپیش ہی کہ ہمکو تنہا کا پس و پیش ہی یہ کہکے باہر نکلے مہبوت کو بادشاہ قلعہ کیا چاہا کہ بلمان کو بعہدہ سپہ سالاری مقرر کریں لیکن اُسنے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی ہی امیدوار ہی کہ ہمیشہ کمترین قدم میمنت لزوم ہی مین حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے بلمان کو جب اپنے ہمراہ چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فوج ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ کرکے طرف صحرائے نرگستان کے آگے اُترے شاپور شیر دل ساتھ ہی اُسنے عرض کی اگر خلاف نہو تو کچھ عرض کرون ایک ہفتہ اسی صحرا مین مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے یہان سے کوچ فرمائیے گا ایرج نوجوان نے کہا ای شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین ایرج نوجوان اسی صحرائے نرگس مین فروکش ہوتے ہین وقت برآید کا حال تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان سحر نشان نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچنا قلعۂ قراطاق پر اور مقابلہ پہلوانون سے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز
رگ و ریشے مین ہی شراب آمیز
چاہتا ہون کہ نشہ مین ہون
دیکھون ابر سیہ کی کیفیت
جھوم کر آج ابر آیا ہے
میکشون کو مزا دکھایا ہے
دشمنون کو بڑا ملال ہوا
جمع میخوار ہو گئے آ کر
پہلے دور شراب ناب مین
اسقدر ہم نہ پیچ و تاب سہین
نقش پا ہی ترا مرا سر تاج
ساقیا ہمیشہ تیرا احسان ہی
حالت ابر ہی فرح افزا
لطف محفل ہی جیسے جان فدا
ابھی میخانے مین ہی مے باقی
آج ہو میکدے مین لطف خمار
ساقی باہوش بھی آئیگا
میکشی کا مزا اٹھائیگا

لطف ابر سیاہ بھی دیکھون
ساقیا اسمین ہی بڑی صنعت
آج ساقی سے بھی وصال ہوا
ساقیا آج تو نہ ہو چلتا
چہچہے قہقہے اڑا مین آج
رنگ محفل ہی کہ دے جانان کہ
میرے کہنے کو مان لے ساقی
جام کے واسطے ہو دل بیتاب
اے قمر داستان سخن زبان

ہووے تحریر برسر میدان

جرہ حاکمان محکمۂ جرأت و جلالت و یکہ تازان میدان شوکت و سطوت اس داستان سحر عنوان کو یون تحریر و تسطیر فرماتے ہین۔ شعر تصنیف مصنف
راقمان سوانح ہیجا * می نویسند ادیبغیا * سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ شاہزادہ والاشان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحرا کے روانہ ہوئے خبرنگ بن عمرو ساتھ ہی ایک نخل کے سائے مین آ کے ٹھہرے مرکب کو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا آپ خبرنگ سے باتین کر رہے ہین فرماتے ہین کہ کیون اے خبرنگ ایرج نوجوان کو فوج و لشکر ملا ہم آجتک آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار صحرا خس و خار مین پھر رہے ہین کوئی کیفیت معلوم نہین ہوتی خبرنگ کہتا ہی اے شہریار آپکو بھی انشاءاللہ لشکر ملیگا گھبرایئے نہین وقت پر موقوف ہی اسی مقام پر ٹھہرے رہیے جگہ بھی فضا کی ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اسکو قلعۂ قراطاق کہتے ہین قراطاق جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پیکر کو دمن ڈالکر اڑ گیا قراطاق جادو

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے پانچ کوس کے فاصلے پر زیر نخل کھڑا ہو اُسکو اُٹھا لا سر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدمہ حمزہ کو بھی ایسا پہونچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے فوراً ہی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کریگا تو وہ فوراً چھوٹ جائینگے تیرے ہاتھ سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اُٹھائیگا قراطاق جادو نے بلٹ کے مصاحبوں کی جانب دیکھا مہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اُٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جاکے سر لائے یا زندہ گرفتار کر لائے میں اُڑتی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نخل کے سائے میں ایک جوان ماہ رخسار کھڑا ہے میرے دل میں آیا کہ اُٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید مسلمان ہو اُسکا اُٹھانا اچھا نہیں اب حکم خدا وندا یا میں ابھی جاکے لاتی ہوں یہ کہکے مہلیل اُڑی آسمان پر جاکے ٹھرائی نورالدہر کو دیکھا ایک جوان رشک یوسف کنعان ایک شاطر سے باتیں کر رہا ہے تڑپ کے گری نورالدہر کو اُٹھا لیگئی شبرنگ بیقرار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق کے سامنے لاکے نورالدہر کو مہلیل جادو نے پہونچایا قراطاق نے سحر کیا کہ پاؤں نورالدہر کے زمین نے تھام لیے مہلیل جادو نے اپنا سحر اُتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلاد دون کو بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاد خنجر کھینچکر سر نورالدہر پر آیا کو لے کا خط گردن پر دیا قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی نہ کیا فوراً حکم قتل دیا سب مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ رہے ہیں کیا جوان قتل ہوتا ہے کوئی خطا بھی اسنے نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پرستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس و ناکس افسوس کر رہا ہے جلاد شلنگیں لگا رہے ہیں نورالدہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہیں اور چار جانب سے دیکھ رہے ہیں چاہتا ہے قراطاق کہ تیسرا حکم دون جلاد خنجر مارے کہ اس جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اسنے عرض کی ملکہ سیماب آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کئی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو انتظار کرتے ہیں اور یہ معروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرونگا سمجھا دونگا کہ خبر دار روز آیا کرو ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیماب سحر طراز

تخت پر سوار آکر اُترین قراطاق سے کچھ توجہ نہ کی سیماب سحر طراز بے تکلف آکے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے پوچھا آج دربار مین یہ کیسا ہنگامہ ہی قراطاق نے کہا یہ نبیرہ امیر حمزہ
صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نواسہ گنجاب کا قتل ہوتا ہی سیماب سحر طراز
نے جواب دیا سامنے سے ہٹجاؤ ذرا ہمتو دیکھین کہ کون جوان ہی اگر گنجاب کا نواسہ ہی تو
گوہر ملک کا بیٹا ہی مین ایک زمانے مین بڑے ملاقات گوہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرائت کرتی تھین کہ نہایت کمسنی مین اس جوان نے جا کے طلسم گوہر بار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران زبردست کو مارا یہ کلام سنکے لوگ سامنے سے ہٹے سیماب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نورالدہر پر پڑی نورالدہر نے یہ نگاہ یاس ملکہ سیماب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہین جو اٹھائین تیر مژگان سینۂ سیماب
پر لگے سیماب بیقرار ہو گئی کہا کیون اے قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے اسمین کیا دخل ہی قدرت
نے فرمان بھیجا ہی سیماب سحر طراز نے کہا مین تو اسکو قتل ہونے دونگی قدرت نے
بہت خلاف فرمان لکھا ہی خطاوار کو قتل کرتے ہین یا بیخطا کو قتل کرتے ہین کون یہان
اسکو لایا تھا مہلیل جادو اپنے مقام سے اٹھی سامنے سیماب جادو کے اپنی جرائت
اور ہمت کی تعریفین کرنے لگی سیماب سحر طراز نے کہا کیون بیہودہ بکتی ہی مین اسکو قتل
نہ ہونے دونگی مہلیل نے جو سخت کلامی کی سیماب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری جس سے
مہلیل کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلایا کہ جلاد کا سر اڑ گیا پکار کر آواز دی کیون اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا خیال ہی اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے جھلاّ کے کہا اے
سیماب تجھکو کیا تیری شامتین آئی ہین جو تو نے مہلیل کو مارا جلاّد کو قتل کیا اب قیدی کو رہا کرتی
ہی قدرت تجھکو سنگ سیاہ کر دینگے سیماب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو مجھکو غصہ آجا
مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہی قراطاق نے کہا تجھ دیوانی ہوئی ہی کیا دھگڑا بنائیگی
سیکڑون جادوگرنیان اسی چوفر عشق مین ان جوانون کے پیچھے تباہ اور برباد ہوئین
اب فی الحال مین اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجونگا قدرت نے بتاکید لکھا ہی

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالنا مین انھین کے حکم کی تعمیل مین سرگرم ہون سیماب
سحر طراز اپنے مقام سے اُٹھی قراطاق جادو نے گولہ اُٹھایا کہا ای سیماب مارون گولہ
کہ تیرا سر پھٹ جائے سیماب سحر طراز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اُڑ گیا اب تو
قراطاق جھلا کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا یارو تمنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی میرا
ہاتھ اسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھون ہاتھ پکڑ لو سیماب سحر طراز نے کہا ای قراطاق
تیری کیا مجال ہی جو تو مجھے گرفتار کر سکے مین کئی سال برابر خدمت مین قدرت کی رہی انتظام
خدائی کرتی تھی مردون کو باتین کرانا درختون سے آواز دینا طائرون سے ملجانا کہ اُسکی
خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیماب کو کون کشتہ
کر سکتا ہی چند ساحرون نے ارادہ کیا کہ سیماب سحر طراز پر ہاتھ ڈالین لیکن سیماب
سحر طراز جب ہنستی ہے گوہر دندان کو ظاہر کرکے برق چمکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے
سر اُڑ جاتے ہین ساحر اسپر حملہ کر رہے ہین مگر یہ برق کے مانند تڑپ رہی ہی کبھی لڑتی
ہوئی سامنے نورالدہر کے آتی ہی اشارہ ہو کہ او ظالم دیکھ مین نے یہ سب تیرے واسطے
مصیبتین اُٹھائی ہین اپنون سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھے اور قراطاق سے
ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہی اب گرد نورالدہر کے سیماب نے ایک لکیر
کھینچ دی ہی گویا حصار کیا ہی کہ کوئی اسکے اندر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہی کہ ارے
یارو اس گنہگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نورالدہر کے جانے کا ارادہ
رکھتا ہی لکیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا پاؤن ٹوٹا ہر نوع بیکار ہوا
جنگ عظیم ہو رہی ہی مراد سیماب کی یہ ہو کہ قراطاق کو کشتہ کرکے شاہزادے کے ساتھ
عیش کرے مزے لوٹے یہ جوان طرحدار اسکو معلوم ہو رہا ہی عشق مین اس حسین جوان
کے چور ہی ہر چند کہ اسپر صدہا عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ بے اسپر قبضہ کیے
نہ ٹلی قراطاق نے جب دیکھا کہ سیماب نے لاشون سے بارگاہ کو بھر دیا اور اب
نورالدہر کے نزدیک کوئی نہین جا سکتا ہو جلا دگیا خود بخود سر اُسکا کٹ کے گر پڑا غصہ مین
قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اُٹھا اور للکار کر آواز دی کہ او نیسجہ بریدہ دھگڑے کو اپنے دیکھکر

ایسا پھسلی کہ مشیران سلطنت کو مارا وزرا وغیرہ سب قتل ہوئے اب مین تیرے جھوٹے پکڑ کے
ایسے مکان مین قید کرتا ہون کہ اُسکی تاریکی سے تیرا دم گھٹے کیا عجب ہے جو عنایت سامری
و جمشید شریک ہوئے یہ سحر آئین کا بنایا ہوا ہے ہفت پیکر کی خدائی مین تاخیر نہ رہی اسکا زوال
اب قریب ہے یہ کہتا ہوا قریب سیماب سحر طراز کے پہونچا سیماب پر آگ برسائی اُسنے
ہنس ہنس کران سحرون کو دفع کیا کر رہی ہے کا دیوانے میرے ہاتھون سے تیری کیون قضا
آئی ہے دیکھ کہتی ہون کہ جان بچاکر بھاگ جا لیکن قراطاق نے دمانا تیغ خون آلود کا ہاتھ مارا سیماب
نے تڑپ کر اسکی تلوار کو توڑا اب جو چاک کر گری قراطاق کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے سے
اسکے اندھیرا ہوگیا سیماب سحر طراز اپنے ہاتھون کو چمکا کے روشنی کرتی ہے جب جگنو کا ہوا کا
جلتا ہے روشنی گل ہو جاتی ہے سیماب نے کئی مرتبہ چاہا کہ نور الدہر کو پنجے مین اُٹھالون لیکن
بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من قراطاق
جادو بود تمام ساحر فریاد کرنے لگے کہ ای ملکۂ عالم ہم آپکے تابعدار ہین سیماب نے سحر سے
ہاتھ روکا سب ساحر اسکی خدمت مین حاضر ہوئے اب جو سیماب سحر طراز نے سر اُٹھا کے
دیکھا تو شاہزادۂ نور الدہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیماب سر پیٹنے لگی ساحرون پر خفا ہو کہا
کہ جسنے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سبکو قتل کرونگی سب نے عذر کیا کہ ملکۂ عالم
ہم تو جنگ مین مصروف تھے ہمین نہین معلوم کیا گذرا سیماب سحر طراز نے جواب دیا کیا مین
کسی بات مین عاجز ہون ابھی دریافت کرتی ہون جہان نور الدہر بیٹھے تھے اُس مقام کو
آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہین اسنے وہ دانے اُٹھا لیے کہا صاحبو تم سب بیخطا ہو
کوئی ساحر آسمان سے آیا وہ اُٹھا کر لیگیا یہ کہکے اُن دانون کو زمین پر رکھا ایک دو ہتھڑ زمین
پر مارا آواز دی ارے تو کسکا سحر ہے صاف صاف بتا ورنہ پھونک دونگی وہ دانے چیخے
مثل انسان کے آواز دی گوہر جادو مالک قلعۂ مروارید نگار اُڑتی ہوئی آسمان پر
جاتی تھی اسنے جو نور الدہر کو دیکھا عاشق ہوکر اُٹھا لیگئی یہ سُنکر سیماب سحر طراز تڑپ گئی
کہا ابھی جاکر مین گوہر جادو کو قتل کرتی ہون میرے معشوق کو اُٹھا کر لیگئی میرا دل مثل ماہی
بے آب سینے کے تڑپ رہا ہے میرا اضطراب یہ عالم ہے کہ جینا مجکو دشوار ہے یاد مین دل ربا کی قلب کو اضطراب ہے نظم

دی جان محبت مین کسی رشک چمن کی
سونگھینگے ملک آنکے بو برے کفن کی

سُن آئے جو شیرین الحانیان کس غنچہ دہن کی
بسمل سی ہو جو بعولی ہوئی مرغان چمن کی

خط نکلے پہ بوسہ رُخ پُر نور کا پایا
خیرات برہمن کو ملی جب بت کہن کی

کافور کی بو آئی اگر عطر لگایا
پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی

کیا جانیے کیا کیا دل عاشق سے کرینگی
ہر بار کی شوخی ترے بیساختہ پن کی

اُس کاکل مشکین کا جو سلجھاے کوئی تار
تحصیل سمجھنا تو خطا اور ختن کی

حسرت لیے جاتے ہین ہم ای مرگ غریبی
مٹی نہ ملی دست عزیزان وطن کی

وان غیر کے گھر جانے کو بدلی گئی پوشاک
تدبیر ہو یان اپنے لیے غسل و کفن کی

اعجاز نما ہو لب عیسے کی طرح سے
کیا بات ہے کیا بات ہے اُس گل سے دہن کی

وہ زلف گیسو کا مین دیوانہ تھا پابند
زنجیر محبت پاؤن مین ڈالی کسی سن کی

یاد آگئین اگلی وہ غزلخوانیان ای بحر
صحبت کہین دیکھی جو کبھی شعر و سخن کی

سب سمجھانے لگے گوہر جادو کا حال یہ گذرا کہ وہ جو براے سیر و شکار نکلی کہین اتفاق سے گذرا اسکا طرف کوہ سمن آرا کے ہوا ویرانی اسکی دیکھکر اسکو نہایت پریشانی ہوئی دیر تک وہان ٹھہر کے روئی کہتی ہو کہ افسوس ایسے مقام ویران ہوے مسلمانون نے طلسم ہفت پیکر کو بیچراغ کر دیا وہان سے پلٹی ہوئی آتی تھی کہ دنالے سناٹے کی آواز کان مین آئی جھانک کے دیکھا ایک بارگاہ مین ایک ساحرہ تڑپ تڑپ کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہی نظر حسرت سے ہر چہار جانب دیکھ رہا ہو گوہر جادو جمال عدیم المثال دیکھکر بیتاب ہوگئی سحر کرکے تڑپ کے گری کمر مین بیچ دیکر لے اُڑی وہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو ای گوہر کیا معشوق خوش‌خو خوش رو دستیاب ہوا اب اسکو قلعے مین لیکر اسکے ساتھ عیش کرونگی ع ایسے معشوق طرحدار کسے ملتے ہین ٭ دل سے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسند پر بیٹھی بھاری جوڑا پہنکر اپنے کو زر و زیور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نور الدہر کو ہوشیار کیا اب جو نور الدہر کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پایا ایک ساحرہ دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے

اشارے کر رہی ہو نور الدہر نے شرماکر سر جھکا لیا گوہر جادو نے پکار کر آواز دی ای زینت
محفل عاشقان ای رشک یوسف کنعان تیرا نام نامی کیا ہو تو ساحروں مین گھرا ہوا تھا مین
تیری جان بخشی کر کے اٹھا لائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہون خداوند
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہون نہ جی چاہے تو ایک پیسہ نہ دون چند عزیز میرے سرکار
خداوندی مین بر سر عہدہ ہائے بزرگ ہین تجکو خداوند کی زیارت کراؤنگی وہ تجکو نظر کرم
کرینگے عہدۂ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نور الدہر نے کہا ای گوہر جادو نام میرا نور الدہر
بدیع الزمان ہو ہفت پیکر کی تباہی کی فکر مین نکلے ہین اس ملعون سے ملاقات کر کے
ہم کیا کرینگے عم نامدار میرے طلسم کشا ہین وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے چلے آتے ہین
میرا ہمچشم ایرج نوجوان وہ بھی قلعجات فتح کرتا ہوا آتا ہو دادا جان میرے امیر حمزہ صاحبقران
زمان لشکر گران لیے ہوے ایک مقام پر فرودکش ہین انشاء اللہ تعالی ہفت پیکر شکست
کھاکر بھاگیگا ابھی تو چار پہاڑ عیش کرنے کو باقی ہین انپر مزے سے وہ خدائی کر رہا ہے
انشاء اللہ ان پہاڑون سے بھی بھاگیگا یہ سنکر گوہر جادو کانپنے لگی اور چہرۂ زیبا پر
نظر کر کے کہا ای شاہزادۂ والا قدر مین تمہارا ساتھ دونگی اطاعت دین اسلام بدل قبول
کرتی ہون یہ سنکر نور الدہر مثل گل شگفتہ ہوے کہا ای گوہر جادو نہ گھبرا مین جو جو ملک فتح
کرونگا ان سب کا تجکو مالک کرونگا گوہر نے سحر اتارا نور الدہر کو پہلو مین اپنے جگہ دی کنیزین
گرد آکے بیٹھین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی او گوہر میرے معشوق کو پکڑ پہلو مین بیٹھی ہی
مین نے اسکے واسطے بارہ برس کے آشنا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت
کرتا تھا گوہر جادو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سیماب جادو غصے مین بکتی ہوئی آتی ہی نور الدہر
نے للکارا کہ او قحبہ کیا بیہودہ بکتی ہی ہان ای گوہر اسکو مار لے سیماب نے دیکھکر آواز دی
جیسا سحر ملی گوہر کرتی ہین ویسا سحر میری رنڈیون کو یاد ہی گوہر نے اٹھکر گولہ سیماب
پر مارا سیماب نے گولہ کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے کنیزون کے سر کٹ کٹ گرے سیکڑون
کنیزین گوہر کی قتل ہوئین نور الدہر جو تلوار لیکر اٹھے سیماب نے بیقرار ہو کر سر جھکا دیا کہا
ای جوان سر کاٹ لے بار تو میری گردن سے اتر جاے مین دل و جان سے تجپر جان دیتی ہون

نورالدہر کو حال پر سیماب کے رحم آگیا فرمایا ای سیماب اطاعت دین اسلام قبول کر بس
سیماب دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان بین لے
سامری و جمشید و ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہون
نورالدہر نے سر سیماب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیماب کو بلوا یا اب بیچ مین مسند پر تکلف
پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیماب آکر بیٹھین کنیزین سامنے
دست بستہ حاضر مین گوہر جادو نے اشارہ کیا لگو بیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کر سامنے
رکھین جلسہ آراستہ ہوا جام چلنے لگا اس عیش مین نورالدہر بیٹھے ہین گوہر و سیماب
ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہین رشک و حسد کا نام نہین کہ آسمان پر ایک لکہ ابر کڑ کڑایا
برقین چمک کر زمین پر گرین گوہر و سیماب اپنے اپنے مقام سے اٹھین اور پکار کر آواز
دی کہ یہ کون صاحب ہین جو ہماری صحبت عیش و نشاط کو بے لطف کرتے ہین اور اپنی
بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہین یہ کہکر سیماب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریائے جواہر مین غوطہ مارے بیٹھا ہی
گرد تخت کے کچھ جادوگر نیان ہین اور کچھ جادوگر ہین کہ ابر آسمان پر آکر ٹھہر گیا ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی او گوہر او سیماب تو نے دشمن کو ہمارے اپنے گھر مین جگہ دی ہے
شرط یہ کہ ابھی قلعے کو الٹا دون نام و نشان تم دونون کا مٹا دون سیماب نے گولہ مارا گولہ
الٹا پلٹا شانے پر سیماب کے پڑا شانہ سیماب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیور بدلے
ابرو جوڑے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھایا کہ بس دست
قلعے کو بھی الٹ کے فیصل کر دون ناگاہ کان مین نوبت و نقارے کی آوازین آنے لگین
نقابدار زرین پوش بعد و فر و خروش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا
ایک ابر لہرا رہا ہی اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کرون اور نورالدہر سامنے
سینہ سپر کیے کھڑے ہین نقابدار سے عیار نے عرض کی ای شہر یار یہ ساحر اب نورالدہر
کو مارا چاہتا ہی اتنا بڑا ساحر ہی کہ ایک اشارے مین دونون جادوگرنیون کو زخمی کیا
نقابدار نے وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکایک ایک خنجر تڑپ کر باز سفید
پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا باز پلٹا سر پر نقابدار کے آیا سر ہلاتا تھا آنکھوں سے اشارے
کرتا تھا جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ ای شہریار یہی ہفت پیکر ہیں تو اسکے سامنے
نہیں جاسکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو بڑھایا دیوزاد ایک جانب کھڑے ہوگئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سو سر دیوزادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے
نقابدار کو بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی او نامردان غریبوں نے تیرا کیا کیا تھا
ہفت پیکر سحر کرنے لگا نقابدار نے اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوے چاہتا ہے کہ نقابدار کو اپنے سحر میں پھنساؤں مگر ببرکت اسم اعظم رب اکبر
سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا قبضہ جاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا تیغہ برق زا بلند ہو کر
دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سو سپریں آہنی لہرانے لگیں
چند زاغ و زغن سنے لگا اپنا دم شمشیر پر رکھ دیا تیغہ جو پڑا زاغ و زغن کے سر قلم ہوے
سپروں کے پرکالے اڑگئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہنچی ہفت پیکر نے جو زاغ و
زغن کے سر دیکھے اور سپریں کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھبرا گیا
اب دیو منہ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور پھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک خوف پیدا ہوا پکار کے آواز
دی او نقابدار پھونک دونگا جلا دونگا اسوقت قدرت اور مقامات پر جاتے ہیں
کچھ جذبے پیدا ہوے ہیں کہ انکی مشکلیں آسان کرتا ہیں یہ کہکے تخت کو ہفت پیکر نے
اڑایا ہر چند دیوزادوں نے چاہا روکیں لیکن تخت نہ رکا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
نور اللہ مہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جد عالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہیں کیسا ساحر زبردست جسنے نگاہ ذال کے قلعہ اکھیڑنے کا ارادہ کیا اسکو
بچہ کھا گئے کے کچھ دن پڑا زاغ و زغن سے تنے سر کٹوائے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے سر تھے
[illegible] کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہا ای شاہزادہ رستم خصال اتفاقاً ادھر

میرا گذر ہوا ورنہ یہ مردود تمکو گرفتار کر لیجاتا نورالدہر نے دیکھکر کہا ای میرے محسن و جان بخش
کیا آپکا شکریہ ادا کرون اسوقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونون میری مددگار
جادوگرنیان اُسکے ایک اشارے مین زخمی ہوئیں واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار ہی نقابدار نورالدہر سے اس گفتگو کے بعد رخصت ہوا لیکن کہ گیا کہ تمھارے
ہمچشم ایرج نوجوان صحرائے زرکستان مین فردکش ہین نقابدار تو روانہ ہو گیا
نورالدہر اپنی مددگار زخمی جادوگرنیون کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوے لیکن ہفت پیکر
جو پلٹا تو اسنے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے مین ملے وہان کے حاکمون سے کہتا گیا کہ ایرج
و نورالدہر اس راستے سے آتے ہین ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کوہ قلمون پر تصویر سنگی مین
داخل ہوا وہان کا تاجدار بو قلمون جادو تصویر سنگی کے سامنے آیا سجدہ کر کے پوچھا آج قدرت
کیون خاموش ہین مراد مند جمع ہین زیر کوہ سبکا جماؤ ہی دن منگل کا ہی آج جشن ہوگا تصویر
سے آواز آئی ای بندۂ خاص الخاص تیری رائے پر انتظام ہی جسطرح تو چاہے انتظام کر ایرج
و نورالدہر لڑتے بھڑتے ہوے فتح کرتے ہوے تا بہ قلعۂ مروارید نگار آ گئے نورالدہر کی
گوہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہو رہے ہین
نورالدہر گوہر جادو و سیماب جادو کو پہلو مین لیے بیٹھا ہی صحبت عیش و نشاط گرم ہی
تمکو لازم ہی کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے بو قلمون نے پلٹ کر آواز دی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہی بر سر قلعۂ مروارید نگار جائے اور دشمنون کو گرفتار کر لائے
گوہر جادو کی آبرو مٹائے سامنے ایک نخل چنار تھا بیچ اُسکی شق ہوئی ایک ساحر بصورت
عجیب و بشکل مہیب یہ کہتا ہوا نکلا کہ منم مہیب جادو قلعۂ مروارید نگار کو جا کر تباہ کرون
اور جو جو حکم ہو وہ آنکھون سے بجالاؤن تصویر نے آواز دی ای مہیب جادو نورالدہر
و گوہر جادو وغیرہ کو اُٹھا لاؤ یہ سنکر وہ ساحر اڑا اُسوقت آکے پہونچا کہ نورالدہر کمرے
ٹہل رہے ہین گوہر جادو برابر کھڑی ہی کہ رہی ہی ای شہریار اب اس قلعے کو چھوڑ دیجے
ہفت پیکر خود دیکھ گیا ہی کوئی بلا آیا چاہتی ہی نورالدہر فرماتے ہین کہ جو کوئی بلا نازل
ہوگی پروردگار عالم دفع فرمائیگا ہمارا تکیہ اُسی پر ہے یہ ذکر ہو ہی رہا تھا

کر مہیب تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین نورالدہر کی دیا اور ایک ہاتھ سے گوہر جادو کو اُٹھایا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے لے اُڑا سیماب نے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادے کو لیے جاتا ہے پرواز بیدا کر کے اُڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہے مگر گولہ اسکا مہیب جادو تک نہین پہونچتا راستے ہی مین پھٹکر گر پڑتا ہے مہیب جادو بلند ہو گیا سیماب تخت کے پلٹی مگر کنیزون کو روانہ کیا کہ تلاش تو کرو نورالدہر کو یہ ظالم کہان لے کے چلا گیا کنیزین حکم پاتے ہی برائے تلاش روانہ ہو گئین صحرا صحرا ڈھونڈھتی پڑی پھرتی ہین مگر مہیب جادو اُڑتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے پہونچا کہ ایک آواز کان مین آئی اس طرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گا رہا ہے

غزل

نمود خط ہو احسن وجمال لینے کو ۔۔۔ یہ چور رکھات مین تھا کب سے مال لینے کو
ابھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن پرست ۔۔۔ چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو
ضرور چاہیے مستون مین اک ہشیار ۔۔۔ وگرنہ کون ہے ساقی سنبھال لینے کو
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن مین ۔۔۔ خدا نے آنکھین ہین دی دیکھ بھال لینے کو
کھلا یہ عکدہ دہر مین پہونچکر حال ۔۔۔ عدم سے آئے ہین رنج وملال لینے کو
سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے کچھ ۔۔۔ مین آپ جاؤن جواب سوال لینے کو
شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے ۔۔۔ ہمارا خواب تمھارا خیال لینے کو
کھلیگی قیمت حُسن وجمال اے یوسف ۔۔۔ جب آئیگی تجھے اک پیرزال لینے کو
شب فراق کے صدمون سے یار مر مر کے ۔۔۔ جیا ہون لذت روز وصال لینے کو
لبس از فنا نہ پھرون چاک کیطرح اے چرخ ۔۔۔ نہ آئے گو رغجن متی کلال لینے کو
متاع دل کوئی کیونکر بچا سکے لنسیر رند ۔۔۔ بلا ہین زلف ورخ وخط وخال لینے کو

حُسن وجمال عدیم المثال شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان کو دیکھکر حیران تھا اور گانے کی آواز جو سُنی بیتاب ہو گیا اُسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا برسرکوہ ایک نخل کے سایے مین ایک مہنت بیٹھا ہوا ڈُگیجا رہا ہے بالون کی لٹین زمین پر پڑی ہین سامنے دھونی لگی ہے دھوان اُسمین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہے مہیب جادو نے اُس پہاڑ پر آ کر ایک طرف نورالدہر و گوہر جادو کو ڈال دیا مثل مردے کے دونون پڑے ہین مہیب ٹہلتا ہوا

سامنے جہنت کے پہونچا جھک کے سلام کیا اُسکا جواب جہنت نے یہ دیا کہ او بچہ تو کون ہے
جو بیمان بے تکلف چلا آیا یہ مقام گذرگاہ ساحری و جمشید ہے خداوند ہفت پیکر بھی کا ہے
گاہے اسطرف چلے آتے ہیں یہاں سے اُتر جا ورنہ ایک سونٹہ ماردونگا کہ تیرا سر پھٹ جائیگا
صہیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گانے کا مشتاق ہوں جہنت نے پوچھا تو
کون ہے کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے مفصل بیان کر ورنہ بہت پچھتائیگا صہیب نے کہا
میں خدمتگزار خداوند ہفت پیکر ہوں برائے گرفتاری نوراالدہر گیا تھا اُسکو گرفتار کر لایا
ایک نخل کے نیچے اُسکو ڈالدیا ہے مثل مردے کے پڑا ہے میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں
مجھکو مینٹھے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر برسر کوہ بوقلمون جشن کر رہے ہیں جہنت
نے کہا دامن قدرت دراز ہے بیٹھ جاؤ تو میں تمکیں گانا سناؤں صہیب بیٹھا جہنت نے
بھیرئی کو نکالا چند اشعار پُر بہار گانا شروع کیے۔ نظم

زلف افشاں آنکھیں ہیں لڑکر چشم شوخ یار سے	دل تہ و بالا ہے اُسکی نازکی رفتار سے
ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیمار سے	وہ بھی رات آئیگی خوش ہونگے وصل یار سے
کیا قیامت ہے کہ تم ہنگامۂ محشر سے قبل	حشر کے سامان دکھلاتے ہو صنم رفتار سے
ڈالکر بانہیں گلے میں میرے لپٹے تو سہی	آج وہ باتیں کروں میں اُس بُت عیار سے
دے بھی اک بوسہ کوئی ظالم یہ ہٹ اچھی نہیں	دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے انکار سے
شیخ جی یہ آپکا عمامہ پھر اُچھلے گا خوب	سابقہ پڑ جائیگا جس دن کسی میخوار سے
لب سے کیونکر وصل کی شب کچھ گلے شکوے کرو	منفعل اپنی نگاہیں ہیں عتاب یار سے
اُٹھ کے وہ پہلو سے میرے جسگھڑی جانے لگے	حشر کے سامان عیاں ہونے لگے رفتار سے
ہٹ بھی اے ناصح نصیحت کچھ نہ ہوگی کارگر	شیشہ و ساغر نہ چھوٹینگے لب میخوار سے
قاتل ناداں اسے تیغ ادا سے ذبح کر	سخت جانکا حلق کٹنے کا نہیں تلوار سے
جیسے اک پردہ نشیں سے اڑ گئی آنکھ اے خیال	شرم اُٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ ننگ و عار سے

صہیب جادو نے جو اس بہار یہ غزل کو جہنت کی زبانی سُنا مست ہو کر جھومنے لگا جہنت نے
گانے گاتے اپنی دھونی کو جو کُریدا دھواں اور زیادہ نکلا صہیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

بھلا کر سونگھنے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ پاؤں کانپنے لگا کھڑا کے گرا اسکے
گرتے ہی مہنت سے نے خنجر کھینچا اور نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو لباب کر چاہا خنجر ماروں کہ ایک
پنجہ آسمان سے تڑپ کر گرا حبیب کو اٹھا لے گیا شبرنگ نے آکر نورالدہر کو جگایا پہلے گوہر
بھٹی پوچھا ارے تو کون ہے شبرنگ نے کہا میں اسی شہریار کا عیار ہوں حبیب کو بیہوش
کیا تھا وہ بیچا قتل نہ ہوا آسمان سے پنجہ گرا اسکو اٹھا لیگیا اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
گوہر جادو نے منتر پڑھ کر سحر کیا نورالدہر کے منھ پر چھینٹے پانی کے مارے تب شاہزادے کو ہوش
آیا شبرنگ کو دیکھا نورالدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا اے یار وفادار عین وقت پر پہونچے
نورالدہر نے فرمایا اے گوہر جادو تم پرواز پیدا کر کے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کر کے آتے ہیں
اسپ پریوش ہمارا صحرا میں چرا کر رہا ہے اُسپر سوار ہو کے آئینگے کیوں اے شبرنگ تمنے مرکب
ہمارا کس حال میں چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آپکو ساحرہ اُٹھا لیگئی میں نے مرکب کو دشت
میں یہ کہکے چھوڑا تھا کہ اے مرکب وفادار میں تیرے آقا کی تلاش میں جاتا ہوں کسی کے قبضہ میں
نہ جانا گوہر جادو کہنے سے نورالدہر کے پرواز پیدا کر کے طرف اپنے قلعے کے چلی نورالدہر
شبرنگ تلاش میں مرکب کی روانہ ہوے جاتے جاتے قریب اُس صحرا کے جو پہونچے جہاں
شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیوں کے بولنے کی آواز آتی ہے غور کر رہے
ہیں نورالدہر نے بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ میں کچھ آدمیوں کے ہمارا مرکب کھڑا ہوا ہے ہزار
دو ہزار آدمی اُسے گھیرے ہوے ہیں ایک تاجدار تاج پہنے ہوے سامنے میرے مرکب کے
کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ اے رستبان دام لگا کر اس مرکب کو پکڑو مگر مرکب اصیل آنکھیں نکالے ہوے
بیچ میں کھڑا ہے کیا مجال کسی کی جو قریب اُس مرکب کے آسکے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہہ رہا ہے یارو
کل شام سے اس گھوڑے کو تم سب گھیرے ہوے ہو اور یہ ہاتھ نہیں آتا ہے کئی سو جوان
مار چکا ہے جو کوئی اسکو گرفتار کریگا اُسکو دولت دنیا سے مالامال کر دونگا شبرنگ نے رنگ روغن
عیاری کا لگایا ایک چابکسوار کی شکل بنکر تیار ہوا پگڑی سر پر سجی ہوئی کوڑا ہاتھ میں
لیے ہوے ٹہلتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا ملازموں سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اس
حوالی کا بادشاہ ہے مرکب کی خبر سنکر آیا ہے مرکب کو آکر گھیرا ہے رات بھر میں کئی سو چابکسوار

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا حوصلہ نہیں پڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوے کھڑے
ہین خنجر زنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہمکو کیا ملیگا بادشاہ
نے جیب مین ہاتھہ ڈالا دو ہزار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو نقد دیتا ہون اور اپنے
اصطبل کا داروغہ کرونگا خنجر زنگ چمکارتا ہوا طرف مرکب کے چلا مرکب نے آنکھین نکالین کنوتیان
بلند کین مرکب ٹرکا خنجر زنگ نے زبان چینی مین کہا کہ ای مرکب وفادار آقا بھی تیرا ایک مقام پر ہی
تجھکو لینے آیا ہون یہ سنکر مرکب نے سر جھکایا خنجر زنگ قریب آیا مرکب کے گلے مین ہاتھہ ڈالکے
رونے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خنجر زنگ جست کرکے سوار ہوا مرکب کو
پھیرنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ یہ چابکسوار نہایت کامل واکمل ہی دیکھو کس طور سے
مرکب کو تسخیر کیا ہی اب خنجر زنگ مرکب کو کاوے دینے لگا خنجر زنگ نے پکار کر آواز دی ای
شہریار آیئے یہ کہتا ہوا مرکب کو اُڑا کے قریب نور الدہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا
نور الدہر سوار ہوے مرکب پر آتے ہی نعرہ کیا نعرہ کرکے مصروف جنگ ہوے مقیم
تاجدار نے آواز دی یارو یہ نبیرہ حمزہ ہی اسی کے مقدمے مین قدرت فرما گئے تھے یہ
سنکر سب کافرون نے انبوہ کیا مقیم پکار رہا ہی یارو اسی کی قدرت شکایت کر گئے تھے شاہزادہ
نور الدہر لڑتے بڑھتے قریب مقیم تاجدار کے پہونچے مقیم نے ہاتھہ تلوار کا مارا نور الدہر
نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہکے ہاتھہ تیغہ خارہ شگاف کا مارا مقیم کے دو ٹکڑے
ہوے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ بڑھکے شاہزادہ
نور الدہر نے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھہ ڈال کے اُٹھا لیا قیام نے امان مانگی نور الدہر نے
سوال اسلام کیا قیام کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا افسران فوج کو قدمون پر گرایا شاہزادہ کا
نور الدہر نے سکہ جمنے لگا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دار الامارہ شاہی مین آیا عرض کی
تخت پر قدم رنجہ فرمایئے نور الدہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج وتخت
کی ہمکو ممانعت ہی یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے صحبت جمی دور
شراب ہوا ایک نازنین سامنے آکے گانے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت سے
شاہزادے کے ساتھ پیش آیا جب وہ چماق ہاتھہ مین لیے ہوے انتظام کرتا پھرتا ہے

گریبان سحر چاک ہو چکا ہی کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا عرض کی ای شہریار کاوس
بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آپہونچا نور الدہر نے اسی وقت حکم دیا
لشکر تیار ہو آپ مرکب پر سوار ہوے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
ہین کہ گردین اڑ رہی ہین پلٹنین رسالے آتے جاتے ہین بعد تھوڑے عرصے کے باجے بجے ڈنکے
چوب پڑی نور الدہر نے دیکھا کہ کاوس بیشہ نشین ساطہ آبنج کا قد و قامت فیل مست پر سوار گرز
گران کاندھے پر اس دھج سے آکر اترابل کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا نور الدہر کو بہ نگاہ قہر دیکھتا ہوا
کہتا ہی ایسے ایسے لڑکے مین نے بہت سے ہلیم کر دیے ہین یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے
نور الدہر کو خبر دی نور الدہر نے بھی نوازش طبل کو حکم کیا یہان بھی نقارۂ رزمی گرجا یا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور خورشید
زرین پوش تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا صفین لشکرون کی جمنے لگین میمنہ میسرہ درست ہوے
کاوس نے فیل مست اپنا صفوف لشکر سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ نبیرۂ حمزہ کہان ہی میدان
مین آوے تو حال معلوم ہو نور الدہر نے اسب خوشخرام بڑھایا قیام تاجدار کی بیقراری کہتا ہے کہ ای شہریار
اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا جس بیشے مین یہ رہتا ہی صدہا شیر اسمین تھے جب سوار ہوکے نکلتا
دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند سے مین سارا بیشہ صاف کر دیا جس مہم پر گیا فتح کرکے آیا مین کیونکر
گوارا کرون کہ حضور اس سے مقابلہ کرین نور الدہر نے کہا ای قیام کاوس کے قد و قامت پہ نجاو
دیکھنا کیا ہوتا ہی یہ کہکے گھوڑا بڑھایا اسب پر پوش عقاب پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ان سامنے کر
کاوس کے پہونچے آپس مین نگاوردن ہوے چند قدم گھوڑا نور الدہر کا نگاور سے ہٹا
کاوس نے نیزہ مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دونون لشکر بہ حیرت نگران و مثل آئینہ حیران
ہین کہ نور الدہر سے نیزہ چل رہا ہی ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر گھوڑا اڑایا کاوس کے ہاتھ سے
نیزہ نکل گیا کاوس نے ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور وہ اسی سے گرز گران سنگ اٹھایا پکار کر
آواز دی کہ یہ حربہ میرا طمانچہ ملک الموت کا ہی گرد سر کے چرخ دیکر دو دستی گرز کاوس نے
مارا نور الدہر نے گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز گنبد گردون تک پہنچی ہوئی کاوس نے
آواز دی اب فدا اس جوان کی خبر لو ہڈیان سرمہ ہو گئی ہونگی کہ شبرنگ بن عمرو

گرد مین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل بید کانپ رہا ہی گھوڑے کی کمر ٹوٹی لنجے خون کے منھ
سے گر رہا ہی دونون گھٹنے نورالدہر کے زمین سے آشنا ہین شیر رنگ نے پانی کے چھینٹے مارے
تب نورالدہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد جھاڑتے ہوے اس گرد
سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ابر تیرہ و تار سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھی کو بڑھایا
ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نورالدہر نے دونون ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھون کو سونڈ مین
لپیٹا نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی جھونٹا ہاتھی کا دونون ہاتھون مین تھام کر ایک
ہلہ مارا کہ گردن ہاتھی کی مع زنجیر کے کھینچ لی ہاتھی نے چرخ کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس
نورالدہر کو پیدل دیکھکر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قصد کیا
لے دوڑون نورالدہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلہ مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے ملا دیا اب
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ جہان کاؤس نورالدہر کو پکڑا لاتا ہی مثل برق تڑپ
کر نکل جاتے ہین اور جہان نورالدہر کاؤس کو پکڑتے ہین دو چار گھسے ایسے دیتے ہین کہ
ماتھے سے قطرات خون ٹپکنے لگتے ہین ذرہ پارہ پارہ الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی لوگ حیران ہین کہ آج
کاؤس کو کیا ہو گیا ہی کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی آخر آفتاب برنگ
زرد لرزان و ترسان مغرب مین جا کر چھپا اور شہنشاہ زنگبار کا قصد ہوا کہ مع فوج ثوابت
و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نورالدہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان
کیا کہنا خوب مجھسے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے
ہی اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہوگا نورالدہر نے فرمایا اے برادر آرام کیسا
ہمارا یہ دستور نہین کہ بدون زیر و زبر کیے ہوے میدان سے پلٹین کاؤس نے کہا مین شب
کو مقابلہ نہین کرتا نورالدہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چھڑا کر یہ کہکے پلٹا کہ مین رات کو مقابلہ
نکرونگا جب کاؤس پلٹ گیا نورالدہر بھی واپس ہوے قیام تاجدار نے آکے شاہزادے
کی قدمبوسی کی کہتا تھا اے شہریار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلے سے نجات
پائی نورالدہر نے کہا وہ پلٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے مین اسکو زیر کرتا مگر انشاءاللہ
کل دن بھر نہ گذرے گا شاپور نے عرض کی اے آقاے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہی

ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپ سے مقابلہ نکرے گا نور الدہر کہتے ہین اُسکو اپنے قد و قامت کا بڑا گھمنڈ ہی ضرور مقابلہ کریگا یہ فرماکے داخل بارگاہ ہوے مگر کاؤس جو لشکر مین آیا سیدھا اپنی بارگاہ مین گیا اکیلا جاکے بیٹھا کسی سردار کے آنے کا حکم نہین کہ عیار اُسکا طاؤس بہیک و پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سردارون نے بیان کیا کہ آقا اکیلے بیٹھے ہین کسی کے آنے کا حکم نہین طاؤس نے آواز دی ای پہلوان دوران مین حاضر ہون کاؤس نے بلا لیا طاؤس نے دیکھا کہ کاؤس آنکھون مین اپنی آنسو بھرے ہوے سرنگون بیٹھا ہی طاؤس نے پوچھا ای آقاے نامدار کیا ملال ہی کیا خیال ہی کاؤس نے کہا ای یار وفادار ؛ ای عیار طرار مجھے عجب صدمۂ عظیم گذرا اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ مجھکو شراب پلاتا مگر اسنے مجھکو تنگ کردیا کل فن مین مجھپر غالب آیا اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجھکو زیر کرلیتا مین نے اپنی جان بچائی اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہین بجوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین چرالاؤن قید کرکے قتل کیجیے اسکے لشکر مین کوئی اس لائق نہین ہی کہ آپ کا ہم نبرد ہو یہ سنکر کاؤس خوش ہوگیا کہا ای یار وفادار اگر تو اسکو چرا لاوے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جاے طبل جنگی لشکر مین بجواوے اور تو جاکر عیاری کر طاؤس نے اُسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بانہاے عیاری لگاکر طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ شاگرد شبرنگ نے آکر خبر دی کہ کاؤس نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر نے پکار کر شبرنگ سے کہا ای یار وفادار ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ نقاش ازل نے و کاتب قسمت نے مقوم پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آتی ہی بفائدہ حیرانی ہی طبل جنگی بجواکر نور الدہر اُٹھے خاصہ نوش کرکے آرام فرمایا شبرنگ طلاوے پر انتظام کرتا پھرتا ہی مگر طاؤس پھرتا ہوا پشت بارگاہ نور الدہر پہونچا آکر اُسنے سراچہ چاک کیا حجاب کر دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی شمع ہاے مومی و کافوری روشن شاہزادہ چھپر کھٹ پر آرام کر رہا ہی طاؤس اندر بارگاہ کے آیا چادرہ کمر سے کھولا ایک سرا پاؤن سے دبایا اور ایک سرا ہاتھ سے تھاما چادرے کو جنبش دیا کہ شمع ہاے مومی و کافوری لہراکر گل ہوگئین ایک شمع روشن رکھی چھپرکھٹ کے قریب پلنگ کے آیا آتے ہی کانٹے سے دو شاہ ہما پلکے مین دارو سے بیہوشی رکھکر برابر دماغ کے

لگا دی دماغ میں جو بیہوشی پہونچی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سیجند کاٹ کے
اُسی چادر میں شاہزادے کا پشتارہ باندھا اُسی طرح شاہزادے کو لے نکلا یہ تو پشتارہ
لیے جاتا ہی مگر مہتر شبرنگ طلایہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا ساتھیوں سے کہا یارو خدا
خیر کرے کاؤس عاجز ہو گیا ہی طاؤس سہک رو اُسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
اسوقت بیوقت دل دھڑکا میں اپنے آقا کی خبر لون شاگردون کو طلائے پر چھوڑا آپ وہان سے
چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے پہونچا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہین جب قریب آیا پردہ اُٹھا کے
اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا بیترہ عیار کا معلوم ہوا شبرنگ سمجھ گیا
کہ طاؤس لیگیا یہ دیکھکر گھبرایا تلاش مین طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو سنئے
میدان بکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار مکار پشتارہ لیے جاتا ہی
بیقرار ہوا دوڑکر چاہتا ہی پاس پہونچون مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر مین اپنے داخل ہو گیا
طاؤس جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شبرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
طاؤس بارگاہ مین کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار مین رہا ہر مرتبہ یہی کہتا کہ
یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہی کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا خیر یار رو باہ طاؤس نے کہا آپکے اقبال سے خیر ہے میں
مین نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کہکے پشتارہ ڈالدیا کاؤس نے کہا ہوشیار کر
طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر ہی اُٹھتے ہی
آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آیا آہنگر نے کئی سو من کی قید جسم پر نورالدہر کے آراستہ
کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا سمجھ کسی نے
قید کیا بل کرکے اُٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامرد ہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیر زال سے
بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوتے تو تجھ پر طعن کرتے اب تیرے دربار مین کوئی ایسا ہو کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر بٹھا دے تو ہم جانین کاؤس نے ان باتون کا جواب
نہ دیا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ اس زباندراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلاد جلادکا پلہ ہوا

دیکھا ایک پردے سے جلاد باخنجر برہنہ پکارتا نکلا ای پہلوان دوران مین اسکو قتل کرون اور مہلت دے تو آپ کو بھی قتل کرون کسی سے ہلا مینا نہ جاتا کاؤس نے پکار کر کہا او جلاد جلد اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہی اپنی جرات پر ہسکتا رہی جلاد نے نورالدہر کا ہاتھ پکڑا کہا ارے جوان بیٹھ جا تجھکو رہا کردن اوروں کو قتل کرون تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے آگئے ہین ہر ایک کا قول ہی جلدی قتل کرو نورالدہر حیران حیرلن چہار جانب سے دیکھتے ہین کبھی بیتاب ہوکر پکارتے ہین ای خالق بے نیاز داور رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے عجب مکر کیا ہی سواے تیرے کون معین و مددگار ہی تو چارہ پر مددگار ہی تیری صفت کیا بیان ہوسکتی ہی نظم

بدر آمد آن گل رنگین جگرزار	بجنبش شد فدا ہر بلبل زار	گہے از برگ شد ظاہر گہ از بار
گہے از گل عیان گشتہ گہ از خار	گہے از نور شد روشن گہ از نار	نمایان شد گہ از مور و گہ از مار
بیک جانب مسلمان مرد دیندار	بیکسو برہمن پوشیدہ زنار	گہے مستانہ گشت و گاہ ہشیار
گہے در خواب غفلت گاہ بیدار	گہے برق و گہے ابر گہربار	گہے مہر و گہے ماہ پر انوار

ز ہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

کاؤس نے پکار کر آواز دی او جلاد جلد قتل کر جلاد نے نورالدہر سے آنکھ ملائی اشارہ کیا کہ سنبھل کے بیٹھے اب نورالدہر کے ہوش درست ہوے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا خبر رنگ نے خنجر مارا نورالدہر کے ہاتھ اٹھا دیا ہتکڑی کٹی نورالدہر نے سمٹ کر بیڑی کو توڑ ڈالا کاؤس نے پکار کر آواز دی اے پہلوانو اسکے عیار نے رہا کردیا ایک پہلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدہر کے تلوار مارے نورالدہر نے وہی بیڑی کھینچ کر ماری کہ اس پہلوان کا سر پھٹا نورالدہر نے تلوار اسکی چھین لی خبر رنگ نے فتیلہ آتشبازی مارے اندھیرا ہوگیا نورالدہر نے ستون بارگاہ کا تھام کے بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہراکر گری نورالدہر و خبر رنگ باہر نکلے نورالدہر کے ہمراہی جو اترے ہوے تھے وہ بھی اپنے آقا کی آواز سنکر آپڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے قریب آکر نورالدہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر کا سر کسیقدر زخمی ہوا نورالدہر نے زخمی ہوکر خبر دار خبر دار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہوکر بھاگا

افسر کا پاؤں اٹھا تو کل فوج کے پاؤں اٹھ گئے کاؤس گینڈے کو اڑا کر دور جا کے ایک
نخل کے سایے میں کھڑا ہوا نور الدہر نے میمنہ و میسرہ کو پامال کیا لڑتے ہوئے نور الدہر
جاتے ہیں کاؤس کھڑا ہوا زخم باندھ رہا ہے فوج کو دیکھتا ہے سب بھاگے ہوئے چلے آتے
ہیں ہر چند ترغیب دیتا ہے علم ہائے فوج سرنگون اہل فوج کے کلیجے خون سیکڑون سر
کٹ کٹ کے گر رہے ہیں دریائے خون کی طغیانی کافرون کی حیرانی و پریشانی نور الدہر کے
ساتھ فوج بہت کم ہے مگر شیر دشت نبرد ہیں کافرون کے سامنے یاجوج کی گرد ہیں جو مونھ کیا
سوار پیدل بھاگے ملازمان نور الدہر بلوہ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں مقابلہ نور الدہر سے
کافرون کے قلب تھراتے ہیں کہ وہ پہلوان گینڈا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا
اب جو انکی فوج والے آئے اسپ بیہوش بھی ہو چکا یا تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ آیا
جھکر لڑ رہے ہیں غیرت سے کفار زمین میں گڑ رہے ہیں۔ کاؤس پکار رہا ہے کہ اے خداوند
ہفت پیکر میں تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر صہیب جادو کو جو بچہ اٹھا لیگیا تھا بجا کر ساتھ
تصویر سنگی کے ڈالدیا تھا تصویر سے آواز آئی اے بندۂ خاص الخاص کیا رنگ ہے صہیب نے
پکار کر آواز دی یا خداوند یہ فقیر کون تھا خرد منڈا بنارس کا گنڈا اسکی دھونی میں کیا تھا کہ
میں بیہوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی اے بندہ میں قدرت یہاں سے دیکھ رہے تھے
فوراً قدرت نے آواز دی بچہ تجھکو اٹھالایا تیری دستگیری کی صہیب چلا کر اٹھا کہا یا خداوند
جہان وہ جوان ملیگا اسقدر گولے مارونگا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
نور الدہر نے کاؤس کو شکست دی صحرائے ہول خیز میں لڑ رہا ہے کاؤس کو بچانا نور الدہر
کا سر کاٹ لینا صہیب فوراً طرف صحرائے ہول خیز کے روانہ ہوا اسوقت ہو چکا کہ کاؤس کی
فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہے کہ بھاگ کر اپنے بیشے میں جاؤں یوں جان
بچاؤں نور الدہر سب کے آگے لڑتے ہوئے آتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ یا شغل او
نبیرۂ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا پہلوان ایسا گھبرایا یوں شکست
کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا میں ہوں صہیب ابلق سوار یہ کہکے صہیب نے ایک گولہ
مارا یا تو نور الدہر گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ صہیب نے مارا ساتھ والے نورالدہر کے پا بہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہیں اُٹھاتے بعض کے مرکب بدلگامیان کرتے ہیں سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں پیدل منہ کے بل زمین پر گرتے ہیں اُٹھ نہیں سکتے تلوارین قبضے سے نکل گئیں سپرین پشت سے گرین صہیب ہر چند اشارہ کرتا ہو کہ او طاؤس ان سبکو مارلے بالکل بیکار ہیں مگر کاوس ایسا خائف ہو کہ گینڈے کو نہیں بڑھاتا صہیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریف کو قتل کرلو اب مسلمان بالکل بیکار ہیں لاکھ لاکھ آواز دیتا ہو کافر ایسے ڈرے ہیں کہ نہیں بڑھتے صہیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ او نامردو اب مسلمانون کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو ہاتھ باؤن بیکار کردیے زمین پر شل مردون کے پڑے ہیں تمھارے گھوڑے تمھارے قبضے میں ہیں انکے مرکب پابہ گل جب اسطرح صہیب نے کہا تب کافر گھوڑون کو درست کرکے بڑے تلوارین چمکاتے ہوے چلے جو راہ میں مل گیا اُسکو ہاتھ تلوار کا ماردیا سوار کے پاس جو پہونچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سر کٹ کے گرا سوار کو بھی مار لیا صد ہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہوے کہ ہم جو ہم کرتے ہیں وہ حریف نہیں کرسکتے لیکن اہل اسلام بیتاب و بے قرار پکار رہے ہیں اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم دشمنون کے ہاتھ سے بچالے اس بلا سے نجات دے نظم

ہرچہ نازان است انسان ضعیف — ہرچہ طاقت ہست سرکش این کثیف
نیست امید بقا در زندگے — چون لب سر مرگ است استادہ حریف
گل مشو رخصت ز صحن بوستان — چون بیاید ناگہان فصل خریف
ناتوانان را حق ابخشد دوان — حق بہ بخشد تاب و طاقت با ضعیف
این غزل ہندی چہ خوش کردی تم — زانکہ بُد مطبوع خاطر این ردیف

یہ تو سب دعائیں مانگ رہے ہیں ملازمان کاؤس آمادہ بدعت مگر حال سیماب تحریر کرتا ہو کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیماب نے بیقرار ہوکر پوچھا کہ شاہزادے پر کیا گذری گوہر نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کرکے صہیب کو بیہوش کیا تھا اُسکو تو پنجہ آصف لگیا تھا عیار و سردار تنے ہونگے سیماب تو عاشق جان ہے رات بھر انتظار میں بیٹھی رہی

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہی یاد مین شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی **نظم**

خنجر قاتل پہ رکھدون گا گلا
غم کے غم پیتا رہا ہون ساقیا
آن پہونچا وعدۂ دیداریار
یون قضا آئی رضینا بالقضا
عشق بازی مین کیا نقصان دل
ہستی فانی بڑا دھوکا دیا
کھولدے زنجیر مجھ دیوانے کی
بے مروت خود غرض نا آشنا

جی چلا بیٹھونگا ہون مین منچلا
کشتگان عشق سب گلگا دے
مژدہ باد ای عاشقان باوفا
بار الفت بھی اٹھا کر دیکھ لون
مفت کھو بیٹھے یہ لعل بے بہا
چشم بد دور آج دیکھا آنکھ سے
ای پری تجھ پر بھی شاید جن چڑھا
دل چلو تم ہر کس و ناکس سے رند

ایک دو ساغر کہ پیکے نشہ کیا
ای جزاک اللہ قاتل مرحبا
کشتۂ فرقت کیا تقدیر نے
رہ گیا دل مین دل کا ولولہ
مار ڈالا بے شہائی تونے مری
شہرہ سنتے تھے جمال یار کا
نام کیا کیا آپنے رکھوائے ہین
کیجیے جو وقت ہو سو قصنا

اسی حسرت مین گریبان سحر چاک ہوا گوہر نے کہا شاید صحرا مین ٹھہر گئے ہونگے سیماب نے
کہا ای گوہر ہمارے دل کی تمکو کیا خبر ہی جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تیار
کرکے اُسپر سوار کرلائی ہو تمین اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تمنے کیون قبول کیا تمام دُنیا
اُنکی دشمن سیکڑون پہلوان ہزار ہا ساحر اپنے زمانے کے سامری و جمشید ہین حد اُکی
قدرت ہی کہ خود ایک حرف سحر کا نہین جانتے اور ساحر کشی کرتے ہین مین تلاش مین اُس
گوہر بے بہا کے صاحبقرانی کے نکلتی ہون گوہر نے کہا ای ملکۂ عالم ہمارا تمہارا جانا ہرگز صلاح
نہین ہفت پیکر اپنی آنکھون سے دیکھ گیا سیماب نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ
کرینگے یا مارے جائین اس کشاکش سے تو مہلت پائین یہ کالی رات کس مصیبت مین
کٹی ہی ہمین امید نہ تھی کہ روے سحر فراق دیکھین گے دیکھو سارے باغ پر کیسی اُداسی ہی
پھول مُرجھائے ہوے غنچے دہن بستہ بلبلین سر پیٹ رہی ہین میرے دل کو کیونکر آرام آئے
ہفت پیکر اُنکا دشمن ہو رہا ہی حبیب کو تنہا پا کر لیگیا وہ ضرور فتور برپا کریگا بڑا چلا ساحر
ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہ کہکے سیماب اُٹھی گوہر نے کہا مین بھی ساتھ چلون سیماب نے
کہا بوا تمکو اختیار ہی میرا دل تو آرام نہین لیتا مین جنگل جنگل ڈھونڈھو نگی یہ کہکے سیماب نے
پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی عقب مین گوہر جادو صحراؤن کو دیکھتی ہوئی جسطرف دیکھا کہ

صحرا سے سبزہ زار ہی وہان ٹھہر جاتی ہو جب صورت زیبا نہین نظر آئی تو گھبرا کر آگے بڑھتی ہی
آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اُتری کہ کان مین آواز آئی کوئی بلک بلک کے رو رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین کوئی کریم کہتا ہی کوئی رحیم کہکے پکارتا ہی کوئی
سمیع و علیم کو یاد کرتا ہی ایک طرف سے آواز آتی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے صدقے
کیا مسلمانون کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہین اب بالکل بیکار ہین پہلے ہمکو قتل کرتے تھے
اب ہمنے بدلہ اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہی ارے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدا سے نادیدہ سے
دعا مین مانگتا ہی سیماب یہ آوازین سنکر بیقرار ہوگئی اُس صدا کی طرف چلی آسمان پر آکے دیکھا
کہ نور الدہر ایک سرکپ پر خاموش کھڑے ہین تلوار نیام انتقام مین جبر نگ بن عمرو رکاب
سے لپٹا ہوا قدمون کو بوسے دیتا ہی کبھی عرض کرتا ہی اے آقاے نامدار وای ہو کہ قدر شناس
کاش کے غلام نابینا پیدا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی مین نہ دیکھتا خدا آپکا حافظ و نگہبان ہی
پیدا کرنے والے کا سراسر احسان ہی اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچا لے
وہ بندہ نواز چارہ ساز احکم الحاکمین رب العالمین ہی اُسکے نزدیک سب آسان ہی اور سارا لشکر
مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہی صدہا کے سر کٹے پڑے ہین بعض رو رہے ہین بعض بلک بلک
کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہین صہیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی
کئی مرتبہ صہیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھکر نور الدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
نہ دیا جب تو صہیب نے جھولی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھکر نور الدہر کی جانب پھینکا گولہ
مثل شعلہ جوالہ چلا سیماب دیکھکر بیتاب ہوگئی سب حال تو آنکھون سے دیکھ چکی ہی گولہ جب
قریب نور الدہر پہونچا سیماب نے بیتابی و بیقراری کو اپنی ظاہر کرکے گولے پر تجلی مار دی اور
نعرہ کیا منم سیماب جادو گولہ آتش پلٹا قریب صہیب کے پہونچا صہیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
دفع کیا سیماب اور صہیب سے آپس مین سحر چلنے لگا سیماب صہیب کے سحر کو دفع بھی کرتی ہی اور
اہل اسلام پر سے سحر بھی اُتارتی جاتی ہی اکثر سوار اپنے اپنے مقام سے اُٹھکے مصروف جنگ
ہوئے نور الدہر جو مبہوت تھے سیماب پر بجلی چل رہی تھی ہا دل تو سیماب بہ زیادہ حیران تھی
کہ دیکھے صف شکن کی تلوار نیام مین کیون ہی بس یہ خدا کرے کاش اپنے خون مین رنگین کر کے

سیماب نے نور الدہر پر پھینکے تب نورالدہر کے جسم میں طاقت آئی اسپ خوشخرام طرارے
بھرنے لگا نورالدہر نے تلوار کھینچی صفون مین دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یارو وہ تلوار کھینچ گئی
مگر سیماب ناچار ہو رہی ہی ہر مرتبہ مہیب وہ سحر کرتا ہی کہ سیماب غش آ جاتی ہی ڈر ہی کہ ای سیماب
کشتہ نہوں بڑی یہ تدبیر ہی جان بچانا اکسیر ہی کئی زخم مہیب نے سیماب پر لگائے مگر سیماب سینہ
سینہ سپر کیے کھڑی ہی سامنے سے ہٹتی نہیں جو سحر مہیب نے کیا سیماب دفع کرتی ہی مگر کانپ کانپ
جاتی ہی دل سے کہہ رہی ہی کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو مین اسکو مار لیتی نورالدہر کے سر بہ
خود نہ زرہ در بر برہنہ شاہزادہ کھڑا الرہا ہی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا کو مار ڈالا
چلے جاتے ہیں اپنے کو کاؤس تک پہونچاؤں اہل فوج کاؤس جان دیتے ہیں نورالدہر کو بڑھنے
نہیں دیتے سیماب اشارے کرتی ہی کہ ابھی آپ کے جسم میں طاقت نہیں ہی مگر نورالدہر آمادہ
ہیں کہ جا کر کاؤس کو ماروں قضاے کار گوہر جادو پیچھے سے عقب میں سیماب کے
چلی تھی اسوقت آکر پہونچی دیکھا کہ سیماب کے سر سے خون بہہ رہا ہی مگر مقابلے سے مہیب کے
نہیں ہٹتی گوہر نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم کیا تدبیر کروں سیماب نے کہا ای گوہر ایک
چشم زدن کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گوہر نے بڑھکر کان سے گوہر کلان نکالا اسپر
اسم سحر پڑھا طرف مہیب کے پھینکا مہیب نے دیکھا ایک شعلۂ جوالہ میری جانب سے آتا ہی دو ڈنگ
دیکھا اسے روکنے لگا ذرا جو مہیب کی نگاہ پلٹی سیماب نے کارد سحر جھولی سے نکالی اسپر اپنا افسون
ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کر سینۂ پرکینہ پر کارد پھینک ماری مہیب طرف سحر گوہر کے متوجہ تھا
چاہتا تھا سوئی سی آبرو بچاؤں کارد جا کر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کے پار گذری ایک آندھی سیاہ
اٹھی سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من مہیب جادو بود بر عمل
بچا رہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہی ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے
مارا گیا ادھر سیماب و گوہر سحر کرتی ہوئیں طرف کفار کے چلیں نورالدہر نے گھوڑا بڑھا کر سیماب
کا ہاتھ تھام لیا کہا ای سیماب ہمارے قاعدے کے بالکل خلاف ہی کہ غیر ساحر پر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
لینگے سیماب نے منہ پھیر لیا کہا ای شہریار کفار نے جو سراسر خلاف کیا کہ ساحر کو آپکے سامنے کر دیا
صدہا بندگان خدا ہلاک ہوے آپکے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے سے

بڑھا نہ سکا مہیب نے جب گولہ مارا تو مین دیکھ رہی تھی آخر مین نے بیتاب ہوکر اپنے کو ظاہر کردیا
ورنہ وہ سحر مین مجھسے زیادہ تھا مخفی ہوکر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بیقرار تھا یہی مناسب جانا
گوہر یہین وقت پہ آئی مین نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے مین کاٹی آپ اب بھی روکتے ہین
چاہتی ہون کہ ایک سحر مین ان سب کو مٹا دون وہ آگ برساؤن کہ ان ناریون کو جلا کر خاک
کردون نورالدہر نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدہر نے دی چپ بیٹھی
ہوئی سیماب ہٹی نورالدہر بلوہ کرکے جا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہمراہی مین
نورالدہر کی شریک ہوے اپنے ساتھ والون سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
کوئی صورت بچنے کی نہین گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہا اے شیر بیشۂ جرأت مین
آپ سے نہین لڑ سکتا چاہتا ہون ہمراہ رہون نورالدہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا
اب کاؤس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام مین کرو خدمت مین آکر
حاضر ہو لیسے افسر کسکو ملتے ہین سب نے تلوار روکی آکر خدمت مین حاضر ہوے طاؤس ہاتھ سے
خبر رنگ کے مارا گیا بچیس ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استادہ تھی لیکر نورالدہر
کو اسی بارگاہ مین آیا نورالدہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پہ چلو فوج لیکر قلعے پر آکے فروکش ہوے
قصد ہو کہ طرف طلسم کے کوچ کرین سیماب کہتی ہے اے شہریار مین رہبری کرونگی گوہر کہتی ہے
اگر آپ کوچ کرین تو مین نا بلوح آپ کو پہونچا دون شاید لوح حاصل ہو نورالدہر سے صلح کر رہی
ہین کہ خبر رنگ دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ یہان سے قریب ایک ملک ہے کہ اس کا نام قلعہ
سیاہ پوشان کہتے ہین وہان کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے براے مقابلہ خود
آتا ہے کاؤس نے کہا اے شہریار مین ایک مرتبہ اسکے قلعے پر لشکر کشی کرکے گیا تھا مین نے اسکو
زخمی کیا ہے بھاگ کر قلعہ مین چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خندقین آگے قلعے کے کھدی ہوئی
ہین سیماب نے کہا اے شہریار کنیز کو ضرور ساتھ لیجیے نورالدہر نے کہا تم اور گوہر قلعے مین رہو
سیماب رونے لگی کہا اے شہریار میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کہکے دل کو سمجھاؤن دل کی

عجب کیفیت ہے نظم

ماہرو دلبر ہوا ہے آن کر ہمخانہ آج — غیرت بیج قمر میرا بنا کاشانہ آج

ہے منور شمع روے یار سے کاشانہ آج | پر جلین آئے اگر اس بزم مین پروانہ آج
اب نہین روکے سے رکتا وہ کسی کے دی بجا | طوق و زنجیرین تڑاتا ہے ترا دیوانہ آج
آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا | وہ بت کافر ہوا ہے ساقی میخانہ آج
شمع رو دلدار سے کہتا ہے مجکو سوز دل | تخلیہ ہے کہدو باہر ہی رہے پروانہ آج
کسکا یہ رتبہ ہے اے ساقی زہے میرے نصیب | آپ بھر کر یار نے مجکو دیا پیمانہ آج
رشک آیا عندلیبان چمن کو مجھ پہ ناز | باغ مین لپٹا جو مین اس گل سے گستاخانہ آج

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہونا بہتر نہین تم قلعے مین رہو شکیل سیماب و گوہر کو قلعے مین چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلے کاؤس بیشہ نشین بعہدۂ سپہ سالاری ساتھ ہے تین کوس قلعے سے آگے بڑھکر لشکر اتارا تیسرے دن صحرا سے گرد اڑی دیکھا بہمن تخت پر سوار کئی سو پہلوان پاپیادے تخت سے لپٹے ہوے پشت پر ساٹھ ہزار کا لشکر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے بڑے زور و شور سے بہمن آکر پہونچا اترتے وقت اسنے ساتھ والون سے کہا نور الدہر کون شخص ہے کہ یہان بڑھکر مقابلے کو آیا ہے مین سمجھا تھا قلعہ بند کرکے لڑے گا مگر کاؤس کے بھروسے پر آیا ہے کاؤس بیشہ حسن پرست ہے صورت زیبا دیکھکر عاشق ہوگیا ہوگا ایک زمانے مین کاؤس مجھپر چڑھ کر آیا تھا مین بیمار تھا زخمی ہوا قلعے مین جاکر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کرون کچھ قریے وغیرہ لوٹکر کاؤس چلا گیا اسی کے گھمنڈ پر نبیرۂ حمزہ آیا ہے فنون سپاہ گری مین عاجز کردونگا کاؤس کی کیا حقیقت ہے اور نبیرۂ حمزہ کو سنتا ہے کہ ایک معشوق وضع ہے چاہتا ہون کہ جاکر بارگاہ نور الدہر کو دیکھون ساتھ والون نے کہا حضور یہ عہدۂ سفارت جائین اور نبیرۂ حمزہ سے استقبال لیکر نامے پر زر نثار کرائین حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کرو ما بدولت خود ایلچی بنکر جائینگے بارگاہ بھی اسکی دیکھ لین کاؤس کو بہت حیران کرونگا میر منشی نامہ تیار کرکے لایا بہمن نے نامے کو دو بلغے سے باندھا سو پہلوان دو سو ملازم سوار و پیدل ہمراہ لیے کمال سج دھج سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہان نور الدہر بیٹھے تھے کہ شبرنگ نے خبر دی بہمن برسم سفارت آتا ہے لشکر مین بدعت کر رہا ہے نور الدہر نے کاؤس کو حکم دیا

کو استقبال کرکے لاؤ ایلچی کے فر و فرت مین کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان ساتھ لیکر برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدہر نے سمجھا دیا ہی ورنہ کاؤس بڑا آتش شعلہ مزاج ہی اُدھر سے بہمن آتا تھا وسط لشکر مین کاؤس سے سامنا پڑا صاحب سلامت ہوئی بہمن نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آپکے استقبال کو آیا ہون بہمن سمجھا کہ نورالدہر مجھسے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اب پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے خوب سمجھا دیا ہی ورنہ تمھاری یہ مجال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر مین پیدل ہی چلونگا لیکن ایک عہد کرلو کہ جب میدان مین آنا مجھی کو بلانا اس سرکشی کا مزا دکھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے نامدار ہی سوائے خاطر کے اور کچھ نہین کرسکتا مگر میدان مین حال کھلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس مین جو تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال تمکو ہوگا وہ خیال خام ہی دل سے دور رکھو اُس زمانے مین مین بیمار تھا اسوجہ سے تمھارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی مین خود چاہتا ہون کہ سر میدان حال جرأت کھلے دب دب کے جو کاؤس باتین کرتا ہی بہمن کو اور غرور بڑھتا جاتا ہی کاؤس بہمن کو ساتھ لیکے بارگاہ نورالدہر مین آیا جان جان آراسے نورالدہر کو دیکھکر بہمن دنگ ہوگیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلوین دنگل کا کاؤس بیٹھا تھا اُسپر بہمن بیٹھا سو پہلوان اُسکے دنگلون پر کرسیون پر بیٹھے نورالدہر نے اشارہ کیا ساقی بہمن نے جام سامنے کیا نورالدہر نے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا تو بہمن کو یقین کامل ہوگیا کہ یہ جوان خوشامدی باتین کرتا ہی مجھکو تسخیر کررہا ہی ضرور اطاعت کریگا استقبال وغیرہ بھولا نامہ سر سے کھولکے ہاتھ مین نورالدہر کے دیا نورالدہر نے اُسکو پڑھا بعد تعریف ہفت پیکر کے لکھا تھا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار کرکے لے جاؤنگا اس اقلیم مین مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ تو تجھپر بخوبی ثابت ہوا کہ کاؤس تم پر عاشق ہی اسی وجہ سے اطاعت کی مین اپنے قلعے کا بادشاہ کرونگا نورالدہر نے نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہمکو سر میدان زیر کرنا تو سوال اطاعت کرنا کیا بیہودہ لکھا ہی اب تم بہ رسم سفارت آئے ہو جواب سخت دینا ہمکو مناسب نہین

جاکر طبل جنگی بجواؤ میدان مین آکر مقابلہ کرو بعد زیر وزبر سوال اطاعت وغیر اطاعت کا اختیار ہی غرور کو دماغ مین جگہ نہ دو یہ کہکے گائنون کو اشارہ کیا ایک گائن شوخ وشنگ سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کسطرح سے وصف خدا مشکبو کرین ۔۔۔ گل کرین گلاب سے تب گفتگو کرین
کرلین وضو شراب سے سبون جانا ۔۔۔ ہم بادہ کش جو بیعت دست سبو کرین
منصف وہ ہین ہمارا اگر اختیار ہو ۔۔۔ بلبل کا زخم دل رگ گل سے رفو کرین
مضمون اس کمر کے نکالے نئے نئے ۔۔۔ عنقا کو باندھ لائین جو ہم جستجو کرین
سودائی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب ۔۔۔ حیران مثال آئنہ آئینہ رو کرین
اُس گل کی بوے زلف سے تازہ دماغ ہو ۔۔۔ عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ بو کرین
جیتے ہین ایک شاہ مسیحا کی یاد مین ۔۔۔ مرمے جواب ہین جو ابھی گفتگو کرین
ہر شاخ مثل شمع لگی جلنے باغ مین ۔۔۔ گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ خو کرین
وہ مست ہون جو میکدے مین جا جاؤں مین ۔۔۔ تعظیم سرو قد مری اُٹھکر سبو کرین

نورالدہر نے دھوم سے جشن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہمن بھول گیا دل مین کہتا ہی کہ یہ جوان مجھسے دبا زیر تو مین اسکو کرونگا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پہر دن رہے نورالدہر سے بہمن رخصت ہوا نورالدہر تا دربارگاہ اسکو پہونچانے آئے بہمن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا راہ مین پہلوانون سے کہتا ہی یارو تم مطلب اس جوان کا سمجھے نہایت محبت سے پیش آیا مجھے بھی تو وعدۂ سلطنت کیا اور حقیقت مین اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر منچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہین حضور کا رعب و دبدبہ ایسا ہی کہ اسکو دیکھکر دنگ ہوگیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھکر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہا یا کیونکہ خوش ہو آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا سپاہ سالار بہمن نہایت خوش اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو مژدہ دیا کہ سردارون مین سوائے کاؤس کے اور کوئی پہلوان نہین ہی کل اُسکو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو زیر کرونگا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہرکارے جو بعہدۂ جاسوسی لگے ہوئے تھے خبرین لیکر سامنے
نورالدہر کے آئے بعد دعا عرض کی کہ بہمن حضور کی ملاقات سے بہت خوش گیا ہے اپنے مقام پہ
کہہ رہا ہے کل کاؤس کو زیر کرونگا دوسرے دن نورالدہر کو اور بہمن نے طبل جنگی بجوا دیا
نورالدہر نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا لشکر مین تیاریان ہونے لگین آلات حرب وضرب درست ہو رہے ہین جس وقت کہ
شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاحش کھائی طرف قلعۂ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زرین پوش
بہ جوش وخروش تخت زبرجدی پہ مع فوج ضیا و شعاع جلوہ فرما ہوا فوجین سیاہان مین
آئین صفین جمین کاؤس آگے بڑھا دو رکابے مرکب پر جھوم رہا ہے جب فوجین جم چکین
نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا بہمن سیاہ قبا نے گینڈا صف سے نکالا
میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان وای زیردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم بہمن سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدہر
کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
بڑھایا نورالدہر کی تعریفین کرتا ہوا کاؤس جبقہ نشین سامنے بہمن کے آیا بہمن نے
کہا ای پہلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھکو بہ فنون سپہ گری
زیر کیا بہمن نے کہا مجھے یقین نہین آتا کہ تجھ ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
زیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کروگے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے
ماہر ہین ایسے ایسے اُنکے سردار ہین کہ میری کیا حقیقت ہے مثل ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب
ساطور گران صف شکن و صفدر طماس بن عنقویل دیو پرور زرنا شجان و یحیٰ خان ایسے
ایسے کئی سو سردار ہین سب صاحبقران کے ساتھ ہین یہ یکہ و تنہا اسطرف آئے یہ لشکر
اب جمع کیا ہے ای بہمن مجھے بھی یہی غرور تھا کہ ہاتھ پاؤن توڑ کے رکھدونگا لیکن جب مقابلہ
پڑا کچھ بھی نہو سکا بہمن باتون پر کاؤس کی ہنستا ہے بہمن نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
ہو کاؤس نے کہا مین حربہ نکرونگا جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تب مین بھی حربہ
کرونگا یہ سنکر بہمن نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں شکر نگراں ہیں ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا نخچیر اچھا مارا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھلّایا قبضے پر سیف کے ہاتھ ڈالا کہ اے کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہے مگر یہ تلوار وہ ہے کہ جسکا وار رکتا نہیں اگر پہاڑ پر ماروں تا بہ بیخ کاٹوں کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا کاؤس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہونچا کاؤس نے سپر کو گردش دی صاف پر آ سیب سپر تلوار کو رد کیا بازو بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈال دیا بہمن نے گریبان کاؤس کا تھا ا دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی بہمن نے کہا کہ اے کاؤس ہلپشتہ نشین اب کیونکر بچیگا کہ نوبت کشتی کی آئی کاؤس نے کہا اے بہمن میں کیا تجھسے پایہ کم رکھتا ہوں غرور تیرے دماغ میں بہت ہے نہیں معلوم کیا سمجھا ہے کیا تو ہی سپاہی ہے جسنے یہ فن خوب حاصل کیا ہے دونوں میں کشتی ہو رہی ہے لشکر والے تعریفیں کر رہے ہیں نور الدہر اپنے مقام پر فرما رہے ہیں کہ کاؤس بڑے مزے سے لڑ رہا ہے کسی مقام پر کمی نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہے یقین ہے کاؤس غالب آئے دو پہر ایک طور پر کشتی ہوئی دو پہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈھے کاؤس کے تھامے ریل کر لے دوڑا سات قدم پیچھے ہٹکر کاؤس آیا وہاں پر آکے کاؤس کو غصہ آیا ۔ ا دوہیں قدم سے پلٹا کہا اے بہمن اب ہماری باری ہے بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیجاؤنگا بہمن نے اپنی طرف زور کیا اوس کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھائے وہاں پر موشخانہ تھا دونوں پاؤں کاؤس کے موشخانہ پر پڑے گھٹنوں تک اتر گیا بہمن نے ہلہ مارا کہ کاؤس کا کولہ اتر ا اس صدمے سے بیہوش ہو گیا بہمن گرا کہ کاؤس کی مشکیں باندھ لوں نور الدہر نے ہر چند للکارا کہ او دقابو پرست کیا کرتا ہے مگر بہمن لیگیا نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا ہمکو دمبدم کی خبر پہونچانا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہے شبرنگ نے شاگردوں کو مقرر کیا کہ دمبدم کی خبر پہونچانا نور الدہر پلٹے مگر نہایت رنجیدہ بہمن نے بارگاہ میں آکے کاؤس کو مسلسل کیا پہلوانوں سے کہا اسکا کولہ بٹھاؤ صبح کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار میں بیٹھا سُرخ لباس پہنے ہوے کہا کاؤس کو لاؤ

مالک قید خانہ سر زنجیر کاؤس کو تھام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے مین کانپ رہا ہی جیسے ہی
دربار مین بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا اے کاؤس ابھی تک
بلبلا تا نہین گیا اگر میری اطاعت نہ کروگے فوراً قتل کرونگا آج لباس شیخ پہنکر آیا ہون کاؤس
نے کہا او نامرد مکر سے گرفتار کیا اسپر ناز کرتا ہو بہمن کے ہاتھ مین جام شراب تھا پھینک دیا ذرہ دشراب
کاؤس پر پھینکا قطرہ ذرد کا جو کاؤس پر پڑا شعلۂ غضب کا نون سینہ مین مشتعل ہوا غصے
مین آکر جھٹکا مارا ہتھکڑی ٹوٹی طوق بھی توڑا بہمن نے کہا اسکو مارو ایک پہلوان سے اشارہ کیا
اُس نے اُٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی ماردی کہ پہلوان کا سر پھٹا تلوار اُسکی
کاؤس نے اُٹھالی بہمن نے آواز دی ارے اس کو گرفتار کرو سو پہلوان جو اُسکی صحبت مین
بیٹھے تھے تلوارین لیکر اُٹھے کاؤس لڑنے لگا کئی پہلوان مار کر ڈالدیے بہمن غل مچارہا ہی
کہ ارے اسکو گرفتار کرو کاؤس کہتا ہو تم آکے گرفتار کرو انمین کوئی میرے لائق نہین ہے
شاگردان خبر رنگ برلب خبر حاضر تھے طرف لشکر نور الدہر کے بھاگے یہان صبح کا وقت ہی
نور الدہر بارگاہ مین بیٹھے فرماتے ہین نہین معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری کہ شاگردان
خبر رنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
بہمن مین لڑ رہا ہی ہزارہا ملازمان بہمن بارگاہ مین جمع ہوگئے ہین مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہین
ڈال سکتا فرمایا اے خبر رنگ مرکب ہمارا تیار کرو ملازم مرکب تیار کرکے لائے نور الدہر سوار ہو
مع خبر رنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے اُس وقت پہونچے کہ کاؤس لڑتا ہوا بیرون بارگاہ
آیا ہی دور سے دیکھا کہ بیچ مین ہزارون جوانون کے کاؤس شمشیر زنی کر رہا ہی کسیکا حوصلہ نہین
پڑتا کہ کاؤس پر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے گرد اُسکے
لاشے پڑے ہوے تڑپ رہے ہین بہمن گھوڑے پر سوار اپنے پہلوانون کو ترغیب دے رہا ہی
کہتا ہی یارو تم اتنے ہو ایک شخص کو گرفتار نہین کرسکتے جھپٹ جھپٹ کے پہلوان جاتے ہین
ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہین بعض دور سے لپٹا لپٹا کر رہے ہین بخوف جان قریب
نہین جاتے غل وشور کر رہے ہین کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو للکارتا ہی کہ سامنے آ دیکھ تو کیا
رنگ ہوتا ہی نور الدہر نے یہ معرکہ دیکھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کرکے آواز دی اے بزدل

نہ گھبرانا میں آ پہونچا کاؤس نے جو نور الدہر کو دیکھا چمک چمک کر لڑنے لگا کئی پہلوان
بڑھ کر مارے نور الدہر نے تعریف کی کاؤس نے اُس ہنگامے مین پکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت
کا باعث ہے کہ یہ جرأت حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہین آتا دور سے
لینا لینا کر رہا ہے نور الدہر مصروف جنگ ہوئے لڑتے بڑھتے طرف بہمن کے چلے جب کئی قدم
نور الدہر نے للکارا تو بہمن کو بھی غیرت آئی مقابلہ مین نور الدہر کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر مارا جو ب کے
جو تیغۂ خارہ شگاف گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹتا ہوا ابرو تک تیغہ
پہونچا بہمن نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکالا چادر خون کی چہرے پر پڑی اور پہلوان بیچ مین آ گئے
بہمن خون پونچھتا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نور الدہر نے اُسی مقام پر مارے لڑتے ہوئے
قریب کاؤس کے پہونچے زخم جو کاؤس نے کھائے کوڑے کے اُکڑنے کا صدمہ بھی آنکھین بند
کئے جھوم رہا تھا نور الدہر نے آکر ہاتھ تھاما فرمایا اے برادر ہوشیار ہو سنبھلو کہ فوج نور الدہر بھی
آ گئی بہمن نے ساتھ والون سے کہا اب نکل چلو لڑائی بگڑ گئی اب قلعہ مین زخم کو صحت دیکر پھر
آؤنگا ساتھ والون نے بہمن کو ہوادار پر بٹھاؤ اور طرف قلعۂ سیاہ پوشان کے بھاگے
نور الدہر نے دو تین کوس تک پیچھا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب اُنھون نے گھوڑے
بگٹٹ بھگائے تب نور الدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نور الدہر نے یہ کہکے روکا
کہ اے برادر اب اُسکے تعاقب مین نہ جاؤ کل اسکے قلعہ پر لشکر کشی کرینگے اے کاؤس مجھے اس
ملعون نے بڑا رنج دیا تمکو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سیما کاؤس کو سمجھاتے
ہوئے پلٹے بارگاہون پر بہمن کی قبضہ کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے یہ ہرکارون نے خبر سیماب
کو پہونچائی شب کو آ کر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ مین چلیے نور الدہر نے فرمایا اب ہم
کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیماب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش مین
ڈالیے آپ کو ابھی طلسم ہفت پیکر پر جانا ہے بھاگے جھگڑے آپ اپنے ذمے لیجیے پھر یہ
عرض کی کنیز کو بڑا تردد ہے دل کی یہ کیفیت رہتی ہے نظم

کٹ گئی عمر غم و رنج مین بیچارون کی
پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتارون کی

مرتے ہین بنگئی ہی جان پہ بیچارونکی — خوب لی تمنے خبر اپنے گرفتارون کی

شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر — آنکھین سینکا کیے ہم آنچ پہ انگارونکی

نقد جان تک تو خریدونگا تجھے اوبیٹ — بھیڑ ہونے دے ذرا بھیڑ خریدارونکی

بدمزاجی مرض عشق کے باعث ہے نہین — تندرستی مین بھی خو تھی ترے بیمارونکی

زلفین سرکا کے دکھادو جو ذرا عارض صاف — قلعی کھل جائے ابھی آئنہ رخسارونکی

ڈالدی پیپ کلیجون مین غم فرقت نے — غور کرتے ہو تو کرلو جگر افگارون کی

یارب اعمال کی اپنے ہمین ہوجائے سزا — حشر پر رکھیو نہ تعزیر گنہگارون کی

رنا رکھتا نہین کچھ حال تمھارا کیا ہی — زرد سے ہوگئے ہو شکل ہی بیمارون کی

نور الدہر نے سیماب کو سمجھایا فرمایا کہ اے ملکہ عالم ہم ان دربندون پر قبضہ کرینگے عمر نامدار ہمارے
بحکم لوح مین آئے ہونگے ان مقامون پر انکو رہنے دے کہ بخیر و عافیت تا بہ مقام لوح پہونچین چہارون
پہاڑ فتح ہون اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین جائے ہم لشکر کشی کرین جاکے اسکو طلسم مین
گھیرین آخر سیماب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوے طرف قلعہ سیاہ پوشان کے
کوچ کیا منزلین طے کرکے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ مین آکے پہونچا علاج اپنا کرنے لگا
بہمن کو تیسرے دن خبر پہونچی کہ نورالدہر اس قلعے کی طرف آتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
گھبرا گیا سامنے والون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو قلعہ بند کرکے بیٹھون مصاحبون نے کہا
اس قلعے کو سر سواری وہ فتح کرلیگا ان لوگون کا یہ بھی دستور ہی کہ جو ارادہ کیا اُس کو پورا کیا
دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہین جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹینگے جیسا کاؤس نے
کیا کہ تمنے قلعہ بند کرلیا وہ پلٹ گیا یہ نہ پلٹینگے قلعے کو گھیرے رہینگے مصاحب یہ باتین
کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز پا مجمع سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیون تردد کرتے ہین
غلام جاتا ہی گرفتار کرکے اُنکو لاتا ہی قتل کرنے کا آپکو اختیار ہی بہمن نے کہا اے الماس اگر یہ کام
تو کرے تو گویا ملک بچالیا مجھے بڑا اندیشہ ہوا اسکی جرأت و شوکت آنکھون کے نیچے پھرتی ہی اکیلا
لشکر مین گھس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاؤس کا اُسکو بڑا پاس تھا رفیق پہ و جری بہادر تھا
زور و طاقت ملک ملک لیا تھا مگر میرا دل نہین چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کرون الماس

اُسی وقت بانہلاے عیاری لگاکر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان نورالدہر
کو جو تھی منزل تھی ایک صحرا مین آ کے اُترے ہین کاؤس نے بارگاہ استادکرائی لشکر اُترا
نورالدہر شام سے خاصہ نوش کرکے جا کے سوئے مگر الماس پہررات گئے لشکر نورالدہر مین
پہونچا لوگون سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہان ہی پشت بارگاہ نورالدہر پر آیا ایک گوشے
مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا پہررات رہے عُمرہ نقب کا بارگاہ نورالدہر مین تھوڑا سر نکال کے
دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہی دوشالہ چہرے پر پڑا ہی الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے
قریب چھپرکھٹ آیا کانٹے سے دوشالہ اُٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہی کفچہ مین دارو بے
بیہوشی کو رکھ کر پھونکا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشتارہ باندھا نقب سے کود کر لے بھاگا
نقب کو جو کر کے لشکر سے نکلا میدان بکر اجست کرتا ہوا قلعے مین آیا بہمن رات بھر جاگا تھا کہ
اب الماس آتا ہوگا اتنے مین الماس آکر پہونچا پشتارہ اسنے ڈالدیا کہا لیجیے یہ گنہگار حاضر ہی
آہنگر کو بلاکر مسلسل کرلیا تب نورالدہر کو ہوشیار کرایا نورالدہر نے جو ہاتھ ہلایا غل زنجیر مین
غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھین کھول کر دربار کفرمدار کو دیکھا فرمایا او بہمن یہ مکاری
عیار کو بھیجکر گرفتار کرا منگایا جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر بہمن چاہتا ہی حکم قتل کا دون کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہی ایک خندق کے پاس پہونچ چکا
ہی اب دونون خندقون کو فرآیا چاہتا ہی بہمن یہ خبر سُنکر حیران ہوگیا رفیقون سے کہا اب
کیا کرون سب نے کہا اس جوان کو کنگان بالاے قلعہ لیجایئے زیر تیغ بٹھا دیجیے اور
کاؤس سے پکار کر کہیے اگر تو قریب پھاٹک آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل
ہونا نورالدہر کا گوارا نکریگا فوراً پلٹ جائیگا یہ بات بہمن کو پسند آئی نورالدہر کو بالاے
قلعہ لایا دیکھا کاؤس مع فوج ظفر موج ایک خندق فراچکا ہی دوسری کو فرانا چاہتا ہی بہمن
نے پکار کر آواز دی اے کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیغ کھینچ کر سرپہ نورالدہر کے آیا جب تو کاؤس
شیون کرنے لگا کہا مین پلٹا جاتا ہون آقا کو نستاؤ نورالدہر نے پکار کر کہا نہین کہ اے
کاؤس تم مشقت کر کے آئے ہوا اپنے کو نہ روکو مجکو قتل ہوجانے دو کاؤس نے کہا غلام
کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کرے پھر پکار کر آواز دی اے بہمن اگر آقا کا ایک

سوے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بباد فنا اُڑا دونگا ایک ذی حیات کو قلعے مین زندہ نہ چھوڑونگا تجھکو آکر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب بہمن نورالدہر کو لیکے قلعے مین آیا رفیقون سے کہا یہ بڑی مشکل ہی جب تک کاؤس کی تدبیر نہو تب تک اس جوان کو قتل نہین کرسکتا یہ کہکے حکم دیا نورالدہر کو قید کرو ایک مکان مین لیجاکے نورالدہر کو قید کیا کاؤس کا یہ دستور ہی کہ روز صبح کو گینڈا اُڑا کر قریب قلعے کے آتا ہی جب بہمن نورالدہر کو زیر تیغ بٹھاتا ہی تب پلٹ جاتا ہی حیران ہی کہ کیا کرون قضاے کار تیسرے دن جو کاؤس جلوہ کرکے آیا قریب قلعے کے پہونچا بہمن نے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدہر کو وہان نہ پایا سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہوگیا یہان کاؤس خندقون کو طی کرتا ہوا برابر پھاٹک کے پہونچا چاہتا ہی پھاٹک توڑے بہمن نے کہا اے الماس تیز پا کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنہگار کو بشکل نورالدہر بناؤ زیر تیغ بٹھاؤ آخر بہمن نے یہی کیا اور ایک شخص کو بصورت نورالدہر بنایا کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہہ گیا کہ اے بہمن تم کسکی میری ہاتھ سے قضا ہی کہان جاؤگے جسدن غافل ہوے فوراً قلعے مین گھس آؤنگا پہلے تجھکو قتل کرونگا بہمن خاموش ہو رہا نورالدہر پہ معرکہ یہ گذرا کہ جب قلعے مین ہلڑ ہوا کہ نورالدہر کو الماس تیز پا گرفتار کر لایا بہمن کی ایک بیٹی ہی کہ اسکا شیرین عذار نام ہی اُسنے کہا مین بھی جاکر دیکھون مسلمان کس وضع کے ہوتے ہین کوٹھے پہ آئی اُسوقت نورالدہر وبہمن سے کلام ہو رہا تھا اُسکی نگاہ جو جمال نورالدہر پہ پڑی بیتاب ہوگئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل مین آئی آخر دریافت کیا کہ فلان مکان مین نورالدہر کو قید کیا ہی کئی راتین تڑپ تڑپ کے کاٹین کنیزون سے حال کہا کنیزین سمجھاتی تھین شیرین عذار کہتی تھی کیونکر دل کو سمجھاؤن کیونکر خاموش رہون دل کی تو عجب کیفیت ہی اور یہ صورت ہی

نظم

خون گرفتہ کوئی جینے سے ذبون نزار ہو — شاہ رگ پھڑکے اگر زیر زبان خنجری تلوار ہو
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفتہ — تو ہی اے ساقی بتا وہ مست کیا ہشیار ہو
کس مین ہی تیرے سوا عاجز نوازی کی صفت — کون ہی مشکل مین جو بندے کا اپنے یار ہو
قید کفر و دین سے ہین آزاد ہم زندان عشق — دونون یکسان ہین ہمین سبحہ ہو یا زنار ہو

پاس اظہار محبت بھی ہو انسان کو ضرور
یا جسم دل مین ہو لیکن لب پہ استغفار ہو

مصر مین چلے مقابل تمکو یوسف کے کہین
گنہگار جیسے زلیخا سے سر بازار ہو

تیغ ابرو پر ترے کیونکر گلا کاٹے نہ تند
کیا کرے اسکے سوا انسان جب ناچار ہو

تیسرے دن ملکہ بہت بیقرار تھین کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملکہ کو اس حال
پر ملال مین پایا دریافت کیا کہ خیر تو ہے وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال
بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا ناز ہے ایک مکان مین آیا کہ وہ خالی پڑا تھا وہان سے نقب
لگائی نور الدہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے پہونچایا نور الدہر بھی خیریت غدار کو دیکھکر مائل ہوئے
سفاک روز خبرین پہونچاتا ہے کہ سردار آتب کا روز بلوہ کرکے قریب قلعے کے آتا ہے بہمن نے
یہ مکر کیا ہے کہ ایک گنہگار کو اپنی شکل بنا رکھا ہے اُسی کو دکھاتا ہے کاؤس پلٹ جاتا ہے نور الدہر
نے کہا اے سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر پہونچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل
ہے مگر مین بادشاہ سے جاکر کہتا ہون کہ اگر آپکا حکم ہو تو مین کاؤس کو پکڑ لاؤن اس حیلے
سے جاؤن اپنے تئین پاس کاؤس کے پہونچاؤن نور الدہر نے کہا اُدھر سے کاؤس آوے
اور باغ سے مین نکل پڑون ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار آپ دیکھئے ایسا نہو کہ دشمن گرفتار
ہو جائیں سب آپکے دشمن ہو رہے ہین نور الدہر نے کہا اے سفاک تم جاؤ جاکر بادشاہ سے
عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تدبیر ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن چلا لیکن بڑا تردد ہے کہ ایسا
نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے کہ اسنے نور الدہر کو چرایا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا
سفاک تو خدمت مین بادشاہ کی آیا الماس جو نور الدہر کو چرا کے لایا تھا تلاش نور الدہر
مین پھر رہا ہے جی مین کہتا ہے ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لیگیا کیونکر تلاش کرون
بادشاہ کے سامنے جاکر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو مین کاؤس کو
پکڑ لاؤن بادشاہ خوش ہو گیا کہا اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لاوے تو دولت دنیا سے نہال
کر دونگا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نور الدہر کو کوئی قید خانے سے چرا لیگیا اُسکا پتہ نہین ملتا اے
سفاک تو تلاش کر عرض کی پہلے مین کاؤس کو گرفتار کر لاؤن تو اُسکو بھی تلاش کر دونگا
بادشاہ نے حکم دیا کھڑکی پھاٹک کی کھولدو سفاک باہر جائیگا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر لائے تو پھاٹک کھولدیا فوج داون سے مجکو کیا خوف ہے دم بھر مین سبکو پامال کر ڈالونگا سفاک تو اُس طرف چلا الماس پھرتا پھراتا طرف باغ ملکہ کے آیا گانے کی جو آواز سنی کہ کوئی گائن یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا | زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
شب گھٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا | رک گئین آ مین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیرے ای صنم | تیرے حق مین التفات انگبین بھی سم ہوا
درد دل زخم جگر کو اُن سے ایذا تھی مگر | ترک صحبت جسنے کی آخر کو اُسکا غم ہوا
زخم پڑ کر کھل گئے سینون پر اہل بزم کے | تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم | کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

الماس نے جو گانے کی آواز سنی کان اُسکے کھڑے ہوے پہلوے باغ پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا دیکھا نور الدہر پہلو مین شیرین عذار کے بیٹھے ہین اور سفاک نقب زن کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر اُسنے جاکر کاوس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے مین قیامت ہو گی مین ضرور نکلونگا بڑی نامردی ہے کہ سردار تو ہمارا پھاٹک توڑ کر آئے اور ہم نہ ہوئین ملکہ رو رہی ہین کہتی ہین ای شہریار مین آپ کو نہ جانے دونگی ہر متنفس آپکا دشمن ہے ہمین کو آپ سے بڑی کد ہے نور الدہر کہتے ہین مین ضرور جاؤنگا ملکہ دامن پکڑے ہوے فرما رہی ہین کہ ای شہریار مجھکو ساتھ لے چلئے مین بھی اپنی جان دونگی مجھسے صبر ہو گا دل اپنے قابو مین نہین ہے۔ نظم

ناز ہے غمزہ ہے یا اعجاز ہے | سحر ہے افسون ہے یا انداز ہے
وہ ہو آئینہ بے مشق ناز ہے | چشم بد دور اب تو اور انداز ہے
کیا کرون اظہار سر عشق کا | عاشق و معشوق کا پردا ز ہے
ہین پھڑکتے تو گرفتار قفس | توڑتی بے حسرت پرواز ہے
ظلم ہے چھیڑین نہ سازندے بھی ساز | کیا مزاج دشمنان ناساز ہے
فتنہ برپا وہ کرین گے صبح و شام | گر یہی شوق خرام ناز ہے
مر بھی جاؤن تو نہ پوچھو جو کون بات | واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے

گو گھلا دے یا جلا دے شل شمع
ہجے دیکھا رفتار تیرے یار کو

سوز سے بے یار ہم کو ساز ہے
سرو سا قد اک بہت طناز ہے

الماس نے یہ سب باتین سنین جی مین کتا ہو اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر مین لیکر دشمن
کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے مین ہنگامہ ہوگا دیوار سے اُتر کر جا کر بادشاہ کو خبر کرون رات ہی
کو اس جوان کو مارلین اور اُس دماندار کو بھی قتل کرین لیکن یہ جوان اکیلا نکلنے پر ضد کر رہا ہی
دیکھیے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر درشاہی پر آیا محلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن نے
پوچھا ای الماس کیا ہی کہا حضور بڑا غضب ہوا ہمارا آستین گرگ بغل پیدا ہوا صاحبزادی
آپ کی قید خانے سے نورالدہر کو لیگئین پہلو مین لیے بیٹھی ہین سفاک لقب زن کی ذات
سے سارے فساد برپا ہوے نورالدہر کو قید خانے سے چھڑا کر لیگیا اب کا ڈس کو خبر کرنے
گیا ہو رات ہی کو چلکر نورالدہر کو مار لیجیے یہ سُنکر بہمن بہت جھلایا کہا مین خود چلتا ہون
چلکر نورالدہر کو قتل کرونگا سب کنیزون کو مٹاؤنگا اس گیسو بریدہ کو سر بازار لا کر قتل کرونگا
اُسکی زندگی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہی یہ کہکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج
ساتھ لیکر چلا پہر رات باقی ہی نورالدہر مسند پر بیٹھے ہین پہلو مین شہرین عذار کہ چند کنیزین
دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ہوشیار ہوجیے کسی نے خبر پہونچادی باغ سارا گھر گیا
بہمن خود آیا ہی کنیزین پیٹنے لگین نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ نے کہا صاحب مین
کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھرا ہوا ہی نورالدہر نے ملکہ سے دامن چھڑایا فرمایا ای ملکہ عالم
بڑی مشکل کی بات ہی سب بیچارا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہین یہ نہ سوچا کہ
وہان بیٹی ہی یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اُسکو خیال نہین تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے
کہ وہ بیچارا اندر گھس آئین باہر نکل کر روکین گے یہ کہکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اُسپر
سوار ہوے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہی ارے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی
توڑ ڈالونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرأت صاحب شوکت وشان نورالدہر
بن بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوے باغ سے باہر نکلے بہمن نورالدہر کو دیکھکر بھاگا
فوج والون کو آواز دی ہان یارو اسکو مارو تمام فوج نے نورالدہر پر بلوہ کیا نورالدہر نے

نعرہ کیا با شیر ای کافران سپاہ و ای نابکاران بد نہاد نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردانگی	کہ شاہانش جہان گیر و غلاف تیغش ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبتش	عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگرے — ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم + لقا را بیک دست بر داشتم + ظفر بر یلان عرب یافتم + بنوجوانان لقب یافتم + نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا افسر دن کو تاک تاک کر مارا ملکہ کوٹھے پر چڑھ آئین کنیزون سے کہا تیر مارو کنیزون نے کمانین سنبھالین تیر مارنے لگین جس خطا شعار پر تیر پڑا سہم کر گرا کافر حیران ہین کہ آسمانی آفت کہان سے آتی ہے کئی سو سوار گرے الماس نے سر اُٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھیے آپ کی صاحبزادی تیر مار رہی ہین بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیرو مین جا کر ملکہ کو پکڑون نصف فوج نے نور الدہر کو گھیرا نصف فوج سے تو نور الدہر مصروف جنگ ہین نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہے نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہے مگر نور الدہر ہمہ تن چشم بنے ہوے پشت و پہلو سے خبردار خیرانہ جنگ کر رہے ہین مگر کد و کاوش مین خود سر سے گر گیا سر برہنہ زلفین غلیلی ہوا سے اُڑ رہی ہین جنسے بوے مشک و عنبر آتی ہے ملکہ بیقرار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگین پکارتی ہین ای کارساز دو جہان بے نیاز اس آفت سے بچا لے نظم

حق ترا تاج شرف بخشید بر جن و طیور	سرفرازی داد بر جن و ملک غلمان و حور
یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو	دم غنیمت دان و ہر دم باش حاضر در حضور
گر تو باشی ہر زمان سرگرم در عجز و نیاز	حضرت مولے بحالت لطف فرماید ضرور
قاصر از خدمت مباش ای صاحب صدق و صفا	کن نہ اندر بندگی ای بندہ یکساعت قصور
بایدت اندر محبت آہ سرد و رنگ زرد	جان و دل از سوز باطن گرم مانند تنور
ہست دنیاے دلی دریاے ناپیدا کنار	تا توانی زود زین بحر تحیر کن عبور
تو ز عرفان تصفیہ باید دل ناصاف تو	حق نماید پردۂ خود بینی از چشم تو دور
حاضر و ناظر پس و پیشت خدا آید نظر	زیر و بالا نور ذات کبریا آید بظہور

نور الدہر بیس ہزار جوانون مین یکہ و تنہا لڑ رہے ہین بہمن بلوہ کیے ہوے طرف باغ کے آتا ہے

جب کنیزین تیر مارتی ہین سو دو سو کو گرا دیتی ہین بہمن نعرے کرتا ہوا آتا ہو او شوخ دیدہ
او گیسو بریدہ آکے باغ کو فتح کرتا ہون ایک ایک نخل کا توڑونگا دیوارین باغ کی گرا دونگا
کسیکو امان نہ دونگا اب کیا نور الدہر کو زندہ چھوڑونگا آکے ایک ایک کو شاد ونگا ملکہ نے
خود تیر و کمان ہاتھ مین لیا اور پکار کر آواز دی او خطا شعار اپنے کو تیر سے بچا تاک کر تیر مارا گینڈے
کی آنکھ پر پڑا گینڈے نے جست کی بہمن گینڈے سے گرا لوگون نے اُسکو اُٹھا لیا مگر ہٹ گئے
اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو لشکر نور الدہر مین
پہونچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ اُسنے ترک کیا ہو رات دن مسلح رہتا ہو کہ اُسنے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہو پکار کر آواز دی کون آتا ہو جواب دے ورنہ مین تیر مارتا ہون
سفاک نے آواز دی خیر خواہ دولت ہون تمھارے پاس آنا چاہتا ہون کاؤس بیشہ نشین
رُک گیا آگے بڑھکر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
بیان کیا کہ مین دختر بہمن کا عیار ہوں مین نور الدہر کو قیدخانے سے چرا کر لیگیا تمنے دو
تین دن دھوکہ کھایا ایک گنہگار کو نور الدہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پلٹ آئے
اب مین نے موجب صلاح شاہزادہ تمکو خبر کر دی کہ اب بیہودہ مکر کرے نہ رکنا جلد سوار ہو
رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالاے قلعہ لوگ کم ہین نہین معلوم قلعے مین کیا ہنگامہ ہو بادشاہ
سے مین نے اطلاع کی کہ مین کاؤس کو خبر لاؤن تب بادشاہ نے مجھکو حکم دیا مین اس حیلے
سے آیا کاؤس نے شبرنگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہ ای مہتر والا گو ہر اس عیار کی باتین سنو
کچھ عیاری نہ کرتا ہو شبرنگ نے سنکر کہا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا تردد ہو
شاید کوئی دراندازی کرے ای کاؤس جلد جلد کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز
دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز سنکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قاعدے
سے چلو قلعے سے توپ پڑے گی اپنے کو بچا کر قریب خندق پہونچاؤ مین تو سینہ سپر
جاتا ہون کاؤس نے گینڈا بڑھایا گمک ماردی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو
کاؤس کو آتے ہوے دیکھا غل مچا کر آواز دی کہ ای کاؤس آج کیا ہو جو رات کو
بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اوسی گنہگار کو بلوا کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا ای مکارو اب مین تمھارے فریب کو کب مانتا ہون مین تمھارے دام مکر مین گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو مین اب نہین منع کرتا تو قلعے والون نے تو مین مارین
کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کترا کے
پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینون خندقین
کاؤس فرایا برابر پھاٹک کے پہونچا ادھر تو کاؤس نے تیغہ مارا ساتھ والون نے گلّھاڑے
و خنجر مار کر پھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہی اہل قلعہ نے پھاٹک پر روکا کاؤس
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہی کئی سو جوان مار کر ڈالدیے اس گنہگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اٹھا یا وہ عین غین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لات ماری سفاک نے کہا
بھی کہ دیو افسر اعلیٰ ہی مکر کرتا تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے مین آیا دور سے دیکھا کہ آقا
گھبرائے ہوے ہین تیس ہزار مین اکیلے لڑ رہے ہین کاؤس بیتاب ہوگیا نعرہ کرکے طرف
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے خبر لو نورالدہر تنہا جو بے روک رہے تھے
جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکایک بلوہ ہوا دیکھا نورالدہر نے کہ کاؤس بیشتر تین
دریاے خون مین نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہی نورالدہر نے آواز دی ای یار وفادار
کیا کتنا خوب وقت پر پہونچے یہ کہکے بہمن کو للکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ مین زیر کرلا یا کاؤس جنگ مین شریک ہی نورالدہر لڑتے
بھڑتے تا بہمن پہونچے للکار کر مقابلہ مین جا پڑے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے
عرصے مین کاؤس نے فوج کو تہ و بالا کردیا کئی ہزار جوان بہمن کے قتل ہوے آخر مین
جو بہمن نے ہاتھ مارا نورالدہر نے بار وہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کی جھنگلی
دست حق پرست بڑھ کے کمر زنجیر مین ڈالا زور کیا خانۂ زین سے بہمن کو اٹھالیا گرد سر کے
چرخ دیا چاہا زمین پر مارون بہمن نے آواز دی الامان نورالدہر نے فرمایا امان بہ شرط
ایمان بہمن کلمہ پڑھ کے بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے اطاعت قبول کی
نورالدہر کی نورالدہر و کاؤس ہمراہ اُسکی بارگاہ مین آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیں نور الدہر نے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے نور الدہر ڈنگل پر آ کے بیٹھے بہمن نے وزیروں کو اشارہ کیا اُنھوں نے ترنج خوشبوئی سینے پر نور الدہر کے لگایا نور الدہر نہایت خوش ہوئے فرمایا ای بہمن ہمنے اس تقریب کو بدل و جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہین ہمین تا بہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے عم نامدار کی تلاش لوح مین ہین ہجشم ہمارا صحرائے نرگستان مین فروکش ہو سکا اسی سمت ارادہ ہو کہ سب طرف سے بلوہ کرین ہفت پیکران پہاڑون کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم ہفت پیکر مین جائے کوچ کا سامان تیار کرو اُدھر سے پلٹ کر عقب کرینگے فی الحال فرصت نہین ہی بہمن نے کہا غلام ہمراہ رکاب رہے گا نور الدہر نے قبول کیا کاؤس بیشہ نشین سپاہ سالار قرار پایا بہمن کو بادشاہ لشکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی نور الدہر قلعہ سیاہ پوشان پر بصد شوکت حشمت فروکش ہین وقت پہ ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران بعد چھوٹنے قید کے ایک صحرائے پر فضا مین فروکش ہین ارادہ ہی کہ اپنے گو تا بہ کوہ نیرنگ پہونچاؤن - باقی حالات متعلقہ داستان ہذا - ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی با تمیز
تو ہی سرو گلزار حسن و صفا
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی
تجھے اپنے جاہ و حشم کی قسم
یہ ساقی سے تسکین دی بر ملا
کہ صحبت کی ہی جس سے دلیل ...
کیا دختر رز نے آخر حجاب
کہ دیدار کی سب کو خواہش ہوئی
ترستی ہین کل مچھلیان نہر مین
کہ جام و سبو مجھکو ہوگا عزیز
تری میکدے مین جو آمد ہوئی
کہ ساقی کی آمد بہ رونق ہوئی
دکھادے جو چہرے کا تو اپنے
چلے ہم کہ دور مصفے جھلا
وہ جلسہ جسے آج تو خاستہ
کہ ڈالی ہی چہرے پہ اپنے نقاب
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک موج بھی ہی اسی لہر مین
تری چال بھاتی ہی ای مہ لقا
تو رندون کو جلسے کی بھی کدم ...
تجھے ساقیا جام جم کی قسم
کہ ہو قلب کو ایک فرحت سرور
نہو رند میخوار اس درجہ تنگ
کہ ہو رند مشرب نہ بر خاستہ
ہر اک بادہ کش کو یہ خواہش ہوئی
کہ ہو نہر کو بحر الفت کا جوش
قدموس ہون ساقی جم کے ساتھ

قدم اسکے ہوں اور رندوں کے ہاتھ
چھپاتی ہے منھ رند میخوار سے
کہ مشتاق ہیں تیرے سب بادہ نوش
ترے دور میں ساقی مہ لقا
بڑھاتے ہیں میخوار غم کے ہجوم
امیر جہان گیر والا تبار
ہوئے مکر سے کاذوں کے اسیر
انھیں کی رقم ہوتی ہے داستان

مگر دخت رز خوب بے باک ہے
کیا آہ محروم دیدار سے
نہال تمنا میں آوے ثمر
یہ رندوں نے دیکھا نیا ہے مزا
چل اے توسن کلک جادو رقم
کہ جن سے ہیں کفار سب ڈر رہا
سُنی جب علمشاہ نے یہ خبر
کہ حالات جراُت ہیں کرنا عیاں

جو دیکھا تو کیا جست و چالاک ہے
ذرا بزم میں ہمکو صورت دکھا
کہ ہو کشت امید پھر بارور
کیا منچیوں نے بھی آکے ہجوم
کہ سامان عیش و فرح ہیں بہم
ہوا جلسے اسلام رونق پذیر
پھر آیا پدر کو بصد کر و فر

چہرہ غازیان غزوات کلمرو روشنی

دبستان جام ۔۔ بوختی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین ۔ شعر مصنف راقمان کتاب عشق انگیز + می نگارند داستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رہائی زندان ملکہ ہفت پیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہے خواجہ سے صلاح کر رہے ہین کہ خواجہ اب یہ دریافت کرو کہ رستم کس مقام پر ہین تحفہ جات تو ماشاء اللہ اُس صاحب اقبال نے بارے لوح ملنے مین کیا دیر ہے قضائے کار ایسا ہوا آیا لندھور نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پُر آشوب ہین ایسا نہ ہو کہ جا کر کسی عجائب و غرائب مین مبتلا ہو لندھور نے عرض کی نیازمندون کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت مین آئیگا لندھور نے داراب عیار کو حکم دیا داراب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر مہیا کیا لندھور باہر آئے شبرنگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرا کے چلے فرہاد خان بلکضربی بھی ہمراہ ہے سبکو ساتھ لیکر صحرا مین آئے طبل بازگشتی پر چوب پڑی یکا یک طائر جھاڑیون سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اسقدر جانوران پرندہ شکار کیے کہ ارابے بھر گئے قضائے کار ایک تیہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ مین باز تھا اس تیہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جاکر تیہو کو گھیرا طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لے چلا لندھور نے مرکب مہمیز کیا ایک مقام پر باز نے تیہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب مہمیز کیے ہوئے اس مقام پر پہونچے دیکھا تیہو زمین پر پڑا ہے باز اُسکو نوچ رہا ہے

لندھور گھوڑے سے کود ے دیکھا ایک خیمہ استادہ ہو دروازے پر چند کنیزیں ماہ رخسار
ٹہل رہی ہیں جیسے کوئی کسیکا منتظر ہوتا ہو کہ خیمہ کا پردہ اٹھا برج خیمہ سے ایک آفتاب طالع
ہوا ایک نازنین مہ جبین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشہ دیکھنے لگی لندھور کی جو جمال
بے مثال پر نگاہ پڑی تیر مژگان تو دہ دل پر پڑے یارا ے صبر نرہا بے اختیار پکارا تھے
ای مہ جبین وای نازنین ایک نگاہ پھر اٹھا دے وہ مہ جبین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پڑ گیا کنیزیں
کہتی ہیں ای شخص تو کون ہو کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہو یہان سے اٹھ جا
بیٹھنے کا ارادہ نکرنا ملکہ ناہید مرصع پوش خفا ہو نگی لندھور نے ایک کنیز کو اشارے
سے اپنے قریب بلا یا کہا ای ماہ پیکر وای سمن بر میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں شاید دل
پہلو میں نہیں یہ پیغام میرا پہونچا دے

نظم

لڑ بھڑ کے تم اغیار سے مر کیوں نہیں جاتے — ای رند جو دل میں ہو وہ کر کیوں نہیں جاتے
اکتائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جاتے — ای غیرت حور رشک قمر کیوں نہیں جاتے
جراح مرے زخم جگر سیتے ہیں دن رات — ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جاتے
تھم جانے کی کیا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی — دن رات بہے دیدۂ تر کیوں نہیں جاتے
رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں — ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جاتے
کیوں خاک اڑاتے ہیں ہم اس رہ گذر کی — اس کوچے میں ہم خاک بسر کیوں نہیں جاتے
ہو یہ بھی کوئی زیست کہ مر دے سے پڑے ہیں — دھتکار ہو اس جینے پہ مر کیوں نہیں جاتے
ای عاشق بیدل کو خوشی رفتار اسی کی — دشمن مرے فی النار سقر کیوں نہیں جاتے

لندھور نے اس خواص سے کہا ہمارا پیغام اس مغرور تک پہونچا دو تمہارا احسان ہوگا
خواص نے جواب دیا کہ میں جاکر عرض کرتی ہوں جیسا وہان سے جواب ملے یہ کہکے خواص
اندر گئی نہیں معلوم وہان جاکر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھور سے کہا اندر چلیے
آپ کو یاد فرمایا ہو لندھور اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے یہ رعنائی وزیبائی اندر
خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہو مسند جواہر نگار آراستہ
گرد اسکے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہیں کنیزیں دست بستہ کھڑی ہیں مسند پر

وہ سرو ناز بصد انداز جلوہ فرما ہی کنیزین دست بستہ حاضر کوئی پھولون کی پنکھیا لیے
جھل رہی ہی اور کوئی اگالدان چاندی کا لیے کھڑی ہی کسی کے ہاتھ مین خاصدان گلوری
پیش کر رہی ہی اس مہ جبین نے خاصدان سے لیکر ایک گلوری کھائی پہلے غنچہ دہن وا کیا
اگال منھ کا جو اگالدان مین ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ یاقوت کے ٹکڑے اگالدان مین
ڈالدیے وہ گلوری کلے مین دبائی ہونٹھ پلے مسیحائی کرنے لگے لندھور جو سامنے آئے وہ
نازنین نہایت ادب سے برلے تعظیم لندھور اٹھی بائین جانب لندھور کو اشارہ کیا
لندھور بائین جانب آکے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہین وہ جمال بےمثال کہ لندھور
کی نگاہ نہین ہٹتی جب وہ نازنین مسکرا کر نگاہ اٹھا دیتی ہی برق گوہر دندان کی چمک دل پر
تاثیر کرتی ہی لندھور حیران جمال محو دیدار بیٹھے ہین لندھور ایسا بہادر کہ لقا کے پاس
جا کر سفارت کی تھی ان قیطولات پر لڑے قیطول سے لڑے مگر خائف نہین ہوے مگر وہ
رعب وہ دبدبہ حسن وجمال کا ہی کہ لندھور سرنگون بیٹھے ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین مگر حیا وشرم
محسن آواز دیتا ہی ادب سے رہنا ایسا نہو کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت
لندھور نے پیغام بھیجا تھا وہ سر بہ کھڑی ہوئی پھولون کی پنکھیا ہلا رہی ہی پھول اپنی رسائی
بخت پر ہنس رہے ہین کہ یہ سرو باغ حسن وجمال ماہ باکمال ہماری ہوا مین بیٹھی ہی ہم کو بڑا ناز
ہی ہنسنا آغاز ہی مسکرا رہے ہین رنگ اپنا دکھا رہے ہین لندھور نے اس خواص سے
اشارہ کیا اس خواص نے جھک کر سرگوشی کی کچھ کان مین کہا ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کیا
مضائقہ ہی مگر ان لوگون مین دستور عقد ہی مہر ادا کرین تو ہم راضی ہین لندھور نے کہا ہم
مہر ادا کرنے پر راضی ہین اس خواص نے کہا ملکۂ عالم فرماتی ہین کہ صاحبقران سے آپ کو
کیا توسل ہی لندھور نے کہا مین انکا جانشین ہون سپہ سالار دست راست مشہور ہون
فرزندان حمزہ مجھکو عم نامدار کہتے ہین کون ایسا شیر دلیر ہی کہ جو مجھکو بزرگی نہین مانتا خواص
نے کہا ملکۂ عالم مہر مین سر صاحبقران مانگتی ہین آپ کو منظور ہی لندھور نے فرمایا مین
بدل وجان قبول کرتا ہون پس اس مہ جبین نے جھک کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
پنجۂ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھور کے پیش کیا کہا ای دارائے ہند

یہ جام پختگی نسبت ہی لندھور نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام اُس محبوب پری چہرہ کے ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر بے اندیشۂ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہو گئین چہرہ گلنار ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہاتھ باندھ کر جواب دیا عہد مین فرق نہو گا جو کہا ہی وہی کرینگے اُس نازنین نے جواب دیا جائیے مہر لیکر آیئے عقد ہو جائے اب ہم اسی مقام پر فروکش رہینگے جسوقت لندھور نے جام پیا چند گائنین جو سامنے تھین اُنھون نے فوراً طبلہ بجایا صدائے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گانے لگین نظم

سرکشی عشق کی درگاہ مین منظور نہین — یان سلیمان کے لیے مرتبۂ مور نہین
عہد مین اپنے خوشی رکھتی ہی عنقا کا وجود — دل غمگین ہین بہت خاطر مسرور نہین
جو کسی روز کہا ہو جسے شب باش نہین — رہنس کے فرمانے لگے اپنا یہ دستور نہین
طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا — گوشۂ امن کوئی اور بجز گور نہین
زخم دل کا مین بہرکیف اُٹھاؤنگا مزا — ہی نمک پاس اگر مرہم کا فور نہین
چشم بد دور سراپا ہی وہ اک عالم نور — جلوۂ حسن جمال بہت مغرور نہین
چشم عاشق کی طرح بہتا ہی ہر زخم جگر — کون سا داغ ہی سینے کا جو ناسور نہین
جلوۂ دوست تو موجود ہی ہر شے مین [illegible] — آپ اندھا ہی تو آنکھون مین ترے نور نہین

اس طور سے گائن نے یہ غزل گائی کہ لندھور کا اور جوش بڑھا تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ مین رخصت ہوتا ہون اب جا کر مہر کی تدبیر کرون اُس مہ جبین نے کہا جلد جایئے اب سر صاحبقران لیکر آیئے لندھور باہر نکلے مرکب حاضر تھا اُسپر سوار ہوے چند خادم ساتھ تھے اُنھون نے راہ مین پوچھا ای دارائے ہند کیا معرکہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہین گئے لندھور نے کہا نسبت پختہ ہو گئی اب ادائے مہر کی فکر مین آیا ہون راہ مین اور پہلے قراول ملے اُن سب نے دیکھا کہ لندھور کے تیور پر بل پڑے ہین ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین اکڑتے ہوے چلے آتے ہین لشکر گاہ مین جو بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین آکر اُترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فرہاد خان یکضربی آیا لندھور نے کہا اے فرزند ہماری شادی ٹھہری ہے اُسنے مہر مین سر صاحبقران مانگا ہی لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران مین جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مین مدت سے خدمت مین رہا کبھی
کچھ آپ سے نہین طلب کیا اب ایک مہ جبین پر عاشق ہوا ہون اُسنے مجھکو بخوشی قبول کیا ہی
مگر مہر مین سر آپ کا مانگا ہی لہذا مہربانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمایئے ورنہ
فساد بڑھیگا فرہاد خان نے حیران ہوکر جواب دیا کیون قبلہ و کعبہ مقدمہ مین صاحبقران
کے آپنے اقرار کرلیا اور مین ایلچی ہوکر جاؤن صاحبقران کیا جواب دینگے کیا خوش ہونگے
کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر مہر مین قبول کرلیا لندھور نے
کہا او نالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہی ابھی تیرا سر کاٹ لونگا فرہاد خان نے بھی
قبضے پر ہاتھ رکھا کہا مین آپسے کیا پایہ کمی کار کھتا ہون آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
آپکے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہی اب موت زندگی آپکے ہاتھ ہی لندھور نے
تلوار کھینچی فرہاد خان اپنے مقام سے اُٹھا ہندی کچھ بیچ مین آگئے ہان ہان کرکے فرہاد خان
کو باہر لے آئے فرہاد دوسری بارگاہ مین آکر اُترا لندھور نے کہا پہلے اُس جوانا مرگ کو
مٹاؤنگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے فرہاد کو
خبر کی فرہاد نے بھی فوراً طبل جنگی بجوایا مگر داراب عیار یہ خبر لیکر طرف صاحبقران کے چلا
خدمت امیر مین آکر پہونچا مگر روتا ہوا امیر نے پوچھا ای داراب کیون اسقدر بد حواس
ہو گیا رنج پہونچا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرہاد سے مقابلہ ہی امیر نے
فرمایا تو کیون گھبراتا ہی مین وقت پر آؤنگا دونون مین مصالحہ کرادونگا داراب نے عرض
کی وہ حضور سے برسر فساد ہین امیر نے فرمایا تو جا مین اپنے بارہ مین کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
اُنکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہی تو مین سر حاضر کردونگا میرا جانشین قدیم خیرخواہ دولت
صاحب حشمت و شوکت مین کیا اُسکی بات سے انکار کرونگا جو اُسکی خوشی وہ میری مرضی
داراب نے کہا حضور وہ ہوش مین نہین ہین بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہین جسوقت
سے وہان سے جام پی کر آئے ہین اُسی کی یاد ہی ہم سب کی صورت سے بیزار ہین دیکھیے
کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھور اپنے ہوش مین نہین ہی عمرو نے کہا
آقاے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جاتا ہون اُس ملعونہ کو قتل کردون تب یہ بلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا یہ کہکے کہ مین ابھی جاتا ہون اُس ملعونہ کا سر لاتا ہون
عمرو نے منع کیا کہ ای فرزند جانے کا ارادہ نکر اُسکو ہفت پیکر نے بھیجا ہی کہ جاکر یہ فساد
برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو مین کل جاکر اُسکا طرز دیکھ لون مجھسے
داراب خبر کہکر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار رہا شیرون سے ذکر کرتے ہین کہ
یارو لندھور کو کیا ہوا کہ اُسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹھے سے آمادہ جنگ ہی مین صبح کو
جاکر دیکھون کہ کیا رنگ ہی نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہو کے طرف
لندھور کے چلے خواجہ ہمراہ ہین سردارون مین بہرام نے ساتھ دیا امیر کیکا جانا قبول
نکرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجیے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
بہ مجبوری بہرام ساتھ ہوئے یہان جانبین مین طبل جنگی بج چکے تھے صبح کو فرہاد و شان و
خروشان چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے گینڈے پر سوار میدان مین آیا
اُدھر لندھور میدان مین آئے فرہاد نے جو لندھور کو آتے ہوئے دیکھا دور سے سلام
کیا لندھور نے منھ پھیر لیا لندھور نے ہاتھی اپنا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی وہ
جوانمرگ کہان ہی میرے مقابلے مین آوے جب لندھور نے بہت لاف و گزاف کی
اور یہ کلمہ کہا کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہی تب فرہاد نے گینڈا بڑھایا سامنے آکر سلام
کیا لندھور نے کہا تو میرے مقابلے مین آیا ہی فرہاد نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا میری کیا مجال
کہ بندگان عالی سے مقابلہ کرون سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اگر میرے سر سے مطلب آپکا نکلے تو
مجھکو عذر نہین مگر آقا کا نام نہ لیجیے یہ غلام پر بہت شاق ہی لندھور نے کہا ای فرہاد اگر تجھکو
اپنی جرأت پر ناز ہی تو مین کیا تجھسے باہر ہون ایسا گرز مارون کہ مع گینڈے پیوند خاک کردون
فرہاد نے کہا بسم اللہ گرز اٹھائیے مین سر سامنے کردون بہ قوت تمام لگائیے کہ اگر آپکے دست
حق پرست سے مارا جاؤن میری نجات ہی اور اگر خدانخواستہ مجھسے کوئی بے ادبی ہوئی تو
دنیا و عقبی دونون بگڑی لندھور نے کہا اگر اسکا تجھکو خیال ہوتا تو مجھسے کیون بگڑتا
میرا حکم بجا لاکے خدمت مین حمزہ کی برسم ایلچی گری جاتا آپس مین یہ باتین ہو رہی تھین لندھور
نے چاہا تھا کہ نیزہ اٹھاؤن صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

پہونچے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جاکر لندھور کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نکرے ہرچند
کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھور اسی طرح کھڑے ہوے ہین سلام بھی صاحبقران
کو نکیا بہرام گھوڑے کو اڑاکر بیچ مین آئے چونکہ بہرام پرلے سردار ہین سب انکا پاس
کرتے ہین آتے ہی فرہاد کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حماقت ہو کہ باپ کے مقابلے مین کھڑے
ہو اور کلام کر رہے ہو اپنے لشکر پر جاؤ فرہاد نے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ ای عم نامدار
یہ حماقت مجھ سے بیوجہ نہین سرزد ہوئی آپ جو غور کرینگے تو نیازمند کو بُرا نکہین گے بہرام
نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرہاد خان گینڈے کو پھیر کر روانہ ہوگیا اب بہرام نے لندھور
کو سلام کیا لندھور نے نکھی سی آزادی بہرام نے کہا ای دارائے ہند مزاج کیسا ہی تمکو کچھ
ملک دسا پاتے ہین ہمنے سُنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوے اور شہر مین سر صاحبقران تو ل
کیا ای رستم زمان سر آقاے نامدار زن بازاری کے شہر مین لندھور نے تلوار کھینچی کہا ای
بہرام زبان کو بند کرو ورنہ تمھارا سر کاٹ لونگا بہرام نے کہا ای لندھور ہوش مین آ دم
صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی مانتے ہین جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہزن
ہوا گر تمنے امیر سے بُرائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کرینگے ایک زن بازاری فاحشہ
پہ ناز لندھور نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا ای لندھور مجھسے
بے ادبی نہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہین تو نے ادب و پاس سب کھو یا تیرے لیے بہُت
بُرا ہوگا جسوقت انکے فرزند سُنین گے تو تیرے قتل پر کمر باندھین گے اگر رستم کو خبر ہوئی
کہ لندھور نے ہمارے باپ کا سر شہر مین ایک زن بازاری کے سفر کیا ہو تو آفت برپا کرینگے
زن بازاری کے نام پہ لندھور بگڑا آواز دی او حبشی ابکی ہاتھ مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا بہرام
نے کہا ای لندھور ابکی ہاتھ لگاؤ تو لطف جراءت کھیلے مین بھی تیری رستمی دیکھ لون لندھور
نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چپارہ ہوگیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھاکر تلوار کھینچی اور
کہا کہ ای لندھور اب مین بھی اسواسطے ہاتھ لگاتا ہون کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جاے کہ
رفیقان صاحبقران تمسے کسی بات مین بند ہینگے یہ کہکے بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھور کا زخمی
ہوا کچھ ہندی بیچ مین آپڑے چندنے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے منت و خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے عذر کیا کہ ای دارا ے ہند صاحبقران سامنے سے دیکھ آئے
ہین ایسا نہو کہ تم پر آ پڑین لندھور نے جواب مین کہا کہ مین خود حمزہ کو سر میدان ڈھونڈھونگا اگر
مقابلہ نکرونگا تو سر کیونکر کاٹونگا آخر ہندی پھیر کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت مین امیر
کی آیا کہ فرہاد نے آکر ملاقات کی کہا ای آقاے نامدار آپ تشریف لیجائین مین لندھور
سے سمجھ لونگا امیر نے فرہاد کو بھی ساتھ لیا فرمایا کہ ای فرزند ساتھ چلو تم اس دیوانے
کے منھ نچڑھو اب جو پلشکر مین آیگا دیکھین کیا کرتا ہی صاحبقران بہرام و فرہاد کو
ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آئے لندھور جب خیمے مین آیا زخم دوزی کرائی داراب سے
کہا ہمارے لشکر والون کو خبر دو کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آ رہے ہم امیر پر
لشکر کشی کرینگے داراب نے جا کر لشکر لندھور مین خبر کی سب سردار لندھور کو برا کہنے
لگے کہتے تھے یارو معلوم ہوتا ہی وقت زوال لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہی جس دن امیر سے
مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر مین ہی تو امیر مالک اسم اعظم ہین مگر برا ہی
تو بھلا ہی تو ہمارا آقا ہی ہمین چلنا چاہیے سب تیار ہوے سب نے صلاح کر کے افریدون کی
کو خدمت مین صاحبقران کی بھیجا کہ ای آقاے نامدار ہم آپکے دل و جان سے تابعدار ہین مگر
اُسنے بلایا ہی ناچار جاتے ہین بروقت جنگ ہم آپکے شریک ہین افریدون نے آکر سب دربار
رو رو کر بیان کیا کہ غلامون کو انتہا کا قلق ہی مگر اُسکے بلانے پر مجبور جاتے ہین جسے یہ نہوگا کہ بوقت
جنگ اپنے بھائیون اہل اسلام کو قتل کرین لندھور پر سب ٹوٹ پڑینگے وہ شکست فاش
ہو کے ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو اُسنے ہم کو اسواسطے بلایا ہی کہ آپ پر لشکر کشی کرے
امیر نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجکو تم سے سب طرح کی امید ہو بسم اللہ اُسنے بلایا ہی
تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہی نولاکھ ہندی کھتا جی مسلح ہو کر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے یہان
لندھور اُترا ہوا تھا کہ خبر پہونچی لشکر آیا لندھور نے سبکو اس صحرا مین اُتارا کہا کل لشکر تیار رہے
مین حمزہ پر لشکر کشی کرونگا صبح کو لشکر لندھور نے تیار کیا آپ مست ہاتھی پر سوار ہوا نولاکھ
جان بازون کا لشکر لیکر چلا صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی کہ لندھور مع لشکر آتا ہی
امیر نے فرمایا آنے دو عمرو نے کہا ای آقاے نامدار اب غلام کو رخصت دیجیے ورنہ لندھور سے

عمرو

بڑی گذرے گی لندھور کو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی سب سردار کہہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھور
سے مقابلہ کرینگے امیر کو بڑا تردد ہی کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گذرے مقابلہ نکرنے میں
بڑی خرابی ہی اور مقابلہ کرنے میں بھی مشکل ہی شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے
امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے ملازمان لندھور
کی زبانی سن چکے ہیں اُسی صحرا کی طرف چلے صحرا میں جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہی نخل جلے
ہوے طایر آشیانوں سے نکل کے ہر نخل کے نیچے پڑے ہوے نہریں خشک پڑی ہیں خواجہ
اس صحرا ے ویران کو دیکھتے ہوے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا پانچ سات عورتیں
ٹہل رہی ہیں عمرو نے صورت اپنی انھیں کنیزوں کی سی بنائی انہیں جا ملا وہ کہ رہی ہیں کہ آج
دیر ہو گئی ملکہ ابھی تک تشریف نہیں لائیں معلوم ہوتا ہی آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے
انہیں سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہی ملکہ کا نہ ہونا بڑا باعث
خرابی ہو جلد چل کے دیکھیں فرما گئی تھیں کہ ہم قریب شام آئینگے یہ کہتی ہوئیں دس بارہ کنیزیں
اس مقام پر آئیں کہ جہاں خیمہ استادہ تھا عمرو نے دیکھا خالی خیمہ استادہ ہی روشنی بھی وہاں نہیں آخر
اُن سب نے کہا باغ سنبلستان میں چلو شاید وہاں تشریف رکھتی ہوں سب کنیزوں کے ساتھ
خواجہ بھی چلے چند نخل طی کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اور چند
کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں ان سب کو دیکھ کر اُن سب نے آواز دی ارے تم کیوں چلی آئیں
اُن سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُنہیں سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ
معلوم ہوئی کہ وہاں لندھور نے صاحبقران سے کہا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت
دشوار ہی لیکن بڑی سختی کریگا لندھور ہی ہاتھ سے سرداروں کے مارا جائے کہ امیر کو صدمہ پہونچے
مراد تو یہ ہی کہ ایسا صدمہ و ملال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نکر سکیں یہ مراد ملکہ عالم کی
ہی کنیزوں نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل
مقابلہ ہوگا یہ باتیں کرتی ہوئیں سب ایک جگہ جمع ہوئیں سب نے کہا اب ملکہ کے پاس
چلو خواجہ ساتھ ہیں کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قصد نہ کرینگی تو مشکل ہی کہ صاحبقران
کا سر لندھور کاٹ لیں سب سردار آمادۂ قتل لندھور ہونگے لندھور کی جان بچنا دشوار

ہوگئی غرضکہ سب باغ مین آئیں دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب پھول پھل لاجواب دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ مین آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین مہجبین بیٹھی ہی گرد گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کہ ایک گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

عشق بیخود ہو کرے پھر نہ خودی ہم میں رہے / یہ بھی معلوم نہو کون سے عالم میں رہے
رات بھر سینے سے آتی ہی صدائے شیون / چند ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہے
شوق ہی اسکو بھری بزم میں بننے کا اگر / دل ہمہ غم میں رہے دیدۂ پرنم میں رہے
شب کی انجمن کا سنو ہم نفسو مجھسے نہ حال / آپ نے پوچھ جو مری خاطر برہم میں رہے
رہکے دل زلف میں کام آئیگا کیا انکے جلال / خوب سینے کو ابھارے جو وہ محرم میں رہے

خواجہ نے کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بجا ہے سُری گائی ہو مین گا کے دو چار شعر سناؤن مسند نشین نے کہا ای رنگین ٹھہرو گلچین کو گانے دو خواجہ نے باجا بجایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے ہین کچھ مسافرون کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی ہو دیکھئے آپس مین کیا ہو کیون حضور جو آپ نے فرمایا ہی کہ سر صاحبقران لاؤ لندھور ہی کر گذرے گا مسند نشین نے کہا قتل ہونے مین صاحبقران کے ابھی دیر ہی جب تک وہ شریک نہو گا تب تک دہن پڑے گا دیکھو مین تدبیر کرتی ہون پھر نازنین مسند نشین نے دونون ہاتھ زمین پر مارے چلاکر آواز دی ای نیرنگ شعبدہ باز اپنی نیرنگیان دکھادے شعبدے کا رنگ جمادے صبح کو مقابلہ ہی ہمین تمھاری کارستانی دیکھنا ہی دیکھا ایک طائر نخل سے اُڑا اور چکا دے مارتا ہوا غائب ہوگیا یہان سردربار دارائے ہند کہ رہا ہی کہ کل حمزہ کو قتل کرونگا ایک ضرب گرز مین پیوند خاک کرونگا سر دارا کا جو بولیگا اُسکو بھی مٹاؤنگا خالی پلٹ کے میدان سے نہ آؤنگا ملک یاد کرتی ہونگی کہ یکایک آسمان پر سناٹا ہوا دربارگاہ سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے گرد سر لندھور چیخ مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھور کا جوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے ای لات و منات کل صبح کو مدعا میرا حاصل ہو کر صاحبقران سے مقابلہ پڑے تب اول کھلے سرداران ہندوستان کو بڑا تردد ہی کہ کل دیکھیے کیا گذرے لندھور کو انتشار ہی مگر صاحبقران بیقرار ہین یہان عمرو ملکہ سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا اور ای

طائر

طائر چکارے مارتا ہوا سامنے آیا مسند نشین نے پوچھا ای نیرنگ کہا کیا طائر مثل انسان گویا ہوا عرض کی جوش و خروش بڑھتا آیا اب صبح کو ضرور لندھور صاحبقران سے مقابلہ کریگا صبح کو حال معلوم ہوگا ہرکارے واسطے خبر کے مقرر ہین یہ باتین کرکے طائر اُڑ گیا مگر وہ نازنین مسند نشین چپ بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہین لائے انکا آنا مجبر شاق ہی دل صورت دیکھا کا مشتاق ہی کنیزین کہتی ہین حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیز جائین بلا کر انکو لائین بیان کرین کہ ملکہ آپکے واسطے پریشان ہین مسند نشین نے کہا تم لوگ کہان جاؤگے تھوڑی دیر انتظار کرکے مین خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزون نے کہا حضور یہ امر مشکل ہی آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالین ایسا نہو وہ ظالم عیار حمزہ آپکی تلاش مین چلے مسند نشین نے کہا میرا کیا کر سکتا ہی مجھے بھی اُسکے نام سے خوف ہی مگر جدھر آئیگا گرفتار ہو جائیگا خواجہ گھبرائے خاموش بیٹھے ہین کبھی باتین بناتے ہین کبھی حیران ہوتے ہین کہ یہ کسکے انتظار مین ہی اُسنے کیا انتظام کر رکھا ہی کہ جسپر یہ نازہی کہ عیار مجھ تک نہین آسکتا مین یہان تک آیا کوئی مجھسے متعرض نہین ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا بجلی زور و شور سے پانی برستا ہوا اولا برن اوجر گرتی ہوئین مسند نشین اُٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر بحالی آگئی کہا لو صاحب وہ آگئے سر باغ پردہ ابر پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پر تخت آرلتا ہوا آیا تخت اُتارا مسند نشین نے آواز دی کہ ای ظلمات کہان دیر لگائی ساحر نے جواب دیا ای ملکہ عالم مین لشکر حمزہ تک گیا تھا لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہی کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہاتھ سے لندھور کے نہ امان پائیگا لشکر حمزہ مین بڑا انتشار ہی یہ بھی مین نے ذکر سنا کہ عیار حمزہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مسند نشین نے کہا یہان تک تو نہین آیا نا جادو نے کہا عمرو ایسا طرار ہی کہ اُسکی فکر خالی نہین جاتی اُس کا ارادہ فوراً ہوتا ہی اور مین تو کتاب ہفت پیکر مین دیکھکر آیا ہون کہ تمھاری صحبت مین عمرو بیٹھا ہی دیکھو مین ابھی پکڑے لیتا ہون یہ کہکے پکار کر آواز دی ای طائر حیلہ گر جلد آؤ پہلو سے ایک طائر پیدا ہوا اجنبی خواجہ نے چاہا کہ صحبت سے نکل جاؤن ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہان سے نہ ہٹے وہ طائر گرد عمرو کے چرخ مارنے لگا عمرو کے چہرے کا رنگ و روغن اُڑ گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا عمرو نہ بول سکا ظلمات نے عمرو کو گرفتار کیا کہا کیون ملکہ آپ نے دیکھا مین نے اسوقت

باغ مین اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو چلون طائر آشیانون سے نکل کر چہکارنے لگے
مین فوراً سمجھ گیا کوئی افتاد ہی اب مین عمرو کو لیے جاتا ہون آپ انتظام بربادی صاحبقران
کیجیے کل صبح کو لندھور صاحبقران سے رہیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر لیکر
آئے تو وہ سر خدمت مین خداوند کی روانہ کر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ لونڈی نے خاتمہ مسلمانان کر دیا
ای حسین شعبدہ باز غافل نہ رہنا اب تمنے ارادہ کیا ہی تو یہ ارادہ پورا ہو خوب سمجھا کر عمرو کو لیکر
تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب چلا راہ مین خواجہ نے کہا ای ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
نہین گذرا ظلمات نے جواب دیا اوسکا مجھے یہ باتین پسند نہین عمرو نے کہا ای ظلمات اگر مجھپر
مہربانی کرے اور رہا کر دے تو مین صاحبقران کو پکڑ لاؤن جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ظلمات جواب نہین
دیتا گمتا ہو اوساربان زادے مجھ سے باتین نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے مکر مین لکھی ہی اگر
ساحر اُسکے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ کہکے عمرو کو لا یا لا کر ایک مکان مین قید کیا
یہان لندھور نے رات بھر تیاری کی مالک وغیرہ سامان جنگ مین مصروف ہین صبح کو سب جمع
ہو کر در دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہی قاسم نے پوچھا کیون ای مقبل خیر تو
ہی مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ جہرہ نقب کا ہی اور نہ سراچہ
چاک ہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہین ہین خواجہ بھی لشکر مین نہین ہین کئی دن ہوے لشکر
سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بیقرار ہو گئے مالک نے کہا بہت مناسب ہوا صاحبقران
کا ہونا ہم لوگ اس نمک حرام سے مقابلہ کرینگے کیا اُس سے کوئی پایہ کمی رکھتا ہی نہین معلوم
وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ وجدل مین کیا دخل یہ کہکر مالک سب لشکر کو ساتھ
لیکر میدان کارزار مین آئے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا لندھور ہاتھی پر سوار پشت پر
نولاکھ ہندی سب آمادۂ جنگ میدان مین آکر صفین جمائین جب صفین جم چکین نقیب نقابت
کرکے ہٹے لندھور نے ہاتھی اپنا میدان مین نکالا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان صاحبقران
کہان ہین میرے مقابلے مین آوین مالک نے مادیان کو بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے لندھور کے
آیا کہا کیون ای ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہی صاحبقران کو چرا منگوایا
اگر وہ ہوتے تو تیرے مقابلے مین نہ آتے کہ جان لے کہ تیری جان بخشی ہو گئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھور نے کہا او عرب سوسمار خوار تو میرے مقابلہ میں آیا مالک نے کہا جی
ارادہ ہو تو سوداے خام جو تیرے دل میں سمایا ہو اسکو نکال دوں گا تجھکو متنبہ کردونگا کہ تو اس
امر قبیح سے باز آئے لندھور نے کہا او مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے
پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا میں تیری جان کا ملک الموت ہوں ایک زن ساحرہ کے
واسطے آقاے نامدار سے بے ادبی کرتا ہو لندھور نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران میں اس
کن سے نیزے کو روکا کہ لندھور حیران ہوگیا دونوں میں نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی
میں دنگ کردیا آخر چار گھڑی میں مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکالا لندھور نے فوراً
تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہو جس سے صاحبقران کا سر کاٹونگا آج تیرے سر پہ
چلاؤنگا یہ کہکے ہاتھ مارا مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار لندھور کے ہاتھ کی ہو ترپ گرگئی
سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو گری مالک کے تا دوابرو پہونچی مالک نے دستانہ مارا تیغہ جھپا کر
نکلا مگر چادر خون کی چہرے پر آئی مالک نے ایسا بڑا زخم کھاکے ہاتھ مارا کہ لندھور کا شانہ شانہ
ہوا عربوں نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آپڑے لندھور کی بھی فوج نے قصد کیا
قاسم بھی اپنے خاوریوں کو لیکر آپڑے ہندیوں نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلواریں روکیں
پکار کر کہا بھائیو لندھور کو سودا ہو ہمیں سودا نہیں ظاہر میں شریک ہوئے مگر تلوار نہیں چلتی ہو
ہندیوں نے کسیکو قتل نہیں کیا بعض نے تلواریں کھائیں خود زخمی ہوے مگر تلوار نہ لگائی
اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائیں اپنے کو گنہگار بنائیں لندھور نے جو پلٹ کر
دیکھا کہ میں اکیلا لڑ رہا ہوں سرداران صاحبقران مثل جمہور و فرامرز وغیرہ لندھور کو گھیرے
ہیں لندھور پر تلوار پڑ رہی ہو کئی زخم لندھور نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ میں مارا جاؤنگا میرے
سردار مدد کو نہیں آتے ہر چند لندھور ترغیب دیتا ہو مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہیں جب
لندھور کا خون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہونے لگی تب لاچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت
بجے طبل پر چوب پڑی لندھور پلٹا سرداروں سے اپنے کہتا ہوا کیوں یارو تم وقت پر ہماری
مدد کو نہ آئے سردار کچھ جیلے حوالے کرتے ہیں لندھور آکر داخل بارگاہ ہوا علاج ہونے لگا
ایک شب کو لندھور بہت گھبرایا دارا ب سے بلا کر کہا اے یار وفادار آج فراق میں معشوق کے

میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی دل کی یہ کیفیت ہے نظم

حیران سے ہین آئینے مین رخسار کو تکتے
عاشق کی طرح آپ ہین دیوار کو تکتے

دلجوئی ملازم کی ہی سرکار کو منظور
کس میٹھی نظر سے ہین نمک خوار کو تکتے

کیا جھوم کے ابر آیا ہی قبلے کی طرف سے
میخوار ہین سب خانۂ خمار کو تکتے

جس روز سے مسعود گیے آپ روٹھ
رہگیر کنکھیون سے ہین دیوار کو تکتے

دنیا کا عجیب حال ہوا ای رند نہ پوچھو
احباب ہین احباب کی دستار کو تکتے

داراب بیقرار ہو گیا کہا وارشاد فرمایئے وہ بجا لاؤن کہا فنا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام پہونچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہان تک پہونچے تو دس پھیرے کرے لندھور نے رقعہ اشتیاقیہ لکھکر دیا کہا صحراے کلگون مین جاؤ وہان ایک خیمہ استادہ ملے گا اندر چلے جانا اشتیاقنامہ جاکر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کنیز حاضر ہی لندھور نے کہا بلا لو کنیز نے آکر لندھور کو سلام کیا اور کہا ای دارلے ہند ملکہ نے پوچھا ہی کہ سیر صاحبقران کا آپ نے نہین بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہین اگر وہ ہوتے تو مین سرفرور روانہ کرتا سرداران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ مجھکو صحبت مین بلایئے مین مشتاق جمال ہون کنیز نے کہا چلیے کنیز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اُس کنیز کے ساتھ چلے کنیز نے کہا آپ خالی چلتے ہین ملکہ ضرور آزردہ ہونگی لندھور نے کہا مین عہد کامل کرونگا کہ مین اس ہفتہ کے اندر سرفرور حاضر کرونگا فرزندون مین آج فقط قاسم لشکر مین ہین آخر لندھور ہمراہ کنیز چلے صحراے سبزہ زار مین پہونچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہی مگر نخل سرکشی کر رہے ہین وجد مین جھوم رہے ہین جا بجا درختون پر طائر مصروف زمزمہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہین ایک طائر مثل انسان کے پکار رہا ہی ای آیندہ و روندہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہی مقام عشرت نہین ایکدن سب فنا ہین جمشید ایسا بادشاہ جسنے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے قضا کے مارا گیا کسنے اس دنیا مین آکر آرام پایا ہر شخص حسرت سے لے گیا بقول شاعر۔ نظم

ای سلیمان چہ سقف سپہر غدار
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
قصر کو جانے دو با خندہ ان کو وان کے دیکھو
تکیۂ گور و گو زن آج ہے ہر اک کا مزار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گزار

یہ اشعار جو لندھور نے دہانی طائر کے سُنے ہوش اڑ گئے جی میں کہتے ہیں اے لندھور بڑے تاسف کا مقام ہے یہ طائر ناپائداری دنیا بیان کرتا ہے سچ کہہ رہا ہے افسوس معشوق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر بیتاب ہو کر کہا اے کنیز ہمکو کس جگہ بلائی اُسنے کہا سر اُٹھا کر دیکھیے لندھور نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استادہ ہے قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کر رہا ہے چند کنیزیں دروازے پر ٹہل رہی ہیں اُنھوں نے پکار کر آواز دی اے لنسترن تیرے ساتھ کون ہے اُس خواص نے جواب دیا دارائے ہند مشتاق ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کنیزیں اندر گئیں تھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربارگاہ پر پہونچ گئے تھے اُوھوں نے کہا چلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بولی ہیں مگر فرمایا ہے کوئی سر بھی ساتھ ہے لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے میں مجبور تھا یہ کہکے سامنے ہو پہنچے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے مسکرا کر کہا کیوں صاحب سر لائے لندھور نے کہا صاحبقران لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سر لاؤنگا اُس نازنین نے لندھور کو بٹھا یا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمھارا فراق ناگوار ہے دل بیقرار ہے عجب کیفیت ہے حقیقت میں یہ صورت ہے۔ نظم

واہ کیا شکل ہے سیرت کی شباہت کیسی
آپ تو کیسا ہے صانع تری صنعت کیسی
دیکھتے بھی نہیں تم چشم عنایت کیسی
پیار کیسا ہے مری جان یہ الفت کیسی
رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری کے نیچے
سانس لینے کی تو مہلت نہیں فرصت کیسی
ٹال جاتے تھے جو تم میں بھی طرح دیتا تھا
درگذر اب نہیں کرتے تو مروت کیسی
مجھسے مانگے جو کبھی دہ شہ خوبی اے لند
جان تک دیدوں اُسے دولت حشمت کیسی

یہ اشعار سنکر لندھور کا اور اشتیاق بڑھا اُس نازنین سے بحسرت کہا اے دارائے ہند ہر رات ہمپر بڑی سختی سے کٹتی ہیں کالی راتیں ہمکو بڑی مصیبت میں گذرتی ہیں تمکو ہمارا بالکل خیال نہیں ایسی

حقیر چیز ہے جنے طلب کی وہ تیسے نہین ہوسکتی لندھور نے غصے مین جواب دیا کہ ای ملکہ مین اپنا
حال کیا کہون کلیجے پر چھریان چلتی ہین تمکو کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہین مگر مجبور ہون
حمزہ کے ہونے سے یہ عرصہ ہوا ورنہ خالی ہاتھ نہ آتا اب جاکر سردارون سے اُنکے کہونگا کہ امیر کو
حاضر کرو ورنہ تم سبکو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونگے جہان کہین صاحبقران ہونگے فوراً
چلے آئینگے جب لندھور نے بنت کہا تب وہ تخت نشین اُٹھی کہا اچھا جائیے پھر کنیز کو بھیجونگی
مگر اب خالی ہاتھ نہ آنا لندھور نے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا مین صاحبقران کو چھوڑونگا فوراً قتل
کرونگا خوب عہد واثق لندھور نے کیا دفعتاً زمین چمک کر تخت پر سوار ہوئی سبکو ساتھ لیکر طرف آسمان
کے روادہ ہوگئی لندھور نے دیکھا خیمہ بھی نہین مین میدان مین اکیلا کھڑا ہون لنجھور گھوڑے پے
سوار ہوکر طرف اپنے لشکر کے چلے تھے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش
بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا ساتھ والون کو آواز دی کہ اس ہندی کو مار لو زندہ نہ جانے پائے
بارہ ہزار جوانون نے لندھور پر بلوہ کیا داراب نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لندھور پر حربے
پڑ رہے ہین طرف لشکر لندھور کے بھاگا آکے لشکر مین اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار مرصع پوش
نے لندھور کو گھیرا ہی تمام سرداران لندھور فوراً دوڑے اُسوقت آکر پہونچے کہ زخمون مین لندھور چور چور
ہو رہا ہی نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگون نے آکر لندھور کو گھیرا ہی چاہتے ہین لندھور کو پکڑین
عیار نقابدار نے چاہا ہی کہ حلقہ ہائے کمند مارکے لندھور کو گھوڑے سے اُتارون کہ داراب
جست کرکے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کرکے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لندھور
نے لندھور کو گھوڑے سے اُتار لیا ہولعار پر ڈال کے بھاگے دور تک نقابدار نے پیچھا کیا جب
کئی کوس لے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی کہ لندھور خبردار اگر ملازمان امیر کو تو نے
ستایا تو سر میدان آکر تجھکو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اُس عہد کا پابند رہا ورنہ
خراب جائیگا سر میدان تجھکو ذلیل کرونگا زندہ نچھوڑونگا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی چرا کر
لے گیا اسیر دیا تو نے ڈالنے کا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھکو غیرت نہین آتی مدت گذری خدمت
صاحبقران مین اب یون باغی ہوگیا دشمنی پر کمر باندھی یہ کہکے نقابدار پلٹ گیا لندھور کو سرداران
لیکے بارگاہ مین لاکر اُتارا جراحون کو بلا کر شانے دوائے لندھور کا علاج ہونے لگا دوسرے

دن شام کو وہی خواص برائے خبر لندھور آئی لندھور نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
کہا اے وارلے بندہ نہ گھبراؤ ملکہ اس نقابدار کو تلاش کرکے سزائے معقول دیگی لندھور نے
کہا مجھکو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران بندہ و ثنا
وقت پر پہونچے مجھکو بچا کر لے آئے اے خواص ملکہ سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
کریں تو مجھکو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
نے کہا صاحبقران و عمرو میرے قبضے میں ہیں انکو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجونگی ۔
امیر کو قتل کریگا میرا سپاہ سالار ہے جو عمرو کو گرفتار کرکے لیگیا ہے حمزہ کو بھی وہی لایا ہے حمزہ کو بڑی
سختی سے قید کیا ہے یہ کہکر خود اٹھی تلاش میں نقابدار کے چلی نقابدار بھاگ کر لندھور سے گیا ہوا پاس
صحرا میں جاکر اُتر پڑا حسین نے جاکر جو دیکھا نقابدار ایک صحرا میں اُترا ہے پلٹ کے آئی ایک خواص
کو حکم دیا کہ جلد جا فلاں جنگل میں نقابدار اُترا ہے سحر کرنا کہ ہاتھ پاؤں سے بیکار ہوں نقابدار کو
گرفتار کر لا خواص اسکی کیفور جادو اُسی وقت اسباب سحر لیکر روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو اُسنے ٹھیک
دیدیا تھا یہ کنیز بر سر کوہ پہونچی نقابدار اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے عیار طرار سر پرکس رانی کررہا ہے رفقا
جمع ہیں نقابدار کہہ رہا ہے کہ اے عیار طرار تمنے کچھ کوشش نہ کی امیر بھی قید میں خواجہ بھی قید ہوئے
انکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہے غلام کو مقام قید امیر دریافت نہیں ورنہ برائے رہائی
جاں نثار رفقا نے کہا حضور نے لندھور کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہ ہونگے زخمی پڑے
کراہ رہے ہونگے اگر وہ صحیح و سالم ہوتے لشکر صاحبقران آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہے اگر صحت پاکے
اُسنے جنگ آغاز کی تو میں اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سرزنش معقول دونگا کہ
تمام لڑائی کا بھول جائے یہ باتیں ہورہی تھیں کہ لشکر میں ہلڑ ہوا نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کرو
کیا ہلڑ ہے عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں ابر چھایا ہے بوندیں پڑ رہی ہیں لشکر میں
انتشار ہے سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ابر سیاہ بڑھتا آتا ہے اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہہ گیا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہے اہل لشکر چھپے
اکھڑوا رہے ہیں مگر حیران ہیں کدھر جائیں کوئی دہ قریہ بھی قریب نہیں کہ وہاں امان پائیں نہیں
یہی صحرا ہے ہول خیز وحشت انگیز ہے نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا دمبدم زیادہ ہو رہی ہے

پانی کی طغیانی ہے ہر کس و ناکس بیقرار ہر ایک کا یہ قول ہے یارو کس طرف جائیں پانی سے نجات پانی
مشکل ہے خیمے تیرنے لگے جو گھوڑا کھڑے تھے گرنے لگے بارگاہ نقابدار بھی لہرانے لگی گرنے پر آمادہ ہے
ملازموں نے آکر بارگاہ نقابدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آیا دیکھا اُس مقام پر ابر و ہوا
کی بالکل تاثیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہے اور لشکر پر ابر محیط ہوتا جاتا ہے نقابدار جو نکل کر
باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤں زمین پر نہیں جمتے سپر و شمشیر
کو ہاتھ سے ڈالدیا رفقا کو آواز دی کہ یارو میرا عجیب حال ہے جی چاہتا ہے اس پانی سے کدھر جاؤں
ہوا پاؤں نہیں جمنے دیتی ہے ہوا کی خواہش ہے کہ مجھکو اُڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کمیدان گرد
نقابدار کے آگئے نقابدار بیچ میں رفیقوں کے کھڑا ہے کہتا ہے پاؤں نہیں جمتے ساتھ والوں نے
نقابدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤں پکڑے بیٹھے ہیں نقابدار دمبدم کہتا ہے طبقہ زمین کا
نہ اُلٹ جائے نقابدار تو اس حال پر ملال میں ہے عیار نے جنگل میں جاکے خیال کیا کہ کس طرف سے
ہوا آتی ہے دیکھا ایک پہاڑ سے نکلے ہوئے ابر سیاہ اُٹھ رہے ہیں یہ ابر جو محیط ہے اسی میں آکر ملتے
ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اُسی جانب چلا قریب پہاڑ کے آکر دیکھا ایک
ساحرہ سحر کر رہی ہے کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ
ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ساحرۂ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلد لشکر نقابدار
کو غارت کردے اپنا جادوگر بیٹے بھیجا ہے یہ تجھکو ترکیب بربادی بتادیگا اگر اسمیں کچھ دیر کی تو تیری
بربادی ہے زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھائے اُسکو صرف کر نامہ لکھکر ہاتھ میں لیا جنگل میں آکر
ایک آہوے وحشی کو گرفتار کیا اُسپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا پکارکر آواز دی اے ساحرہ
تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کاغذ کو پڑھ لے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اُس ساحرہ نے سر
اُٹھا کے دیکھا ایک ساحر آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آتا ہے ایک کاغذ ہاتھ میں سحر کرنے سے ساحرہ
کی کیفور جادو نے پکارکر آواز دی او ری فرستادۂ خداوند میں نے سحر روک دیا ساحر قریب آکر
آہو سے کودا آہو کی تو جان بچی کودتا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی ارا جو
وحشی تھوڑی دیر میں آتا مجھکو نیچا بیٹھنا رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا
ساحر قریب آیا کہا او اندھی اس کاغذ کو پڑھ اُس ساحرہ نے کاغذ دیکھا مہر لگی ہے ہفت پیکر کی

مہر کو آنکھوں سے لگایا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کو نسا سحر قدرت نے دیا ہی میں بھیجی ہوئی حسین کی ہوں حسین نے حکم دیا ہی کہ نقابدار کو گرفتار کرکے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے عرصے میں کل لشکر نقابدار کا خاتمہ ہی لشکر کو یہیں چھوڑونگی نقابدار کو لیجاؤنگی ساحرہ نے لوبان پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈال دھوئیں کے ساتھ ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تجھکو آگاہ کردے گی کیفو نے لوبان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھواں پیچ و تاب کرتا ہوا نکلا عیار کہہ رہا ہوا ای ملکہ دیکھو پریزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانوں پر یاقوت کے ہیں ساحرہ بنگاہ غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا دھواں اسکے دماغ میں پہونچا عیار نے تو اپنی ناک میں روئی دے لی ہی ساحرہ اڑنے کہکر گری عیار نے نعرہ کیا منم برق ثانی خنجر کمر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہوگیا قضا سے کار مہتر برق تلاش میں عمرو کی نکلا تھا اسنے یہ منہ بسے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آب وہوا اور عیار کو ایک سمت جاتے دیکھا عیار کا پیچھا برق نے کیا وہ پرا آیا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم برق ثانی جب تو مہتر برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تھام لوں عیار کود کر بھاگا برق نے پکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا ہی میں تیرا دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا یہاں نقابدار بیقرار کھڑا تھا ترقی آب وہوا کی دمبدم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑاقہ ہوا ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر غائب ہوا طغیانی آب وہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی مدد ہوئی خود بخود ابر غائب ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی ای یار وفادار بلاے آسمانی دفع ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قدموں پر ڈالدیا کہا حضور یہ ملعونہ سحر کر رہی تھی برق بھی بصورت مبعل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہی نقابدار تعریفیں کر رہا ہی کہ برق ثانی نے شاہزادہ خسرو شمر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور اُسنے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آپکے اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھلنے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریافت کرکے صاحبقران سے ہمارا حال کہدے مجھے نہیں معلوم کیا منظور ہی نقابدار عیار کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہی کہ کیونکر دریافت کروں لیکن جب برق ثانی نے سر ساحرہ کا کاٹا لاشہ جلسہ سر پہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھونکا ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیگیا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گرا لاشہ کیفور دیکھکر حسین بہت گھبرائی کہتی تھی میری خواہش کو کسنے مارا کیا
مجھکو بھی دارائے ہند سمجھا ہی جس کیساتھی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا مین کسی سے پایہ
کمی کا رکھتی ہون کیا تدبیر کرون کیونکر نقابدار گرفتار ہوکر آئے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
کے قریب ایک قلعہ ہی اس قلعے کا نام فتح نصیب ہی وہانکا حاکم پہلوان زبردست منہاج دیوبند
ہی آپ اگر اسکو نامہ لکھیے تو وہ گرفتار کرکے نقابدار کو روانہ کر دیگا فنون سپاہ گری مین طاق دہر
مین شہرۂ آفاق ہی حسین ساحرہ نے اس کے کہنے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ ای منہاج تیرے صحرا کے
قریب نقابدار مرصع پوش ہی فوراً اسکو گرفتار کرکے روانہ کر نامہ جو منہاج کو پہونچا خوش ہوگیا ساتھ
والون سے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت پہلوانون نے ساٹھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر سوار
ہوا لشکر کو لیکر بر سر نقابدار چلا یہان نقابدار فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان
دیوخصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابلے میں
پہونچا نقابدار کو معلوم ہوا کہ منہاج نامے پہلوان ہمارے مقابلے کو آیا ہی یہ لشکر خاموش ہو رہے
منہاج نے شام کو طبل جنگی بجوایا شاگردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر مین طبل جنگی
بجگیا نقابدار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاریان ہوئین جبکہ بوقت سحر نقابدار زرین پوش کا شاہ مغرب سے برآمد ہوا میدان جنگ
مین آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع پشت پر تماشہ دیکھنے مین مصروف ہوا کہ نقابدار سوار ہوا دوسری طرف
سے منہاج دیوبند گینڈا اڑاتا ہوا میدان مین آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کھیت پر
کھڑا دیکھ رہا ہی کہ منہاج دیوبند نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی نقابدار مرصع پوش کون شخص
ہی قدرت سے اسکی طلب ہی میری مقابلے مین آوے کہ مین گرفتار کرکے روانہ کرون نقابدار نے
گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان مین آیا منہاج گرز سپر کا ہاتھ مین لیکر برائے جنگ
بڑھا لنگاور مین مرکب نقابدار تین قدم گینڈا منہاج کا پانچ قدم ہٹا بعد گفتگو آپس مین نیزہ چلنے لگا
نقابدار اس طرح سے نیزہ بازی کر رہا ہی کہ منہاج بھی بھونچک ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی یہی خیال ہی کہ ایسا
نہو نقابدار غالب آجائے پہر بھر کامل دونون مین نیزہ چلا نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
کانٹا تھا جھٹکا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا نقابدار نے بھی

نیچہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ بجلی جدا کر گئی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
گرد اسپر کا آگے کیا بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقابدار پر مارا کہ
سر مرکب کا پھٹا نقابدار زمین پر آیا بیٹھکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پیر گینڈے کے اڑ گئے
منہاج گینڈے سے کودا چاہا نقابدار سے لپٹ پڑون نقابدار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
بس آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شلنے سے اتار کر حلقہ ہائے کمند یار دیئے گردن
مین نقابدار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقابدار زمین پر گرا برق فرنگی جو گنوار کی شکل
بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا للکارتا ہوا او قابو پرست کیا کرتا ہے منہاج نے چاہا کہ حلقہ ہائے
کمند کھینچے نقابدار بے لطف ہو رہا ہے گلے مین حلقے پڑے ہوئے زمین پر گرا پڑا ہے
برق فرنگی نے حلقے کمند کے کاٹ دیئے پکار کر اپنے نام کا نعرہ کیا جست کرکے برق فرنگی
الگ ہوا نقابدار کی جو کمندین کٹین تڑپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گریبان مین ہاتھ
ڈالدیا کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ دونون شیر لڑ رہے ہین مگر منہاج چار جانب
دیکھ رہا ہے گھبرا رہا ہے زور مین جو اپنے سے نقابدار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی ارے یارو
دیکھ رہے ہو کہ نقابدار مجھ پر زیادتی کرتا ہے چار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کرکے اسکو گرفتار کر لو
اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج والے نقابدار کے بھی چلے نقابدار چاہتا ہے کہ منہاج کو
دبوچ لون اسکی مشکین باندھون لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چار جانب سے نقابدار پر تیر پڑنے
لگے نقابدار نے اہل کے تودہ مین تیر جسم پر کھائے ملازمون نے مرکب پہونچایا نقابدار
مرکب پر سوار ہوا فوراً کمر سے کھینچی تیرون کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے کئی ڈھیر تیرون کا انبار
ہو گیا مگر برق فرنگی برابر رکاب نقابدار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتشبازی کے مارے
کہ تیر اندازون کے منھ جلے غل مچاتے ہوئے تیرانداز بھاگے نقابدار لڑتا بھڑتا برابر منہاج
کے پہونچا للکارا کہ او مکار اسی بھروسے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے
روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
آکر اپنے قلعے مین چھپا نقابدار بھی کوچ کرکے بر سر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
کو چار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملک حسین کو لکھا کہ ای ملکہ مین بر سر نقابدار

گیا سستی طالع سے زخمی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر مجھکو گھیرا ہی کسی طرح
کو میری مدد کو بھیجیے کہ آکر نقابدار کو گرفتار کر لیجاے ظلمات جادو جسکی قید مین خواجہ ہین
سامنے کھڑا حسین سے کہہ رہا ہی لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیجیے پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو
آج تک قید ہی کچھ میرے ساتھ مکر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا پہونچا حسین نے پڑھکر کہا لو ای ظلمات
جاؤ نقابدار کی مشکین باندھکر لاؤ اُسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہی ظلمات نے کہا ابھی جاتا ہون یہ کہکے
ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اُترا پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کونسی ہی برق فرنگی
ایک دکان پر بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہی برق نے
آکر ظلمات سے کہا چلیے مین آپکو بارگاہ نقابدار بتادون ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے
باتون مین لگا کر خنجر مارا کہ ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک
خیمے کی آڑ مین چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر ٹہل رہا ہی کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان مین
آئی دوڑا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہی دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان
سے اُترا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان مین بیٹھا تھا اُسنے جاکر خنجر سے مارا نہین
معلوم وہ قتل کرنے والا کہان گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا
پکار کر آواز دی ہم پر اُس عیار کا احسان ہی میدان جنگ مین بھی اُسنے کمندین کاٹین یہ ساحر
بھی ہماری فکر مین آیا تھا اگر وہ ہمسے ملاقات کرے تو بہتر ہی برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمھارا نام کیا ہی کہا مہتر برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آپکا نام لیکر
پوچھ رہا تھا مین نے اُسکی گردن لی جو جاتا تھا وہ ہوا میدان کارزار مین آپکو عاجز پاکے کمندین
کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ
مین آیا اپنے عیار کو بلا کر کہا آپ کی قدمبوسی کرو اتفاق سے یہ تمھارے لشکر مین آگئے برق ثانی
نے تن کر کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا مین شاگرد
عمرو ہون ایسے ایسے لونڈے مین نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے میرے
آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اُٹھا نقابدار نے دونون مین مصالحہ کرا دیا ہرچند برق نے چاہا
کہ نام نقابدار کا دریافت کرون نقابدار نے بمنت کہا ای مہتر والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرنا یہ وہ بھید
ہی

مین ہمارا مطلب ہے جب صاحبقران سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقاب دار
سے رخصت لی جست وخیز کرتا ہوا تلاش مین خواجہ کی چلا برق یہ نہین سمجھا کہ جس ساحر کو مین نے
مارا اُسی کی قید مین استاد تھے بھاگا ہوا جاتا ہے کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر
کی شکل بنکے ساحر سے پوچھا بابا کہان جاتے ہو ساحر نے کہا مین ظلمات کو بلانے جاتا ہون
آج کئی دن سے قیدیون کو آب وطعام نہین پہونچا لہذا تلاش مین ظلمات کی جاتا ہون کہ
وہ آوین اور حکم دین تو قیدیون کو کھانا پہونچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہین ساحر
نے کہا وہ قیدی ہین کہ جنسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہے طلسم قدرت درہم وبرہم کررہے تھے
ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کرلایا دونون کو قید کیا امیر وعمر وعیار ہین برق نے کہا سامنے
جنگل مین جاؤ وہان ظلمات سے ملاقات ہوگی وہان وہ شغل رہے ہین ساحر اُسی طرف چلا
برق جھپٹ کر اُس صحرا مین پہونچا رنگ وروغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بنکر تیار ہوا
جنگل مین ٹہلنے لگا اس ساحر نے جو دور سے دیکھا پکار کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو
آپکے بھائی نے مجھے بھیجا ہے کہ تشریف لیچلیے قیدیون پر آب ودانہ بند ہے بدون آپکے حکم کے قیدخانہ
نہین کھلا آپ چلین تو آب ودانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ
ہوا تھوڑا راستہ طے کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جاکر آفات جادو سے اطلاع
کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہان تھے
برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا مین جنگل مین برائے سیر گیا وہان سوگیا خواب مین خداوند
ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ مین تجکو دو کمال دیتا ہون یہ کہکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھون کو
چھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کریگا دوسرا کمال علم موسیقی مین نے تجھکو دیا
کہ کوئی علم موسیقی مین تیرا سامنا نکرسکیگا بھائی ذرا بایان چھیڑو علم موسیقی کا تو امتحان کرون
یہ کہکے بایان منگایا ٹھیکہ چھیڑکر یہ غزل گانا شروع کی

نظم

خنجر لئے لاکھ جوڑ مارے ہین		یہ ہم اُٹھنے ہین وہ ہمارے ہین	
اُڑتے ہر آہ مین شرارے ہین		چھوٹتے گنج کے ستارے ہین	
ہاتھون سے چھوڑتے ہین کب قدم		اب تو ہم تمسے قول ہارے ہین	

چھپ کے گھر کس کے جاؤ گے مشفق	کیون چھڑے پاؤن سے اُتارے ہین
ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا	جھوٹے اقرار سب تمھارے ہین
رندبے ساختہ ہین گیسوِ یار	نہ بنائے ہین نہ سنوارے ہین

اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر تعریفین کرنے لگے کہتے تھے اے ظلمات حقیقت مین تم قدرت کے نظر کردہ ہوے کیا خوب آواز ہے آواز مین کیا سوز و گداز ہے دل کھنچا ہو دل چاہتا ہے کہ تمھارے گرد پھرین کوئی تو کام تمسے ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہوے اور عالم خواب مین آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوتے فرماتے تھے کہ تونے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خبردار حمزہ کو قتل کرنا عمرو و امیر قدرت کے دشمن ہین جسدن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہے کہ نام لات و منات مٹائیے سیکڑون ملک اسلام آباد ہوگئے سب حمزہ کو لاؤ شراب انگوری کا جرعہ ہو نشے مین مسلمانون پر تلوارین لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوے برق بیٹھا ہے کہ آفات گیا سر زنجیر تھامے ہوے قیدیون کو لایا برق نے دیکھا عمرو و امیر زنجیرون مین بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا اے برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے آب و دانہ انکو نہین ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و دانہ پہونچا دین کہ وقت قتل انکا قریب ہے ظلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہے جہان تک ہو سکے تکلیف پہونچاؤ یہ کہکے عمرو کو برق نے للکارا کہ او ساربان زادے تو ہی نے مشمش و دمامہ کو مارا دیکھو وہ بھی آئے ہین سوائے میرے انکو کوئی نہین دیکھتا اشارے کر رہے ہین کہ ان دشمنون کو قتل کرو ہان بھائی شراب لاؤ آفات جاکر قُلّا اُٹھا لایا برق نے حسب دلخواہ اس مین بیہوشی ملائی شراب گلابیون مین بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر عین نشے مین ان پر بدعت کرو خواجہ عمرو نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحبقران سے کہا ہمارا بھوربا گیا اب مارلیا اتنے مین صاحبقران نے دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ہان بھائیو نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک ہی سانس مین پینا یہی قدرت نے خواب مین کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہے عمر بڑھا لو بڑھا لو دشمنون کو قتل کرو آفات خوش ہو کر میرے بھائی کو عجب شرف ملا سنتے جام اُٹھاکے ہاتھون مین لیے برق پھر گانے لگا۔ منظوم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل سوی جھیل ہے ایکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلنگے رندان بادہ خوار ہولی مین خوب ہو گا تماشا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

جب برق نے یہ اشعار گائے سب نے ایک ایک جام پیا وہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی
گرحلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے ناچنے لگے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے مگر
برق ابتدا سے دیکھ رہا ہی کہ ایک شخص منھ اپنا چھپائے ہوے گوشے مین بیٹھا ہی اُس نے
شراب نہ پی مگر جب سب گرے تو وہ بھی گرا ظاہر مین بیہوش ہوا برق خنجر پکڑ کے چلا کہ آفات کو
قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او برق کیا کرتا ہی منم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک
عورت بہت خوبصورت آسمان سے نعرہ کرتی ہوئی آتی ہی اُسنے سحر کیا برق کے پانون زمین سے
تھام لیے خنجر ہاتھ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہین وہ عورت چلی کہ
برق کو قتل کرون اُسوقت برق کا تڑپنا پلک کے دعائین کر رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار
وای پروردگار اس آفت سے بچانے مین کیا مشقت کرکے پہونچا کہ پہلو سے نعرہ ہوا کہ او
زن فاحشہ کیا کرتی ہی وہ نازنین پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے مین بیٹھا تھا اور سب کے
ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اُسنے نعرہ کیا بس او ملعونہ کیا کرتی ہی میرے باپ کو قتل نکرنا
منم عیار نقابدار اور پتھر مارا کہ تیغ حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوے
ایک دنامام ہوا کہ سارا مکان اُڑ گیا مرتے ہی اس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانون قابو مین
آئے عیار نقابدار پتھر مار کر بھاگا برق پکارتا رہا کہ ای فرزند ماشاء اللہ کیا کار نمایان
کیا ہی خوب وقت پر پہونچا صاحبقران و عمرو کی ہتھکڑیان بیڑیان کٹ کے گرین صاحبقران
کو ہوش آیا عمرو و برق نے مگر سب ساحرون کو قتل کیا اُس مکان مین ایک حبتہ نہ پایا خواجہ

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بیہودہ نے ہم کو جنگل مین قید کیا تھا برق سے پوچھا تمھارا کیونکر آنا
ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار پر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعہ
منہاج دیوبند کو گھیرے اُترا ہوا ہے وہین سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف
کی برق نے کہا اب چلیے ایسا نہو لندھور نے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے
لندھور کا وہ حال کیا کہ دو تین ہفتے تک لائق جنگ نہوگا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت
و لیاقت ہے اور یا صاحبقران آپ کے نام سے محبت رکھتا ہے عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میرا فرزند
ہے آج جو خیمہ مین وقت ہے کہ گرم تھا کہ میرے باپ کو قتل نکرنا نہایت عزار قرار ہے صاحبقران
نے کہا خواجہ کہین سے ایک مرکب ممکن کر دو کہ لشکر تک پہنچین خواجہ نے کہا جاتا ہون اگر کہین
بکتا ہو تو خرید لاؤن یہ کہکے خواجہ چلے قضائے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبون کو
لیے ہوئے پانی پلانے جاتا تھا عمرو نے سائیس بنکر اُسکو پکارا وہ سائیس ٹھہرا خواجہ نے
کہا بھائی کہان جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا مین ایک تاجر اُترا ہے اُسی کے گھوڑون کو
پانی پلانے لیے جاتا ہون خواجہ نے کہا بھائی ہمین بھی نوکر رکھوا دو ہمارا تمھارا ساتھ رہیگا
ایک مرکب عربی کی باگ تھام لی کہا ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اُس پر سوار ہوا
کہا مین اسکو پھیر لاؤن یہ کہکے جو ایڑ دی مرکب بھاگا سائیس پیٹتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو
کب ٹھہرتے ہین گھوڑے کو خدمت مین صاحبقران کے لائے تھے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا
مین نے بارہ ہزار کو خریدا ہے اس صحرائے ہول خیز مین بارہ لاکھ کو بھی نہ ملتا امیر نے فرمایا
لشکر مین چلکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہے مگر ایک رقعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا
کبھی کہنے کے خلاف کیا ہے عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کرین تو مین کیا کرون دس سردار تمھارے
وہان جمع ہین تمھاری بات پر ہان ہان کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتائینگے امیر نے فرمایا
یہان قلم دوات کہان ہے عمرو نے کہا یہ سب چیزین میرے پاس موجود ہین یہ کہکے زنبیل
سے کاغذ قلم دوات نکالا کہا آپ لکھیے کہ فلان جنگل مین ایک گھوڑا مول لیا قیمت
اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادا کی لشکر مین چلکر ادا نکر دون تو داہنے ہاتھ کا کھانا حرام امیر نے
یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زنبیل مین رکھا ساز و یراق مرکب زنبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو و برق ساتھ ہین کہ غریو کی آواز کان مین آئی امیر نے
فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک ہفتے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آب و
دانہ بند کیا منہاج نے ساتھ والون سے صلاح کی کہ یارو قلعہ مین بھوکے مرتے ہین چلکر
لشکر نقابدار پر شبخون مارین شاید غالب آئین لاکھ آدمیون کو ساتھ لیکر منہاج دیو بند قلعے
سے نکل پڑا ہزارون قتل کیے ہرکارون نے جاکر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے
نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب
دی یارو نقابدار کو گھیر کر مار لو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمرو نے جو یہ حال دیکھا
بھاگ کر خدمت صاحبقران مین آیا کہا ای شہریار نقابدار پر وقت بہت تنگ ہے یہی تدبیر
کر رہے ہین کہ نقابدار کو پکڑ لین مگر نقابدار شیرانہ لڑ رہا ہے کسکی مجال ہے کہ نقابدار پر ہاتھ
ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر بلوہ کفار کا بہت ہے ساتھ والے نقابدار
کے شکست کھا رہے ہین یہان نقابدار حیران ہوکر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر بلازان منہاج
بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہین نقابدار اُنکے روکے سے نہین رکتا جب تو
منہاج نے دو ہزار کمند انداز اپنے لشکر سے جنے عیار اسکا طفیل قطرہ زن دو ہزار
کمند انداز ون کو لیکر چلا نقابدار گھبرایا کہ دو ہزار حلقہ ہائے کمند جو مجھپر پڑینگے کیونکر
پشت مرکب پر قائم رہونگا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا ای کریم و رحیم اس آفت سے
بچالے اپنی کارسازی دکھادے۔ نظم

بندہ ام پابندۂ صد رنج و الم — عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہ فریادرس فریادرس — نفس و شیطان میکند برمن ستم
وائے صد حسرت کہ در دنیائے دون — نقد عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چون گردن دون ای کردگار — گر دلم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای معدن جود و عطا — کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

نقابدار دعائین کر رہا تھا کہ نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جست وخیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا نیمچہ پکڑ کے اس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیمچہ چلنے لگا عیار نقابدار نے اوس عیار کو سر جا کر کمر پہ ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیمچہ کھینچکر عیارون پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقابدار
مثل برق جندہ لڑ رہا ہی چالیس عیارون مین یون گھرا ہی گویا شیر رمہ گوسفندان مین
کسی کو کمر تا کے سر پہ ہاتھ مارا کسی کو سر تا کے کمر پہ ہاتھ مارا اون سب عیارون کو ختم
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرا یا منہاج جو گھبرایا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے مین بھاگ جاؤن صاحبقران خندق پر آکے بچے جسنے قلعے مین جانے کا ارادہ
کیا اوسکو تلوار مار کے خندق مین گرایا خندق لاشون سے پٹ گیا نقابدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پہ کھڑے لڑ رہے ہین طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آ رہے ہین اور ایک طرف سے نقابدار للکارتا ہوا اور
سردارون کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہی گھبرا گیا مگر نقابدار نے امیر سے پکار کر کہا ای شہریار
منہاج پر قصد نہ کیجیے گا یہ میرا حریف ہی صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
پہونچے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اوس طرف پلٹا امیر نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقابدار نے جو لاشہ منہاج دیکھا آنکھون مین خون اوتر آیا چونکہ نقابدار کسی ہی
تاب نہ آئی گھوڑا جھکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیون ای شہریار آپ نے
میرے حریف کو کیون مارا امیر نے کہا لڑائی مین کیا ہوتا ہی اوسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچایا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیون غصہ ہی نقابدار نے کہا مین آپ سے مقابلہ
کرونگا امیر نے فرمایا اب مین لشکر جاتا ہون آپ وہان آئیے طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کیجیے
مین آپ سے باہر نہین ہون جس طرح امتحان لیجیے گا مین آپ کو جواب دونگا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمائیے اس سلوست سے امیر نے کلام کیا کہ نقابدار نے شرما کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے ہونے سے لند هور لشکر مین بدعت کر رہا ہی جلد اپنے کو پہونچائیے
مین بھی حاضر ہونگا امیر نے فرمایا اگر راہ مین کسی نے نہ روکا تو مین ضرور آج ہی

لشکر میں پہونچ جاؤنگا جابجا دشمن ہیں راہ میں رہزن ہیں شاید کوئی کافر کسی مقام پر روکے
تو آپ میری مدد کو آئیے گا آپ نے لندھور کو جو ب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
صحیح رہتا تو لشکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی لشکر میں نہیں ہیں نقابدار نے کہا میرا تو ارادہ
یہ تھا کہ لندھور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤں قید رکھوں جب حضور آویں تو انھیں چھوڑ دوں مگر آپکے
سردار آکے انکو بچا کر لیگئے امیر نے فرمایا آپکا مجھپر احسان ہوا کہ آپ نے حریف کے ساتھ یہ
کیفیت فرمائی نقابدار سخت کلامی صاحبقران سے کر کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ میں
حاضر ہونگا نقابدار اس قلعے پر اترا اسب مردان قلعہ نے بصدق دل نقابدار کی اطاعت
کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرا میں آکر امیر کو
رات ہو گئی ایک نخل کے سائے میں زین پوش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
آرام فرمائیں ہم جاگتے ہیں امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھکر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشۂ صحرا سے ایک
روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہے کہ ایک چوبدست کاندھے پر لیے ہوے اسی جانب آتا ہے
عمرو نے صاحبقران کو جگایا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہے
صاحبقران اٹھے پشت مرکب عربی پر سوار ہوے غول کو للکارا غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
اسکے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونچ سکے امیر گھوڑا اڑاے ہوے جاتے ہیں غول آگے بھاگا
جاتا ہے عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چلی تھی غول نے ایک چیخ ماری درۂ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی ہزار
غول جمع ہو گئے اب سب ملکر امیر پر حملہ آور ہوے امیر نے تیغ سہراب پیل کھینچا وہ تیغ دیو کش جس
جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو امیر کو لگا کر لایا ہے دور سے سب کو ترغیب دے رہا ہے امیر
ڈٹتے ہوے اسکے سامنے پہونچے اسنے چوبدست لگائی امیر نے چوبدست قلم کر کے ہاتھ مارا کہ اسکے بھی
دو ٹکڑے ہوے جو غول باقی بچے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے میں امیر نے دیکھا کہ جنگل
صاف ہو گیا قریب درۂ کوہ کے آئے اندر سے درۂ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درۂ کوہ کے
آئے دیکھا کئی ہزار جوان مشکیں بندھی ہوئیں زمین پر پڑے ہیں رو رہے ہیں امیر نے پوچھا تم لوگ کون ہو
ایکطرف ایک افسر بیٹھا تھا اسنے کہا اے شہریار میں تاجر ہوں کاروان لیکر اسطرف آیا ان غولوں نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو باندھ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و دانہ ہین مارے بھوک کے رہتے تھے
امیر نے سکو رہا کیا اُسی درۂ کوہ مین مال بھی تمام بھرا رکھا تھا ملک جمشید جو سبکا افسر تھا اُسنے مال پر
قبضہ کیا جب درۂ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ مین آکر جمشید بیٹھا کہا اے شہریار آپنے احسان عظیم کیا ہم تو
سب یونہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مرجاتے آپکا شکریہ ادا کرین آپکے سبب سے دین حق
پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُسکو قلعۂ ارکانیہ کہتے ہین ارکان
فیل در وہانکا حاکم و ناظم ہو غلام کا اُسی قلعے مین مکان ہو امیدوار ہون کہ غریب خانہ پر قدم رنجہ
فرمایئے وہان دوکان بھی ہو سر چوک دوکان ہو وہان بیٹھیے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار
روز کے حضور کو لشکر مین پہونچا دونگا امیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوے جمشید کے ساتھ قلعۂ ارکانیہ مین آئے سر بازار دوکان تھی جمشید
نے کہا حضور دوکان پر بیٹھین کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پہ کرسی بچھا کے بیٹھے ہزارہا آدمی جمال
دیکھ رہے تھے دوکان پر بھیڑ لگ گئی ارکان فیل درجہ بادشاہ ہو اُسکی بیٹی زہرہ اختر چشم جو تھی
وہ کسی کار ضروری کو بازار مین آئی تھی سُنے جو ایک دوکان پر ہنگامہ دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی جمال
صاحبقران دیکھکر حیران ہوگئی خود زرین باندھے سر پر شمشیر حمائل کرسی پر بیٹھے ہین مشتاق لوگ
بہ حیرت جمال دیکھ رہے ہین کوئی تعریف کرتا ہو کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہین دایہ نے جمال کو
دیکھکر بہت پسند کیا جب محل مین آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی امان آج بازار مین کیون دیر لگی کیا
دوکانین بند تھین دایہ نے کہا بی بی کیا کہون جمشید تاجر کی دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے جو
دیکھا عجب درجہ پہ سکوت صورت مثل جاگران کشترین ہمراہ ہزارہا آدمی مشتاق جمال کھڑے ہوے
تماشا دیکھ رہے تھے مین بھی اُس جلسے مین گئی دیر تک اُسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو بخیال دیکھا آپکے
والد بڑے بہادر ہین مگر ایسا ستارۂ شوکت پیشانی پر اُس شخص کے درخشان ہو کہ صورت دیکھکر
محویت ہوتی ہو جی چاہتا تھا کہ گل چینی گلشن جمال کی کیا کرون وہین کھڑی رہون آپکی خفگی کے خیال
سے چلی آئی جی چاہتا تھا دھونی رما کر وہان بیٹھون زہرہ جمال صاحبقران سُنکر خاموش ہو رہی
مگر دل پر چوٹ لگی دل سے باتین کرتی ہو کہ اے زہرہ دائی امان نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے ٹکڑے
ہوگئے کیونکر ایسے شخص کو دیکھون اُسی وقت اُٹھکر بارہ دری مین چلی گئی پردے چھوڑ لیے حیران تھی

کرمین کیونکر ایسے جوان کو دیکھون دایہ نے خوصورت سے پوچھا ارے بی بی کہان ہین خوصورت نے کہا بارہ دری مین اکیلی بیٹھی ہین ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا ہی محبت کی آگ بھڑک کی شعلہ ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش بر آواز ہوئی تو ہچکیون کی آواز آرہی ہی دایہ پردہ اُٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپرکھٹ پر پاؤن لٹکائے ہوئے بیٹھی ہی دوپٹہ ڈھلکا ہوا آنکھون سے آنسو بہ رہے ہین آنکھین سرخ اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ ہچکی لگ گئی دایہ نے قریب آکر بلائین لین کہا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے آنسو پونچھ ڈالے کہا دائی امان تمھاری آگ لگائی ہوئی ہی اسی خیال سے یہ حال کیا ہی ـ نظم

محبت عناصر مین شامل ہوئی
لہو بن کے رگ رگ مین داخل ہوئی

جلین دیر مین کیون نہ گھی کے چراغ
مرادون اس بت کی حاصل ہوئی

مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا
جو سوچے ہوئے تھے وہ ای دل ہوئی

دبا تی ہی اُلفت نہ ملتا ہے یار
غرض ہر طرح مجھکو مشکل ہوئی

اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے
لعبارت جب آنکھون کی زائل ہوئی

گلا کٹ چکا میرا جھگڑا مٹا
تسلی تری اجو قاتل ہوئی

دکھایا جو خون شہیدان نے رنگ
ہلال شفق تیغ قاتل ہوئی

مین دیوانہ مجنون رہا اُسکا رنگ
پری جبکہ لیلی شمائل ہوئی

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اسطرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو پونچھ کر کہا آپ سوار ہون باغ کو چلے راہ مین وہ دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر سوار ہوئین لشت پر کنیزین ڈولیون مین ہر جیب ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کم ساتھ چلین آخر پھر بھی سو دو سو ڈولیان ساتھ ہولین آگے ہٹانے کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ یہان امیر دوکان پر جمشید کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کمترین رومال لیے پشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار سامنے سے پیدا ہوئے راہ گیرون کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ کی سواری آتی ہی امیر بھی اُسی جانب دیکھنے لگے ناگاہ محافہ زرین نمایان ہوا ملکہ تو دیکھنے کی مشتاق ہین دایہ نے چلمن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہی او جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہی نہین معلوم یہ کون شخص ہی کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر اِس شخص کی
نگس رانی کرتا ہو ملکہ نے بے اختیار ہوکر پردہ ہٹایا صاحبقران کی نگاہ جمال بے مثال زہرہ
پر پڑی برج محافہ مین ماہ تابان کو پایا صاحبقران بھی بیقرار ہوگئے ملکہ سطوت وصولت دیکھکر
دایہ سے کہنے لگین ارے کہارون سے کہو ذرا رُکے ہوے چلین بھول گیا ہو باغ پہونچ جلینگے
فوراً کہار رُکے کاندھا بھی اُسی مقام پر بدلا آگے سے سوار پلٹے اُنھون نے آواز دی ارے
کہارو تم کیون رُکے ہو محافہ بڑھاؤ کہار بڑھے ملکہ پلٹ پلٹ کے دیکھا کین جب نظرون
سے صاحبقران مخفی ہوے وحشت کا جوش بیہوشی مین ہوش زانو پر ہاتھ مار کر کہا کیون
دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بیقراری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اُتر پڑون
سر قدمون پر اس شہریار کے رکھدون پروانہ دار گرد شمع جمال پھرون دایہ سمجھاتی ہوئی
باغ مین لائی گل وبلبل کو دیکھکر اور جوش وحشت بڑھا فرماتی ہین کیون دائی امان بلبل کا نالہ
سراسر بیکار ہی یہ تو موجود گل کے گلے کا ہار ہو پہلو گل مین پھول پھول کے بیٹھتی ہی بروقت
چاؤن چاؤن کیا کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرتی ہو فراق نصیب نہین کوئی امر فراق کا قریب نہین
حماقت ہی کہ روتی ہو یہ بے نصیبی مجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
ہوئی کیون دائی امان کیا تدبیر کرون کہ وہ اس باغ مین آکر گل وبلبل کی سیر دیکھین
مین جلسہ آراستہ کرون ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا واری تمھارا حسن بھی [illegible]
زاہد فریب ہو مین بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تمنے پردہ اُٹھایا تو وہ بھی اسی جانب
بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو اُنکا متغیر ہوا ادہر ملکہ نے کہا دائی امان تمنے یاد ہو محبت
سے ایسی باتین کہتی ہو وہ خود حسین وجمیل ہین بقول شاعر ۔ فرد ۔ سُنا یوسف کو حسینان
جہان بھی دیکھے ✤ ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سُنا ✤ آنکھین رشک دیدۂ غزال عارض
ماہ آسمان کمال رعب وجلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہو وہ خود بے مثل ہین دوسرے کے
جمال پر کیا نگاہ ڈالیگا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجیے اگر وہ آئے تو بہتر ورنہ مین وعدہ کرتی ہون
کہ جاکر بلا لاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آیا دن تڑپ تڑپ کے بسر کیا جب شام ہوئی
چبوترے پر فرش بچھوایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھین گائن سامنے حاضر ہے

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہان صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا معلوم ہوا کہ باغ مین گئی ہین جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا رہے بیقرار ہو رہے تھے لباس شب روی پہنا تلوار بغل مین دبائی کمندین بازوون پر باندھین اُٹھ کر ٹہلنے لگے آخر ضبط ہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی نشان پر چلے آتے آتے سامنے باغ کے پہونچے دیکھا کہ چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین آپس مین باتین کر رہی ہین کہ بی بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تاجر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہین نہین معلوم وہ کون شخص ہے آ کر جمشید کا مہمان ہوا ہے کسی ملک کا تاجر ہوگا بی بی ہماری آپ سے باہر ہو رہی ہین دایہ سے کچھ باتین ہو رہی ہین صاحبقران کنیزون کو دیکھ کر پشت باغ پر آئے کمند لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا داری دیکھیے کوئی شخص دیوار پر چڑھا ہے یقین ہے کہ وہ ہی ہین یہ کہکے دایہ بڑھی ملکہ نے کہا کہ مین بھی آؤن دایہ نے کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اسقدر راستہ طے کر کے آئے ہین تو جلسے مین بھی آ کر شریک ہونگے صاحبقران دیوار سے اُتر کر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہین مگر حیران ہین کہ اب کیا کرون خود بخود صحبت مین کیونکر چلا جاؤن حجاب مانع ہے اس سوچ مین کھڑے تھے کہ دایہ نے آ کر سلام کیا امیر حیران ہوے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہین پرایے مکان مین بیخوف چلے آئے امیر نے شرما کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوے گل پسند آئی کمند مار کر چلے آئے اگر تمھارے خلاف ہو چلے جائین دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر مسند پر بٹھایا ملکہ سے کہا کہ لو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہین اب انسے حال پوچھو ملکہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ جمشید کے یہان آپ کے آنے کا کیا باعث ہے آپ کی دوکان کس ملک مین ہے امیر نے فرمایا کہ ری شہنشاہ خوبی مین تاجر نہین ہون داماد نوشیروان صاحبقران زمان ہون ایک غول کے تعاقب مین آیا اُسکو مارا جمشید درہ کوہ مین قید تھا مین نے اُسے رہا کیا اسنے کہا کہ میرے قلعہ مین چلیے مین اُسکے ساتھ چلا آیا ملکہ نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث خوش نصیبی ہوا کہ شوہر جہر نگار ہین جو جو شاہزادیان ملکون مین حسین وجمیل ہین وہ سب انکے عقد مین ہین اب ملکہ نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل گائی۔ نظم

اب لڑا یا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ	آئینہ سے بھی نہ کرتے تھے کبھی وہ چار آنکھ
اُسکے کوچہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا	کھولدونگا جلکے زیر سایۂ دیوار آنکھ
چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپنے	بیجا ہوا اب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ
دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ	ڈالدیتی ہے غضب میں انکو بھی ہر بار آنکھ
وعدۂ دیدار فردا ہی قیامت پر ہو زند	روز محشر تک نہ کھولیں طالب دیدار آنکھ

گاتن نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاط ظاہری ہونے لگا سب
کنیزیں پوشیدہ ہو گئیں جب رات کم رہی تو صاحبقران نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں
انشاء اللہ کل پھر آئینگے مگر دین اسلام قبول کرو ملکہ نے بخوشی کلمہ پڑھا دایہ نے بھی مع کنیزوں
کے بخوشی کلمہ پڑھا ایک کنیز ہے جنجل نام اسکو کلمہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اپنے جی میں کہتی
ہے کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لاکر بٹھایا مذہب بھی ہاتھ سے دیا جنکی مدت سے
خدائی چلی آتی ہے لات و منات کو بُرا کہا خدا سے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان
دونوں کو قتل کراؤں جاکر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کرکے
روانہ ہوئے جنجل کنیز بیچین ہو رہی ہے کہ جاکر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں مصروف
ہوئیں روشنی کرائی گلدستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے جنجل شام سے دور آئی
ہو گئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے جنجل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا
جب ارکان باہر آیا جنجل کو دیکھ کر پوچھا کیوں جنجل ملکہ کا مزاج کیسا ہے جنجل نے
جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجر امیر کو اپنی دوکان پر مہمان لایا
بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں
تخت پر سوار ہوکر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھکر اُنکی بہت بیقرار ہوئیں امیر بھی رات کو آئے
پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلمہ پڑھا مگر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی
ہیں اب امیر آئے ہونگے حضور تشریف لیچلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوند خوش
ہونگے آپ تو خداوند کے خراجگزار ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں سے آپکے واسطے خطاب
آئے یہ سُنکر ارکان غصے سے سُرخ ہو گیا کہا کہ او ناداں تو نے میرے سامنے یہ دو ابیات

باتیں بیان کر دین جی چاہتا ہے کہ جا کر اس گیسو بریدہ کو ٹکڑہ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے
ہون یہ کہکے گستاخ کرگدن سوار سپہ سالار کو بلایا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اسی وقت قرناکرائی بیس ہزار سوار و پیدل
تیار ہوے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف باغ کے چلا یہان امیر
بھرات کے موافق وعدے کے آئے ملکہ استقبال کرکے لائین گانیلی تیار تھین امیر
کے بیٹھتے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات مہرنگار پوچھ رہی ہین نام مہرنگار سنکر
امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال مہرنگار کیا بیان کرون عجب حسرت سے انتقال کیا
غم مین قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چند کہ مین نے قاتل کو مارا مگر وہ جام
زہر پلا چلی تھین انکے غم مین فقیر ہوے نو مہینے پنجرے مین بند رہے فرامرز بن
قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کنیز دوڑی
ہوئی آئی کہا حضور شام سے چنچل نکل گئی اُسنے جا کر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیکر
آپہونچے گیسو بڑھائے ہوے طرف در باغ کے آتے ہین امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
رونے لگین کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہین بیس ہزار سپاہ آتے ہین اُنسے کیونکر مقابلہ ہوگا
امیر نے فرمایا کہ کیا مین چھپ کر بیٹھ رہون ملکہ نے لاکہ روکا امیر اُٹھکر چلے اور خیمے مین جا بیٹھا کہ
بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہکر باہر نکلے ملکہ دعائین کر رہی ہین اور خواصین
آمین آمین کہہ رہی ہین امیر مرکب پر سوار ہوے در باغ سے نکلے نعرہ شیرانہ کیا ارکان
کو دیکھکر آواز دی کہ او ارکان تو خود میرے مقابلے مین آ ارکان نے اپنی فوج والون سے
کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا مین اکیلے
لڑے مین یہ بیس ہزار کب خیال مین آتے ہین تلوار کھینچ کر جا پڑے ارکان نے جو ترغیب
دی فوج جانبازی کرنے لگی ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین
مگر صاحبقران اُس بلوے مین لڑ رہے ہین کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
مین نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا ہے کہ یارو تم اسقدر ہو ایک شخص کو گرفتار نہین
کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سوارون نے امیر کو اب نرغے مین گھیرا ہے

نیزے مار مار کر بھاگتے ہیں بعضے دور سے تیر اندازی کر رہے ہیں امیر نے اسقدر نیزے کھائے کہ تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملکہ نے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دعا عشق کرنے لگیں یکایک صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش بارہ ہزار سوار لیئے پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہی دور سے نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا میں آ پہونچا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے گا آپکا خدمتگزار آ پہونچا ان بیحیاؤن کی یہ مجال ہی کہ آپ کو اکیلا پا کر یون ہلاک کرین یہ کہکے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلوارین برابر کھنچ گئیں امیر چیت ہو کر مرکب پر بیٹھے نقابدار جو آکر گرا پہلے ہی حملے مین بارہ ہزار کو واصل جہنم کیا امیر نے جوانی جہلت بائی ڈٹتے ہوے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہی کہ ارکان پر مین جا پڑون ایک طرف سے امیر للکارتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے نقابدار تا ہی امیر سے مقابلہ پڑ گئی ہاتھ تلوار کے ارکان نے مارے امیر نے تلوار پر رو کے آخر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر سینگری کر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ ہوا اگر دلاشے پڑے ہین نقابدار تلوار کھینچے ہوے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس مکار کو مجھے دیجیے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہو امیر نقابدار کے حوالے کرین پکار اٹھا کہ ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا ای محسن تو نے نہایت احسان کیا چاہتا ہون کہ تیرا روے زیبا دیکھون ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی اظہار نام نہین منظور ہی انشاءاللہ پھر کبھی ثابت ہوگا یہ کہکر نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگون کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے رخصت ہوا جمشید کے ملازمون نے خبر پہونچائی کہ امیر باغ بہلد ہیرہ کے گھر گئے مین ہزار فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دوسی غلامون کو لیکر اُس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی تھی امیر ارکان کو لیکر باغ مین جاتے ہین کہ جمشید نے آکر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا علام بیقرار ہوگیا امیر نے فرمایا کہ ای جمشید خدا نے اپنا فضل شریک کیا نقابدار مرصع پوش براے مدد آیا ارکان مسلمان ہوا اب باغ مین اسکو لیے جاتا ہون جمشید خیل نگہبانون کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ مین آئے ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مجکو دولت اسلام ملی مگراب چاہتا ہون کہ ای شہریار آپ اسکو کنیزی مین قبول کرین ہرچند کہ امیر نے فرمایا کہ ای ارکان مین بر سر راہ ہون چار پہاڑون کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح ہوگئے اور ہفت پیکر بھاگ کر طلسم مین گیا اسوقت عقد کرونگا فرزند میرا جب طلسم مین جائیگا مین در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقد حاصل کرونگا مگر ارکان نے نہ مانا ترنج خوشبوئی سینے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اسی باغ مین جلسہ عروسی قرار دیا شہر مین امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمرو پھیرتا پھرتا اس طرف پہونچا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ حمزہ کیا صاحب نصیب ہی جہان جاتا ہی معشوق پریچہرہ سے سامنا ہی امیر زعفرانی جوڑا پہنے ہوے مقام صدر پر بیٹھے ہین ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہی کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بنکر اندر آئے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین پڑا ہوا ہی ارکان کو سلام کیا کہا کہ ای بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوقچہ لیکر بھاگ آیا ہی چاہتا ہون کہ اُسے گرفتار کرکے لیجاؤن ارکان نے کہا کہ اس صحبت مین دیکھو اگر ہووے تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھکر سب طرف دیکھا امیر کو جھک کر سلام کیا کہا کہ یہان آکر داماد شاہ بنے ہو بڑی جرأت پیدا کی امیر نے فرمایا کہ او سوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہی اچھی طرح پہچان عمرو نے کہا کہ مین خوب پہچانتا ہون صندوقچہ جواہرات کا کیا کیا یہ سُنکر ارکان نہایت ملول ہی کہ یہ تو صاحبقران بنے تھے افسوس ہی کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ مین نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی مین جب تکرار ہوئی امیر تیغے کو ٹیک کر اُٹھنے لگے عمرو نے کہا کہ مجپر یہ کیا قصد کرتے ہو خوف خدا نہین آتا ہی تب تو امیر نے عمرو کو پہچانا اُٹھکر گلے سے لگا لیا کہا کہ ای یار وفادار کہان تھے تمسے جدا ہوکے یہ پر جا مین

اٹھائیں خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمرو و برق بھی صحبت میں بیٹھے تیاری برات کی ہو رہی ہی پھر رات سے گئے امیر کو جمشید کے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا باندھا خواجہ نگس رانی کرتے ہوئے ساتھ میں ملکہ سے وہاں سب نے مبارک مبارک دولہا ملکہ شرما کر ایک کمرے میں جا بیٹھیں حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کنیزیں کمرے کے دروازے پر کھڑی ہیں ملکہ کمرے کا دروازہ نہیں کھولتی ہیں دختر دایہ روح افزا کہ یہ بہت منھ لگی ہی اسنے آکر دروازے پر آوازیں دیں جب صدا نہ آئی گھبرا کر کہا دروازہ توڑ ڈالو دروازہ توڑ کر روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کنیزوں میں رونے کا غل ہوا کہ ایک قلعہ آتشبازی چھٹنے کی آواز آئی برات پہنچی امیر پہونچے ہاتھی سے اُترے بارگاہ میں آئے خواجہ سراد دوڑا ہوا آیا امیر کے سامنے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ غائب ہو گئیں خواجہ نے کہا کہ ذرا میں اس مقام کو جاکر دیکھوں خواجہ جو محل میں آئے روح افزا کو دیکھکر عاشق ہوئے کمرے میں آئے دیکھا چہرہ نقب نہیں ہی مگر لیجانے والا لے گیا خواجہ باہر آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی یہ کسی ساحر کا کام ہی حضور یہیں تشریف رکھیں میں تلاش کر کے لاتا ہوں امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمرو نے کہا آپکا چلنا بہتر نہیں یہ کہکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے چوتھے دن خیال میں گذرا کہ اپنی فال دیکھیں وہ فال یہ ہی کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھکر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم بیش جسطرف پتہ ملکہ کا ملے اسطرف منھ ہو جائے جدھر منھ اٹھا اُسطرف چلے راہ میں ایک جادوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای جانیوالے تھوڑی دیر ٹھہر جا ابھی دو مسافروں کو لون لگ گئی اُنکے وارث اٹھا لیگئے ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہی یہاں سے پانچ کوس پر باغ ہی نسیم گیسو دراز کا اُنکو نامہ پہونچانے جاتا ہوں عمرو نے تھیل بانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو پیو ساحر نے پانی پیا پانی پیتے ہی بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکو تو ٹھکانے ڈال دیا اپنی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طی کر کے در باغ پر پہونچے دروازے پر دو ساحر جشنیں کھڑی تھیں اُنھوں نے پکار کر آواز دی ای اعظم جادو

کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہیں میں انکے پاس نامہ لایا ہوں جشنین خواجہ کو لیکر اندر گئیں خواجہ نے دیکھا کہ بیچ میں باغ کے ایک چبوترہ ہے اُسپر فرش بچھا ہے ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہے گانا ہو رہا ہے خواجہ نے جاکر نامہ ہاتھ میں دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہے خواجہ نے کہا کہ آپکی یاد میں رہتی ہیں اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ میں ضرور جاؤنگی ایسی شادی میں جاکر شریک نہوں شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُسکے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو نے باتوں میں پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہے نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اورنگ جادو کہیں سے معشوقہ لائے ہیں وہ رضامند نہیں ہوتی جلسہ جمع کرکے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا دکھاینگے کہ وہ اُنکو قبول کرے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہے ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے واسطے یہ سامان ہو رہے ہیں عمرو نے کہا کہ اے ملکۂ عالم ایک چیز میں بھی سناؤں نسیم نے کہا کہ اے اعظم تمہیں تو گانے میں دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا قدرت تعلیم کر گئے یہ کہکے عمرو نے سازندوں کو اشارہ کیا سازندے لے یہ غزل شروع کی۔ نظم

صدمۂ ہجر سے چھوٹوں مجھے راحت ہوجائے
دم نکل جائے کہیں جلد فراغت ہوجائے

تیری تصویر جو لیجا کے لگا دیں او بت
دیر درگاہ بنے جائے زیارت ہوجائے

پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے جو ثواب
چین آجائے مری روح کو راحت ہوجائے

آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہے اے رند
دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہوجائے

نسیم نے بیقرار ہو کر کہا کہ اے اعظم تم نظر کردۂ خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی ہم تمکو سامنے شہنشاہ اورنگ کے لیجائینگے عمرو نے کہا کہ حضور لکھ میں کردوں اگر حکم دیجیے تو گا کر شہنشاہ اورنگ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کردوں نسیم نے کہا کہ اے اعظم یہ خبر مشہور ہے کہ کئی دن سے شہنشاہ نے غذا نہیں نوش کیا ہزار طرح سے معشوق کو سمجھاتے ہیں مگر وہ نہیں قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اورنگ نے یہ جلسہ قرار دیا ہے کہ سب شاہزادیاں جمع ہوں اُنکے سامنے ناچ گانا ہو اُسی جلسے میں شہنشاہ سحر کرینگے کہ معشوق تسخیر ہوجائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکۂ عالم مجھکو

ضرور سے چلے ہیں نے سیکڑون بیوپیٹیون کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ اے اعظم اگر تمھارے ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تمکو بہت خوش کر دینگے یہ کہکے اُسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو بھی ساتھ لیا راہ مین خواجہ کہ رہے ہین کہ کیون اے ملکہ شہنشاہ کہان سے اُس معشوقہ کو لائے نسیم جواب دیتی ہو کہ اُس نازنین کی شادی ہو رہی تھی حجلۂ عروسی سے اُسکو نکال کر لائے ہین اب خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہو کہ یکایک پھولون کی بو دماغ مین آئی دیکھا سامنے ایک باغ ہو بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہو اُس پر تخت بچھا ہو ایک ساحر سیہ فام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہو گرد انبیین جلیسین بیٹھی ہین کہ نسیم جاکر پہونچی تاجدار کو سلام کیا تاجدار نے کہا کہ اے نسیم آؤ بیٹھو کرسی جواہر نگار جو بچھی تھی اُسپر نسیم بیٹھی خواجہ رومال لیے ہوے مگس رانی کر رہے ہین یکایک ابر اُٹھے بر سر باغ آکر لہرائے اور شق ہوے شاہزادیان تخت اُڑاتی ہوئی آئین کرسیان طلب ہو کر اُس صحبت مین بیٹھین جب جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے پکار کر آواز دی کہ مین نے تم سب صاحبون کو اسلیے تکلیف دی ہو کہ مین تخت اُڑائے جاتا تھا ایک باغ مین ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا اپنے ہوش مین نہ تھا آخر اُسی مقام پر ٹھہرا وہ ایک کمرے مین گئی مین بھی وہان پہونچا اُسکو اُٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہین مین نے جو اُس سے سوال وصل کیا اُسکو میری صورت سے نفرت ہو جواب صاف دیتی ہو کہ مجکو قتل کر خواہ قید رکھو لیکن مین اِس امر واہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب مین نے دیکھا کہ جان جاتی رہیگی تب مجھ کھانا راتون کو نیند نہین آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہون یاد مین اُس محبوب پری چہرہ کی مرتا ہون تم مین سے جو ساحر اس فن مین کمال رکھتے ہون اُسکو رضامند کرین تو بڑا احسان ہو نسیم نے دیکھکر آواز دی کہ اے شہنشاہ ہماری بہن کا ملازم اعظم جادو نظر کردۂ خداوند ہفت پیکر ہو اس کام مین کمال رکھتا ہو اسکا معشوقہ سے سامنا کرائیے اورنگ نے کہا کہ اے اعظم تمھارے بزرگون سے ہمین رسم رہی تمھارا کمال دیکھنا چاہتے ہین کہا کہ اے شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہو پہلے وہ ظاہر کرون اورنگ نے پوچھا وہ کیا کمال ہو عمرو نے کہا علم موسیقی کا مجھکو حاصل کیا پہلے میرا گانا سنیے مین بہت

یہ آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگنیان سامنے آتی ہین تدبیرین جتاتی ہین سماعت فرمائیے
میری آواز تو آپ نے سُنی تھی یہ کہکر عمرو نے تان نکالی اور یہ غزل شروع کی۔ نظم

مطلب مین صفا ہو یہ تکلف ہی زبان کا — دقت ہو معانی مین تو کیا لطف بیان کا
ثابت نہین ہوتا چلی جاتی ہی کدھر کو — عالم ہی مری روح مین بھی ریگ روان کا
مر مر گئے عاشق ترے نگرا کے سرون کو — تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
دلخواہ جنون ٹھیک نہین ہوتا گریبان — سو بار ادھیڑا اُسے سو مرتبہ ٹانکا
پیری مین ہوے رند عبث مائل طفلان — کیون آپ کو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اورنگ تعریفین کرنے لگا کہا کہ اے اعظم حقیقت مین
تم قدرت کے نظر کردہ ہو سامنے کمرہ ہی اسمین قفس مین مین نے معشوقہ کو بند کیا ہے
اس آٹھ دن مین کیا کیا بدختین کین کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہین مانتی خواجہ اُٹھے
کمرے مین جاکر دیکھا کہ زہرہ قفس مین بند سرنگون بیٹھی ہی عمرو نے سلام کیا کہا کہ ملکۂ عالم
غلام کو آپنے پہچانا زہرہ عمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ اے شخص مین نہین جانتی عمرو نے کہا
کہ مین امیر کا عیار ہون تمھارے غائب ہونے سے امیر کا عجب حال ہی مجکو واسطے
تمھاری تلاش کے بھیجا ہی مین یہانتک پہونچا تم صرف اتنا کہدو کہ مجھے تجھ سے محبت ہی
مگر تو نے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے مجکو نامنظور ہوا تجھ ایسا صاحب اختیار سے مجھے
کہان ملیگا صاحب حکومت وسلطنت سحر وساحری مین طاق شہرۂ آفاق نائب خداوندی
جو یہ کہوگی مین ان سب کو مار لونگا زہرہ نے بہ مجبوری منظور کیا عمرو نے کہا کہ مین فوراً سامانی کری
کرکے اپنا کام کر لونگا مگر اورنگ کو جوش محبت ہی جب خواجہ کمرے مین گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے نسیم مین بھی جاکر سنون کہ اعظم کیا باتین
کر رہا ہی یہ کہکے فوراً دروازے کے پاس آیا سُنا کہ عمرو سکھا رہا ہی زہرہ کہتی ہی کہ اچھا
مین یہی کہونگی یہ سب باتین اورنگ نے سنین زانو پر ہاتھ مارتا ہوا محفل مین آیا کہا کہ اے
نسیم تمنے اعظم کو کہان پایا یہ تو قاتل دمامہ ومشمش ہی ہمارے قتل کی فکر مین آیا ہے
خواجہ ملکہ کو سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اورنگ نے کہا کہ اے اعظم قریب آؤ کہو کیا عمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہا کہ ای شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہی اور رنگ
نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق چمک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا زمین
نے پاؤن تھام لیے کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے ہماری چالاکی دیکھی کہ ہمنے سب
تیری باتین سنین اب مین کیا تجھے زندہ چھوڑون گا جسقدر شاہزادیان محفل مین موجود
تھین سب کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ ای اورنگ تمنے بڑا کام کیا اورنگ نے کہا جب
اسنے اشعار گائے تب ہی میرا دل دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا خداوند
ہفت پیکر نے خوب بچایا بای نسیم اسکو لیجاؤ اپنے باغ مین جاکر قید کرو مین قدرت سے
عرض کرونگا کہ عمرو کو مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کرون معشوق کے واسطے
پھر جلسہ کرونگا آج اور معاملہ درپیش ہوگیا نسیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیان بیڑیان
پہنا کر تخت پر ڈال لیا لیکر اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہان نسیم کنیزون کو باغ مین چھوڑ آئی
تھی کنیزین باغ مین بیٹھی ہین کہ برق عقب مین خواجہ کے چلا تھا بشکل مالن اس باغ
مین آیا کنیزون سے حال پوچھا کنیزون نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر صحبت اورنگ
مین گئی ہین برق سمجھ گیا کہ اُستاد بشکل اعظم پہونچے ایک کنیز کو الگ لیجا کر بیہوش
کیا اُسی کی شکل بنکر اُن سب مین شریک ہوا کہ نسیم عمرو کو لیے ہوے آکر پہونچی کہا اسکو
لیجا کر قید کرو اس ظالم نے اورنگ ایسے ساحر کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھون نے بڑی
تدبیر سے اسکو پہچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھکر کہا کہ مجھے دیجیے تو مین اسکو قتل کرون
اسکا قید کرنا بہتر نہین ایسا نہو کہ اسکا کوئی شاگرد اسطرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور
مجھے بڑا خوف ہی یہ کہکر خنجر لیکر چلا نسیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ ای لالہ عذار مین تیرے مطلب
کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہین ہی آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نامہ گیا ہی
وہان سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ
سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہمکو رہا کرے تو چھوٹ اور اس محفل کو لوٹو برق
حیران ہوکر رہجائے نرگس نامے ایک ساحرہ سامنے کھڑی تھی نسیم نے دیکھکر آواز دی
کہ ای نرگس تم اسکو لیجا کر قید کرو نرگس نے سر زنجیر کو تھام لیا کشان کشان خواجہ کو

ایک مکان مین لائی اُس مکان مین لاکر کہا کہ او ساربان زادے یہان بیٹھ آب و دانہ تجھیر
بند رہیگا عمرو نے کہا کہ بُوا نرگس ہمارے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے لو ہمارے مارے جانے
کے بعد ہمارا فاتحہ کرا دینا نرگس نے کہا کہ روپیہ کہان ہو عمرو نے کہا کہ ایک ہتھکڑی کاٹ تو مین
روپیہ نکالون نرگس نے ہتھکڑیان نکالین عمرو نے کمر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیون کی
دی نرگس نے روپے گنے کہا خواجہ اور بھی سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا جو
اس سے ملے وہ لیلو عمرو نے کئی پوٹلیان روپیون کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
اسمین اشرفیان ہین کھل کر گن تو نرگس نے گرہ جو کھولی بیہوشی اُڑی نرگس بیہوش ہو کر
گری خواجہ نے اُسکی زبان مین سوزن دی روپے اپنے لیکر اپنی زنبیل مین رکھے کہتے جاتے
ہین کہ حرامزادی نے کیا باوا کا مال سمجھا تھا کہ روپے لیکر اپنے دوپٹے مین باندھ لیے یہ نہ سمجھی تھی
کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اُسکی زبان مین سوزن دیکر اپنی صورت بنایا آپ اُسکی
صورت بنکر تیار ہوے قیدخانے مین قفل لگا یا دوڑے ہوے سامنے نسیم کے آئے کہا دائی
یہ تو بڑا مکار ہو مین نے ایک طمانچہ مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ گئے بیہوش پڑا ہو قدرت اُسکے
مکر سے بچا ئین نسیم نے کہا کہ ای نرگس تمنے اچھا کیا عمرو نے کہا کہ صحبت عیش آراستہ ہو
شراب کا چرچا ہو اُس نشے مین اس نگوڑے پر بدعت کرین لالہ عذار نے کہا کہ مین میخانے
سے شراب لاؤن نرگس نے جواب دیا کہ بی لالہ عذار الگ رہو دیکھو مطلب ہوا جاتا ہو برق
شراب کر میخانے مین پہونچا گلابیان شراب کی درست کرنے لگا لا کر صحبت مین رکھین عمرو نے
کئی مرتبہ کہا کہ ای لالہ عذار تمکو بڑی خوشی ہو برق نے کہا کہ دشمن ساحران قتل ہو جائے تو دل
آرام آئے برق نے گلابیان رکھین خواجہ نے زبجائی کر نسیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
ساقی گری کرون یہ کہکر جام نسیم کو دیا کہا حضور آپ پیجیے تو سب کنیزین پین نسیم جام کو پی گئی
اتو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی نسیم نے بیٹھے بیٹھے نشے
کے جوش مین کہا کہ لو خداوند ہفت پیکر آئے ہین عمرو نے کہا کہ اُنکی بھی ٹانگ لیجیے
نسیم بلبلا کر اُٹھی بیہوشی نے اپنا رنگ دکھایا لڑکھڑا کر گری سب خواصین اپنے اپنے
مقام سے لینا لینا کہکر اُٹھین گر کر بیہوش ہوئین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کرکے اُٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے مین برق لوٹنے لگا کئی کنیزون
کے کڑے چھڑے اُتار لیے عمرو نے جو دیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ اپے چوٹٹے دیکھا تو نے
مین خود رہا ہوا مگر برق جب کنیزون پر گرتا ہی کبھی چھلا اُتار لیا کبھی انگوٹھی اُتاری لاکھ خواجہ
مارتے ہین برق نہین مانتا گھسا جاتا ہی عمرو نے کہا کہ او برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہی ان
کنیزون کو صحبت اورنگ مین لیچلو کنیزون کو ہوشیار کیا کنیزون نے اطاعت کی
ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہمکو بھی قتل کر ڈالین لاشے دیکھکر خائف ہوئین خواجہ بشکل نسیم بنے
برق بشکل لالہ عذار چند کنیزون کو ساتھ لیا کہا کہ ہمکو صحبت اورنگ مین لیچلو یہان
اورنگ شب کو ملکہ زہرہ کو صحبت مین بلاتا ہی عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہی مگر زہرہ کا
وہ ہی کلام ہی کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر ہاتھ نہ لگانا اگر ہاتھ لگائیگا تو بہت پچتائیگا دیکھا
نسیم تخت اُڑائے ہوے آتی ہین جیسے ہی نسیم پہونچی اورنگ نے پوچھا کہ ای نسیم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہون عمرو کو ایسی تکلیفین پہونچائین
کہ شب کو قید خانے مین مرگیا مین نے ابھی لاشہ اُسکا نہین پھینکا کہیے تو لاشہ منگواؤن
اورنگ نے کہا کہ مین لاشہ دیکھکر کیا کرونگا تجنے تو اُسے قتل نہین کیا مین قدرت کو
ملکہ بھیجونگا نسیم نے کہا کہ عمرو کے مرنے کا جشن کیجیے یہ سُنکر اورنگ نے کہا کہ ای نسیم
کیا خاک جشن کرون نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا چرچا ہو مین آپ کے پہلو مین بیٹھون
میرے ساتھ اختلاط ظاہری کیجیے یقین ہی کہ اُسکو رشک ہوا اور آپکا وصل قبول کرے
اورنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہی کہ رشک ہو عمرو نے پکار کر کہا کہ ای
لالہ عذار میخانے مین جاؤ شراب سلیقے سے لاؤ برق جھپٹ کر میخانہ مین پہونچا شراب مین
بیہوشی ملائی گلابیان درست کرکے لایا لاکر محفل مین رکھین خواجہ بشکل نسیم ہین کہا کہ اے
اورنگ آج بڑی خوشی ہی گویا مسلمانون کی کمر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا
اور عیاریان کریگا بڑے بڑے مقام اسنے برباد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا
نسیم نقلی پہلو مین اورنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اورنگ اختلاط
ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو مین بیٹھین ہوا بند ہو گئی

بی زہرہ متغیر ہو رہی ہیں آپ کی جانب دیکھتی ہیں چاہتی ہیں ہمکو پہلو میں بٹھائیں اورنگ
کو کھٹکا ۔ دیکھا اسنے زہرہ تو اسی طرح سر جھکائے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہی برق نے
جام بھر کر اورنگ کو دیا اورنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا اورنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہی برق نے نیمچہ مارا اورنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ و روغن بھی چہرے کا اڑگیا دیکھا برق عیار ہی خواجہ بشکل نسیم ہیں خنجر لیکر اٹھے کہتے
ہوے کہ یہ ظالم یہان کیونکر آیا ارے بتلا کہ میری کنیز کو کیا کیا اے بادشاہ میں اسے قتل کرون وہ
میری پرانی کنیز ہی اسکو اسنے کیا کیا یہ کہکر رونے لگے اسقدر روے کہ ہچکی لگ گئی اورنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ اے نسیم میں لالہ عذار کو تلاش کر دونگا محال ہی اسکی کرنہ جائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجھکو شک ہوا میں نے سحر کر دیا عمرو نے کہا کہ مجھکو خوف
آتا ہی یہ پتلے جو آپ کے گلے میں پڑے ہیں انکو اتار ڈالیے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کریں یہ کہکے بازوؤن پر سے اورنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اورنگ نے کہا کہ اے پتلہ ہاے سامری تم الگ بیٹھو جو خوف تھا وہ نکل گیا
اب عمرو نے جام لبریز کرکے اورنگ کو دیا اورنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لیا لبون سے
لگا کر پی گیا تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہی کہ ایسا فقرہ کرون کہ اپنے
مقام سے اٹھے اور گرکر بیہوش ہو آنکھیں تو سرخ ہو رہی ہیں فقط اٹھنے کی دیر ہی سرنگ
شہزادہ و وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اورنگ نے نشے میں کہا کہ اے سرنگ
کہان تھے سرنگ نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ شکار میں تھا وہان جو آپ کا خیال کیا دل
دھڑکا میں نے سحر کیا اس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو ہی اورنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا میں نے اسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہیں ہی عمرو
نے سرنگ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شراب
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصد کیا کہ پیون بازو پر اسکے پتلہ فولادی بندھا تھا اسنے سر
ہلایا سرنگ نے کہا کہ اے نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہکر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ہاتھ رکھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہی پتلے نے مثل انسان کے آواز دی کہ یہ عمرو عیار ہی جو بشکل نسیم بنے

سرہنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور رنگ کے ہوش اُڑ گئے صحبت کے لوگ
کہتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہیں معلوم
نسیم پر کیا معرکہ گذرا کہ اُسکی شکل پر یہ آیا اس کلیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا اُستاد
عیاری کرنے کو موجود ہی زبردستی شراب پلائے دیتا ہی سرہنگ کے آنے نے اس وقت
بڑی حفاظت کی سرہنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آپ کا خیال آیا ورق
بنا ہوا قدرت کا جیب سے نکلا اُسمیں نوشتہ پایا کہ شہنشاہ اورنگ پہ کوئی اُفتاد پڑا
چاہتی ہی میں بیقرار ہو کر دوڑا آپ کو آکر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زادہ پلا چکا تھا
اب چاہتا تھا کہ اُٹھیں تو بیہوش ہوں ملکہ نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو و برق
سامنے گرفتار ہوے بیقرار ہو کر رو رہی ہیں کہ ای فلک مجھے اس بلا میں پھنسایا ایسے چنگل
سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے میں پہونچایا کہ جسکی صورت دیکھکر خوف آتا ہی ای کریم و رحیم اب جلد
نجات دے یا ملک الموت حکم ہو کہ میری قبض روح کرلے اورنگ نے سرہنگ سے کہا کہ اب
کہو کیا صلاح ہی سرہنگ نے کہا کہ باغ سے نکلیے میدان خونی کی تیاری ہو اُن استاد و
شاگرد کو قتل کیجیے سر اُنکے خدمت قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح سبکو پسند آئی سرہنگ
نے یہ بھی کہدیا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھیے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں حمزہ
کی یہی دستگیری کرتا ہی بلاے روزگار ہی اُن ساحروں کو اُسنے مارا کہ جنکا مثل و نظیر نہیں
اب قدرت ہفت پیکر پہ اسرار زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہی کہ قاعدے میں جو کاہن
لکھ گئے ہیں کہ طلسم ہفت پیکر کی میعاد گذر چکی بعض نے لکھا ہی کہ سال آخر طلسم ہی اب وہ
سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اورنگ نے اُسی وقت حکم دیا بیرون باغ میدان خونی
کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئیں جلاد موجود ہوے اورنگ و سرہنگ عمرو و
برق کو لیکر نکلے جلادوں سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پر کھینچیں جلادوں نے پاؤں میں
عمرو و برق کے زنجیریں باندھیں ملکہ نہایت بیتاب ہیں کہ عمرو و برق دار میں لٹکائے
گئے اورنگ نے تیر و کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کمانیں لیکر کھڑے ہوے
عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادی کا

اہل اسلام قبضے مین کافر کے جاتی ہے اسکی عصمت کو بچا لے عمرو و برق نے جو بیقرار
ہوکے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے
زرنگار کے پھریرے کھلے ہوے لشکر ساحران دلیر ساحران بڑے تجمل سے آتا ہے خواجہ عمرو
نے رستم کو پہچانا رستم مرکب پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم
تیغہ ہفت جوہر کمر سے لگا ہوا جہلال ایسا ساحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے روا روی
کرتے ہوے آتے ہین جہلال کی نگاہ پڑی کہ خواجہ و برق دار پر لٹکے ہین اور نانگ تیر
کو بجر کمان سے رہا کیا چاہتا ہے جہلال نے زانو اپنا پیٹ کر کہا کہ اے شہریار گھوڑا جلد
بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہین یہ کہکے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا
وہان سے تڑپ کے دار پر گرا دار کو قلم کرکے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تیغہ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنون پر جا پڑے پہلے حملہ مین کئی سو ساحرون کو مارا اب اورنگ سنبھلا اسنے
جو دیکھا کہ جہلال نے ستم اوڑ کر دیا جہلال کو للکارا کہ او جہلال کیون فساد انگیزی کیا
مجکو تو نہین جانتا زمین ہلا دونگا سامنے سے ہٹ جا جہلال نے گولا مارا اورنگ نے
گولا روک لیا وہی گولا پھینک مارا جہلال نے ہرچند روکا مگر گولا ڈنکا قریب آکے
پھٹا اس سے برق نکلی شانے پر گری شانہ جہلال کا نشانہ ہوا جہلال زخمی ہوکے
ہٹا رستم لڑتے ہوے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہوئی
آخر سرنگ نے تلوار کھینچی بڑھکر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اس کی تیغہ ہفت جوہر
پر روکی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تیغہ جو جھکایا سرنگ کو آئینہ شمشیر مین جلوۂ
عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرایا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بجر کمان مین پیوست کرکے سینہ پرکینہ سرنگ کا تاکا
تاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا
ہوگیا مارے جانے سے سرنگ کے اورنگ گھبرایا مگر اپنے سحر پہ سکو بڑا ناز ہے ساتھ کے
ساحر غل مچاتے ہین کہ حضور اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب
سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کرکے نعش ملکہ زہرہ کا اٹھالیا

اب جو روشنی ہوئی اورنگ نے قفس نہ دیکھا بیتاب ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اے جان جہان نظروں سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہونگا۔ نظم

اُسے غیر آ کے بھڑکاتے ہیں بدنام کرتے ہیں	کسی کے کام سے کیا کام اپنا کام کرتے ہیں
رسائی اُسکے گیسو سے رسا تک غیر ممکن ہی	وہ سودائی ہیں جو ایسے خیال خام کرتے ہیں
نہ گیسو چھونے دیتے ہیں نہ رخ کا بوسہ دیتے ہیں	یونہیں اک عمر گذری ہو کہ صبح بشام کرتے ہیں
نہیں دیکھا ہو تجھسا دوسرا وحشی مزاج ابتک	جو تجکو دام میں لاتے ہیں وہی کام کرتے ہیں
بنے پھرتے ہیں عاشق معرکوں میں منھ چھپاتے ہیں	عبث اے زندہ نام عشق کو بدنام کرتے ہیں

اورنگ اسقدر بیقرار ہوا کہ پکار کر آواز دی اے رستم مجھے جان دینا منظور ہے کہ بتلاؤ کہ معشوقہ کا قفس کہاں ہے یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوش پر روکا اور نگ برس پڑا آگ برسائی تلواریں گرائیں خنجر چمکائے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا کہ اورنگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اورنگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک ہلڑ رہا اسکی لاش سے کچھ زاغ و زغن پیدا ہوئے آوازیں دیکر بلند ہوتے تھے اور گرد لاش کے پھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اورنگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنکو جھلال نے گھیر لیا وہ سب مطیع اسلام ہوئے خواجہ نے اتنے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ کو لوٹ لیا جھٹ پر دے تک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحرائے محیط کا پتہ ملا ہے وہاں سے لوح کا پتہ ملیگا آپکا آنا کس طور پر ہوا گرفتاری کا کیا باعث ہوا عمرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ بارگاہ میں چلیے والدہ ماجدہ کو نکالیے میں بھی زیارت سے مشرف ہوں خواجہ نے کہا کہ عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر بیت بیقرار ہونگے میں اپنے کو جلد پہونچاؤں ایسا نہ ہو کہ بیقراری میں وہ بھی نکل آئیں اور ہفت پیکر کو تلاش ہو کہ امیر کو گرفتار کروں آج یہ بڑا ساحر مارا گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو مسند پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سرجھکا کر رستم کی بلائیں لیں

دعاے جان درازدی خواجہ نے اب زہرہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق کو ساتھ
لیکر طرف لشکر امیر کے چلے رستم اُسی وقت لشکر کو تیار کرکے تلاش صحراے محیط مین روانہ ہوے
عمرو نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جلیل رستم کے ساتھ ہے شان و شوکت طلسم کشائی کی ظاہر ہی
جس مقام پر اُترتے ہین صحرا آباد ہو جاتے ہین اس شوکت و شان سے رستم تلاش مین صحراے
محیط کی جاتے ہین کہ ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا مگر خواجہ جست و خیز کرتے ہوے پاس امیر
کے پہونچے ارکان فیل در نے جو خبر سُنی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہو خواجہ کچھ اُس گم شدہ کا پتہ
ملا عمرو نے کہا کہ کئی ساحر قتل کیے ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین قرضخواہ ملا اُسنے ملکہ زہرہ
کو چھین لیا کچھ روپیہ دیجیے تو چھڑا کر لاؤن صاحبقران و ارکان سے عمرو نے مبلغ خطیر لیے
تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ زہرہ کے عقد کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اُسکو مار کر لاے امیر نے قلعہ کو اسلام آباد کیا
ارکان سے کہا کہ اب ہم جائینگے ہمین جانا واجب و لازم ہے نہین معلوم لندھور
نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اُسی طرح بگڑا ہوا ہے اُس سے کون مقابلہ کریگا زور و طاقت مین
اُسکو کوئی جواب نہین دے سکتا ارکان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا امیر نے
ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کو
مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمرو طرف لشکر کے چلے یہان لندھور نے بعد دو ہفتے
کے زخمون سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہے کہتا ہے کیونکر آقا سے سامنا کرونگا
کیسا صاحبقران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھینگے کہ تمنے ہمارا سرحد مین مقرر کیا
مین تو عاشق صاحبقران کہلاتا ہون اُنکو کیا جواب دونگا دفعتاً یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک ساحرہ تخت پر سوار سامنے لندھور کے آئی ہم صورت حسین شعبدہ باز کی تھی لندھور
نے جو نقشہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا کہ او دارا ے ہند میرا
مہ جبین شعبدہ گر نام ہے بہن ہون حسین شعبدہ باز کی اُنھون نے فرمایا تھا کہ اگر
موت ہمکو نہ چھوڑے تو بوا مہ جبین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
ایک جام شراب پلانا یہ کہکے مہ جبین نے گلابی اُٹھائی جام لندھور کو پلایا جیسے ہی

جام لندھور نے پیا مہ جبین نے وہی عہد لندھور سے لیا لندھور نے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر
کہا اے مہ جبین تمھاری ہین کے مقدر مین وصل ہمسے نہ تھا فلک نے بے سامان دکھایا
مگر تمسے جو عہد کرتا ہون اسکو فوراً پورا کرونگا مہ جبین تو رخصت ہوگئی چلتے چلتے عہد
واثق لیا اور کہہ گئی کہ اے دارائے ہند مین باغ مین اپنے تمکو بلاؤنگی وہان جلسہ
آراستہ ہوگا مگر جو وعدہ کیا ہے اُسمین جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھنا چلتے چلتے
مہ جبین جام تو پلا ہی چلی تھی کچھ ماش کے دانے بھی پھینک گئی بعد جانے مہ جبین
کے لندھور کی بیقراری بڑھی داراب سے کہا کہ دریافت تو کر کہ امیر لشکر مین آئے یا نہین
آئے داراب بصورت مبدل اُس وقت لشکر امیر مین پہونچا کہ مالک و بہرام وغیرہ
تیاریان استقبال امیر کی کر رہے ہین تمام لشکر مین یہی چرچا ہے کہ کل آقا لشکر مین آجائینگے
داراب نے آکر لندھور کو خبر دی کہ اے دارائے ہند برق خبر لیکر آیا ہے کہ امیر آتے
ہین چند سردار برائے استقبال امیر گئے ہین لندھور نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی
بجے ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی مین آئے قاسم تیاری چلنے
کی کر رہے ہین کہ ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے نہین معلوم یہ ہندی اپنے دل مین کیا سمجھا ہے
انشاء اللہ سر میدان ایسی تلوارین مارونگا کہ یہ ہندی پھر کبھی لڑائی کا نام نہ لے اپنے
افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر جس وقت شہنشاہ سپہر برین نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر
لگا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسن افق پر جلوہ فرما
ہوا لندھور بصد قہر و غضب سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر قاسم سب لشکر کو لیکر
میدان مین پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہہ کر ہٹے لندھور
نے ہاتھی میدان مین نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہان ہین مقابلے مین میرے نہین آتے
اپنے کو چھپایا ہے یا تو کوئی میرے مقابلے مین آئے نہین تو مین خود آتا ہون قاسم نے
قصد کیا کہ مرکب نکالون لندھور سلحشوری کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا مرکب بڑھا کر سامنے لندھور کے
آیا کہا کہ کیوں اے لندھور تمنے پاس اپنی لیاقت کا نہ کیا اور میدان میں نکلے امیر کو بچا
رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا کہ طبل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگئے خواجہ بھی ہمراہ رکاب
ہیں ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریاموج نیزے سب کے ہاتھوں میں قائم
نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھکر برتہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے
دیکھا نقابدار نے لڑتے لڑتے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکر آنکھ پر
فیل لندھور کے مار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا ہاتھی نے چرخ کھایا نقابدار نے بڑھکر
نیزہ لندھور کا قلم کیا لندھور تو ہاتھی کو سنبھال رہے ہیں نقابدار نے فوراً پشت پر
آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھی سے گرے گرتے گرتے نقابدار
نے چار پانچ ہاتھ اور مارے کہ لندھور خوب زخمی ہوئے نقابدار نے آخر کو تلوار گلے پر
لندھور کے رکھدی امیر بیقرار ہو کر پکارے کہ اے نقابدار یہ حرکت بہتر نہیں نقابدار نے
ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے خون جاری ہوا
نقابدار گھوڑا اڑا کر طرف صحرا کے چلا گیا لندھور کے ملازموں نے آکر لندھور کو اٹھایا
زخمی کو بارگاہ میں لائے زخمہ دوزی ہو رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
تڑپ رہے تھے ہر چند کہ زخمدار ہیں مگر مہ جبین کے واسطے بیقرار ہیں کہ مہ جبین کا
تخت زمین پر پہونچا کہا کہ اے دارائے ہند تمہارے زخمی ہونے کی مجکو خبر ملی میں
تمہاری عیادت کو آئی ہوں لندھور نے کہا کہ اے ملکۂ عالم اب امیر آگئے ہیں سر میدان
آنکھ ڈکو نگا پہلے ہی مقابلے میں تمہارا وعدہ پورا کرونگا یہاں امیر پلٹ کر جو بارگاہ
میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطف سے لندھور کو زخمی کر گیا ذرا جا کر
لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار
نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور
میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہیں بعد تھوڑی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندھور کو پلایا اور کہا کہ مین رخصت ہوتی ہون عمرو اُسکے پیچھے چلے
تخت بلندی پر جاتا ہی خواجہ زیر تخت چلتے ہین صحرا مین ایک قصر تھا اُسمین وہ ساحرہ
اُتری عمرو نے گرد قصر چرخ مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمرو نے اُسے بیہوش کیا
اُسکو کنارے ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا اندر قصر کے آئے دیکھا مہ جبین مسند پر بیٹھی
ہی گرد کنیزین بیٹھی ہین یہی ذکر کر رہی ہی کہ اب امیر آگئے لندھور اُنسے لڑیگا پہلے ہی
مقابلے مین خاتمہ کردیگا خواجہ سامنے کھڑے ہوے یہ باتین سن رہے ہین مگر حیران ہین
کہ جس کنیز کو مین نے بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا ہی کہ ایک
کنیز نے آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کاری غنچہ دہن بات کا جواب نہین دیتی خواجہ نے
ہنس کر کہا کہ مین بی بی کی باتین سن رہی ہون خداوند ہفت پیکر اُنکے ارادے کو پورا
کرین مگر مہ جبین کا یہ حال ہی کہ دمبدم جھولی سے کاغذ نکالتی ہی اُسے دیکھکر کھڑی ہو جاتی
ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی عمرو نے بڑھکر پوچھا کہ کیون اے ملکۂ عالم کیا انتشار ہی
یہ سنکر مہ جبین نے کہا کہ اے غنچہ دہن کیا بیان کرون خداوند ہفت پیکر نے ایک کتاب
لکھی ہی اُسمین حال آیندہ و گذشتہ ترقیم کیا ہی اُسی کا ورق مین نے نکال لیا ہی خیال
کرتی ہون تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ ارادہ میرا پورا نہو گا امیر کی قضا لندھور کے ہاتھ سے
نہین ہی مین اب سحر کرونگی دیکھیے انجام اسکا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہین کہ سامنے مہ جبین
کے گاؤن اسکو اپنی جانب متوجہ کرون مگر کوئی محل نہین پاتے مہ جبین اپنی فکر مین ہی جلسہ
آراستہ نہین کرتی خواجہ حیران ہین کہ کیا کرون کیونکر موقع پاؤن مگر مہ جبین کے ساتھ ہر وقت
موجود رہتے ہین لیکن لندھور نے تیسرے دن جب زخم خشک ہوے پھر طبل جنگی بجوایا
امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہی فرماتے ہین کہ ایسا نہو لندھور میرے ہاتھ سے قتل ہو
بجبین کا میرا رفیق ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہی لیکن امیر
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے لندھور مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی چاہتا ہی کہ میدان مین نکلون
امیر کو پکارون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من گینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے پشت پر تین لاکھ فوج میدان مین آکر
پہونچا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران منم اخطاے زرین رخش
فرستادۂ خداوند ہفت پیکر خداوندکا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کرکے لاؤ اور دوسرے
یہ کہ تو میرا حریف ہو میری منگیتر ملکہ زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے مین کوچ کرکے اپنے
ملک سے آیا قلعۂ سلامت نگار مشہور عالم ہو اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کیون
او ارکان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے خوف
سے رستم و اسفندیار نے کفن مین منھ چھپایا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے مین نہین
آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے مجکو درخواست دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب مین نے
اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ عذر کرے کہ حمزہ نے زبردستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہی
کہ تو نے مابدولت کو نامہ لکھا ہوتا مین آکے فیصلہ کر دیتا لاشون سے میدان بھر دیتا یہ
کہنے کے میدان مین آیا امیر ہی کو پکار رہا ہو امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ بکتا
ہو ارکان کو دیکھا کہ کانپ رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہی
اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہو قلعۂ سلامت نگار وہ مقام خارستان ہو کہ بڑے
بڑے پہلوان وہان رہتے تھے اُن سب کو اسنے زیر کیا اب اسکی عملداری ہو امیر نے کہا
یہ دیوانہ ہو دماغ مین غرور بھرا ہو جب مقابلہ پڑیگا حال کھل جائیگا یہ کہکے امیر نے
اشقر نکالا اشقر اُڑا کر سامنے اخطا کے آئے اخطا نے جو جمال بیمثال صاحبقران کو
دیکھا خوب قہقہہ مارکر ہنسا دیکھکر آواز دی کہا و حمزہ ان ہاتھ پاؤن پر تمام دنیا مین غلغلہ
ڈالدیا پہلوانان عالم اپنی صحبت مین تیرا ذکر کرتے ہین کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہین
ہو مگر ہم ایسون سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کرلیجے امیر نے فرمایا کہ اپنا
یہ دستور نہین جب تیرے حربون سے پروردگار بچائیگا تب مین بھی حربہ کرونگا اخطا پھر قہقہہ
مارکر ہنسا کہ زمین ہل گئی اوستان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر تماشا دیکھ رہے تھے امیر نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھٹھا
اور گانٹھ کر تھپیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطا کے نکل گیا اخطا مثل ابر کے گرگرا کہ قبضے پر ہاتھ

ڈالا خبردار خبردار کہکے امیر پر برس پڑا امیر نے چوٹین اُسکی خالی دین آخر مین اخطا
نے گرزتا کے سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اخطا تو اپنے زور کے گھمنڈ مین
تھا ہی لپٹ پڑا اور کہا کہ گھوڑے سے اُتریے امیر گھوڑے سے کود پڑے اخطا گینڈے سے
اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ اخطا چھایا ہوا ہی امیر بفنون سپہ گری
اسکے زور کو روک رہے ہین جہان پکڑ لاتے ہین اخطا کو عاجز کردیتے ہین دو چار گھستے ایسے
دیتے ہین کہ اخطا عاجز ہو جاتا ہی جہان پر اخطا امیر کو پکڑ لاتا ہی امیر مثل برق کے چمک کر
نکل جاتے ہین دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ زرین پوش شکست خوردہ قلعہ
مغرب مین جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان سریر نیلگون فلک پر
جلوہ فرما ہوا اخطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھسے خوب لڑے حقیقت مین جیسا
سنتا تھا ویسا ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل پھر آ کر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا کہ میرا یہ
دستور نہین روشنی کو حکم دو بدون غالب یا مغلوب نہین پلٹونگا اخطا نے کہا کہ مین رات کو
نہین لڑتا کل فیصلہ ہو جائیگا بدون زیر و زبر واپس نہونگا آج مین نے امتحان کرلیا دو ہی پہر مین
زیر کرلونگا ہرچند امیر نے روکا مگر اخطا گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
آخر امیر بھی ناچار ہو کر پلٹے آ کے بارگاہ مین بیٹھے مگر اخطا نے آ کر پھر طبل جنگی بجوایا اور
ایک نامہ لندھور کو لکھا کہ اے لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے
یہ کہکر اُٹھے کہ مین برائے ملاقات اخطا جاتا ہون یہ کہکر اپنے لشکر سے نکلے لشکر اخطا
مین آئے اخطا در بارگاہ پر کھڑا ٹہل رہا ہی لندھور سے بڑھکر بغلگیر ہوا اور لیکر بارگاہ
مین آیا اپنے پہلو مین جگہ دی کہا کہ اے دارائے ہند مین نے سُنا ہی کہ تم سر صاحبقران
کے خواہان ہو مین تم سے وعدہ کرتا ہون کہ جب امیر کو گرفتار کرونگا تو تمھارے سپرد کرونگا
یہ کہکر ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اسمین لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے
آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ اے ننگ عیاران مین سب کے ظاہر مین یہی کہتا ہون کہ
حمزہ کو زیر کرلونگا مگر قسم کھاتا ہون کہ نصف ملک و مال تجھکو دونگا مین نے حمزہ کو کسی
فن مین کم نہین پایا تو جا کر جس طرح بن پڑے ملکہ زہرہ کو لے آ پھر مین حمزہ سے سمجھ لونگا

اور اگر بن پڑا تو مین لیکر معشوقہ کو چلا جاؤنگا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملکہ کو لاتا ہی باپ بھی اسکا یہان ہی جلنے آنے مین جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہی وہ نہ گیا اور ملکہ کو لایا یہ کہکر نہنگ نے بانہا سے عیاری ذات بر آراستہ کیے اور روانہ ہوا پہر رات سے زیادہ نہین آنے پائی تھی کہ یہ قلعۂ ارکانیہ مین پہونچا جس دن سے اسیر نگئے ہین ملکہ زہرہ بیقرار رہتی ہین اور بیرون قلعہ ارکانیہ اپنے باغ مین رہتی ہین رات بھر بیقراریان دن بھر اشکباریان کبھی بیقرار ہوکر پکارا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار یہ کیا کجروی ہی جو تونے کی۔ نظم

رخ سے پردہ اٹھا دیا کسنے
سر سے پا تک جلا دیا کسنے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ
یہ شرف او ہما دیا کسنے
شب کو پی کر شراب مستی مین
آنکھین لوٹین جگا دیا کسنے

جلوۂ حق دکھا دیا کسنے
اشک کیطرح اٹھ نہین سکتا
چار دن مین بڑھا دیا کسنے
اٹھ نہین سکتا مثل نقش قدم
پردۂ شرم اٹھا دیا کسنے

شعلۂ رخ دکھا دیا کسنے
یون نظر سے گرا دیا کسنے
کسکے صدقے مین مرتبہ پایا
خاک مین یون ملا دیا کسنے
یہی کہہ کہہ کے رند رو دیا ہون

جب کنیزون نے بہت سمجھایا کئی دن کنیزے کو سوتی دیکھین پلنگ پر جو لیٹین کنیزون نے پیروبالے پنکھیان جھیون کی جھلین ملکہ سوگئین اور یہ نہ جانتی تھین کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہی نہنگ عیار ایک ضعیفہ کی شکل بنکر در باغ پر آیا محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہی ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کرلیا تھا عیار ہی باتین بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہون محلدار نے کہا کہ باغ مین جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملکہ سوگئی ہین چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملکہ سو رہی تھین خواصین بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھین ملکہ کے سوتے ہی یہ بھی سوگئین نہنگ برابر چھپر کھٹ کے پہونچا اور پہونچکر ملکہ کو بیہوش کیا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا دیوار باغ سے نیچے کود گیا تھوڑی دیر کے بعد کنیزون کی آنکھ کھلی باغ مین ہلڑ ہوا کہ ارے کوئی ملکہ کو چرا کر لے گیا بیرون باغ ملازمون کو خبر پہونچی پڑاناچوبدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ والون سے کہا کہ یہ فتور اخطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر صاحبقران
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی امیر ہم لوگون پر خفا ہونگے ایک شتر سوار رات ہی کو
روانہ ہوا یہان اخطا انتظار مین عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ مین اپنی بیٹھکر رات بسر کی
کہ زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پہونچا پہلو مین بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیار
سے کہا کہ اس خیمے مین ملکہ کو اُتارو نہنگ نے اُس خیمے مین لاکر ملکہ کو اُتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی خواصون کا نام لیکر پکارا کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئیں کہ یہ کیا معرکہ ہی گھبرا گھبرا کر چہار جانب دیکھ رہی ہین کبھی دل سے کہتی ہین کہ
مین نے خواب دیکھا کبھی آنکھین ملتی ہین کبھی فرماتی ہین کہ ای غنچہ دہن وای شمشاد
کہان ہو کچھ آواز میرے کان مین نہین آتی اتنے عرصے مین اخطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرابہ عطر کا اپنے اوپر اُنڈیل لیا داڑھی کو پھٹکارتا ہوا اندر خیمے کے آیا پاس
آکر ادب سے بیٹھا کہا کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا غلام ہون آپ کے باپ نے مجکو نذر
کیا آپ مجکو دل سے نہ بھلایئے ملکہ نے منھ اپنا ڈھانپ لیا کہا کہ ای اخطا سامنے سے
ہٹجا تو نامحرم ہی میری شادی ہوچکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے اخطا نے بہت
منت کی مگر ملکہ نے پھر جواب نہ دیا اور منھ ڈھانپ کے رونے لگین امیر صبح کو اُٹھکر بارگاہ
مین آئے فرما رہے ہین کہ یارو مین نے خواب پریشان بمقدمۂ زہرہ دیکھا ہی خدا خیر کرے
کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا ہی امیر نے زہرہ کے باپ کو حکم دیا کہ دریافت
کرو تمھارے ملک سے شتر سوار آیا ہی کیا خبر لایا ہی خدا کرے ملکہ کی خیر و عافیت ہو ارکان
باہر گیا شتر سوار سے جو پوچھا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان روتا ہوا
سامنے امیر کے آیا عرض کی کہ حضور عجب معرکہ درپیش ہوا اخطا نے عیار کو بھیج کر ملکہ
کو چُروا منگایا امیر کا یہ حال سُنکر چہرہ سُرخ ہوگیا فرمایا کہ اخطا کمبخت دیوانہ ہوا ہی کہ برق
فرنگی سامنے آیا عرض کی کہ ای شہریار اُستاد کہہ گئے تھے کہ خبرین مفصل لانا اخطا
بارگاہ مین ہی لندھور سے بڑا خلا ملا ہی اخطا نے اپنے عیار کو بھیجکر ملکہ کو چرا منگایا
پہلوے بارگاہ مین ایک خیمہ ہی اُسمین ملکہ کو اُتارا ہے اور منتین خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہے یہ سُنکر امیر اپنے مقام سے اُٹھے اور قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ بارگاہ اخطا میں خون کا دریا بہا دونگا یہ ملعون کیا سمجھا ہوا ور لندھور ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے لندھور سے ناامیدی ہوئی آج تُمنے بھی سمجھ لونگا دیکھوں تو میرا کیا کرتے ہیں امیر فوراً اشقر پر سوار ہوئے طرف لشکر اخطا کے چلے یہاں اخطا بارگاہ میں بیٹھا ہے چند کنیزیں بلائیں اُنکو حکم دیا کہ تم جاکر سمجھاؤ برق جست وخیز کرتا ہوا پہلے بارگاہ اخطا میں پہونچا اُن کنیزوں میں ملکہ خدمت میں ملکہ زہرہ کی آیا چپکے سے کہا کہ آپ نہ گھبرایئے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہوکر چلے فرہاد خان فوراً گینڈے پر سوار ہوکر عقب میں امیر کے چلا تو جملہ سردار سوار ہوکر چلے ہر کاروں نے جھپٹ کر یہ خبر اخطا کو پہونچائی اخطا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تک نہ آنے پائیں تین لاکھ فوج صفیں جماکر کھڑی ہوئی کہ نعرہ امیر کی آواز آئی یا شیدائی کافران بحیا او ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکنے سے نہ رُکونگا تا بہ بارگاہ اخطا جاؤنگا دو پہلوانوں نے جو کہ افسران فوج میں ہیں بڑھکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ایک ضرب میں دونوں کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوئے چلے دوسری صف پر پہونچے وہاں بھی یہی واقعہ گذرا امیر برابر کافروں کو قتل رہے ہیں صف اول پر فرہاد خان پہونچا جملہ سردار عجب شوکت سے لڑرہے ہیں کہ ہزاروں لاشے گرادیئے جس مقام پر پہونچے تہلکہ ڈالدیا عالم ہاے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر تیسری صف پر پہونچے وہاں بھی دو افسر پہلوانوں کو مارا مارکر صف پر آئے فرہاد خان وغیرہ دوسری صف پر پہونچے نہنگانہ لڑرہے ہیں فوج اخطا میں صداے فریاد و الغیاث بلند ہے نقیب نقابت کر رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ یارو امیر کو آگے نہ بڑھنے دو ہر مقام پر گھیر لو لیکن فوج اخطا کی جان پر بنی ہے سب بھاگتے پھرتے ہیں گھوڑوں سے منھ کے بھل زمین پر گرتے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں ترکش پڑے ہیں تیر جو اُنمیں سے نکل کر گرے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریاے خون میں مچھلیاں شناوری کر رہی ہیں اگر کہیں سپر پڑی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھوے نے دریا سے منھ نکالا لشکر

کفار پر شکست اہل اسلام کا بند وبست قاسم و بہرام و جمہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہین دست راستی و دست چپی مین آنکھین مل رہی ہین آپس مین بجشمی کے کافرون کو قتل کرتے ہین امیر لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے چار صفین کٹین انتظام سیمرغ کا ٹوٹا ہر صف پر پہونچے کہنی سے خون ٹپک رہا ہو لخلخے خون کے جسم پر جمے ہوے ہین لیکن فرہاد خان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہو صدہا پہلوان ضرب شمشیر سے مارے گل ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین مگر کچھ خوف نہین امیر لڑتے ہوے قریب بارگاہ اخطا پہونچے اخطا کو یہ امید ہو کہ امیر مجھ تک نہ آسکین گے چار سو پہلوان بارگاہ مین جمع ہین سب قوی تن و قوی من سپرین شمشیرین سنبھالے ہوے سامنے اخطا کے لاف و گزاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ اے پہلوان دوران اگر حمزہ یہان آئے تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر پھینک دین امیر در بارگاہ پر آئے گھوڑے سے کودے سواے فرہاد خان کے کوئی برابر نہین پہونچا فرہاد خان بھی گینڈے سے اُترا امیر اندر چلے تھے کہ درگہ سالار نے بڑھ کر للکارا کہ بس اب آگے نہ بڑھیگا اُسی مقام پر ٹھہریے یہ کہکے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے خالی دیکر ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کٹ کر گرا درگہ سالار ایک جا بھاگا کہ برق اُس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائین امیر اُس خیمے مین پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھکر اُٹھین کہا کہ اے شہریار کنیز پر بہت بڑی بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود مین اُٹھایا اشقر کو آواز دی اشقر اپنے آقا کی آواز سُنکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا کہا کہ اے اشقر ناموس ہمارا تیرے سپرد ہو تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی مین اقرار کیا کہا کہ آقا جب تک جسم مین جان باقی ہو کیا مجال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہکر اشقر زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوے اور نعرہ کیا کہ او نامرد تو نے یہ کیا حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہو اخطا نے جو امیر کو آتے ہوے دیکھا آواز دی کہ اے پہلوانو حمزہ کو مارو چار طرف سے پہلوان امیر پر ٹوٹ پڑے اور ہر طرف سے تلوار پڑنے لگی لندھور دنگل پر بیٹھے ہوے دیکھ رہے ہین ہرچند

کہ امیر نے کئی پہلوان بارگاہ میں بھی مارے گریز نے اور تیر اس قدر پڑے کہ تمام جسم غربال ہو گیا فوارے خون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جس وقت سے امیر بارگاہ خطا میں آئے ہیں خواجہ عمرو نے بارگاہ مہ جبین میں رنگ جما یا جب گانے کا رنگ جم گیا تو سامنے مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند خواب میں آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما گئے پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں منھ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں کیا مجال کہ کوئی قطرہ گرے یہی قدرت فرما گئے ہیں مہ جبین نے خوش ہو کر کہا کہ اے کلید میخانے کی غنچہ دہن تو وہ خواجہ نے کلید پائی میخانے میں جو بچے شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر گلا بیان درست کیں سامنے مہ جبین کے لائے جام پلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفیں ہیں کہ اے غنچہ دہن آج تک ہمنے کسی کو اس طرح شراب پلاتے نہیں دیکھا سنا ہے کہ عمرو عیار اسی طرح ساقی گری کرتا ہے خواجہ جھک جھک کر سلام کر رہے ہیں یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ شراب میں بڑے بڑے نفع ہیں رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھونٹ پیے مہ جبین بڑی تعریفیں کر رہی ہے کہتی ہے کہ بڑے فخر کا مقام ہے کہ میری کنیز لطف کردہ خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کر گئے یہ دن کسکو اس طلسم میں نصیب ہوا یہ فخر میرے واسطے ہے کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال بتا گئے آواز تو غنچہ دہن کی دیکھو کہ دل پر تاثیر کر رہی ہے ہر تان میں دل پامال ہوتا ہے کیا کیا گٹکریاں لے رہی ہے عمرو نے سب کو شراب پلائی کہتے جاتے ہیں کہ کئی دن ہوئے قدرت نے آکر نظر کرم کیا مہ جبین کہتی ہے کہ اے غنچہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لند ھور امیر کو قتل کرے اور امیر ایسے مبہوت رہیں کہ اسم اعظم نہ پڑھ سکیں اسی رنگ کا میں نے سحر روانہ کیا ہے جب خواجہ سب کو شراب پلا چکے تو محفل میں آکر بیٹھے مہ جبین نے فرمائش کی کہ اے غنچہ دہن خاموش نہ رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمرو نے بیچ میں بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

مارا ہوا ہوں اک بت وحشی مثال کا		تربت پہ ہو چراغ تو چشم غزال کا
خط نکلا بر صفائے رخ پر نور کی کہاں		شہرہ ہے عارضی ترے حسن و جمال کا

کس کس پری کی شکل ہے دل پہ نقش ہک | رکھتا ہوں میں بغل میں مرقع خیال کا
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ یار | سوسن کا پھول بنگیا دیدہ غزال کا
چشمک زنی کریں نہ کہیں زنار سب جوان | پیری میں عشق خوب نہیں خرد سالی کا

مہ جبین یہ اشعار سنکر بستر سے اُٹھی کہا کہ ای غنچہ دہن قدرت آلٰہی ہین اور کہا یا خداوند لندھور کو امیر پر غالب کیجے ایسا دام میں نے بچایا ہو کہ لندھور آٹھ پہر میری یاد مین رہتا ہو صدمات فراق سہتا ہو اب آج حمزہ کو قتل کریگا دل میں چونکہ مزا بھرا ہی گت ناچتی ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری مہ جبین کے گرتے ہی سب کنیزین اپنے مقام سے اُٹھیں اور گرین گرکر بیہوش ہوئین اتو عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کرکے پہلے مہ جبین کا سر کاٹا ادھر تو عمرو نے مہ جبین کو قتل کیا وہان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکا یک ہوش درست ہوے ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ اُٹھ کر امیر پر سینہ سپر ہون آقا کو دشمنون سے بچاؤن مگر اخطا کی محبت روک رہی ہے کہ امیر نے ایک کافر کو مارا اخطا پشت پر امیر کے آیا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا امیر کے تا دوا برو تیغہ پہونچا امیر نے دستانہ مارا لیکن نکان جو پہونچی لڑکھڑا کر گرے تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمرو جو مہ جبین کو مار کر بھاگا لشکر مین اُس وقت آیا کہ امیر دربار مین اخطا کے لڑ رہے ہین عمرو سے سب نے بیان کیا کہ اخطا نے ملکہ زہرہ کو جُدا منگوایا اُس غصے مین امیر بارگاہ اخطا مین گئے ہین عمرو جست وخیز کرتا ہوا چلا دیکھا کہ لشکر مین تلوار چل رہی ہی تمام سردار لڑ رہے ہین مگر امیر کی آواز نہین آتی عمرو جست کرکے بارگاہ مین پہونچا راہ مین اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہو پشت پر ملکہ زہرہ سوار ہین خواجہ نے چاہا کہ ملکہ کو اُتارون اشقر نے رو کر زبان جنّی مین کہا کہ جا کر آقا کی خبر لو بارگاہ دشمن مین اکیلے جنگ کر رہے ہین عمرو اُس وقت پہونچا کہ امیر چرخ کھا کر گرے ہین اخطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خنجر کمر سے نکالا گلے پر امیر کے رکھا اُسوقت امیر کی آنکھیں گردش کرتی تھیں حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھور کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ چت پڑے ہین اور اخطا نے خنجر گلے پر رکھا ہے

جی مین کہتا ہی کہ ای لندھور ایسا ستم کہیں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہون اور عاشق بیٹھے بیٹھے دیکھے اُسی محبت مین لندھور اُٹھا اخطا سمجھا کہ لندھور برائے قتل امیر آتا ہی لندھور نے قریب اخطا کے پہونچکر ایک لات اخطا کو ماری کہ اخطا مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور نعرہ کیا کہ با نحیہ۔ ای کافران بیحیا و ای نابکاران مُرو غا منم عاشق جمال صاحبقران (رُباعی)
نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریا اگرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نیدانی منم لندھور بن سعدان + لندھور گرد امیر کے پھرنے لگا اخطا نے آواز دی کہ یارو لندھور کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو بھی مار کر گرا دو اسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی کی مین تو حمزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا ہمنے تو اسکے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیار کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چار طرف سے اسقدر تلوارین پڑین اور اخطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھور کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے لندھور پر کافرون کا ہلوہ ہی صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ لندھور مجھ پر جان نثاری کر رہا ہی اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس آپکے بعد زندگی بیکار ہی قدمون پر آپکے میرا دم نکلے دیکھنے والے دیکھین کہ آقا کے قدم عاشق صادق کا سر لندھور پر تلوارین جو بہت پڑین آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا چرخ مار کر لندھور گرا وہ جو اعتقاد دل مین تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدمون پر امیر کے سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اُس وقت عمرو پہونچا اخطا چلا کہ لندھور اور امیر کا سر کاٹ لون عمرو اُس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحبقران تو پڑے ہین تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی ہی اور لندھور کا سر قدمون پر ہاتھ مین قبضۂ تلوار وہی ہاتھ صاحبقران کے سینے پر عمرو سمجھا کہ لندھور امیر کا سر کاٹنے آیا ہی عمرو نے چاہا کہ جھپٹ کر لندھور کا سر کاٹون کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمرو یہ کیا کرتے ہو اگر لندھور نہوتا تو تم مجکو زندہ نہ پاتے لندھور نے بچایا کہ تمنے زندہ پایا لندھور نے محبت دیرینہ ظاہر کر دی زخمی ہوکر وہ بھی گرا ہی عمرو نے اخطا پر خنجر مارا اخطا نے خنجر زد کا اپنے کو بچایا عمرو نے پکار کر

آواز دی کہ ای سرداران تہمتن دای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بیہوش پڑے ہین
دشمن قتل کیا چاہتے ہین جلد آکر بچاؤ جلوخانۂ بارگاہ مین فرہاد خان رہ رہا تھا عمرو
کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھور پڑا ہی اور تلوار ہاتھ مین کر بڑھا
کہ باپ کا سر کاٹ لون عمرو نے آواز دی کہ ای فرہاد خان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی
لندھور نے رفاقت قدیم کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا تو فرہاد خان
گرد لندھور و امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرہاد خان نے مارے پہلو پر آکر اخطا نے
گرز مارا کہ سر فرہاد خان کا پھٹ گیا چیخ کھا کر گرا اسوقت مالک و جمہور و فرامرز وغیرہ
چالیس سردار لڑتے ہوے اندر پہونچے دیکھا کہ اکیلا عمرو تینون زخمیون کے گرد پھر
رہا ہی اور شیرانہ جنگ کر رہا ہی سردارون نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
فیل میمونہ کو لیکر آئے سردارون نے بردی امیر و لندھور و فرہاد خان کو گود مین
اٹھا یا ہودے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمرو نے ہاتھی کو ارشیون پریزاد کے سپرد کیا کہ
یہ لندھور کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھامے ہوے گرد سرداران ہندوستان
لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدیع بارگاہ مین جنگ کرنے لگے قاسم نے جناب کو
تھاما بدیع نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
لڑتے ہوے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لیے جاتے ہین بارگاہ جو گری
کئی سو کافر دبے اخطا کود کر باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
کو مارو اس وقت بارہ کوس کے گرد مین جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی
مگر عمرو کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہی کہ سرداران ہندوستان
انتہا سے زخمی ہوے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہین ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
جسکو پکڑا کھینچ لیا پاؤن کے نیچے مل ڈالا عمرو اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
کوئی قبضہ نہین کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے پکار کر
کہا کہ خواجہ مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہانتک لایا اب نکال کر لیجائیگا مگر مجھے
سے امیر کی آواز نہین آتی امیر کس طرف ہین دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھون کون دقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھون اب تو دل کی عجب کیفیت ہی عمرو نے
جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم خدا تمھارے راج و سہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
عمرو نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کئے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
کو تا بہ لشکر پہونچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو اسکی پشت پر
سوار کرکے اُسکے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب وفادار ایسے ہوتے ہین کہ اپنے کو زخمی کرایا
مگر ناموس امیر کو بچایا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
مرکب لاکھوں سے لڑ بھڑ کر کنارے تک آیا ہی اور اب بھی لڑ رہا ہی پشت تک کسی کا حربہ
نہین آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے حقہ ہائے آتشبازی نکالے داغتے ہوئے
اشقر کو لے چلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی بدیع لڑتے ہوئے قریب اخطا کے پہونچے
دیکھا کہ اخطا نے کئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدیع الزمان للکار
کر اخطا پر جا پڑے اخطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتا کے سر پر ہاتھ مارا تیغہ طلسمی تڑپ کر گرا اخطا کے دو
ٹکڑے ہوئے اخطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج اخطا بھاگی بدیع الزمان
نے سرداروں کو ساتھ لیکر کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش اخطا کی اُٹھائی لیکر
بھاگے طرف صحرا کے روانہ ہوئے سرداران امیر بہ فتح و فیروزی پلٹے بارگاہین خیمے
کا فروں کے لوٹ لیے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اندل امیر کو فرزندان امیر نے
اُتارا جب مسند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخمہ وزی کریں تو امیر نے آنکھ کھول دی
فرمایا کہ پہلے لندھور کی زخمہ وزی کرو لندھور نے آنکھ کھول کر کہا کہ مین اس لائق ہون
کہ مجکو قتل کیجیے مجھ سے بڑی تقصیر ہوئی عمرو نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
نے کہا کہ ای لندھور تم سحر مین مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جو وقت اُس ساحرہ کو
مارا اُسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم اخطا کو لات نہ مار دیتے تو اُسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا تمنے وہ جانبازی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہین جب
صاحبقران نے ایسے کلمے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھور کا حجاب رفع ہوا زخمہ وزی

گرائی امیر زخمدوزی کرا کے اُٹھے دیکھا کہ اشقر زخموں سے چور چور پشت پر ملکہ زہرہ شیشہ بجبر رہا ہے کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا امیر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے پشت سے زہرہ کو اُتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکریہ امیر ادا کیا صاحبقران نے زہرہ کے واسطے کنیزیں طلب کیں ملکہ زہرہ معروف عیش ونشاط ہوئیں کہتی تھیں خدا نے دشمن کے ہاتھ سے بچایا دشمن خدا نے عیار سمجھکر جُرا منگایا خواہان وصل تھا میں نے یہی جواب دیا کہ قتل کا تجھے اختیار ہے مگر خبردار ہاتھ نہ لگانا کنیزیں دعائیں دے رہی ہیں بلائیں لے رہی ہیں صاحبقران نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا کہ اب میں طرف کوہ بوقلموں کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو بلا کر حکم دیا طرف کوہ بوقلموں کے کوچ کرو لشکر لیکر صاحبقران طرف کوہ بوقلموں کے چلے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

دو کلمہ داستان شوکت بیان رستم پیلتن کہ طرف صحرائے محیط کے تبلاش لوح چلے ہیں پہونچنا تا بصحرائے محیط باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
کہ ہوں خوش رئیسان والا تبار
عجب عشق والفت کے سامان ہیں
کہ اس جال میں ہیں ہزاروں نہاں
چل اب ساقیا آج گلزار میں
کہ دن جیا نہ لی باکہ نکلی ہے دھوپ
ہوئی بلبلوں کو جو گلشن میں یا
کہ اظہار رنگ شگفتہ ہوا
کبھی کہ رہی ہے کہ لیلےٰ کہاں
عبث ذکر شیریں پہ مرتا ہے وہ

کہ لکھتا ہوں رستم کی اب داستاں
پلا ساقیا جام صہبائے عشق
کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہیں
جسے عشق روئے صنم ہو گیا
صلاحیں ہوں ہر ایک میخوار میں
اکڑتے رہیں نخل چمن وصد میں
گئیں آپ خود آکے بیود جس پا
یہاں کبک طاؤس ہیں وجد میں
مری آنکھ سے ہو گئی ہے نہاں
کیا ان نے عشق دمن آشکار

وہ ہے داستان جلالت شعار
کہ قلب جگر میں جگہ پائے عشق
وہ جنجال ہے عشق زلف بتاں
اُسے فرط رنج والم ہو گیا
یہ ہے جوش پر باغ کا رنگ و رو
لکھوں چند رنگ سخن وجد میں
ہر اک غنچہ گل شگفتہ ہوا
وہاں قیس بیتاب ہے نجد میں
کبھی ذکر فرہاد کرتا ہے وہ
ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور خوار

کبھی قیس لیلے کا جو یا ہوا
کہ ہر وقت لیلے کا حسن و جمال
نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
وہ لیلی کا مژدہ سنا جاتے تھے

کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا
قرین قیس کے آرہی تھی نظر
وہ باطن کی الفت سے صابر ہوا
کبھی شیر صحرا سے صحبت رہی

ہوا قیس کو عشق میں یہ کمال
اسی رنگ میں عمر کی تھی بسر
کبھی طائر دشت پاس آتے تھے
غزالان صحرا سے الفت رہی

قمر داستان مرصع نگار | لکھو جلد آئی ہے فصل بہار

چہرہ دشت نوردان وادی بیباکی وطے کنندگان مراحل چستی وچالاکی اس داستان شوکت بیان کو صفحۂ قرطاس پر یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں- شعر سخن سنج غواص دریاے ہوش چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش • رستم پیلتن خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرا سے محیط کے روانہ ہوے محیط پیمان شکن اپنے قصر مین رونق افروز ہو انیسین جلیسین جمع ہین کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا کاندھے پر آکے محیط کے بیٹھا گلے مین طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نامہ کھول لیا اُسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اے محیط طلسم کشا نے تیرے صحرا کے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کرو ورنہ بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن مین چلے جاینگے تم لوگ تباہ و برباد ہوگے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوشہ وتیغہ ہفت جوہر و زرہ ہفت جوشن طلسم کشا کو مل چکے سحر اسیر نا فرہنین کرتا غیر ساحر کو روانہ کرو کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو پڑھکر جواب لکھا کہ یا خداوند گھبرائیے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ آسکیگا یہ لکھکر وہی نامہ گلے مین اسی طائر کے ڈالدیا طائر نامہ لیکر اڑ گیا محیط نے ایک محبت نامہ استحقاق افروز سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہے جاکر راہ مین گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کردو جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیشے مین بیٹھا تھا یکتائی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکے نامہ دیا نامہ کو پڑھکر استحقاق ایسا چیخا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوے عرض کی کیا حکم ہے اس نے کہا کہ رستم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو تا بدولت بھی

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صحرا سے محیط مین ایسے ایسے پہلوان رہتے ہین شاید خوف
کھاکر پلٹجاے یہ جو اُسنے کہا ایک ہنگامہ جنگل مین پڑگیا فوجین آنے لگین تھوڑے عرصے
مین تین لاکھ فوج جمع ہوگئی استحقاق بھی اپنے مقام سے چل کر کے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا
جنگلی فوج لیکر چلا اُدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہی صحرا مین اُترے ہوے ہین صحراے
دل شاد اس صحرا کا نام ہی صبح کا وقت ہی ارادہ ہی کہ سوار ہون ناگاہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے
ہوے سامنے سے نمایان ہوا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری یہین تک
تھی بس اب اس صحراے دل شاد سے رستمی کا خاتمہ ہی یہ کہکر گینڈے سے اُترا بارگاہ مین داخل
ہوا ہمراہیون سے کہتا ہی کہ سحر ہ نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا ہی تو معشوق وضع ہی لیکن
اگر بھاگ جاے تو بہتر ہی ملکہ نے لکھا تھا کہ اُسنے تحفہ جات حاصل کیے تحفجات ایسے کہان رکھے
تھے جو یہ اُٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھرتا ہی یہ غرور دماغ مین سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا
اگر تم سب کی صلاح ہو تو مین کہلا بھیجون کہ جو گذرا وہ گذرا اب اس ارادے سے باز آو یہان سے
پلٹجا سب نے کہا یہ حضور کی رحمدلی ہی جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین ورنہ اسکے لشکر کا تباہ کردینا
کتنی بڑی بات ہی اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اُٹھا کہا آپ نامہ
لکھیے مین جا کے اُسکو پھیر دونگا استحقاق نے نامہ لکھکر اپنے بھائی کو دیا یہ نامہ لیکر گینڈے
پر سوار ہوا طرف لشکر رستم کے چلا جب لشکر مین آیا جا بجا خیمون مین ساحرون کو اُترے ہوے
دیکھکر دنگ ہوگیا دل مین کہتا ہی یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوے ہین جہلال کش
و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے ہین ساز بج رہا ہی پانی برس
رہا ہی لیکن کیچڑ کا نام نہین حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر مین جا کر بدعت کرونگا یا
سر جھکاتے ہوے اُن مقامون سے نکلا دربارگاہ رستم پر پہونچا درگہ سالار سے کہا
ہماری خبر کردو کہ استحقاق نے ایلچی بھیجا ہی درگہ سالار نے جاکر عرض کی رستم نے کہا ہاں
ایلچی کو کیون روکا درگہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا جہلال و آفتاب
اسکے استقبال کو دربارگاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کم

ساحر ہمارے لشکر مین ہین اسوقت باہر ٹھہرین سب سردار حکم پاتے ہی باہر جلوخانے
مین آکر ٹھہرے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ لقا اور افسران سے معمور ہی رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعظیم کی اشفاق سمجھا کہ
طلسم کشا مجھسے دبا دنگل پر آکر بیٹھا رستم نے ساقی بچے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
زیادہ مبہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب جنگ لکھا
اشفاق نے کہا ای رستم ہمارے افسر نے تم پر بڑا رحم کیا جو تمکو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہی کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا ہے صحرائے دلشاد
تا بہ بلغیثہ زرریز ہمارے افسر کی عملداری ہی اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
اب تو تمہارے افسر صاحب آئے ہین مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو راستہ کہ اصل مین ہی ہم تو
اُسی راہ سے جائینگے اشفاق نے جھلا کے جواب دیا ہم لوگون کے ہاتھون مین کیا مہندی لگی
ہی ہمتو نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو ابھی سے جلنے
رستم نے کہا ہم تو نہ جائینگے اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑلون رستم نے ایک تھپکی ماری
اشفاق بہت جھلایا تلوار کھینچکر اُٹھا کہا سر کاٹ لونگا اب پناہ نہ دونگا یہ کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منھ کے بل جھکا
کھسیانا ہو کر لیٹ پڑا رستم نے اکھیڑ ماری کہ زمین پر گرا آپ پھر اپنے دنگل پر آبیٹھے لاحول
پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہی آنکھین کھولتا ہی رستم کو دیکھکر بند کرلیتا ہی رستم نے
کہا ای اشفاق جا مین اپنے فعل پر خود نفرین کر رہا ہون اب کچھ نہ کہونگا جھاڑ پونچھکر
اشفاق اُٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف
اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ خبر پہونچی اشفاق آتا ہی مگر گھبرایا ہوا
استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہی مین آپکی پریشانی سُنکر نہایت مکدر
ہون جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اُسنے
پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ مکدر معلوم ہوتے ہین اشفاق نے کہا بھائی صاحب طبل جنگی
بجوائیے طلسم کشا کو سزائے معقول دیجیے مین نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرائے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے لپٹ گئے مین نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا
سرمیدان طلسم کشا سے سمجھونگا میرے ہاتھ سے کیونکر بچینگے استحقاق کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا
کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سمک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جاکر بڑا فساد اُٹھایا
طبل جنگی بجوایا ہی رستم نے کہا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کاتب
قسمت نے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آئی ہی ناحق کی پریشانی ہی اُسی وقت یہان بھی طبل جنگی
پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلاے پر
جانے کی تیاریان کر رہا ہی رستم نے پوچھا کیا سبب ہی جو طلاے پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کی
حضور کے طلایہ دینے کا روز تھا چونکہ کل میدان کارزار ہی اسوجہ سے غلام تیاری کر رہا ہی رستم
نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہی ہم کیون تامل کرین ہرچند آفتاب و جہلال نے عرض کی کہ حضور
نہ جائین غلام تو موجود ہین رستم نے نہ مانا سمک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار رہو سال بھر بعد ایک دن
یہ پڑتا ہی کہ اپنے رفیقون کی خدمت کرتے ہین لہذا آج کا دن خدمت سواران نامی کا ہی کہ خود طلایہ
دیتے ہین کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم اس سعادت سے محروم رہین ضرور خدمت کرینگے سرداران با توقیر
دعائین دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جری بہادر
جنگ اپنے ذمے لیتے ہین سردارون کو تکلیف نہین دیتے ہوسکتا ہی کہ ایسے آقا کی بدل و جان
اطاعت نہ کرین رستم سوار ہوے طلایہ پر آئے بازار برازان مین سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکر لشکر
کے آگے کھڑے ہوے کہ لشکر دشمن شاید قصد شبخون کرے کبھی آگے بڑھ جاتے ہین کبھی پھر کر لشکر
پر آتے ہین قضائے کار اُس طرف طلایہ پر اشفاق تھا اُسنے جو خبر سُنی کہ رستم خود طلاے پر ہین اور
یہ بھی خبر سنی کہ صرف عیار ساتھ ہی دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہین سوارون سے کہا مارو ہوسکتا ہی
کہ رستم اکیلے کھڑے ہین حلوہ کرکے گرفتار کرو سب نے کہا کہ ہمین کیا عذر ہی اگر چاہین دس آدمیون
سے گرفتار کرلین نہ کہ دس ہزار یقین ہی رستم دیکھکر بھاگین وہ بھاگینگے ہم گرفتار کرلینگے اشفاق نے
دس ہزار سوارون کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامرد جو برسم ایلچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
سوارون کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہی گھوڑے کو بڑھایا بڑھکر نعرہ کیا۔ نعرہ رستم پیلتن
از خدا و لاد امیر عرب ✤ کیست علمشاہ چو رستم لقب ✤ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ✤

کہ بر تخت مرزوق افگندہ فتور * نعرہ کرکے مرکب بڑھایا اور جا پڑے تلوار کھینچی دس ہزار
کی کیا حقیقت سمجھتے ہیں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا اتنی جو
جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو پشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مار کے گرایا کئی جوان جو آ
پشت پر مارے اب کوئی پشت پر نہیں آتا رستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے پہونچے للکار
کر آواز دی او نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہے خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر جو تہجیر گذری
اسکا عکس بیان کیا اب بیان احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھکر فوج کے بھروسے
پہ ہاتھ تلوار کا مارا اور آواز دی ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سواروں کا شاہزادے پر
بلوہ ہوا اشفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کئی سواروں کو مار کر قریب پہونچے اشفاق پر
ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم
اہل طلایہ کو شکست دیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ استحقاق بارگاہ
سے مسلح ہوکر نکلا دیکھا کئی سو لاشے جابجا پڑے ہیں اشفاق کا لاشہ دیکھکر بہت جھلایا پوچھا
یارو یہ کیا معرکہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ پڑ گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا استحقاق نے
کہا اے تم دس ہزار تھے تم تھے اکیلے نے سبکو مارا سب نے عرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہے کئی افسر
اسنے مارے اشفاق کو للکارا ہرچند اشفاق نے کد و کاوش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں
رستم نے دو پر کالے کیے ہم لوگ آخر بھاگے استحقاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض اس سے
لونگا اسی کو ڈھونڈونگا یہ کہتا ہوا لشکر کو لیکر میدان کارزار میں آیا ادھر سے لشکر رستم پہونچا
شاہزادے نے ساحروں کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہمکو حکم
دیتے تو ہم انکو مار لیتے دو ہی گولوں میں لشکر کا خاتمہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سیر
و جلال وغیرہ دور جا کر ٹھہرے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں
افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا | نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے | کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑوں قافلے راہی اسی منزل میں ہوئے | گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
لیے پھرتی ہی صبا دوش پر آج انکا غبار
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
راحت سے بسر ہوئی کہ ایذا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس

رباعی

جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جوش مین لگے یہی قصد ہو کہ دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین تمام بیدا کرین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر خوب غل مچایا اور پکار کر آواز دی ای رستم اب محل تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو طلاے پہ مارا فوج نے دلدہی نہ کی ورنہ بچ کر نہ جا سکتے رستم نے قصد کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلوان دیو خصال کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ مین استحقاق کے آیا پکار کر آواز دی رستم کو کیا پکارتا ہی پہلے ہمسے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہین نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لینے والا نیزہ و بازو پر تلوار کی فوراً نام مردان عالم کا کھل جاتا ہی بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا پندرھوین طعن مین نقابدار نے نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ مین آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بتایا اور سر پہ ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو اپنے سردار کو کشتہ پایا نقابدار پر دوڑ پڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو تلوار کے نیچے رکھ لیا جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑ رہے ہین تھوڑے ہی عرصہ مین میدان کارزار سے کل فوج کے پانون اُٹھا دیے لاشون

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر حملہ کیا رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا حملہ ہی تاب نہ لائی گھوڑے کو اڑا کر جا پہنچے
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا ای بہادر ماشاء اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعاے جان درازی دی اور کہا کہ تمھاری شمشیر زنی دیکھکر حوصلہ دوچند ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے خوب لڑے فوجین پامال ہوئین لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی شاہزادے کو للکارا یہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیون تکلیف فرماتے ہین چھوٹون کے سامنے بڑون کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہی
یہ کہکے مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارکہ لالان کے دو ٹکڑے ہوے نقابدار نے عرض کی کیون حضور دل
آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مین نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کرنا نقابدار کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا ای نقابدار تمکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی نقابدار نے کہا مردان عالم کیا کسی
مقام پر رہجاتے ہین یون ہی زور بازو دکھاتے ہین نقابدار در رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا مین آپ سے سب طرح موجود ہون رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رد و قدح کے ہوے تھے
کہ شاہزادے نے بازو بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈالدیا نقابدار بھی لپٹ پڑا دونون جوان
گھوڑون سے کودے نقابدار و رستم مین کشتی ہونے لگی یہان تک کہ شاہزادے نے
زیادتیان کرنا شروع کین نقابدار عاجز ہو رہا ہی الجھ الجھ کے لڑ رہا ہی دونون فوجین کھڑی
ہوئی دیکھ رہی ہین قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم جلوہ گر
رہتا ہی صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی ای شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہو رہا ہی شاہزادے زیادتی کر رہے ہین نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہے
ہین نقابدار زرین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مرکب اپنا بڑھایا اُس مقام پر
آیا جہان یہ دونون شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آکے نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ دونون
جھجک کے ہٹے نقابدار زرین پوش بیچ مین آیا داہنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بایان سینے پر نقابدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یارو یہ کیا حرکت ہی آپس مین لڑتے
ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر مین تمپر دباو ڈالتے آخر آپس مین تکرار کاہے کی ہے
شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھسے نہ دیکھا گیا زرین پوش
نے کہا ای مرصع پوش تمنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہی ایسے ایسے ہزارون پہلوان
انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہی کہ تمھارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا اب تم کیا چاہتے ہو نقابدار مرصع پوش نے کہا مین صاحبقران
سے مقابلہ کرونگا زرین پوش نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ دل مین گھمنڈ ہی جب صاحبقران سے
وعدہ کرچکے تو لشنے لڑنے کی کیا ضرورت ہی طرف سے صاحبقران کے مین موجود ہون مجھسے
مقابلہ کیجیے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو بابت صاحبقرانی بھی
لے لونگا نقابدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیاے نادرہ موجود ہین اگر مجھکو زیر
کیجیے یہ اشیاے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید مین زیر کرون تو میری اطاعت کیجیے غرضکہ نقابدار
مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحہ کرایا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہو
اپنے ساتھ والون کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے
شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری مین مصروف ہوجیے مین بھی وقت پر آ پہونچونگا مراد اس
تحریر سے یہ ہی کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
صحرا مین جاکر مصروف شکار ہوا رستم جبارگاہ مین آئے جلال وغیرہ سے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
قبلہ و کعبہ کے مقابلے مین بہت سے نقابدار آئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ملی ہی
کسی نے یہ اسباب نہین پایا دیکھیے کیا گذرتی ہی ہرچند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ مؤید من اللہ ہین مگر
یہ نقابدار بلاے روزگار ہی خیر اب آج شب کو تو اسی صحرا مین رہو کل کوچ کرینگے لیکن ملازمان
استحقاق جو لاشہ اسکا لیکر بھاگے تو ایک صحرا مین جاکر پہونچے وہان ایک قلعہ ہی جسمین
ایک پہلوان رہتا ہی نہایت زبردست خراج گذار ہفت پیکر اسکے جو بالاے قلعہ سے
دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرا مین آکر اترا قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق سنکر بہت
جھلایا کہا کہ میرے نام حکم خداوند نہین آیا مگر مین جاکر رستم کو پھیر دونگا لاشہ استحقاق کا

جلوا دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلعہ سے تیس ہزار جوان ساتھ لیکر بارادہ جنگ رستم نکلا لیکن ہمراہیان استحقاق راہ مین سمجھاتے ہین اور حال زور رستم سناتے ہین کہ اشفاق کو ملاے بریار نقابدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مردم در اس پہلوان کا نام ہے جواب دیتا ہے کہ مین تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم تیز رو بلاے روزگار ہے اس سے پکڑوا لونگا یہ کہتا ہوا صحرا مین آکر اُترا کر سامنے روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اُترا ہے عیار کو حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہے عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار صبح پوش کا لشکر ہے عیار نے خبر دی کہ اُسی نقابدار کا لشکر ہے جسنے استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اے محکوم نقابدار کو چرا لا عیار چلا لشکر مین نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے عیار نقابدار کا بازار مین پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت کرتا تھا عیار تو بلاے روزگار ہے یہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آیا ہے آگے بڑھ کر آواز دی کہ برادرم ٹھہر جاو محکوم ٹھہرا عیار نقابدار قریب آیا پوچھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کسواسطے پوچھتے ہو عیار نے کوئی بات دلنشین نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار سنکر مشتاق ملازمت ہوا کہ جسنے استحقاق ایسے جوان کو مارا عیار نقابدار نے کہا چلو مین ساتھ لے چلونگا مین اُس شہریار کا عیار ہون یہ کہکے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ مین آیا کہا آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ ہاے کمند مارے محکوم نے سانپ ہو کر جست کی حلقون سے نکلا عیار نقابدار نے تو خنجر کھینچکر محکوم پر جا پڑا محکوم سے نیچے چلنے لگا عیار نقابدار نے جھکا دیکر خنجر مار کر سر کاٹ کے محکوم کا گر پڑا عیار نے شاگردون کو حکم دیا کہ لاش اسکا بیرون لشکر پھینکدو یہان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرایا محکوم کا بھائی زنار صبا رفتار اسکو بلا کر کہا کہ تیرا بھائی برائے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہین پلٹا ذرا بڑھکر خبر تو لے زنار چلا جنگل مین آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اُٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب مارے گئے عیار نقابدار بلاے روزگار ہے مین سمجھ گیا کہ اُسنے پہچانکر اسکو مارا اب مین جاکر نقابدار کو لاتا ہون یہ کہکر زنار چلا لشکر نقابدار مین آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار دریافت کرلی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب کھودتا ہوا

چلا چہرہ نقب کا بارگاہ نقابدار مین تو دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہو
شمعہاے موی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن رہنے دی کہ ایسا نہو اندھیرے مین پاؤن
کسی طرف پر پڑجاے کہ کم ظرفی ثابت ہو یہ تدبیر کرکے برابر پلنگ نقابدار کے آیا دیکھا نقابدار
پڑا سو رہا ہی خیال مین آیا کہ اسکو دیکھ تو لون کہ یہ کون شخص ہی جسنے استحقاق ایسے پہلوان کو
مارا کیفے سے بیہوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب اُلٹی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹی معلوم ہوا
کہ آفتاب نکل آیا زنار تھرا گیا اپنے کو ضبط کرکے بیہوشی برابر دماغ کے لگادی نقابدار بیہوش
ہوا زنار نے پشتارہ نقابدار کا باندھا اُسی طرح نقب سے لیکر نکلا جنگل کا رستہ لیا ایک صحرا مین
اسکو صبح ہوگئی اب سوچا کہ دو کوس چڑھکر اپنے لشکر مین چلون ایسا نہو سامنے سے کچھ فوج آجے
یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا یہان عیار نقابدار بازار مین پڑا سو رہا تھا خواب پریشان دیکھکر
اُٹھا سوچا کہ نقابدار پر کوئی اُفتاد پڑی یہ سوچتا ہوا قریب بارگاہ نقابدار کے آیا نگہبانون
سے دریافت کیا خیر و عافیت ہی پردہ اُٹھاکے اندر آیا پلنگ خالی پایا گھبراگیا جی مین کہتا
ہی بڑا غضب ہوا نقب مین کود انقب کو طے کرکے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا مگر زنار
پشتارہ لیے ہوے جنگل مین دو کوس پر آبادی سے چڑھ آیا ہی ایک جھیل پہ پہونچا خیال مین آیا اب
اسطرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر جھیل کے ایک تختۂ سنگ پڑا تھا اُسپر پشتارہ رکھا نقاب چہرہ
سے سرکائی حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی کلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی حیران ہی کہ نام کیونکر دریافت
کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش مرکب اُڑاے ہوے چلا آتا ہے
باز پر سے شکار چھوڑا ہی باز نے جاکر طاؤس کو دبایا اُسی مقام پر آکے طاؤس گرا کہ جہان
پشتارہ تھا نقابدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے باز کو اُٹھاؤن کہ نگاہ جمال عدیم المثال
نقابدار مرصع پوش پر پڑی پسینہ آگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہی اس چاند کے ٹکڑے
کو کیون باندھا ہی عیار نے کہا مین عیار ہون سیلان مردم در کا اسکو اسکے لشکر سے چرا کر
لایا ہون اب خدمت مین اپنے آقا کی لیے جاتا ہون نقابدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت سمجھ
عیار یہ سنکر سختی کرنے لگا نقابدار نے کمان کیانی دوش سے لی تیر جگر کمان مین پیوست
کیا عیار سامنے سے بھاگا نقابدار نے تیر مارا کہ شانہ زنار کا زخمی ہوا نقابدار نے جب

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا زنار جا کر ایک نخل کی آڑ مین کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقابدار نے بند نقاب
چہرے پر مرصع پوش کے آراستہ کیا چند ہمراہیان بادلہ پوش آگئے اُنسے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھوڑے پر ڈال دو مرصع پوش کو بادلہ پوش لیکر چلا زنار پیچھے ہو لیا اُس
صحرا سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ بادلہ پوش مرصع پوش
کو لیے ہوے اُسی باغ مین آیا زنار نے پہچانا کہ بیٹی میلان کی نرگسی چشم والی ہو زنار پلٹا
یہان نرگسی چشم مرصع پوش کو لیے ہوے اپنے باغ مین آئی بارہ دری مین لا کر ہوشیار کیا
نقابدار کی جو نگاہ جمال پر اس مہ جبین کے پڑی بہت پسند کیا باتین ہونے لگین اب
نرگسی چشم نے بیان کیا کہ تمکو عیار میرے باپ کا لیے جاتا تھا مین اُس سے چھین لائی اُنکا
عیار پھرتا ہوا قریب اس باغ کے پہونچا سوچا کہ شاید یہان سے کچھ پتا آقا کا ملے پشت پر
آکے کمندباری باغ مین اُترا دیکھا کہ آقا باطمینان بیٹھے ہین پہلو مین ایک معشوق خوبرو
عیار سامنے اپنے آقا کے آیا عرض کی یہان ٹھہرنا بہتر نہین اے ملکۂ عالم تم بھی آقا کے ہمراہ
لشکر مین چلو نرگسی چشم نے کہا مجکو یہ خوف ہو کہ اگر باپ کو خبر ہوگی لشکر لیکر آئیگا تمھارے
پاس لشکر بہت ہو یہ کہکر کنیزون سے کہا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
ورد یہین رہے اور تو سب بھاگ گئین جس کنیزون کو جنکو دل سے محبت ہو ساتھ ہو لین
گھوڑیان تیار ہوئین نقابدار سوار ہوا نرگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
لشکر کے چلے یہان زنار نے آکر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے لشکر کو تیار کیا
اُسکے باغ کو گھیرا جب زنار اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کنیزون کو پکڑا اُنھون نے بیان کیا
کہ ساتھ نقابدار کے گئی ہین عیار میلان کو ساتھ لیکر چلا سامنے جنگل مین دیکھا کہ نقابدار
ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا ہوا ملکہ سے کہہ رہا ہو جلد نکل چلو زنار نے بڑھکر میلان کو
خبر کی کہ سامنے جنگل مین سب کھڑے ہین میلان فوج لیکر آپڑا نقابدار نے تلوار کھینچی
فوج کفار سے لڑنے لگا جب میلان طرف ملکہ کے قصد کرتا ہو تب نقابدار گھیر لیتا ہو ملکہ
بھی مع کنیزون کے تیراندازی کر رہی ہین کئی سو سوار و پیدل تیرون سے گرائے
میلان چاہتا ہو بیٹی کو گرفتار کرے مگر نقابدار بڑھکے سینہ سپر کرتا ہو نقابدار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقابدار زخمی ہوا تو ملکہ دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کرکے پکاری تھیں ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے ملکہ کا بلک کر دعا کرنا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا شاہزادے مع لشکر آکے پہونچے دیکھا ایک مقام پر تلوار چل رہی ہے سمک نے خبر دی کہ نقابدار مرصع پوش فوج میں گھرا ہے کفار کا چار طرف سے بلوا ہے رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا نعرہ کرکے لشکر کفار پر جا گرے رستم کے ساتھ لشکر بہت تھا لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہونچے فرمایا ای بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقابدار نے مجمل بیان کیا رستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لینگے تمھارا عورت کا ساتھ ہے انکو لیکر نکل جاؤ نقابدار نے بہت شکر یہ رستم کا ادا کیا شاہزادے نے کئی پلٹنیں و رسالے نقابدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنیں نقابدار کو بیچ میں سیلے ہوے لڑتی بھڑتی نکل گئیں نقابدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بارگاہ میں رکھا کنیزیں واسطے خدمت کے مقرر کیں یہاں زنار نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیوں لڑ رہے ہیں نقابدار تو آپ کی بیٹی کو لیکر بھاگ گیا رستم لڑ رہے ہیں میلان نے طبل امان بجوایا رستم رک گئے میلان مقابلہ میں آیا مگر جنگ رستم دیکھکر حیران ہو چکا ہے جب پلٹ کر بارگاہ میں آیا تو زنار کو بلا کر کہا طلسم کشا نہایت زبردست جوان ہے میں طور جنگ رستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سو پہلوان نامی و نام آور اسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو پکڑ لا عیار نے کہا اس جوان کا پکڑ لانا کچھ بات نہیں ہے لیکن انتظام نقابدار کا کیجیے کہ یہ بڑی بدنامی کی بات ہے میں اسکے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو پایا تو نقابدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو ضرور لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ یوں بدی ہاتھ نکل جائے اور ساتھ معشوق کے رہے اب آپکی اسی میں نام آوری ہے کہ میں گرفتار کرکے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل کیجیے اسکا خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کروں پھر اس جوان سے سمجھ لیجیے گا اس طرح مالک کو سمجھا کر زنار طرف لشکر نقابدار کے چلا ایک مقام پر جاکے دیکھا زنانی ڈیوڑھی کے دروازے پر محلدار بیٹھی ہے کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہے کنیزیں اندر سے آتی ہیں

اور بھر چلی جاتی ہین زنار نے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل تجھے
کچھ کہنا ہو کنیز کو کنارے لیجا کر بیہوش کیا آپ اُسکی شکل بنکر اندر پہونچا دیکھا ملکہ مسند پر
بیٹھی ہین گرد کنیزین زنار نے آکر بشکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اُٹھین تو عرض کرون ملکہ اُٹھین تخلیہ کے خیمہ مین لایا وہان لاکر ملکہ سے باتین کرنے لگا باتین
کرتے کرتے خاصدان کھولا گھائی سے بیہوشی ملائی ملکہ سے کہا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے
وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین زنار نے پشتارہ باندھا باندھ کر حیران ہو کہ کس طرح
سے نکلون آخر ایک گوشہ مین بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ ٹوٹی گرد مین آیا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہان نقابدار بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا عیار سے کہا دل گھبراتا
ہو ذرا ملکہ کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہو کہ ملکہ پر کچھ تکلیف ہو عیار دوڑکر بارگاہ
ملکہ پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سایہ مین بیہوش پایا اُسکو ہوشیار کیا اُسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین سو گئی وہان سے عیار کنیز کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا بارگاہ مین جا کے ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک گوشے مین نقب لگی ہے
اُس نقب مین پھاند پڑا آخرمین نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیون یار وفادار کیا ہوا عیار
نے کہا حضور ملکہ کو کوئی چرا لیگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا سے
میلان کے اور کون دشمن ہو معلوم ہوتا ہو اُسکا عیار چرا لیگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کرین مین جا کر ملکہ کو لاتا ہون نقابدار نے کہا ایسا نہو تمپر
کوئی زوال آئے تم چلو مین بھی آتا ہون عیار تڑپتا ہوا چلا اُدھر وہ عیار پشتارہ ملکہ کا لیے
ہوے بارگاہ میلان مین آیا پشتارہ ڈالدیا میلان نے کہا او نالائق تو سر دربار پشتارہ
لے آیا کہا حضور یہ غیر کے سامنے ہو چلین گھوڑے پر سوار ہو کے نکلین اب اُنکا پردہ کیا
میلان نے اشارہ کیا ہوشیار کرو زنار نے بڑھکر ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے
کو سامنے میلان کے پایا خدا کے سر جھکا لیا خوف سے کانپنے لگین میلان نے پکار کر
آواز دی او کیسو بریدہ مین کیا تیرا پیچھا چھوڑتا دیکھ کس طرح تجھکو بلوا لیا بہتر یہ ہو کہ محبت سے

نقابدار کی توبہ کر کہ تیری خطا معاف کرون اور محل مین جگہ دون ملکہ نے کہا ای بابا چاہے
قتل کرو یا جان بخشی کرو مین تو نقابدار کا نام لینا نہ چھوڑونگی میلان اپنے مقام سے
یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دربارگاہ سے آواز آئی منم عیّار نقابدار او بیحیا دیکھیو ن لیجاتے
ہین یہ کہکر عیار نے حقۂ آتشبازی مارا اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبرانے لگے اُس
اندھیرے مین عیار تڑپ کر ملکہ پر گرا حباب مار کے بیہوش کیا شتارہ باندھا اور
لے بھاگا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار شتارہ بدوش بیرون
بارگاہ پہونچا ہی میلان نے آواز دی یاروجانا عیّار جانے نہ پائے چہار طرف سے سپاہی
نیزے و تلوارین لیکر دوڑے عیار نے خنجر کھینچکر پالٹ کا ہاتھ مارا میلان کہ رہا ہی ارے
اسکو پکڑ لو کیا ستم ہو کہ سامنے سے اکیلا شتارہ لیے جاتا ہی عیار نیزے کھا رہا ہی مگر گھڑا
لڑ رہا ہی جہلت پاتا ہی تو بھاگتا ہی سوار و پیدل بڑھکر گھیرتے ہین عیار تڑپ تڑپ کر لڑتا ہی
آخر زخمون مین چور ہوا گھٹنے ٹیک دیے دعائین کر رہا ہی کہ ای معبود ناموس آقا کا پشت پر
ہی اگر مین مارا گیا تو کیسی رسوائی ہی یہ لوگ کہینگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا شتارہ تو چرات
کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رحم اپنا شریک کر عیار دعائین مانگ رہا ہی
گھائے زخم تحمل جسم پر کھائے ہوئے ہین عیار بلک رہا ہی مگر اسطرح نیچے مار رہا ہی کہ کوئی قریب
نہین آتا دور سے نیزے مار رہے ہین میلان آواز دیتا ہی یارو گھوڑے اُڑا کے ادھر سے
اُدھر نکل جاؤ پامال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے ہاتھ مین لیے قصد کیا کہ گھوڑون کو
اُڑا دین اور نیزے مارتے ہوئے نکل جائین گھوڑون کو جما کر کھڑے ہوئے نیزے بلند
کیے کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار مرصع پوش بصد جوش و خروش گھوڑا اُڑاتے ہوئے
آ گیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا شتارہ بدوش گھٹنے ٹیکے ہوئے لڑ رہا ہی
نقابدار نعرہ کر کے اُنھین سوارون پر جا پڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی یارو اِس
نقابدار کو مار لو کہ تھوڑے ہی عرصے مین نقابدار نے اُن سوارون کو مار کر عیار کو بچایا
قریب عیار کے پہونچا شانہ تھام کر اُٹھایا کہا ای یار وفادار اپنی جان ہی دی ہوتی ای برادر
خدا نے تمکو بچایا اس عرصہ مین لشکر نقابدار بھی آ پہونچا لشکر نے جو آکر جنگ کی جدوجہد

نقابدار نے عیارون کے ساتھ کیے فرمایا ملک کو لشکر مین پہونچا آؤ آپ لڑتا بھڑتا قریب میلان کے
پہونچا میلان نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھاوے سے ہاتھ نکال کر
تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پاؤن اُٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
بھاگے نقابدار نے بارگاہین لوٹ لین اور بفتح و فیروزی پلٹا اپنے مقام پر آ کے اُترا مگر رستم طرف
صحراے محیط کے چلے جاتے ہین صحراے دل شاد سے گذر کر صحراے نشاط مین پہونچے یہان
نشاط جادو اُس صحرا کا حاکم ہے ہرکارون نے اُسکو خبر پہونچائی کہ طلسم کشا آپکے صحرا سے جاتے ہین
لشکر اُترا ہے نشاط جادو نے اپنے مشیرون کو بلوا کے اُنسے صلاح کی کہ یارو بمقدمہ طلسم کشا کیا
کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلغلہ سارے طلسم مین پڑا ہے کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر و زرہ
ہفت جوشن کبھی کسی کو یہ تحفے نہ ملے تھے مگر اس جوان نے ان تینون چیزون کو پایا اب فکر ممکن ہے
کہ تا صحراے محیط جائیگا وہان سے حال دریافت کرکے فکر حصول لوح مین مصروف ہوگا لہذا یہ فکر ا
ولازم ہے کہ طلسم کشا کو ایسے طور سے روکا جاے کہ یہ قصد صحراے محیط سے باز رہے بساط جادو نشاط
جادو کا بھائی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا کہ مین جاکر اس جوان کو پھیر دونگا مگر اد جلاد اُسکے ساتھ
آفتاب و جھلال بھی موجود ہین ہم پہلے انھین کی تدبیر کرونگا ای برادر دیکھو فکر کرون کہ طلسم کشا کو
بالکل خبر نہو اگر میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر بساط اُسی وقت روانہ ہوا دن کو آکر
ایک پہاڑ پر ٹھہرا رات کو پہاڑ سے اُترا لشکر مین طلسم کشا کے آیا اپنی تدبیر مین پھرا کیا صبح کو
رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ملازمان آفتاب روتے ہوے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
ہوگیا رستم نے سمک کی طرف دیکھا اُسنے دست بستہ عرض کی ظاہر ہے کہ کسی ساحر نے یہ کام کیا
اب غلام اُسکی فکر کریگا رستم خاموش ہو رہے سمک تلاش مین نکلا جا بجا پھرا مگر کچھ نشان نہ ملا
دوسرے دن رستم کو خبر ملی کہ جھلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سمک پر تاکید کی فرمایا تم فرزند
خواجہ نامدار ہو پتہ نہین لگاتے کہ یہ کام کسنے کیا سمک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا لیگا ایک
ہفتہ عشرہ مین رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران سب غائب ہوے رستم کو بڑا قلق ہوا
اب دربار مین آئے عیار نے آکر سلام کیا شاہزادے نے منھ پھیر لیا فرمایا اے سمک تمکو معلوم ہوا
کہ آٹھ نو افسر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوے اب اگر پتہ نہ لگا تو ہمارے سامنے نہ آنا

سمک نے عرض کی حضور برہم نہ ہوں غلام فکر میں نکلتا ہی یہ کہکر باہر آیا شاگردوں کو تو حکم دیا کہ
فکر میں رہنا جہانتک ہوسکے غیر شخص لشکر میں نہ آنے پاسئے اور آپ جست و خیز کرتا ہوا لشکر
سے نکلا پانچ کوس راہ طی کرکے نکل گیا ایک پہاڑ پا کے دیکھا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوتا ہی سمک
ایک مسافر کی صورت بنکر قلعہ میں آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہیں اور رعایا بھی شعبدہ بازی
سے ماہر ہی یہ مسافر بنا ہوا کاروان سرا کو پوچھتا پھرتا ہی لوگوں نے پتہ بتایا کہ میاں مسافر فلانے
محلہ میں سرا ہی غرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
عہدوں پر بیٹھے ہیں قریب زنجیر لگی ہی درگہ سالار دروازے پر آیندو روند بارگاہ کو روک
رہا ہی اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمھارے حاکم کا کیا نام ہی ساحر نے کہا نشاط جادو ہی اپنی
بارگاہ میں جلوہ فرما ہی سمک ایک گوشے میں آیا زن حسین کی صورت بنائی روتا پیٹتا
دربارگاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی صورت
آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہہ رہی ہی بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
ہی درگہ سالار نے صورت زیبا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھہرایا جاکر نشاط جادو سے
عرض کی کہ ایک عورت فریادی آئی ہی نشاط نے کہا آنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہیں بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ
عادل تجھ ایسے کی عملداری میں کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں کنیز کو لوٹ لیا فریاد
کرنے آئی ہوں بادشاہ نے کہا کسنے لوٹا کہا حضور ایک رسالہ دار آئے تھے ایک روز جو دم
آئے چار پانچ سوار بھی ہتھیار لگائے ہوئے پہونچے مجکو اور میری ماں بہنوں کو
سواروں نے پکڑ لیا زیور سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لیے باہر کا دروازہ
بند کرکے چلے گئے دو دن کے بعد محلے والوں نے آکے دروازہ کھولا تب ہمکو کھانا پانی ملا
بادشاہ نے کہا سب کمی ان رسالہ دار دربار میں حاضر ہیں انکو دیکھو پہچانو سب سردار
کانپ گئے سمک نے نگاہ اٹھائی ان سرداروں میں کسی کا کہنا مناسب نہ جانا عرض کی
ان لوگوں میں تو کوئی نہیں ہی مگر کنیز رسالوں میں جاکر پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گنہگار کو تم
ہمکو دکھادو ہم فوراً اسکو سزا دینگے اسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتین کر رہا ہو نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی لبساط جادو
آکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای برادر آج کیا کیا لبساط نے عرض کی آٹھ
دن مین علام نے لشکر طلسم کشا ساحرون سے خالی کردیا قید خانے مین دریافت کیجیے بارہ
زن و مرد قید ہین اب مین فکر مین طلسم کشا کی روز جاتا ہون مگر پنجہ قابو نہین ہوتا لیک فکر
لگائی ہو وہ یہ ہو کہ عیار طلسم کشا ہماری فکر مین نکلا ہو پہلے عیار کو گرفتار کر لون تو طلسم کشا پر دست انداز
ہون جسدن اسکو گرفتار کر لاؤنگا اسی دن ایک سحر مین کل لشکر کا خاتمہ کر دونگا خیمے بارگاہین
لوٹ لونگا اسی ہفتہ عشرے مین یہ سب سامان ہو جائیگا سمک نے لبساط کی زبانی یہ معاملہ
سنا یا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف لبساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
نازنین کون ہو بادشاہ نے فرمایا فریادی ہو کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا لبساط نے پلٹ کے
پوچھا کس محلے مین رہتی ہو نازنین نے تتلا کر جواب دیا کہ جان بیری کے درخت بہت ہین
یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب مین دریافت کرکے عرض کرونگی لبساط پیچھے
دوڑا جلو خانے مین آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای نازنین جسقدر تیرا نقصان ہوا ہو ہم دینے کو
موجود ہین نازنین نے کہا دو ہزار روپے کا نقصان ہوا گہنے کے نام کو ایک تانبے کا چھلا نہین
رہا لبساط نے کہا ہمارے مکان پر چلو وہان تمکو زیور دینگے نازنین لبساط کے ساتھ ہولی لبساط
نازنین کو لیے ہوے مکان پر آیا نازنین کو کمرے مین بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس کام
مین رہتے ہین لبساط نے کہا صحراے نشاط آباد مین آکر طلسم کشا اُترے ہین مین جملہ سرداران
ساحران کو گرفتار کر لایا پہلوے قصر شاہی مین جو مکان ہو اسمین سبکو قید کیا ہو اب
امروز فردا مین طلسم کشا کو چرا لاؤنگا لبساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا چاہتا ہو
لبساط کہ کسی حیلہ سے باتین تو ہون نازنین ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہو گلابی کھینچ کہ کھٹتا
ایک جام مین پیون لبساط نے کہا پیو نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
رنگ مین سامنے لبساط کے گائے کہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پیو مگر
وعدہ کو تو پورا کرو لبساط نے زیور جواہرات کا سامنے اس نازنین کے رکھدیا نازنین کہتی ہے
جام پیو مین اپنے گھر جاؤن جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو لبساط نے ہنس کہا کہ مین وصل کا طالب ہون

نازنین نے انگوٹھا دکھا دیا لبساط کا منھ چڑھا دیا لبساط سمجھا کہ راضی ہی شراب پی کے مطلب
حاصل کرونگا نازنین کھائی سے بیہوشی ملا چکی ہی جیسے ہی لبساط نے جام اٹھایا دل اسکا
دھڑکا بازو پہ ہاتھ رکھا پتلا فولادی بازو پہ بندھا تھا اُس پتلے نے سر ہلا کر منھ سے شعلہ
چھوڑا شعلہ جو جام پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا لبساط نے کہا ارے
تو کون ہے اسنے چاہا اٹھکر خنجر مارے کہ زمین نے پاؤن تھامے لبساط نے سحر کیا رنگ و
روغن اس زن حسینہ کے چہرے سے اڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک دبلا پتلا عیار ہی اسکو لبساط
نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر مین نکلا ہی مین تیری
تدبیر مین تھا اب اسکی مشکین باندھی گئین کشان کشان لبساط اسکو لیچلا شبرنگ جادو
اسپنے ملازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے مین لیجا جہان اور سردار قید ہین شبرنگ
سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ مین اسنے دریافت کیا کہ اب مین زندہ بھی بچونگا یا نہین
شبرنگ نے کہا لبساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بنکر تمھارے آقا کو
جا کر لائیگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہی اسکو پوشیدہ طور سے لیلو اسمین
ہمارا تیجہ دسوان بیسوان چالیسوان وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگون مین دستور ہی یہ کہکے کچھ روپے
تو بڑے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکالکر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولنا اسمین
میری جان ہی شبرنگ نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے دماغ
مین پہونچی بیہوش ہو کے گرا سمک نے اسکو قتل کیا لبساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلدستہ
اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا لبساط گھبرایا خدمتگارون سے کہا یارو غضب ہوا شبرنگ
مارا گیا جاکر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار میں آکر دیکھا لاشہ اسکا پایا لبساط تلاش مین سمک کی نکلا
مگر یہ شبرنگ کو مار کر رہائی سرداران کی تلاش مین چلا اب یہی فکر ہی کہ سردارون کو تلاش
کرون سرخ رو سامنے آقا کے جاؤن اُس مکان پر آیا جہان سردار قید ہین دیکھا سمک
نے گلرنگ جادو بھائی شبرنگ جادو کا مثل نگہبانون کے بیٹھا ہی کچھ جادوگر ساتھ
ہین یہ کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک تھال برنجی ہاتھ مین لیا مالن کی
شکل بنکر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی مین رکھ لیا اُسی طرف سے نکلا کہ گلرنگ جادو

جسطرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر پڑی بیقرار ہوگیا ساتھ والون سے کہا ارے اس
مالن کو بلاؤ ساتھ والون نے آواز دی بی مالن ذرا ادھر ہوتی جاؤ ہمین پوجا پاٹ کو پھول
چاہیے ہین مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلرنگ نے کہا ہمین روز صبح کو پھول
دیجایا کرو ذرا سا پرشاد ہمین بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ مین درد ہی شوالے
مین جاتی ہون وہان چڑھا کے بتون کی تو لے لینا ایک نے بڑھکر پھول اٹھا لیے مالن نے
تھالی رکھدی کہا لوٹ لو دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہی سب نے موہن بھوگ چھین کر کھالیا کھاکر
بے ہوش ہوے مالن نے قید خانے مین گھسکر جلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو
رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقین چمکاتے ہوے گولے مارتے ہوے شہر مین غدر ڈالدیا
کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے بلڑ جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو لبساط کیا کرتا ہی شہر
مین کیسا ہنگامہ ہی لبساط نے جو بلڑ سنا دوڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحرون کے
ترپ رہے ہین دروازہ قید خانے کا کھلا ہی ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور
عیار غضب کر گیا قید یون کو رہا کر لیا وہی سامری سحر کرتے ہوے گئے کئی سو مکان بھی گرے
اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے لبساط نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین پھر سب کو پکڑ لاؤنگا سب
غافل اپنی اپنی بارگاہون مین سوتے ہین طلسم کشا کی بھی تدبیر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون
یہ کہکے پھر چلا لشکر اسلام مین آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت مین پہونچے سب نے حال عیار کا
بیان کیا کہا حضور آپکا عیار کمال کرتا ہی دن کو ہمکو رہا کر لیا آفتاب نے کہا غفلت مین ہم گرفتار
ہوے سامنا پڑے تو حال معلوم ہو اُدھر لبساط پھرتا پھراتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہونچا
سمک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا لبساط نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہین عیار اپنے مقام
سے اُٹھا پوچھا تمھارا کیا نام ہی اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم اُنکو گرفتار کرا دیتے تنخواہ ہماری نہین
دیتے کلمات سخت کہتے ہین لبساط سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے بیزار ہی کہا اے خدمتگار اگر
تو اپنے آقا کو گرفتار کرا دے تو وہ مرتبہ تیرا کر دون کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجکو رسالہ داری
دلوا دونگا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھلینگے میرا یہ کام ہی کہ
مین عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کرائے دیتا ہون میری تنخواہ مقرر کر دیجیے کہ مین بیٹھے بیٹھے

بسر کرون کوئی عہدہ مجھے نہین چاہیے بساط نے کہا ہزار روپے کی تیری تنخواہ مقرر ہوگی سرکار
سے اسقدر مال ملیگا کہ مالامال ہوجائیگا عیار باتین کرتا ہوا بساط کو لیچلا کہا اسوقت طلسم کشا
کے پاس تحفہ جات نہین ہین سحر کرکے اُٹھا لو بساط رضامند ہوا عیار ساتھ لیکر چلا درگ سالار
نے جاہا بڑھکر انکو روکون عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگ سالار کا سماک بساط کو لیے ہوئے
اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹھے تھے تحفہ جات پہنے تھے بساط نے کہا ای خدمتگار کلاہ
ہفت گوشہ تو سر پر ہی اسوقت سحر تاثیر نہ کریگا خدمتگار نے جواب دیا یہ کلاہ وہ نہین ہے فقط
اُسی طرح کی دوسری بنوائی ہی اتنا تو یہ بہت خوش ہوا کہا ای خدمتگار تیری وجہ سے یہ راز معلوم
ہوے اب مین انکو اُٹھا لیے جاتا ہون خدمتگار نے کہا پھر اب دیر نہ کرو بساط چلاتا ہوا
قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کمر مین پنجہ دون رستم نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر بساط
کا اُڑ گیا سماک نے لاشہ بساط کا بیرون لشکر پھینکدیا ہرکارون نے یہ خبر نشاط کو پہونچائی کہ
بھائی صاحب آپکے مارے گئے نشاط نے کہا اب مین خود جاؤنگا بھائی کے غم مین محل مین آیا زوجہ
اسکی ریحانہ جادو اور بیٹی اسکی ماہی سحر محو مین بلاے روزگار ہین ان بیٹیون نے بڑھکر
پوچھا کیون آج رنج چہرے پر کیون نمودار ہی نشاط نے کہا بھائی صاحب براے گرفتاری
طلسم کشا گئے تھے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے لاشہ تو مین نے پھکوا دیا اب خود مین فکر مین جاؤنگا
ماہی سحر نے کہا ہمین سحر کسواسطے سکھایا ہی مجھے حکم ہو ابھی جاکر طلسم کشا کو لاؤن ہرچند اسکو
منع کیا مگر یہ نہ رکی اسباب سحر ذات پر آراستہ کرکے طرف لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آکے
دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شاہزادے نکلے پشت مرکب پر سوار
ہوے عیار کو ساتھ لیا فرمایا چیلے قراول حکم کرو کہ ہم براے شکار جائینگے عیار نے چیلے قراول
میر شکار وغیرہ حکم کیے رستم واسطے شکار کے چلے ماہی سحر کی نگاہ پڑی جمال بیمثال رستم دیکھکر
عاشق ہوئی یا تو گرفتار کرنے کو آئی تھی یا خود گرفتار طرۂ گیسو ہوئی دیر تک شاہزادے کو دیکھا کی
جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر پلٹی مگر رنگ رو متغیر اپنے باغ مین آئی کنیزون نے جو ملکہ کو پریشان
دیکھا پوچھا واری خیر تو ہی ماہی سحر نے کہا تمسے کیا بیان کرون فلک کجرفتار گردون غدار نے عجب
سامان دکھایا مجھکو پریشان کیا خانۂ دل کو ویران کیا خواصین حیران ہین ہرچند دریافت کرتی ہین

کچھ جواب نہین باتین ماہی سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی مین بیٹھکر رونے لگی دل سے
کہتی ہی اے دل تجھکو کیا کہکے سمجھاؤن اپنے کو اس مغرور تک کیونکر پہونچاؤن شام کو اس سوچ
مین اُٹھی کہ جاکر دیکھو تو آؤن رستم جو شکار سے پلٹے کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرا کے اسمین آکر بیٹھے
نشاط فکر مین تو تھا ہی اسنے جو دیکھا کہ رستم تنہا خیمے مین آئے اور عیار کار ضروری مین مصروف ہے
گلابیان لاکر رکھتا ہی نشاط نے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے پاؤن زمین نے تھام لیے نشاط
نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لے لین فوراً سحر سے صورت اپنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لیکر
اندر آیا کہا اے آقاے نامدار ایک جام نوش فرمایئے رستم سمجھے کہ عیار کہتا ہی کچھ تو اسنے بہتر سمجھا
ہوگا جب تو شراب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لڑکھڑا کے گرے نشاط رستم کو لے کے
چلا یہان سماک راہ مین کھڑا ہی زمین پاؤن نہین چھوڑتی ہی کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
سماک راہ مین کھڑا ہی رنگ رو متغیر پسینے پسینے کانپ رہا ہی آفتاب نے بڑھکر پوچھا کیون اے
سماک خیر تو ہی سماک نے کہا اے آفتاب میرے پاؤن زمین پکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو
آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ مکر کیا ہوگا یہ سنکر آفتاب نے سماک پر سے سحر اُتارا آپ طرف بارگاہ
کے دوڑا اُسوقت آیا کہ نشاط رستم کو لیکر نکلتا تھا اسنے دیکھکر للکارا ارے تو کون ہی جو آقا کو
لیے جاتا ہی نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلون آفتاب پشت پر سے للکارتا ہی کہ
او مکار ٹھہر جا آفتاب کی آواز سنکر جلال اپنی بارگاہ سے نکلا خدمتگارون سے پوچھا کہ یہ کیسا
ہنگامہ ہی خدمتگار نے کہا کوئی ساحر آیا تھا رستم کو گرفتار کرکے لیے جاتا تھا آفتاب نے جاکر روکا
دونون مین مقابلہ ہو رہا ہی مگر وہ ساحر ایسا خائف ہوا کہ بھاگ نکلا جلال نے جو یہ معرکہ سنا
مثل شعلۂ جوالہ تڑپ کر پہونچا دیکھا آفتاب پر نشاط سحر کر رہا ہی مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہی
جلال نے کارد سحر نکالی پشت پر آکے اسم سحر پڑھکے پھینک ماری پشت پر جاکے
نشاط کے پڑی سینے کو توڑ کر پار گذری ایسا کام ناگ آندھی سیاہ چلی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام
مین نشاط جادو بود دم بھر کے بعد ایک زاغ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھون سے آنسو
جاری تھے پہلے لاش پر نشاط کی خوب رویا پھر پنجہ سے لاشہ پکڑ کے اُٹھا لیگیا محیط اپنے تخت پر
بیٹھی تھی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک زاغ سیاہ لاشہ نشاط کا لیکر آیا مثل

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کر کے خوب رویا محیط نے
نشاط کی ارتھی بنوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ مین
فراق طلسم کشا مین بیٹھی رو رہی تھی کہ کنیزون نے اسکو خبر دی ماہی سحر سنکر چپ ہو رہی ایک
غم ایسا اسکے دلپر ہی کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہین کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ
نشاط کو جلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ اُنکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
کی اگر یہ پلٹے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اُنکے سردارون کو بساط سے گرفتار
کرایا آخر انجام یہ ہوا کہ جیا سے اُنکے دن دہاڑے عیاری کی اب مین کیا کرون یہ کہکر خاموش ہو رہی کہ
آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُسنے کہا چلیے آپکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے عذر کیا کہ مزاج
میرا درست نہین ہی مین علیل ہون مگر اُس ساحر نے نہ مانا کہا ضرور چلیے ملک کچھ انتظام کرینگی ناچار
ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ اے
صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہی احکام سامری زمین دخل نہین دے سکتی ہو مناسب
جانا وہ کیا اگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شد و مد سے تدبیرین کین آخر اپنی جان
دی ماہی سحر آکے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چیخین مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
کہا اے نور نظر بہت نہ روؤ خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
پہونچایا ہاتھ سے جلال کے مارا گیا مین نے تمکو اسواسطے بلایا کہ تمھارے ہاتھ سے انتظام شہر
کا نہ ہوسکیگا جالینوس جادو کہ جہان دیدہ اور کار آزمودہ ہی اُسکو تمھارا ملک بخشے دیتی ہون
وہ جاکر خوب انتظام کر لیگا لشکر اسلام مین تہلکہ ڈالدیگا تم بھی موافق اپنے رتبے کے شریک ہوا کرنا
ماہی سحر نے کہا آپکو اختیار ہی مین انتظام کرونگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہی علاوہ افسون کے
وہ خود بہادر صف شکن ہی تحفجات اُسکو مل چکے ہین سحر کسیکا اُسپر تاثیر نہین کرتا کوئی کیونکر گرفتار
کریگا بساط جادو کتنا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
کرنے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کریگا محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و
محیل ہی فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہکے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شق ہوئی ایک
ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کرکے پوچھا آج غلام کو کیون یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرا ہے نشاط آباد خالی پڑا ہے تم جاکر اپنا دخل کر دو یہ ماہی سحر اُسکی بیٹی ہے اسکو اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے قتل کرو جالینوس نے جو پلٹ کر جمال ماہی سحر دیکھا
بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اے ملکۂ عالم جان لگا دونگا مگر ملکہ مجھپر مہربانی رکھیں محیط نے
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلاف صلاح دے فوراً مجھے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کرنا پڑا انتظام
مقدمۂ گرفتاری طلسم کشا ہے۔ جالینوس نے تخت سحر تیار کیا کہا ملکۂ عالم آئیے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اُڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کاردار جابجا مقرر کیے ماہی سحر تھوڑی دیر قلعہ میں ٹھہری بعد اسکے کہا کہ میں اپنے
باغ میں جاتی ہوں اب جالینوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کروں تب ماہی سحر پر قبضہ کروں
شب کو بصورت مبدل لشکر اسلام میں پہونچا خادموں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کس وقت جدا
کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تحفے اُتار کر رکھدیتے ہیں یہ دریافت کرکے
باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کھانا نہ پینا جلسہ وغیرہ سب موقوف رنج و غم میں
معروف جالینوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعتنا نہ کی یہ بیٹھ گیا کہا اے ملکہ میں تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کرکے لاؤنگا ماہی سحر گھبرا گئی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہے جالینوس
نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اُٹھا لاؤنگا مگر آپ بھی
مجھکو اپنا غلام جانیے خدمتگزاری سے سرفراز فرمائیے اس صحرا کو ایسا آباد کروں صحرائے محیط سے بڑھا دوں مگر جبسے
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے ضبط کر رہا ہوں آج مفصل آپسے کہتا ہوں کہ وہ مرتبہ آپکا بڑھاؤں کہ محیط
آپکا بنا محسن جانیں خداوند مرتبۂ مصاحبت دیں ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ باتیں جالینوس کی نہایت
ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جالینوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہے اُٹھ کھڑا ہوا کہا غلام رخصت ہوتا ہے ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جالینوس
اُٹھکر قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں ایک ایسا
مقام پر آکر دونوں پاؤں زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آکے نکلا دیکھا کہ حقیقت میں
طلسم کشا آرام کر رہے ہیں تحفہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ غافل ہوگئے
اُسنے اسی حال میں طلسم کشا کو اُٹھا لیا غرق زمین ہوکر پھر سے پر نقب کے نکلا پر پرواز پیدا کرکے قلعہ
میں آیا طلسم کشا کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا جلادوں کو بلاؤ جلاد آئے داریں استادہ ہوئیں طلسم کشا

کی آنکھ کھلی بیٹے کو اس حال میں پایا بیتاب ہوکر دعا کرنے لگے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے رستم تو دعائیں مانگ رہے ہیں جالینوس آمادہ قتل بیٹھا ہی کہ ملکہ جو بیٹھے گھبرائیں کنیزوں سے کہا کہ سنا جالینوس ہمپر عاشق ہوا ہی دیکھو تو کیا کرتا ہی صاف جواب دیدوں کہ یہ خیال محال ہی ایک کنیز گئی تھوڑی دیر کے بعد آکر قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گھبرا کے تخت سحر پہ سوار ہوکے طرف قلعے کے آئیں جالینوس دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا تعظیم کرکے ملکہ کو پاس بٹھلایا یہاں صبح کو جب عیار جگانے کو طلسم کشا کے آیا چھپر کھٹ خالی پاکر گھبرایا ہوا جہلال کے پاس آیا اور سب کیفیت بیان کی خدمتگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا تحفہ جات کب جدا کرتے ہیں سمک نے کہا یہ جالینوس جو آیا ہی واقعی اسم بامسمی ہی ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی خدا اسکے مکر سے بچائے جہلال نے کہا میں جاتا ہوں سمک نے کہا وہ ساحر زبردست ہی ایسا نہو تم بھی افتاد میں پڑو میں جاکے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہوگا ویسا بیان کرونگا تم لوگ تحفہ جات سے ہوشیار رہو سمک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر خبر کو چلا وہ وقت ہی کہ جالینوس ماہی سحر سے کہہ رہا ہی کہ ملکہ آج بڑی خوشی کا دن ہی تمھارے باپ کے خون کا معاوضہ لیا جاتا ہی ہاں ایک خطا ہوگئی ہی کہ طلسم کشا کو تو لایا تحفہ جات نہ لایا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل انکا بہتر نہیں عزیز انکے جا بجا پھیلے ہوئے ہیں اور والد انکے اس قصد میں ہیں کہ ہفت پیکر پر دست انداز ہوں ہر چند وہ طلسم کشا نہیں ہیں مگر صاحب اسم اعظم ہیں اگر وہ قصد کرینگے تو تمکو جان بچانا دشوار ہوگی بہتر یہ ہی کہ انکو قید کرو خداوند کو عرضی لکھو کیونکہ باپ انکے قریب طلسم موجود ہیں بیٹے کے قتل کی خبر سنکر آپڑینگے سحر اُنپر تاثیر نہیں کرتا جالینوس نے کہا ہم انکو قتل کرکے تمکو ساتھ لیکر صحرائے محیط میں جائینگے محیط کے واسطے بڑا فخر ہی کہ ہر مشکل کو کمیل جادو آسمان سے آتی ہی کچھ خبر سناکر چلی جاتی ہی رازداں لوگ کہتے ہیں کہ اُسی کے پاس لوح ہی ضرور اُسنے ایسے مقام پر رکھی ہوگی جہاں طائر وہم وخیال بھی نہ پہونچ سکے اُسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تمکو لیکر مقام کمیل پر جائینگے وہاں کوئی نہ آسکیگا عزیزداران طلسم کشا ہزار کوشش کریں جب بھی نہ پہونچ سکیں ملکہ نے کہا آخر کمیل کہاں رہتی ہی جالینوس نے کہا کمیل وسط سما پر رہتی ہی کئی ہزار گز میں سے بلند اُسنے ایک مکان بنایا ہی اُسی میں رہتی ہی وہاں کوئی جا نہیں سکتا ہی ماہی سحر نے کہا یہ سب انتظام ہیں مگر طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اُڑا دینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوگئے ہیں اور دستہ

بتاتے ہیں مقام تک پہونچاتے ہیں ویسا نہو کہ کہیں کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں آٹھوین دن
محیط کے پاس آتی ہیں وہین کوئی گرفتار کر لے تو کیسی مشکل ہو جالینوس نے بجرنگ جادو کو
ملکہ کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاط تھے اور یہ اسکا قاتل ہے اچھی طرح قید کرنا مین تو آج
خوش ہوں کہ ملکہ نے مجھسے بات تو کی اب صورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بجرنگ رستم کو لیکر چلا
سمک کہ بصورت مبدل یہ باتیں کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے پیچھے چلا بجرنگ رستم کو لیے ہوے
قصر سیاہ مین جو وسط قلعہ مین ہے آیا قصر مین شاہزادے کو داخل کیا چار سو جادوگر گرد مقرر کیے اور
کہدیا کہ ہوشیار رہنا غفلت نہو مقدمہ قید طلسم کشا ہے بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہین ہر وقت
دروازہ کھول کر دیکھا کرنا جالینوس نے بڑی کمی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ اسقدر خیال نہوتا پھاٹک
دروازے پر آسکے خود حفاظت کرنے لگا حکم ہو کوئی سامنے اس قصر کے نہ آئے جو کوئی آئے اسکو قتل کرو
سمک نے یہ سب انتظام دیکھا خیال مین آیا کہ عیاری کرون پھر سوچا کہ چلکر جہلال و آفتاب سے کہون
دیکھون کیا کہتے ہین یہان جالینوس نے بعد جانے ملکہ کے بخدمت محیط ایک عرضی روانہ کی مضمون
یہ تھا کہ اے ملکۂ عالم مین نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آمادہ قتل تھا کہ ماہی بحر نے وقت پر آکے
بچا لیا قاتل شاہ قصر سیاہ مین قید ہے جیسا حکم ہو وہ بجا لاؤن ساحر تو اسکی عرضی لیکر اسطرف چلا
سمک قید رستم دیکھکر لشکر مین آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا مین تحفہ جات لیکر جاؤن
آقا کے زیب جسم کرون بجرنگ کو مار کر وہ کل آئینگے سمک نے کہا ہو سکتا ہے کہ مین جاکر عیاری کرون
اور تا بہ قصر پہونچون مگر چار سو ساحر نگہبان ہین اگر ایک بھی ہوشیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کر لیگا آفتاب
نے کہا تم تماشہ دیکھو مین کیونکر پہونچتا ہون سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہون وہ شاہزادے کو
پہنا دونگا یہ کہکے تحفے لیے جھولی مین رکھے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سمک بصورت
مبدل قلعے مین آیا دیکھ رہا ہے کہ آقا قید خانے مین بیٹھے ہین زنجیرین پہنا رہے ہین کہ دیکھا اتنے آفتاب نے
سر نکالا سر نکلتے ہی بجرنگ دوڑا کہ روکون آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی نہ دکھائی تحفہ جیسے ہی
ہاتھ مین رستم کے آیا ماران سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے لپٹے ہوے تھے چھوٹ گئے رستم نے
بجرنگ کو ٹکڑے کر مارا تو یہ اندر چلا تھا یا گھبرا کر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مارو آگے رستم پیچھے
آفتاب ساحرون نے قصد کیا کہ ان دونون کو گرفتار کر لین یہ دونون شمشیر لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا

اُسکے دو ٹکڑے ہوے آفتاب نے جب گولہ مارا دس دس کے سینے پر مار دیے کبھی ہاتھ ہلایا برق
چمکی کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جالینوس بارگاہ مین بیٹھا تھا اُسنے جو ہارا سُنا ساحرون سے کہا
ارے دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے چھڑایا اب
لڑ رہے ہین ساحر روک رہے ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا جالینوس یہ سُنکر گھبرا گیا کہا یارو ملکہ نے مجھے
آفت مین پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا بجرنگ سے کہو اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جانے
دے وہ میرے روکے سے نہ رکینگے شمشیر زنی اُنکی ذات پر موقوف ہو حقیقت مین جو قدرت نے
لکھا ہو اُسی کا ظہور ہوتا ہی جا بجا یہی لکھا ہو کہ طلسم کشا کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی
جب قید ہو گا رہا ہو جائیگا بجرنگ لڑ رہا تھا کہ مخبر نے آکر خبر دی پلٹ آؤ بجرنگ نے چاہا کہ مین
پلٹ جاؤن کہ آفتاب نے للکارا بجرنگ نے گولہ مارا کر برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
اُسنے پکار کر آواز دی آقا غلام رخصت ہوتا ہی سر سراسر زخمی ہوا رستم جست کرکے برابر بجرنگ کے
پہونچے سمک نے آکر حقہ آتشبازی مارا بجرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پیدا کیا
جیسے ہی تیغہ چمکا بجرنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا رستم نے ہاتھ مارا بجرنگ کا سر کٹ کے گرا
جیسے ہی اسکا سر گرا سب ساحر بھاگے رستم و آفتاب ■ سمک لڑتے ہوے قلعہ سے باہر نکلے دیکھا
کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی ماہی سحر نے جو خبر سنی کہ رستم نے رہائی پائی بیقرار
ہو کر باہر نکل آئی شاہزادے کو آتے دیکھکر آواز دی ای شہریار اس باغ کے شجر آپکے مشتاق ہین
پھول آنکھین کھولے انتظار مین ہین غنچہ ہاے دہن بستہ مشتاق جمال ہین اب خدا نے اپنا فضل کیا
کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہان بھی آیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین
بلا رہی ہی آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کو اپنے ہمراہ لیے ہوے باغ مین داخل ہوے ماہی سحر
مدت سے مشتاق تھی ہاتھ مین ہاتھ دیکر باغ مین لائی بارہ دری مین لا کر بٹھایا شراب و کباب پیش کیا
رستم نے سوال اسلام کیا ماہی سحر نے عرض کی جس وقت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت پیکر پر لعنت
کی مذہب خداے نادیدہ اختیار کیا وہ دن خدا کرے کہ ہم اس آفت سے نجات پائین آپکی خدمت مین
رہین شاہزادے نے جام پیا ماہی سحر نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

شگفتہ روح ہو اُسکی مجھے تو اب سے ملے
دلاؤن فاتحہ بلبل کا جو گلاب سے ملے

۲۰

نہ کھاؤں داغ اگر لذت کباب سے ملے | پیوں نہ زہر جو کیفیت شراب سے ملے
ازل سے اُسنے دیا ہو وہی جو زیبا تھا | گلوں کو رنگ تو بلبل کو پیچ و تاب سے ملے
وہ رونے والا جہاں سے اُٹھا ہو نکلن ای زند | جواب جسکا نہ تا حشر چشم سحاب سے ملے

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہیں سمک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا پہلو میں شہزادی
ملک کی نہنگ بحری بیٹھی تھی اُسپر نگاہ ڈال کر کہا کہ غلام کا تو گانا سنیے ملک نے گانے کو منع کیا
سمک نے ایسے اشعار عاشقانہ گائے کہ نہنگ بحری بیتاب ہو گئی ہنس ہنس کے اس سے
باتیں کرنے لگی رستم ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں سمک نہنگ بحری سے باتیں کر رہا ہی
کنیزیں اپنے اپنے کام پر ماموریں شراب و کباب لا کر رکھ رہی ہیں کہ یکایک ہرکاروں نے
یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سُنکر جالینوس جل گیا غصہ میں
آکر اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ ملک کے چلا یہاں عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے نعرہ
ہوا اے شخ او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جگہ دی پہلو میں لیے
بیٹھی ہی یہ کہتا ہوا زمین پر آیا گولہ مارا گولہ قریب رستم کے پھٹکر زمین پر گرا رستم تیغہ ہفت جوہر
لیکر اُٹھے جالینوس نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی بہت گھبرایا ماہی سحر و نہنگ بحری حیرت
دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس تڑپ کر گرا دونوں کو پنجے میں دبا کے یہ کہکے اُڑا کہ اب ماہی سحر سے
اور رستم سے ملاقات نہ ہوگی ایسے مقام پر لیجا کر اسکو بند کروں کہ تڑپ تڑپ کر مر جائے میں تو خود
اسیر عاشق ہوں یہ نہ سمجھو کہ میں اسیر مرتا تھا اب حال عشق و عاشقی کا کھلیگا رستم نے کمان کیانی
دوش سے لی چلہ کمان میں تیر پیوست کیا تیر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اسنے سحر کیا کہ تیر
جلکر گر گئے کئی تیر رستم نے مارے مگر جالینوس نکل گیا رستم سمک کو لیے ہوئے رنجیدہ باغ سے
نکلے لشکر میں آئے جہلال و آفتاب نے پوچھا حضور کو زیادہ ملول پاتے ہیں ملازمان عالیجاہ
گھبراتے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کروں کہ کس بلا میں جا کر پھنسے ہیں تو عجب معرکہ گذرا کہ جسکو کہہ
نہیں سکتے سرداروں نے عرض کی حضور کیا معرکہ گذرا رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا
سرداروں نے دیکھا سمک بھی بہت بیقرار ہی کہتا ہی نہیں معلوم نہنگ بحری پر کیا گذری کا
یہ کہکے اُٹھا کہا حضور تامل فرمائیں غلام پتہ لگاتا ہی لیکن جالینوس جو لیکر چلا خیال میں تھا

کے پاس محیط جادو کے پہونچ جاؤن پھر سوچا کہ ایسا نہو محیط قتل کر ڈالے تو مین وصل سے محروم
رہونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ میری قبضہ مین رہے یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ مین ایک
باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے غنچے چٹک رہے ہین پھول کھلے ہوے ہین نخل سرسبز و شاداب
جوانان چمن اکڑ رہے ہین عروسان چمن کو پہلوے معشوق نصیب صیاد و گلچین بے نصیب
بلبل خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی اس باغ کو دیکھکر جالینوس شگفتہ ہوگیا سوچا کہ اسی باغ مین
رہون ملکہ کو ایک قفس مین بند کیا باغ مین اُترا چبوترہ جو وسط مین تھا اُسپر سحر سے فرش بچھوایا سحر
کیا چند کنیزین حاضر ہوئین مسند پر آکے بیٹھا کنیزون سے کہا قفس سامنے لاؤ دونون قفس سامنے
رکھکر بنت سمجھانے لگا کہتا تھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے
شاد ہون تمھاری بھی جان بچے اب یہان پر وہ تمھارے جلنے والے کیونکر آئینگے غیر مقام پر
مین آکے اُتر پڑا ہون ملکہ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے جب جالینوس ستمگر کلام سخت کہتا ہے
جب ملکہ بیقرار ہو جاتی ہی جواب دیتی ہی ای ملعون اُنھون نے تیرا کیا لیا جو تجھے ہوسکے قصور نہ کر
جو تیرے دلمین آرزو ہی دل ہی مین رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہوگا جالینوس نے دونون
قفس سامنے درخت مین لٹکوا دیے خود شراب خواری مین مصروف ہوا پہر رات گذری تھی کہ ناگاہ
اس باغ کی گل پیرہن جو شکار کھیل کر لوٹی دیکھا باغ مین روشنی ہو رہی ہی ایک سیہ فام
مسند پر بیٹھا شراب خواری کر رہا ہی دو قفس درخت مین لٹک رہے ہین جالینوس کو دیکھکر جل گئی
دلمین کہتی ہی یہ سمجھا تو یون بیٹھا ہی جیسے کوئی اپنے گھر مین بیٹھتا ہی کیا دل مین سمجھا جو میرے باغ پر
قبضہ کیا زمین پر اُتری پکار کر آواز دی او بیحیا تو کون ہی کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہان سے نکلجا تو
بہتر ہی جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم بھی بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم یہین آکر بیٹھ گئے
تمھارا کیا نقصان ہوگیا گل پیرہن نے کہا نکلجاؤ یہان سے ورنہ بہت پریشان ہوگے یہ کہکے
اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو پتھر زمین پر مارا برق کڑک کر گل پیرہن پر گری
کہ سر گل پیرہن کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اُٹھا کہ اسکو گرفتار کرکے وصل حاصل کرون
ماہی سحر جلیلی شرمانے لگی تب میرے قابو مین آئیگی آخر گل پیرہن جالینوس کے خوف سے
بھاگی جنگل مین آکر زخم باندھا حیران کھڑی ہی کہ کیا تدبیر کرون باغ ہاتھ سے جاتا ہی افسوس کچھ نہو سکا

وہ تو ساحر زبردست ہی سحر مین مجبور غالب آیا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قطعوے
لگائے ہوئے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہاتی
زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا پوچھا تمھارا کیا نام ہی ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا مین نے چاہا اُسکو نکالدون اُسنے سحر کرکے مجھے زخمی کیا عیار نے پوچھا
وہ ساحر کون ہی ساحرہ نے کہا مین نام نہین جانتی لیکن دو قفس معشوقان پریچہرہ کے لٹک رہے
ہین اُنکو محبت دیکھ رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی اُنپر عاشق ہی چاہتا ہی اُنکو قبضے مین کرون عیار
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو مین تھوڑے عرصہ مین باغ تمھارا خالی کرائے دیتا ہون ساحرہ یہ سنکر
خوش ہو گئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ تو کون ہی کس فکر مین نکلا ہی کہان جاتا ہی اور کہان سے
آتا ہی عیار نے کہا مین طلسم کشا کا عیار ہون فکر ماہی سحر مین نکلا ہون دیکھو تمھاری شکل بنکر جاتا ہون
یہ کہکر کنارے آیا رنگ وروغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیرہن نے جو اپنی شکل پر دیکھا
حیران ہو گئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی مجکو نہین پہچان سکتی کسی خال وخط مین فرق نہین عیار
نے کہا دیکھو مین کیا کرتا ہون گل پیرہن کی شکل بنا ہوا باغ مین آیا جالینوس نے جو گل پیرہن کو
دیکھا آواز دی کیون اے نازنین اب شر سے باز آئی ایسے سحر مین دو ٹکڑے کرونگا عیار نے جواب دیا کہ
ساحر مین تیری مطیع ہون جو کہو وہ بجالاؤن تیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت مین رہونگی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہین تو بھی اسی باغ مین رہ مجکو بھی جگہ دے مین ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہون اب آخر کہان جاؤن خیر مجکو ایک وارث ہی ہم ہوا ایسا نہو باغ
بالکل ہاتھ سے جاتا رہے جالینوس نے بلوایا عیار قاعدے سے میٹھا کہا صاحب یہ جو گانیوالیان
گا رہی ہین انکو سُر مین تو بالکل دخل نہین ہی اگر کہو تو مین گانا سُناؤن یہ کہکے باجا اُٹھا لیا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جالینوس بیقرار ہو گیا کہا اے گل پیرہن
تم تو کمال رکھتی ہو مین نے کبھی ایسا گانا نہین سُنا تھا تمنے تو دل بیتاب کر دیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ مین بھیجا ہوا خداوند ہفت پیکر کا ہون حکم ہی خداوندگار کا طلسم کشا کو گرفتار
کرکے لاؤ مین گرفتار کر رہا تھا یہ ظالم جو قفس مین بند ہی اسطرح آ کے مجکو سمجھایا کہ مین اسکے قریب
مین آگیا طلسم کشا نے رہائی پائی اسکے جوش محبت مین اپنے باغ مین بلا لیا ہرکارون نے مجکو خبر دی

مین غصے مین جا پڑا طلسم کشا پر سحر نہین تاثیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونون کو لے بھاگا طلسم
کے پہلو مین یہ بیٹھی تھی اسکو اٹھا لایا یہان آکر پہونچا یہ باغ پسند آیا سوچا کہ یہ غیر مقام ہی آرام ملیگا
تمنے آکے ستایا مجھے غصہ آیا اب وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اپنی معشوقہ بناؤنگا باغ کو آباد کرونگا ہزارہا
لونڈیان یہان موجود رہینگی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہین مجھے کیونکر منظور فرمائیے گا
جالینوس نے کہا اول تو تو خوبصورت ہی دوسرے یہ کہ مجھے منظور ہی کہ مین اس ظالم کو جلاؤن تیرے
ساتھ مزے اڑاؤن عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور رہوا کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
کہا اگر یہ قبول بھی کر لیگی تو بھی تیرا مرتبہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقۂ خاص لقب دونگا جسقدر
ملازم ہین سب تیری خدمت مین رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا صاحب تمھارے گلے
مین جو یہ تختے فولادی پڑے ہین مجھے اسنے ڈر معلوم ہوتا ہی جو مجھسے صحبت منظور ہی تو انکو اپنے
جسم سے الگ کرو جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہین عیار نے کہا اگر مجھسے خوف
جان ہی تو صحبت مین اپنی جگہ نہ دو مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ مین بدنصیب ہون جیسے کہ میرا شوہر
ایک جلشن کو لیکر بیٹھ رہا جیسے تنہا تڑپتی ہون تم بھی نہین معلوم کیونکر پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ
تمکو مجھسے جان کا خوف ہی یہ کہکے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی اب تو جالینوس بیتاب
ہوگیا آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگا کہا اے گل پیرہن تیرے رونے سے دل بیتاب ہوگیا اب مین
ان سب چیزون کو جسم سے جدا کرتا ہون تو آکر پہلو مین بیٹھ سب تختے کھولکر جالینوس نے الگ کیے
اب تو سمک نے بڑی خوشی کی اور جام لبریز کر کے اسکے لبون سے لگا دیا جالینوس پی گیا اب جو
وہ شعر گانے لگی جالینوس بیقرار ہوگیا چاہا گود مین لون عیار دور جا بیٹھا وہان سے اشارہ کر رہا تھا
کہ مجکو گود مین لیجاؤ جالینوس بلبلا کے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا جھپٹکر سمک نے
خنجر مارا جالینوس کا شکم چاک قصہ پاک سمک نے دونون قفس درخت سے اتار دے ملکہ کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن نکالی قضا سے کار محیط جادو اپنے دربار مین بیٹھی تھی گلدستہ
جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا محیط نے کہا اے کسی نے جالینوس کو مارا وہ تو ایک
بلائے روزگار تھا اسکو کسنے مارا اب اوراق جمشیدی نکالکر پڑھے منھ پیٹ لیا کہا باغ
گل پیرہن مین جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز پری کہ اپنے کو باغ گل پیرہن مین بہت جلد پہونچا دے

قاتل کو گرفتار کر لائے اور ماہی سحر کی نجات سے یہ فساد ہوا عقاب تیز پر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام
ابھی لاتا ہی یہ کہکے چلا اُسوقت یہ پہنچا کہ سمک نے ماہی سحر کو اور نہنگ بحری کو قفس سے
نکالا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم عقاب تیز پر او بیحیا اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ماہی سحر
نے گولا مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدہا طائر گولے سے نکلے سمک تو بھاگ کر ایک غار مین
چھپا ماہی سحر کو اُن طائرون نے گھیر لیا کوئی منقار مارتا ہی کوئی پرون سے ہلاک کرتا ہی ہرچند
ماہی سحر نے اپنے کو بچایا مگر طائرون نے بیجان چھوڑا نہنگ بحری نے جو اپنے مالک کو طائرون میں
پھنسا پایا تڑپ کے گری ایک طائر کا سر کاٹا اُس طائر کے سر کٹتے ہی قطرات خون جو اُسکے زمین
پہ گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوے اُن طائرون نے دونون کو گھیر لیا منقارون سے بدن کو
نوچ ڈالا گھیر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونون کی زبان مین سوزن دی اور
گرفتار کر کے لے چلا گا کہتا تھا تم ہی دونون نے ملکر اتنے بڑے ساحر کو قتل کرایا سمک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر دونون کو چلا تو غار سے نکلا زیر سایۂ عقاب چلا دیکھتا ہوا جاتا ہی
کہ جہان یہ اُترے مین بھی پہونچون جان اپنی لگا دون مگر معشوق کو رہا کرون عقاب اُڑا ہوا جاتا تھا
کہ گانے کی آواز اُسکے کان مین آئی دیکھا کہ ایک نازنین ایک قصر مین بیٹھی ہی گرد کنیزین صحبت
رقص و سرود آراستہ گانا ہو رہا ہی عقاب اِس نازنین کے دیکھتے ہی بیقرار ہوا آسمان سے اُترا
سمک نے دور سے دیکھا کہ عقاب قصر مین اُترا اُس نازنین نے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
بد انجام دو عورتون کو بغل مین دبائے ہوے آسمان سے اُترا ہوا آتا ہی پریشان ہو گئی پکار کر
آواز دی ارے تو کون ہی جو اِس طرح میرے مکان مین چلا آیا عقاب نے کہا مین مصاحب
ملکہ محیط جادو ہون نازنین نے جواب دیا کہ محیط نے تمکو کیا حکم دیدیا ہی جہان چاہو چلے جاؤ
کیا بی محیط سب کی حاکم ہین خداوند ہفت پیکر کو سبکا خیال ہی اُنکے بندے ہین بی محیط کون ہین
عقاب نے کہا ہم تھوڑی دیر ٹھہرینگے پھر چلے جائینگے اُسوقت اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحب
کیا زبردستی کی ہی ہم اپنی صحبت مین غیر کا آنا پسند نہین کرتے اگر ہمارے شوہر کو خبر ہو گی تو وہ بہت
آزردہ ہونگے عقاب نے پوچھا تمھارے شوہر کا کیا نام ہی نازنین نے جواب دیا کہ موسیقار
جادو اور میرا جلترنگ جادو نام ہی عقاب نے نہ مانا آکر بیٹھ گیا اُس نازنین نے

پوچھا یہ دونون عورتین کون ہین کہا انکا حال مین نہین جانتا محیط نے کہا گرفتار کرلا دمین
جاکے پکڑلایا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آندھی اُٹھی جلتر نگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہی
بڑا بدمزاج ہی آتش قہر وغضب مین تمکو پھونک دیگا اور مجھپر غصہ کریگا کہ اپنے مکان مین غیر کو کیون
جگہ دی تو مین کیا جواب دونگی عقاب نے کہا اس سرحد مین رہتا ہی تو محیط کا خراج گزار ہوگا
ضرور ہمکو مانیگا جلتر نگ نے کہا تو جان چترکام جانے ہمنے سمجھادیا یکایک وہ آندھی موقوف ہوئی
سمک بھی ایک کنیز کی شکل بنکر پہونچا ہی سینہ اُبھارے کھڑا ہی کہ عقاب نے دیکھا ایک ساحر اژدہے
پہ سوار ماران سیاہ بازون مین لپیٹے ہوے نہایت کریہ منظر اژدہے سے کودا کوڑا مارآتشین کا ہاتھ
مین تھا پہلے زوجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیون ری یہ تیرا کون ہی اور یہان آنے کا کیا سبب ایک
کنیز نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا ای شہنشاہ ملکہ نے بہت منع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا او روسیاہ تو ہمارے گھر مین کیون آیا زوجہ نے ہماری منع
بھی کیا مگر تونے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام ومعقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
مین محیط کا مصاحب ہون اسنے جواب دیا مین نہین جانتا کہ محیط کون ہی تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہی
تو یہان سے نکل جا اگر تامل کریگا تو مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ دونگا عقاب نے کہا مجکو تو سمجھا
کیا ہی ابھی آگ لگا دونگا زوجہ تیری مجکو پسند آئی ہی اسپر قبضہ کرونگا یہ سنکر موسیقار نے جھلا کے
کوڑا مارا کہ عقاب بلک گیا اب تو اسنے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب راہ
کرتا ہی اُٹھون موسیقار کوڑا مارتا تھا آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر مارا خون جلو مین
لیکر چاہا کہ موسیقار پر پھینکون کہ موسیقار نے گنگنا کے دیپک کی تان لگا دی شعلہ منہ سے نکلا
عقاب پر گرا عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچایا سمک نے جو دیکھا کہ دونون جنگ مین معروف
ہین ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بحری بھی زبان سے
سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملکہ سے کہا آپ جائین شاید سمک پر کوئی افتاد پڑے تو مین کمک کو
موجود رہون ملکہ تو نکل گئین نہنگ بحری آسمان پر لہرا رہی ہی ایک مقام پر جو موسیقار نے دیپک کی
تان ماری بقول حقیر فرد تونے وقت رقص دیپک کی لگائی جبکہ تان + جھلک گئے عشاق سارے
شعلۂ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہی کہ شعلہ اسکے منہ سے نکلا اور حریف جلنے لگا عقاب نے

بالا کہ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام تھا عقاب تیز پرواز ہو محیط نے
بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط نے کہا غضب ہوا کسی نے عقاب کو
مارا بھائی اسکا جلباب جادو بیقرار ہوکر اٹھا کہا حضور کہاں جاکر خبر لوں محیط بولی باغ موسیقار
میں یہ معرکہ گذرا جلباب بقہر و غضب تمام چلا یہاں وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار
نے حکم دیا لاشہ اس بیحیا کا باہر پھینکدو لاشہ عقاب کا باہر پھینکدیا گیا اب زوجہ کو پہلو میں
لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیزیں حاضر ہیں سمک بھی بشکل کنیز دربار میں حاضر ہو ہر مرتبہ چمک چمک کر
سامنے موسیقار کے آتا ہو ناز و کرشمے دکھاتا ہو کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ خبیث
جلباب جادو کسنے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلا لونگا موسیقار نے کہا جلباب ذرا ہوش میں آ
کس سے بدلا لیگا میں نے تیرے بھائی کو مارا میرے گھر میں گھس آیا میری زوجہ پر اشعار عاشقانہ
پڑھتا تھا اسوجہ سے مارا گیا جلباب نے چاہا اسکی کمر میں پنجہ دیکر لے اڑوں کہ موسیقار نے پھر
گنگنا کے تان ماری شعلہ منھ سے نکلا جلباب شعلے کو دیکھکر بھاگا موسیقار ہر چند للکارا مگر
جلباب نہ ٹھہرا بھاگ کر پاس محیط جادو کے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
تان لگاتا ہو منھ سے شعلہ نکلتا ہو کہ وہ حریف کو جلا دیتا ہو میں شعلہ کو دیکھکر بھاگا محیط نے
کہا میں ابھی موسیقار کو بلواتی ہوں یہ کہکے آواز دی اری شعلہ شعبدہ باز کہاں ہو کہ ایک
ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ او شعلہ شعبدہ باز جلد جا اور موسیقار کو لا یہ سنکر شعلہ بھڑک کر
چلی موسیقار جلترنگ سے کہ رہا ہو اب محیط کو خبر ہوگئی وہ اب جلا دیگی یہ کہکے اپنے مقام سے
اٹھا کہا او شعلہ شعبدہ باز آتی ہو وہ مجکو لیجائیگی بیشک محیط آفت برپا کریگی جلد بارگاہ محفوظ نکال
جلترنگ نے ایک آواز دی کئی ہزار کنیزیں ایک بارگاہ لیکر آئیں کہا اس بارگاہ کو بیرون باغ
استادہ کرو کنیزوں نے بارگاہ استادہ کی اس بارگاہ میں موسیقار آ بیٹھا کنیزیں صف باندھکر
کھڑی ہوئیں شعلہ شعبدہ باز جو آکر پہونچی تو اسنے دیکھا کہ کنیزیں صف باندھے کھڑی ہیں اور
بارگاہ محفوظ میں موسیقار بیٹھا ہو پکار کر آواز دی او شعلہ آ اس بارگاہ میں تو قدم رکھو شعلہ
نے جو بارگاہ محفوظ دیکھی تو الٹے بھاگی جاکے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
میں بیٹھا ہو وہاں میں جاتی تو جل جاتی محیط نے کہا موسیقار کو بڑا گھمنڈ ہو اے شعلہ فوج لیکر

جاؤ اور اُس بیچا کو لاؤ شعلہ نے آواز دی بیس ہزار ساحر جمع ہوئے اسباب سحر سے آراستہ ہو
سب کو لیکر طرف موسیقار کے روانہ ہوئی موسیقار نے کہا لو اب شعلہ فوج لیکر آئی ہو مگر مین یہا
محیط کے رہ جاؤنگا کہ دور سے دیکھا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے شعلہ شعبدہ باز
ایک تخت پر سوار بڑے شور سے آکے پہونچی بارگاہ استاد کرائی فوج بھی اُتری موسیقار نے زوبہ کو
حکم دیا اپنی کل فوج جمع کرو اسنے اُسی وقت باغ مین آکر آواز دی ہر گوشہ سے فوجین نکلنا شروع ہوئین
تھوڑے عرصہ مین چالیس ہزار ساحران غدار سحر و ساحری سے تیار ہو کے سامنے حاضر ہوئے موسیقار
نے حکم دیا صفین باندھو شعلہ نے طبل جنگی بجایا موسیقار کو خبر پہونچی یہان اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین سمک ماہی سحر و نہنگ بحری کو لیکر اپنے لشکر مین پہونچا ملکہ
رستم کو لیکر اپنے قلعہ مین آئی شاہزادے نے ملکہ کو تخت پر بٹھایا اُن پر ایک قصر بخار رنگ سبز ملکہ
نے کنجی اُسکی نکال کر شاہزادے کو دی کہا اس قصر کو کھولیے اسمین چند پتلیان ہین اُنسے احکام
پوچھیے شاہزادے نے کنجی لیکر قصر کو کھولا اندر آئے دیکھا ایک تخت زر جڑی بچھا ہے اُسپر سات پتلیان
سبز کھڑی ہین شاہزادے کو پتلیون نے سلام کیا کہا اے طلسم کشائے ہفت پیکر تشریف لائیے
آپکو مناسب ہے کہ عیار کو لیکر برج موسیقار پر جائیے اُس سے اور شعلہ شعبدہ باز سے مقابلہ ہے
اُن دونون کی قضا آپکے ہاتھ سے ہے جلد مع لشکر اپنے کو پہونچائیے تب کہ خدا نے یہ انقلاب کیا کہ
آپس مین مقابلہ پڑا اسی وجہ مین آپکی رسائی تا محیط ہوگی ہم جو عرض کرین اُسپر آپ پابند ہون تو
لوح کا پتہ ملیگا جب تک لوح نہ پائیے گا پریشان رہیے گا جس دن لوح ملی ہفت پیکر بھاگ کر
طلسم ہفت پیکر مین جائیگا اُسی کے تعاقب مین آپکا داخلہ ہوگا ہر چند کہ طلسم ہفت پیکر وہ
مقام وسیع ہے کہ سالہا سال مین مرحلہ جات طے ہونگے لیکن آپکے بزرگ ایسے اقبالمند ہین کہ سب
مرحلہ جلد طے کر لینگے رستم یہ احکام سنکر بیرون قصر آئے ملکہ سے سب بیان کیا ملکہ نے اُسیوقت حکم دیا
لشکر تیار ہو فوراً لشکر تیار ہوا شاہزادے پشت مرکب پر سوار ہوئے عیار کو ہمراہ لیا گھوڑا
اُڑا کر چلے یہان رات بھر تیاری ہوئی صبح کو شعلہ شعبدہ باز تخت سحر پر سوار میدان مین آئی موسیقار
کو یکایک یہی اسکا ارادہ ہے کہ جا کر شعلہ سے مقابلہ کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام میدان تاریک
ہو گیا موسیقار دیکھنے لگا ناگاہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا دیکھا رستم آگے آگے

ماہی سحر ایک طاؤس پر سوار عقب میں رستم کے آتی ہے نہنگ بحری سمک کی پشت پر کشتی رہائی
اے ہے مترو الا گر جب شعلہ شکست کھا کے بھاگے تو اپنے کو ساتھ اس لشکر کے مقام پر محیط کے
پہونچا تا اگر وہاں پہونچ گئے اور کمیل جادو کو آتے ہوئے دیکھا اس سے ایسا اسم پیدا کرو
کہ وہ اپنے مکان پر لیجائے مقام لوح دیکھ آؤ یہ کہتا ہوا چلا آتا ہے کہ جو تم کہتی ہو یہی ہو گا یہاں
شعلہ سلحشوری کر رہی ہے کہ شاہزادے گھوڑا اڑائے ہوئے اسکے سامنے آئے شعلہ نے آواز
دی تو کون ہے جو میرے مقابلے میں آیا ہے میں تو موسیقار کی طالب ہوں شاہزادے نے
کہا قابض ارواح کافران برباد کن ساحران مغرور و متکبر فاتح طلسم ہفت پیکر شعلہ پر جنید
یہ سنکر کانپ گئی مگر سحر کر کے اسنے پانی برسایا تلوار ان شاہزادے پر گرا میں بڑی کوشش کی
مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے تیغ ہفت جوہر کو نیام سے کھینچا چمک اسکی دیکھکر شعلہ
گھبرائی ساحروں سے کہا ملوہ کرو اسکو گرفتار کرو تیس ہزار ساحر شاہزادے پر آ پڑے یہ
ساحروں پر جا گرے تلوار چلنے لگی ساحر سحر کرنے لگے سحر آتے پلٹنے لگے ساحروں کے سینوں پر
پھٹنے لگے کئی سو ساحر مر گرے شعلہ نے آواز دی ارے سحر نہ کرو نیزہ و تلوار سے مارلو
ساحر نیزہ و تلوار لیکر دوڑے شاہزادہ ایک ہی نہنگ دریائے جرات ہے کب انکی پیکار خیال
میں لاتا ہے جتنے نیزے کو اٹھا یا سنان نیزہ کو اڑا دیا برابر آ کے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جب
ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعبدہ باز صحرائے محیط کی طرف بھاگی —
ماہی سحر نے رستم کو رو کا نہنگ بحری نے سماک کو اشارہ کیا اسنے فوراً رنگ و روغن
عیاری کا نکالا ایک ساحر مفلوک کی صورت بنکر ہمراہ شعلہ کے ہولیا نہنگ بحری بھی ہمراہ ہوا
تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب قصر محیط کے پہونچی لشکر کو باہر چھوڑا آپ خدمت میں
محیط کی چلی کنیز نے بڑھکر عرض کی لونڈی بھی ساتھ چلیگی مالک کے جمال کو دیکھیگی شاید
کوئی صورت فتح کی نکل آئے شعلہ نے اس کنیز کو ساتھ لے لیا دروازے پر قصر محیط کے آئی
دیکھا ایک ساحرہ بیٹھی ہے اسنے شعلہ کو سلام کیا یہ متوجہ نہ ہوئی اس ساحرہ نے اسکا ہاتھ
تھاما کہا میں بھی ساتھ چلوں یہ دونوں کو ساتھ لیے ہوئے اندر قصر کے آئی محیط نے جو شعلہ
کو دیکھا پوچھا موسیقار کو لائی کہا حضور عین وقت پر طلسم کشا آ گئے انکے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہان سے شکست کھاکے بھاگی ان کنیزون سے پوچھے
انجلین کے سامنے مقابلہ پڑا مین نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اُسنے سرمیدان شکست
مجکو دی آخر مین زخمی ہوکر بھاگی ایک کنیز جھک کر سامنے محیط کے آئی دست بستہ عرض کی
حضور اُسکا اقبال بلند ہے جری ایسا کہ بیس ہزار ساحرون سے اکیلا لڑا اور سب کو ہزیمت دی
اب وہ موسیقار پر دھاوا ڈالیگا اس طرح اس کنیز نے باتین کین کہ محیط نے کہا اے شعلہ
یہ کنیز تیری نہایت سلیقہ دار معلوم ہوتی ہے ہمارے پاس رہے تو بہتر ہے شعلہ نے کہا حضور یہ
دونون کنیزین نہایت معقول ہین خدمت حضور مین رہین تو بہتر ہے محیط نے دونون کو ساتھ لیا
کہا اے شعلہ ٹھہر وہم اور تدبیر کرینگے شعلہ باہر جاکر ٹھہری محیط نے شب کو جلسہ آراستہ کیا
کنیزون سے پوچھا تمکو کچھ گانے مین بھی دخل ہے ایک کنیز نے عرض کی واری مین نے لاکھون
روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھا یہ کہکے سامنے آکر بیٹھی سازندون نے ساز درست کیے اسنے
گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام ہے
اسنے عرض کی مجکو گلگونہ کہتے ہین آپکی سرکار مین مدت سے ہون مگر حضور کا کبھی سامنا نہین
ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئین اب مین چاہتی ہون کہ آٹھ پہر خدمت
مین رہون طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تدبیر بتاؤن گی اگر مین دربار طلسم کشا مین جاؤن
تو گا کر انکو راضی کرون بی شعلہ نے ناحق شکست کھائی محیط نے کہا اے گلگونہ اگر طلسم کشا کو
گرفتار کرادے تو وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب کنیزین رشک کرین کنیز نے عرض کی واری بی بی کمیل
نہین آئین کہ اُنسے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہے کہ جہان طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے
کہا منگل کو بی کمیل آئینگی اور جہان لوح ہے وہان طلسم کشا تو کیا ہے وہم و گمان بھی اُسکا
نہ جاسکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اُسکے مقام تک پہونچنا دشوار ہے وہ دن اور وہ شب
تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط جادو نے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ سر جھاڑ منہ پہاڑ تخت اُڑاتی
ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا کہا اے کمیل تمنے سنا کہ طلسم مین کیا ہنگامہ
ہوا اپنے بیگانے ہوے میان موسیقار چھپے مگر بیٹھے ہین ہمارے بلانے سے

نہین آتے طلسم کشا اُنکے مقابلے مین اُترے ہین مگر گلگونہ کا گانا سنو دیکھو اسنے کیا کمال پیدا کیا ہو لوح کی تو حفاظت ہو یہ تو مجال نہین کہ طلسم کشا وہانتک جاے اور لوح پر دست دراز ہو کمیل نے کہا ای محیط اگر خداوند ہفت پیکر قصد کرین کہ لوح لیلون تو وہ بھی وہانتک دجا سکین اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمھاری محفل مین ہو محیط خاموش ہورہی گلگونہ سے اشارہ کیا کہ گاؤ سازندون کو حکم ہوا ساز درست ہوے گلگونہ نے اشعار عاشقانہ محیط کے روبرو اس طرح گاے کہ محیط بہت خوش ہوئی کمیل نے بڑی تعریفین کین کہا ای محیط اگر تمھارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگونہ کو ہمارے ساتھ کردو کہ اسکو اپنے مقام پر لیجائین محیط نے کہا کیا مضایقہ کمیل اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ کو تخت پر سوار کیا لیکر طرف آسمان کے چلی دوسری کنیز یہ کہکر ساتھ ہوئی کہ مین گلگونہ سے لمحہ بھر جدا نہین ہوتی کمیل نے اُسے بھی تخت پر بٹھا لیا گلگونہ یعنے سمک دوسری کنیز یعنے نہنگ بحری دونون ساتھ کمیل کے تخت پر سوار ہولین تخت اسقدر بلند ہوا کہ انسان کی آواز نہین آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہو اسمین کمیل آکر داخل ہوئی اُسمین چلبلین دوڑی ہوئی آئین تخت سے کمیل جادہ کو اُتارا کمیل نے اُترتے ہی حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو وہ گانا آج ہوگا جو کبھی نہ سنا ہوگا کنیزون نے جلسہ آراستہ کیا کمیل مسند پر آکے بیٹھی کہا ہان ای گلگونہ تمھاری آواز دل مین سوراخ کرتی ہو کچھ گانا شروع کرو گلگونہ نے یہ اشعار گانا شروع کیے۔

نظم

نالہ ہونے لگا افلاک کے پار آج کی رات	ضبط مجھسے نہ ہوا اخر کار آج کی رات
ہول آتا ہو سیاہی سے شب ظلمت کی	گور تاریک سے ہو تیرہ و تار آج کی رات
شب آیندہ پہ موقوف رہا وعدۂ وصل	دیکھیے کٹتی ہو کیونکر دل زار آج کی رات
خواب غفلت مین بھی ای یار رہا تیرا خیال	نیند مین تجھکو پکارا کئی بار آج کی رات
اے جنون مشغلۂ عالم تنہائی ہے	گل ہمارے تو گریبان کے تار آج کی رات
دل جگر آتش فرقت نے جلوے ای رند	ساتھ ہر نالے کے اُڑتے ہین شرار آج کی رات

کمیل بہت خوش ہوئی کہا ای گلگونہ کیا کہنا گلگونہ نے عرض کی اب تو کنیز کو رخصت کیجیے ایکی جو

کنیز حاضر ہو گی تو کئی دن خدمت مین رہیگی مگر کیون حضور یہ پہلو مین جو قصر ہی اسمین کیون قفل
لگا ہی کمیل نے کہا ای گلگونہ حقیقت مین تم اس رنگ مین گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
گلگونہ نے کہا واری اس قصر کا حال بتائیے کمیل نے کہا ای گلگونہ یہ بات کہنے کی نہین ہی اس
مکان مین لوح طلسم ہفت پیکر ہی اسمین ایک تختۂ سنگ رکھا ہی اسپر سو گلدستہ ایک رنگ کے
رکھے ہین جب طلسم کشا اسکے قریب آئیگا تو جس گلدستہ مین لوح ہی وہ شگفتہ ہو جائیگا ہر غنچہ
اشارے کر کے طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا ہاتھ ڈالیگا تو اسی گلدستہ پر ہاتھ
پڑیگا جس گلدستہ مین لوح طلسم ہفت پیکر ہو اسی لیے مین نے سکونت اپنی دنیا سے کنارہ
کرلی باغ مکانات سب ترک کیے اس مقام پر رہتی ہون میرے بزرگون کے وقت سے یہ
خدمت لوح سپرد ہی آج نئے آدمیون مین تم یہان آئین گلگونہ نے کہا واری حقیقت مین
یہان کون آسکتا ہی کسکی مجال ہی ایکی مرتبہ جو مین آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لاؤنگی وہ
کیا خوب ساز بجاتے ہین بہ سبب انکے ہونے کے میرا گانا آدھا ہی وہ ساز بجائین اور مین گاؤن
کیا عجب ہی کہ زہرہ فلک سے اتر آئے شاہد نوعروس شریک صحبت ہو اور مجھسے فرمایش
کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گانا تاثیر دار ہی مین آجتک کبھی اپنے بھائی کو صحبت مین
بی محیط کی بھی نہین لائی وہ ایک آوارہ مزاج ہین مگر حال لوح سنکر مشتاق ہون ذرا امیدوار
ہون کہ مجھے دکھا دیجیے کمیل نے کہا ای گلگونہ آجکل طلسم مین انقلاب ہی مین آٹھوین روز
زمین پر جاتی ہون اکیلی اور اکیلی پلٹ آتی ہون آج تمکو بخاطر محیط لائی بھائی کا تمھارے آنا
بہتر نہین ہم تمکو البتہ ہر مہینہ مین بلایا کرینگے گلگونہ نے کہا واری مین بھائی کو لے کے درۂ کوہ
دخان پر ٹھہرونگی آپ دونون کو اٹھا لائیے گا اسی قصر مین ہو جائیگا ایسے لطف سے
آپکی خدمتگذاری کرون کہ آپ بہت راضی ہون کمیل نے کہا ای گلگونہ مین محیط کے خلاف کوئی
کام نہ کرونگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کمیل نے کہا اب رخصت ہو جاؤ
کوہ دخان پر ٹھہرنا مین محیط سے صلاح کرونگی اگر انکی رائے ہوگی تو اٹھا لاؤنگی ورنہ تمکو بھی
اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزین اور بیٹی میری شہرت مرصع پوش اس مکان مین رہتی ہی پرسون زمین
کی طرف نہین جاتی اسی قصر مین رہتی ہی اب تم رخصت ہو میرا دل دھڑکتا ہی گلگونہ نے کہا مجکو رخصت

کوہ دخان کے پہونچا دیجیے مین اپنے بھائی سے جاکر ملون اور اُس سے یہان کا حال کہون
بھائی صاحب آنا قبول نہ کرینگے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا کمیل اُسی وقت اِن
دونون کنیزون کو لیکر برابر کوہ دخان کے پہونچی وہان ان دونون کو اُتار دین کا گلگونہ نے
وعدہ کیا کہ جب ہمکو تلاش کروگی ہمین پاؤگی سمک و نہنگ بحری رستم کی طرف چلے اور کمیل
محیط کے پاس آئی تمام کیفیت بیان کی کہا حضور اُس کنیز نے تو ایسا گانا سُنایا کہ کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر ای ملکۂ عالم جب تک گلگونہ صحبت مین رہی دل کانپا کیا محیط نے کہا یہی
میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب مین دیکھا فرماتے تھے
گلگونہ سے اپنے کو بچانا ای کمیل اب ایک کام کرو خورشید روشن چراغ کے گھر جاؤ وہان
جاکر پوجا پاٹ کرو شیرینی وغیرہ یہان سے لیجاؤ دو چار روپے بھی پاس رکھ لو طرف سے خداوند
ہفت پیکر کی کہو ای خورشید روشن چراغ اب ہم پر کیا گذریگی اور یہ کنیز کون ہے سب حال معلوم
ہو جائیگا یہ سنکر کمیل اُڑتی ہوئی کوہ فرہادکش پر پہونچی یہ پہاڑ انتہا کا بلند ہے ایک قصر اسکے وسط مین
تھا قفل اُسمین پڑا تھا اُسنے پکار کر آواز دی ای خورشید روشن چراغ کنجی عطا فرمائیے یکایک
آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی دیر اعظم سے ایک زنجیر لٹکی اس زنجیر مین ایک کنجی بندھی تھی وہ کنجی
کمیل نے کھولی قفل کھولا اندر آکے دیکھا سارے مکان مین سناٹا پڑا ہے ایک گوشے مین چراغ
روشن ضو اُسکی سارے قصر کو روشن کر رہی ہے کمیل جاکر سامنے کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی ای
خورشید طلسمی اب ہم پر کیا گذریگی چراغ کی ضو مین تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا آواز آئی ہے کمیل
یہ سال آخر طلسم ہے طلسم کشا مؤید من اللہ ہے ہر چند کہ بانیان طلسم نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہے کہ کم
نگہبان ہوا آجتک صورت لوح کی نہین دیکھی مگر طلسم کشا کو لوح ملیگی اور وہ گلگونہ جو گانے تھی یہ عیارہ
طلسم کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی لوگ طلسم کشا کو بالاے قصر معلق پہونچا دینگے جسدن طلسم کشا لوح
پائیگا اُسدن بڑا ہنگامہ ہوگا کل اہل طلسم کو خبر ہو جائیگی اپنے اپنے مقام پر سب انتظام کرینگے مگر کوئی
انتظام نہ چلیگا جو فکر ہوسکے وہ کرو اور یہان جنھین کسنے بھیجا کمیل نے کہا محیط نے پتہ دیا کہ کوہ فرہاد
پہ جاؤ اب چاہا کمیل نے اور کچھ پوچھون کہ ایک دھماکا ہوا وہ چہرہ جلکر خاک ہوا آواز آئی ای
کمیل مکان سے نکلجا ایسا نہو تو بھی جل جاے کئی سو برس سے یہ چراغ روشن تھا تیرے

آنے سے تنگ ہوا کمیل گھبرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزارہا طائر اڑ رہے ہین پکار رہے
ہین اے کمیل یہان کیون آئی کو چہ عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہی اہل طلسم کی ناشادی ہی
ایک طائر نے پکار کر آواز دی اے کمیل یہ شعبدے بھی دیکھ لو ذرا یہ اشعار سُن لو نظم

میکدون مین کرتے ہین گر رندی آشام رقص
مسجدون مین کرتے ہین زاہد بھی صبح و شام رقص

کیجیے پامال تا آسودگان خاک کو
سیکھتا ہو اسلیے وہ سرو گل اندام رقص

مردے جی اُٹھتے ہین زندے ہین گلو گیر جنکا
حشر کرتا ہی بپا تیرا بت خودکام رقص

صبح سے لے صبح تک رقصان ہاے ...
چرخ پہ زہرہ کیا کی شام سے تا شام رقص

سیکڑون پھاڑینگے کپڑے گر ہی ہو رقص یار
وے جنون کا دیکھیے کس کس کو اب الزام رقص

کیفیت مین رتنا طالب ہون اگر مین رقص کا
ہاتھ پر ساقی کے تھرکے اور دکھاوے جام رقص

کمیل بحیرت دیکھ رہی ہی کہ وہ طائر نلج کہ یہ اشعار گا یا جب گا چکا تو منھ سے شعلۂ آتش
چھوڑے کہ سب طائر جلکر خاک ہوے اُن طائرون کی خاک قصر پہ گری اور وہ طائر بھی تڑپکر
گرا ایک چیخ ماری کہ اے کمیل یہ تماشہ بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہان آئیگی تو
جلکر خاک ہو جائیگی وہ قصر جلنے لگا ہزار ہا شعلے نکلنے لگا کمیل گھبرا گئی بیقرار ہوکر بھاگی دور
جاکر دیکھا کہ وہ مکان جلکر خاک ہوا کمیل وہان سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی
سب حال بیان کیا محیط نے سر پیٹ لیا کہا اے کمیل یہ مکان چراغ طلسم تھا اب طلسم مین
اندھیرا ہوگیا مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوگی بڑا غضب ہوا کہ عیار طلسم کشا مقام لوح کو
دیکھ گیا اب تم جاؤ یہان آنا موقوف کرو لوح کے انتظام مین معروف ہو کمیل نے قصر مین آکے ہی
اس مکان کے گرد پہرا مقرر کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرت مرصع پوش نوجوان نام سے
عشق و محبت سے بالکل نابلد آئی پھر ہی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہی اتفاقاً ایک روز یہ
بیٹھے بیٹھے گھبرائی کمیل سے کہا اے مادر مہربان آپکو تو یہ خیال ہی کہ مقام لوح پر طلسم کشا ضرور آئیگا
قصر چراغ مین سُن آئین سب حال روشن ہوا اب مجکو حکم دیجیے مین یہان سے نکلون جاکر
حال طلسم دیکھون اور یہ بھی دریافت کرون کہ طلسم کشا کو کون شخص اس مکان مین لائیگا
کیونکر وہ لوح طلسمی پائیگا یہ دریافت کرکے طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن کمیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلسم کشا کچھ مشکل نہیں ہو لیکن جہان وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہو گرفتار کرنیوالا بلا مین
پھنستا ہو شہرت نے کہا ای مادر مین بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جملہ حالات آپ سے
کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہوگا کمیل بیٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا ای نور نظر دیکھون
تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کر کے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی
اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا ای شہرت جمال بیشک طلسم کشا دل کو
جلا دیتا ہو ماہی سحر اور نہنگ بحری عاشق ہو کر یہی چاہتی ہین کہ لوح طلسم کشا کو ملے تم اُسے دیکھنا
مین کمیل کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ پوچھیگی میری بیٹی کو کس بلا مین پھنسایا شہرت نے کہا آپکو ناحق یہ
خیال ہو اگر طلسم کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلسم کا نہ بچیگا بہلا زوال تو میری مان ہی پہ ہوگا بھلا
مجھسے یہ دیکھا جائیگا کہ مان قتل ہو یہ کہکر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ ای نور نظر
بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہو آب حال لشکر اسلام کا عرض کرون کہ جب سمک و
نہنگ بحری نے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سمک نے
وعدہ بھی کیا ہو کہ مین اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیچلیے رستم نے کہا مین یہ کہنا ہون رہتا
اس صحرا سے کوچ کر و صحرائے محیط مین قیام کرین وہین سے پتہ لگائین سب سردارون نے
بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہان سے کوچ کرین بیشک اُسی صحرا مین انتظام بن پڑیگا آفتاب نے
اُٹھکر عرض کی جو آپ فرماتے ہین ای شہریار یہی مناسب ہو طلسم کشا نے اُسی وقت حکم دیا لشکر
تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا جاتا ہو اُسنے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا طلسم کشا نے
بھی مجبور ہو کر نوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی قضا آئی ہو کہ حضور سے آمادہ
جنگ ہوا ہو معلوم ہوا کہ اپنی جان سے تنگ ہوا ہو موسیقار طبل جنگی بجوا کر بیٹھا ہے
جلتر نگ پہلو مین ہو شراب پی رہا ہو ہر مرتبہ زوجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہو کہتا ہے ای
جان جہان دیکھا تمنے کہ بوجہ محیط مجھسے آزردہ ہو مین اب یہ رنج یون مٹے کہ طلسم کشا کا سر
کاٹ کر خدمت مین محیط جادو کی پہونچاؤن عفو تقصیر کراؤن شاید ملکہ کو رحم آجائے جلترنگ
شوہر سے کہتی ہو اب آپ سے اور محیط سے صفائی ہوگی مین نے خواب مین خداوند
ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا

موسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کمیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی جلترنگ مٹھی شوہر سے کہا تم بھی اٹھو استقبال کرو نو صدا کی بیٹی آتی ہے موسیقار نے بنگاہ غور دیکھا عجب نازنین تخت پر سوار طاؤس اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہے عجب محبوب مرغوب ہے بقول شاعر لطف نظم

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ
قالب آرزو میں ڈھالا ہے
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسوں کی رات کا کیا ہے
اُس جبین سے ہے دل کی کب جاذب
یہ کمانیں کسی نے کھینچی ہیں
صبح رخسار آئنہ سے صاف
جیسا نکھرا گلاب کا سا پھول
برگ گل سے زبان ہے نازک تر
وہ زبان کاش میرے منہ میں ہو
کنج لب آرزوے جان و دل
قند مصری کو کیوں نہ نام رکھے
رہے گردن میں میری اُنکے ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کریں تو نہ ہوں
ہائے اُس سے خدا جدا نہ کرے
چُپ کی جاگہ ہے کیونکہ کیجے صاف
گئی نظروں سے وہ کمر باریک
پھر قیامت تک لطافت ہے
ناخن پا حنائی ہیں ایسے
آگئے جسطرف بہار آئی

دل جگر سے گذر گئی وہ نگاہ
ایک جاگہ سے ایک جاگہ ہو ب
کاکل صبح پر نظر نہ کر
اُسکی زلفوں میں دل گئے نہ بچے
صبح صادق کا دعویٰ ہے کاذب
بھری پلکوں کی او رب کی نگاہ
ہو نہ ٹھہرے نگاہ رکھیے معاف
ہے دہن تنگی سے سخن کوتاہ
پھول جھڑتے ہیں بات بات پر
دمبدم سوے گوش اشارۂ صبح
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
یہ تو یا رب ہے میرے جی کے ساتھ
شانہ و دست و ساعد و بازو
دور اُس سے رہوں خدا نہ کرے
اُسکے پیر آگے غنچۂ گل ہے
ہو نہ آنکھوں میں کیوں جہان تاریک
وہ قدم کاش فرق سر پر ہوں
برگ گل ہائے سر ہوں جیسے
طرز رفتار جیسے افسوں ہو

کیا کہوں کیسا قد بالا ہے
پیکر نازک اسکا سب محبوب
کچھ بھی نسبت ہے تجھکو سودا ہے
رہے سنبل کے بیچ ہاتھ دھرے
دیکھنوں بھی کسی نے دیکھی ہیں
چشم پر میرے تیری چشم سیاہ
کیا چمکتا ہے ہائے رنگ قبول
کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ
کیا کہوں کم ہیں ایسے شیریں گو
گوہر گوش با ستارۂ صبح
اُن لبوں سے جو کوئی کام رکھے
ہنسنے دیکھیں تو سو نہیں مجنون
بس چلے تو گلے لگاے رہوں
دل کشی میں تمام یک پہلو
صدر سے لیکے تا بحلقہ ناف
وا سخن بات تامل ہے
تنگ اگر لیجے تو قیامت ہے
ساق سیمیں مری کمر پہ ہوں
گل و بلبل ہیں سب تماشائی
رنگ رفتار دیکھ مجنوں ہو

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا پکار پکار کر آواز دیتا ہو آیئے میری آنکھون پر قدم رکھیے شہرت نے جو یہ کلمہ سُنا کہ جو رسم محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑگئے کہا اے موسیقار ہوش مین آ یہ باتین کیا بکتا نہین ذرا سنبھلو ایسا نہو تمھارے کچھ خلاف گذرے جلترنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا صاحب سنبھل کے بات کرو وہ صدار طلسم کی بیٹی ہو نہین معلوم کس وجہ سے آنا ہوا موسیقار نے زوجہ سے کہا مین کیا کہون صاحب میرا دل نہین مانتا اب زن و شوہر دونون منتین کرنے لگے کہتے ہین بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا مین اس صحبت مین نہ بیٹھون گی اپنا حال دیکھو کہ ٹھکے پڑتے ہو موسیقار نے دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤن شہرت نے ایک طمانچہ مارا کہا او بے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے مین ڈالتا ہو دونون لشکرون مین طلوے بھر رہے ہین رستم خود طلایہ پر ہین شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا موسیقار نے بگڑکر کہا کیون جان جہان یہ کیا بے ادبی ہے مین نے طمانچہ کھایا خاموش رہتا ہون مگر اب سمجھا کے کہتا ہون کہ میرا دل بہت بیقرار ہو یقین ہو دل پہلو سے نکل جائے آنکھون پر میری قدم رکھیے مسند پر بیٹھیے مین مثل جاکران کنیزین خدمتگزاری کرون شراب پلاؤن اپنے ہاتھ سے کباب کھلاؤن شہرت نے کہا تجھے دیوانہ ہوا ہو یہ کہکے چاہا نکل جاؤن یہان نہ بیٹھون مین تو تدبیر مین طلسم کشا کی آئی تھی اسنے اور فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری منھ سے شعلہ نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اتو موسیقار پکار اٹھا ارے صاحبو میری جان جاتی ہو اسکو پکڑ لو مین بجبر وصل حاصل کرون کہ دل کو آرام ہو تمام کنیزین دوڑ پڑین چاہا شہرت کو پکڑین شہرت ہنسنے لگی گلزار نامے کنیز پچاس کنیزون کو لیکر بڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار اٹھی نظم

تمھارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہین خون بہا کر دو	بمجبوری گلے کو کاٹتے ہین تیغ مرتے ہین
رہے خوف الفت مین قدم اے رند دھرتے ہین	تمنا زندگی کی ہو نہ مرجانے سے ڈرتے ہین
محیط عشق سے ساحل تلک اللہ ہی پہنچا دے	بٹھائے دیتی ہے تہ کو قضا جون جون ابھرتے ہین

چلو تم بھی شہیدان محبت کے مزارون پر
زیارت کو فرشتے آسمانون سے اُترتے ہین

بحمد اللہ محبت دونون جانب سے برابر ہی
وہ ہمپر جان دیتے ہین اگر ہم اُنپہ مرتے ہین

طبیعت ہو گی برہم جیسے ناحق آپ اُلجھین گے
خبر لیجے ہوا سے بال زلفون کے بکھرتے ہین

شریک بزم ہین یہ دوستون کی پاس خاطر تھی
نہ سمجھو انکو رندون مین کسی پر رند مرتے ہین

گلزار کے ساتھ پچاس کنیزین مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور آپ دختر بلند اختر لو حدار طلسم ہین ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کرین جو حکم ہو بجا لائین شہرت نے ہنسکر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مارو یہ پچاس کنیزین ساری فوج پر جا پڑین سحر ہونے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی آبلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے تیر پھینکے اُسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے یکایک دیکھا لشکر دشمن مین ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکہ ہائے ابر سحر کڑکنے لگے برق شمشیر چمکی سپر کمان کڑکی نیزے بلند ہوئے رستم نے سمک سے کہا دریافت کرو لشکر دشمن مین یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردان حقیر وہان موجود ہین خبر لیکر آتے ہونگے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چارون مخبر خبر لیے ہوئے مثل اربع عناصر اُفتان وخیزان ظاہر ہوئے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے شاہی بجا لائے۔ نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ

نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد

ای شہریار شہرت مرصع پوش دختر کمیل نہین معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار مین آئی وہ اُسپر عاشق ہوا چاہا جبر کرے وہ صاحب عصمت معروف جنگ ہے پچیس تیس ہزار لشکر موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہے ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے کیا عجب ہے جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جائے نام شہرت لشکر رستم کے دلیر تا خیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا کین دولت از گفتار خیزد
در آید جلوۂ حسن از رہ گوش
زجان آرام بر باید ز دل ہوش
ز دیدن ہیچ اثرے در میان نہ
کند عاشق کسان را غائبانہ

رستم نے فرمایا کیون سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہو ہمراہیان سیقیار
اس باکباز کو گرفتار کرلین اور یہ ظلم پیش آئین یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سیر پھرتا ہوا سامنے آیا
عرض کی ای شہریار حضور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہے اگر حکم ہو تو ان نابہنجارون کو
جاکر سزا دون رستم نے کہا بہتر مین بھی چلتا ہون آفتاب جھک کر آگے بڑھا آتے ہی بیان سحر
کیا وہ گرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر بیتاب ہوے پانی پانی کہکے غل مچاتے تھے شہرت ایک نخل کے
سائے مین پشت پیچ نخل سے لگائے ہوے اپنے کو سنبھالے ہوے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑون سر
کنکر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کہتے پھرتے ہین کوئی منہ کے بل گرا کوئی پیاس کہتا ہوا بے تحمل
ہوکے اپنے کو پانی مین گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوا گرداب گلے کا طوق موجہ زنجیر پا بعض کنوئین
مین گرے یون ابر و کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اسقدر گرمی کہان سے آئی اس درجہ
بڑھگئی کہ سب ساحر بد جو اس سبکو شکایت پیاس کی ہے کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آیا دیکھا ایک ساحر
سانولی رنگت سپر شمشیر ہاتھ مین جرأت بات بات مین اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطف سے
سحر کر رہا ہے جب گولہ پھینکا سو دو سو ساحرون کے سر اڑگئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحرون
کو بھگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی ای شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اسوقت مین تو نے
ساتھ دیا دشمنون کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا مین غلام ہون طلسم کشا کا طلسم ہفت پیکر کا
کام مین ایسا مجھکو طریقہ طلسم کشا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور آکر اس لشکر کا شریک ہوا
آفتاب میرا نام ہے اور ای ملکۂ عالم تمھاری خبر مفصل سنکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھکو بھیجا کہ جاکر شہرت
مہ وش کو بچاؤ خود بھی آیا چاہتے ہین کہ پہلے سے نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی رستم کے نعرہ کی
آواز آئی۔ نعرۂ رستم۔ ار خدا اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چو رستم لقب + دیگر علم شاہ رومی شہ
فیل در + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور + منم شیر دل صف شکن پہلوان + منم نور عینین صاحبقران +
تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم اڑتے پھرتے چلے آتے ہین

عجب جمال باکمال ہی کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ ذبح ہوگئی بیقرار ہوکر دوڑی چاہا قدمبوسی کرون آفتاب نے گرز مارا سر اڑ گیا صدہا کنیزین قتل ہوگئیں شور موقوف نہیں ہوتا شہرت نے جو جمال بیمثال کو دیکھا ہر چند کہ بڑے لطف سے شہرت لڑ رہی ہو اپنے پاس کسی کو آنے نہیں دیتی مگر جمال رستم دیکھکر مثل آئینہ حیران و مثل زلف محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہو تو یہی دیکھتی ہی کہ رستم بھی بر نگاہ اچھی طرح دیکھ رہے ہین ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھین لڑ رہی ہین شہرت کی یہ نوبت ہو بقول شاعر نظم

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
دل لیے کرنے لگی تپ غم ناز
رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
چاک کے پہلے پاؤن دامان تک
طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش غم نے دل مین آگ لگی
داغ نے آ جگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑکھڑا کر گرے شاخ نخل پر ہاتھ رکھدیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر لڑنے سے معذور ہو تو ہوادار پر سوار ہوکر بارگاہ مین ہو بیٹھو جلترنگ زوجۂ موسیقار نے جو دور سے دیکھا کہ رستم سے باتین ہونے لگین جلگئی پکار کر آواز دی او شوخ دیدہ ہمارے شوہر سے تو انکار کیا طلسم کشا سے باتین کر رہی ہی تیری مان کو اطلاع کرونگی یہ جو جلترنگ نے کہا شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گلزار تیغ کھینچ کر جلترنگ پر جا پڑی جلترنگ نے وار اسکا رد کیا چاہتی تھی سحر کرون کہ شہرت نے ہاتھ ہلا دیا ایک خنجر آسمان سے گرا کر سر تن سے جلترنگ کا اڑگیا مرنا جلترنگ کا کہ موسیقار نے گریبان چاک کیا زوجہ کے غم مین خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹکر ایک گولا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ اے فراق نصیب دونون مین فراق تو کر دے گولہ جاکر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدا سے مہیب آئی کہ زمین تھرائی آواز آئی اے شہرت کیا کرتی ہی اندھیرا ہوگیا آوازین لینا لینا کی آنے لگین جب اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک پنجہ چمک کر آسمان سے گرا وہ پنجہ کمر مین شہرت کی پڑا لیکر ہوا سے آسمان ہوا متوجہ ہوا سے آنکھین شہرت کی بند ہوگئیں بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق مین پایا دو زنگین سامنے کمیل کے ہاتھ پکڑے کھڑی ہین کہہ رہی ہین کیون ملکۂ عالم آپ کس سے جنگ کر رہی تھین شہرت نے اپنے کو ضبط کرکے کہا اے مادر مہربان اصل

کرین برائے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا ملازم جانکر اُتر پڑی اُسنے ایسے بیہودہ کلام کیے کہ آپ دریافت فرمالین مین نے اُسے طمانچہ مارا مجھسے ضبط ہوسکا کلام سخت کہے قصد کیا اُسکی بارگاہ سے نکل جاؤن اُسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اُسکی فوج سے لڑنے لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر مین طلایہ دے رہے تھے مجکو اکیلا دیکھکر وہ بھی آپڑے موسیقار نے آج وہ حرکتین کین کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہوگا آپ دریافت فرمائین تو آپ پر حال کھلے کمیل نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف اُن زنگنون کے دیکھکر کہا اُس دشمن کو نہ لائین جو ہمیشہ ہمسے بغض وحسد رکھتا ہو جلد جاکر لاؤ وہ دونون زنگنین شہرت کا ہاتھ چھوڑکر تڑپ کر بلند ہوئین اُسوقت پہونچین کہ بیان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی مین یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ترک کرنی تجھے ای شوخ ملاقات نہ تھی
گر نہ عشق کی میرے یہ مکافات نہ تھی

آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

کیا تکلف تھا بھلا قیس مین وہ مجھ مین نہین
عاشقی حصے مین اُسکے نہ تھی کچھ ذات نہ تھی

تبسے وارفتہ ہون ای یار ترے ملنے کا
جسم و روح مین بھی جبکہ ملاقات نہ تھی

زندگی ہوگئی آنے سے تمہارے ورنہ
جان بے جان لیے آج کی وہ رات نہ تھی

بوے یوسف کے سوا مصر سے کیا لائی نسیم
اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی

فخر کرتا تھا عبث کوہ کنی پر فرہاد
معجزہ عشق کا تھا اُسکی کرامات نہ تھی

وصل کی شب بھی رہی وصل کی حسرت باقی
تب وہ بیدار رہے نیند سے جب رات نہ تھی

ایک کلمے مین کیا تو نے دو عالم کو مطیع
اسم اعظم تھا یہ جان حری بات نہ تھی

چار دن زیست کے جو چاہے سو کہہ لے زاہد
جنبش از بن خاک کے پتلے کی کوئی ذات نہ تھی

رستم کو جو موسیقار نے مبہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اسوقت طلسم کشا ہوش مین نہین ہی شہرت کی یاد مین بیقرار ہی ایسے عالم مین گرفتار کرون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تیغ ہفت من کا چمکایا موسیقار دیپک کی تانین لگا رہا شعلے بھڑک کر آتے مین سامنے سے رستم کے پلٹ جاتے مین رستم تلوار کھینچ کر جھپٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ مارون کہ سر موسیقار کا اُڑ جانے کہ دونون زنگنین تڑپ کر گردن موسیقار کی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑین اس زور سے ہلہ دیا

کہ موسیقار بیہوش ہوگیا بلندی پر جلکے جو ہوا لگی آنکھ کھلتے ہی اُسنے دیکھا کہ دو زنگنین مجھکو لیے
جاتی ہین دیپک کی تانین مارین شعلہ منھ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگن جلنے لگی دوسری نے بخوف
نیچے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اُسکی آگ نے اُسکو بھی جلایا لمبیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اے
گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگنون کو اُسنے مارا کنیزان قدیم تھین انکا جلنا مجھپر شاق ہوا وہ
غفلت مین تھین ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کنیزون کو جلاتا دفعتہً پہلوے قصر سے ایک سلح سیاہ رو
بدقو ہتکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے آیا کہا کیا حکم ہے لمبیل نے کہا کہ او سیاہ یہ موسیقار میری کنیزون کو جلا
ہی جا کر اُسے لا خبردار نہ چھوڑنا وہ ساحر زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اُسوقت یہ ہوچکا کہ ایک کنیز جل رہی ہے اور ایک
اُسپر منھ برسا رہی ہے مگر پانی کی جو بوندین اُسپر پڑتی ہین معلوم ہوتا ہے آگ پر روغن ڈالا موسیقار
کھڑا ہنس رہا ہے کہتا ہے میرا سحر ایسا ہے کہ یہ زنگنین بچ جائین لمبیل کی شامت آئی ہے یہان سے
تا بہ صحراے محیط جلا دونگا آگ برساؤنگا کہ آسمان سے آواز آئی منتم گرفتار دام جا میرے ہاتھ سے کیونکر
بچیگا مین اسی واسطے ہمیشہ زنجیرین پہنے رہتا ہون چل تجھکو ملکہ نے بلایا ہے موسیقار نے چاہا کہ آگ
کے تان لگاؤن اس گرفتار کو بھی جلادون کہ اُسنے آسمان سے اُتر کر منھ پر ہاتھ رکھدیا زنجیر گلے مین
ڈالی کمر مین پنجہ دیا مثل اپنے اُسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونون کنیزین ایک پہلے جلکر خاک ہوئی دوسری
پیچھے جلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلایا مین
کچھ نہ کرسکی پانی برسایا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی مین بہت گھبرائی تھی
مین بھی جان دونگی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر و غضب مین جلا نہ سکی لمبیل بیٹھی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار
کو گرفتار کیے ہوے لاکر پہونچا لمبیل نے پوچھا کیون موسیقار ہماری دختر سے دعوی عشق کرنا تھا
موسیقار نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگن آکر پہونچی زنگن نے شعلے کو روکا سر پر موسیقار
کے ہاتھ رکھدیا سر سے شعلۂ آتش نکلا موسیقار و کنیز دونون جلنے لگے جب یہ دونون جلکر خاک ہوے
لمبیل نے ملکہ شہرت کو دیکھکر کہا و لی لی تمھاری کنیز نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تمھارا کیا
حال کرون شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہے لمبیل نے ایک قفس منگایا کہا اے نور نظر ظاہر مین تمھاری
کوئی خطا نہین مگر مجھکو شک گذرتا ہے جب طلسم کشا صحراے محیط سے گذر جائیگا اور لوح بچیگی تب تمکو
رہا کر دونگی شہرت نے کہا اے مادر مہربان اختیار ہے جس حال مین چاہیے رکھیے لمبیل نے شہرت کو

قفس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لے کے تھے اسی مقام پر قفس ملکہ کا لٹکا دیا شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر پکارتی تھی کہ اے طلسم کشا تمھارے جرم عشق میں مثل جانور ون کے گرفتار ہوئی افسوس یون بیکار ہوئی۔

نظم

بجز فتور عناصر مین اعتدال نہین
یہ کیا ہی آب و ہوا مین جو اختلال نہین

تمھارے گال پہ بیوجہ لال لال نہین
جما ہی اُڑ کے شہیدون کا خون گلال نہین

نہین دکھائی دی مدت سے وہ تجلی طور
یہ کیا ہوا ہی الٰہی کہ اب جلال نہین

وہ کون لوگ مین ہی دستو رنج نہین
ہمین تو جان کے دشمن سے بھی ملال نہین

مین ہجر یار مین مرجانے پر بھی راضی ہون
فراق روح بدن ہو اگر وصال نہین

ہون اپنی جان سے بیزار اُسکی فرقت مین
کسی سے رنج کسی سے مجھے ملال نہین

سوال جلوۂ دیدار اُس سے کر مجنون
کسی کا حوصلہ ہو گا مری مجال نہین

جنون ہمارا ہی مسکن وہ دشت وحشت خیز
کہ جسمین منزلون گرد رم غزال نہین

وہ بے نظیر ہی اُسکا کوئی نظیر نہین
وہ بیمثال ہی اُسکا کوئی مثال نہین

یہ وجہ کیا ہی جو ٹانگا ہی حسن نے اُلٹا
اگر وہ زلف گنہگار بال بال نہین

نہ صوفی وجد سے واقف نہ قال سے قوال
یہ حال ہی کسی محفل مین حال قال نہین

کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہونچیگا
مثال جادہ جو اُس رہ مین پائمال نہین

زمین سے عرش تلک جائے گو فغان و خروش
بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مجال نہین

نگاہ بد سے ہی محفوظ خط عارض یار
یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہین

جکڑ اوا الفت گیسو سے آپکو اے زند
بڑی بلا مین پھنسنے ہو تمھین خیال نہین

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم مین یہ حال ہی کہ بیقرار اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی اور قفس مین تڑپ رہی ہی لیکن رستم اس جنگ کو فتح کر کے اپنے بارگاہ مین آئے اب خیال شہرت بند ھا تڑپ رہے تھے سمک آیا عرض کی اے شہریار شہرت پر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے نہنگ بحری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے قصر گیل سے خبر لائے رستم نے خوش ہو کر کہا اے نہنگ بحری اگر خبر اُس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم پر احسان ہو گا نہنگ بحری نے عرض کی اگر لاؤ نہ پاؤن ہون

تو قدم اقدس پر نثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے اے نہنگ بحری ایک کام
کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کمیل کے جانا کمیل بڑی زبردست ساحرہ ہے وہیں سے
بیٹھے بیٹھے اُسنے انتظام کرلیا اپنے آنے کی بھی ضرورت نہوئی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھیے آپ
اُسکے سامنے کیا کرے نہنگ بحری نے عرض کی کنیز اس صورت پر جاتی ہے سمک نے ایک نامہ طرف سے
محیط کے لکھدیا اور سمجھایا کہ یہ نامہ بلاتکلف کمیل کو دینا دیکھنا پڑھکر کیا حکم دیتی ہے وہ نامہ نہنگ
بحری نے جھولی میں رکھا پر دونوں پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی کمیل نے بیٹی کو قید تو کیا مگر کنیزوں سے کہہ دیا
کہ میری بیٹی بھیجا ہے موسیقار نے یہ فتور برپا کیا استقبال نہ کیا تھا مگر کلمات سخت کیا ضرور تھے اُن
لفظوں نے اُسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کردیا کنیزوں نے عرض کی حضور آپکو یہ مناسب نہ تھا کہ بے ثبوت
خطا اسطرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے بیزار ہے کسقدر بیقرار ہے کہ قفس میں تڑپ رہی ہے مثل طائر
نوگرفتار قفس کی مصیبت نئی نئی آفت اک کنیز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجیے قصر
نہ نکلنے دیجیے دوسری کنیز نے بڑھکر عرض کی آج ساحرہ طرف سے صحرائے محیط کے آئی ہے کمیل نے
حکم دیا بلالو نہنگ بحری سامنے آئی نامہ بلاتکلف ہاتھ میں دیا محیط نے نامہ پڑھا پڑھکر جواب دیا
کہ ملکہء عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لالچ میں بیٹی کو قید کیا جو حکم ہو بجا لاؤں نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہے کہا یہ سامنے جو قصر ہے اس میں قفس لٹک رہا ہے تم
بھی جا کے دیکھ آؤ مگر سمجھانا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہے نہیں
معلوم کیا آفت برپا ہوگی جان بچانا مشکل پڑیگی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند تقدیر غارت کردیگا
یا جانور بنادیں یا جنگلوں میں آوارہ کریں نہیں معلوم کیا آفت کریں نہنگ اُسی وقت اس قصر کو
کھولکر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبرجدی رکھا ہے اتنا وہ وسیع تختہ ہے کہ جیسا اسی گلدستے
رکھے ہیں ایک رنگ ایک ڈھنگ پھولوں کے مگر سرنگوں غنچے دہن بستہ پتے مرجھائے ہوے
شاخیں سر جھکائے ہوے ایک طرف قصر میں قفس شہرت لٹک رہا ہے نہنگ نے قریب آکر کہا
اے ملکہء عالم مجھکو پہچانا میں ہوں نہنگ بحری وزیرزادی ماہی سحر کی منظور نظر عیار طلسم کشا آپکے واسطے
طلسم کشا کا عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے آخر مجھکو اس قصر سے بھیجا کہ محیط کی نامہ بردار بنکر
جاؤ آپکی ماں نے مجھکو بھیجا ہے کہ جاکر ملکہ کو سمجھاؤ خبردار جمال پر طلسم کشا کے نگاہ نہ ڈالنا شہرت رونے لگی

کہا ای نہنگ بحری تنے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہونچیں طلسم کشا کو سمجھانا کہ حضور
یہ مصیبت بھی ٹلجائیگی انشاء اللہ آپ سے ملینگے پھر غنچۂ آرزو کھلینگے محبت آپکی ہماری جان کے ساتھ
ہو دل ہمارا آپکے حلقۂ زلف میں پھنسا اب اسکی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ غم نہ کیجیے کھانا کھائیے
انشاء اللہ ہم قید سے چھوٹ کر آپکی ملاقات کو آئینگے وہاں آکر سمجھائینگے اسطرح کی باتیں شہرت نے
کہیں کہ نہنگ بحری خود چوٹ کھائے ہوئے تھی بے اختیار رونے لگی کہا ملکہ بس اب زیادہ نہ فرمائیے
دل ہمارا نہ دکھائیے آپکو آکر طلسم کشا رہا کرینگے اور لوح بھی لینگے طلسم کشا وصف شکن اور تیغ زن
ہیں کہ کسی ساحر سے نہیں ڈرتے آج تک تو اس شیر نے خوف نہیں کیا کیسے کیسے پہلوانوں کو مارا کہ
جنکا مثل دیکھا نہیں انکو یہاں تک پہونچا دونگی لو خدا حافظ اسوقت شہرت سے رخصت ہونا نہنگ
اور شہرت کا بلک بلک کر رونا مگر کمیل اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہتی ہو دیکھو صاحبو ایک غیر کنیز نے تو جا کر
شہرت کو سمجھایا وہ رو رہی ہو اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجب ہو کہ جو اسکے دلمیں خیال
طرف سے طلسم کشا کے ہو نکل جائے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی ایک طائر آسمان سے آیا ہو دروازے
پر سر ٹکرا رہا ہو کمیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کاندھے پر کمیل کے بیٹھ گیا منقار کھولکر کچھ
کہتا ہو کنیزیں نہیں سمجھیں کمیل کے تیور پر بل پڑتے جاتے ہیں چہرہ سرخ ہو گیا طائر اڑ گیا
جدھر سے آیا تھا ادھر ہی روانہ ہوا نہنگ بحری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر
نکلی کمیل نے کہا اری میرے پاس تو آ تیرا کیا نام ہو محیط نے تجھے کس مکان سے بھیجا ہو اب نہنگ
بحری گھبرائی کہ اتنی دیر میں کیا ہو گیا پہلے آنے کے وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے
نہنگ بحری چپ ہوئی کمیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کرو وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا ظاہر ہوا
ہاتھ نہنگ بحری کا تھام لیا اور کہا کیوں مکارہ شہرت سے باتیں کرنے آئی تھی طرف سے
طلسم کشا کے تسکین دیتی ہو اور کمیل سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مکارہ کو آپنے پہچانا یہ سحر
کی وزیرزادی ہو عیار ہو عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بحری کو گرفتار کر لیا
کمیل اٹھی کہ نہنگ بحری کو طمانچہ ماروں نہنگ بحری نے کہا ای کمیل میری آبرو کا خیال رکھنا
جو حرکت میرے ساتھ کریگی میرا عاشق صادق جعفر سمک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کریگا
یہ سنکے کمیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بحری کو قفس میں بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر میں دیکھا نہنگ بحری قفس میں دشمنوں کے بس میں لاکر برابر شہرت کے قفس نہنگ بحری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیوں شہرت جس بات کو ہمنے منع کیا وہی حرکت تونے کی معلوم ہوتا ہے اس حیلہ میں تیری قضا ہی میں نے تو دھوکا کھایا لیکن محیط جادو کہ اُسکے یہان کنیزان سامری موجود ہین اُنھون نے یہ ذکر کیا ہوگا جب تو ایسے وقت پر خبر بھیجی طائر نے آکر سب حال مجھ سے کہدیا تعریف خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمھاری دختر عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی ایسی باتین کہکر شہرت پر غصّہ کیا مکان بند کرکے چلی گئی شہرت و نہنگ بحری کا بس میں باتین درد آمیز کرتی ہین نہنگ بحری کہتی ہے ملکۂ عالم افسوس یہ ہے کہ سمک کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو بیان کسی ترکیب سے پہونچاتا ہمکو چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہے اے نہنگ ہم فراق نصیب ہین راحت سے دور رنج و غم سے قریب ہین دیکھین فلک کیا دکھاے کب ہمارا نخل مدعا ثمر لائے نظم

فلک کا جور و ستم اب سہا نہین جاتا
زمین کاش پھٹی ہوتی مین سما جاتا

شب فراق کا صدمہ نہین سہا جاتا
حرام موت نہ ہوتی تو زہر کھا جاتا

دکھاؤن مین کسے تقدیر کا لکھا جاکر
مرا نوشتہ کسی سے نہین پڑھا جاتا

نہین لکھی جو سعادت مرے مقدر مین
بچاکے سایہ کو سر پہ سے ہما جاتا

ترے مقام کا اے دوست گر نشان ملتا
جو لے کے آگے رہ شوق مین اُڑا جاتا

وہ کروٹون کا بدلنا تھا تاب طاقت تک
ترے مریض سے اب تو نہین ہلا جاتا

نکرتی موت اگر تجھ مین مسیحائی
مین کسکے پاس لیے درد لا دوا جاتا

جنون وسیع ہوتا جو دامن صحرا
نکالے مین کدھر دل کا ولولا جاتا

نہین ہے کوئی بس از مرگ گاڑنیوالا
مین زندہ خاک لحد مین ہون گڑا جاتا

نکر تو گرسیان اے برق شل نخل چنار
مین اپنی آگ مین ہون آپ ہی جلا جاتا

نہین ہے طاقت اظہار قصۂ جانکاہ
بیان کرتا اگر حال دل کہا جاتا

نہ گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یار نصیب
غم فراق کلیجا مرا نہ کھا جاتا

اکیلے منزل ہستی مین کیا کروگے رند
چلو عدم کو ہے یارون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملال مین شکایت فلک کر رہی ہین سمک کا نام لیکر نہنگ بحری روتی ہی اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر روتی ہی یہ دونوں اس حال مین ہین مگر جب کئی دن گذشتے رستم نے دربار سے آکے آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے دیکھا شہرت مرصع پوش قفس مین بند رو رہی ہی رستم نے پوچھا ملکہ تمھین قفس مین کسنے بند کیا شہرت نے رو کر جواب دیا کہ اے شہریار نہنگ بحری ہمارے پاس پہونچی سب حال اُسنے آپکا کہا جب باغ جل کمیل نے اُسے بھی گرفتار کر لیا دیکھیے وہ سامنے قفس مین بند ہی آٹھ پہر دردمند ہی اب کوئی رہائی کی ہماری تدبیر نکالیے رستم سوتے مین اُٹھے کہ قفس اُتارون کہ سیر فرش کی کٹھور لگی تھد سے بحل گرسے آنکھ کھل گئی ایک چیخ ماری سمک اپنے آقا کی آواز سنکر دوڑا آکے دیکھا رستم رو رہے ہین پوچھا کیون آقا خیر تو ہی رستم نے کہا نہنگ بحری گئی اُسنے شہرت کو قید مین پایا نہنگ بحری کا حال کُھلا نہنگ بحری بھی قید ہو گئی اے سمک عجب حال مین ملکہ شہرت و نہنگ بحری کو دیکھا اُسکی کچھ تدبیر کرو سمک نے کہا اے شہریار تا بہ قصر معلق رسائی دشوار ہی اگر زبان سے اُنکی سوزن نکلجاے تڑپکے نکل آئین مگر وہان تک پہونچنا مشکل ہی غلام آپکا فکر مین جاتا ہی سمک پانچا عیاری لگاکر ایک فقیر کامل بنا ایک صحرا مین جاکر ایک نخل کے سایے مین آکر بیٹھا مگر شہرت کی دایہ یاسمن خوشرو نے اپنی بلائی کو جو اس حال مین دیکھا جانا کمیل سے کہون مگر نہ کہ اسکی خالف ہوئی کہ ایسا نہو مجبر غصہ کرین قصر معلق سے نکلی یاسمن جنگل مین پھر رہی ہی کہ ایک فقیر کی آواز آئی تسبیح پڑھ رہا ہی یاسمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھکر رونے لگی درویش باصفا نے پوچھا کیون نیک بخت کیا درد ہی کہ اسقدر بیقرار ہی حال مفصل بیان کر یاسمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کو کمیل نے جرم لگاکر قید کیا کوئی تعویذ ایسا دیجیے کہ مان اسکی اُسپر مہربان ہو سمک نے نام پوچھا یاسمن نے نام بتایا کہ شہرت مرصع پوش نام ہی سمک نام سنکر بیتاب ہوگیا کہا کہ اے یاسمن اگر تو مجھکو اس مقام تک لیجلے تو فوراً رہائی ہو یاسمن نے کہا مین آپکو لیجلونگی پہلے کمیل سے پوچھ لون سمک نے کہا جی مین کہون وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کامل و اکمل ہین اگر آنکو بلائیے تو مکان کو وہ پیسہ عمل بند کر دین چہار جانب موکل بٹھائین کہ غیر اس مکان مین نہ آسکے جب وہ اسپر راضی ہو تو مجھکو لیجلو مین رہائی شہرت کی تدبیر کرونگا وہان بیٹھکر عمل پڑھون جلسے مین کمیل کے حاضر ہون شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یاسمن نے کہا میں آج شب کو ذکر کرونگی کل آپ مجھکو اسی مقام پر ملیئےگا شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملونگا یاسمن خوش ہو شاہ صاحب سے رخصت ہوئی قصر معلق میں آئی اور کمیل سے ذکر کیا کہا حضور حیدن سے میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا اس مکان میں آئیگا اور لوح لیجائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہوں بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اُنکے نام سے نفرت ہوگئی آپکی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہے خداوند ہفت پیکر اور آپکے دشمنوں پر زوال آئے آپکی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل واکمل ہیں کہ جنگل میں بسر کرتے ہیں نہیں معلوم آب ودانہ کیونکر پہونچتا ہے وہ کہتے ہیں اگر ہم اُس مکان میں آئیں موکل اپنا مقرر کریں غیر شخص کو موکل نہ آنے دینگے کمیل نے خوش ہوکر یاسمن کو گلے سے لگالیا کہا میں تجھکو بیٹی سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو اُن شاہ صاحب کو لا عمل بہ چین موکل مقرر کریں کہنا اگر یہ دو مہینے گذر گئے اور دوسرا ستہ شروع ہوا جو کوئی ارادہ فتاحی طلسم کا کریگا لوح پھر نہ پاسکیگا یہ دو مہینے ہم ساحروں پر بڑے سخت ہیں قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے بچ جائیں تو گویا حیات تازہ پائیں اری یاسمن یہ فکر واجب ولازم ہے یاسمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کمیل نے کہا ذرا سمجھ بوجھ لینا ایسا نہو کوئی عیار مکار ہو یاسمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے شیران صحرا وغزالان دشت برائے قدمبوسی اُنکی آتے ہیں میں نے بھی دیکھا العجز اُنسے ملی تب اُنھوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہے ہر جگہ مسلمان بھر جائینگے ہمکو یہ ناگوار ہے کہ بجز خداوند ہفت پیکر کا کون نام لیگا کمیل بہت خوش ہوئی دوسرے روز یاسمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اُسی نخل کے نیچے پایا آگے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا کیوں بابا کیا گذری یاسمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یاسمن نے تخت سحر تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یاسمن تخت اُڑا لائی ہوا چلی کمیل کا دربار جمع ہے کہ دیکھا یاسمن آئی ہے شاہ صاحب ہمراہ ہیں داڑھی تا بہ ناف پیشانی پر جھریاں پڑی ہوئیں کہ انکو ستون مکان کہنا چاہیے تسبیح ہاتھ میں الف آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کمیل کھڑی ہوگئی جھک کر سلام کیا شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانوں کے بچے سامری وجمشید کی عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جابجا چرچا ہو بندے اُنکے شاد رہیں ہفت پیکر پرست

آباد رہیں اس مزے سے شاہ صاحب نے دعائیں دیں کہ کمیل خوش ہوگئی پہلو میں اپنے جگہ دی شاہ صاحب نے کہا ہیں دو دن میں سب سامان کر دونگا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھے رہے شام کو کمیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ مسند پر بیٹھی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب سامنے آئے کمیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں بھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا بابا ہم درویش صحرا گرد ہمیں گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ توالی گاتے تھے کہ چیلوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہکے بایاں کھینچا سیدھا ٹھیکا چھیڑنے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سزا ہی نہیں اس صفات کا	حقا شریک کوئی نہیں تیری ذات کا
مضمون آبدار کیے یک قلم رقم	بھر بھر دیا ہو موتیوں سے منھ دوات کا
تسبیح تیرے نام کی ورد زبان رہے	ثابت ہو جبتلک کہ یہ رشتہ حیات کا

یہ جو چند اشعار حقانہ شاہ صاحب نے گائے کمیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کہتی ہو درویش صحرا نورد کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا ای کمیل ایسا نہو کوئی فریب ہو لوح ہاتھ سے جائے کہ کچھ ذہن پڑے امتحان کو کمیل نے کہا بھلے آپ پاس شہرت کے جائیے ایسا اُسکو جاکر سمجھائیے کہ جو دل میں اُسکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا وہ سحر مسلمانان میں پھنسی ہو ایک فقرے میں دل پھیر دونگا کمیل نے قصر کھولا کہا اسی قصر میں جائیے اُس کمبخت کو سمجھائیے سمک جو قصر میں آیا نہنگ بحری کو قفس میں دیکھکر کلیجہ اُلٹ گیا دوڑکر قفس سے لپٹ گیا کہتا تھا کیوں ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تجھے ہمارے واسطے بڑی جفا اُٹھائی میں بھی جانبازی کرکے آہو نچا رنگ اپنا کمیل پر جما دیا اب کل تمھیں رہا کرکے لے نکلونگا یہ سب باتیں کمیل نے ایک گوشے سے سنکر کنیزوں سے اشارہ کیا بی یاسمن کو تو پکڑ لو یاسمن کو کنیزوں نے پکڑ لیا سمک ییلدا قی جب باتیں کرکے نکلا کمیل نے پکار کر آواز دی ادعیار مسکار تیرے گانے ہی پر میرے کان کھڑے ہوے تھے سمک نے جو دیکھا کہ مجھکو پہچانا خنجر کھینچکر جا پڑا کہ خنجر ماروں اسکا شکم چاک ہو کمیل قہقہہ مار کر ہنسی سمک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹ گیا زمین نے پانوں تھام لیے رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کمیل نے منھ پیٹ کر کہا

ارے تار بندھ گیا کیون اے یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لونڈی
نے نہیں جانا کہ یہ عیار مکار ہے فقیر جانکر لائی تھی آیندہ حضور کو اختیار ہے یاسمن کو تو کمیل
نے حکم دیا کہ قصر معلق سے باہر پہنچانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہبانی کرو مین خود پاس
محیط کے جاؤنگی نہنگ بحری و سمک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سمک کو بھی
قفس مین بند کر کے وہان لٹکایا نہنگ بحری کے جی چھوٹ گئے کہا اے سمک تمہارا قید ہونا
شاہزادے پر بہت شاق گذریگا شہرت نے کہا اُن تک کون خبر پہونچائیگا کہ عیار بھی آپ کا
جا کر پھنسا سمک بھی اپنے حال پر بہت رویا یہ تینون دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل مدت سے
شہرت پر عاشق ہے بہت خوش ہوا کہ اب دباؤ ڈالونگا اگر شہرت میرا وصل قبول کریگی تو قید سے
رہائی کی تدبیر سوچون اور کسی حیلہ سے اُسکو لے نکلون قید لیکر بھاگ جاؤن روز آب و دانہ
پہونچاتا ہے مگر خوف سے کچھ کہہ نہین سکتا مگر بیقرار ہے ایک دن شام کو جو آیا کھانا پانی پہونچا کر قدمون
پر شہرت کے گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم مدت سے آپکے دام زلف مین گرفتار ہون شہرت نے
بگڑ کر جواب سخت دیا سرخیل مایوس لوٹا سمک نے کہا اے ملکۂ عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے
محبت باتین کیجیے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلے اگر یہ آپکو لیکر نکل جاے صحرا مین جا کر اسکو
مار کر پھر ہم دونون کی رہائی کی تدبیر کیجیے ملکہ نے کہا اے سمک مجھسے یہ باتین وا ہیات نہین کہی جائینگی
سمک نے بمنت و خوشامد شہرت کو راضی کیا سرخیل جو شام کو آیا ملکہ نے محبت کہا اے سرخیل تمکو
ہماری گرفتاری کا غم و الم ہے اگر ہم تمکو قبول کرینگے تو ہمکو یہان سے نکالدوگے سرخیل یہ فقرہ سنکر
مثل گل شگفتہ ہوا کہا اے شاہزادی والا قدر آسمان خوبی کی بدر جان قدمون پر نثار کرون جو حکم
ہو وہ بجالاؤن ملکہ نے کہا اے سرخیل یہ دونون غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوے ہمکو رہا
کرنے آئے تھے مگر کمیل تو ہمہ دان و ہمہ گیر ہے محیط سے ہر بات کی طالب ہوتی ہے وہ اسکو بتادیگی
ہے جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہو کہ محیط اُسکو تعلیم کر دے کہ سرخیل دشمنون سے ملگیا نہین معلوم
کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہو تم بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے قفس شہرت کا اُتارا
اور کہا کہ تینون کو رہا کرتا ہون یہ کہکے تینون قفس اُتارے اول سرخیل نے شہرت کو
قفس سے نکالا شہرت نے نہنگ بحری کا قفس کھولا زبان سے سوزن نکالی کہا سمک

کو نیچے مین دبا لے نہنگ نے سمک کو نیچے مین دبایا شہرت وہان سے اُڑی نہنگ بحری ساتھ ساتھ سمک کو لیے ہوے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہی ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جائیے مین تو قریب آ جاؤن سمک نے نہنگ بحری سے کہا اب زمین پر اترو مین سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت نے کہا ہمارے گھر کا غلام ہی اُسکو دیوانہ کر کے بھیجون کہ کمیل کو ہماری رہائی کی خبر ہو جائے ایک بارگی آ کے اُترین سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا ای جان جہان وہ ای آرام دل مشتاقان وہ ای مرہم زخم خون چکان وہ ای فوج معشوقی کی نشان ذرا گلے سے لگاؤن سالہا سال مجھکو گذرے کہ اشتیاق مین تمھارے مرتا ہون مہینون گذر گئے کہ یاد مین تمھاری آب و دانہ ترک رہا صرف چاہتا ہون ذرا گلے مین ہاتھ ڈالدون ایک بوسے کا طالب ہون ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے جواب دیا او نمکحرام تجھکو شرم نہین آئی ہمارے گھر کا نمک کھایا ہمیشہ بہ جہدہٗ غلامی رہا ایسی واہیات بات زبان سے نکالتا کچھ بیدا کرنیوالے کا بھی خوف ہی میرے پاس سے الگ رہنا خدا رستم کو سلامت رکھے یہ گلاد جسم اُنکی ملکیت کا ہی دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہی کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہی چلا خدمت مین رستم کی مشرف بہ سلام ہو کہ سردارون مین تیرا بھی نام ہو اُنکی ملازمت سے عجب فخر ملیگا یہ سنکر سرخیل گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم تمنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ کہکے طرف نہنگ بحری و سمک کے چلا نہنگ بحری نے گولہ مارا سرخیل نے گولہ کاٹا شہرت نے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بحری کو پکڑلے مسکرا کر پکاری او نمکحرام اُسنے تیری کیا خطا کی اُسپر کیون جاتا ہی میری طرف آ مراد تو تیری مین ہون سرخیل نے چاہا پلٹے ملکہ شہرت نے کان سے بجلی اُتاری اُٹھا کر پھینک ماری سرخیل پر بجلی گری سرخیل نے اپنے کو بچایا شہرت نے ہنسکر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آ جو تیری مراد ہو مین پوری کرون سرخیل ہنستا ہوا آگے بڑھا شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل ہوش مین آ سرخیل ہنستا ہوا پکار اُٹھا ای شہنشاہ خوبی وہ ای سرو باغ محبوبی میرا تو یہ حال ہی۔ نظم

نہ آتا تھا ہستی مین ملک عدم سے
ازل سے ہی وابستہ اپنے قدم سے
جو دریا سے رحمت ترا موج زن ہو
سکندر سے آئینہ اور جام جم سے

ترا شوق لایا ہی یان مجھکو دم سے
گُلے مین تمھارے بہت رہینگے
محق عفو کے ہون گنہگار ہمسے
ترو تازہ کی کشت امید اپنی

محبت ہو زنجیر سے کیون نہ ہمکو
ستارون کے جو نافہ کھٹے کے شمسے
رہے یادگار جہان تا قیامت
ہوسے بہرہ ور فیض ابر کرم سے

وہی ایک ہی نور شاید جلا یا یہ بت سب تراشے ہیں سنگ حرم سے	چراغ صنم خانہ شمع حرم سے خدا تا ابد رکھے آتش کو اے زند	سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد کہ ہی رونق شاعری اسکے دم سے

سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجالاؤں ملکہ شہرت نے کہا اے سرخیل تمنے سنا کہ کمیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہو کہ اسکا سر لاؤ یہ سنکر سرخیل نے ہاتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہو تو میری بھی رہزن ہو میں اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھیں اور عبرت کریں غلام جاتا ہی ابھی سر لاتا ہو سر لیکر کہاں آؤں ملکہ نے کہا لشکر رستم میں آنا ہم تمھاری ملازمت کرائینگے رستم تمکو سرفراز کرینگے تمکو بڑا فخر حاصل ہوگا یہ سنتے ہی سرخیل نے تلوار کھینچی جھومتا ہوا اشعار پڑھتا ہوا چلا یہاں کمیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جادو نے جوش عشق شہرت میں تینوں گنہگاروں کو رہا کر دیا قفس خالی پڑے ہیں یہ سنکر کمیل گھبرا گئی اٹھکر قصر میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے ہیں مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کمیل سر جھکائے ہوئے پلٹی آکر جلسے میں بیٹھی سوچ میں بیٹھی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جادو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کو برا بھلا کہتا ہوا آتا ہی راہ میں چند ملازموں نے روکا انپر جا پڑا انکو قتل کیا قریب دربارگاہ پہونچ چکا ہی اگر حکم ہو تو دروازے پر روکیں سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دیں کمیل نے کہا جسطرح آتا ہے اسی طرح آنے دو خبردار روکو نہیں کنیزوں نے دروازے پر جگہہ دی دیکھا کمیل نے کہ سرخیل جادو دیوانہ وار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ نظم

چھوڑ کر ہمکو جو اپنے گھر کے وہ اندر چلے	یہ ہوئی حالت کہ لیس ہم آپ سے باہر چلے
بعد مردن دوست جب ہمکو لحد میں دھر چلے	پیچھے پیچھے ہم بھی سوے کوچۂ دلبر چلے
دور کی تسبیح میں نے جب ملا جام شراب	آفتاب اے میکشو آیا تو بس اختر چلے
ساغر امید خالی رہگیا تو رہ گیا	ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے
مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصے کے بعد	زخم جتنے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے
بام گردوں سے چلا تحت الثری کو آفتاب	اٹھکے تہ خانے سے جب وہ اپنے کوٹھے پر چلے
رہگیا کیا دیکھکر حسرت سے اے صیاد میں	اڑکے گلشن کو سے کرتے ہوے جب پر چلے

جذبۂ شوق شہادت سے مرے گھر کیطرف خود بخود شمشیر قاتل صورت اژدر چلے
ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو مرنے کے بعد خود بخود محفل میں میری خاک کا ساغر چلے
کردیا ہی وائے پی تیغ ہلال عید نے آج شدید بزشب فرقت بھلا کیونکر چلے
میکشی کے باب میں ناسخ جناب درد سے شیخ لے مصرع جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

سامنے کمیل کے آیا کمیل پر جو نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے کمیل حکم ہی ملکہ شہرت کا جلد جلکر حاضر ہو تجھکو یاد فرمایا ہی اگر تامل کیا تو مین بال بکڑ کے کھینچتا ہوا لیجاؤنگا کمیل نے بسہولت جواب دیا کہا اے سرخیل ایک تو تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جنکا نگہبان تھا اُنکو قید سے رہا کیا اب دوسری خطا کا خواہان ہی بیٹھ جایں تجھکو سمجھادونگی مین تیرے ساتھ چلونگی سرخیل نے کہا کہ جلد اٹھ دیر نہ کر ملکہ گھبرائی ہونگی مجھے راہ مین دیر ہوئی کانٹون کا جنگل طی کرکے آیا راہ مین بڑی مصیبت گذری مگر مین نے سب گوارا کی اپنے کو یہان تک پہونچایا اب دیر ہونا کیسی اُٹھ کھڑی ہو یہ کہکے طرف کمیل کے چلا چاہا ہاتھ تلوار کا مارون کمیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آواز دی اے گرفتار جادو سرخیل کو لینا وہی ساحر زنجیر ہلاتا ہوا مسلسل و مطوق گوشۂ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو آکر زنجیرون مین گرفتار کیا سرخیل زنجیر مین سے سر ٹکراتا تھا اور آواز دیتا تھا اے حرامزادی تو نے کیا کیا کہ مین سحر بھول گیا کیا مین تجھ سے باز آؤنگا جب قید سے چھوٹونگا تیرا سر لیکر خدمت محبوب مین جاؤنگا آب کیا ب تجھے زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منھ موڑونگا کمیل نے کہا اسکو قفس مین بند کرو ساحر جلیل ہے ہمارا کفیل ہی ہم اُسکا سحر اتار دینگے یہ ہوش مین نہین ہی گرفتار نے سرخیل کو قفس مین جلکر چھت مین لٹکا دیا کمیل بعد تھوڑی دیر کے قریب قفس کے آئی دیکھا سرخیل سر ٹکراتا ہی کمیل کو ہزارون گالیان دیتا ہی کمیل نے سرخیل کو قفس سے نکالا زنجیرین توڑین زنجیرین جو ٹوٹین سرخیل جھپٹ کر طرف کمیل کے چلا کہتا ہوا او بچیا اب تو مین قید سے رہا ہوا سحر بھی مجھکو یاد آیا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچے گی یہ کہکے تھتا ہوا طرف کمیل کے چلا کمیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا سرخیل زمین پر منھ کے بل گرا کمیل نے پشت و پہلو پر سرخیل کے ہاتھ پھیرا پانی منگایا اُسپر کچھ پڑھی ہر چند کہ سرخیل چیخا مگر کمیل نے وہ پانی پلادیا اور تھوڑا اُسکے منھ پر چھڑک دیا پانی کے چھڑکتے ہی سرخیل بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا قدمون پر کمیل کے گرا کہا حضور میری خطا معاف ہو

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کمیل نے کہا ای سرخیل بڑی خرابی یہ ہی کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر
یہ صدمہ ہی اب وہ طلسم کشا کو مدد دیگی قصر کا حال اُسپر ظاہر ہی لوح کے مقام سے ماہر ہی اگر تمکو قتل
کرتی تو مجھکو کیا نفع ہوتا المنۃ تم پر سے سحر اُتارا اب تمکو مناسب یہ ہی کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ پہر
گرد پھرو گرفتار جادو کو میرا پیر کامل ہی جسوقت پکاروگے فوراً آموجود ہوگا جو کام کہوگے وہ کریگا
سرخیل بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیکر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہی بیان ہوا ابھی دآئے
یہان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملکہ شہرت و نہنگ بحری
و سمک بلدانی سب آتے ہین رستم خوشی سے کھڑے ہوگئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہووہ
انکو استقبال کرکے لائے ہمین اُنکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و جھلال وغیرہ براے
استقبال نکلے ملکہ شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے بمحبت ملین نہنگ بحری
ہمراہ ہی سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدمت رستم مین آیا رستم نے مقام صدر پر شہرت کو جگہ دی
بلکہ یہ سردارون نے تجویز کی کہ انکو بادشاہ لشکر جیسے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدر پر تخت بچھایا
اُس تخت پر شہرت بیٹھین نہنگ بحری و ماہی سحر بھی شریک صحبت ہین رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملکۂ عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا ای شہریار مین نے سرخیل کو سحر کرکے روانہ کیا
تھا کہ کمیل کا سر لاؤ سرخیل کی یہ حقیقت نہین ہی کہ کمیل کو قتل کرسکے کمیل نے اُسکو تسخیر کیا ہوگا ای
آفتاب فلک سیر تم کاہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کاہن نے سر جھکایا دوازدہ برج ہفت سیارہ
کو خیال مین لایا بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھایا دست بستہ عرض کی قصر لوح کا انتظام ہوگیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہی سرخیل کو خیال جانبازی ہی چاہتا ہی کہ ہوا کا جھونکا بھی
ادہر نہ آئے میری نگہبانی مین فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور یہان سے کوچ کرین جو کچھ ہوگا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا جھلال و آفتاب نے لشکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا صحراے نشاط آباد سے گذر کر صحراے فیل گوشان مین پہونچے فیل گوش فیل سوار ایک
پہلوان یہان رہتا ہی اسنے جو آمد لشکر طلسم کشا سُنی کمیل کو عرضی لکھی کہ ای ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا میری
سرحد مین آگیا جو حکم ہو وہ بجا لاؤن نامہ پاس کمیل کے پہونچا نامہ پڑھکر اُسپر حکم لکھا ای فیلگوش فیلسوار
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر لے کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا مین پہونچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو پہونچا دیوانہ وار ایک چیخ ماری ستر اسّی ہزار فوج پہلوانان زبردست ہاتھیوں پر سوار
نیزے ہلاتے ہوئے سامنے آئے فرمایا ای افسر کیا حکم ہی فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ بخت کے
بھیجیں گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریاے قہار ہی اس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہی یہ کہکے آپ بھی ایک
فیل مست پر سوار ہوا چالیس ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیرین بعض سونڈون مین لپیٹی بعض کی خوشون
مین بٹی آہنی بعض کی سونڈ مین گرز گران آگے آگے اُنکے فیلبان نیزے ہلاتے ہوے
اس ہجوم سے فیلگوش فیلسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہان لشکر طلسم کشا صحرا مین اُتر چکا تھا
کہ شہرت نے عرض کی ای شہریار یہ صحراے فیلگوشان مشہور ہی چالیس ہزار فیل مست جسکے ہمراہ
رہتے ہین اگر اُسنے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشاء اللہ اگر وہ
بھیجا آئیگا تو سزا پائیگا خدا چاہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و ہلال نے عرض کی
حضور ہم دونون کو آگے فوج لے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر سکے رستم نے کہا اے
آفتاب و ہلال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستور نہین کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجین بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے بڑھے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونون سردار سر جھکا کر رہ گئے
دیکھا صحرا سے گرد اڑی زنجیرون کے جھنّاٹے کی آواز کان مین آئی رستم بارگاہ سے نکل آئے
دیکھا آمد سے فیلون کی تمام صحرا سیاہ ہوگیا فیلگوش فیلسوار مست ہاتھی کو آگے بڑھائے
ہوے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بہ نگاہ غور دیکھا عیار پہلو مین سیاہ رو کے جانگر
اُسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیون ای سیاہ رو کل فوج کو اشارہ کر دون کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو
سیاہ رو نے کہا ای شہریار جرأت طلسم کشا حد پر پہونچی ہی کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہین
ہی تمام فیل اُس شیر کے سامنے سے بھاگین گے لشکر کو اُتار لیجے جلدی نہ کیجے ایسا نہو کہ بھاگ کر
کسی جنگل مین جانا ہو دون کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اُترا ایک بارگاہ استادہ کرائی
فیلسوار شہتہاے فیلان سے اُترے بارگاہون مین داخل ہوے ہاتھی تھانون پر باندھے
جبکہ فیلسوار نیر اعظم بصد شوکت و حشم شکست کھا کے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اُس سے پوچھا
کہ کیون ای کلیہ عقل مین کیا صلاح ہی سیاہ رو نے کہا ظاہر مین دھوکہ دینے کو طبل جنگی بجوا دیجیے

اور دو پہر رات گئے لشکر طلسم کشا پر شبخون مار دیں ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ صلاح قرار پائی
ہوئی چپکے چپکے لشکر تیار ہونے لگا لشکر طلسم کشا میں یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنوں نے
طبل جنگی بجوایا ہو رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد تھوڑے عرصے کے لال کا غذ نگاہ سے طلسم کشا
کی گذرا جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سمک کو حکم دیا کہ تیاری کرو
آفتاب و جلال نے بمنت عرض کی کہ آج طلایہ غلاموں کے سپرد ہو ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہو
ایسا نہو کہ مکار کچھ فتور کریں رستم نے دانا حرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایہ پر
آئے ہزاروں میں سوار و پیدل مقرر کیے آپ دو سو سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے سمک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلوں کو تیار کر رہے ہیں سمک
نے فقیر بنکے دریافت کیا ایک کے منہ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شبخون مارنا منظور ہی جاتے ہی
مسلمانوں کو مارینگے سمک یلداقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم میں آیا تمام کیفیت بیان
کی کہ لشکر دشمن سے شبخون آیا چاہتا ہی تیاری ہو رہی ہی یہ سنکر رستم نے آستینیں چڑھائیں اور بقہر و غضب
تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سمک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کروں رستم مانع ہوئے
فرمایا ای سمک انشاء اللہ بیرون لشکر انکو روکونگا ساحروں کو خبر نہو تو بہتر ہو قضائے کار ملکہ شہرت
لیٹے لیٹے گھبرائیں کنیزوں سے کہا دریافت تو کرو طلسم کشا طلائے پر کیا کر رہے ہیں کنیزیں اٹھیں اور
آکر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دو سو سوار ساتھ لیے ہوئے لشکر دشمن دیکھ رہے ہیں کنیزوں نے سمک
سے پوچھا سمک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شبخون آنے کو ہو وہ لوگ تیاریاں کر رہے ہیں
کنیزیں بھاگیں ملکہ شہرت سے آکر کہا ملکہ یہ خبر سنکر گھبرا گئیں تاج پہنے ہوئے باہر نکلیں سب
سرداران ساحر اپنے اپنے خیموں سے نکل آئے جلال و آفتاب نے بڑھکر عرض کی اسوقت
حضور خلاف وقت کیوں بارگاہ سے نکلیں جو حکم ہو غلامان جانباز بجا لائیں ملکہ نے گھبرا کے جواب
دیا ای آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہیں تم کیسے رفیق لشکر دشمن میں تیاری شبخون کی ہو رہی ہو اس طرف
آپ لوگ دیکھ چکے کہ چالیس ہزار زنجیر فیل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہوگا کہ آندھی سیاہ اٹھی
ہو کیا کو ■ ہاے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلائے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اکیلے
کھڑے ہیں سحر و ساحری سے بالکل نابلد ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کر کے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب لقا نے عرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھیون کو پلٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکارون کا عجیب حال
ہو چالیس افسر پیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہان آکر ملکہ شہرت پہونچین
رستم نے پوچھا اسوقت حضور نے کیون تکلیف کی شہرت بانو نے کہا ہمنے خبر پائی کہ لشکر دشمن آمادۂ
شبخون ہی ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت مین حاضر ہوے سرداران خیر خواہ ایسی خبر
وحشت اثر سنکر کب تامل کرتے ہین جسوقت جسنے خبر سنی وہ حاضر ہوا مین نے کسی کو بلایا نہین
رستم نے کہا ملکہ ہمارے قبلہ وکعبہ کا یہ دستور ہی کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہین رکھتے مین یہ ننگ
نگوارا کرونگا آپ لوگ پلٹ جائین ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہون
خواہ آپ آزردہ ہون رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شبخون کا ارادہ کرے
دیکھنا کیسا اسکا رکھیلتے ہین فیلگوش کو خبر پہونچی کہ لشکر تیار ہی حضور آوین تو سب چلین
فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہونگے
عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ مین لیے کھڑے
ہین اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہی جسنے سنا کہ افسر ہمارا گیا اُٹھا اور چلا فوجین سب تیار
ہوگئین ہر غول مین یہی چرچا ہی کہ لشکر دشمن اگر شبخون آئیگا تو اُن بیچارون کو بھاگتے رستہ
نہ ملیگا سیاہ رو نے دیکھا دمبدم فوجین جمع ہوتی جاتی ہین رستم منع کر رہے ہین کہ آپ لوگون
نے کیون تکلیف کی ساحر سرنگون کھڑے ہین اپنے آقا کو کچھ جواب نہین دیتے سیاہ رو یہ معرکہ
دیکھکر پلٹا اور فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آمادہ بہ جنگ ہی کیا کہین کہ کیسی تیاری ہی
آپ لوگ جا کر بہت محجوب ہونگے شکست کھا کے پلٹین گے تین چار لاکھ جوان مسلح ہوکر
پاس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمعیت کو کیا خیال مین لائینگے یہ سنکر فیلگوش فیلسوار نے
یہ حکم دیا بار و کمر کھولڈالو اپنے اپنے مقام پر جاکر اُترو کل میدان مین مقابلہ کرکے پس لشکر دا
دیکھا جائیگا یہ کہکے فیلگوش بھی پلٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
آخر رستم وقت نماز پلٹے آکے نماز پڑھی نماز پڑھ کے باہر آئے میدان مین آکر ٹھہرے سوار ہوکر
چلے اُدھر سے فیلگوش مع فوج مذکور بڑے کروفر سے میدان مین آیا صفین جمائین نقیب
نقابت کرکے ہٹے کوکیتون نے بڑھکر اشعار پڑھے۔ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈھی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم — کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
سینے بھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھین — ای مغیلان عدم حال کہو کیا گذرا

یہ اشعار پڑھکر چوکڑیت ہٹے فیلگوش نے طرف بائین کے دیکھا مینوش فیلسوار نے ہاتھی اپنا بڑھایا بڑھاکر بجائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا ای برادر مینوش رستم کو للکار نا مینوش میدان مین آیا آکے سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی طلسم کشا کہان ہین منم مینوش فیلسوار اُنکی جرأت دیکھنا چاہتا ہون رستم نے مرکب صف سے نکالا سردار سب قدمون سے لپٹ گئے کہا ای شہریار آپ اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین غلامون کو حکم ہو آفتاب فلک سر قدمون پہ گرتا ہی رستم نے کہا ای یار دو وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون ہی جو جسکا نام لیکر پکارے وہ جائے شہرت کی بیقراری سرداروں سے کہتی ہین صاحبو انکو روکو اس دیوخصال کے مقابلے مین جاتے ہین خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سامنے تخت کے آئے فرمایا ای ملکۂ عالم تجسے رخصت ہوتے ہین وہ بیحیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہی شہرت کا دل بھرا ہوا تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگین رستم نے کہا ملکہ گھبراتی ہین اس بیحیا کے دماغ سے غرور نکالے دیتا ہون قد و قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی کو مار لیتے ہین اسکا قد و قامت دیکھنے کا ہی ملکہ نے ناچار ہوکر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو بزرگان دین ہین اُنکی حفاظت مین آپکو دیا خدا آپ کو اس دیوخصال پر مظفر و منصور کرے رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر بالا کبود فرنگی آج کل بیماد ہی اور مرکب عربی پہ سوار ہین گھوڑا طرارے بھرکے چلا کلائیان مارتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے مینوش کے

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھکر بہت خوش ہوا آواز دی کہ اے طلسم کشا تمنے اورکیسکو دیکھا تم خود ہی میرے مقابلے مین آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تمکو میرے ہاتھ سے بچاتا رستم نے کہا او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اسقدر نہ بھول مینوش نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ ہو رہا ہے ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے نکل گیا مینوش نے خواصی سے گرز اُٹھا کر کہا اے طلسم کشا اگر اس گرز کو پہاڑ پر مارون تو بیخ کوہ ہلا دون انسان کی کیا حقیقت ہے ملکہ مہرت نے جو گرز ہاتھ مین مینوش کے دیکھا بیتاب ہوگئین کنیزون سے کہا صاحبو دعا مانگو یہ شہریار اگر مقابلے مین اس نامرد کے نہ ہوتا تو مین سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا اس گرز کی ضرب کو کیونکر روکین گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا اے ملکہ عالم آپ نہ گھبرایئے ایسے بہت پہلوانون کو رستم نے مارا ہے ماشاء اللہ فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق ہین وہ انکے رگ و ریشے مین شیر صحرائی مثل روباہ انکے بیشے مین دیکھیے ملاحظہ کیجیے ملکہ کا قلب کانپ رہا ہے مینوش نے دودستی گرز مارا رستم نے گرز اپنا اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز مینوش جو آکر گرز رستم پر پڑا تڑاقے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملکہ تو بیقرار ہوگئین کلیجہ پکڑ لیا یہان جو سمک پلیدانی نے دیکھا کہ تق گرد مین رستم چھپ جیسا گل مین پانی لیکر بیچ مین گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہین اور مینوش عربدہ کر رہا ہے کہ اب ہڈی تک رستم کی دلیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی زرہ کی کڑیان ٹوٹ گئین الجھی ہوئی معلوم ہوتی ہین مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حریف لاف و گزاف کر رہا ہے رستم نے چاہا گھوڑے کو بڑھائین سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زیست کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا گھوڑے نے لوٹکر جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بچ گیا جی چھوٹ گئے ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیے ملکہ نے بیقرار ہوکر فرمایا اے آفتاب اب میرے دل کو تاب نہین مین سحر کرتی ہون کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہے انکی بیوقوفی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہین آفتاب نے کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبرایئے رستم کے زور کو

دیکھیے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سونڈ مین لپیٹے رستم نے سونڈ کو دونوں ہاتھوں سے
تھاما دونوں پاؤن پاؤن مین ہاتھی کے جمائے نعرۂ تکبیر لیکے ہمہ تن زور سے گردن ہاتھی کی
گھسیٹ لی ہاتھی نے چرخ کھایا مینوش کے ہوش اُڑ گئے مینوش کا نشہ اُتر گیا ہاتھی سے کودا
رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لپٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہین مینوش
نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہی جان بچاؤن مگر خیال ہی کہ جان
نہین بچیگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا ای طلسم کشا مین شب کو مقابلہ نہین
کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کراؤ دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گینڈے سے پیادہ
ہوکے بھاگا اپنے لشکر مین آیا فیلگوش نے پوچھا ای برادر طلسم کشا کو زور مین کیسا پایا مینوش
کانپنے لگا کہا ای برادر سارا نشہ جرأت اُتر گیا رگ و ریشہ مین رستم کے زور بھرا ہوا ہی کسی فن مین
کمی نہین مین سمجھا تھا کشتی مین ہاتھ پاؤن توڑ دونگا مگر کشتی مین بھی پنجہ نہ قابض ہوا آخر مین بچی
جان بچاکے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کرکے رستم کو پکڑ لائے فیلگوش نے
بارگاہ مین آکر سیاہ رو کو بلایا کہا ای سیاہ رو تو نے سُنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کہتے ہین
ہین کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤگے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم مین پہونچاؤ
اور عیاری کرکے پکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی مین ابھی جاکے پکڑے لاتا ہون ہر چند کہ عیار
طلسم کشا کا فرزند عمرو ہی مگر میرے سامنے کیا مجال ہی کہ دم مار سکے مین فوراً گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سیاہ رو نے باندھے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا صحرا کو طی
کرکے لشکر طلسم کشا مین ہونچا پھرنے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے چرخ مارا ایک مقام پر ٹھہرا پشت
پہ بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اُسی کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلایہ
پھر رہا تھا طلایہ پھرتے پھرتے گھبرایا ایک مقام پر آکے دیکھا مٹی کے انبار ہین قریب انبار آکے
جو دیکھا تو چہرہ نقب کا ہی اب سمک سوچا کہ اگر مین نقب مین گیا تو عیار بھاگ کر نکل جائیگا مین
اسی مقام پر ٹھہرون شتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کرونگا سمک تو ملقہ ہائے کمند
لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے چہرہ نقب کا بارگاہ مین آکر توڑا بہ قاعدۂ مقرری رستم کو
بیہوش کیا شتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب مین کودا نصف نقب مین آکر سوچا کہ ای

سیاہ رو شاید اتنے عرصے مین کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے پلٹا اور طرف آکر کھودنا شروع
کیا ایک نخل کے نیچے جہرہ نقب کا آکر توڑا پلٹ کے دیکھا کہ جہرہ اول پر ایک عیار حلقہ ہائے
کمند لیے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہی یہ عنایت خداوند لات ومنات ہی یا زور لقت دیو
ہفت پیکر کہ بیچ مین نقب کے دل دھڑکا مین خوب اسطرف نکل آیا اگر ادھر جاتا بے شک گرفتار
ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچکر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کو جب یہان عرصہ گذرا تو
سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا ادھر وہ نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچکر نقب مین کود انیچہ چمکاتا ہوا
بارگاہ مین جو آیا پلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا پھر نقب مین بھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا
دوسری جانب اسنے نقب لگائی جی مین کہتا ہی ای سمک حقیقت مین بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
کہدیا اسی نقب مین چلا جہرے سے آکر نکلا صحرا کا راستہ طی کرتا ہوا چلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جیسا جب تک سمک پہونچے جب تک سیاہ رو
داخل لشکر ہوگیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز زنگ کی جو سنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
پشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای یار وفادار خیر یار روباہ عیار نے آواز دی آپکے ملازم ہمیشہ خیر سے ہین
مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہی اس سے جان بچے تو بڑی بات ہی یہ کہتا ہوا قصد کیا کہ قریب سے آجا
کے پہونچین کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل بلاے ناگہانی پہونچا اور بیٹھ کر نیمچہ مارا کہ
دونون پانون سیاہ رو عیار کے اڑ گئے سیاہ رو گرا اس عیار طرار نے مثل بجلی کے چمک کر پشتارہ لیا اور دوش
پر لگایا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی ارے یارو اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہی اور
پشتارہ طلسم کشا کا لیے جاتا ہی چار سمت سے ملازم دوڑے جہتر سمک کو تلوارین مارنے لگے سمک
نے ایک جست کی ایک درخت کے نیچے پہونچا پشتارہ دوش سے اتارا ایک تختہ سنگ پر رکھکر جواب
دافع دارو سے بیہوشی رستم بیمار و یا اور گرد پھر کر لڑنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا زخمون مین
چور چور لڑ رہا ہی اپنے کو کمندون مین بندھا ہوا پایا رستم نے کمندین توڑین نعرہ کرکے اٹھے نعرہ کہ رستم
ارخداوہ دامیر عرب * کیست علمشاہ جیستم لقب * دیگر علم شاہ رومی شہ فیل ندر * کہ بر تخت مرز قبا
افگندہ شور * سمک نے نیمچہ ہاتھ مین رستم کے دیا اٹھکر لڑنے لگے سپاہیون کو مار کر ہٹایا باہر جو ہوا فیلگوش
اپنی بارگاہ مین بڑا شور ہوتا تھا باہر لشکر چھوڑتا ہوا نکلا دیکھا رستم در بارگاہ پر لڑ رہے ہین تلوار لیکر دوڑا

رستم کے پہونچکر پیچھے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آقا بچیے گا سکار پشت پر سے ہاتھ مارتا تھا
رستم نے قصد کیا پلٹون مگر تیغہ اُسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوے لیکن زخم کھاکر تیور بدل گئے مینوش
پر جا پڑے اُسنے تلوار جھکائی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر مار کر لیٹے
کا لیٹا مگر اسمک تو گرد پھرنے لگا رستم کود کر چھاتی پر مینوش کی سوار ہوے فرمایا او نامرد مردان عالم کی
پاپوش کی گرد شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہو اُسنے جواب سخت دیا رستم نے چھاتی سے مینوش کی
اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر ایک ہکہ مارا مینوش
کو سامنے فیلگوش کے شق کر پاس کمنہ چیر کر پھینک دیا آنکھون کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا گیا للکار کر
آواز دی ای رستم غضب کیا میری آنکھون کے سامنے میرے بھائی کو چیرا مین دخل نہ دیتا مگر اب
نہ جانے دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے تیغہ برق زا نیام سے کھینچا گویا اژدہا غار سے بل کھا کے نکلا
جوہڑا تیغہ جوان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون بہ رہا ہو کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال مین کہ سر زخمی قطرات خون روے زیبا پر بہ رہے ہین
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا رکھکر جھٹکا مارا کہ فیلگوش منہ کے بھل زمین پر آیا چار طرف سے نامردون نے
جو حملے کیے آخر رستم نے چھوڑدیا جان بچاکر فیلگوش بھاگا مگر فوج کو ترغیب دیتا جاتا ہو کہتا ہو کہ یارو
بڑی غیرت کی بات ہو کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھون کے سامنے مارا گیا
حیف ہو کہ وہ زندہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر پلٹنین رسالے آتے جاتے رہین بعض
نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پر پیل دیا ہاتھی نے بڑھکر چاہا رستم کو سونڈ مین لپیٹون رستم نے
دونون ہاتھ سامنے کردیے اور آواز دی کہ او نامرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا
ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ مین ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ تھام کر جھٹکا مارا مع زنجیر کے
گردن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی گئی فیلسوار رستم نے
جو بہر دی مارے کا فرون کے جسم مین تھرتھری پڑ گئی مگر چالیس ہزار نامردون مین لیا لیا کر رہے ہین
بیچ مین رستم مثل شیر خشم آلود کبھی داہنے پر جا پڑے کبھی بائین پر کبھی روبرو کبھی پشت پر سیکڑون
لاشے پڑے لوٹ رہے ہین کہ ایک طرف سے ناٹے کی آواز آئی دیکھا ملکہ شہرت خیمہ ہاتھ مین
جھولی بائین ہاتھ پر گولے مارتی ہوئی آتی ہین ایک طرف آفتاب فلک سیر اور ایک طرف

جہلال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جلا کر آواز دی ہان ہان ای ملکہ عالم سحر نکانا جہلال اور آفتاب تو رک گئے مگر ملکہ رنگین فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملکہ نے اُسکی گردن لی للکار کر کہا کہ او نامرد اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہی کچھ تجھکو خیال جرات نہین ایک طمانچہ مارا کہ سر فیلگوش کا اُڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و جہلال لڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ای شہریار گھوڑے پر سوار ہوجیے جسوقت ہم لوگون نے خبر سنی تاب نہ باقی رہی یہ مکاریون مکاری کرتے ہین مگر حضور سمک نے کیا جرات کی ہی رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین کہ ہمیشہ خواجہ عمرو نے قبلہ و کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافرون کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے ہین جب چاہ الماس مین صاحبقران داخل ہوئے تو خواجہ عمرو ہی ساتھ تھے جبدن سرار جادو دختر دمامہ کو مارا ہی تو چاہ الماس کی زمین کانپتی تھی اور دربار مین دمامہ کے یہی ذکر تھا کہ آج عمرو نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دمامہ کا مارنا عمرو ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھکر اُسکو داخل ذلیل کیا صاحبقران اُس جنگ مین غائب ہوگئے تھے خواجہ عمرو و اشقر پر صاحبقران نامور کے سوار ہوئے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جسمین بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہا تھا آخر سبکو خواجہ پھیر کر لائے اور صاحبقران کی تلاش مین مصروف ہوئے یہ اُن کا فرزند دلبند ہی کسی جرات مین کم نہ ہو اب مال و اسباب کافرون کا لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جشن فتح ترتیب دیا اُس روز تخت پر ملکہ شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے تمام لشکر مین روشنی جابجا صحبت رقص و سرود ہر مقام پر ناچ ہو رہا ہی سب نے سمک سے کہا کہ ای جہتر والا گہر آج اس جلسے مین تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملکہ شہرت نے کہا تب سمک بیچ مین آکر بیٹھے سازندون نے ساز ملائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار سر آمادہ سودا اُترا ۔ شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
اسقدر اپنے یم اشک سے کی موج بلند ۔ آخر کار نظر سے مری دریا اُترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا ۔ جل کے جن بجھے نہ آتش سودا اُترا
وصل کے بعد کس طرح سے ہو رنج فراق ۔ درد سر ہوتا ہی جب نشہ صہبا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے جھوا تھا ۔ خون تری آنکھوں مین ای بلبل شیدا اُترا

اُس محفل مین عجب ہنگامہ ہی سب سردار سمک کی تعریفین کر رہے ہین اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہی کہ اپنے
مقام پر بیٹھی ہی کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نمایان ہوئی
آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھیے
اب فلک کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہی کہ ایک طرف سے رونے پیٹنے کی آواز
آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزار ہا ہاتھی پشتین اُنکی سوارون سے خالی سونڈ سے خاک اُڑاتے ہوے
اور کئی ہزار جوان ایک لاش مین لپٹے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین محیط نے کنیزون کو اشارہ
کیا ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہی لاش کسکی لیے جاتے ہین کنیزین گئین اور سبکو
لیکے آئین عرض کی لاشۂ فیلگوش فیلسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہین آپکے پاس
فریادی آئے ہین اور حضور تین دن تین راتین ہمسکو بھاگتے گذرین محیط نے پوچھا آخر
فیلگوش کو کسنے مارا کنیزون نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مارا دیا کہ سر فیلگوش کا
اُڑ گیا باعث خرابی کا ذات سے سیلوش کی پیدا ہوا کہ سیلوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی
سیلوش کے چھوٹ گئے پھر اُسنے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیجکر طلسم کشا کو پکڑوا لیجے
عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے پندرہ پہلوانون سے اُسنے آکر سامنے فیلگوش
کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والون نے قصد کیا کہ بلوہ کرین عیار نے سردار کو
ہوشیار کیا اسی بلوہ مین فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اے کمیل بڑی ذلت کی بات ہی اب طلسم کشا
جو کوچ کیے ہوے آتا ہی ساحر اُسکے ساتھ موجود ہین قصر لوح کو بی نہنگ بحری وغیرہ دیکھ گئین وہ
طلسم کشا کو لے آئینگی یا وے قصر لوح ہو بچائینگی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہی اگر طلسم کشا
حقیقی نہوتا تو تحفہ جات دستیاب نہوتے جری بہادر صف شکن تیغ زن مگر اے کمیل ایک ساحرہ مین نے
آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہی اب اُسکو روانہ کرتی ہون کہ وہ جاکر لشکر طلسم کشا کو پراگندہ کرے
کہ ایک سے ایک جدا ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمائی بادیہ گردی نصیب ہو کیا عجب ہی کہ
اس انتشار مین طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہین بہتر سے بہتر ہین آپ سے
زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہی آپ ہی ہم سبکو بچائینگی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکیگا بعد ان
حصول لوح ہو جاتا ہی شکست کھاتا ہی فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرائے فیلگوش نہ

قبضہ نہین کیا مگر طلسم کشا نے فیلگوش کو بھی مارا یہ کہکے آواز دی کہ ای بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ مہیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوے دو زنگنین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ بھولے بھولے گال لال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھین محیط کو سلام کیا کہا کیون واری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آگئے وقت تنہائی
موقوف ہوا اب مین دنیا کی ہوا کھاؤن محیط نے کہا ای بلند پرواز تمھاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہی کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ملقب بہ رستم پیل تن کشندۂ قویل
و دویل طلسم کشائی کرتا آتا ہی در بندون پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلگوش فیلسوار مارا گیا رستم اب
کل کوچ کریگے ابکی مرتبہ لشکر آکر صحراے کمیل مین اُترے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بالاے قصر لوح
پہونچا دیگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ بروج و ہفت کواکب آٹھ پہر رہتے ہین وہ ساعت
نیک دیکھکر لیجائیگا اگر لوح طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا ای بلند پرواز ہو سکتا ہی کہ
جاکر طلسم کشا کو آوارہ کرد کہا واری یہ تو میرا کام ہی دوستون کو دشمن کرا دون طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہون کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحراے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائین مجھے کوئی سامان
بھی نہین چاہیے یہ دونون زنگنین کہ ہزارون مردون پر بھاری ہین صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہی محیط
سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز چلی یہان طلسم کشا نے شبکو جشن کیا صبح کو اٹھکر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر گھٹا ہاے ابر آئے کچھ بوندیان بھی پڑنے لگین رستم نے کہا ہم براے
شکار جائینگے آج تیسرے پہر کو صحرا مین جاکر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے بہلیے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی ای شہریار سامان شکار تیار ہی مگر دھوپ کی بڑی تیزی ہی کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجیے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی مین دل چاہتا ہی سمک
مجبور ہو کر خاموش ہوا دوپہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرت تخت پر بیٹھی ہین مقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہین
خراج جو ملکون سے آیا ہی ملکہ خراج داخل خزانہ کرا رہی ہین کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر سمک آیا ہی حضور کو بلاتا ہی ملکہ اُٹھکر باہر آئین سمک نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کو طلسم کشا نے یاد
کیا ہی اور ہونگ بحری کو اشارے سے بلایا کہ تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہکے سمک چلا گیا شہرت

کو خوشی ہی کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہی جنگل مین خوب منگل ہوگا نہنگ بحری کو بھی ترغیب
دے رہی ہین کہ جلد تیاری چلنے کی کرو ملکہ شہرت نے پچاس کنیزون کو اور نہنگ بحری کو ساتھ لیا
طرف صحرا کے یہ بھی روانہ ہوئین ماہی سحر کو بڑا افسوس ہی کہ طلسم کشا نے ملکہ شہرت کو بلایا ہمین
نہ یاد کیا کنیزون نے عرض کی دروازے پر ایک چوبدار آیا ہی ملکہ ماہی سحر جو باہر آئین دیکھا
یہ چوبدار رستم کے ساتھ کا ہی کہہ رہا ہی کہ اے ماہی سحر طلسم کشا نے تمھین بھی بلایا ہی ساتھ والیون
سے ہنسکر کہا طلسم کشا کی عنایت و محبت کے مین تصدق ہو جاؤن کہ مجھکو بھی صحرا مین یاد کیا ہی
ملکہ شہرت کو بڑا ناز ہی کہ ہم کو بادشاہ نے طلب کیا مین کیا ان سے مرتبے مین کم ہون یہ کہکے کنیزون
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کرو کنیزون نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سحر
نے سو کنیزین ساتھ لین یہ بھی خدمت مین طلسم کشا کے چلین آفتاب فلک سیر گھبرا رہا ہی
کہ شاہزادہ صحرا مین اکیلا ہی ہر چند کہ ملکہ شہرت تشریف لے گئین بخوبی نگہبانی کرینگی مگر افسوس
ہی کہ ہم ساتھ نہ ہوے کہ خادمون نے جھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک خبر سوار نامہ لیکر طلسم کشا
کا آیا ہی آفتاب باہر نکل آیا خبر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ مین آفتاب کے دیا آفتاب نے
پڑھا طرف سے طلسم کشا کے لکھا تھا کہ اے آفتاب جلد آؤ محیط نے کچھ ساحر ہمارے
مقابلے کو بھیجے ہین آفتاب اُسی وقت دو سو غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم مین
چلا جھلال سرکش کو بڑا انتشار تھا کہ ملکہ شہرت و ملکہ ماہی سحر گئین اُنکے بعد آفتاب بھی
گیا ہمکو آقا نے کیون نہین طلب فرمایا اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی اے جھلال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہی آپکو طلب فرمایا ہی جھلال نہال ہو گیا اور حکم کیا کہ جسقدر ساحر و غیر ساحر
ہماری بارگاہ مین موجود ہین سب تیار ہون سب تیار ہو کر جھلال کے ساتھ ہوے یہ بھی
ایک سمت روانہ ہوے جھلال چلتے وقت کل لشکر سے کہتا گیا کہ سب تیار ہو کر ہمارے
پیچھے آؤ ہم پاس رستم کے جاتے ہین اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہی سب تیار ہو کر چلے مگر اول رستم
جو صحرا مین آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز معروف شکار ہوے پھر بعد کامل شکار طائران ہوا کا
کر کے فرمایا اے سمک کوئی آہو دستیاب ہوا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے ہرکارے
بھیجے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر شکار

متعدد ہیں رستم نے اس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سامنے چند آہو چر رہے ہیں رستم نے ایک آہو پر گھوڑا ڈالا تعاقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہوؤں پر گھوڑے ڈالکر روانہ ہوگئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوئے آہو کے پیچھے جاتے ہیں آہو نے بہر طور کامل جست و خیز کی ایک مقام پر جاکر آہو چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا آہو تیر کھاکر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نگرا حیران ہوکر اسی مقام پر اترے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از اسرار نہ تھا آہو تیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم نخل کے سائے میں ٹھہرے کہ رونے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے نظم

کام آخر ہوا اپنا صف مژگان سے	حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے
وصل کے بعد کھلا ہمکو غم ہجران سے	نہیں ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے
حیف ہے خاک کا پتلا نکرے یاد اسکو	الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے
باغ میں زلف و خط یار ہی یاد آجاتا	کبھی سنبل سے الجھتا ہوں کبھی ریحان سے
گردش بخت ہی یا گردش پرکار آتش	پاؤں اٹھتا نہیں ہے دائرۂ دوران سے

یہ اشعار اس سوز و گداز سے کوئی پڑھکر رو رہا ہے کہ رستم بیتاب ہوگئے فوراً اپنے مقام سے اٹھے طرف آواز کے چلے چند نخل طے کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جسمیں برگ و شاخ کا پتہ نہیں اسکے نیچے ایک جوان خوش رو خوش قد تاج ڈھلکا ہوا گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک دامن و گریبان چاک چاک رو رو کر اشعار مذکور پڑھ رہا ہے رستم حال زار اس جوان کا دیکھکر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اترکر قریب آئے فرمایا اے جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہا اے شہریار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا جتنے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہے تو بیان کر تو ہم بدل و جان کوشش کرینگے جوان نے پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے رستم نے اپنا حسب و نسب ظاہر کیا اور فرمایا میں فتاح طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا کہا کیا عجب ہے کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے انھوں نے مجھے بتایا تھا کہ فتاح طلسم ہفت پیکر سے تیرا مطلب دلی حاصل ہوگا یہ کہکر عرض کی اے شہریار باپ میرا سالم نیزہ باز ہے غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک خراب رہا ہوں حتی کہ گھر بار چھوٹا یہ جنگل ایسا مقام ہوا سامنے پہاڑ ہے کہ اسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہان ایک قزاق رہتا ہی کہ اُسنے راستہ بندکر دیا ہی جو قافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہوا اور بالا کوہ
چلا جاتا ہی ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہی اکثر بادشاہون کی ارسالین لوتیں بادشاہون نے آکر
گھیرا مگر اُسکو نہ پایا پہاڑ پر قلعہ بندکر لیتا ہی بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نکر سکے آخر
ناچار ہوکر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر خوردہ میرے سامنے آیا مین نے اُسے شکار کیا
عقب مین اس آہو کے ایک نقابدار بادلہ پوش آیا مجھسے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیون تونے مارا مین نے
جواب سخت دیا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے کلائی تھام کے کمر مین ہاتھ ڈالا زخمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
مگر اُسکو اُٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکۂ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا
اس معشوق خوبرو کو دیکھکر میرے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا غش کھا کے گرا وہ نازنین بھی مجھپر مائل ہوئی
سر میرا اُٹھا کر زانو پر رکھا گرد و غبار پاک کیا مجھکو ہوش مین لائی مین اُٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال
عنبرین مو بتایا مین اس سے بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی قزاق تھا ایک شکار کھیلتا ہوا
آیا مجھ پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کرکے ملازمون کے حوالے کر دیا مجھسے کہا کہ تو تاجدار ہی اگر خواہان وصل کا
میری دختر سے ہی تو لشکر لیکر آ اگر مجھکو زیر کرے تو مین تیرے ساتھ شادی کر دون مجھکو بھی اپنی سپاہ گری پر ناز
تھا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کرکے باپ نے فوراً لشکر تیار کیا مین نے
جاکر مفتون قزاق کو گھیرا وہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا
مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خنجر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا اور کہا کہ جا
کبھی ایسا ارادہ نکرنا مین روتا پیٹتا اپنے قلعے مین آیا مہینون بیمار پڑا رہا ایک شب کو خواب مین دیکھا
کہ فلان صحرا مین جاکر مسکن کر فرزند صاحبقران وہان تشریف لائینگے تیرے کفیل ہونگے شکر ہی کہ
آج قدمون تک پہونچا میری دستگیری فرمایئے معشوق سے مجھکو ملایئے وہ قید ہی مین آوارۂ دشت
ادبار رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کہ اے سلیم تاجدار انشاء اللہ مین تجھکو تیرے معشوق تک
پہونچاؤنگا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتین کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ ایک بادشاہ پیر زمین گیر تخت پر سوار پشت پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہین خیمے لدے
ہوے ہمراہ آکر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھ گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند آج تجھکو خوش پاتا ہون
سلیم نے کہا اے باپ آج باعث خوشی کا یہ ہی کہ رستم سے ملاقات ہوئی انکو خدا نے پہونچایا معشوق ملانے کا

اقرار فرماتے ہین امید قوی ہی کہ انشاء اللہ معشوق ملے مین تو دین اسلام مین آنا باپ نے بیٹے کو
لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رستم کو لیکر باپ بیٹے بارگاہ مین آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہوکر
طرف کوہ بے ستون کے چلے مفتون قزاق کاروان لوٹ کر آتا ہی زیر کوہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر
لایا بالاے کوہ بھیج رہا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ باز اپنے بیٹے کو لیکر آتا ہی مفتون نے
پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر زیر ہوا اب کس بھروسے پر آتا ہی ہرکارون نے بیان کیا کہ
فرزند صاحبقران کو لیکر آتا ہی مفتون نے کہا مین تو خواہان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو آئے
مین اُسے گرفتار کر کے خدمت خداوند مین بھیجون یہ کہکر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رستم
تخت پر باپ بیٹے سوار لشت پر لشکر آکر اُترے مفتون بہت خوش ہی قزاق اُس سے کہ رہے ہین
اگر حکم دیجیے تو لشکر مین گھس پڑین مال لوٹ لین طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائین شام کو مفتون نے
طبل جنگی بجوایا ساتھ والون سے کہ رہا ہی یارو طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا پہلوانون
سے سرحد طلسم خالی ہو گئی طلسم کشا نہایت بہادر ہی اب صبح کو میدان مین دیکھا جائیگا جب
رستم نے خبر سنی کہ مفتون قزاق نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی رستم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیاریان
ہونے لگین جب پہر رات گذری جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب نے نیزۂ
خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کر کے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا دونون لشکر میدان
مین آئے مفتون میدان مین غرو کرتا ہوا نکلا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا مین تمھارا مشتاق ہون
یہ میری خوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے مین آئے طلسم کشا نے مرکب باد رفتار چمکایا قضاے کار
بالاے کوہ جو قلعہ ہی بیٹی اُسکی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بند تھی اُسنے کنیزون سے کہا ذرا مجھکو سامنے
کردو کہ مین دیکھون آج سلیم تاجدار کس مددگار کو لایا ہی کنیزون نے لڑکی کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رستم
گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین کہ نگاہ قتال عجبرین مو کی جمال بے مثال رستم پر پڑی دیکھا کہ
شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہی مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوے دیکھا
رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہو گئی گھوڑے سے اپنے اُتر اچھک کر سلام کیا کہا اے شہریار
مین مدت سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ نے سرفراز کیا میرے بعد ا
ہون دختر میری آپکی کنیز ہی جسکے ساتھ چاہیے منسوب کیجیے یہ کہکے قدمون کو بوسہ دیا گھوڑے سے رستم

کو اتارا کہا اپنا مذہب تعلیم کیجے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کرکے بارگاہ مین لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو جو قتال نے دیکھا بیقرار ہوگئی یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

خواہان ترے ہر رنگ مین ای یار ہمین تھے — یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے
بیداد کے محفل مین سزاوار ہمین تھے — تقصیر کسیکی ہو گنہگار ہمین تھے
وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہوتا — سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا — اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے یا تم — الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

یہ اپنی آنکھون سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ مین باپ کی آیا کنیزون کو حکم دیا دریافت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کنیزین خبر کے واسطے دوڑین سلیم جو بارگاہ مین لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترنج خوشبوئی سینے پر سلیم کے لگایا جاے رستم نے حکم دیا ترنج خوشبوئی آیا سینے پر سلیم کے لگایا سلیم مثل گل کے شگفتہ ہوگیا صداے مبارکباد بلند ہوئی رستم نے کہا ای سفتون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استادہ کرا لین تم اپنے بہادر بر رہو یون شادی ہو سفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ مین تشریف رکھیے غلام چاہتا ہو جو کچھ بجز آتش ذرہ بیمقدار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہیا کیا سفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا طائفے مع باجے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ مین بھیڑ دین اٰذری ہو سفتون معروف خدمت ہو کہ ایک قزاق دوڑا ہوا آیا اور سفتون کے کان مین کچھ کہا سفتون کی رنگت متغیر ہوگئی رستم نے پوچھا کیون ای سفتون اسوقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہو عرض کی ای شہریار مین نے بادشاہون کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اسطرف سے راستہ بالکل بندکردیا کیومرس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہو اسکی ارسال ادھر سے نکلی مین نے خود اوٹ لیا اسنے آکے گھیرا ایک مہینہ برابر وہ اترا رہا مگر میرا کچھ نکرسکا مین باوے کوہ قلعے مین تھا اسنے وجہ پائی کہ زیر کوہ مین سے جشن کیا ہو تین لاکھ فوج سے آگیا اب پہاڑ کے رستے روکے رہا ہو کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن تو ای شہریار سب راستے تو رکے گئے ہیں سب اسنے بٹھا دیے ایک گھاٹی روکنے کو باقی ہو کہ ایک سوار

مع مرکب جاسکتا ہی بس حضور بالاے کوہ جائین غلام اژدہا بنکر مرجائیگا رستم نے کہا ای مفتون ہم
اسوقت تیرا ساتھ نچھوڑینگے اُس سے مقابلہ کرینگے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صف شکن و
تیغ زن ہین مگر اُسکا قد و قامت مثل دیو کے ہی اُسکے ہمراہ چارسو پہلوان ہین ایک ایک بے مثل و
بے نظیر فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق کیونکر عرض کرون کہ حضور اُس سے مقابلہ کرین
رستم نے کہا میدان مین دیکھنا کیا ہوتا ہی خبردار جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو کسی انتظام مین
فرق نہ آنے پائے مفتون کانپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والون سے اشارے کرتا ہی یارو تمھارے
خیال مین آتا ہی کہ اُس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کرینگے تلوار اسقدر بھاری باندھتا
ہی اُسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش خوف رستم سے کچھ کہ نہین سکتا کنیزون نے جاکر
یہ خبر ملکہ قتال عنبرین مو کو سُنائی ملکہ یہ خبر سُنکر بیتاب ہوگئین کہتی تھین مین خود جاؤنگی جان
اپنی قدم اقدس طلسم کشا پر نثار کرونگی مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے دونگی لیکن کیوس تاجدار
انتظام کوہ کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ ای مفتون اب کہان جاؤگے مین نے
خبر تمھارے جشن کی ملازمون سے پائی خود تکلیف کی سنا ہی کہ طلسم کشا کو تمنے گھر مین اپنے جگہ دی
خداوند نے خواب مین آکر مجھے ارشاد فرمایا کہ جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے ہمارے پاس حاضر
کرو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہی اب دیکھون پہاڑ پر کیونکر جاتے ہو
مین نے سب راستے روک دیے اب بالاے کوہ نہ جاسکوگے مین نے سب جگہ پہرے بٹھا دیے
ہین یہان مفتون نے ہرچند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ ای برادر تمکو تو اُسنے
گھیرا ہی اور ہم بالاے کوہ چلے جائین اپنی جان بچائین یہان کیوس نے حکم دیا جب سب طرف
سے گھیر پڑچکا تو نوازش طبل کو حکم دیا نقارۂ رزمی گرگرایا ہرکارون نے مفتون کو خبر پہونچائی
مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہی اسطرح لڑینگے تو ہے فریق دشمن کو گھبرا دینا مکر سے
کام لینا ہمارا کام ہی رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے مفتون نے کہا ای شہریار
مین مقابلے مین کیوس کے نجاؤنگا مگر رات کو کھلبلی ڈالدونگا رستم نے کہا ای بہادر یہ تو جرأت کے
خلاف ہی ہم یہ حکم نہ دینگے جسطرح طبل جنگی بجا ہی اسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا ای شہریار
انصاف شرط ہی فوج اُسکے پاس بے حساب خود بہادر وہ جواب چارسو پہلوان افسر جو بھاگنا نہین جانتے

فوج کو کیسا لڑواینگے میدان کارزار سے قدم نہ اٹھائینگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر پہلوان نامی اور نامآور خود فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق جو وقت تلوار پکڑے گے جم جائیگا رستم وقت بھی گھبرائیگا صرف بارہ ہزار قزاق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہین لہذا شب کو بطور شبخون گر ینگے جو گھر جائینگے وہ مارے جائینگے اور جو نکل گئے گھاٹیون پر تلوار چلیگی اگر پہاڑ ہمنے پکڑ لیا تو چرخ بہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہین کر سکتا اور جو گھاٹیون پر گر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی رستم نے کہا یہ سب تدبیرین بیکار ہین صبح ہونے دو دیکھو میدان کارزار مین کیا گذرتی ہی بمشکل رستم نے سفقون کو سمجھایا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہی اگر کیوس کو اپنی جراءت و شوکت پر بڑا دعویٰ ہی تو ہم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اسکے کیا گذرتی ہی سفقون کی بیقراری اور یہ خبر جو اندر پہونچی تو ملکہ قتال کی اشکباری فرماتی ہین صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے آباد کرنے کا وہ آمادۂ حرب و پیکار ہی اور یہ جانتے ہین کہ کیوس بلاے روزگار ہی کہ اس سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اس اقلیم مین تو کوئی ایسا نہین کہ اس کو جواب دے یا انسان ہین وہ دیو ہو اُسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہین صرف انکا تقاضاے جراءت ہی جب اُنکے دشمنون پر سختی پڑی خدانخواستہ اُس دشمن کے ہاتھ سے انکو جسیم زخم ہوپہونچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج عظیم ہمسے ہوپہونچا ہی بربادی کو وہ کا ارادہ کریگا اور باعث خرابی یہ ہی کہ میرے حسن کا اس اقلیم مین شہرہ ہی اب کو قزاق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہین کیا وہ ضرور محل مین آنے کا ارادہ کریگا پھر میرا زندہ رہنا بیکار ہی اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دونگی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہی کہ سلیم اور سالم کے نام کا دشمن ہی نہاین معلوم آپ بیٹون کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھسے دیکھا جائیگا کیا عاشق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہی مجھے
میرے لہو کے داغ نہ دامان سے دور ہون

یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہی پانی کا بھی سلوک
ہمتو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہون

آتش غم حسینؑ مین رو ہنس رہا ہی کیا
سطرین کی سطرین نامہ عصیان سے دور ہون

کنیزین عرض کرتی ہین حضور نہ گھبرائین وہ ایسے زمانے کے رستم ہین صدہا ملک فتح کیے ہین
طلسم مین ہنگامہ برپا ہی بڑے بڑے پہلوان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہین کچھ
سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہی جب کنیزون نے بہت سمجھایا ملکہ نے سجادہ بچھایا دعائین مانگنے لگین
کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا مین سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت
سے دیکھون کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچالے تیرے نزدیک سب آسان ہی
الغرض ماہرویان مین عورتون مین ہر خرد و کلان کو تردد ہی کہ دیکھین کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی
ہنگامہ مین بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیاء شعاع ہاتھ مین لیکر بالاے چرخ زبرجدی آیا
تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم سفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوے سامنے دریاے فوج کیوس
موج مارتا ہی تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست
ایک ایک بادۂ کبر و نخوت سے مست یہی ارادہ ہی کہ ان سب پر جا پڑین قزاقون کو گھیر کر مارین سب
سردار اُبلے ہوے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کہتا ہی اُس قزاق نالائق نے بڑے
بڑے رنج و ملال دیے اس کروفر سے کیوس میدان مین آکر پہونچا مانند نہنگ صفین آراستہ
ہوئین اُدھر تو فوج بے حد و بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق سفتون کا اُسوقت بھی یہی قصد ہی
کہ مین فوج پر کیوس کی جا پڑون لڑتا بھڑتا اپنے کو بالاے کوہ پہونچاؤن نہایت چست و چالاک ہی
مگر کیوس نے فوج کو اسطرح جمایا ہی کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہین معلوم ہوتا رستم دمبدم
فرماتے ہین اے سفتون گھبراؤ نہین دیکھو کیا ہوتا ہی کوئی میدان مین آوے تو مین نکل کر جواب دون
تم انتشار نکرو جو دل مین قصد ہی اُسکو نکال ڈالو جب فوجین جم چلین تو کیوس نے قصد کیا کہ
مین نکلون دیوث مردار خوار بھائی اسکا جو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے گینڈا اچکایا بھائی سے
اجازت لی کیوس نے کہا اے دیوث مین حیران ہون رات بھر اسی فکر مین جاگا کہ سفتون کس
بھروسے پر ٹھہرا ہی مین جانتا تھا بھاگ جائیگا یا مجھسے صلح کریگا خزانہ جو میرا لوٹ لیا ہی اگر وہ پھیر دے
تو مین اُسکے خون سے درگذرون یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اُسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو دیوث
نے کہا مین سمجھا دونگا دیوث گینڈے کو جھکاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی اے سفتون تو
دیکھتا ہی کہ ابر فوجون کے گھرے ہین اگر شاہ کا لوٹا ہوا مال پھیر دے تو تیری جان بخشی ہی قتال

دیکھ رہی ہو کنیزون سے کہنے لگی جاکر باپ کو سمجھاؤ کہ مال لوٹتا ہوا پھیر دین جان تو بچے اپنے گھر مین مہمان آیا ہوا ہی سلیم و سالم بھی موجود ہین دیوث دیو ہی دیکھو تو کیسا غریو ہی میرا تو دیکھکے دل گھبراتا ہی مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

ای پری ہین ترے دیدار کے خواہان کتنے	رہتے ہین آٹھ پہر کوچے مین نالان کتنے
جور صیاد سے گلشن ہوے ویران کتنے	آشیان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے
کسطرح آؤن مجھے کاہیکو آنے دینگے	نئے نوکر ہوے ہین آپکے دربان کتنے
ربط ہین کافر و دیندار سے یکسان مجھکو	کتنے ہندو مجھے کہتے ہین مسلمان کتنے
کوچۂ یار مین ای آہ بقول غافل	تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

کنیزین کہتی ہین واری دیکھیے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہی جیسے دیوث نے پکار کر کہا کہ ای مفتون شاہ تمھاری جان بخشی کرتے ہین مگر خزانہ جو لوٹ لیا ہی وہ پھیر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کرون خزانہ وہ ابتک رکھا ہی رستم نے کہا ای برادر ابتو خزانہ دینا طلاف ہی دیوث نے پکار کر آواز دی ای مفتون اگر مال نہین پھیرتے تو کسیکو مقابلے کو بھیجو جیسے دیوث نے یہ کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سامنے سلیم تاجدار کے آکے فرمایا ای شہریار اجازت میدان مفتون تو گھوڑے سے کودکر قدمون سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونون رونے لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہی اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوث ہی ادھر کے قلعہ جات سب اسی نے فتح کیے جس ملک بڑھ گیا کبھی خالی نہ پلٹا رستم نے کہا اب آپ اجازت دین پھر تماشہ دیکھین کہ اس دیو خصال سے کیا گذرتی ہی تاجدار نے جواب دیا آپکے خدا کو آپکو سپرد کیا خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب باد پیما کاوا ٹیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار مین آیا دیوث نے جو رستم کو آتے دیکھا گرز وہ سپر کا لیکر برابر آگے نکلا ادھر جھروکے سے ملکہ بنگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ آپس کی نگاہ مین نیا مضمون ہوا سات قدم گھوڑا دیوث کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزون سے کہا ظاہرا تو خیر معلوم ہوتا ہی گھوڑا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہین خدا انکو غالب کرے

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ خالی
زرہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا ابھر آتا ہو سیکڑوں زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیو
کے لگانے لوگ پھبتیاں کہہ رہے ہیں تختہ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہیں دیوث عاجز ہو گیا
ہو ایک مقام پر کانٹھ کر رستم نے نیزے کا ٹھیکہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے دیوث کے نکل گیا شور
احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی دیوث نے دیکھکر آواز دی اے رستم نیزہ بازی کھیل ہے
مردان عالم کا تیغ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی پر ہے سامنے ہو تو اسے بھی دو ٹکڑے
کروں اب اپنے کو بچاؤ پیچھے ہٹ جاؤ رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے منہ موڑتے ہیں تلوار
کھینچ اسکا بھی وار سینگے پھر نہ کہنا کہ ہم بھی وار کرینگے دیوث نے خبردار خبردار کہکے تلوار کا ہاتھ
مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو سے ہاتھ نکالا مرکب جھکایا خبردار خبردار کہکے تم
تلوار کا مارا دیوث نے بجز انتقام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پکڑ لیا
آپس میں ہیکے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کودے دیوث کہتا ہو اے رستم زور میں
کیا کرو گے ہاتھ پیر توڑ کے رکھدونگا رستم نے کہا یہ وصلا ہی رہجائیگا دیوث کہتا ہو اے رستم
کیوں فساد بڑھاؤ مفتوں ہے کہکر خدا خداوند رستم نے جواب دیا وہ خزانہ جس میں مرنا
ایسا دشوار ہو جو تجھ سے ہو سکے قصہ مگر دیوث لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی پیچ پر ایک ہکہ مارکر
سر دیوث کا زمین سے دے مارا سب نے دیکھا کہ دیوث بمشکل سنبھلا ہوا رستم نے زور دینے لگا
دونوں ٹھکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے تھام کر پیچھے میں سر اڑایا ریل کرنے دوڑ کے
دیوث چاہتا ہو اپنے کو روکوں مگر وہ بنا وقت ہو کر زمین پاؤں کے نیچے سے نکل جاتی ہو سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر دیوث کو لاسے کیوں اس مقام پر کہہ رہا ہو آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ بہتے
چلے جاتے ہیں اکیسویں قدم پر رستم نے ہکہ مارا کہ دونوں گھٹنے دیوث کے آشنائے زمین ہو گئے
رستم نے کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور میں تا بہ گھٹنہ دوسرے زور میں تا بہ سینہ اور تیسرے
زور میں سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے بایاں قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتش بازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے دیوث کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا رستم کود کر
چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو اگر ابھی جان بری کو تو

چاہتا ہی تو ہفت پیکر پر لعنت کر دیوث بے بلول ہوکر جواب دیا بھائی پیرا سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی مین مسلمان ہونگا رستم نے سینے سے اُٹھکر ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبا لیا
اور ایک پاؤن دونون ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین سرین سے تا بناف دوسرے
جھٹکے مین شق کر دیا مین کمینہ دیوث کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی او مغرور عقل و
فراست سے دور اب تو مقابلے مین آ تیرا بھی یہی حال کرون سفتون کے قزاقون نے صدہے
احسنت و آفرین بلند کی کفار کیسے شرمندہ ہوے مگر کیوس کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا
گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم پر کیوس سوار ہونے تھے ایک پاؤن رکاب مین
ایک خانہ زین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا میلا سر پر رستم کے پڑا کہ خود کو کاٹ کر تا دو انگل
پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھاما ہاتھ دوالعین کو اور سکا اس قد و قامت پر پھکاری
اور تیغ ہفت جوہر جھکا کر ہاتھ مارا کیوس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ ہفت جوہر چاٹ کے
ہو گیا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا تا دوا برو تیغہ کیوس کے بھی پہونچا اُسنے
واسطے تاب نہ مارا تیغہ جھٹکا سے گردن پر گینڈے کی پڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس مع گینڈا تہ و بالا
ہو گیا فوج والون نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کا فوج چار سو پہلوان رستم پر آ پڑے رستم
تیغہ چمکا کر تین لاکھ کا فوج پر جا پڑے سفتون نے جو دیکھا قزاقون کو لیکر آ گیا سلیم و سالم بھی
فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر تو مل گئے مگر سفتون جمعیت فوج سے وہی جا جاتا ہی کدھر جا کر بالا
کوہ پہونچین پھر جھکو کوئی نہ پاسکے جھا ہوا لڑ رہا ہی کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والون نے اُسکو
ہوادار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوے مصروف جنگ ہین مگر بباعث زخم سر کے بیقدر
خون جاری ہوا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام مین کیا ذرا پاؤن مرکب اصیل جھکو
لے نکل گھوڑا رستم کو لیکر طرف صحرا کے چلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی ہاتھ سے جو بس
نہیں آتا گھوڑا لیکر شاہزادے کو نکل گیا سفتون قزاق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
لڑتے بھڑتے بالائے کوہ پہونچے وہان جاکر سفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکائے جو بلوہ
کر کے جاتا ہی وہ پتھرون کے نیچے دبتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
ہوش آیا کہا یارو مین جانتا ہون جو تقدیر مین لکھا ہوگا وہی ہوگا رستم کو تو مین نے

رستم

ایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نکرو پہاڑ پر نہ جا سکو گے قزاق پتھر برسا رہے ہیں
سنتے نکلے کیوں دیا سب نے کہا حضور قزاقوں کی لڑائی جی چھوڑ دا رہے ہیں اس ذور و شور سے
پاڑ سے گولہ کیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہونے لگا مگر رستم کو گھوڑا لیکر جلا رات بھر چلے ہوئے جلا آیا
صبح کو ایک صحرا میں آکر ٹھہرا گھانس چرنے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اُترے رشتہ اول
سوزن تھیلی سے نکالا اور آئینہ سامنے رکھکر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے دیے زخم کو باندھ
خیال میں گذرا کسی گوشے میں ٹھہر کر دو چار روز میں زخم کو صحت دیں پھر طرف کوہ بے ستون
کے چلیں آگے آگے رستم پیچھے مرکب تھوڑی دور چلے تھے کہ آدمیوں کے بولنے کی آواز کان میں
آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہے اسکے باہر صدہا خیمے استادہ ہیں بچہ جوان رنگین پوش
باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
یہ کیسا جلسہ ہے لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہے جہاں خدائی خداوند ہفت پیکر
کی ہے اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صف شکن یہاں کا حاکم ہے اور یہ باغ عشرت آباد
ہے شاہ و شہریار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہے دختر فاروق کی شادی ہے فاروق خود آیا
اسی کا مجمع ہے مگر فاروق کو وہ تن مہمان نواز تھا کہ ہو آپ اندر تشریف لیجائیے رستم مع مرکب
اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہے طائفے ناچ رہے ہیں جہاں رستم ٹھہرتے ہیں جمال انکا
دیکھکر لوگ جمع ہو جاتے ہیں ہرکاروں نے آکر پوچھا آپکا نام نامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اسطرف بھی اتفاق آب و دانہ سے نکل آیا رستم ایک
چمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ میں رستم بیٹھے ہیں گرد تاجدار پہلوانان
صف شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے ستون پر کھلا ہی کیوس سے
بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہرکاروں نے جاکر خبر فاروق کو وقت کو پہنچائی
کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہاں شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صاحبو
یہ عنایت خداوند ہفت پیکر کی ہے میرے یہاں شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں کمر کو
باندھتا ہوا سپر و شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہاں شاہزادہ بیٹھا تھا آکر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ذرہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹھنے کا نہیں ہے بارہ دری میں تشریف لے چلیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت محبت
سے پیش آیا رستم کو بمنت و خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اُٹھے
بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسکے قریب دنگل زرین اُس پر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہے
ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے بعد تھوڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا دست بستہ عرض کی دختر خداوند
ملکہ مغرور شیریں کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا سنکر یہاں تشریف لاتی ہیں وقت ہے
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ پر بڑا احسان ہوگا رستم نے کہا کیا مضائقہ یکایک
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے چوبدار نہایت انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کنیزان ماہرو ایک
تخت پر ایک معشوق فربہ و نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعینہ دیدۂ
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیرزادی ستارہ پہلوے ماہ میں ہالہ کر و فر سے سواری نمایان
ہوئی رستم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور بندہ
نے کیا معقول تقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہان تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھیے
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اُٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غبغب گردن
بلند بالا تنومند درشت چنگال جرأت و شوکت میں بیمثال رعب و داب و سطوت و صولت مثل
چاکران ہمراہ ہیں آسمان خوبی کے ماہ ہیں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مژگان دونون طرف سے دوڑ کے
دل پر لب معشوق ہوے ادھر رستم تھرائے اُدھر مغرور ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا
وزیرزادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھے بل کھاتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی دزدیدہ نگاہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آ کے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آ کے بیٹھے مگر یہ
محبت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک
سے کہتا ہو میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوندزادی تشریف
لائیں آج وہ جلسہ ہے کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہان ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
بلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہان آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہرینگے
کمرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکۂ عالم کو

بیٹھا یہان رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھبرایا فرمایا کہ ای فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو
ہم وہان جا کر آرام کرین کئی دن سے جنگل مین حیران و پریشان تھے تمھارے باغ مین آکر آرام پایا
فاروق نے ایک کمرے مین لا کر رستم کو پہونچایا ملکہ جو یہان کمرے مین آئین تنہائی مین گھبرا رہی
تھین وزیر زادی سے کہا ای وزیر زادی کیا حال بیان کرون دل کی عجب کیفیت ہے وزیر زادی نے
کہا کچھ بیان کیجیے تب ملکہ نے رو رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیر زادی نے عرض کی حضور کے
کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اُس مین وہ بھی تشریف لائے ہین مین جا کے بلا لاتی ہون حضور
کی بیتابی مجھسے نہین دیکھی جاتی یہ کہکے وزیر زادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہین سر نگون
تنہا بیٹھے ہین وزیر زادی نے آکر عرض کی ای شہریار چلیے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے رستم فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے وزیر زادی کے ساتھ اُس کمرے مین آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگین رستم
نے آکر ہاتھ تھام لیا وزیر زادی گوشے مین جا بیٹھی یہ دونون شیدائے یکدیگر مصروف میخواری ہوے
لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوے دونون چھپرکھٹ پر آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنۂ
خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کٹہ تن نے صبور تیغزن سے کہا جا کر دیکھو تو ملکۂ عالم اگر بیدار ہون تو
میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ ای ملکۂ عالم حضور نے نیازمند کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی
ہے کہ دختر خداوند نے قدم رنجہ کیا اگر خاصہ نوش کیجیے تو مین نہایت سرفراز ہون سر افتخار اوج عرش اعلی
کے پہونچاؤن صبور تیغزن بالاے بام آیا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ بیہوش پڑی ہین صبور نے پوچھا تم سب
یہان کیون پڑی رہی ہو ایک شیخ و شنگ نوجوان آیا تھا وہ اُس کمرے مین ملکہ تشریف رکھتی ہین
چلکے دیکھو تو نا گل پھولا ہے دیکھکر بہت خوش ہوگے ■ سری نے کہا بہوا تمھین صاف کہنے
سے کیا نفع ہوا ان باتون کو سنکر صبور طرف اُس کمرے کے چلا درارون مین سے دیکھا کہ چراغ گل ہے کچھ
معلوم نہین ہوتا صبور پہلوان زبردست ہے دروازے پر ایک لات ماری دروازہ ٹوٹا اندر
آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک پلنگ پر لیٹے ہین صبور بیتاب ہوگیا بڑھکر قریب پلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ
پکڑکے جھٹکا مارا زیر پلنگ ملکہ گرین آنکھین کھولکر یہ آفت دیکھی کہ صبور چھپرکھٹ کے نیچے
گرا چکا صبور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئین ملکہ بیٹھی ہین کہ دو سمجھا کیا کرتا ہے مگر صبور نے
ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اُنکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی پلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی صبور کو تیغہ

کھینچے ہوئے سر پر دیکھا اور کڑاتے ہوئے اُٹھے کرسی پر الٹکا تیغہ رکھا تھا منظور ہوا کہ بڑھکر
تیغہ لوں مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا دو پارہ ہوگیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصد کیا کہ میں مبرور
کو لپیٹ جاؤں مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شانہ بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا اسقدر
تلواریں ماریں کہ رستم چور چور ہوکر زمین پر گر گئے ملکہ بیٹھی ہی ہیں کہ او ظالم کیا کرتا ہے اگر وہ تلوار
تک پہونچتے اور اُنکے ہاتھ میں بھی تیغہ ہوتا تو تجھکو معلوم ہوتا او جلاد گنہگار تو میں ہوں مجھکو قتل کر
مبرور کہتا ہے او گیسو بریدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے باندھکر شہر فاروقیہ میں لیجاؤنگا وہاں تو
دار پر کھینچی جائیگی تجھکو تیر باران کرینگے رستم کو تو میں نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے
دریا لہو کا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش میں رستم کو لپیٹا اور پشتارے کو اُٹھایا سامنے ملکہ
کے دیوار کے اُس پار پھینک دیا کہتا ہوا میں نے فرزند حمزہ کو مارا خاتمہ کردیا ملکہ کو گرفتار کرکے
ایک محافے میں بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا ارے اس بیحیا
نے شادی میں آکر یہ کیا فتور کیا مگر مبرور ملکہ کو محافے میں ڈالکر جو بند کرکے آپ گھوڑے پر چڑھا
ہوا محافہ کو لیکر چلا فاروق سے کہا آپ چلے چلیں شادی مہمل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بریدہ
نے سبکو بدنام کیا محل میں چلکر سامنے اسکی ماں کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے
بڑھ گیا شہر میں آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا قلق ہے شہر میں آکر دربار میں آیا کئی سو
پہلوان بیٹھے تھے کہتا ہے کہ مبرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہے مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جسکا جرأت
میں مثل نہ تھا ایسا اسپر یہ برس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر ڈالے لیٹے پڑا اب محل میں جاکر اُس گیسو بریدہ کو قتل
کریگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اُتروایا ملکہ گلعذار ماں مغرور کی یہ حال سنکر ڈیوڑھی
میں آکر ملکہ کو عجب حال میں پایا کہ خراش ناخن غم جابجا مبرور کا نام لیکر بیٹھی ہے کہتی ہوئی کہ اے مادر مہربان
اس جلاد نے اُس شیر بیشۂ جرأت کو ایسا مجبور و ناچار کرکے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ میں ہوتے تو
اس بیداد گر کو حال معلوم ہوتا یقین ہے کہ بھاگتا پھرتا اسے کس بیکسی سے انکو مارا ماں نے
منھ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے نور نظر خاموش رہو ایسا نہو تمھارے قتل کی تدبیر ہو ملکہ عالم کہتی
ہے اے مادر مہربان تم اگر اس جوان کو دیکھتیں تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتیں میں آنکی کیفیت
معلوم ہوئی ماں نے مغرور کو ایک کوٹھری میں بند کردیا ملکہ دیوانہ وار اُس اندھیری کوٹھری

مین سر نگرا اسی ہین کہ خبر پہونچی فاروق کو وہ تن سپہ سالار قدرت تیغ لیے ہوے آتا ہی جیسے ہی فاروق
اندر آیا ملکہ نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہی فاروق نے کہا اسکو قتل کرونگا قدرت کو جواب دیونگا
گلعذار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا مجھ کو تمہین مناسب
ہوگا تو قتل کر مین نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانیگا وہ کریگی مین لاکہ چھپاؤنگی تو کیا
ہوگا اگر موت آئی ہی تو کون روک سکتا ہی تقدیر نے مجھ سے کیون خون لیتا ہی فاروق کو گلعذار نے بہت
سمجھایا وہ باہر چلا گیا ملکہ ایک گوشے مین بیٹھی رونے لگی ہین کبھی کہتی ہین اے کریم ورحیم مین نے
تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہی اس شہریار کو مجھے زندہ دکھا تا یہ جلاد صاحب بیداد دولت مدولی
سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے ماں منع کیا کرتی ہی کہ بی بی خاموش رہو ابھی تمہاری
روبکاری قدرت سے ہوگی دیکھین وہ کیا فرمائین کام تو یہ آگئین کیا ہی کہ رستم کو جسنے صدہا پہلوان
مارے کسی سے بن نہین ہوا اسکو میرور ایسے کے ہاتھ سے مروا دیا کیا تدبیر عمل کی نکالی قدرت
کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہین آخر ہیرا ایسی ہی تدبیر بن کرنے مین وہ معروف ہین ملکہ
نے کہا اس نگوڑے کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کردی اسکا پدر رستم کا خدا اسکے سامنے گیا
یہاں تو یہ کیفیت ہی لیکن حال رستم تحریر کرتا ہون کہ میرور نے تو اپنے نزدیک مدہ ڈالا مگر مالک
دوجہان جہان کا ہر شخص کی نگہبان ہی مرنے جان باقی ہی مگر زخمداری سے بیہوش وہ بیہوش
قضائے کار اُس سرحد مینو سواد کا زمیندار سعدان نامی نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی
زراعت نکلا ہی ایک پاسی کی نگاہ پڑی اسنے بڑھکر سعدان کو خبر دی جو نالے مین کہان ڈال گئے
ہین گٹھا پڑا ہی اگر کہیے تو اٹھوا لاؤن سعدان ٹہلتا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا جو نالی مین لپٹا ہوا پڑا گٹھا
پڑا ہی مزدورون سے اشارہ کیا اٹھالو مزدور گٹھا اٹھا کر مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھنے کا جو مکان تھا
اُسمین گٹھا کھلوایا مزدورون کو مزدوری دیکر کہا اب جلدی ہی سے جاکر بیٹھا بشتارہ کھولا خون کے دھبے دیکھ
ہونے لگے حیران تھا کہ مال ہین خون کیسا آخر ساری جانفی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان خوبی و فلک
محبوبی حسین وجمیل زخمون سے چور چور ہچکیان لے رہا ہی اسنے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو صحت دیگا
تو جو مانگے گا وہی دونگا جراح نے فوراً زخمون کو دھوکر ٹانکے لگائے پٹیان چڑھائین کہا یخنی مرغ کی تیار
رکھیے جسوقت آنکھین کھولے فوراً پلادیجیے سعدان زمیندار نے سب سامان مکمل کر لیا جو شام ہونے کو آئی

منتظر ہا زخموں میں ٹانکے ہو گئے اور آرام ہوا رستم کو بعد دوپہر کے ہوش آیا آنکھیں کھولکر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہی اور کھٹے پر میں پڑا ہوں ایک شخص زمیندار وضع رومال ہاتھ میں لیکر ہوا
کر رہا ہو جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلوا سہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ اُٹھوں زمیندار نے منع کیا یخنی لیکر منھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کر کے یخنی پی اب دونو
جراح آتا ہی زخموں کو دیکھ بھال جاتا ہو تیسرے دن زمیندار نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے
کہا حسین تیغ زن میرا نام ہی قزاقوں نے راہ میں گھیر لیا میں لڑتے لڑتے گرا اُنھوں نے مردہ جانکر وہاں
پھینک دیا خدا نے تمکو مہربان کر دیا کہ تمنے علاج کیا میں تمھارا نہایت ممنون و شکر گزار ہوں رستم نے
موتیوں کا مالا دیا کہا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج میں صرف کرو زمیندار نے بہت عذر کر کے مالا لیا
جانتا ہو کہ یہاں کون خریدے گا یہاں سے شہر بھی دو دن کی راہ ہی موتیوں کا مالا لیکر رکھ چھوڑا رستم
اٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھتے ہیں اور اہل قریہ اکثر ملاقات کرتے ہیں ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے تھے
صبح کا وقت ہی زمیندار اپنے حوائج سے فارغ ہو رہا تھا کہ یکایک رستم نے دیکھا کہ صحرا سے زنجیروں کی آواز آئی
رستم نے سر اُٹھا کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا آتا ہی آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہنچا
عورتوں کی آواز سنکے دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے للکارا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ
نامعقول کیا کرتا ہی زمیندار کی عورتوں میں جانے کا ارادہ کی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اُسی دیوانے نے پیچھے
مڑنا چاہتا ہی دروازہ کھولیں رستم جھپٹکر قریب پہونچے دیوانے نے بدبخت کو گوش دی اور پکار کر
کہا ہی کیا تم سامنے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک ہی ضربت میں پیوند زمین کر دونگا خبردار
بدبخت کا ہاتھ مارا رستم نے پہلو تہی کر کے بدبخت خالی دی بدبخت زمین پر پڑی زمین کانپ گئی جسمقام
پر بدبخت پڑی تھی وہاں پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی ہائے آقا سے
تجھ نے میرا کہنا نہ مانا خاک میں ملگیا ہے قضا مارا گیا رستم نے پہلو بچا کے آواز دی او دیوانے مجہول
حریف تیرا میں موجود ہوں دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہیں یہ دیکھکر بدبخت
پھینک دی دوڑ کر چنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرہ نوچ کر پھینک دی رستم نے غضب کر کے
کلائی اُسکی تھامی ایک طمانچہ مارا کہ دیوانہ تھرا گیا کشتی ہونے لگی مگر دیوانہ عجب مرتبین کا تھا کبھی یکبارگی
ہر کوئی مرتبہ جو رستم کو کا کیا رستم نے ایک گھونسا مارا کہ دیوانہ منھ کھول کر رہ گیا ہار ہوا زمیندار بھی آ گیا

کیا

گانون کے لوگ جمع ہین رستم کی تعریفین کررہے ہین سعدان نے پاسیون سے کہا ارے کم بختو
سب ملکر دیوانے کو مارلو رستم نے جو یہ آواز سنی فرمایا تھا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان نے
کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہین مارسکتا ہے جسکے گھر مین چاہتا ہے گھس جاتا ہے مال
لوٹ لیجاتا ہے رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھین تو کیا گذرتی ہے رستم نے لڑتے لڑتے دیوانے کو
اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اُٹھائیے رات کو
ایک آقاے سرخ خواب مین آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہین مین پہچان تو لون کہ آپ ہی ہین
طریقے سے معلوم ہوتا ہے آپ چھوٹے آقاے سرخ ہین رستم نے لو دہنا یا زلفین خلیلی دیکھکر قدمون پر گرا
پھر دلمین سوچا ہے کہ مجھے کیا کردیا تھا کہ وہ مین زمین پر گر پڑا دوڑکر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چارون پانچون مرتبہ رستم نے اسکو زیر کیا اب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض
کرتا ہے آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہین چار سو نوکر میرے ساتھ ہین وہ بھی ایسے ہی دیوانے
ہین اگر تمھیں دیکھینگے تو تجکو لڑنا پڑیگا مین دخل دونگا رستم اسکے ساتھ چلے سعدان زینہار روتا ہوا پیچھے
پیچھے کہتا ہوا چلا دوہی شہریار ایسا ہو وہان جاکر آپ کو مار ڈالے یہ بڑا دیوانہ ہو نیک نہین سمجھا رستم کہتے
ہین اسکو کوئی وصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوے آکر
جمع ہوے اُس دیوانے نے اُن سب سے کہا مین تو اس آقا کا تابعدار ہون تمھارا جی چاہے اِن سے لڑ لو
اپنا امتحان کرلو چار سو دیوانے چوبدستین سنبھال کر رستم پر آگرے رستم نے کیسکو طمانچہ مارا کیسکو گھونسہ مارا
آخر سب ناچار ہوے کہا اے آقا جسطرح ہمارے افسر نے اطاعت کی اسیطرح ہم بھی تیرے تابعدار ہوتے ہین
مگر وہ سب کا افسر خبر پہونچ دن تمام دوڑتا ہوا اپنے مکان مین پہونچا شریر کی جو زوجہ ہے وہ حاملہ تھی درد زہ سے
بیقرار ہو رہی تھی دیوانہ اُسکے سر پر چوبدست ٹیکے کھڑا ہو گیا اور کہا جلد لڑکا پیدا کر آج بڑی خوشی کا دن ہے
کہ آقاے سرخ آیا ہے وہ بلا جلد لی ہے کہ سامنے سے ہٹ جائیگا ایک لڑکا پیدا ہوا دیوانہ لڑکے کو گود مین لیکر
بھاگا عورتین غل مچاتی ہوئین پیشت پر کہ ارے یہ لڑکا ابھی پیدا ہوا ہے ہوا لگنے سے مر جائیگا دیوانہ کہتا ہے
آقا کو دکھاؤن تم سب جاکر بیٹھو ابھی پھیر کرے آؤنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہا آقا دیکھیے بزرگ کے
پیٹ سے یہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے چھین کے اُن عورتون کو دیا کہا دیوانے یہ کیا حرکت ہے کہا آج بڑی خوشی
کرونگا میرے یہان لڑکا پیدا ہوا آقاے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والون سے کہا جنگل مین فرش بچھاؤ

طائفے لاؤ آقا کے سامنے ناچ ہو اسی جنگل میں بچھونا بچھایا چند کوٹھریاں بند تھیں اُن کوٹھریوں کو کھلوایا تھیں
کسبیاں بند تھیں مع ساز و سازندے روتی ہوئیں نکلیں کہتی تھیں ای شہریار ہم کو پکڑ کے بند کیا ہی کھانا نہیں دیتا
رستم نے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت ہی دیوانے نے کہا یہ لوگ بلانے سے نہیں آتے ایک مرتبہ جو پاگیا اُنکو بند
کر رکھا کہ پھر خواہش ہوگی تو کہاں سے لاؤنگا رستم نے اُن سبکو تسکین دی سبکو کھانا کھلوایا صحبت جمی رستم کو
لاکر بیچ میں بٹھایا کسبیاں ناچنے لگیں جو اچھا ناچتی ہی اُسکو دیوانہ گود میں اُٹھا لیتا ہی جب وہ غل مچاتی ہی
رستم چھڑاتے ہیں دیوانے کا کان پکڑکے ایک طمانچہ مار دیتے ہیں دیوانہ گال سہلا کر رہجاتا ہی کہتا ہی آقا تمسے
سمجھونگا کبھی رستم پر چوبدست مار بیٹھتا ہی رستم چوبدست چھین کر دے مارتے ہیں دیوانہ ہاتھ جوڑتا ہی کہ آقا
اب ایسی حرکت نہ کرونگا جلسے میں عجب غلغلہ ہی دیوانے نے راحت نہ لینے دی رات بھر یہی ہنگامہ رہا صبح کو
جب رستم کسبیوں کو رخصت کرنے لگے دیوانہ چوبدست کو پکڑ کر کھڑا ہوا کہ آقا یہ پھر نہ آئینگی گانوں میں جا کر چھپ
رہتی ہیں انکو نہ جانے دونگا رستم نے اُنسے اقرار لیا کہ جب دیوانہ بلائے تب آنا انھوں نے اقرار کیا رستم نے
بمشکل اُنکو رخصت کیا گویا اُنمیں جان آگئی اپنے اپنے مکانوں پر گئیں دیوانہ دوڑا ہوا ماں باپ کے پاس
پہونچا اُنسے کہا مجھے جانے دو میں آقا کے ساتھ رہونگا باپ نے کہا بیٹا یہ جنگل ویران ہو جائیگا ہمکو آب و
طعام کون پہونچائیگا دیوانے نے ایک چوبدست ماردی بڈھے کا سر پھٹ گیا ٹانگ پکڑ کر کھینچتا ہوا
سامنے رستم کے لایا کہا ای شہریار میں نے آپکی محبت میں اپنے باپ کو مار ڈالا رستم بہت خفا ہوئے لاش
اُسکا دفن کیا فرمایا فاروقیہ یہاں سے کتنی دور ہی زمیندار نے کہا ای شہریار فاروقیہ سے آپکو کیا کام ہی
رستم نے کہا سرو زرین تیغ زن سے بدلا لینا ہی ہماری معشوق وہاں ہی اُسکو لینا منظور ہی سعلان زمیندار
نے سمجھایا کہ ای شہریار وہاں کے لوگ بڑے زبردست ہیں رستم نے کہا ہمارا مرکب و تیغہ ہفت جوہر وہی ہی
سرو روان دشا کو لیگیا نہ معلوم ہمارے مرکب کے ساتھ کیا کیا ہمیں جانا ضرور ہی دیوانہ چار سو دیوانے لیکے
ہمراہ ہوا زمیندار سے رستم نے وعدہ کیا یہ گانوں تمکو معافی میں دینگے زمیندار کو بھی مسلمان کیا اب زمیندار
کو معلوم ہوا کہ یہ فرزند صاحبقران ہیں دور تک پہونچانے آیا راستہ سیدھا بتادیا جب رستم کئی منزلیں طے
کرکے قریب فاروقیہ پہونچے دیوانے سے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم اکیلے شہر میں جائینگے دو چار دن کے
بعد آئینگے دیوانہ جنگل میں اُترا رستم اکیلے شہر میں آئے جسکی نگاہ جمال بے مثال رستم پر پڑی حیران جمال و دیدار
ہوگیا رستم ایک ایک سے سرا کو پوچھتے ہیں دوکاندار دوکانوں سے آآکر کہتے ہیں ہمارے مکان پر چلیے رستم

انکار کرنے ہیں فرماتے ہیں مسافر کا مقام سرا ہی بازار میں کھڑے ہوئے یہ فرماتے ہیں گرد بازار ہوگا
ہجوم ہو قضائے کار مسلسل آہن قبا پہلوان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہی طرف
اپنے مکان کے جاتا ہی بازار میں مجمع دیکھکر پوچھا یہ کیسا مجمع ہی لوگون نے کہا ایک مسافر سرا پوچھ رہا ہی
لوگ گھیرے کھڑے ہیں مسلسل گھوڑے پر سے کود پڑا ٹہلتا ہوا قریب رستم کے آیا جمال دیکھکر حیران
ہوگیا باادب سلام کیا کہا اے شہریار غلام کو سرفراز کیجیے میرے مکان پر تشریف رکھیے میں خدمت
کرونگا اس عجز سے مسلسل نے کہا کہ رستم راضی ہوگئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا بڑا بھاری
تعمیر بنا ہوا انکار رستم کو ایک بارہ دری میں لایا مسند بچھائی رستم کو مسند پر جگہ دی آپ ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون رستم نے کہا اے مسلسل میں فرزند صاحبقران
ہون باغ عشرت میں مسرور نے مجھکو پکڑ زخمی کرکے پھینک دیا تھا میرے پروردگار نے مجھکو صحت عطا
کی اب آیا ہون کہ اُس سے بدلہ لون اپنا مرکب اور اپنے ہتھیار حاصل کرون علاوہ ان سب کامون کے
ایک کار ضروری یہ ہی کہ معشوقہ ہماری مغرور شیرین کلام دختر ہفت پیکر ہی فاروق سے اُسکو طلب
کرینگے جسطرح دیگا اُس سے لینگے مسلسل کے یہ حال سُنکر ہوش اُڑ گئے سامان دعوت مہیا کیا مگر دست بستہ
عرض کرتا ہی اے شہریار فاروق پہلوان زبردست ہی میں اُسکے مصاحبون میں سب سے حقیر ہون
کا ہیکو ان باتون کو سُنے گا سرکار کو آزار پہونچائیگا رستم نے کہا جب تلوار کھینچی تو ایک اور لاکھ سب
برابر ہیں کیا مجال ہی کہ بے ادبی کرسکے مسلسل اس جرأت پر حیران ہوگیا کہتا ہی اے شہریار آپ ایسے ہی
جری و بہادر ہیں مگر فاروق کے ساتھ وہ جمعیت ہی کہ گاو زمین بار نہین اٹھا سکتی وجہ کافی ہی کہ فاروق
وہ شخص ہی کہ ہفت پیکر نے اپنے گھر کا انتظام اسکے سپرد کیا ہی آپ اس ارادے سے باز آئین اس
ارادے میں آپ کی جان کا ضرر ہی رستم کہتے ہیں اے مسلسل اگر مارے بھی گئے تو خون کے دریا
بہا جائینگے فاروقیہ میں ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران نے آکر یکہ و تنہا دربار میں فاروق کے شمشیرزنی کی
مسلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھاتے سمجھاتے سر پھر گیا مگر رستم یہی کہتے ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں
ضرور دربار فاروق میں جاؤنگا اور سوال مغرور کرونگا جب صبح ہوئی تو مسلسل نے عرض کی آج کا دن اور
شب میرے مکان میں رہیے کل آپکو اختیار ہی رستم نے کہا بہتر جو تمنے کہا وہی ہمنے قبول کیا مسلسل
سوار ہوگیا دربار فاروق میں آیا جیکا دنگل پر بیٹھا ہی دربار میں سب پہلوان جمع ہیں یہان بعد

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملازمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہین ہی رستم
نے کہا ہم کیا مسلسل کے نوکر ہین یہ کہکے تورا گھوڑا اپنے ہاتھون سے کسا پشت پر سوار ہوے عزم
بارگاہ فاروق کے چلے یہان مسلسل بیٹھا ہی کہ مبرور پہلوان آیا اُسکا دستور ہی کہ دن بھر مین دو چار
مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اسنے کہا ای بادشاہ مین نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
چھین لی اُسی کا ہاتھ مین نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ پھینک دیا یقین ہی لاش کو
زاغ و زغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو تاب نرہی بول اُٹھا جھوٹے کی ایسی تیسی فاروق نے کہا ای
مسلسل تمھین کیا معلوم کہ وہان کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ مین جانتا ہون وہ کوئی نہین جانتا
فاروق نے پوچھا تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا حضور شب سے رستم میرا مہمان ہی مین نے بمشکل روکا ہی
وہ حضور سے سوال کرنے آئیگا مین نے بہ خوشامد و منت آج روکا ہی فاروق نے کہا ای مسلسل سچ کہتا
ہی کہ مضحکہ کرتا ہی کہا حضور وہ سوتا تھا انھون نے تلوارین مارنا شروع کین اگر اُسکے ہاتھ مین تلوار یا نیزہ
آجاتا تو وہ بہادر اُنکے ٹکڑے اُڑا دیتا اُنکو وہان سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو مین نے بمشکل روکا ہی
کل نہ رُکیگا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کرو اُس جوان کو سمجھا کر ہمارے ملک سے رخصت
کر دو اگر ہمسے مقابلے کا ارادہ ہو تو اپنے باپ کی فوج لیکر آئے مقابلے مین ہمارے اُترے
جانبین سے طبل جنگی بجین ساتھ طریقے کے مقابلے ہون تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا ہمارے
دربار مین آیا اور ہمنے اُسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت مین فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیسا
حجاب ہوگا لہذا ہمارے دربار مین وہ نہ آئے تو بہتر ہی مسلسل نے کہا مجھے یقین نہین کہ وہ چندے
میرے کہنے سے مانے حضور مین نے رات بھر سمجھایا مگر وہ اپنی لے گیا آخر ناچار ہو کر مین نے یہ
جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہان اور مہمان رہیے کل آپ کو اختیار ہی آج دوسرے پہلو سے
سمجھا دونگا جہان تک ہو سکیگا یہی تدبیر کرونگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر میان مبرور کی آج
نامردی کھل گئی کہ جیتے اس معاملے کو گذرے اور روز یہی ذکر کرتے ہین غفلت مین ایک بہادر کو زخمی
کیا اُسپر یہ ناز فاروق نے کہا ای مسلسل توبیخ کرتا ہی مبرور نے شرمندہ ہو کر کہا ای شہریار اب مین
رستم کی بات کا جواب دونگا مسلسل نے کہا کیا مجال ہی کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولو کچھ منھ سے
بھی بولو اگر بولوگے تو سزا پاؤگے وہ جوان نہایت بہت جھوٹا ہی مبرور نے کہا ہونے دو مین

اُسکے سامنے کمی ذکر دونگا جیسے ہو سکیگا جواب دونگا اور پوچھونگا کہ تلوار میں نے تمھارے ہاتھ سے چھینی تھی یا نہیں وہ منصف ہی تو صاف صاف کہدیگا یہاں یہ تکرار ہو رہی تھی کہ چوبدار نے بڑھکر فاروق کو سلام کیا کہا حضور آج نئی بات دیکھی وہ گھوڑا جو اس جوان کا آیا ہو ظاہر ہو کہ بن جیاہوا کسیکو اپنے قریب نہین آنے دیتا تھا مار کر زمین مین گڈھے ڈالدیے ہین کتنے سائیس ہلاک کیے جاہا بک سوار بھی کیسے کیسے آئے مگر وہ گھوڑا کسیکو پاس نہین آنے دیتا لیکن آج ایک جوان خوش رو خوشخو معشوق وضع آیا گھوڑے سے باتین کین اور یہ کہتا تھا کہ ای مرکب اصیل ہم تیری جدائی مین بیقرار تھے تجھے لینے آئے ہین گھوڑا اُسکا سینہ چاٹتا تھا ہر مرتبہ بنگاہ یاس طرف اسکے دیکھتا تیور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جمال کا مشتاق تھا اپنے آقا کو دیکھکر نہال ہوگیا اب وہ جوان گھوڑے سے باتین کرکے دربار گاہ شاہی پر آیا چوبدار سے کہتا ہو ہماری شاہ سے اطلاع کرو مسلسل نے کہا بھیجو وہ جوان آپہونچا میان مبرور صاحب اب باتین بنائیے تو آپکو حال معلوم ہو فاروق نے کہا ای مسلسل تم دروازے پر جاؤ اور اسکو سمجھاؤ سمجھاکے لاؤ ہم بڑی خاطر کرینگے یہ سنتے ہی مسلسل چلا پردہ اُٹھاکے باہر آیا مسلسل رستم کو دیکھکر رونے لگا کہا ای شہریار آپنے میرا کہنا نہ مانا مگر برائے خدا یہ تو ضرور مانیے گا کہ بادشاہ سے سوال معشوق نکیجیے گا مرکب و ہتھیار لیجیے بخیر خوبی چلے جائیے رستم نے کہا ای مسلسل ابھی جانا ہمارا کہان ہفت پیکر کو مار کر ہمارا جانا ہوگا کئی سال سے اس طلسم مین مارے مارے پھرتے ہین بے قتل اُس ملعون کے طلسم سے قدم نہ نکالینگے مسلسل سمجھاتا ہوا رستم کو اندر بارگاہ کے لایا رستم نے جو دربار کفر مدار کو دیکھا مثل اہل اسلام کے آواز دی سلام من درین مجلس و درین بادہ بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یک است و درین پیغمبر خدا برحق است۔ کافر بگڑنے لگے مگر فاروق نے سب کو اشارہ کیا کہ یارو خبردار اگر کسی نے خیال بھی ناراضی کا کیا تو مجھپر شاق ہوگا سبکو سمجھاکر پکارا اُٹھا ای رستم آئیے تخت جو وسط بارگاہ مین بچھا تھا اُسپر غاشیہ پڑا ہو رستم دنگل پر جو فاروق کے پہلو مین بچھا تھا بیٹھے فاروق خاطرین کرنے لگا کہا ساقی پیچے کو بلاؤ ارباب نشاط بھی آئین فاروق کے کہتے ہی نازنین مہ جبین پری جبینان مہر تمکین حاضر ہوئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا لطف صحبت اُٹھنے لگا فاروق چاہتا ہو کہ رستم کو سمجھا بجھا کر رخصت کردون رستم نے عین گرمی صحبت مین کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا مرکب و ہتھیار منگا دو سنتے ہی فاروق نے حکم دیا تیغہ ہفت جوہر
لا دو و کمان کیانی گھوڑا آپکا جنگی وہان بندھا ہے کسی کو پاس نہین آنے دیتا بسم اللہ اسپر سوار ہوجیے
تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دون کہ آپ کو سیدھا راستہ بتا دین رستم نے کہا ایک
کلام اور کہنا ہے معشوقہ ہماری ملکہ مغرور شیرین کلام کہ اُسکو بجبر لائے ہو جلد حوالے کر دیجیے بہتر ہے
ورنہ محاذ کو لا کر بیچ مین رکھو یا ہم لیجائین یا تم لیجاؤ جسکو خدا دے وہ پائے فاروق ہنسنے لگا کہا ای
رستم ذرا سمجھکر کلام کرو کون ایسا ہوگا کہ اپنی دختر کو گھر سے سوار کر دے لشکر پیکر آ کا ہمسے مقابلہ کرنا
اگر ہمکو زیر کرنا معشوق لینا وہ ہمارے کام کی نہین ہے ہم اہل فاروقیہ کے یہان یہ دستور ہے کہ جو عورت
کسی سے آنکھ لگائے یا نکل جائے یا دوسرے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر مین
نہین رکھتے لیکن وہ دختر خداوند ہے بدون حکم خداوندی ہم کچھ نہین کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
بلوائیے خداوند آ کے روکین ہم جانب سے لینگے جیسا کچھ ہوگا سمجھ لینگے مگر جو کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
جو نکلا وہی ہوگا اس بات کا جو بلوا ہوا یہ خبر محل مین پہونچی ملکہ گلعذار ریٹی کے دیوانے ہونے سے نہایت
پریشان ہے کہ وہ آٹھ پہر بکا کرتی ہے دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو بات کی ورنہ کسیکا
کلام وحشیانہ مان نے قریب آ کر کہا ای نور نظر تمنے سنا رستم یہین صحیح وسالم آئے ہین اور فاروق سے
تمھین مانگ رہے ہین یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوق تیر زن کہ فنون سپاہ گری مین طاق مشہور آفاق
ہے اپنے رفیقون مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر پہونچائی ای شہریار رستم آئے ہین مبرور تو حجب رہا یا
سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ ای مبرور انکو دیکھکر رستم کو بڑا غصہ آتا تھا ایسا نہو تمسے اور اُس سے دربار مین
تکرار ہو وہ فرزند صاحبقران ہے نہین معلوم کیا کیفیت ہو تو حضور مبرور تو جا کر الگ قصر مین چھپا ہے رستم
کے سامنے نہین آتا آپکے دنگل ہٹا کر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہین ہرچند آپکے والد
نے سمجھایا مگر رستم نہین مانتے یہ سنکر عیوق اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین جا کر رستم کو سزا دونگا کہ جو بات
سمجھا دونگا بل کرتا ہوا چلا بیچون کے بیچ اکڑتا ہوا اُس وقت یہ ہو چکا کہ یہان دربار مین فاروق و رستم
سے تکرار ہو رہی ہے رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھکے اٹھتے ہین فرماتے ہین ای فاروق اٹھو ہمارے
تمہارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اٹھے میان مبرور کہان ہین سنا ہے کہ انھون نے مشہور کیا
کہ مین نے رستم کو مار ڈالا اُس نامرد نے مار ڈالنے مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا مگر ہمارے حافظ

حقیقی نے ہمکو بچایا کہ ہم یہان تک پہونچے دیوانہ شیر مردم در کو رفیق کیا وہ دیوانون کو ساتھ لیے
ہوے بیرون شہر اُڑا ہی مجھکو اکیلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شیر مردم در کا سنکر لوگون کے ہوش
اڑ گئے کہا حضور اُس ایسے شخص کو کیونکر قبضے مین کیا اس شہر مین نام اُسکا مشہور ہی سب اسکو جانتے
ہین جس صحرا مین وہ رہتا ہی اُدھر کا راستہ بند ہی رستم نے کہا ہمارے ساتھ بعہدہ رفاقت آیا ہی
باپ کو اپنے اُسنے مار ڈالا اُسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوبدست ماردی باپ اُسکا پر اٹھا
ہو گیا اگر اُسکو ساتھ لاتا تو زمین ہلجاتی اتنی ہی دیر مین نہین معلوم کیا حرکات کرتا کہ تم سب عاجز ہوجاتے
کہ ہلڑ ہوا عیوق آتا ہی فاروق گھبرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بد جاہل مزاج دیکھیے اُنکے تئین کیا
گذرتی ہی کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا رستم کو دیکھکر کہا اے رستم تمنے غضب کیا کہ مابدولت
کے دنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اب تو اُس پر ہمارا قبضہ ہی اگر تمہارا دنگل ہی تو ہم کو اُٹھا دو سب سے
زیادہ باعث فساد یہ ہی کہ ہم مغرور شیرین کلام کو مانگ رہے ہین اور بے لیے نہ جاینگے تم روکو ان
باتون کو سنکر عیوق دنگ ہو گیا غصے مین کانپنے لگا کہا اچھا اے رستم ایک کام کرو ہمکو بڑا خیال یہ ہی کہ
اگر تمکو ہمسے کوئی چشم زخم پہونچا تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہی ہمارے ملک کا نام مشہور ہی کہ سب
بہادر رہتے ہین سب لوگ کہینگے اکیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم پہونچایا تو بھی باعث ہماری
کا ہی کہ اکیلے نے جاکر ملک مین اپنے نام کا جھنڈا گاڑا لہذا یہ کرو کہ یہان سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو نہو گا اگر اب تمنے کلام کیا اور ہمنے تلوار کھینچی بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے اور مرجانا
سپاہی کے واسطے عین فخر ہی جان دینے آئے ہین عیوق نے کہا مجھسے مقابلہ کیجیے اگر مجھے زیر کیجیے
تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر مین غالب آؤن تو اپنے لشکر کا آپکو بادشاہ کرون ایسے بہادر
کسے ملتے ہین رستم نے کہا بسم اللہ اُٹھیے اسی بارگاہ مین ہمارے آپکے فیصلہ ہو عیوق نے بجوش تمام
کہا کہ اے رستم تم زخمی ہوے اور مکان پر زمیندار کے رہے کیا آرام پایا ہوگا چھ مہینے کی مین تمکو مہلت
دیتا ہون کہ میرے ساتھ رہو اور فنون سپاہ گری کو زور دو تب مجھسے مقابلہ کرو رستم نے کہا اے برادر اسقدر
مہلت قلب کو گوارا نہین طاقت جو داد الٰہی ہی وہ ہر وقت جسم مین موجود ہی عیوق نے کہا آج کی رات کی مہلت
دیجیے کہ مین اکھاڑا تیار کرادون اور مردمان شہر کو خبر کردون کہ صبح کو آکر سب تماشہ دیکھین رستم نے کہا
طبل کشتی بجوا دیجیے صبح کو سامنے خلقت کے ہمارے آپکے مقابلہ ہو پس ایک مکان نہایت پاکیزہ صاف

وشفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا آپ یہین تشریف رکھیے چند خادم واسطے
خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان مین آ جائیے گا رستم اس مکان مین آکر بیٹھے خادم خدمتگار خدمت
کرنے لگے دن جب گذرا اور پردہ شب حائل ہوا رستم بیٹھے بیٹھے گھبرائے سوچے کہ ای رستم ایسی راہ سخت
وصعب طے کر کے اس ملک مین پہونچے مگر افسوس ہی کہ اس حریق آتش اشتیاق وغریق لجۂ فراق کا
کیا حال ہوگا چلو چلکر اس معشوق سے ملاقات کرین اسکو تو دیکھ آئین کہ کس حال مین ہی فاروق
طبل کشتی بجوا کر محل مین آیا گلعذار سے سب حال بیان کیا گلعذار نے کہا ای فاروق یہ تو ظاہر
ہی وہ یکہ و تنہا ہی شاطر بھی ساتھ نہین تمھارا ملک ومال فوج ولشکر سردار پہلوان سب سامان موجود
ہی لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہین کہ تماشہ دیکھین سامنے ہمارے محل کے اگر اکھاڑا کھدے تو
بہت مناسب ہی فاروق نے حکم دیا باہر آکر کامگارون سے کہا کہ اکھاڑا سامنے محل کے آراستہ کرو
اکھاڑا تیار ہونے لگا مگر رستم لباس شبروی پہنکر طرف محل کے چلے صبور تیغزن طلایہ پر تھا اسنے
دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہی اپنی جرأت پہ تو اسکو بڑا ناز ہی
گینڈا معہ ڈالا پکار کر آواز دی او دزد مکار کہان جاتا ہی جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤن مگر غیرت نے
دامن پکڑا تلوار ماری کہا مین نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر زیر شکم گرگدن
جھکاک کر آئے صبور کو مع گینڈے اٹھالیا چرخ دیکر مارا کہ اعضا صبور کے چور چور ہوے نصف جسم
اسکا گینڈے مین اور نصف بیرون گرگدن یکایک دور سے پیادون نے جو دیکھا افسر کو ہمارے
اس سیاہ پوش نے مارا لینا لینا کرتے آئے پلٹ گئے رستم پشت پہ محل کے آئے مگر خون کی چھینٹین
جسم پہ پڑی ہوئین کمند پھینکی جست کر کے بالاے دیوار آئے دیکھا صحن خانہ مین مغرور خیبر کلام
فرش خاک پہ بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی مین نظم

صبا سے یہ دیتا ہی عاشق پیام — کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہین — قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہی ہان اضطراب — کہا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر — نہ جور و ستم کر نہ بیداد کر
تن زار ہجران کیونکر جیے — جگر مین لہو خون دکیا پیے

عجب بیقراری مین بیٹھی ہو کبھی اُٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوچنا نام رستم وردِ زبان حیران و پریشان کبھی
خندان کبھی گریان کبھی پکارتی ہو ای رستم ہماری آواز تم تک نہین پہونچتی صبا کو پیغام دیا مگر
اُسنے آب تک نہ پہونچایا تمھاری جرات و شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صد ہا کوس کا راستہ طی کرکے آئے مگر
ہم ایسے بدنصیب گوشہ نشین کہ ہمارے شہر مین اُترے ہو اور ہم تم تک نہین آسکے رستم نے جو یہ
باتین سنین بیقرار ہو گئے کنیزین سو گئی تھین پکارکر آواز دی ای ملکۂ عالم اب کلیجے کے ٹکڑے ہوتے
ہین یہ عاشق صادق راہ طی کرکے پہونچا تمھارا جمال بے مثال دیکھ رہا ہون اب دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا چاہتا ہو شیشۂ دل سنگ بدعت فراق سے ٹوٹا چاہتا ہو آواز رستم جو ملکہ نے سنی
بیقرار ہو کر اُٹھین کہا ای شہریار اسوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ تک
پہونچایا یہ کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے ملکہ کے رونین رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوے خون جسم رستم
پر دیکھکر ملکہ نے پوچھا کیون صاحب یہ خون کیسا ہو رستم نے کہا خون اُسی نامرد کا ہو جسنے ہمکو مکر سے
قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمکو بچایا رستم نے اپنا حال مختصر کرکے سامنے ملکہ کے بیان کیا ملکہ نے کہا
صاحب تمنے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہو کیسا کھا کھا کے پھولا ہو اب مین آپکے
قبضے مین ہون جہان کہیے وہان چلون مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجیے اس ملک مین کوئی اُسکا مثل
نہین ہو رستم نے کہا ای ملکۂ عالم یہ جو مردون کا کام تو ہمسے ہوگا انشاءاللہ کل عیوق کو سر میدان
زیر کرلینگے اور تمکو بحکومت لینگے اگر حبیب کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن و تشنیع کرینگے
اور لشکر مین رہنا ہمکو مشکل ہوگا ہمارے یہان ان باتون کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملکہ رودین
رستم نے کہا بس تمکو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ و ناصر اگر زندہ رہے تو پھر ملینگے اور اگر کل ہماری
قضا عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نکرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمھارے فاتحہ پڑھنے سے روح کو راحت
ہوگی ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار کیا بیان کرون کیا حال دل کہون عاشق و معشوق کی رخصت
ایک بیقرار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملکہ رو رو کر سمجھاتی ہین کہ ای شہریار
عیوق بلاے روزگار ہو اُسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہو کتنی سی پہلوانون کو روز لڑاتا ہو اُسکا نام سنکر
دل گھبراتا ہو رستم کہتے ہین اجو وعدہ ہو چکا جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا اس سر صفا روفیہ مین
ذکر رہیگا فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دختر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو لے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہوں جیسا جرأت کا دعویٰ ہی وہ مجمع عام مین کھل جائیگا بشکل عاشق و معشوق رخصت ہوے رستم تو کند سے اُترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا مانگنے لگین پکار رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و رب کارساز میرے وارث کو دشمنون کے ہاتھ سے بچانا غربت مین اُنکو روز سیاہ نہ دکھانا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہین آٹھ پہر ہنگامے برپا ہین اسقدر سجدے ملکہ نے کیے ہین کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل طرف خدا کے رجوع بخضوع و خشوع دعائیں مانگ رہی ہین مان جو صبح کو اُٹھین بیٹی کو آج عجب رنگ مین دیکھا کہ کبھی سر سجدے مین جھکا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار رہی ہین ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہی مجھکو انتہا کا پس و پیش ہو مان نے پوچھا بیٹا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیدا کرنے والے سے ہر نیک و بد مین التجا چاہیے آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کردگار ہو ہر امر کا اُسے اختیار ہی۔ نظم

قائل یکتائیش ہر خاص و عام	متفق بر وحدتش خلقت تمام
سرنگون دارد پئے در بندگی	مثل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتدا را ابتدا از ذات اوست	ہست بر وے اختتام اختتام
ہر مسلمان اللہ اللہ میکند	وز صفائے قلب ہندو رام رام
نیست بر دنیائے فانی اعتبار	ختم کن این ذکر ہندی والسلام

مان نے کہا ای نور نظر یہ طریقے تجکو کسنے تعلیم کیے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہین جب ارادہ کیا میلے مین پہونچے جو جایا وہ کھایا اب چلو کوٹھے پر تمام خلقت جمع ہو ملکہ روتی ہوئی اُٹھین کوٹھے پر آئین دیکھا پردہ ہاے زنبوری کھنچے ہین کنیزین انتظام کر رہی ہین کرسیان بچھی ہین زیر قصر سامنے اکھاڑا اکھاڑے پر تخت فاروق کا بچھا ہی افسران فوج و رئیسان شہر جمع ہین اور غول کے غول چلے آتے ہین کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیرزن مسلح و مکمل کئی سی پہلوان ساتھ ڈھول بجتا ہوا آکے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے بیٹے کو برابر تخت بٹھایا ملکہ نے جو تن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئین مان سے کہتی ہین ای مادر مہربان خدا اُنکو مظفر و منصور کرے یہ دیو اس لائق ہو کہ کوئی اُس سے مقابلہ کرے چلنے مین زمین تھراتی ہی

کہ دوسری طرف سے نعرے کی آواز آئی دیکھا رستم پیل تن یکہ و تنہا تیغۂ ہفت جوہر قبضے مین سپر
پشت پر لگائے ہوے آتے ہین رستم نزدیک فاروق کے پہونچے دنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک
طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ میرور کا ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوے لوگ
پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا پیادون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
محلات شاہی پہونچا تھا ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھکر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
اس سیاہ پوش نے مع گینڈے انکو اٹھالیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نعش
گینڈے مین غرق ہوگئے فاروق یہ معاملہ دیکھکر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے
کہا حضور الکریم اذا وعد وفا جس اشتیاق مین سب لوگ جمع ہوے ہین اسمین تامل نہو فاروق
نے طرف بیٹے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے مین اُترا ڈنڑ پیلنے لگا مٹی
جو لیکر بازوؤن پر چڑھائی تو کوئی اس قد و قامت کا جوان نہین معلوم ہوتا فاروق سے
کہا عیوق ہاتھ پاؤن توڑ کر رکھدے گا رستم بھی اکھاڑے مین کودے سب مشتاقون کا مجمع تھا
سبکو یہی خیال ہی کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھدیگا تو استخوان
رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے جو تن و توش اسکا دیکھا دل سے باتین کر رہے ہین کہ ای دل کمی
مدد کا یہ پروردگار ارادے کو پورا کرے کہ مٹی بازوؤن پر چڑھا کے عیوق نے پکار کے آواز دی ای
رستم اب آؤ تماشہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہین رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا ای عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تمسے کشتی لڑنے آئے
ہین یہ پٹ بازی ہم نہین جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھین رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن
پر ہاتھ رکھکے ایک ہکا مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ عیوق
نے بمشکل سر اُٹھایا جی مین کہتا ہے ای عیوق خداوند ہفت پیکر نے تمام دنیا کا زور اسی مین بھر دیا ہے
کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑ لاتا ہے رستم تڑپ کے نکل جاتے ہین اور جب رستم پکڑ کے لاتے ہین تو
عیوق کو وہ دو گھڑی رگڑتے ہین عیوق بمشکل نکلتا ہے سب دیکھ رہے ہین حیران ہین کہ یہ جوان
فولاد کا پتلا ہے عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہے تین پہر کامل ایک طور سے کشتی ہوئی
پہر دن رہے عیوق نے دیکھکر آواز دی ای رستم تین پہر گذرے مشتاق دیکھ رہے ہین ایک زور

آخری کرتا ہون رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دونون مونڈھے رستم کے تھامے
سینے مین سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لیجا چکا تھا کہ رستم نے چاہا پلٹون عیوق نے کہا اے رستم
اب رکنا نہایت دشوار ہی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ ہٹینگے یہ کہکر رستم پلٹے عیوق نے چاہا
نہ پلٹنے دون رستم نے دونون پانون آگے بڑھائے عیوق نے قصد کیا پھر لے دوڑون جیسے
ہی دونون پانون آگے بڑھانے وہان پر موضع نہ تھا دونون پانون عیوق کے گھٹنون تک
زمین مین اتر گئے رستم نے ہکتا را کہ کولہ عیوق کا اتر گیا کڑاکے کی آواز آئی عیوق تھرتھر کانپا بیہوش
ہونے لگا سر کاندھے پر رستم کے رکھدیا رستم نے دونون ہاتھون پر عیوق کو سنبھالا دیکھا کولہ
عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی اے فاروق عیوق صید زبون ہی اسیر لاغر ڈالنا ہماری
مروت سے بعید ہی اسکو لو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردون نے عیوق کو گود مین لیا ہوادار آیا
عیوق کو ہوادار پر ڈال کے لیگئے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلوے تخت فاروق پر ڈنگل بچھا تھا
اُسپر آکے بیٹھے فاروق سے فرماتے ہین اے فاروق معاملہ کشتی ناتمام رہا جب صحت پائیگا دیر
مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ مین کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے تحمل آپکے مقدمہ ناتمام رہا اب آپ
یہان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہین جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کریگا رستم
نے قبول کیا چند خدمتگار ہمراہ کیے کہا اسی کمرے مین آپکو لیجا کر اتارو رستم کو اس کمرے مین
اتارا رستم اس انتظار مین ٹھہرے ہین کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کرینگے جس روز عیوق صحت
پائیگا اس دن اسکو زیر کرکے ملکہ کو لینگے دن بھر تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی جب شاہ انجم سپاہ مع فوج
ثوابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار مین ہین کہ خادم خدمتگار سوئین تو
مین جاؤن اس انتظار مین لیٹے دن بھر کے تھکے ہوے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر
سوئے صبح کو فاروق برائے ملاقات آیا دیکھا خدمتگار بیٹھے رو رہے ہین فاروق نے پوچھا
ارے کیا ہوا کہا حضور حجرہ نقب کا لگا ہی کوئی رستم کو چرا لیگیا فاروق نے ہرکارون کو
حکم دیا کہ شہر مین تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھربار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا
ہمارے مہمان کو چرا کر لیگیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتمام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا
باباجان اس مقدمہ مین زیادہ کوشش کیجیے آپکے واسطے بدنامی ہی ایسا نہو دشمن لوگ کہین کہ گھر

رکھکر چھوڑ وادیا فاروق نے کہا اے فرزند مین نے ہرکارے مقرر کیے ہین کو توال سے تاکید کی ہی یہان
تو فاروق تدبیر کر رہا ہی مگر حال رستم تحریر کرتا ہون فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اسکو
قلعہ مہر و ماہ کہتے ہین ماہتاب خاراشکن پہلوان زبردست اُس قلعے کا حاکم ہی اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ طلسم کشا قلعۂ فاروقیہ پر آئے ہوے ہین عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کولا اُتر گیا اب
رستم مہمان ہین اپنے عیار کو بلایا غراب بن اہرمن بڑے قد و قامت کا عیار ہی ہم پہلوان و ہم عیار
بادشاہ نے حکم دیا کہ اے غراب ہو سکتا ہی کہ تو رستم کو چرا لا غراب بہ صورت مبدل قلعۂ فاروقیہ مین
آیا خدمتگاران رستم سے ملاقات کی تعقب دیکر لے بھاگا راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی قضا سے کار سمک عیار بھی
کہ شکار گاہ مین آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہی اسنے سُنا کہ آقا فلان قریہ مین صحت پا کر طرف
قلعہ فاروقیہ کے گئے ہین یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہی تھک کر ایک نخل کے سایے مین بیٹھا تھا
کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سمک نے بہ تعجیل رنگے روغن
عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا پکار کر آواز دی میان جا کہان
بیٹھ فقیرون سے واحد شاہد ہو گے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کے دیکھا ایک درویش
جہان گرد دعائین دے رہا ہی غراب جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تیور فقیر کے دیکھکر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
شاہ صاحب مین اسوقت نہین ٹھہر سکتا ایک جا بڑھون گوشۂ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سمک
کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقاے نامدار کو لیے جاتا ہی اب تو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر للکارا او نا عیار میرے
آقا کو لیے جاتا ہی غراب سامنے سے بھاگا چاہتا ہی سرحد مین اپنے قلعے کی پہونچون وہان کے
دیہاتی میری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤن کے پہونچا گنوار کھیتون پر حراست
زراعت کر رہے تھے غراب نے پکار کر آواز دی یارو مین ہون غراب بن اہرمن عیار بادشاہ کا
بحکم شہنشاہ اس جوان کو چرا کر لایا ہون یہ عیار مکار پیچھا نہین چھوڑتا گنوار طرف سمک
کے دوڑے سمک نے کئی گنوارون کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سمک نے
دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوارون سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک کونے مین چھپا
جب گنوار چلے گئے تو سمک نکلا طرف قلعے کے چلا غراب پشتارہ لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آیا کہا اے شہریار مین طلسم کشا کو لایا مگر عیار اُسکا بلاے روزگار ہی اُسنے پشتارہ لیلیا ہوتا

مگر مین نے گنواروں مین پھنسایا وہ بیرون قلعہ رہا مین قلعے مین لے آیا یقین ہو وہ عیار قلعے مین آیا ہو اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کریگا ماہتاب خاراشکن نے کہا عیار آئیگا تو کیا کریگا مین کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کمندہائے ریشمی مین بندھا ہو اٹھے پھر اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار رہیے بادشاہ نے آہنگرون کو بلایا مسلسل و مطوق کرا کے عیاسے اشارہ کیا عیار نے فتیلہ رافع دارو بیہوشی دیا رستم کی آنکہ کھلی اپنے تو مسلسل پایا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مدار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا ماہتاب خاراشکن نے آواز دی اے رستم کل قلعہ جات پر تمھارے قتل کے فرمان بہیج گئے مین بھی ایک ادنیٰ خراج گزار خداوند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تم سے بیزار ہو تم گرفتار ہوکے ایسے مقام پر آئے کہ یہان سے بچنا دشوار ہو رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی نگہبان ہو ہمین کون قتل کرسکتا ہو جو تجھسے ہو سکے وہ قصور نکر چید باتین کر کے حکم دیا شہر مین ڈھنڈورا پٹے کل صبح کو رستم قتل ہونگے سب لوگ آکر جمع ہون اشتہار چھپان یے جائین حکم کیا لیجاکر رستم کو قید کرو غراب خود بطور نگہبان کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہونچا ڈھنڈورے کی آواز سنکر بہت گھبرایا حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون پھرتا پھرتا سامنے قیدخانے کے آیا دیکھا غراب جاہر شاگرد لیے بیٹھا ہو کیا مجال کہ کوئی اودھر سے رستہ چل سکے سمک نے کدوکاوش کی لیکن عیارون کو ہوشیار پایا رات بھر گردش کرکے پھرا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہان سے بیٹھ کے نقب دے اسی تردد مین صبح ہوگئی سمک بہت گھبرایا یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایان ہوا بادشاہ کے عقب مین فوج اس مقام پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دار ہے استادہ ہین جلاد جست و خیز کر رہے ہین کہ بادشاہ نے غراب سے کہا کہ قیدی کو لاؤ غراب وہان سے آیا آتے ہی قفل کھلا اندر مکان کے آکر دیکھا زنجیر میان کی پڑی ہین مہرہ نقب کا لگا ہوا ہو رستم ندارد ہے تب غراب بدحواس ہوکر نقب مین کودا دوسرا پھرا ایک دکان مین پایا وہ دوکان ہمیشہ خالی پڑی رہتی تھی غراب روتا ہوا پلٹا اتنے مین ہلڑ ہوا کہ قیدی کو کوئی قیدخانے سے نکال لیا سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ یہان کسنے ایسی حرکت کی دوست کہان سے آیا اب سمک اس مجمع سے نکلا گلی گلی لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا تیز و طرار ہو اسنے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہین یہان بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر تھانہ دارون سے کہا تھانہ دارون نے مخبر انہون سے بلا کر اقرار نامے

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں نکلا کام تم لوگ گنہگار ہوگے جلد پتہ لگاؤ نمراب کہتا ہو مجھے ایک مقدمہ مین بڑی حیرت ہو کہ اگر عیار ماسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سمک یلداقی پھرتا پھرتا قریب ایک دریاغ کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطف سے گا رہا ہو۔ نظم

چشم حق بین سے جو اُس بت کا سراپا دیکھا	صنعت صانع قدرت کا تماشا دیکھا
داغ الفت سے رہا سینہ ہمیشہ خالی	اس چمن میں نہ کبھی پھولتے لالا دیکھا
آگئیں یاد غزل خوانیاں اپنی ای رند	کسی بلبل کو اگر زمزمہ پیرا دیکھا

سمک نے جو گانے کی آواز سنی بیتاب ہوگیا پشت باغ پر آیا کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گفتار مسیح لب چاہ غبغب جبین عبد یا یوسف دل زلیخا کہ جسکا نکلنا دشوار پہلو میں رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہو ایک گائن نہایت خوش و شنگ مچل مچل کے گا رہی ہو سمک خوش ہوگیا جی میں کہتا ہو آقا ہمارے کیا صاحب نصیب ہیں کہ ایک معشوق سے جو چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اترا اور پہلو میں اُس نازنین کے مثل ستارہ کہ پہلوے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ علم موسیقی میں دخل رکھتی ہو تال سم کی تعریفیں کر رہی ہو اتفاقاً گائن بولا کر اٹھی واسطے رفع حاجت کے چمن میں آئی سمک نے اُسے بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کے گائن کی شکل بنا محفل میں آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگا نام لینے سے معلوم ہوا کہ علاقہ عنبرین مو نام رستم کے پہلو میں بیٹھی ہو اور صنوبر سہی قد وزیر زادی پرستان سمک مائل ہوے اُسی کی جانب گانے میں متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا صنوبر نے جھلا کر کہا اری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہو یہ کیا حرکات ہیں کہا بی بی بتانے میں ضرورت پڑتی ہو معاف فرمائیے کنیز حضور کی ہوں قدمبوسی چاہتی ہوں ایسا ہوں کہ قدمبوسی کروں صنوبر بے اختیار ہنس پڑی کہا گلشن آج تجھے کیا ہوگیا کیسی باتیں کرتی ہو سمک نے زبان عربی میں رستم کو آگاہ کیا میں ہوں آپکا غلام سمک یلداقی اب جو رستم نے طرف سے سمک کے صنوبر سہی قد سے سفارش کی کہ ہمارا عیار ہو تم پر دلدادہ ہو دل فریفتہ اسکی خاطر کر دیو فرزند خواجہ عمرو ہو صاحبقران اسکو فرزند کہتے ہیں اب جو صنوبر آگاہ ہوئی سمک نے صورت اصلی دکھائی لڑکی نے کہا اے بے میری گائن کو کیا کیا سمک گائن کو صحبت میں لایا اب

بصورت اصلی پہلوے صنوبر مین بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے
ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اُسکا سر بھیجتا تو قدرت کیسے خوش ہوتے یقین ہو کہ مجھکو طرۂ پیغمبری ملتا
باغ مین تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی گانے کبھی گا رہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کراکے دو چار
اشعار سمک سے گوا لیتی ہو کہ غراب پھرتا ہوا عقب باغ ہو گذرا گانے کی آواز کان مین آئی
حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہان کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہی اسوقت سمک
گا رہا تھا آواز سنکر زیادہ پریشان ہوا خیال مین گذرا کہ یہ کسکی آواز ہی آواز مین بڑا سوز و گداز ہی
کمند مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوے علامہ مین اور سمک کو پہلوے صنوبر مین دیکھکر جل گیا
دلمین کہتا ہی اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہین کہ واری بہنے دوکان خالی
سے نقب لگائی کہی جلشنین کہتی ہین کہ بہنے مٹی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم
ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائین رستم کو قید مین نہ رہنے دیا دیوار سے اُترا در دولت پر بادشاہ کی آیا
محلدار سے کہا شاہ کو جاکر جگا دے کہنا غلام آیا ہی رستم کا پتہ لگا لایا جلد آئیے ایسا نہو کہ وہان کچھ
انقلاب ہو جاے بادشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو کر
آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کوٹھے پر جو گئین انھون نے
آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کانپتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہی کہ حال حضور کا کھل گیا
بادشاہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئین رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار
اول تو بادشاہ خود پہلوان ہی دوم ساٹھ ہزار فوج اُسکی جنگ آزمائی بھڑی ہوئی آپ یکہ و
تنہا کیا کرینگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہین اُس حافظ حقیقی نے
حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہی ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھکر
اُسی پر زین ڈالا کسکے اُسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہوے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئین دعا
مانگنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ
سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد
غراب کے ماہتاب خارا شکن گینڈے پر سوار جب افسر ساتھ کہتا ہی مین جاتے ہی سر رستم کا
کاٹ لونگا اور اُس شوخ دیدہ کو وہ سزا دونگا کہ تمام شہر آگاہ ہو اب پردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہے

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھی تو خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہا ہوگا سر بازار سکو قتل کرونگا
رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھیے وہ شخص آتا ہی ماہتاب نے گینڈے کو مہمیز کیا کہا ای رستم
آؤ مین تمھاری رستمی دیکھون رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اب جو رستم کو دیکھا حیران جمال محو دیدار
ہوا دل سے کہتا ہی اس شخص پر کیا حملہ کرون ایک ادھیڑ سپر کی کافی ہی رستم نیزہ پکڑ کے سامنے
آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا
اب تو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا چاہتا ہی بمشکل سنبھالتا ہی دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر
رستم نے نیزہ اس کا نکالا ماہتاب نے غصے مین تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے
سپر کو گردش دی بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی
اہل فوج دیکھ رہے ہین کہ رستم ریل کرتے ہوئے ہین ماہتاب گھبرا رہا ہی پھر پھر اُلجھ اُلجھ کے لڑا
ایک مقام پر رستم ریل کرے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لائے وہان پر لاکر پٹک مارا دونون گھٹنے ماہتاب
کے آشنائے زمین ہوئے یقین ہوا کہ چپنیان نکل جائینگی رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا سر سے
بلند کیا چاہا زمین پر مارون کہ ماہتاب نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان بشرط ایمان
ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نکرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
ماہتاب نے عرض کی بارگاہ مین چلیے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہی ایسا نہو کچھ فساد بپا
کرے رستم نے کہا خدا حافظ ہی ماہتاب بخوشامد و منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ مین آیا مقام صدر پر
رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھیے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم
تخت پر نہین بیٹھتے مقام صدر پر دنگل ندین تھا اُسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھا کے پیش
کیا عرض کی حضور اسکو نوش کرین کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہان کا یہ دستور ہی رستم نے بے اندیشہ
انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقا پی چکے اب میری کیا
ضرورت ہی غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا اُستاد آپکے نوش کرنے سے ہمکو تسکین ہوگی سمک نے
بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ نہ پڑا شربت پیتے ہی رستم نے
سمک سے کہا کہ ای سمک سر گردش کرتا ہی سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہی غلام تو سمجھ گیا تھا
مگر حضور کے خیال مین نہ آیا اُسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا قصد کیا کہ اپنے مقام سے

اُٹھون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرے سمک نے چاہا مین نکل جاؤن غراب نے سمک کو
گرفتار کیا نشے مین دونون کو ہتھکڑیان پہنائین اب ہوشیا کیا اُسی وقت حکم کیا کہ میدان خونی کی
تیاری کرو اُسی وقت دارین استادہ ہوئین یہ خبر کنیزون نے ملکہ کو پہونچائی ملکہ یہ خبر سنکر گھبرائین کنیزون
نے کہا داری نکل چلیے ملکہ نے سجادہ بچھایا بارگاہ الٰہی مین دعائین مانگنے لگین کنیزین آ مین
کہ رہی ہین رنگ باغ دگرگون گلون کا کلیجہ خون شمشاد کی کمر مین خم ہر نخل بیدم بلبلین باہم
نوحہ خوانی کر رہی ہین قمریان ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین یہان ماہتاب نے آواز دی یارو جلدی
کرو ایسا نہو کوئی اُفتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے مین نہ رہ سکے اُس شوخ دیدہ نے جی ہلکا یا
انکا خاتمہ کر لون تو بلا سے جاؤن اُس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤن اسی مقام پر اُسکو بھی قتل کرون
تب دل خوش ہوگا کہ اُس گیسو بریدہ کا لاشہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جاننے یہ
بے نصیب ہو جلاد نے رستم کو کھینچ کر قریب دار کے لاکر پاؤن مین زنجیر باندھی رستم و سمک دار پہ
لٹک گئے ماہتاب تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا چاہتا ہی تیر مارون کہ صحرا سے گرد اُڑی فرد۔ از دامن
رخت کوہ او درنگ گردے برخاست طوطیا رنگ سب نے دیکھا نقابدار مرصع پوش مع بارہ ہزار
جوانون کے گھوڑا اُڑاتا ہوا صحرا سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سبھون کو مار ڈالو اور ہمراہیان
نقابدار نے نیزون سے کیا دوبارہ تلوارین کھینچین کنیزون نے جھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہونچائی ملکہ قصر پر آئین
دور سے دیکھا نقابدار بہادر لڑتا ہوا طرف رستم کے جاتا ہی یہان رستم نے جو دیکھا کہ نقابدار مجھے رہا کرنے
آتا ہی غیرت سے پسینے پسینے ہو گئے زنجیر پکڑ کر ایک جھٹکا مارا زنجیرین ٹوٹین زمین پر آئے زمین پر آتے ہی
ایک سوار کو مارا اُسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوے تلوار کھینچ کے لڑنے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے
حقہ ہاے آتشبازی داغے تمام میدان کو دھوان دھار کر دیا اُس دھوئین مین رستم لڑتے بھڑتے قریب
ماہتاب پہونچے نقابدار نے چاہا تھا ماہتاب کو مین مارون مگر دور سے دیکھا کہ رستم پہونچ گئے ماہتاب
نے بخوف جان چاہا گھوڑا بھگاؤن رستم آگے سد راہ ہوے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو
تلوار پر روکا خبردار ہوکے ہاتھ مارا برق شمشیر جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کو کاٹ کر جگر کی
تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی نقابدار نے بڑی کوشش کر کے قریب علمدار کے پہونچا علمدار
کو مع علم قتل کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الاماں الاماں کی صدائین آنے لگین سب افسر

رومال سے ہاتھ باندھکر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ ای شہریار یہ مکار اسی لائق تھا کہ داخل جہنم ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ فریب نکر مگر موت اسکی دامنگیر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم تابعدار ہین سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھکر سب افسر مسلمان ہوے چالیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ مسلمان ہوے اب رستم نے فرمایا ای سمک اس نقابدار کو بڑا دعوی ہی جب آتا ہی بانگ بین دکھاتا ہی ایک دن اسکو پھر رد کونگا سمک نے عرض کی دعوی محبت رکھتا ہی آپ لوگون کی ملاقات کو آتا ہی کیا ضرور ہی کہ دوستکو دشمن بنائیے جب وہ کبھی آپ لوگون سے دعوی کریگا سوال و جواب کا آپکو اختیار ہی رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا ای وزیر اعظم ترنج خوشبوئی نسبت علامہ عنبرین مو کا اگر مناسب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیرون نے بتعجیل ترنج خوشبوئی لاکر سینے پر رستم کے لگایا کہا ملکہ علامہ عنبرین مو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا رستم دربار مین انتظام کرکے باغ مین آئے فرمایا لو ملکہ عالم نسبت کو تو بخنے پختہ کردیا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر شادی بھی کرینگے اب ہمکو جلدی ہی قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہونچائین ملکہ نے کہا ای شہریار فراق حضور مین کنیزکی کیونکر بسر ہوگی راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی رستم نے کہا اس طلسم ہفت پیکر کی کدو کاوش کرتے ہوے عرصہ ہوا انشاء اللہ بہت جلد اب فتح کی تدبیر ہوگی شب بھر رستم نے ملکہ کو سمجھایا تب ملکہ کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر خونخوار جنگ آزما کو قلعہ سپرد کیا چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر اپنے بیٹھا ہی عیوق دربار مین آنے لگا کولے کے درد سے اُسنے مہلت پائی کہ اب دربار مین روز آتا ہی باپ سے کہتا ہی کہ کیا عرض کرون کولہ اُحنا تجھپر ایسا شاق ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو رستم کو زیر کر لیتا فاروق کہتا ہی ای فرزند مین نے جو خیال کرکے دیکھا کسی فن مین رستم کو کم نہ پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہی کہ وہ تجھپر غالب آتا عیوق کہتا ہی ای باپ ہرچند کہ رستم پہلوان بے مثل ہی لیکن زور مین ہی غالب آتا باپ بیٹے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ رستم نے جاکر قلعہ مہرو ماہ کو فتح کیا ماہتاب ایسا پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارا گیا چالیس ہزار فوج لیکر آتے ہین آپ سے مقابلے کا قصد ہی فاروق نے کہا ای نور نظر سنا تمنے ماہتاب ایسا پہلوان ہاتھ سے اس شہریار کے مارا گیا اور مہرو رکے

مقدمہ مین بھی اعتقاد قوی کرتا ہون کہ وہ سیاہ پوش ہی شیر تھا عجب رنگ سے مبرور ہار گیا ہے گنبد سے
اُسکو اُٹھالیا گنبد سے کو جیح دیگر زمین پر مارا کیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ای باب بڑی شرم کی
بات ہو اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ مجھکو ہنسین گے مین آگے بڑھکر روکون قلعہ تک رستم کا آنا
بہتر نہین فاروق نے کہا ای نور نظر فوج جسقدر چاہے لیلو افسران فوج سب تمھارے ساتھ ہین
بلکہ ہمارے زیر کردہ بخوشی تمھارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا چار سی پہلوان نامی
اور تمام آور فوج کے افسر اور تین لاکھ فوج فاروق نے جوانان جنگی چھانٹ کر بیٹے کے ساتھ کی تین لاکھ
فوج اور چار سو پہلوان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال مین گذرا کہ اب دن کم باقی ہو کل آگے جاونگا
حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استادہ ہو فوج اُسی مقام پر اُتری بارگاہ استادہ ہوئی بازارین درست
ہوگئین کٹورہ کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا ہو لاف و گزاف
کر رہا ہو کہتا ہو اب رستم کو مشکل پڑے گی وہ پیچ باندھون جسکا توڑ اُستادان فن نے مقرر نہین کیا
سوائے میرے اور کوئی اُسکا توڑ نہین جانتا چار پہر رات اس معاملے مین گذری صبح ہوتے باہر نکلا
ٹہل رہا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سمک پلدار قی ہمراہ پشت پر پچیس ہزار
سوار نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس گرد سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے
پہلوانون سے کہنے لگا اگر مین نے اُسکو زیر کیا اور اُسنے میری رفاقت کی تو مین کوچ کرنا گوارا کرونگا
اسکے سبب سے ممالک پر قبضہ ہوگا بادشاہ لشکر کرونگا یہ کہتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
اُتر پڑا اُنکی بھی بارگاہ استادہ ہوئی میزار جنگ آرا کہ جسکو سپہ سالار کرکے لائے ہین وہ افسران کو
ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ مین آیا عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ مین گھبرایا ساتھیون سے کہا
اگر تم سب کی خوشی ہو تو مین جاکر رستم سے ملاقات کرون جرأت کے خلاف ہو آپس مین کہو کہ کاش
سمجھا ہیے بروقت جنگ ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال اُنکا پوچھین کہ آپ کو کون لیکیا
کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہین ملکہ گھبرا گئین کنیزون سے
کہا صاحبو تمنے سنا تو لشکر بھی ساتھ ہی مگر لشکر کسقدر ہی کنیزون نے کہا حضور سنتے ہین کہ
پچیس ہزار جوان ساتھ ہین مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہو یہ خبر سنکر ملکہ نے بیتابی مین
شگوفہ نامی کنیز کے قدمون پر سر رکھدیا اُسنے کہا مجھے گنہگار نہ کیجیے آپ ہماری مالک ہین

جو ارشاد فرمایئے بجالاؤن آپ مجھ اُجڑی کے قدمون پر کیون گرتی ہین ہمنے سرکار کے نمک سے
پرورش پائی آپکے واسطے قید ہوے مار کھائی مگر یہ منھ سے نہین نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی بات
سے انکار نکرینگے کہا بس ہمکو دمبدم کی خبر ملے شگوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی نہ ہوگی کہ آپکو نہ ملے یہ کہکے
شگوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اُسوقت پہونچی کہ عیوق سردارون سے صلاح
کر کے براے ملاقات رستم چلا ہی شگوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر مین رستم کے آیا پلٹنون اور
رسالون کی رونق دیکھتا ہوا جب دربارگاہ پر پہونچا دیکھا رستم براے استقبال کھڑے ہین عیوق
نے سلام کیا اور دوڑکر لپٹ گیا کہا ای رستم عجب معاملہ ہی مجھے اسقدر تمسے محبت ہی کہ جی چاہتا ہی
دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہون میرا دل نہین چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے ہاتھ
پکڑ لیا لاکر مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زرین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
اُسپر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند
ہوئی رستم نے کہا ای عیوق ایک مرتبہ مقابلے مین ہمارے تمھارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا مین کیا عرض
کرون مین آپکو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے عہدہ نہ کرتا اب مجھے افسوس ہی کہ ایسا
نہو میرے ہاتھ سے آپکو کوئی آزار پہونچے ہر چند کہ بوقت مقابلہ خیال رکھونگا مگر کشتی مین کیا اختیار ہی
اگر کوئی پیچ کڑا بندھ گیا اور دست و بازوے حضور کے کوئی صدمہ پہونچا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے کہا
آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپکے مزاج مین بڑی جہالت ہی
اگر آپ میری رفاقت اختیار کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون رستم نے کہا یہ آپکی مہربانی ہی مگر بعد غالب
اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر مین نے آپکی رفاقت اختیار کرلی تو ہمیشہ مجھکو خیال
رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر بنتا ماتحت کاہیکو ہوتا بعد مقابلہ یہ گھمنڈ نکل جائیگا نہ آپکے دل مین
رہیگا نہ میرے دل مین مقابلہ ہونا ضرور ہی عیوق نے کہا مین خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپکے
باتون مین فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہی دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام
سے یہی مراد تھی کہ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر مین کہا ای برادر جب تک ہمارے تمھارے کشتی
ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والون نے دیکھا اپنے مقام پر کہینگے کہ رستم دب گئے
جا بجا چرچے کرینگے بس اب جاکر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان مین مقابلہ ہو عیوق ناچار ہوکر اُٹھا

اپنی بارگاہ مین آیا پہلوانون سے کہتا تھا رستم کیا ضدی ہی مقابلہ نکرنے پر راضی نہین ہوتا مین مجبور
ہون طبل جنگی بجے سر میدان مقابلہ ہوگا اُسیوقت لشکر مین عیوق کے طبل جنگی بجا سمک نے خبر رستم
کو پہونچائی رستم نے حکم دیا ای سمک ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرون
مین طبل جنگی بجنے کی تیاریان ہونے لگین مگر عیوق رات کو ٹہل رہا ہی کہتا ہی یارو اگرچہ چار پہر مقابلہ
ہوا مین اپنے مقام پر سمجھ گیا کہ رستم مجھپر غالب ہے۔ مگر کیا کرون کہ وہ ظالم نہین مانتا اگر وہ میری
اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبے پر بادشاہت سارے ملک کی اُسکے سپرد کرتا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبر
مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا ہائے اُنکی جہالت میرے مقدمے مین جو کچھ ہوتا سمجھا جاتا وہ تو ملک
کے مالک ہو جاتے مگر اُنکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار مین یہی ذکر کر رہا ہی
کہ رستم کل فنون مین طاق سپاہ گری مین شہرۂ آفاق ہی دیکھیے سر میدان کیا ہو عیوق کو بڑا تردد ہی
مگر وہ نہین چاہتا رستم زبردستی اُس سے اُلجھے ہین دیکھیے خدا انجام بخیر کرے عیوق کو تو تردد
تھا طلایہ پر خود آیا اُدھر اتفاق سے رستم بھی طلایہ پر آئے دو پہر رات گئے اُس شب تیرہ و تار
مین اِنکا اُنکا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی میر طلایہ کون ہی رستم نے جواب دیا تمھارے
سرکوب عیوق ہنس پڑا کہا ای رستم تم حقیقت مین سپاہی ہو اب صبح کو ہمارے تمھارے حال
کھل جائیگا دیر تک رستم سے باتین کیا کیا آخر رنجیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہا یارو صبح کو کل
ملک الموت سے سامنا ہی آجتک جو مین نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو زور دیا سب بیکار
معلوم ہوتا ہی رستم جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے جاکر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور شہسوار فلک کے
سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اُٹھکر اول نماز پڑھی نماز پڑھکے دعا کی کہ ای خداوند
حریف پر غالب کرنا کسی فن مین عیوق سے کم نہ رہون کہ سمک حاضر ہوا صندوق سلاح جنگ
سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر
لگایا نیزہ ہاتھ مین لیا باہر نکلے سب فوج جمکر آئی طرف میدان کارزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گرد
اُڑتی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوے چار سو پہلوان شل پہاڑ ادا
و کمیدان ساتھ ساتھ سب سے کہتا ہوا آج مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اول تو نیزہ بازی
مین ایسا داؤ ڈالونگا کہ رستم بھی ناچار ہون شمشیر زنی ایسی ہو کہ رستم کو دنگ کردون

اور کشتی میں جتنے نہ دون ابتدا ہی سے وہ پیچ باندھون کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان میں آیا صفین آراستہ ہوئیں نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے عیوق نے گینڈا اپنا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ اے رستم پیلتن میرے مقابلے مین آؤ رستم نے مرکب اپنا نکالا مقابلے پر عیوق کے پہونچے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا اے رستم پیارے خوش کلام ہو کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی خرابی ہوگی رستم نے جواب دیا اے عیوق اب تو میدان مین آگئے اب نہ مقابلہ کرنا جرأت کے سراسر خلاف ہے تم بھی بدنام ہو گے لہذا اب حربہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا رستم نے ساتوین طعن مین نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے مین آکر تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون عیوق نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا اے رستم کہین مردان عالم کے قبضے سے تلوار نکلتی ہے رستم نے کہا اے عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زیبندہ و سزاوار ہے وہی مالک و مختار ہے اب کشتی کا مقابلہ ہو عیوق گینڈے سے کودا رستم بھی زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہین عیوق سمجھکر ٹال جاتا ہے کہتا ہے اے رستم تم اپنا بانک پن مجھے دکھاتے ہو یہ پیچ جو تمنے باندھا کیا مین اسکا توڑ نہ کرسکتا تھا رستم دوپہر ڈھلتے ڈھلتے عیوق کو ریلکر لے دوڑے دس بارہ قدم پر آکر بکتہ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنائے زمین ہوے رستم پکڑکر عیوق کو زمین پر لائے عیوق نے زمین پکڑی رستم قاعدے سے بیٹھے چاہا ایک گھسّہ دون کہ تین لاکھ سوار و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر نیچے مجبور پڑا ہے اور رستم گھسّہ دیا چاہتے ہین لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان رستم نے جو دیکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہین سب نے چاہا جا پڑین کہ صحرا سے گرد اڑی جھنانے کی زنجیرون کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوانہ شیر پرمردم در چارسو دیوانون کو ساتھ لیے ہوے آیا اپنے آقا پر جو بلوا سے عام دیکھا وہین سے چوب دستین سنبھالین اور آواز دی کہ او نالائقو آقا کا اگر ایک موے جسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال کردونگا یہ کہکے چارسو دیوانے چوب دستین پکڑکر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے نیچے سے نکلا گینڈے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دیوانون پر جا پڑا دیوانہ شیر پرمردم درنے جسکو چوب ماری خون کا تھالا ہو کر رہگیا قریب عیوق کے پہونچا للکار کر آواز دی کہ او نامرد آقا تجکو زیر

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کرایا مین تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون قریب عیوق کے پہونچا چوبدست
چرخ دیکر ماردی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا چوبدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
عیوق نے چاہا لپٹ پڑون شیر مردم درنے جو عیوق کو آمادہ دیکھا چوبدست پھینک کر ایک
چنگل مارا کہ زندہ نوچ لیگیا منہ پھیلا کر جو چلا عیوق چیخ مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو مجھکو بچاؤ یہ دیوانہ
مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اُسیوقت اسی مقام پر مارا کسی کو نوچ لیا
کسی کو کاٹ کھایا بوٹیاں چباتا ہوا اژدر بنا ہوا آخر عیوق نے اسی مین جا بہتری دیکھی کہ طبل امان
بجوا دون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی طبل بازگشت کی آواز
سنکر دیوانہ اور ساتھ تیزی سے لڑنے لگا رستم نے بڑھکر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہین دیوانہ
چوبدست پکڑے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے بیوقوف بنایا ہے دشمن تو نقارے بجائین اور ہم
ڈر دین یہ کہکے ایک چوبدست رستم کو ماردی رستم نے کٹ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا دیوانے نے چوبدست
چھوڑ دی چاہا ایک چنگل مارون رستم نے لپٹ کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر تلوار چمکتی ہوئی گلے
پر دیوانے کے رکھدی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اُسکو
چھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو
بس کرو دشمن نقارے تمسے لڑنے کو نہین بجاتے ہین آقا کی زبانی معلوم ہوا کہ امان مانگ رہے
ہین دشمنون کو امان دو لڑائی موقوف کرو سب دیوانے رک گئے ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آ
عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والون سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب
دیوانے کو رفیق کرے جس طرح اُنکو چوبدست ماردی اور اُنھون نے چوبدست روک لی اختیار دے سارا
یہ ہمسے کب ہوسکتا ہے اس سے بہتر آقا نہ ملیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے مین
ڈالے ہوئے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہریار یہ تو فرمائیے اس دیوانے سے کیونکر جان بچی ہے
رستم نے کہا آٹھ پہر یہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ مین فساد برپا
کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ چوبدست اسکی چھین لی تلوار چمکتی ہوئی جہان گلے پر رکھی ڈر جاتا ہے ہاتھ پاؤن چومنے
لگتا ہے عیوق نے کہا حضور آپ ہی کا کام ہے کہ جو آپ نے اسکو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف
پہلو مین ہے فرمایا ہم اسی واسطے اسکو صحرائے افروقیہ مین چھوڑ آئے تھے کہ یہانکے ملک مین

فساد برپا کریگا کوئی اسکا فساد اٹھا دسکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر از پئے غلام آپکی
دعوت کرے کل شہر مین لیچلونگا باپ کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلواؤنگا اور باپ سے
اصلاح کرادونگا اگر آنکو فساد منظور ہوگا اُس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہکے عیوق نے بارگاہ
استادہ کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ مین آئے دیوانہ وہی سرکشین کرتا ہوا دھوپ مین جو آیا اپنی
پرچھائین دیکھکر اسپر چوبدستین مارتا ہی جو حرکت دیوانہ کرتا ہی وہی حرکت پرچھائین سے پیدا
ہوتی ہی تو اپنے کو خبرتا ہی ہر مرتبہ بجاتا ہی رستم نے جو دیکھا کہا او دیوانے یہ کیا کرتا ہی کہا آقا اس
حریف سے بہت تنگ ہون یہ روز مجھکو ملتا ہی مگر ایسا سخت جان ہی کہ مار نہین کھاتا اتنی چوبدستین
مین نے لگائین مگر تاثیر نہوئی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑکر سائے مین لائے فرمایا ای برادر اب
وہ حریف کہان ہی دیوانہ بہت ہنسا کہا آقا اُس حریف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اُسکو دھوپ
مین نہین جانے دیتے دیوانہ چپ بیٹھا ہی کچھ منھ سے نہین بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُسنے
جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ مین دیا دیوانے نے جو آئینے مین اپنی تصویر دیکھی
چیخین مار کر رونے لگا کہا دیکھیے میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہی ایک چوبدست نائی کو ماردی کہا اے
میرے بھائی کو قید کرکے لایا ہی اور چیخین مار مار کر روئے جاتا ہی رستم نے اُٹھکر آئینہ اسکے ہاتھ سے چھینا
الٹ کر آئینہ دکھایا اب تو قہقہہ مار کر ہنسا رستم نے کہا بھائی تمھارا قید سے چھوٹ گیا تمھارا بھائی
تمھارے گھر گیا دمبدم دیوانہ خوشی کرتا ہی کہے جاتا ہی کہ آقا نے بھائی کو قید سے چھڑا دیا اب جاکے
باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم ہان ہان کر رہے ہین عیوق کے اس دیوانے
کو دیکھکر ہوش اُڑے جاتے ہین ساتھ والون سے کہتا ہی ایسے دیوانے کو اسطرح کون سمجھا سکیگا
اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانے آئین رنڈیان جو عمدہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے
آگے ہاتھ جوڑتا ہی کہتا ہی ای آقا ایسے کپڑے مین بھی پہنونگا رستم نے ایک دھپا نکے مارے سے
دیوانہ رونے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہی ہر بات پر مارتا ہی بدلہ لونگا رستم کھڑے ہوگئے گردن
پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آؤ اب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جو رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ
جائیگی رستم نے ہاتھ اپنا اُٹھالیا رنڈی مجرا کرنے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اُٹھکر ناچنے لگا رنڈی کو
گود مین اُٹھا لیا کاندھے پر سوار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہی ہار پھول رنڈی کے نوچکر اپنے سر پر باندھ لیے

رستم ہر مرتبہ اُٹھتے ہین دیوانے کو بٹھاتے ہین دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا ہی عیوق نے کہا اَی
آقاے نامدار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہو سکے گا سامنے باغ ہی وہان اُٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
وہان بھی آئیگا جہان مین جاؤنگا وہان ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ مین
بھیجا رستم کو اُٹھا کر لیچلا دیوانہ سد راہ ہوا کہا آقا کہان جاتے ہو مجھے ساتھ لیجیے چلو رستم نے
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا مین تو کوئی حرکت نہین کرتا نرتک جسطرح ناچتی ہی مین اگر ناچا تو
کیا بُرا ہوا اور زیادہ بولوگے تو سزا دونگا یہ کہکے رستم سے لپٹنے لگا رستم لپٹ گئے دیوانے کو
دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار کھینچی ہوئی گلے پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا پارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہی آقا اپنے کو اس سے
بچائیے روبرو کہتا ہی مین سمجھ لونگا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا مین کسی وقت اس سے غافل نہین
ہوتا جسوقت قصد کریگا اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دو دو جام
واسطے خمار شکنی کے پیے گئے عیوق اپنے مقام سے اُٹھا کہا آقا اب باپ کے سمجھانے کو
جاتا ہون اور آپ کی معشوقہ کو لاتا ہون رستم نے کہا بھی کہ اَی برادر اب تم مسلمان ہو ایسا نہو
باپ تمھارا کچھ فساد برپا کرے کہا حضور میری تلوار کو سب مانے ہوے ہین کوئی میرے منھ
نہ چڑھیگا یا تو بہ اصلاح چلا آئیگا یا جواب جنگ دیگا تو میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکے اکیلا چلا
رستم نے چاہا کچھ رفیقون کو ساتھ کرین عیوق نے کہا اب حضور دخل نہ دین غلام کو تنہا جانے
دین اگر باپ نے مانا تو بہتر ہی یہ کہکے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف شہر فاروقیہ کے چلا یہان
باپ نے بیٹے کی سب خبر سُنی ہین بارگاہ مین بیٹھا کہ رہا ہی کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہرکارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہی فاروق نے کہا دیکھو
اُسنے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرأت پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا
کہ میرے فرزند کو استقبال کرکے لاؤ سردارون نے راہ مین آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
بمحبت ملا جب بارگاہ مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دنگل پر بیٹھ گیا اور
باپ کی طرف متوجہ ہوا کہا اَی باپ تو سمجھا کہ مین کیونکر آیا فاروق نے کہا اَی فرزند مین سمجھ گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہی اب کیا مجال ہی کہ تجھپر کوئی نگاہ ڈالے مین سمجھ لونگا عیوق نے کہا اَی باپ

قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار، جو مین نے رستم سے کہا وہ کہا مین اسکا تابعدار ہون
آیا ہون کہ آپ کو سمجھا کر بخدمت رستم لیچلون رستم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا او بیحیا تو
بے غیرت نکلا مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین اپنے کو خدمت رستم مین پہونچاؤن دوسرے یہ کہ وہ معشوق کو
مانگتے ہین مین اُسے قتل کر ڈالونگا مگر دونگا عیوق نے کہا ای باپ سمجھ کر کلام کیجیے مین آپ کو گردن
پکڑ کے لیجاؤنگا اور معشوق کو سوار کراؤنگا وہ بھی تو برائے رستم دیوانی ہو رہی ہی پھر آپکو کیا عذر ہے
فاروق نے پہلوانون سے دیکھکر آواز دی ارے یہ زبان دراز مجھسے سخت کلامی کرتا ہی اسکا سر کاٹ
پہلوان لینا لینا کہکے اُٹھے عیوق نے اٹھکر ہاتھ تلوار کا فاروق کو مارا فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چہار طرف سے عیوق کو تلوارین
مار رہے ہین عیوق دمبدم پلٹ کر کہتا ہی ای باپ اگر مجھے قتل کریگا میرا آقا وہ جری و بہادر ہی کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گدھے کا ہل پھروا دیگا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہی اور ایک
شریر مردم در دیوانہ اُسکا رفیق ہی کیا مجال کہ جو کوئی پھر دو پہر اُسکو صحبت مین جگہ دے سکے آقا
آٹھ پہر اُسکو سمجھاتے ہین مگر ہٹ مین کون سنتا ہی دو گھڑی کامل عیوق لڑا آخر زخمون مین چور چور
ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفاخانے مین رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلمہ پڑھیگا تو کیا نقصان ہی ورنہ پیپا کا موت
پلا کر ہفت پیکر پرست کیا جائیگا عیوق کو شفاخانے مین لیگئے ہتھکڑیان بیڑیان پہناوین علاج
ہونے لگا مگر سمک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سنکر رستم اپنے
مقام سے اُٹھے فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سو دو سے کم ہوتا ہزارون اُسپر
ٹوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اُٹھا کہا آقا آپ بیٹھیں مین جا کے
فاروق کو سزا دیتا ہون رستم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دونگا
آخر کو صلاح یہ ٹھہری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجو کہ مجھسے مقابلہ کرے بہتر یہی ہوگا کہ عیوق
کو رہا کرکے بھیجدے ورنہ تیرے دربار مین آؤنگا دریائے خون بہادونگا یہ نامہ اس مضمون مذکور
کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسنے دعوی کیا کہ مین نامہ لیکر جاؤنگا مردانہ کلام
کرونگا سحاب فیل زور نے پانچہزار سوار ساتھ لیے برسم ایلچی گری چلا لشکر مین فاروق کے

آیا بدعتین کرتا ہوا چلا جہان جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہکے گروادیا کہ ہم کافر کے جھنڈے کے نیچے سے نہ جاینگے اگر خیمہ راہ مین ملا اُسکی طنابین کٹوا دین صدہا خیمے گروا دیے جھنڈے قلم کیے فاروق کو جو خبر ملی کہا جسطور سے آتا ہی آنے دو شاہون مین مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین ہوتا صاحب ایلچی سے سمجھ لینگے مگر لوگ واسطے استقبال کے جائین سحاب دربارگاہ تک پہونچا تھا کہ سردار برائے استقبال آئے بہ اعزاز و اکرام سحاب کو لاکر سامنے فاروق کے پہونچایا سحاب نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی ہمارا کیا حرج ہی سحاب کو دنگل بیٹھنے کو ملا فاروق نے نامہ طلب کیا سحاب نے نامہ سر سے کھولا کہا ای فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر الفاظ پر غصہ آئے تو مجھپر غصہ کیجیے پرچہ کاغذ پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا ای پہلوان عیوق نے ایسے کلمات ناشایستہ میرے سامنے کہے کہ مجھکو غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا مین رستم سے مقابلہ کرونگا جو اب نامے کا جنگ دونگا یہ کہکے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھکر جواب جنگ لکھا سحاب کے منہ سے نکلا کہ ای فاروق جوان بیٹا تمھارا کل فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی جرأت رستم دیکھکر حیران ہوگیا ایک رفیق اُنکا شریر مردم در اگر پھر بھی آپکے پاس رہے تو آب دستہ سنبھال سکیے اسی کے حرکات دیکھکر آپکے صاحبزادے عاشق رستم ہوے ہم لوگ سب مطیع و منقاد ہوے ای فاروق تمنے اچھا نہ کیا مریدین ذلیل ہوگے صاحبزادے نے تمھارے اپنے کو بہ حکمت بچایا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہی کہ جسکا آج مثل و نظیر نہین فاروق نے کہا ای سحاب تو دیوانہ ہوا ہی فرزند کی میرے کیا حقیقت ہی اب بھی اسکو دو بکریوں لڑا سکتا ہون سحاب نے کہا وہ نوجوان ہین آپکا سن زیادہ ہی مقابلہ مین آپکو مشکل پڑیگی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہی فاروق نے کہا مین کد و کوشش کرونگا آیندہ جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہکے چھ سات لاکھ فوج تیار کی بیرون قلعہ فوج لیکر نکلا مقابلے مین رستم کے فروکش ہوا شگوفہ کنیز نے یہ سب خبرین ملکہ کو پہونچائین ملکہ نے جو سنا کہ عیوق قید ہوگیا اور فاروق مقابلۂ رستم مین گیا کنیزون سے کہا ہو سکتا ہی کہ عیوق کو پکڑ کر میرے باغ مین اُسکو لے آؤ پھر جو کچھ ہوگا وہ سمجھا جائیگا کنیزون نے عرض کی ہم اسی طرح

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں اپنے کو پہونچا ئینگے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں چنانچہ ان
کنیزون نے کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی ری
ملک میں آیا ہی رستم نے حکم دیا ہی کہ بے سلاح بنے عیوق کو رہا کرکے لاؤ سمک آیا ہی قید خانے کے سامنے
پھر رہا ہی دیکھ رہا ہی کہ عیوق قید خانے میں قید ہی اور عیار فاروق کا نہنگ شعلہ زن بھی آ
عیارون کو لیے در زندان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہی دیکھ رہا ہی کہ قیدی بیٹھا ہی
وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہونچیں ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا نہنگ
نے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہی نہنگ دیکھ رہا ہی
جیسے ہی کنیز کو نکلتے دیکھا جست کرکے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسنے دیکھا
کہ عیار آتے ہیں ایک جلش جست و چالاک جست کرکے نکلی جھپٹ کر پنجہ عیوق پر مارا کہا اے
جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے نعرۂ زور میں آکر قید کو
توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی نہنگ نے بڑھکر چاہا کہ عورت کو پنجہ مارون عیوق نے ہاتھ
بڑھا دیا ہتھکڑی پر پنجہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی مار دی نہنگ کا سر پھٹا نہنگ تو چیخ کھا کر گرا
دوسرے عیار نے بڑھکر حلقہ ہاے کمند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاے کمند توڑ کے کئی عیار
نیمچے کھینچکر عیوق پر آ پڑے کنیزیں تو اسی طرح نقب میں کود کر بھاگیں سب عیارون نے عیوق
پر بلوہ کیا عیوق عیارون کو کب مانتا ہی جسکو طمانچہ مار دیا وہ گھبرا گیا کسی کو لات مار دی کسیکا نیمچہ
چھین لیا اسی نیمچے سے اسکو قتل کیا عیارون نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ شیر گرسنہ
نہ رکیگا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈالدیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہیں چند عیار
بھاگے کہ جاکر فاروق کو خبر کریں سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق تو قید خانے سے نکل آیا اور
جو راہ میں ملا اسکو مارتا ہوا جاتا ہی عیارون نے جاکر فاروق کو خبر دی کہ اے شہریار بڑی خرابی
ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آپکا نہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہی سے
فاروق نے حکم دیا فوج تیار کرکے روکو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہونچا تھا
کہ علمہاے سرخ و سفید نمایان ہوے گیہان بلند رکاب پہلوان زبردست دس ہزار
جوانون سے آکر پہونچا تمام فوج نے عیوق کو گھیرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد اژدہی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا دمبدم افسرون کی آمد شروع ہو گئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرامی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھرا ہوا لڑ رہا ہی مگر حیران ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین پہونچی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہوکر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز اس مشکل کو آسان کر مقام تعجب ہی کہ ہمارے آقا کو خبر نہین ہوئی الہٰا آقا قدر شناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

نشود حضرت وحدت در دوئی مسدود	بچار سوے جہان باب اتحاد کشود
جہان نہادہ بخاک درش جبین سجود	کسے بشغل قیام وکسے بحال قعود
چو ہست بندگی و بجز موجب بہبود	چرا نہ بندہ کند حاصل از عبادت سود
زہر مکاشفہ مکشوف گشت اسرارش	زہر مشاہدہ مشہود راز ہاے شہود
بجز بس تابع فرمان و بندہ عیسائی	غلام زار سلیمان مطیع حکم جہود
مطیع حکم خدا ندر عرب مسلمان انا	ترا کنند عبادت بہ لک ہند ہنود
خدا است آنکہ نماید بطور شعلہ نار	خدا است آنکہ کند سرد آتش نمرود
بلکل موم شود نرم آہن از اعجاز	بحکم حضرت دادار در کف داؤد
نکرد عذر بجانان سپرد جان عزیز	رسید بر سر انسان چو وعدہ معہود
نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی	نہ آن خزانہ نہ دولت نہ آن ہجوم جنود
ز انقلاب جہان غم مخور تو ای ہندی	کہ دار روت ہمہ حال ذات حق خوشنود

ای کریم کارساز اگر موت میری قریب ہو تو جمال بیمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سمک دوڑا ہوا بارگاہ رستم مین آیا پاؤن پکڑ کے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیون یار وفادار خیر تو ہی عرض کی ای شہر یار نہین معلوم کون عورتین لعین کہ اونہون نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہین رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کرو اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہوکر آیا رستم سوار ہوے سمک نے جا کر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہی کہا ای میخوار جلد اٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے ہیں میں تو اب جاتا ہوں یہ کہکے سماک چلا یہاں عیوق گھرا ہوا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی فاروق گیٹ ڈیے پر سوار کل فوج پشت پر چارسو افسر گھیرے ہوے رستم نعرہ کرتے آگے سے آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا میں آپہونچا عیوق نے دیکھا کہ رستم تیغۂ ہفت جو ہر چمکاتے ہوے فوج کو درہم و برہم کرتے ہوے افسرون کو مارتے ہوے آتے ہیں ہر چند کہ عیوق زخمی بھی تھا مگر رستم کو دیکھکر دل میں طاقت آگئی سہراب گرد پر جا پڑا سہراب گرد نے جو دیکھا کہ عیوق میرے نزدیک آیا نیزہ دارون کو آواز دی ارے اس دلیر کو روکو پیادہ ہو کہ فتور برپا ہو اسکا خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہمکو حکم دیا ہے کہ لڑے بھڑے مگر مار لو زندہ نہ بچے نیزہ دار سنا نین سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ دارون سے لڑنے لگا سہراب نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چار طرف سے نیزے پڑ رہے ہیں مگر عیوق نیزون کو قلم کرتا ہوا قریب سہراب کے پہونچا سہراب کی کلائی پکڑ کے بقہر و غضب جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تولا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت چو رنگ ہوا قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوے پکار کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہون کہ اسوقت جمال بے مثال کو دیکھ لیا اب مجکو اپنے مارے جانے کا افسوس نہیں یہی دعا کرتا تھا کہ حضور کے جمال کو دیکھ لون شکر ہی کہ مشرف ہوا فاروق نے دور سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہی اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہی رستم تعریفین کر رہے ہیں فاروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے عیوق کو گھیرو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہیں کہ یہ لاکھ فوج کا بلوہ چارسو افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں رستم نے دور سے دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہی عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے تراشے اڑ رہے ہیں اگر ایک کا حربہ روکا تو دس نیزے پڑ گئے نیزون کی چار جانب سے بوچھار رستم نے گھبرا کر پلٹ کے دیکھا کہ سماک شمشیر زنی کر رہا ہی کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھتا ہی تو حقۂ آتشبازی مار دیتا ہی پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہی جو کوئی پشت پر آنے کا ارادہ کرتا ہی خنجر مار کے گرا دیتا ہی کسی کو قریب نہیں آنے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہی کہا ای سماک لشکر میں خبر کرو ہماری شمع جمال کا پیادہ

یعنی شیر مردم در دیوانے کو خبر کرو سمک نے کہا آقائے نامدار ایسی صفیں بندھی ہوئی
ہیں کہ نکلنا دشوار ہوا سو جسے غلام مجبور و ناچار ہو رستم نے کہا میں اپنے کو قریب عیوق
پہونچاتا ہوں یہ کہکے پامال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ میں آئے مگر دست رستم سے واصل
جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کر بڑے قد قامت کا جوان ہو اپنی جرأت پر بھی ناز رکھتا ہی
گینڈا اٹھا کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر آواز دی اے رستم میں تجھسے مقابلے کا بہت مشتاق ہوں
رستم نے مرکب پھیرا ہر چند کہ فوج نے گھیرا مگر رستم شمشیر زنی کرتے ہوئے قریب گیہان پہونچے
گیہان پر بس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے چوتھے حملے پر بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کر کے زور کیا قاش زین سے
گیہان کو اٹھایا قصد کیا کہ زمین پر ماروں گیہان پکار اٹھا اے شہریار الامان رستم نے جواب دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی تا بہ زندگی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھا دیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا چاہتا
ہی فاروق پر للکار کے جا پڑوں کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلاں ہیں میں غلام
جدید رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق جھلا کر گیہان پر آپڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا گینڈا گیہان کا بدلگامی کرنے لگا تلوار فاروق کی پڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
لقمان فیل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا دور سے للکارا کہ اے فاروق اب
ہاتھ نہ مارنا اسکا داہنا شانہ بیکار رہا فاروق لقمان پر جا پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان
کا بھی سر زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سر اڑ گیا فوج کو ترغیب دی جو نمکحرامی کریگا اسکا یہ
حال کرونگا میدان جنگ کو خون سے لال کر دونگا فوج نے گیہان پر حملہ کیا کہ صحرا سے گرد اڑی
دیکھا سب نے کہ شیر مردم در چار سو دیوانے ہمراہ جو پہ یہ شیں ہلاتے ہوئے آکے فوج پر
فاروق کی گرے پامال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منھ پر نہیں چڑھتا
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے جو بدست ماری مع گینڈے کے خالہ خون کا بنا دیا چار سو دیوانے
غل مچاتے چڑھتے ہیں جس صف پر جا پڑے اس صف کو پامال کیا صفیں توڑیں رستم نے
جو دیکھا کہ دیوانہ آگیا طرف فاروق کے چلے فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانوں کو

رستم نے اشارہ کیا کہ گیہان کو بچا تا چند دیوانون نے آکر گیہان کو گھیر لیا جو بدستین مار رہے ہین گیہان پریشان حال زخمون مین چور چور لڑتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیہان کا یہ حال دیکھا گرد گیہان کے پھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیہان کو بچاتا ہو فاروق نے جو دیکھا کہ دیوانون نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا رفقا سے صلاح کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچگیا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوا دون بلیٹ چلون سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانون کے ہاتھ سے فوج نہ بچیگی دیوانون کی عجب رنگ کی لڑائی ہو سب نے یہی صلاح دی کہ طبل بازگشت بجوایئے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر چوب پڑی رستم نے دیوانون کو روکا رستم فوج لیکر پلٹے گیہان بلند رکاب بھی ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر پہونچے فاروق پلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اُنسے صلاح کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایئے فاروق نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا اور گیہان کو شفاخانے مین بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیہان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق نے سُنین نہنگ شعلہ زن کا بھائی کہنگ شعلہ زن عیار کو بلایا کہا کہ تجھ سے ہو سکتا ہو کہ عیوق کو چرا لاوے مجھکو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت مین رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان مین میرے مقابلے مین آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھکو بڑا قلق ہوگا کہنگ نے کہا غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو چرائے لاتا ہو یہ کہکے کہنگ باہنا سے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر رستم مین آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودنے لگا جلکے ہرہ بارگاہ عیوق مین نوڑا دیکھا عیوق کے جسم پر پٹیان مرہم کی چڑھی ہین پڑا سو رہا ہو چار خادم جیبی پر ہین کہنگ نے بہوا بیہوشی سے بھینکی شمع پر جو پروانے جلے دھوان بلند ہوا چارون خدمتگار بیہوش ہوسے جھپٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہوچکا حلقہ ہاے کمند سے ہاتھ پانون باندھے پشتارہ دوش پر لگایا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا اب کہنگ نے میدان پکڑا اسیک یلداقی بازار مین طلایہ دے رہا تھا شاگردون سے کہا

کہ جا کر خبر لون ایسا نہو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہی اپنے شاگردون
کو طلایہ پر چھوڑا آپ جست وخیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق پہونچا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا
بارگاہ عیوق مین اندھیرا پڑا ہی پلنگ کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہبانون سے کہا یارو
بڑی غفلت کی عیوق کو عیار لے گیا اب ہوشیار رہنا مین فکر رہائی عیوق مین جاتا ہون یہ کہکے
تیغچہ لیے ہوے لشکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نے نعرہ کیا
للکارا او نا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منم تہمتن سماک یلدائی کھنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا
گھبرا گیا معلوم ہوا پانون مین زنجیرین پڑ گئین سماک قریب پہونچا چاہا تیغچہ مارون کھنگ نے
زفیل بجائی چالیس شاگرد اسکے جنگل مین چھپے ہوے تھے حلقہ ہاے کمند لیے ہوے
نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہاے کمند مارے سماک جست کرکے حلقہ ہاے کمند سے
نکلا مگر چالیس پیک بچے تیغچے مارے ہین ہر چند سماک اپنے کو بچاتا ہی مگر کس کس سے بچے کئی
زخم کھائے سرہنگ تیز پا خلیفہ کھنگ پشت سماک پر آیا عیارون سے اشارہ کیا کہ اپنی جان
سماک کو متوجہ کرو عیارون نے تیغچے مارے سماک روک رہا ہو خلیفہ سرہنگ نے پشت پر سے
حلقہ کمند کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیارون نے از روے بلوے کے
سماک کو گرفتار کیا کھنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی
رستمی کو رونق ہو اب اسکو جھٹ پٹ چل کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکے عیوق و سماک کو لیکے اپنے
عیار ساتھ ہین طرف فاروق کے جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ کھنگ نے دیکھا صحرا سے
آواز زنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار پا نہاے عیاری سے آراستہ پشت پر بیس پیک بچے
دور سے جو کھنگ کو دیکھا آواز دی ارے تو کون ہی لاشے اس مقام پر پڑے تھے سماک نے
دس بارہ پیک بچے مار کر ڈالدیے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہین اب وہ جو عیار آگے تھا
لینا لینا کہکے بڑھا پندرہ کو بیس نے گھیر لیا کھنگ چاہتا ہی مین نکلجاؤن ایک عیار سرہنگ
نامے جو پشتارہ سماک کا باندھے تھا اُسپر یہ افسر جا پڑے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک۔ بعیاری
من آنم چست وچالاک + بچشم دشمن اندازم کف خاک + نہ یابد بادگرد تیز گامم + خلیفہ ادہم
چالاک نامم + انکو صاحبقران نے برائے خبر رستم بھیجا تھا اُسوقت پر آکے پہونچے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جانبری چاہتا ہو تو چھوڑکر بھاگ سرہنگ نے بڑھکر چالاک کو تیغہ مارا چالاک نے تیغے کے نیچے پر رو کا سر کو جاکر کمر پہ ہاتھ مار دیا سرہنگ کی کمر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اول سمک کو چالاک نے رہا کیا حباب دافع وارو سے بیہوشی مار دیا سمک ہوشیار ہوا اُٹھتے ہی چالاک کو سلام کیا پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا میں برائے خبر رستم آتا ہوں اسوقت آکے پہونچا شکر ہے کہ تمکو رہا کیا سمک بھی تیغہ کھینچکر لڑنے لگا اب چالاک طرف کہنگ کے چلا کہنگ نے تیغہ کھینچا چالاک سے اور کہنگ سے تیغہ چلنے لگا سمک نے بڑھکر کئی پیک پیرون کو مارا شاگردان چالاک نے شاگردان کہنگ کو مار لیا کہنگ اکیلا لڑ رہا ہے چالاک نے کہا ارے بیوقوف پشتارہ تو اس پہلوان کا زمین پر ڈالدے جمکر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے یہ سنتے ہی کہنگ نے پشتارہ زمین پر ڈالدیا چالاک سے جاب جمکر لڑنے لگا چالاک بھی کہنگ سے لڑ رہا ہے اور عیاروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم قریب نہ آؤ ہر چند شاگردان نے کہا کہ اُستاد اسکو جھٹ پٹ مار لیں چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ چالاک اور کہنگ میں تیغہ چل رہا ہے کبھی آپس میں خنجر کھینچے کبھی تیغے کھینچے چالاک نے ایک مقام پر حلقہ ہائے کمند مارے کہنگ نے جست کی حلقہ ہائے کمند سے نکلا نکلتے نکلتے چالاک پر حلقے مارے چالاک نے حلقہ ہائے کمند کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کہنگ سمجھا کہ میری پشت پر کوئی آگیا کہنگ پلٹا پلٹتے ہی کہنگ کے چالاک نے تیغہ مار دیا کہنگ زخمی ہوا زخمی ہوکر بھاگا چالاک نے ہر چند للکارا کہ او بھگوڑے کہاں جاتا ہے زخمی ہوا تو بھاگا کہنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کہنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا عیوق نے پوچھا سمک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سمک و چالاک مع شاگردان چلے چاہتے ہیں کہ اپنے لشکر رستم میں پہونچائیں کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی علم ہائے سرخ و سفید نمایاں ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پہ بارہ ہزار جوان تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے جھکاتے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوئے عیوق نے جو اُس جوان کو آتے دیکھا سمک سے کہا یہ فاروق کا بھائی ہے جاروق کمندگیر

جاروق نے جو دور سے بھتیجے کو دیکھا پکار کر آواز دی ای فرزند اس صحرا مین بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیون پھر رہا ہی آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہی کہ جہان مسلمان ملین انکو
روکو ہم جا بجا تلاش کرتے ہوے آئے ہین ہمین کہین مسلمان نہین ملے عیوق کو بہت ناگوار
ہوا جواب دیا کہ ای عم نامدار مسلمان کہین چھپتے ہین مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگے پھرتے
ہین ملک خالی کرا لیے ہین آپ نے اگر کچھ دعوی ہو ایک ادنے مین اہل اسلام کا غلام ہون بھلا
جن شیرون نے سیکڑون بادشاہون کو مٹا دیا وہ شیر کہین منھ چھپاتے ہین فاروق ایسا بادشاہ
دو مرتبہ شکست کھا چکا ہی جاروق نے جو یہ باتین عیوق سے سنین مثل مار سردم کوفتہ قلب لشکر
مین بل کرنے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی ای فرزند اب مین کیا تجھکو جانے دونگا تیرے باپ پاس تجھکو
لیجلونگا عیوق نے دیکھکر آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھکر بدحواس ہو گیا آپ ہی مقابلے کو
آتا ہی آخر ناچار ہو کر امان مانگتا ہی عیارون کے بھروسے پر بھولا ہی سامنے دیکھ تو کھنگ کا لاشہ
پڑا ہی مجھکو گرفتار کر کے لیجلا تھا مگر خالق کارساز نے اس دشمن کے پنجے سے رہا کرایا اب حضور
مین اپنے آقا کی جاتا ہون تجھکو اگر کچھ گھمنڈ ہو یہ گو ہی یہ میدان مین باہر نہین ہون باپ سے
مقابلہ پڑا انکی بھی جرات کو دیکھ چکا افسوس یہ ہی کہ مجھے سوتے مین عیار پکڑ لا یا تھا سلاح پاس
نہین ہین سواری کو گھوڑا گینڈا نہین جاروق ایسا جلا کہا ای عیوق مین تجھکو گینڈا دون اور
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کرون میرے منھ سے نکل گیا کہ تجھکو تیرے باپ کے پاس
لیجلونگا یہ کہکے طرف اپنی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اُتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حائل کی سپر پشت پر ڈالی نیزے کو چمکاتا ہوا سامنے
جاروق کے آیا جاروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا جہان رستم جو
سوکے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیگیا سمک تعاقب مین گیا ہی شاہزادہ رنجیدہ بیٹھا ہی
کہ سمک گھبرایا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو چالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ
جاروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سوارون سے آ نا تھا عیوق سے اسکے کچھ کلام ہوے عیوق
و جاروق سے مقابلہ ہو رہا ہی رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہون
زیادہ فوج نہ ہو دیوانے نے جو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی ای

آقاے نامدار جاروق پہلوان زبردست ہی رستم فوراً سوار ہوے دیوانہ نے کہا مین بھی ساتھ
چلونگا ایسا نہو عیوق پر کچھ چشم زخم پہونچے رستم نے صرف دیوانے شریر مردم درکو مع چار سو
دیوانون کے ساتھ لیا تماشہ دیکھنے کو طرف جاروق وعیوق کے چلے اُسوقت پہونچے کہ
عیوق نے نیزہ جاروق کا توڑا تعریفین ہو رہی ہین جاروق کہتا ہی ای فرزند اب مین تلوار
کھینچتا ہون عیوق کہتا ہی بسم اللہ کوئی حربہ اُٹھا نہ رہے کہ سامنے سے گرد اُڑی چیخنے کی دیوانون
کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جاروق آقا میرا آتا ہی دیوانے شریر مردم درکو اپنا رفیق کیا ہی
کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شریر مردم در سب کے آگے جست کرتا ہوا پکارتا ہوا کہ ای عیوق
تم ٹھہر جاؤ اس خرد منڈے کو مین سمجھا دونگا ایک چوبدست کے وار مین اسکا ٹھکانہ دیگا
رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہی جست کرکے بیچ مین آیا عیوق سے کہا ہٹو اور چوبدست
کو جنبش دیا وہ سناٹا ہوا کہ جاروق کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا گھبرا کر آواز دی کہ ای دیوانے
ٹھہر جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے مجھکو زیر کیا شریر مردم در نے دیکھکر آواز دی کہ
ای جوان زیر کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہی آقا دن بھر مین مجھکو دس مرتبہ زیر کرتے ہین جو حرکات
ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہون اگر اور کے ساتھ کرون تو میرے ہاتھ سے پیوند زمین ہو یہ باتین
آپس مین ہو رہی تھین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اُڑی دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار
چار لاکھ فوج پشت پر علم ہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تعریف ہفت پیکر
مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروق طرف کوہ زنگار رنگ کے دیکھکر پکارتا ہی کہ یا خداوند
ہفت پیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچانا عین وقت پر مدد کو آنا یہان جاروق نے
جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے پوچھا
کل فنون سپاہ گری مین امتحان منظور ہی جاروق نے کہا مین آپ سے کشتی کا مشتاق ہون
اگر آپ مجھپر غالب ہون مین دل و جان سے اطاعت کرون رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانے
کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا مین دھوٹونگا یہ لیکے ایک چوبدست ماری رستم نے کلہ چوبدست
پر ہاتھ ڈالا چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جاروق دیکھ رہا ہی کہ رستم نے
دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرونگا رستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
سر اُٹھا کے رستم کو نہین دیکھتا جاروق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اُڑ گئے گینڈے سے
کودا کہا ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بدخو کو سنبھالتے ہین مین نے حلقہ غلامی
حضور کان مین ڈالا مین ابھی لشکر فاروق کو شائے دیتا ہون یہ کہکے طرف فاروق کے چلا
فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادۂ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیون آتا ہے
رفیقون نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کریگا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہین خداوندی
بچائین کہ جاروق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہریار مین نے اپنے کو امتحان کیا رستم
سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھکر میرے ہوش گم ہوتے ہین مین نے تو اس شہریار کی اطاعت
کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت مین رستم کی چلو اس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وہ زیر کرلے گا
فاروق نے کہا ای جاروق مین رستم کی اطاعت نہ کرونگا جسطرح مجھسے چاہے مقابلہ کرلے
تو اسکو بڑا بہادر سمجھتا ہو میری وہ نگاہ مین نہین سماتا جاروق نے کہا ای برادر مین تو اسیواسطے
حاضر ہوا ہون کہ تمکو خدمت رستم مین لیچلون یہ کہکے ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
دونون مین دو دو ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے بادھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جاروق
نے گریبان پکڑا دونون گینڈون سے کود کے بھائیون مین کشتی ہونے لگی بہر بھر مین فاروق
نے جاروق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے رستم سے کہا ای شہریار جاروق کو فاروق
نے زیر کرلیا مشکین باندھکر لشکر مین بھیجا اب میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کررہا ہو اگر حکم ہو
جاکر مقابلہ کرون رستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کر فاروق کو جاروق کو رہا کر لاؤ یہ سنکر عیوق
گینڈا اُٹھا کر سامنے فاروق کے آیا کہا ای باپ تنے جاروق پر ظلم کیا وہ تمھاری اطاعت
نہین کرتا کیون زبردستی کرتے ہو جاروق نے کہا کیا مین کسی سے بندہ ہون مین کیا تیری طرح
اطاعت کرونگا باپ بیٹون مین یہانتک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہونے لگا
جب دونون مین نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے چاہا کہ عیوق کو جدا کرون کہا فاروق باپ بیٹے
کا مین مقابلہ اچھا نہین جانتا میدان کارزار مین ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمپر غالب آؤ تو ہم تمھاری
اطاعت کرین اور اگر ہم غالب آئین تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجایئے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیئے مین آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیارون کے بھروسے یہ کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے وعدہ کیا جاروق کو لیکر پلٹا رستم نے بخوبی سمجھا دیا کہ ای فاروق اگر جاروق اطاعت تمھاری نہ کرے تو اسیر بدعت نہ کرنا ورنہ مین تمھاری بارگاہ مین ہونگا دریاے خون بہادونگا فاروق نے کہا مین اُس سے اطاعت کو کہونگا اگر اُسنے مانا تو فبہا ورنہ قید رکھونگا جب آپسے فیصلہ ہولیگا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا مین نے کوشش بھی کی وہ نہین مانتا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کہتا تھا آقا آپ ٹھہر جائین مین ابھی اسکا فیصلہ کرتا ہون رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر مین آکر اُترے فاروق خوف سے رستم کے دربار بھی جاروق کا نہ بھیجا جاروق کو قید خانے مین بھیجدیا یہ خبر کنیزون نے ملکہ مغرور شیرین کلام کو پہونچائی کہ یہ معرکہ درپیش ہوا جاروق نے رستم کی اطاعت کی تھی فاروق جاروق کو پکڑ لایا ملکہ تو محبت مین رستم کی بیقرار تھین کنیزون سے کہا جسے ہوسکتا ہی کہ جاروق کو رہا کرلاؤ کنیزون نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا ہر آیندہ یہ ورد گار کو اختیار ہی ملکہ نے پوچھا قید خانے پر جاروق کے کون مقرر ہوا ہی شگوفہ نے آکر خبر سنائی کہ سر لیح گرد قید خانے پر نگہبان ہی ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کریگا نقب سے رہائی نہوگی مین آج رات کو شبخون مارونگی رستم کو پلٹنا نہ تھا آٹھ پہر خیال مین رہتی ہون تم تجویز کرو عجب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون کہ جو گذرتی ہی۔ نظم

نالے شرر فشان رہے تاب و توان تلک
اور اب تو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک

پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک
دشوار اڑ کے جانا ہی اب آشیان تلک

قسمت گئی نہ لیکے کسی قدردان تلک
وہ مدعا ہون مین جو نہ پہونچا بیان تلک

وہ سوختہ ہون مین کہ نہ پاوینگے بعد مرگ
سگ ہاے کوے یار مرے استخوان تلک

اک رشک گل کی دوری مین ہم ہین قریب مرگ
بلبل کی زندگی ہوئی کیونکر خزان تلک

اس شعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم
پڑ پڑ گئے ہین آبلے دل سے زبان تلک

روشن چراغ داغ بھی ہین سوز غم سے کیا
جلتے ہین مثل شمع مرے استخوان تلک

اُس خانمان خراب کا پایا نہ کچھ سُراغ
ہوگا گمان فرشتون کو تیر شہاب کا
اعضا تمام اشک ہو چشمون سے بہ گئے
گرمی سے بھی زیادہ زمستان مین لون چلی
اک دن نہ پائی اُسمین ہوا کوے یار کی
قمری ترے گلے مین پڑے طوق دوسرا
ہمراہی اپنے تیز روی کرکے بڑھ گئے
افسوس رِند نام سے وہ آشنا نہین

سو مرتبہ خیال گیا لامکان تلک
نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک
اُس بحر حسن کے لیے رویا مین یان تلک
اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک
سو بار سیر کو گئے ہم بوستان تلک
اُڑکر جو ہوپنچے تو مرے سروروان تلک
ہم گردسان پہونچ نہ سکے کاروان تلک
انگشت مین جسکی نشگیا اپنا نشان تلک

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزین آمادہ ہوگئین عرض کی خواہ ہم لوگون کی جانین جائین خواہ رہین مگر حضور کے ساتھ ہین چارسو کنیزین جب اسطرح سے آمادہ ہوئین تو شب کو ملکہ نے نقاب سُرخ چہرے پر ڈالی چارسو کنیزون کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلین سریع گرد چارسو جوانون سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسو نقابدارون سے آکر گرا در زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سریع گرد بو اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار کلگون پوش کے چلا نقابدار نے جو سریع گرد کو آتے ہوے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خصال سے کون مقابلہ کریگا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا گینڈے نے جست کی سریع گرد گینڈے سے گرا اوپر آکے نقابدار نے ہاتھ مارا سر سریع کا زخمی ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہی نقابدار برس رہا ہی اتنے پیچھا رے کہ سروشانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود مین اُٹھاکر لیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزون سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کرو کنیزون نے بڑھکر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا دل مین حیران ہو کہ یہ نقابدار کون ہی جو اسنے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہونچا اور ملکہ مرکب سے کودین جاروق مدت سے شگوفہ نامے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہوا باغ باغ ہو گیا نقابدار جاروق کو لیکر باغ میں آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اُتاری اب جو جاروق نے ملکہ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملکہ نے کہا اے جاروق تم رفاقت رستم کرو اور قید خانے میں رہو
ہمسے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تمکو رہا کرا لائی صبح کو فاروق کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار آیا۔
سریع گرد کو زخمی کر کے جاروق کو رہا کر کے لیگیا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملکہ
مغرور شیرین کلام رات کو باغ سے آئیں اور جاروق کو رہا کر کے لیگئیں اور باغ میں ملکہ کے
جاروق موجود ہے سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جاروق کو جاؤنگا تو ملکہ سد راہ ہونگی اگر میں نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قدرت کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تقدیر کر دیں تو مجھکو
کیسی مشکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے کہ ملکہ ساماں جادو وہاں کی حاکم و ناظم ہے اسکو نامہ لکھا
کہ اے ساماں جلد آکر میری مدد کر طلسم کشا نے آکر مجھکو گھیرا ہے ساماں بڑے ساز و سامان سے
برائے مدد فاروق چلی دربار میں فاروق کے آکر پہونچی فاروق نے سب حال روداد بیان
کیا ساماں جادو نے حکم دیا طبل جنگی بجے اور میدان میں نکلو جو تمہارا مقابلہ کریگا بیشک ہار جائیگا
اسکا زور گھٹ جائیگا فاروق نے اس بھروسے پر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا ایک
سماک نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگوں پوش شب کو آیا جاروق
کو رہا کر کے لیگیا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملکہ مغرور شیرین کلام نقابدار بنکے
آئیں اور جاروق کو رہا کر کے لیگئیں اور نہیں معلوم کیا مصلحت فاروق نے سوچی تھا ہی
کہ ایک ساحرہ کو بلوایا ہے اُسکے بھروسے پر طبل جنگی بجوایا ہے کل حضور اس مکار سے سمجھکر مقابلہ کرینگے
رستم نے کہا سمجھا جائیگا طبل جنگی دونوں لشکر دن میں بج چکے تیاریاں ہو رہی ہیں صبح کو دونوں
لشکر میدان کارزار میں آئے صفیں جمیں ساماں جادو ایک طائر بنکر میدان میں ایک نخل تھا
اُسپر آکے بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکار کر آواز دی کہ رستم دیوانے پر تمکو بڑا گھمنڈ ہے اسکو
میرے مقابلے میں بھیجو کہ میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ اپنا نام سنکر بیقرار ہو گیا کہا آقا جو
میرا نام لیکر پکارتا ہے اسکو مجھکو جانا ضرور ہے یہ کہکے چوبدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہونچا چاہا چوبدست مارون ساماں نے سحر کیا فاروق نے چوبدست تھامی

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا آخر فاروق نے جو بدست چھین لی کمر مین ہاتھ
ڈال کے دیوانے کو اٹھایا مشکین باندھین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یارو اسکی قید باری
رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلون کہ عیوق نے گینڈا صف سے
نکالا اور کہا ای آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے مین جاتا رستم نے ہر چند روکا عیوق
نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باپ کے مقابلے مین آیا ساحرہ سحر کر رہی ہی عیوق نے دیکھا کہ اندر جسم کا کم ہوتا ہی
حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی جب سامنے فاروق کے پہونچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے
چاہا نیزے کو نیزے سے روکون ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا کٹ گیا عیوق حیران حیران
دیکھ رہا ہی کہ فاروق نے بڑھکر کمر مین عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھا لیا رستم حیران ہین
کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونون گرفتار ہوگئے فاروق نے پھر
مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق
رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش
و تیغہ ہفت جوہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہون تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ
بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہونچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرات
کے سراسر خلاف ہی مین دو پہلوانون سے مقابلہ کر چکا اب تجسے مقابلہ کرونگا اگر تنے تھکے
ہوے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو حریف
کے سن لیتے ہین حقیقت مین تمنے دو پہلوانون سے مقابلہ کیا ہی اب تم پلٹ جاؤ کل ابتدا
مین ہمین نکلین گے فاروق سے وعدہ کرکے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جایگاہ
مین آیا سامان جادو نے کہا ای فاروق تو کیون پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلوان میدان
مین آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا زور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای سامان
رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہین کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر
اسپر سحر تاثیر نہین کرتا نام تحفہ جات سنکر سامان خاموش ہوگئی کہا کہ ای فاروق اگر کل طلسم
کے ساحر جمع ہون تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر مین تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دون تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہین یہان رستم جو پلٹ کے آئے ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ حضور سامان جادو
ایک ساحرہ ہے وہ آئی ہے وہ حضور کے ساتھ مکر کریگی حضور ہوشیار رہین اُسی کے سحر سے
دونون پہلوان گرفتار ہوگئے رستم نے کہا مجھے اپنے سردارون کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا
قید خانے مین گھبراتا ہوگا اُسکا زیر ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا اس ایسا بہادر مجھکو نہ ملیگا مین نے
ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اُسنے راستے بند کردیے تھے اس سوچ مین رستم بیٹھے تھے
سمک نے ارادہ کیا کہ مین فکر مین سامان جادو کی جاؤن سامان کو سامان قتل کرون کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار ملکہ شہرت مرصع پوش دختر نوصدار جادو و ملک
ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئین ایسے صحرا و بیابان ملے کہ سارا لشکر
ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئین اب اُنھون نے حضور کے نزول اجلال کی
جو خبر پائی دیر تحمل نہین آتی ہین لیکن قدم نہین اٹھ سکتا حضور تشریف لے چلین رستم
بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دونون نحیف و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس
عالم یاس ایسے صحرا ہاے گرم مین گذر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ
ہوگئے ہین ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہے دو قدم چلین اور گرین رستم نے جاکر دونون کے
ہاتھ تھامے جیسے ہی رستم کے سامنے ہی آئین دونون مین جان آگئی روح کو راحت قلب
کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے روکر کہا ای شہریار ایسا خلاف وقت تھا جو حضور سے
جدا ہوگئی جیسے صحرا بے ویران مین پھری راتین ہجر کی اُن جنگلون مین کاٹین کہ جہان
آب و دانہ ممکن نہوا دن اس پیچ و تاب مین گذرا تھا کہ زبان مین طاقت نہین کہ اُسکا ذکر کرین
آپکو دیکھکر بدن مین طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اب جو یہ کیفیت ہے

نظم

یار آیا ہوا احوال دل زار دکھاؤ
آ جاؤ بس اب راہ نہ ای یار دکھاؤ
فرداے قیامت کا نہ اقرار کرو جان
عاشق ہین بہت ایک تو جنکر کوئی مجھسا
عالم نظر آجاے بہار اور خزان کا

عیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
مشتاق ہون مشتاق ہون دیدار دکھاؤ
محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
بیشتے کی طرح بہشت مدیوار دکھاؤ
ہم زرد ہون تم پھول سے رخسار دکھاؤ

تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو — تن ڈھال ہو اور ابرو سے خنجر دکھاؤ
ہر دم متقاضی ہے یہی حسرت دیدار — پھر ایک نظر جلوۂ دیدار دکھاؤ
فرماتے ہو عاشق ہیں مرے تجھ سے ہزاروں — ایسا نہ زیادہ نہیں دو چار دکھاؤ
میں قبر سے بھی رنا یہی کہتا اٹھونگا — مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ

اسطرح بلک بلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور روئیں کہ رستم بیتاب ہو گئے فرمایا ملک شکار کو آئے تھے اتنے لشکر پڑے کہ آج تک مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہے سامان جادو بڑا اسے بد فاروق آئی ہے بیٹا اسکا میرا رفیق ہے لیکن اسی ساحرہ کے جبر سے فاروق دور رفیقوں کو گرفتار کرکے لیگیا مجھے اسقدر قلق ہے کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھایا دیکھیا مقابلے میں پڑا ہوں اسی فکر میں ہوں کہ تحفہ جات جدا کرکے رستم سے مقابلہ کروں اب تم آگئیں تدبیر ہو جائیگی شہرت نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہے کان پکڑکے اسکو بلا لونگی رستم ان دونوں کو ساتھ لیکر چلے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا آفتاب فلک سیر و جھلال سرکش گھوڑوں پر سوار مگر چہرے اترے ہوئے دو دو سو جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آقا کو سامنے دیکھا ادھر شہرت باتوں میں شرمائی ہوئی دمبدم کہتی ہے حضور بارگاہ میں چلیے یہاں کنارے ٹھہرنا مناسب نہیں کہ جھلال و آفتاب بھی آکر قدمبوس ہوئے اپنی اپنی مصیبتیں بیان کیں کہ حضور کبھی صحرائے ویران میں کبھی کانٹوں کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر زائچہ کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آقا سے ملاقات ہو ہم دونوں شکر کرتے ہیں کہ زندہ آکر حضور سے ملے وہ بلا ہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور کو بخیر و عافیت پایا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے شہرت نے دعوی کیا کہ وہ طبل جنگی بجوائیگا جب میدان میں آئیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلنے دونگی میں اسکو دیکھ بھالی ہونگی یہ خبر ہرکاروں نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرت دانا ہی سحر و آفتاب فلک سیر کا بیٹا و جھلال سرکش یہ چاروں سردار بڑی تباہی اٹھا کر اُنے رستم سے آکر ملے شہرت نے سامان کا دعوی کیا ہے سامان نام شہرت سنکر ٹھہرا گئی کہا

شہرت دختر نوصدار جادو یہ کیونکر طلسم کشا کی شریک ہوئی داقف کارون نے بیان کیا کہ
طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کرائے محیط وکیل نے
صلاح کرکے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیون میں پھنسے چارون سردار آوارہ ہوسے تھے
بڑی جفا مین اُٹھائین اب آکر رستم سے ملے سامان نے کہا ای فاروق یہ ساحرہ چیلا طلسم
ہفت پیکر ہین رستم کو سب سامان ممکن ہوچکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہو اب کد وکوشش
بیکار ہو اب ہماری خبر اُنکو ہوجائیگی اب وہ تدبیر کر لینگے اگر شہرت نے آکر بیابان مین سحر کیا تو پھر
سحر ملیگا مگر طبل بجواؤ اگر میرا دھوکا کھایا تو رستم کو گرفتار کر دونگی ورنہ ای فاروق تیری محبت مین اپنی
جان پر کھیلونگی فاروق نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا یہان یہ چارون سردار جب بارگاہ
رستم مین آئے ہوش وحواس درست ہوسے رستم نے ان چارون کو کھانا کھلوایا شراب وکباب
بخشش کیے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی فاروق نے طبل جنگی بجوایا ہو رستم نے
بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے تیاریان دونون لشکرون مین
ہونے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماک یلداقی طلاسے ہیں لشکر کا انتظام کر رہا ہو سامان جادو
رات کو اُٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر مین رستم کے آئی ایک نخل پر آکے بیٹھی مگر بشکل عقاب بیٹھی ہو آکر
نخل کے قریب سماک بھی موجود تھا اُسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہان سے آیا بیٹھنے سے عقاب
کے شاخ نخل جھکی سماک سمجھا کہ یہ ساحرہ ہو کنارے ہٹا ایک خدمتگار کی شکل بنکر نخل پر آیا
سامان نے جو خدمتگار کو آتے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماک بیہوش ہوکے گرا سامان نے نخل سے
اُترکر برق چمکائی کہ رنگ وروغن چہرے کا اُڑ گیا اب اُسنے سمجھا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہو سحر کرکے
سماک کو کنارے ڈالدیا آپ سماک کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانون نے جو
سماک کو آتے دیکھا پوچھا مہتر صاحب اسوقت کہان آئے سامان نے جواب دیا کہ مین نے سُنا ہو
کہ سامان فکر مین آقا کے آئی ہو مین قریب پلنگ کے جاکر پہرا دون یہ کہکے اندر آئی دیکھا کرسی پر
کلاہ ہفت گوشہ وتیغہ ہفت جوہر رکھا ہو زرہ ہفت جوش جسم پر ہو سامان نے کلاہ وتیغہ
اُٹھالیا منظور ہوا کہ جیفون شہرت کو تو اسکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ مین پڑی سو رہی تھی خواب
پریشان دیکھکر پریشان ہوئی اُٹھکر طرف بارگاہ رستم کے اُسوقت ہوچکی کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے للکارا کہ او ساماں میں نے پہچانا خبردار ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا ساماں آواز شہرت
سُنکر بھاگی شہرت نے پیچھا کیا پلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
و تیغۂ ہفت جوہر کوئی لیگیا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہو رہے
ہیں ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کریں میں جاتی ہوں ساماں کو گرفتار کرکے لاتی ہوں رستم
نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی ساماں بھاگی ہوئی جاتی ہی شہرت اُسکے تعاقب میں ہی فاروق
کنارے پر لشکر کے موجود تھا اُسنے ساماں کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں خیر تو ہی کہا حضور
میں کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب میں آتی ہی فاروق
نے کہا لاؤ وہ دونوں تحفے مجھکو دے جاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر فاروق
کو دے کہ شہرت آکر پہونچی ساماں پر برق بنکے گری ساماں کے دو ٹکڑے ہوئے فاروق
تو گھبرا کر پیچھے ہٹا شہرت نے ساماں کو مارکر کلاہ و تیغہ اُٹھالیا فاروق نے ہمراہیان
ساماں کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مارلو چار طرف سے جادوگرنیوں نے شہرت پر بلوہ کیا
شہرت نے سحر کیا کئی سر جادوگرنیوں کے سر اُڑ گئے کوئی منھ کے بل گری برق چمک رہی
ہی خنجر تلواریں گر رہی ہیں کہ شہرت نے دیکھا زمین تھرّائی نعرۂ رستم کی صدا آئی رستم آکر گرے
شہرت نے بڑھکر کلاہ ہفت گوشہ و تیغۂ ہفت جوہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر پر رکھی اور تیغہ
ہاتھ میں لیا نعرہ کرکے لشکر دشمن پر گرے کہ ماہی سحر کا نعرہ ہوا دونوں ملکر لڑنے لگیں مگر رستم
دونوں کو منع کرتے ہیں کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اُسکو بھروسہ تھا وہ قتل ہو چکی ہی شہرت
نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کریں جاروق کہ باغ میں ملکہ کے موجود ہی کنیزوں نے آکر
خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پہ آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہکر نکلا کہ آفتاب
مصروف جنگ ہیں غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت آکے پہونچا
کہ آفتاب و جہلال نے بھی آکر سحر کیا زمین کانپ رہی ہی آگ آسمان سے برس رہی ہے
فاروق بے حواس جنگ میں مصروف مگر گھبرا رہا ہوا ایک ایک سے کہتا ہی ساماں نے سامان
جنگ کرا دیا شب تیرہ و تار میں مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رفقا عرض کرتے
ہیں کہ مسلمانوں کو تو آسان ہی دیکھو ساحروں نے مشعلہائے سحر روشن کرلیں فاروق اس

حیرانی مین ہی کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برابر قیدخانۂ عیوق کے پہونچا نگہبانون کو مارا
عیوق کو قید سے رہا کیا لیکر خدمت رستم مین آیا فاروق نہایت حیران ہی کہتا ہی اگر بھاگتا ہون
تو جرأت مین فرق آتا ہی اور لڑتا ہون تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے مین آخر
فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اُسکے سائے مین پہونچا بیقرار ہوکر
آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اسوقت مدد کیجیے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوے ہی اور
جاروق میرے خون کا پیاسا رستم کو مجھسے کد ہی یا خداوندان تین اژدہون سے بچایئے اگر
مین نے عیوق و جاروق کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کریگا کس قیامت کا سحر
کرتا ہوا آتا ہی یہ جو فاروق نے بیقرار ہوکر کہا اُسوقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا ایک
طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندۂ خاص فاروق فریاد کر رہا ہی سامان
نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آ بچے اپنے بندے کو بچایئے ہفت پیکر نے آواز
دی یہان سے اُسی پہاڑ پر جاؤ جہانگیر جادو وہان رہتی ہی اُس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
کریگی وہ طائر اُڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی ای فاروق کیون
بیتاب ہوتا ہی اس درۂ کوہ مین جا جہانگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کریگی
فاروق یہ صدا سُنکر قریب درۂ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی ای جہانگیر جادو جلد میرے
پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہی پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا
اژدہے کا سر منھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیان سر پر گندھی ہوئین آواز دی ای فاروق کیا ہی
کیون اسقدر بیتاب ہی اسنے پکار کر کہا ای جہانگیر آفتاب فلک سیر و جلال سرکش اور
شہرت مرصع پوش و ماہی سحر وغیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہین لشکر کو میرے
تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اُس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ مین
سحر کرتی ہون یہ کہکے سر اندر پتھر کے کھینچ لیا اُسی پتھر سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہی آفتاب للکار کر فاروق
پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا مارا آفتاب نے سحر کرکے
تلوار چھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون کہ پہلے سے آواز آئی

کہ او بے ادب کیا کرتا ہی منم جہانگیر جادو بنت سے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد
کی میرے پہلو مین کھڑی ہی منع کر رہی ہی کہ فاروق کا ہاتھ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ
فاروق کی گردن مین ہاتھ ڈالدون اُس ساحرہ نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری آفتاب
غروب ہوا یعنے غائب ہوگیا جہلال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گذری کہ جو آفتاب
غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینڈے پر سوار اُسی طرح تلوار
ہلا رہا ہی جو قریب آیا اُسے قتل کیا ایک ساحرہ بہ صورت مہیب پہلو پر فاروق کے کھڑی
ہی جہلال نے بڑھکر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اُس ساحرہ نے گولے پر ہاتھ مارا کہ گولہ پھٹا
اُسمین سے ایک برق جہلال پر گری جہلال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور
سے دیکھا کہ جہلال و آفتاب قریب درۂ کوہ جاکر غائب ہوے جھک کر قریب آئی اُس ساحرہ
نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ای دختر کمیل تجھکو کیا ہوا کہ فاروق کی بربادی چاہتی ہی
درۂ کوہ مین تجھکو تیری ساحرہ الامان بلاتی ہین شہرت ان فقرون کو کب مانتی ہی کڑک کے
اُس ساحرہ پر گری کہ اُسکے دو ٹکڑے کردون جب گری زمین پر آکے دیکھا مین نے ایک اژدہے
کے دو ٹکڑے کیے اژدہا پڑا ہوا جل رہا ہی درۂ کوہ سے آواز آرہی ہی ای شہرت کمال سحر
حاصل کر و منم جہانگیر جادو شہرت نے سر اُٹھاکے دیکھا ایک تختۂ سنگ کلان پڑا ہی اُسمین سے
ایک ساحرہ سر نکالے ہوے للکار رہی ہی شہرت درۂ کوہ مین گھس گئی جیسے ہی اندر درے
کے آئی کچھ سوجھتا نہین انتہا کا اندھیرا ہی اُس ساحرہ نے اُف اُف جو کی شعلہ ہاے آتش
چمکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ منھ سے شعلہ ہاے آتش جو چھوڑ رہی ہی اُسی کی
درۂ کوہ مین روشنی ہی جھپٹ کر اُس پتھر پر آئی تیغہ کمر سے کھینچا قصد کیا کہ اسکا سر کاٹ لون
تلوار جو چمکائی تلوار سے ایک شعلہ بھڑک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے
جو دیکھا کہ شہرت بھی جاکر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درۂ کوہ کے پہونچی
دیکھا اُسی تختۂ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوے بر تین لشکر رستم پر گرا رہی ہی کئی ہزار
ساحرۂ غیر ساحر لٹ کر گرے فاروق کو آواز دی ای فاروق دشمنون کو مارے مگر ساحرہ کو
ماہی سحر دیکھکر گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو پتھر زمین پر

مارا چند شعلہ ہاے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختۂ سنگ کے چلا وہ
ساحرہ تڑپ کر ماہی سحر بگری اسکی آف سے دریاے سحر مین ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق سے
جو عیوق کو آتے ہوے دیکھا گینڈا اچکا یا عیوق جو قریب فاروق کے پہونچا عیوق نے چاہا
ہاتھ تلوار کا مارون زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہوگیا ایک آواز آئی اے
فاروق نہ گھبرانا بیٹا تمھارا بہ آرام قید ہی بعد فتح جنگ تمکو ملیگا جاروق نے جو عیوق کو غائب
ہوتے دیکھا کئی تیر فاروق پر مارے تیر جل جل کر گرے جاروق گینڈے کو بڑھا کر قریب
فاروق نہ پہونچا تھا کہ پہلو سے ایک کیدان نے آواز دی ای جاروق کہان جاتا ہی مجھسے مقابلہ
کر یہ کہکے جاروق پر ہاتھ مارا جاروق ایک پہلوان زبردست تھا بازو بچا کر کلائی پر کیدان
کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالا کہ اٹھا لون ایک برق چمکی سب کی آنکھین
خیرہ ہوگئین اور جاروق اس برق کے چمکتے ہی غائب ہوا سماک نے یہ خبر رستم کو پہونچائی کہ
اول جاروں ساحر افسران لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوے بعد اُسکے عیوق و جاروق
بوجہ سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوے اب اُس مقام پر سناٹا ہی یہ سنکر رستم کو بہت ناگوار
ہوا گھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار گھما رہا ہی جو قریب آیا اُسے نوک سے مار لیا
رستم نے للکار کہا او نامردان بزبانے تیرا کیا نقصان کیا مفت مین انکو قتل کرتا ہی فاروق کو
اوسی کھونٹی ہی للکار کر آواز دی کہ آب آئیے آپکے رفیق تو قید ہوے اب آپ باقی ہین رستم
کے جسم مین تحفہ جات طلسم نصب ہین تیغۂ ہفت جوہر چمکاتے ہوے قریب فاروق کے پہونچے
فاروق تلوارین مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہین کبھی چاہتے ہین کلائی پہ
فاروق کی ہاتھ ڈالدون مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہی کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہین پڑتا کہ دور کوہ سے
ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اسطرح جست کرکے آیا کہ فاروق کو تو پشت
پر لیا اور رستم پر حملہ کرنے لگا رستم کا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا رستم شیر جاتے ہین آس پکھڑ
جاتے ہین ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی کہ مین پشت مرکب سے گر پڑونگا رستم نے جھلا کر کود اپشت مرکب
پہ مانا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوے شیر سے لگے کر دونون پنجے مارے اس گمان پر

کہ زرہ وغیرہ نوچ لوں رستم نے دونوں کلائیاں شیر کی پکڑ کے ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا کئی شیر درۂ کوہ سے نکلے ہاتھ سے رستم کے مارے گئے شیروں کو مار کر رستم گھوڑے سے کود کے تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے طرف کوہ کے چلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ مہیب شکل عجیب و غریب سر ننگا لیے ہوئے کبھی سر کے بال نوچ کر طرف رستم کے پھینکتی ہے اور کبھی قہقہہ کر ہنستی ہے رقعین رستم پر گرتی ہیں مگر سحر تاثیر نہیں کرتا رستم درۂ کوہ میں گھس گئے ہاتھ سر پر ساحرہ کے مارا تلوار جو پڑی سر تو اُس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار نے تختۂ سنگ کو کاٹا زیر تختۂ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اُس دروازے میں قفل کلان لگا ہے اندر سے رونے کی آواز آتی ہے کوئی بلک بلک کے یہ اشعار پڑھ رہا ہے

نظم

ازل سے ملتی ہجران جو لکھی تھی مقدر میں
حلاوت زہر کی ملتی تھی مجھکو شیر مادر میں

میں کیا جانوں جسے کہتے ہیں کسکو آشیان کیسا
کھلیں آنکھیں تو میری آنکر صیاد کے گھر میں

بلند و پست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے
کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر میں

اگر دندان جانان کے مضامین کا خیال آیا
دم فکر سخن غوطے لگائے آب گوہر میں

جنون عشق کا مجنون سے پہونچا سلسلہ مجھ تک
چلی آئی امامت جیسے آل پیمبر میں

پری دیوانی ہو جاتی ہے تنکے چننے لگتی ہے
وہ سحر سامری ہے یار کی چشم فسونگر میں

بچائے تشنگی سے حشر کی ہم بادہ نوشوں کو
یہ قدرت کیا نہیں واعظ قسیم حوض کوثر میں

خیال اُس ور کے گھر کا جو اپنے گھر میں رہتا ہے
پری استادہ آتی ہے نظر مجھکو ہر اک در میں

شہادت کے لیے کافی ہے خون دامن قاتل
نہیں حاجت گواہوں کی ہمارے روز محشر میں

دہان یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
کسی نے چھوڑ دی ہے لال مچھلی حوض کوثر میں

گلا مجھ سخت جان کا کس مزے سے اُسنے کاٹا ہے
زیادہ دے ہے لذت اے قاتل تیرے خنجر میں

نہیں ہے گردش چرخ آسیا سان فیض سے خالی
جہان کو رزق پہونچاتا ہے گو رہتا ہے چکر میں

میں وہ شوریدہ طالع ہوں جسے آبادہ گر مجھ تک
شراب تند سرکہ ہو گئی گرتے ہی ساغر میں

پھٹکنے بھی نہ پائیں غیر صحبت میں کبھی اندر
اگر ہو جائے دخل اپنا ذرا بھی طبع دلبر میں

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ تو شہرت کی آواز معلوم ہوتی ہے رستم نے قفل دروازہ کا توڑا

اندر آکے دیکھا عیوق وجاروق تو اُلٹے لٹکے ہوے ہین تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئے ہین
اور آفتاب وجہلال وشہرت وماہی سحر فرش خاک پر بیٹھے ہین شہرت ہاے ہاے کے
رو رہی ہو ماران سیاہ جسم مین چارون کے لپٹے ہین صدمات عظیم پہونچاتے ہین رستم نے قریب
آکے ان چارون کی زبانون سے سوزنین نکالین ان چارون ساحرون نے زبان قابو مین
آتے ہی اسم سحر پڑھا کہ ماران سیاہ مرکر گرے رستم رہا کرنے مین عیوق وجاروق کے معروف
ہوے کہ بلو سے اُس قصر کے ایک اژدہا پیدا ہوا اُسنے چاہا کہ ان چارون کو منھ مین لیلون
رستم نے قریب آکے اُس اژدہے کے گلے مین ہاتھ ڈالا شل کر دیا اس کمینہ کے چیر کر پھینکدیا
عیوق اور جاروق کو بھی ہوشیار کیا یہ دونون قدمون سے رستم کے لپٹ گئے کہا اے شہریار
خدا آپ کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تاریک مین پہونچے کہ غلامون کو رہا کیا ورنہ تڑپ
تڑپ کے مرجاتے رستم ان چھون کو ساتھ لیکر بیرون درّہ کوہ آئے فاروق کھڑا ہوا انتظار رستم
کو جو پیدل آتے دیکھا جھپٹ کر جا پڑا تلوار کے سایے مین لیکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اُس
اندھیرے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ فاروق کی زبان سے آہ نکل گئی گینڈے سے
کود کر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروق سے کشتی ہونے لگی عیوق وجاروق تیغ لیے گرد
کھڑے ہین آفتاب فلک سیر نے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اسکے اندر کسیکو نہین آنے دیتا رستم فاروق
سے لڑ رہے ہین جب فاروق گردن پر ہاتھ رکھتا ہو یہ ریلا کرکے دوڑتے ہین فاروق جان لڑائے
رہا ہو سب لشکر والے ساکت ہوکر تماشاے جنگ دیکھنے لگے دونون لشکر والے جمع ہوے
تماشا دیکھ رہے ہین قضاے کار شیر مردم در زنجیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا چوبدست
ہلاتا ہوا بیچ مین پھاند پڑا کہا آفتاب چھوڑ دین مین اس مکار سے سمجھ لونگا رستم ہر چند کہتے ہین
اے برادر تم ہٹ جاؤ دیوانہ نہین مانتا چاہتا ہو آفتاب ہٹ جائین تو مین اس سے سمجھ لون جب رستم
نے نہ مانا تو ناچار ہو اشتر چیر کر رونے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ رو رہا ہو فاروق سے کہا اے
فاروق یہ وہی دیوانہ ہو جسکو تم گرفتار کرکے لیگئے تھے اس سے مقابلہ کروگے فاروق نے کہا
مین نے اسکی چوبدست چھین لی تھی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا تھا مین اب بھی لڑنے کو
اس سے موجود ہون رستم فاروق کو چھوڑ کر الگ ہوے کہا اے برادر تم کیون روتے ہو [illegible]

تمہارا موجود ہی اتنو شریر مردم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چوبدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق چوبدست کی گردش کو دیکھکر گھبراگیا شریر مردم در نے ایک
چوبدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام لون دونون کلائیان فاروق کی
ٹوٹ گئین دوسری چوبدست اُس شریر نے ماری کہ چوبدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گردن
مین گردن سینے مین سینہ زمین مین تھا لاش کا بنکر رہگیا دیوانہ فاروق کو مارکر اُسکی
فوج پہ جا پڑا دو چوبدستین مارین کہ فوج سے فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
ای طلسم کشا فریاد ہی وقت امداد ہی ہم بدل وجان اطاعت کرتے ہین رستم کے قریب دریۂ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسونڈا طرف رستم کے بڑھایا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونون ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونون ہاتھ سونڈ مین لپیٹے رستم نے دونون ہاتھون سے سونڈ کو
تھاما ایک جھٹکا مارا کہ مع زخرے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھاکر گرا اور پہاڑ بھی لرزاٹھے
گرا ایک دھوان پہاڑ سے نکلا اُس دھوئین سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیما ای رستم مجھکو
کیا پا سکتا ہو مین خدمت مین خداوند کی جاتی ہون معلوم ہوا کہ تجھپر سحر تاثیر نہین کرتا ہاتھی
وہ سحر تھا کہ دس ہزار کو پامال کرتا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنون نے ملکہ تجھکو زور دیا پہلے
اُسنے سمجھ لون تو پھر تجھسے سمجھونگی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد وقامت کی اژدہے پر
سوار اُڑی ہوئی جاتی ہی رستم نے لشکر لیتا یا عیوق کو ساتھ لیے ہوے قلعے مین آئے ملکہ
مغرور شیرین کلام کہ باغ مین دعائین مانگ رہی ہین کنیزون سے کہتی ہین آج کی جنگ بڑی
سخت ہی خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیما کو بھیجا ہو دیکھیے وہ ملعونہ کیا
آفت برپا کرے کہ کنیزون نے خبردی و ملکۂ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہین عیوق ساتھ ہی ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
ہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لیکر باغ مین آئین جلسہ آراستہ کیا شراب وکباب کا
چرچہ ہوا رستم نے کہا ای ملکۂ عالم مین اب صحرائے محیط مین جاونگا بسے شکار آیا تھا ان جھگڑون
مین پھنسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تمکو اس قلعے کا حاکم کرتے ہین عیوق و
جاروق انتظام لشکر کرین گے ہم انشاء اللہ پلٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگین کہا اے شہریار کنیز سے یہ زمانہ کیونکر گذریگا راتین ہجر کی کیسا ستائینگی نیند
کاہیکو آئیگی رستم نے اشک معزور سے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر مین کئی سال مجھکو
گذر چکے ہین اب اس صحرا مین پہونچا تھا جہان سے لوح قریب ہے مگر تم سے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
منظور تھا اسطرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہمکو مارا جانا فاروق کا بہت ناگوار
ہوا اُسنے کسیطرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتین ہو رہی تھین کہ دروازے پر باغ کے غل ہوا جلدار
دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہریار دیوانہ نے یہ جو سنا ہے کہ آقا پاس ترزک کے گئے تو وہ کہتا ہوا
آتا ہے کہ مین بھی ترزک لونگا کئی کنیزون کو نوچ ڈالا عیوق نے کہا غلام جاکر روکے رستم نے کہا وہ
کسی کے روکے نہ رکیگا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہے ایک کنیز کو بغل مین دبائے ہوا
دوسرا ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہے اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہین اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیون آقا سے سُرخ تو ترزک کو لیکر بیٹھا ہے اور ہم اکیلے
اپنے مقام پر رہین رستم نے دوڑکر ہاتھ تھاما دیوانے نے جنگل مارا کہ زرہ نوچکر پھینکدی رستم دیوانے
سے لپٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر کمر سے
نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا تو دیوانہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے
کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوسنے لگین کہتی ہین کہ حضور
اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہان ہے ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنون کو مار ڈالے
ایسا بیخوف رہتا ہے کہ بالکل پاس نہین کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رکھتا ہے
ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جاروق منتظر ہوے ملکہ شہرستان
نے عرض کی اب حضور طرف صحراے محیط کے چلین بعنایت پروردگار لوح کی تدبیر کیجیے اب
تامل بہتر نہین سردارون نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہے کہ طرف صحراے محیط کے جائین اور لوح کو
حصول کرین لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندی قدرت سے
لشکر طلسم کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر مین آنا دشوار ہے ہفت پیکر خوشی کر رہی
ہے کہتا ہے ای بلند پرواز کیا کہنا کیسی خوبصورتی سے تمنے لشکر طلسم کشا کو آوارہ کیا اب طلسم کشا
لشکر مین نہ پہونچیگا محیط بھی یہ خبر سنکر آئی عرض کی کہ مین نے سنا ہے لشکر طلسم کشا تباہ ہو گیا صحرا

مین مارے مارے پھرتے ہونگے ہفت پیکر بھی خوش ہوا کہا ٹھیک کہتا ہی میرے پاس ایسے ایسے
ساحر ہین وہ کام کرین کہ کسیکو خبر نہ ہو کیا خوبصورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فرداً فرداً
گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ چلی آسمان پر نعرہ ہوا منم جہانگیر جہان پیما جہانگیر آکے پہونچی
ہفت پیکر نے پوچھا ای جہانگیر کیا ہوا جہانگیر نے کہا مین نے بکار کی فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
کل ساحرون کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اس سے مین ناچار ہون اسنے
اپنے سردارون کو رہا کیا مین نے وہ وہ سحر کیے کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا کیسی
سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب ٹھہرونگی تو قتل ہو جاونگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لیلیا اب
طرف صحراے محیط کے جانے کا ارادہ ہی کمیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارکے
کہا کیون جہانگیر نور جلبیدۂ خالص قدرت جو فاروقیہ مین رہتی ہین انپر کیا گذری جہانگیر نے
کہا قدرت انکا حال نہ پوچھیے انکی ذات سے طلسم کشا کا غلغلہ و شان بڑھا اب ذرا دین پناہنگی
تا بہ صحراے محیط پہونچا دینگی ہفت پیکر نے کہا ای جہانگیر ہوسکتا ہی کہ مغرور شیرین کلام کو
یہان لے آ جہانگیر نے کہا یہ کچھ بات نہین لیکن جہان مغرور کو رکھیے گا ما عیار یا سردار خبردار
ہو جائینگے ہفت پیکر سمجھا کہ جہانگیر ایسی ڈری ہی کہ اب لشکر رستم مین جانے کا ارادہ بھی
نہین کرتی کہا کیون بلند پرواز تمنے جو سحر کیے اسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کہ جیسے
سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھرے اب آپس مین کہنے لگے پھر سحر کرونگی کہ طلسم کشا گھبرا کے
طرف صحراے محیط کے نہ جائیگا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے سرخیل جادو کو بلاؤ بلند پرواز
تمنے آواز دی تو اسرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہین یہ آواز دیتے ہی زمین تھر تھرا کر پھٹی
ایک مقام پر غار ظاہر ہوا زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے ایک ساحرہ نے زمین سے سر
نکالا زمین سے نکلتے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیون یاد
فرمایا ہفت پیکر نے دیکھکر آواز دی ای سرخیل نور جلبیدۂ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
مین تھی وہ شریک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اس سے خوف ہی کمیل جادو اسکو بہت
مانتی ہی ایسا نہ ہو کہ تا بہ صبح پہونچا دے اسکمیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو
اٹھا لا باغ دلکشا مین قید رکھنا وہان کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکشا کا قصد کریگا گرفتار مصیبت

ہو گا سرخیل نے کہا کنیز ابھی جاتی ہی بی مغرور کو بٹھائے لاتی ہی قدرت نے جو مجھکو تجویز کیا فخر کا مقام ہی کہ قدرت کسی کا رضروری کو لونڈی سے کہیں اور مین تامل کرون یہ کہکر سرخیل نے پری وار پیدا کیے طرف ملک فارو قیہ کے چلی یہان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران لیکر قلعے سے باہر نکلے ہین مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ مین سرفراز فرمایئے دعوت کو قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہی رستم نے قبول کیا شب کو ملکہ مغرور شیرین کلام نے باغ مین روشنی کرائی ملکہ شہرت دماہی سحر سب معشوقین ایک جلسے مین جمع ہین نہنگ بحری نے ملکہ مغرور سے کہا آج سمک کو گوایئے ملکہ مغرور نے کہا اوسمک کچھ گاؤ سب تمھارے مشتاق ہین سمک نے کہنے سے ملکہ کے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی جلسہ کے گائی نظم

موت آئی راستے مین مُسے بھٹک گیا
قاصد مرا نہ ایک بھی دلدار تک گیا

دل ایک ساغر مے اُلفت سے چھک گیا
کم ظرف مثل جام لبالب چھلک گیا

اوس رند شوق جامہ دری پھر چمک گیا
پھر ہاتھ رفتہ رفتہ گریبان تلک گیا

پھر دل مین گھر کیا ہی کسی رشک ماہ نے
دو چار دن سے داغ جگر پھر چمک گیا

پھولا جو آمد آمد گلرو سے باغ مین
مارے خوشی کے پیرہن گل مسک گیا

اُس گل کی شل گل سے بھی نازک کلائی ہی
گجرا جو پہنا پھولون کا پہونچا لچک گیا

ٹھنڈی دی نسیم نے میرے مزار پہ
باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا

گلشن مین آکے آگ لگا دی بہار نے
انگارے کی طرح سے ہر اک گل دہک گیا

کہین عاشقون سے اتنی ترش رو ئیان بھلا
شیرین لبون کے چہرون سے آخر نمک گیا

سونپا زمین کو مجھکو مرے پردہ پوش نے
پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا

یارب بہار گلشن ہستی بہار ہے
بلبل ہزار رنگ مین آکر چہک گیا

صیاد تیرے دام سے آسان تھا چھوٹنا
مشکل یہ ہی کہ تجھ سے مرا دل اٹک گیا

برباد کر کے خاک مین مجھکو ملا چکا
اچھا غبار دل سے ترے ای فلک گیا

انگڑائیان جو لین مرے اُس تنگ پوش نے
چولی نکل نکل گئی دشا دمسک گیا

سوچا جو رند دل مین مآل شگفتگی
رو یا مین غنچہ باغ مین جو دم چٹک گیا

یہان آن پر غزل سمک نے گائی سارے لشکر مین طلسم کشا کے جشن ہی ہر مقام پر گانا ہو رہا ہی
سرخیل جادو جو آئی لشکر مین عجب گہما گہمی دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہی عیوق لباس فاخرہ پہنے
ہوئے انتظام کرتا پھرتا ہو اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بنکر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی
اور عیوق کو آواز دی ای شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین عیوق نے اپنے
ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ مین لاکر عیوق پر سحر کیا
کہ عیوق بیہوش ہو کر گرا عیوق کی شکل بنکر باغ مین آئی سمک گا کے اٹھا ہو کہ اتو سرخیل
نے سمک کو پہچانا اور کنیزون کی زبانی سُنا کہ یہ عیار طلسم کشا ہو محفل سے گا کر آیا ہی سرخیل
بشکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے جھکر سلام کیا کہا ای شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
دیکھیں تمسے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا ای سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آقا
تمکو برائے حفاظت ملکہ چھوڑتے ہین سرخیل باتین کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن مین لائی بیہوش
کر کے اُسکو ڈالدیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضائے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی
پھرا ہیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہان ہین سبنے کہا ایک کنیز ملکہ
کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کدھر سے لیگئی سبنے کہا نخلستان کی طرف سے لیگئی شہرت
جو اُس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہی شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھین
کون یہان ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلانے آئی تھی وہی بیہوش کر کے
ڈال گئی شہرت وہان سے جھپٹی اُسوقت باغ مین آئی کہ سرخیل بشکل عیوق بنی تھی سمک
کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے للکارا او مکارہ تو کون ہی ای سمک اپنے کو بچا نا یہ بشکل عیوق
کوئی ساحرہ ہی عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت
نے گولہ کا تما کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق سرخیل پر گری مثل بید کانپنے لگی
سحر چہرہ سے اُترا دیکھا ایک ساحرہ ہے کھڑی کانپ رہی ہو شہرت نے پوچھا تو
کون ہی کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہی قدرت نے برائے
گرفتاری مغرور بھیجا ہی عیوق کو بیہوش کر کے یہان تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو
گرفتار کرون شہرت نے کہا ای سرخیل جا کر کوہ زرنگار رنگ پر تہلکہ ڈالدے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا یہ کہکے ایک بیلے کا ہار گلے سے اُتار سرخیل کے گلے مین
ڈالدیا جو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی سمک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک
ساحرہ کو گرفتار کیا ہی اب وہ ساحرہ اُسکے قبضے مین ہی کہہ رہی ہی جو کہیے وہ بجالاؤن رستم و
مغرور اُٹھکر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہی شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر
فکر مین ہی کہ ملکہ کو گرفتار کرائے مین سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی
ہون وہان جاکر ہنگامہ برپا کریگی مغرور نے کہا ای شہرت تمنے بڑا کام کیا بڑے وقت
پہ پہونچین نہین اب یہ سمک کو گرفتار کرکے بصورت سمک محفل مین آتی کسی حیلہ سے
بلا کے گوشے مین لیجاتی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا ای سرخیل جو تیری آرزو
تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہی سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہی جو آپ ارشاد کرین
وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل اگر ہوسکے تو یہان سے
کوہ زنگار رنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کرکے لاؤ سرخیل بہت خوب کہکے پلٹی غصہ
مین طرف کوہ زنگار رنگ کے چلی قضاے کار راہ مین اسکا بلغ ملا میلاد جادو شوہر
اسکا کنیزون مین بیٹھا ہوا کہ رہا ہی آج کیا باعث ہی کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہی
کہ سرخیل آکر پہونچی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ سرخ تیغ کھنچا ہوا ہاتھ مین ہفت پیکر کو
گالیان دے رہی ہی میلاد نے کہا کیون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو اُنکو ایسے کلمات
کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات ہین جو کوئی مراد مانگتا ہی وہ اُسکی مراد پوری کرتے
ہین تمنے قدرت کو کیون برا جانا معلوم ہوتا ہی اچھی طرح نہین پہچانا سرخیل نے کہا وہ جھوٹھا
دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا ہی خلقت کو برگشت کر رہا ہی ملکہ شہرت نے حکم دیا ہی کہ ہفت پیکر
کا سر لاؤ مین سر لینے جاتی ہون اگر تمھین دعوی ہو تو روکو کہ ایک آندھی چلی کیا د جادو بھائی
میلاد کا آکر پہونچا اُسنے جو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا مین اسکو گرفتار کیے لیتا ہون
ورنہ کوہ زنگار رنگ پر جاکر یہ قیامتین برپا کریگی قدرت کو ستائیگی کسی کے روکے نہ رکیگی
آخر کو شراب مین بیہوشی ملائی کیاد نے کہا بھابھی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے جام
ہاتھ مین لیا گلے مین جو موتیون کا مالا پہنے ہی اُسکا جو عکس جام پر پڑا شراب شعلہ بنکر اُڑگئی

سرخیل نے کہا او مکار اس شراب مین کیا تھا شوہر ہان ہان کرکے اُٹھا سرخیل نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا ایک سڑا کا مارا موتی جو اسپر پڑے معلوم ہوا گولہ آہن مارا سر میلاد کا پھٹ گیا کیاد بد باطن کہ اسم بامسمے ہی تحسین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھکر ہوش اُڑ گئے ڈرا کہ مین نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی نہین معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہی اُسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہی ایسا نہو مین اسپر سحر کرون اُلٹا میرے گلے پڑے تو مشکل کی بات ہی خوشامد کرکے سرخیل کو بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا تمھارے مالک کو اس ظالم نے مارا مین سحر کرتا ہون کمندین مار کر پکڑ لو اس عذاب الیم سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر روئین اور مجھکو ترس نہ آئے اسنے شوہر کو بیخوف مار ڈالا کچھ خیال نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہمدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کسقدر اسکو چاہتا تھا وہ یہ کہکے اُٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبدہ ہوا کہ شراب جام سے اُڑ گئی کیاد نے باتون مین لگایا چپکے چپکے سحر کرنے لگا کنیزون نے چہار طرف سے حلقہ ہائے کمند مارے کہ سرخیل جادو بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزون کو مارا مگر کیاد نے فوراً زبان مین سوزن دیدی اور وہ ہار گلے سے اُتار لیا قفس مین بند کرکے لیچلا خیال ہو کہ خدمت مین قدرت کی لیچلون پھر سوچا کہ آج اپنے باغ خارستان مین قید کرون پہلے قدرت سے جا کر عرض کرونگا پھر جیسا حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا قفس مین بند کر لیا زبان مین سوزن دی اور وہ ہار اپنی جھولی مین کھا ایک باغ ویران مین لیکر آیا کیاد کا سپہ سالار بیداد سرکش اسکو قفس دیا کہ کسی نخل مین لٹکا دے سامنے ایک درخت ببول کا تھا اُسنے قفس کو اُسمین لٹکا دیا رات کو کیاد نے بیداد سے کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے بیداد کھانا لیکر آیا بیداد نے کہا اے سرخیل اگر تو مجھکو قبول کرے تو مین تجھکو قید سے رہا کر دون سرخیل نے کہا اے بیداد تجھکو معلوم ہی کہ وہ ہار کیاد نے کہان رکھا ہی اُسی پر ہار جیت ہی بیداد نے کہا اُسکی جھولی مین ہی اگر کہیے تو مین نکال لاؤن سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیداد سرکش رات کو جوش محبت مین سرخیل کی سرھانے کیاد کے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر پاس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے مین اُسکے پہنا دیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے مین سرخیل کے آیا وہی جوش و خروش تھا

کہا ای بیداد جادو سامنے سے دور ہو کیون شامت آئی ہی بیداد سرکش منت کرنے لگا
چاہا گلے مین ہاتھ ڈالون سرخیل نے وہی ہار مارا کہ سر بیداد کا پھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا
بلند ہوئی کیاد کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چل رہی ہی اور آواز آرہی ہی کشتی مرا نام مین
بیداد سرکش ہو وکیاد جھپٹ کر چمن مین آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہی لاشہ بیداد
سرکش کا سامنے پڑا ہی پکار کر آواز دی ای سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا سرخیل
نے ہار گلے سے اتارا کیاد سامنے سے بھاگا سرخیل للکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ او بھیا ٹھہر جا
کہان بھاگا جاتا ہی تو نے مکر کر کے مجھکو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سامنے آگیا
بھاگا ہوا جاتا ہی سرخیل جوش مین آنکھین ابلی ہوئی پیچھے کیاد کے جاتی ہی کیاد کے ذہن مین
آیا خدمت مین قدرت کی چلون شاید وہان جان بچے شب کا وقت ہی آخر کی رات کو وہ
رنگا رنگ پر تصویر سنگی سے نکلکر ہفت پیکر بالاے کوہ بیٹھا ہی گرد کنیزین سیر صحرا کر رہا ہی کہ
دیکھا سامنے ایک جادوگر بھاگا ہوا آتا ہی ہفت پیکر کو دیکھکر فریاد کرنے لگا کہ یا خداوندا بندے
کو ہاتھ سے سرخیل کے بچائیے ہفت پیکر حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی گوشۂ کوہ پر آکر کیاد اترا جا بجا کہ
دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن کہ بوے خوش دماغ مین آئی سب مست ہوگئے کنیزین ہفت پیکر
کی جھومنے لگین کہتی تھین آج قدرت نے دروازہ بہشت کا کھلوا دیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
مین نیمچہ کھنچا ہوا اور ایک ہاتھ مین ہار۔ ہار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیاد کے پہونچی کیاد نے چاہا
بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤن سرخیل نے ہار کا عکس ڈالا کہ کیاد کے پاؤن زمین نے
تھام لیے سرخیل نے برابر آکے ایک سڑاکا مارا کہ سر کیاد کا پھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
دی او ہفت پیکر مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزان
ہفت پیکر دوڑین کہ سرخیل کو روکین جو کنیز قریب پہونچی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کسی کا
سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چور چور ہوا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سامنے سے بھاگین
اب سرخیل طرف ہفت پیکر کے چلی کنیزین دور سے لپٹا لپٹا کر رہی ہین کوئی قریب نہین جاتی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہین رکتی پکار کر آواز دی ای اژدر کوہ نشین اس ظالم کو لینا
بڑی بدعت پہ کمر باندھی ہی میرے سامنے آکر کیاد کو مارا مجھ بادولت کا خیال نہ کیا اسے

بھیجا ہمنے تجھے کس کام کو بھیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت مین پھنسی ہفت پیکر تو یہ باتین
کرتا ہو لیکن سرخیل کلمات سخت کہ رہی ہو کہتی ہو او مکار دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہو اب تیرا
انقلاب ہی تین پہاڑ ویران ہوے اب جو یہ چار کوہ باقی ہین انپر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے
بھاگنے کو رستہ نہ ملیگا ایسے ایسے لوگ طلسم کشا کے شریک ہین کہ راستے تیار ہے ہین لوح کو
دلوائینگے تم بھاگ کر طلسم مین جاؤگے سارا خدائی کرنا بھولوگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی چاہا
ہفت پیکر پر ہاتھ ڈالون کہ زمین شق ہوئی ایک اژدہا آگ منھ سے چھوڑتا ہوا زمین سے نکلا
اُس اژدہے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتیون کا ہار مارا اژدہا تھرا گیا کانپ کر
دم کھینچا کہ سرخیل گری ہار اسکے ہاتھ سے چھوٹا ہار الگ گرا سرخیل کو اژدہے نے
منھ مین لے لیا ہڈیان تک چباچبا کے کھا گیا پھر اُسی طرح زمین مین غائب ہوا ہفت پیکر
نے کہا کیون صاحبو تمنے ظہور قدرت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند زمین
و آسمان سب آپکے حکم مین ہین جسکو جہان سے حکم دیا وہین سے پیدا ہو گیا اژدہے نے کلکر
اس بے ادب کو کھا لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اُٹھا یا پوچھا تو کسکا سحر ہو سرخیل کو کسنے دیوانہ
کیا پھول شگفتہ ہوے طفلان غنچہ نمون فغان کرنے لگے غنچون نے آواز دی یا خداوند یہ سرخیل
برائے گرفتاری مغرور شہرین کلام گئی تھین اور سحر کرتی پھرتی تھین تدبیر مین تھین کہ دختر قدرت
کو لے اُڑین شہرت مرصع پوش دختر تکمیل آگاہ ہوئی اُسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھیجا یہ کہکر
کہ قدرت کا سر لاؤ پھر راہ مین اُفتادین پڑین کیا دے لکر سے سرخیل کو قید کیا تھا پیدا دنے
عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو مارا بعد اُسکے پیدا و سرکش کو موت آئی
یہان آکر کیقباد کو مارا غنچے یہ کہ رہے تھے کہ پھول جیسے شعلہ ہاے آتش نکلے غنچے و گل تو سب
جلکر خاک ہوے ہفت پیکر نے کہا صاحبو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال جاکر اپنے کو جلا دیا
کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونڈیان جانتی ہین جبکہ
سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موے سر مین باندھ لونگا ایسے مقام پر قید کرون کہ جہان
ہوا کا گذر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہین کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی
جسکو چاہین گرفتار کرین اور جسکو چاہین رہا کرین ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

شہنشاہ ماہ تابان کو شکست ہو رہی ہی آمد شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہی اپنے مقام سے اُٹھا اُسی تصویر سنگی مین داخل ہوا دیکھا دیہات و قریات سے زمیندار ہزارہا گنوار ڈفلیان بجاتے ہوے آتے کوئی نخل کے سائے مین ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کمبل تان رہا ہی کوئی خیمہ استادہ کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چولھے بنائے مٹھائی بننے لگی پہر دن چڑھتے چڑھتے سارا میلا آراستہ ہوا کچھ نازنینان مہ جبین کسبیان دیہات کی جمع ہوکر آمن زیر کوہ آکر سازندون کو اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے سب ملکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

چمن مین آمد آمد ہی خزان کی
عبث بلبل نے طرح آشیان کی

خوشی آئی ہو انھین اب وضع بانکی
کمر پر رہتی ہے کاکل میان کی

کرے گی دیکھیے کس کس کو سیدھا
یہ ٹیڑھی وضع تیری بانکی بانکی

بڑی منحوس ساعت مین پھنسے تھے
کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی

تن خاکی سے نکلے بھی کہین روح
پہونچ جائے یہ مٹی ہو جہان کی

عدم کا قافلہ کیا جلد گذرا
نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی

پھنسا کس پیچ مین او عشق پیچے
عبث تقلید کی زلف بتان کی

الٰہی جلد لے چل اس مکان سے
چھٹی ہی سیر جیسے لامکان کی

اُسے دھوکا تھا بازی مین پری
لگا کر تیر کو خاطر نشان کی

شب فرقت مین نیند آتی ہی کس کو
شکایت تا سحر ہی آسمان کی

نہ آئینگے مین مین سیر کو بھی
اگر مرضی نہین ہے باغبان کی

اگر وہ ماہ پیکر ہم سین جھولے
ہنڈولے مین ہو گردش آسمان کی

دماغ جان کیا تازہ صبا نے
جو وادہ کاکل عنبر فشان کی

ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی
کرون کس منہ سے تعریف اس دہان کی

جو کیفیت اُٹھایا چاہو اے رند
تو خدمت کیجیے پیر مغان کی

تصویر سنگی سے آواز آئی ای ہمسر زہرۂ فلک اپنے کو لشکر طلسم کشا مین پہونچاؤ جس طرح ہو سکے سرداران طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ تمھارا مرتبہ بڑھایا جائیگا زہرۂ فلک کا مرتبہ ملیگا آج سے

تمکو یہ خطاب دیا خاک قدمون کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چند نازنینان مہ جبین بالائے
کوہ آئین خاک پاسے تصویر پیکر زبان پر رکھی سب اکٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈولیون
مین سوار ہو کے سازندون کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہرت
نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجیے یقین ہے کہ سرخیل جو جائیگی فتور
برپا ہوگا ہفت پیکر ضرور فکر کریگا لشکر تو اسی مقام پر اترا ہوا ہی یہ طوائفین لشکر مین آ ترپردے
اٹھا دیے مجرے شروع ہو گئے غزل ہائے عاشقانہ گا رہی ہین لشکر کے کمیدان رسالدار صدہا پیش
لشکر جو آئے بلا تکلف انکے خیمون مین چلے گئے جیسے خیمے مین آیا وہ باہر نہ نکلا قضائے کار صبح کا وقت
ہی یہان تو بھیرویں گا رہی ہین جہلال سرکش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا مین جاتا ہی کہ
گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ پڑا خدمتگارون سے پوچھا یہ آج کون گا رہا ہو خدمتگارون نے
عرض کی کہ آج چند کسبیان آئی ہین وہی گا رہی ہین جہلال سامنے آیا وہ جو نازنین گا رہی تھی
اُسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگون کے اشتیاق مین دور سے آئے ہین جہلال بلا تکلف خیمے
مین چلا گیا خیمے مین جا کر غائب ہوا خادم چند ساعت کھڑے رہے آخر پلٹ آئے طلسم کشا دربار مین
بیٹھے ہین سر اٹھا کر دیکھا جہلال کو دخل پر نہ پایا اور چند کمیدان رسالدارون کے دخل بھی
خالی پڑے ہین فرمایا آج کیا باعث ہوا کہ جہلال دربار مین نہین آسکا ای آفتاب ذرا جا کر دریافت تو
کرو کہ اُسکا مزاج کیسا ہی جو نہین آیا اور یہ چند کمیدانون اور رسالدارون پر کیا گذری کہ دربار مین
نہین آئے آفتاب فلک سیر طرف بارگاہ جہلال کے چلا راہ مین گانے کی آواز جو کان مین
آئی پھر کر خادمون سے پوچھا خادمون نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر در خیمہ پر آیا جو کہ
نازنین گا رہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اُٹھی کہا آئیے تشریف لائیے ہم آپکے مشتاق ہو کے
دور سے آئے ہین آفتاب کا دل دھڑکا لیکن اُس نازنین نے اس ادا سے آنکھ ملا کر کہا کہ
آفتاب بیقرار ہو گیا بلا تکلف خیمے مین آیا خیمے سے پھر نہ نکلا خدمتگار کھڑے کھڑے چلے گئے رستم
نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب پلٹ کر نہ آیا تو شہرت سے کہا ای ملکۂ عالم دیکھا تمنے
آفتاب جہلال کو بلانے گیا تھا خود بھی پلٹ کر نہ آیا شہرت نے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اُٹھا کے جواب دیا کہ ای شہریار خود بخود دل کو دھڑکن ہی آفتاب و جہلال افسر نظر

تامی اور چند کمیدان ورسالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہی ہفت پیکر نے
کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پردے میں آئے ہیں نہنگ بحری یہ کہکر
اُٹھی حضور کنیز جاکر دریافت کرتی ہی بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اُسطرف آئی جسطرف وہ مجرا
کررہی ہیں آواز سُنکر نہنگ بحری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گا رہی ہی دوکانداروں نے
بیان کیا آج کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہ ہر وقت مجرا کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر
سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بحری خیال میں ہی کہ جاکر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر
سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچکر دروازے پر خیمے کے آئی دیکھا سازندے ساز بجا رہے
ہیں ایک مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن تانیں لگا رہی ہی
نہنگ بحری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صدائے دلفریب کھینچ رہی ہی اُس نازنین
نے اشارہ کرکے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپکے مہمان ہیں آب بودم پھر بیٹھیں گی ہم سرفراز
ہونگے نہنگ بحری خیمے میں آئی جو سب پر گذرتا تھا وہ اسپر بھی گذرا صبح کو دربار میں جب
طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر جہلال و آفتاب و نہنگ بحری و چند کمیدان
ورسالدار بھی نہیں آئے فرمایا ای شہرت دیکھو نہنگ بحری کہکر گئی تھی وہ بھی واپس آئی
شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہی خدمتگاران آفتاب و جہلال سے پوچھا کہا
کہ حضور چند کسبیاں کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کمیدان ورسالدار اُنکے خیمے میں جاتا ہی پھر
واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہی ماہی سحر اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ ای شہنشاہ
حضور تامل کریں میں بخوبی دریافت کرکے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہکر بیرون بارگاہ آئی
کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور تدبیر سے جاؤنگی
یہ کہکے دونوں پاؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی قریب اُس
بارگاہ کے پہونچی گانے کی آواز کان میں آئی بیقرار ہوگئی چاہا تڑپ کے زمین سے نکلوں لیکن
سحر کرکے اپنے کو روکا اندر ہی اندر اور آگے بڑھی دیکھا زیر خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے
اُسکے دروازے پر ایک اژدہا بیٹھا ہی ماہی سحر قریب اُس اژدہے کے آئی اژدہا مثل انسان
کے گویا ہوا کہ ای ماہی سحر یہ قید خانۂ زہرۂ فلک ہی یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اژدہے کی

سنکر گھبرائی جواب دیا اس قیدخانے مین کون قید ہی اژدہے نے کہا ہم قیدیون کی کام سے نابلد
اور نام سے آگاہ بھی نہین ہین ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے ہٹ جا ہم اندر جاکے دیکھ لینگے
اسطرح جلاکر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو مجرا کر رہی تھی اُسکے کان مین آواز آئی سازندون نے
کہا لو غضب ہوا ماہی سحر برابر قیدخانے کے پہونچ گئی اژدر سمجھا رہا ہی وہ نہین مانتی مین جاکر
سمجھا دون ماہی سحر چاہتی ہی کہ اپنے کو قریب اُس دروازے کے پہونچائے کہ چھپاکے کی
آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہی پکارتی ہوئی ای ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہی تمہارے
جانے کا کام نہین میرے پاس آؤ یہ کہکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو
اُڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اوڑھا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اوڑھا سر جھکا کر کہا
ہوا جو کہو وہ بجا لاؤن اُس نازنین نے بڑھکر وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا جہلال و
آفتاب وغیرہ مجلس سردار مسلسل بطوق بیٹھے ہین اُس نازنین نے ماہی سحر سے کہا تم بھی
انکے پاس جاکے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اژدر حشیم سے کہا بہت ہشیار
رہنا اگر یہ پلٹ جائی تو شہرت آفت برپا کرتی یہ کہکے جست کی اپنے مقام پر آئی بیٹھ کر گانے لگی
یہان رستم کو تردد ہوا شہرت سے کہا او صاحب ماہی سحر بھی گئی شہرت نے کہا اب مین بیچ
سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر رکی رکتی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا
سانحہ ہوا آج مین شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آکے
ہومخانہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھکر سحر کرنے لگی آواز دی ای غائب جادو آج اپنے کو
ظاہر کر پہلے سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کہتا ہوا آیا شہرت نے کہا ای غائب جادو
دریافت تو کرو کہ ان لوگون پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و جہلال وغیرہ کہان ہین یہ سنکے غائب
نے دونون بازون زمین مین مارے غرق زمین ہوا شہرت سحر کر رہی ہی پھر پکار کر آواز
دی ای غائب اپنے کو ظاہر کر وہی ساحر پھر آیا دیکھکر عرض کی حضور لولی فلک کو ہفت پیکر
نے بھیجا ہی اُسنے آکر سحر کیا ہی آفتاب و جہلال وغیرہ قید ہوگئے زیر زمین ایک قصر ہی اُسمین
سب قید ہین اب دو چار روز مین وہ کوچ کریگی قیدیون کو لیجائیگی اگر جلد کوشش کی تو شاید رہا
ہون ورنہ بُرے قید ہوئے ہین سحر کامل مین مبتلا ہین شہرت یہ سنکر اپنے مقام سے اٹھی اول خدمت

طلسم کشا مین آئی عرض کی ای شہریار بولی فلک باز ہرۂ فلک کیطرف ایک ساحرہ کامل و اکمل سحر مین طاق شہرۂ آفاق اُسنے آکر سب کو سحر مین پھنسا یا زیر زمین کوئی قصر ہی اسمین قید مین یہ جاتی ہون لیکن کہ سحر مین وہ مجھسے زیادہ ہی مگر جاتی ہون جو اقبال آپ کا یاور ہوا اور طالع آپکے مددگار ہوے اور مین نے زہرۂ فلک کو گرفتار کرلیا تو قیدیون کو رہا کیا اور جو کنیز واپس نہ آئی تو ذی سماک اسکا خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار مین سمجھکے نکلنا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فتور ہوتا ہی یہ سرداربھی جو قید ہوگئے سحر سے انکا حال تجھپر کھلا بڑی بلا کی جادوگرنی آئی ہی آفتاب فلک سپر ایسا ساحر جہلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر پھنسے سماک کو بخوبی سمجھاکر شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار مین پہونچی تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی اہالی بازار سے پوچھا یہ کون گارہا ہی اہل بازار نے بیان کیا کہ ہفتہ گذرا چند طائفے ہمارے لشکر مین آئے ہین وہ آٹھ پہر گایا کرتے ہین شہرت کو یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پرآکے دیکھا ایک خیمہ زربفتی استادہ ہی اور ایک نازنین نہایت حسین گارہی ہی شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی شہرت سے آنکھ ملاکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم تشریف لائیے سبح کا وقت ہی ایک جیر بیٹھنے اسوقت تک شہرت کے ہوش درست ہین وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا ہم تیسے بہنا پا کرتے ہین اُسنے دوپٹہ اپنا اُتارکر شہرت کو اُڑھایا شہرت کا دوپٹہ آپ اوڑھ لیا اب شہرت کے ہوش درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندون کو اُس نازنین نے اشارہ کیا اُنھون نے ساز درست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملاکر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جو غیرون سے ہین یہ اشارے تمھارے
بنے گی دشمن ہمارے تمھارے

نہین طور اگلے سے پیارے تمھارے
نئے اب ہین انداز سارے تمھارے

وہ دیکھے کن آنکھون سے عدو بدی کو
جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے

یہی قول و اقرار باہم ہوے تھے
تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے

نکلنی نگاہ دم جو پہلو سے سرکے
مری زندگی ہے سہارے تمھارے

تجو قول سے اپنے پھرتے ہو ناحق
خدا درمیان ہی ہمارے تمھارے

چلے تیغ ابرو تو کاٹون گلے کو +
سمجھنے لگا ہون اشارے تمھارے

نہ مانونگا ہرگز نہ مانونگا ہرگز — بس اب عذر بیجا ہین سارے تمھارے
مین سب سُن چکا ہون نہ دو مجھکو جھینٹے — جو ہین شغل دریا کنارے تمھارے
مرا جذب الفت تمھین کھینچ لایا — اثر کچھ ہوا دل مین پیارے تمھارے
قسم سُرمگین چشم کی کھا چکا ہون — نہ بولونگا مین بے پکارے تمھارے
ق
ہوا اب تو بے پردہ رازِ محبت — چھپا کب چھپائے سے پیارے تمھارے
ہوے عشق مشہور شہرون مین جانی — تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
ادا ناز عشوہ تبسم تکلم — سب انداز ہین پیارے پیارے تمھارے
وہ افعی ہو تم کاکل و زلف دونون — نہین مانگتے پانی مارے تمھارے
جو حسن کی کیا ہوئین وہ نگین — نگینے رند نے سب اُتارے تمھارے

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھین اُبل آئین کہا ای نازنین حقیقت مین تو ایسا گاتی ہو کہ دل کو بیچین کر دیا جو کہو تمھارا حکم بجا لائین اُس نازنین نے کہا ای شہرت تمھارے کمال کی شہرت ہی آفتاب فلک سیر تمکو یاد کر رہا ہے ذرا اُسکی ملاقات کرآو یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا ہوا مین تو اُن سب کے دیکھنے کی مشتاق ہون کئی دن سے وہ لوگ دربار طلسم کشا مین نہین آئے وہ نازنین بھی اپنے مقام سے اُٹھی شہرت کا ہاتھ تھام لیا دوسرا خیمہ تخلیے کا تھا اُسمین شہرت کو لیگئی کہا تو ذرا یہان بیٹھو مین اُن سب کو بلواتی ہون یہ کہکے وہ نازنین باہر گئی بعد تھوڑی دیر کے آئی تو آفتاب و ہلال وغیرہ سب اُس نازنین کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا کہا ای شہرت تجھسے یہی امید تھی جو تمنے ہمارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر جھکائے ہوے اُن سب کے بیچ مین وہ سب ساتھ لیے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا دیکھا ایک دروازہ لگا ہی اُس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اِس دروازے مین چلیے شہرت جیسے ہی اندر اُس مکان کے پہونچی آفتاب نے کہا ای شہرت تمھاری زبان مین سوزن دینگے شہرت نے منھ کھولدیا آفتاب نے دہان مین سوزن دی ہلال وغیرہ نے ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہ وہ نازنین ہویدا ہوئی آتے ہی دو پٹہ سر سے شہرت کے اُتار لیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہوگئے سب سردار گرد بیٹھے ہین بیچ مین سب کے شہرت
جب دن اور رات گذرا رستم نے کہا اے سماک شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
ہوسکے وہ کرو سماک یلدا قی نکلا یہان زہرۂ فلک نے اُن سب سردارون کو مسلسل کیا بیرون
لشکر رستم چند ارابے آئے اُن ارابون پر سب سردارون کو سوار کیا آپ ڈولیون مین
سوار ہو کے نکلین فقط ایک نازنین ہو کہ اُسکی ڈولی کو سازندے گھیرے ہوئے ہین ارا
گڑگڑاتے ہوئے جاتے ہین سماک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن خیمون
مین وہ گانے والیان جمع تھین رات کو اُٹھ گیئن اب وہ مقامات خالی ہین سماک پریشان
ہوا بیرون لشکر جو آیا تو خبر سُنی کہ ارابون پر سردار ابھی گئے ہین بس ایک ڈولی اور چند سازندے
ساتھ ہین سماک پلٹ کر خدمت رستم مین آیا کہا اے شہریار سردارون کو قید کر کے وہ نازنین
لیگئی ابھی کوس دو کوس پر پہونچی ہوگی حضور خود تعاقب کرین رستم نے کلاہ ہفت گوشہ سر
پر رکھی زرہ ہفت جوش زیب جسم کی تیغۂ ہفت جوہر کو قبضے مین کیا پشت مرکب پر سوار
ہوئے رستم تعاقب مین چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہرچند رستم نے منع کیا مگر اُن
خیرخواہون نے نہ مانا رستم جو لشکر سے نکلے مرکب کو مہمیز کیا دور سے دیکھا ارابے جاتے ہین
آفتاب وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین رستم نے چاہا مرکب کو مہمیز کرون کہ پہلوے صحرا سے گرد
اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر ہین نے نعرہ کیا اے
رستم اب آگے نہ بڑھنا منم کبود اژدر چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر نکلجاؤن کہ کبود
نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج والے
مرکبون کو بڑھا کر انکی فوج پر آپڑے ملازمان رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ مین گھر گئے تلوار
چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہین کبود کو چھوڑ کر فوج والون
کو بچاؤن جنگ مغلوبہ مین جا کر شریک ہون کبود رستم کو ہٹنے نہین دیتا ہے سماک یلدا قی نے
دیکھا کہ آقا اس بلوے مین گھر گئے ارابے نکلے جاتے ہین رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
وہ ارابے جاتے ہین مگر سازندے ساز کو سنبھالے ہوئے جاتے ہین ایک سازندے
کو سماک نے پکارا تو بڑے سے مجیرے نکالکر ہاتھ مین لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجانے والا ہو جیسے وہ ٹھہرا سمک نے قریب جاکر اُسکو جا ب مار کھینچکر کنارے
ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنا جیبٹ کر سب کے ساتھ ہولیا اُس کوہ کو طے کر کے سامنے ایک
باغ دکھائی دیا چند کنیزین در باغ پہ کھڑی تھین پکار کر آواز دی ای شاہد نو عروس تو نے
بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت نے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرۂ فلک قیدیون کو لیکر آئیگی
اُن کنیزون سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُتری کنیزون سے کہا ان قیدیون کو لیجاؤ
کنیزون نے قیدیون کو اراب لے سے اُتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سر زنجیر کو
قیدیون کی تھامے ہوے باغ مین آکر پہونچین سمک بھی سازندون کے ساتھ داخل باغ
ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاجواب حباب مثل چشمان معشوق نہرون مین شناوری
کر رہے ہین موجے بلند معلوم ہوتا ہو تلوارین چل رہی ہین ایک جانب جھمہاے طلائی
گل پھولون کے درخت بہ تکلف آراستہ ہزار ہا طائر درختون پہ زمزمہ سرائی کر رہے ہین
اُس نازنین کو دیکھکر وہ طائر درختون سے اُترے غلطکین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو
ساحر جمع ہو گئے اُس نازنین کو گھیرے ہوے وسط باغ مین لائے چبوترے پر فرش
بچھا ہی وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھی سمک بھی سازندون کے ساتھ ملا ہوا صحبت مین
آبیٹھا کنیزون نے عرض کی ای زہرۂ فلک اپنا گانا سنائیے اُس نازنین نے سازندون کو
اشارہ کیا سازندون نے ساز درست کیے قریب سامنے بیٹھے ہین اُس نازنین نے ساز
سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے ۔ نظم

جا مین راحت کو نہ آگاہ ہین آرام سے ہم
بلبلِ گشتۂ کنج قفس مین جو چھٹے دام سے ہم

فکر مضمون رخ و زلف مین ہین سرگردان
صبح کر دیتے ہین جب بیٹھ گئے شام سے ہم

رند سرمست بلا نوش ہین میخانے کے
غم گردون کو سمجھتے ہین کم اک جام سے ہم

وہ بھی واقف ہین جو آگاہ نہین صورت سے
مثل عنقا ہوے مشہور فقط نام سے ہم

چین سے وامن دایہ مین کبھی سوئے نہ کبھی
روز مولود سے واقف نہین آرام سے ہم

بے قضا کے نہین ہوتا کوئی پیوند زمین
رو کین ہاتھون سے فرشتے جو گرین بام سے ہم

عاشقون مین ترے ہم بھی ہین ازل سے ای دوست
تجھکو دیکھا نہین آگاہ ہین بدنام سے ہم

یان بھی قسمت نے لب خشک ہونے دیے تر | آکے میخانے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہر اک اہل جہان کی ہی بنا | کیون نہ چکر مین رہین گردش ایام سے ہم
ساغر بادۂ الفت جو پلایا تھا ہمین | آجتک مست ہین ای رند تری جام سے ہم

اس رنگ مین اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ سب کنیزین اور وہ ساحر جو بشکل طائر تھے انسان بنکر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین کہتے ہین ای شاہد نو عروس تیرا مثل نہین قدرت نے تجھکو بجھکر مرتبہ دیا سمک نے اسطرح ساز بجایا وہ ٹکڑے طبلے کے باندھے کہ زہرۂ فلک نے کہا ارے تونے کیا کمال کیا مگر یہ بتلا کہ تیرا نام کیا ہی اور کنیزون کی طرف دیکھکر کہا اس شخص کو دیکھکر میرا دل دھڑکتا ہی ذرا اسکو میرے قریب لاؤ سمک یہ سنکر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا قریب اُس نازنین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہین پہچانتین غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرماتی ہین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے ہی ہاتھ سمک کا تھاما برق چمکی رنگ در روغن چہرے کا اُڑ گیا اتو محفل مین غل ہوا کہ عیار طلسم کشا ہی دیکھیے کسطرح سے ساتھ آیا اُس نازنین نے کہا جب اسنے راہ مین سازندے کو بیہوش کیا میرے سحر نے مجھکو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آنے دو باغ گل فشان مین چلکر گرفتار کرلین گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہوگا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ فام غُل سازندے کو لیے ہوئے آیا اُسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوڑ آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران درند کھا جائین وہ سازندہ کہتا ہی حضور اس مکر سے مجھکو بیہوش کیا کہ میرے ہوش اُڑ گئے کچھ بن نہین پڑتا عیارون کی کیا بات ہی عیاری انکی مثل کرامات ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ جھونکا ہوا کا چلا ایک طائر سرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منھ لگا دیا بعد تھوڑی دیر کے اُڑ گیا زہرہ نے کہا صاحب حکم خداوند آگیا کہ ان سب کو قتل کر دو بات بجز حفاظت ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری کیجائے قدرت کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہوگئی پیغام بھیجا ہی کہ یہ ذرد عمرو ہی ای زہرہ ہم تجھکو خود خبر دینے کو تھے زہرہ مسند پہ بیٹھی ہی کنیزین داربن استادہ ہین جلاد حاضر ہوتے جاتے ہین کنج باغ سے نکلکر جلاد بھی آ رہے ہین مگر رستم کبود اژدر حشم سے لرز رہے ہین جب دیکھا کہ لشکر پامال ہوتا ہی

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اژدر چشم کا نکالا کبود نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بیحیا نے اسقدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردار کہکے جھکا کر ہاتھ تلوار کا مارا کبود اژدر چشم نے سپر اٹھا دی تیغۂ ہفت جوہر دست زبردست رستم برق خمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پہ گری تا بہ جگرگاہ پہونچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑے بلوہ فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہوگئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے بھی قتل ہو رہے ہیں رستم بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای کریم و رحیم ارا بے نکل گئے نہیں معلوم سردار ہمارے کہاں ہوں تجھے تیرے نزدیک اُنکی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

ہر آنکہ لائق اعزاز و سربلندی ہست　　بجز انکسار دارد پست بجاک عجز
ہر آنکہ دل بخدا از ہمہ تعلق بست　　بشد مجرد و پیوند ما سوا بشکست
نمود ترک تعلق ہر آنکہ در دنیا　　خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
گرہ کشاد بعالم ز کار سر بستہ　　ہر آنکہ رشتہ بسر رشتۂ محبت بست
ببرد ہر کہ بزندان حرص دنیا ماند　　ببرد جان بسلامت ہر آنکہ بیرون جست
چو نقد عمر عزیز است در دل از ہمہ چیز　　دہ تو این ہمہ سرمایہ رایگان از دست
بلوح دہر ہمان نقش میشود تحریر　　نوشت خامۂ قدرت ہر انچہ روز الست
کمر برائے سفر بند زین سرا برخیز　　کہ نیست ہر مسافر درین مقام نشست
نمود ذات و صفات از ظہور ذات احد　　وجود نیستی و ہستی از وجودش ہست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد　　خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود ہستی　　کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مانی مست

رستم نے جو بیقرار ہو کر دعا کی فوج کبود کا بلوہ ہی نقیب پکار رہے ہیں کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلی کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ لو تم لاکھوں ہو اور وہ ہزاروں ہیں رستم گھرے ہوے ہیں ہر طرف سے افسر پلٹنیں اور رسالے لیکر آرہے ہیں رستم شیرانہ جنگ کر رہے ہیں سمک کا برا اقبال ہی ہر مرتبہ کہتے ہیں ای معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار میں ہی کیسے جانباز

و سر فروش کس حال مین پھنسے کہ سب ایک مرتبہ گرفتار ہوگئے شہرت کو اپنے سحر پر کیسا ناز تھا
کیا ہیچ ہوا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کہلاتا ہی سمک کا پلٹ کے نہ آنا باعث خرابی
ہی دلکو بیتابی ہی سرداروں کو قتل کر رہے ہین اور اپنے کو بچاتے ہین ہر غول مین جیبث کے جاتے
ہین مگر زخمی ہو رہے ہین کئی زخم ایسے کھائے ہین جس سے خوف ہی ایسا نہ ہو گھوڑے پر سے
گر پڑون اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہین بیتابی مین طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر پہونچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
اُتاری ساتھ والون نے کمانین ہاتھ مین لین بارہ ہزار جوان لیس ہوگئے نقابدار نے تیر مارا
بارہ ہزار تیر گوشہ ہاے کمان سے بارہ ہزار کافرون پر چلے پھر بھالے سنبھالے جیبث کر ایک
وار نیزون کا کیا بارہ ہزار جوان نیزون سے گر پڑے جو بیس ہزار جوان جو مارے گئے اب نقابدار
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جو بیس ہزار گھوڑے بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزارہا سوار
پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا وار کیا بارہ ہزار جوانون کو گھوڑون سے گرایا نقابدار لڑتا
ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوئے لڑ رہے ہین مگر آنکھین بند
دل دردمند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شانہ پکڑ کر رستم کا ہلایا کہا ای شہریار
ہوشیار ہو جیسے فوج کو کفار کی درہم و برہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
فرمایا ای نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی مین مین لڑتے لڑتے گھوڑے سے
گر پڑتا اب رستم نے گھوڑا اڑایا تیغہ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے قریب فیل علمدار فوج پہونچے
گھوڑے کو ایڑ کی مرکب نے دونون ٹاپین مستک پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج سرنگون ہوا کفار کے
پانون اُکھڑے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اٹھایا طرف صحرا کے بھاگے نقابدار نے دور تک
تعاقب کیا رستم نے آواز دی ای نقابدار بہادر ہمارے قبلہ و کعبہ کا دستور نہین بھاگے ہوے
کا پیچھا نہین کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استادگرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
بارگاہ مین آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پہر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
بڑی تعریفین کین اور شکریہ ادا کیا نقابدار کہتا ہی ای شہریار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی حقیر کو

خبر دریافت ہوئی سشکر ہو کہ وقت پہ پہونچا عیار نے نقابدار کے عرض کی کہ ای شہریار یہ باسی
ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سردارون کو گرفتار کرکے لیگئی باغ گل فشان یہان سے
تین کوس پر ہے وہان جاکے اُتری ہی مین آپ کو خبر دیتا ہون کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیاری
سیمان خونی کی ہو رہی ہی آپ اپنے کو پہونچائیے کیا عجب ہو کہ وقت پہ پہونچیے اور اگر عرصہ
کیجیے گا تو اُنکو زندہ نہ پائیے گا نقابدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وحشت اثر سُنکے رستم
بیقرار ہوے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اُسی وقت رستم سوار ہوے طرف باغ
گل فشان کے چلے یہان زہرہ نے رات بھر تیاری کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت
خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہین عمرو عیار کا بیٹا اسکے
ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جس وقت اسکا سر خدمت مین قدرت کی پہونچیگا بہت
خوش ہونگے اب رستم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہین ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حمائل کرکے
توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سوکے اُٹھی پہلے صبح کو بھیروین گائی سب کو خوش کیا پھر
ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیون کو لاؤ کنیزین کشان کشان آفتاب وغیرہ
کو لیکر آئین زیر دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اُس ناعیار کو لاؤ
جو ہماری فکر مین آیا تھا طبلے کے کیا کیا نکڑے باندھے ہین یہ اس ناعیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
کا سامنا ہو سمجھے تھے سازندون مین ملکر خراب پلاؤنگا مجھکو دمبدم کی خبر میرا سحر دیتا ہی جب
اسنے راہ مین طبلیے کو بیہوش کیا لا ڈالے تاے میرا پرانا طبلیہ وہ اسکے دم مین آگیا اسکو بینے
بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کنیزین پہلے سمک کو لائین زہرہ نے کہا کیون اونا عیار
مجھکو اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائک سے سامنا ہو دمبدم کی خبر ہمکو ملتی ہے سمک نے
کہا ہم لوگ تو مرنا نہین جانتے تمھاری موت قریب ہی ہم گرفتار ہوے اور دشمن کو مارا زہرہ
خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیارون کے کلیجے مین دار کے قریب پہونچ چکا ہی اور کیا
باتین بناتا ہی زہرہ طاؤس پر سوار کنیزون سے اشارہ کیا تیر و کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق
کھولا اُس مین سے گنتی سی کمانین نکالین ایک کمان اور ترکش ہاتھ مین لیا اور ایک ایک
کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہوکر کھڑے ہوے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحرا سے

گرد اُڑتی دیکھا ایک جادوگر ایک فرمان ہاتھ میں لیے ہوئے پکارتا ہوا آتا ہے کہ اے والی فلک خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان پڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہے صحرائے ویران سے کئی ہزار کوس کی رہ ری کر کے آیا ہوں اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے تیز رفتار جلد جا وہ اور راز و نیاز کی باتیں ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ ٹھہر گئی آفتاب اور شہرت دیکھ رہی ہیں اُس ساحر کو دیکھکر خوش تو ہوئیں کہتی ہیں کہ اسطرح کی عیاریاں تو سمک کا کام تھا وہ پہلے گرفتار ہو چکا اب اسطرح کون ہماری مدد کو آئیگا حافظ حقیقی حفاظت کریگا وہ بے نیاز و کارساز ہے بندہ نواز ہے اگر اُسکی نظر رحمت ہو جائے تو کیا بڑی بات ہے

نظم

بہر ہر یکس بعالم نیست کس — جز خدا ہمراز و ہمدم ہم نفس
حاضر و ناظر بود ذات خدا — راست و چپ زیر و بالا پیش و پس
ہرچہ ہست اندر جہان گردد فنا — جز خدا باقی نماند ہیچکس
در جہان از یاد حق غافل مباش — یکزمان یک لحظہ یکدم یک نفس
تیر چون جست از کمان ناید بہ شست — بگذرد چون وقت ناید باز پس
تارک دنیائے دون باید خلاص — از عذاب حاکم و بیم عسس
در بلائے نفس ہندی مبتلاست — یا الٰہ العالمین فریاد رس

سب واسطے سمک کے دعائیں مانگ رہے ہیں سمک دار پر لٹکا ہوا ہے تڑپ رہا ہے وہ ساحر جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ ہاتھ میں دیا سرنامے پر مہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے مہر کو آنکھوں سے لگایا چاہا کہ نامہ کھولوں ساحر نے کہا ملکۂ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چل کے دیکھیے راز خداوندی کی باتیں ہیں زہرہ طرف خیمے کے چلی جادوگر ساتھ ساتھ خیمے میں آیا زہرہ نے خیمے میں آ کے لفافہ پھاڑا کاغذ نکالا دیکھا کہ لکھا ہوا ہے اے زہرہ تو نے بڑا کار نمایاں کیا مگر یہ جادوگر ہمارا رازدار ہے جو کچھ یہ تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لینا نامہ پڑھکر زہرہ نے کہا کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہے ساحر نے کہا انگیٹھی منگواؤ زہرہ نے انگیٹھی منگوائی کہا اسمیں کوئلے روشن کرو جب کوئلے روشن ہوئے تو ساحر نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا کہ اے زہرہ اس لوبان کو آگ پر ڈالو اور بہ نگاہ غور دیکھو آئینے سے ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہدیگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہو زہرہ نے وہان لیکر جو آگ پر ڈالا بخور
دیکھنے لگی دھوان نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہو کر گری عیار نے خنجر کھینچ
اور نعرہ کیا منم جہتر برق ثانی عیار نقابدار مرصع پوش اور چاہا خنجر ماروں پھر خیال مین آیا
کہ اے برق ایسا نہو اسکے مرنے کی علامت برپا ہو اور ساحر آگاہ ہو جائین دماغ پر اسکے بے
ہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پردہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزون نے پوچھا حضور وہ ساحر کہان گیا زہرہ نے ہنسکر کہا اس راز خداوندی کی بات
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا ہو تمکو سوجھا نہین یہ کہکے قریب شہرت کے آیا کہا کیون اے گیسو بریدہ
تو نے کیون طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہو کہ تجھکو قتل کرون شہرت نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تا روز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ سوزن اسکی زبان سے نکالون
کبھی چاہتا ہو آفتاب کو رہا کرون کبھی چاہتا ہو جلال کو چھڑا دون حیران ہو رہا ہو کچھ بن
نہین پڑتا جھٹ سے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور چپکے سے کہا منم عیار نقابدار مرصع پوش
اے سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے مین چھوڑا آپ قریب شہرت کے آیا ادھر
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چیخ مارتا آیا ظاہر مین ستارہ معلوم ہوتا تھا
مگر سنہرہ پنجہ تھا اُس پنجے نے بیہوشی کی دماغ سے اتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنجہ پاس سے سر لہرا رہا ہو پہلو مین ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہو اے ملکہ عالم
جلد اٹھیے آپ کی صورت عیار بنا باہر گیا ہو سب کو رہا کیا چاہتا ہو یہ سنکر زہرہ اٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہرت پر غصہ کر رہا ہو یہی کہتا ہو کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کنیزین کہتی ہین
واری اپنے ہاتھ سے قتل نہ کیجیے گا جلاد موجود ہین کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی او نا عیار او
مکار و غدار اب کہان جائیگا عیار نقابدار نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن زہرہ نے
ایک دو جھٹر زمین پر مارا کہ عیار لڑکھڑا کر زمین پر گرا زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ و روغن
چہرے کا اڑ گیا سمک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت مین معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر مین وہی نشار رنگ رو متغیر جی مین کہتا ہو اے برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھاما اگر ان ساحرون کی زبانون سے سوزنین نکالدیتے بعض ہو جاتے

نکلجاتے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی قوت ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھتا ہی کہ مین نے سمک کو
رہا کیا مقام افسوس ہی اتنا بڑا عیار گوشے مین جاکر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہی
آقاے نامدار انتظار کرتے ہونگے کون اُن تک خبر پہونچاے کہ آپ کا غلام گرفتار ہوگیا
زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اُسکا شاگرد ہی کنیزون نے کہا یہ بڑا عیار ہی از ہوشربا تا اطراف جہان
عیاری کرتا ہوا یہان تک پہونچا برق فرنگی اسکا نام ہی برق ثانی نے پکار کر جواب دیا
کہ وہ عیار صاحبقران ہین اور مین بیچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہون اگر حیات باقی
ہی اور قتل ہونے سے بچا تو باوا جان کی زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکے عیار خاموش ہوا
زہرہ نے کنیزون سے اشارہ کیا اس نابکار کو دار مین لٹکا دو سمک کے عوض مین پہلے
اسی کو قتل کرین مین سمک کو گرفتار کرکے لاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کرونگی کنیزون
نے ہم شبیہ برق کو دار مین لٹکا دیا زہرہ تیر و کمان لیکر لیس ہوئی دوسری جادوگر تیر و کمان
لیکر آمادہ ہوے کہ تیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہی پکارتا ہی اے معبود حقیقی و اے رب حقیقی
شرمندگی میری تقدیر مین لکھی تھی سب سردار ہلاک ہوے ہین دعائین پروردگار سے مانگ
رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین اپنے
سردارون کو جو دیکھا دور سے نعرہ کیا باشیمائی کافران بیحیا و اے نابکاران بدنہاد منم رستم
پیل تن نعرہ زن رستم - از نسل والا دو میر عرب + کیست علمشاہ رستم لقب ▪ دیگر علمشاہ ہی
شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم دیگر شم نامور پہلوان + نہال گلستان
صاحبقران + رستم تلوار کھینچکر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ نقابدار
مرصع پوش بصد جوش و خروش مرکب کو اُڑاتے ہوے آتا ہی اپنے عیار کو لٹکے ہوے دار پر
دیکھا وہین سے گھوڑا اُڑا کر لشکر کفار پر آپڑا اور تلوار ماری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
رستم بڑھتے ہوے قریب شہرت کے پہونچے شہرت رستم کو دیکھکر بیحال ہوگئی زہرہ رستم
پر سحر کر رہی ہی سحر تاثیر نہین کرتا نقابدار مرصع پوش چاہتا تھا کہ اپنے عیار کو ہمراہ لے کے
نکلجاؤن کہ زہرہ نے ہاتھ بڑھا دیا مرکب نقابدار کا پاے گل ہوا رستم نے اول سوزن
زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و ہلال

کو رہا کیا آفتاب طرف زہرہ کے چلا زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ نقاب دار
مرصع پوش کا تو سر کاٹ لو مرکب اسکا بابر گل ہی اُسنے عیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے
رہا ہوتے ہی چند حقے آتشبازی کے مارے کئی جادوگر جلکر گرے سمک بنچہ پکڑ کر قریب
اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک رستاب دی کہ آندھی سیاہ
چلی تمام میدان میں اندھیرا ہوگیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے
اُس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی
اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
دریاے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوئے پشت پر
سبکی سازندے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں بھبوں نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی نظم

آج گلشن میں کون آتا ہے
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے
عمل خیر کرلے کچھ غافل
تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے
شوق نظارۂ جمال مجھے
ایک آتا ہے ایک جاتا ہے
عشق میں رکھ نہ زندگی کی امید

گل جو پھولا نہیں سماتا ہے
دل دیا تو ایک کافر کو
وقت فرصت وگرنہ جاتا ہے
بھولا بھٹکا سا آپ پھرتا ہے
کو بکو دربدر پھرتا ہے
نہ ملیگا زیادہ قسمت سے
یہ مرض گور ہی جھنکاتا ہے
کافلہ روز یہاں سے جاتا ہے

دیکھوں طالع کی اب رسائی کو
دیکھیے کیا خدا دکھاتا ہے
رو کے کرتا ہوں عرض حال اگر
خضر رستا کسے بتاتا ہے
شاہ راہ عدم کا حال پوچھ
رنج بیہودہ کیوں اٹھاتا ہے
تم بھی سوے عدم چلو اے رند

اُن نازنینان مہ جبین نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ ملکہ شہرت کا چہرہ سُرخ ہوگیا قریب تھا کہ نکلنے لگیں
قریب تھا کہ ہاتھ باندھکر سامنے زہرہ کے جائیں کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی ای شہرت ہوشیار
ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اُسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ جو
سُرخ ہوگیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہ جبین جو صحرا سے پیدا ہوئی تھیں اور
غزلیں گا رہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا رہی تھیں اُنپر کئی گولے مارے دیکھا کہ سحر تاثیر نہیں
کرتا جب آفتاب گولہ پھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ پھٹکر زمین پر گرتا ہے بیکار ہوتا ہے

مہلال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آوازین سوز و گداز ہیں کہ قلب اُلٹے جاتے ہین بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکارون کے سحر نے تاثیر کی ہے وہ قصد کرتی ہے کہ ہاتھ
باندھکر اُن کے سامنے جاؤن آپ تلوار کھینچکر انکو قتل کرین کیونکہ سرداران آپ کے بیقرار ہو رہے
ہین ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف صحرا کے نکل جائین رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کو
کھینچکر نعرہ شیرانہ کیا کہ زمین کانپ اُٹھی اُن نازنینون پر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر گرا مگر نہین
معلوم کیا ہنر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی ہے سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین اُن گلوہاے
بریدہ سے اُسی طرح گا رہی ہین آفتاب فلک سپر ہر مرتبہ کاغذ کا پرچہ جیب سے نکالتا ہے ساعت
دیکھتا ہے ساعت دیکھکر سحر کرتا ہے لیکن اُن سرون سے آواز نہین موقوف ہوتی ہے سرداران رستم
بیتاب ہو کر اُس طرف دوڑتے ہین اور رستم کو منع کرتے ہین کہ ان نازنینان زہرہ جبین کو آپ قتل
نہ فرمایئے لیکن مہلال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہین کہ ان مکارون کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اُن سب پر ڈالا تب وہ آوازین موقوف ہوئین زہرہ
نے جو دیکھا کہ طلسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اُسنے بڑھکر دستک دی اور ساتھ والیون سے
کہہ رہی ہے کیا مین ان قیدیان بلا کو جانے دونگی مین پھر گرفتار کرونگی دستک دے رہی ہے اسم
سحر پڑھتی جاتی ہے کبھی پکارتی ہے کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجکو مرتبہ زہرۂ فلک کا دیا رستم
نے میرے سحر کو مٹایا اُسوقت قدرت نے مجکو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جات نہ ملے تھے ان
تحفہ جات سے بہت عاجز ہون ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیون گھبراتی ہے مین تیری مدد کو موجود ہون مگر ان تحفہ جات وغیرہ کو
طلسم کشا نے پایا ہے پھر سحر تاثیر نہین کرتا اب تو اپنے کو بچا یہ سنکر اُس نازنین نے جسکا لقب زہرہ تھا
پر پرواز پیدا کیے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن آفتاب نے غل مچایا اے شہریار بانی ان آفتون کی
نکلا چاہتی ہے ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اُسنے یہی آواز دی کہ نکلجا تیرا ٹھہرنا بہتر نہین دیکھیے
حضور اُسنے پر پرواز پیدا کیے ہین یہ اگر نکل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیگی رستم نے فوراً کمان
کیانی دوش سے اُتاری مین ججلال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا زہرہ جو اُڑی مثل ستارۂ سحری
چمکتی ہوئی جاتی ہے رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی پر اُسکی مثل آفتاب چمکتی ہوئی تیر جا کر

پیشانی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گرا اگر وہ نازنین نکلگئی کنیزیں جو ساتھ تھیں
اُنکو گھیر کر جلال و آفتاب نے قتل کیا جو کنیز مری آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی گشتی ملازم حسن
کنیز زہرۂ فلک بود نقابدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار اُنکا اُنکے ساتھ ہی مگر یہ
باتجل اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا رستم قریب نقابدار پہنچے جب کوہ ہفت گوشہ کا
عکس ڈالا تب مرکب نقابدار کے پاؤن زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے رستم اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر چلے گئی سو لاشہ زمین پر پڑا تڑپ رہا ہو رستم اُن
لاشوں کو دیکھتے ہوے سرداروں کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے آفتاب
عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار زہرہ مکر کرکے نکل گئی اُسنے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
نہ پہونچا رستم تو پلٹ کر لشکر میں آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہیں مگر ہفت پیکر کوہ زنگار رنگ
پر ہو زہرہ زخمدار آکر پہونچی تصویر ہفت پیکر کے قدموں سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
عرض کرتی ہو کہ خداوند میں آپ کے حکم کی پابند ہی افسوس رستم پر سحر تاثیر نہیں کرتا تصویر
سے آواز آئی کہ ای زہرۂ فلک اب رستم پر تو سحر تاثیر نہ کریگا سو جسے کہ بڑے بڑے سردار
اُسکو ممکن ہوے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحراے محیط میں پہونچائیں یہ تو اُنکو ثابت ہو چکا کہ
لوح قصر معلق میں ہو وہاں کوئی جا نہیں سکتا کمیل جادو لوح کی منتظم ہو اُسکی دختر ملکہ
شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دیدیگی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کریگا جو تم سے بقدر ممکن ہو سکے وہ کرو قدرت اب
ان پہاڑوں کی آبادی سے بہت بیزار ہیں اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہاں جاکر خدائی
کرینگے طلسم ہفت پیکر میں بڑے بڑے ساحر ہیں تیرا جی چاہے تو بھی وہاں چلنا زہرہ نے
عرض کی مجھے رہا ہونے کا سرداروں کے بڑا قلق ہے میں تو لائی تھی کہ باغ گل فشان کے
دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سرداروں کو رہا کرکے
لیگیا زہرہ تصویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوند میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنینان سرجبین کو میں نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
رستم نے نہ جمنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صداے سوختگان ہے

آئی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا جب عبید
موقوف ہوئی مگر کنیز جانی ہو جا کر سرداران رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کہکے زہرہ رخصت ہوئی
ہفت پیکر نے حکم دیا جانگیر جہان پیما بھی ہمراہ جاکے زہرہ کی خبر گیری کرے اُسی وقت
ایک آندھی سیاہ چلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ باتیں ہوئیں دونوں آپس
میں صلاح کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلیں رستم آکر قلعۂ فاروقیہ پر اترے ہیں عیوق
بن فاروق اپنا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ داستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلۂ بادشاہ اسلام زلزلہ سحر ساز سے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقۂ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر زرفشاں
یہ منظور ہی ہووے جلسے میں تو
ہوئے جمع رندان میکش یہاں
یہی دل کا مطلب یہی مدعا
اٹھا ابر ہو زور سے شور ہے
ہے آج آنے کا ہو انتظار
تڑپتے ہیں میخوار تیرے لیے
دکھا آج میکش کو جلسے میں جوش
چلے کوئی دم ساغر ہو دلربا
تری آمد آمد کی حسرت میں ہوں
سیاہی کو ظلمات سے دوں مثال
گل نسترن سے مشابہ کروں
اگر کلک قدرت سے ہے خطا

کہ منظور ہے طبع کا امتحان
پلا اپنے ہاتھوں سے ساغر
مرے ساقی بادہ کش مہرباں
کہ جلسے میں تو اور میخوار ہوں
تری مہر سے آج جلسے ہوئے
نہالان گلزار کو وجد ہو
اسی شوق میں سب نے جلسے کیے
کہ پیر مغاں کو یہ خواہش ہوئی
یہی آرزو ہے یہی مدعا
یہ گیسو ہیں یا سنبل پیچ دار
گنہگار ناظم کا ہے بال بال
کہوں قد کو میں سرو باغ مراد
تو ہوتا ہے سرو سہی پائمال

ترا دور ہے ساقی ماہرو
کہ ہو رفع ہر دل کا پیچ و تاب
چلے آج دور شراب ولا
نہ یہ ابر و گلزار بیکار ہوں
یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار
کہ لیلی کا ناقہ ہے اور نجد کی
مرے ساقی مہوش بادہ فروش
تری آمد آمد کی کاہش ہوئی
سراپا کی تیرے صفت کیا کروں
کہ ہے دود آہ دل غمگسار
رخ خوب کو ماہ تاباں لکھوں
کہ ہو قمری دل کو بھی اتحاد
دہن کو کہوں غنچۂ آرزو

مسیحا ہیں لب اور صراحی گلو ۔ یہ دندان ہیں یا گوہر آبدار ۔ کہ ہو جان عاشق کی جن پر نثار

شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے ۔ نئی داستان کی مجھے فکر ہے

چہرہ رہبران منازل جرأت و شوکت و طی کنندگان راہ پُر ہول صحرائے شفقت اس داستان دلچسپ بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں یعنی مصنف مرصع نگار فصاحت مقال چنین می نگارد و ز کلک خیال ۔ لشکر جمجاہ قلعۂ مقناطیس پر فروکش ہی یہی خیال ہو کہ میں بادشاہ لشکر ہوں بشوکت تمام جا کر صاحبقران سے ملوں قضائے کار قلعۂ مقناطیس سے پندرہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ جسکو قلعہ جلیل کہتے ہیں وہاں کی حاکم زلزلہ سحر ساز ہی ہرکاروں نے اُسکو خبر دی کہ مقناطیس جادو مسلمان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہاں فروکش ہیں ایکسو منی اُسنے ہفت پیکر کو لکھی مراد یہ تھی کہ مقناطیس مسلمان ہو گئی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں وہاں سے جواب آیا کہ ای زلزلہ جا کر زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ میں جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ یہ جواب پا کر طرف قلعۂ مقناطیس کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جُوکا ودیا سحر کرنے لگی بہ جوش و خروش سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہیں ایک جانب ملکہ مقناطیس اور ایک جانب مشکبار ہی صلاحیں ہو رہی ہیں کہ آج کل ہفت پیکر کہاں ہی مقناطیس نے کہا آج کل کوہ زنگار رنگ پر ہی اور میلہ ہوتا ہی مشکبار ہر مرتبہ یہی کہ رہی ہی کہ حضور اگر چلیں گے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی بادشاہ نے پوچھا کہاں چلیں کہا ای شہریار آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہیں بادشاہ نے قصد کیا کہ اسکو جواب سخت دوں مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقناطیس کو نہ روکیں ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالیگی دیکھیے آنکھیں اُبل آئیں چہرہ سرخ ہی زبان میں لکنت ہی اسوقت تو مقناطیس کی عجب کیفیت ہی بادشاہ نے فرمایا ای مقناطیس جاؤ ہمنے تمھیں آزاد کیا مقناطیس اپنے مقام سے اُٹھی جھولی سحر کی دہن پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار اسکے پیچھے پیچھے کہ مقناطیس لشکر بادشاہ سے نکل طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ سے دیکھتی ہوئی آتی ہی کہ مقناطیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار حیران و پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہی اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اُسی کے سحر نے مقناطیس کو

لیا یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اڑکر بلند ہوئی آسمان پر سے آکے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
ہو مقناطیس جاکر سامنے بیٹھی ہو منتین کر رہی ہو کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر کے پاس لیچل مین
دام مکر مسلمانان مین پھنس گئی تھی آج چھوٹی ہون اُس ساحرہ نے کہا ذرا منھہ کھولو مقناطیس
نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان مین سوزن دی اور جسم مین مار آتشین لپٹا کے پشت پر
ایک حجرہ بنا ہوا تھا اسمین مقناطیس کو بند کیا آپ پھر بیٹھکر سحر کرنے لگی مشکبار نے بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھا پہلو سے کوہ پر اُتری منظور ہو کہ پشت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
ماروں کہ اسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہون جیسے ہی پہاڑ پر اُتری اور ہوا وہان کی کھائی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آیا دل گھبرایا دل سے باتین کرتی ہو کہ مین اسی ساحرہ کے ساتھ بخدمت
ہفت پیکر جاؤن خطا معاف کردیگا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیگا یہ سوچکر سامنے زلزلہ
کے آئی زلزلہ نے پکار کر آواز دی ای مشکبار آج بعد مدت کے تمکو دیکھا ہمارے پاس آؤ
تمکو قدرت نے جلایا ہی ہم تمھاری صفائی کرا دین گے ورنہ خراب رہوگی یہ سُنکر مشکبار سلام
کرتی ہوئی قریب اُسکے آئی کہا ای زلزلہ سحر ساز مین جاتی ہون کہ مجھکو خدمت خداوند مین
لیچلو زلزلہ نے کہا بوا قدرت تم سے ناراض ہین زبان کھولو تو مین دیکھون کہ کیا فتور ہے
مشکبار نے منھہ کھولا زلزلہ نے اُسکی زبان مین بھی سوزن دی اور اُسی حجرے مین اسکو بھی
قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونون جادوگرنیان گئین واپس ہوکے نہ آئین فیروزہ سے
فرمایا ای فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہی اُسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونون جاکر مبتلاے بلا ہوئین
کہ پھر واپس نہ آئین مقناطیس کیسی گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھی مجھسے اسنے کہا کہ اب مین آپ سے
رخصت ہوتی ہون اگر مین کوئی کلام سخت کہتا تو وہ بھی ویسا ہی جواب دیتی مگر مشکبار نے
سمجھایا اُسی کے عقب مین گئی اور وہ بھی واپس نہ آئی ذرا اُسکی خبر لو فیروزہ بن عمرو اسی فکر
مین بارگاہ سے نکلا لشکر مین آکے دیکھا کہ افسران فوج اپنے اپنے خیمے سے نکلتے ہین اور طرف
پہاڑ کے چلتے ہین پھر واپس نہین آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کامل کی یہ تاثیر ہے کسی ساحرہ
کا کمال کر رہا ہی یہ لوگ میرے روکے سے نہ رکین گے اہل فوج بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
کہ ایسے ہیں کہ رفاقت مین بادشاہ کی کوئی مزہ نہین چلکر قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اُلٹا ہوا ہی ایسا نہو یہ سب ملکر بادشاہ پر بلوہ کرین کہ یک
سپہ سالار طرف کوہ کے چلا فیروزہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا دور سے دیکھا وہ افسر پہاڑ پر
جاکر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی پہاڑ پر وہ ساحر یا ساحرہ ہی مگر حیران کہ
کیونکر جاؤن ایسا نہو پہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد مین پھر کے آخر سامنے کوہ سے
ایک نخل ہی اُسکے سائے مین بیٹھا ہی مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہین پہاڑ پر
جاکے غائب ہوتے ہین کہ دیکھا صحرا سے ایک ساحر جوڑا باندھے ہوے ایک ہاتھ مین گلابی
دوسرے ہاتھ مین سامان گزک لیے چلا آتا ہو سمک نے بڑھکر اُس ساحر سے پوچھا بھائی
تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو یہ شراب تمھارے ہاتھ مین کیسی ہو اس ساحر نے جواب دیا
کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز مقرب خداوند تین دن کا وعدہ کرکے آئی ہین کہ مین جاکر تین دن مین سب
لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کردونگی بلکہ آخر کے سحر مین کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کرینگے مجھکو حکم دیا
تھا کہ شراب وکباب ہمکو پہونچانا فیروزہ نے یہ باتین کرکے اُس ساحر کو اور ادھر باتون مین
لگایا حباب مارکر بیہوش کیا سوچا کہ قتل کرنے سے اسکے شاید معاملہ بگڑ جاے اُسکو تو
ایک گوشے مین ڈالدیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر اُسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا
شراب وکباب ہاتھ مین لیکر طرف اُس ساحرہ کے چلا گھاٹیان طے کرکے بالا سے کوہ پہونچا
دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی ہو ساحر کو دیکھکر کہا کیون آہنگ جادو آج تو تمنے بڑی دیر لگائی
ہم تمھارے انتظار مین تھے کیا باعث ہوا کہ تمنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا اے ملکہ عالم
راہ مین دیر ہوگئی اب مین جلد آیا کرونگا زلزلہ گھبرائی ہوئی تھی جماہیان بھی لے رہی تھی لوبا
فیروزہ کے ہاتھ سے شراب وکباب لیا جام لبریز کرکے ضد سے پیا کہ یون دل جو دھڑکا رک گئی
دل مین کہتی ہو راہ مین کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شغل مین ہین فیروزہ
نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ زنگار رنگ پر جلوس فرماتے ہین مرادمند لوگ جمع ہوتے ہین آجکل
کئی طرف سے خبرین مل رہی ہین کہ طلسم کشا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بلکہ شہرت ہو صبح پوش
دختر کمیل جاکر شریک ہوگئین بمقام لوح طلسم کشا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر
فروکش ہین ایک طرف سے صاحبقران کا قصد ہو کہ بالاے کوہ آئین قدرت تدبیرین

کر رہے ہیں دو جادوگرنیاں کامل و اکمل کہ اُنکا نام مجھکو نہیں معلوم قدرت نے براے
گرفتاری طلسم کشا کے روانہ کی ہیں دو چار روز میں طلسم کشا گرفتار ہونگے اس ترکیب سے
فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل میں جو شک آیا تھا وہ نکل گیا فوراً
گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کباب کھانے لگی شراب میں فیروزہ نے بیہوشی ملائی تھی
ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا ای آہنگ آج یہ شراب کیسی ہو کہ پیتے ہی اسقدر نشہ ہوا کہ سر
گردش کر رہا ہو یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کرون
اب یقین ہوا کہ شراب میں کچھ فتور ہو قلب خود بخود نا صبوری اُٹھتے ہی لڑکھڑائی لڑکھڑا کر
گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی
زلزلہ کے ہنگامہ ہوا چند جادوگرنیان کنیزین زلزلہ کی جنکو چھپا کر رکھا تھا وہ پہلو سے کوہ
سے نکلیں لینا لینا کہکر فیروزہ پر سحر کیا کہ فیروزہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے پیچھے کھینچ کر
طرف فیروزہ کے چلیں فیروزہ بیقرار ہوا دل میں کہتا ہو میں یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادوگرنیان
بھی گوشے میں چھپی ہیں دیکھیے اسنے کیونکر جان بچتی ہو بلک کر دعائیں مانگنے لگا کہ ای معبود
ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھکر سب کنیزین رو رہی ہیں اور کہتی ہیں ای
آہنگ تو نے ملکۂ عالم کو کیون قتل کیا اسکو تو قدرت نے بھیجا تھا فیروزہ کچھ جواب نہیں دیتا
اپنے پیدا کرنے والے سے دعائیں کر رہا ہو نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس
ز قرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس

رہا ز دام تعلق نگشت این قیدی
بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس

براے بندگی آمد درین جہان لیکن
نگشت حق عبادت ادا ز ما افسوس

نکرد قابل تحسین با تدارکارے
بماند در رہ غفلت با نہا افسوس

بماند دور تر از منزل مقاصد خویش
قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس

نکرد گردن تسلیم خم گردن خم
بر آستان خدا وند کبریا افسوس

بہ بیخ و درد و الم ماند در جہان تا ماتم
بہ رفت رفت ز دور زمانہ یا افسوس

رسد بکوچہ و بازار و در بدر گردد
چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس

بجستجوے زر و سیم روز و شب گردو	بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ حنا خرچ مال و زر ہندی	بدل و گرد بماند ازین ترا افسوس

کنیزون کے سحر سے فیروزہ بصورت اصلی ہو گیا اب کنیزون نے چاہا کہ اسکو قتل کرین کہتی ہین
ارے تو نے ایسی نازنین کو قتل کیا جسکا حسن و جمال مین مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہے کوئی
منھ پھیلا کر چلی کہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگی ہماری قدردان کو مارا ہم کیا تجھے
زندہ چھوڑینگے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہے مگر جس حجرے مین سب
سردار بند تھے مرنے سے زلزلہ کے اسکا دروازہ کھلا سردارون نے دیکھا کہ ماران سیاہ جو
ہمارے جسم مین لپٹے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزون کے
بیچ مین ہے کنیزین قتل کیا چاہتی ہین ایک کمیدان نے مقناطیس کی زبان سے سوزن نکال لی
کہ مقناطیس تڑپ کر ان جادوگرنیون پر گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ دیو اُتار کر
پھینک مارا کسیکا سر پھٹا کئی سو کنیزین تھین لیکن چالیس پچاس مر کر گرین چند کنیزون نے
بمشکل لاشہ زلزلہ سحر ساز کا اٹھا لیا لیکر پہاڑ سے کودین طرف صحرا کے بھاگین لاشہ لئے
کا لیے ہوے روتی پیٹتی جاتی ہین یہان مقناطیس نے مشکبار وغیرہ کو رہا کیا سب سردارون
کو ساتھ لیا پہاڑ سے اُتری طرف لشکر کے چلی یہان بادشاہ اسلام حیران و پریشان بیٹھے تھے
کہ ہرکارون نے خبر دی فیروزہ سرداران حضور کو لیے ہوے آتا ہے بادشاہ خوش ہو کر باہر
نکل آئے اپنے سردارون کو جیتا آتے ہوے دیکھا ایک ایک کو گلے سے لگایا سب سردارون
کو لیکر بارگاہ مین آئے سبھون نے اپنا اپنا حال بیان کیا مقناطیس کہتی ہے حضور نے بڑی
جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے مجھکو نہ روکا یہی دل چاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ بے ادبی
کرون لیکن حضور نے جو مجھکو نہ روکا مین خود جا کر پہاڑ پر پہونچی مشکبار نے بھی کہا کہ مین
تمھارے تعاقب مین گئی تھی میرے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا
سارا پہاڑ مع ہوا سحر سے مملو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقناطیس کو روکین ہٹا دیا یہ
یہ ہوا کہ خود اسکے سامنے جا بیٹھی کمیدان رسالدار بھی اپنا حال بیان کر رہے ہین کہ حضور
کو دفعتہ دل مین ہوائے الفت ہفت پیکر پیدا ہو گئی اپنے خیمے سے نکل کے پہاڑ پر جا پہونچے

پہونچے اُسنے قید کرلیا یہان تو یہ ذکر ہین مگر کنیزین لاشۂ زلزلہ کا لیکر چلین روتی پیٹتی خاک
اُڑاتی جاتی ہین رات بھر راستہ چلین صبح کو دامنے مین ایک قلعے کے پہونچین قلعہ صحرا اُسکو کہتے
ہین وہانکا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوجہ ہماری ملکہ زلزلہ سحر ساز خدمت
خداوند مین گئی ہین دیکھیے کیا سامان ہو قدرت کہین اسکو بھیجین گے کہ چند ساحر دوڑے
ہوے آئے عرض کی ای شہنشاہ بجنے مر قلعہ سے دیکھا کہ کئی سو جادوگرنیان ایک لاشہ لیکر آئی ہین
دامنۂ قلعے مین ایک نخل کے سایے مین ٹھہری ہین اور رو رہی ہین کہ اغلال تخت سے لیتا ہوا
اُٹھا کہ خداوند خیر کرین میرا خود بخود دل بھرا آتا ہی یہ کہکے بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ نخل کے
نیچے رکھا ہی کنیزین رو رہی ہین قریب لاش کے آکر پکارتی ہین ای ملکۂ عالم اُٹھیے آپکے شوہر کا
قلعہ سامنے ہی وہ مردہ پڑی ہی جواب کون دے اغلال کنیزون کو پہچان کر دوڑا پکار کر آواز دی
ای لستران وغیرہ یہ کسکا لاشہ ہو تم تو بہت بیقرار ہو اُن کنیزون نے جو اغلال کو دیکھا پیٹنے لگین
کہتی ہین ای شہنشاہ آپ کی زوجہ کو قدرت نے بہشت مین بھیجدیا یہ سُنکر اغلال نے اپنے کو
گرادیا ہاے صاحب کہکے رونے لگا کبھی کہتا ہی کیون صاحب ایسی جلدی چلی گئین کہ مجھ سے
بھی رخصت نہ ہوئین مین بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی معشوقہ کو قتل کرتے قاتل کو افسوس
نہ آیا ہاے کیا کرون کنیزون نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشے کو لیکر آئے ہین
کوہ ویران پر جاکے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے آکر قید ہوے عیار
بادشاہ کا آکر پہونچا نہین معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو دڑہ پاے کوہ مین تھے آواز سنکر
جو نکلے لاشہ خاک وخون مین غلطان دیکھا جانا تھا عیار کو قتل کرین سقناطیس ایسی ساحرہ
اُسنے نکلتے ہی آفت برپا کردی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بدلہ کرتا ہون اگر بادشاہ کو نہ قتل کیا
تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اُسی وقت ارتھی بنوائی لاشۂ زوجہ کو جلا کر پلٹا اپنے دربار مین
آیا عیار اسکا اجلال تیز رو دربار مین بیٹھا تھا کہا ای اجلال سُنتا تو ہے کہ مین برباد ہوگیا
اگر ہو سکے تو بادشاہ کو گرفتار کرلا مین دار پر کھینچ دون کہ میرے دل کو صبر آئے اجلال نے کہا
حضور مین گیا اور آتا ہون یہ کہکے اپنا سامان عیاری آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
شب کو آکر لشکر مین پہونچا ایک ضعیف کی شکل بنکر پھرنے لگا ایک خدمتگار کی شکل بنکر آیا

مین آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین گرد سردار و عیار سب جمع ہین جب بادشاہ نے دربار
برخاست کیا آپ ایک گوشے مین چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
نوش کرکے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدمتگار جس پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے
دھوان جو بلند ہوا خدمتگار بیہوش ہوئے اجلال جھپٹ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
بیہوش کیا پشتارہ باندھکر سراچہ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے مین سو رہا تھا خواب پریشان
جو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا گھبرایا ہوا دربار گاہ پر آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا
بیترہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہبانون کو جگایا کہ یارو غضب
ہوا نہین معلوم عیار کہان سے آیا آقا کو گرفتار کرکے لیگیا مقنا طلیس یہ خبر سنکر آئی کہا دی
فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہو کہ قیدہ اُنکی سامنے ہفت پیکر کے پہونچ جاے
ہفت پیکر تو اُنکا دشمن ہو رہا ہی فیروزہ با لباس عیاری جسم بے آراستہ کرکے تلاش مین
بادشاہ کی نکلا یہان اغلال جادو انتظار مین اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر
پہونچا کہا حضور مین بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہی اغلال نے
حکم دیا آہنگرون کو بلاؤ اسکو مسلسل و مطوق کرو آہنگرون نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائیں عیار نے بادشاہ کو ہوشیار کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا دربار میں
اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلادون کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی اے شہریار اتنا بڑا
شخص یون قتل ہو جائے اشتہار چھپان ہون سارا شہر جمع ہو اُس مقام پر انکو قتل
کیجیے کہ قدرت کو بھی خبر پہونچے کہ اغلال نے معاوضہ زوجہ مین بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
کیا آپ کو طرۂ پیغمبری عطا کرین آپ کا سارے طلسم مین نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ
اغلال پر قتل ہوے یہ بات اغلال کو پسند آئی حکم دیا کہ شہر مین ڈھنڈھورا پٹے کل صبح کو
بادشاہ لشکر اسلام قتل ہونگے سب آکر تماشہ دیکھین اُسی وقت تمام شہر مین ڈھنڈورا پٹا
اشتہار چھپان ہوگئے ہر شخص کو خبر پہونچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل صبح کو قتل ہونگے ایک
یہی ذکر کر رہا ہی کہ زوجۂ اغلال قتل ہوئی اُسکے بدلے مین بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوکے
آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہوگا کہ لوگ عبرت کرین ہرچند کہ مسلمانون سے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن مین بے مثل و بے نظیر تھی نہ جانی اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبار کو اپنے سحر مین پھنسایا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی اغلال کو بڑا قلق ہے ہر جگہ یہی ذکر ہو رہے ہین لیکن اغلال ڈھنڈھورا پٹوا کر اپنے باغ مین آیا کنیزون سے کہا یہین لاکر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگین گے ایسا نہ ہو کوئی اسکا مددگار آئے وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی سنگ مرمر سفید کا اسپر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ کو مسلسل و مطوق ایک قفس مین بند کرکے سامنے رکھا اور کنیزون سے کہا گانیون کو لاؤ گائنین حاضر ہوئین اشارہ کیا ایک گائن سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

محشر مین پاس کیون دم فریاد آگیا — رحم اسنے کب کیا تھا کہ اب یاد آگیا
الجھا ہی پاؤن یار کا زلف دراز مین — لو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا
ناکامیون مین تمنے یہ تشبیہ مجھسے دی — شیرین کو درد تلخی فرہاد آگیا
ہم چارہ گر کو یون ہی پہنچائینگے بیڑیان — قابو مین اپنے گر وہ پریزاد آگیا
دل کو قلق ہی ترک محبت کے بعد بھی — اب آسمان کو شیوۂ بیداد آگیا
وہ بدگمان ہوا جو کہین شعر مین مرے — ذکر بتان خلخ و نوشاد آگیا
تھے بیگناہ جرأت پابوس تھی ضرور — کیا کرتے وہم خجلت جلاد آگیا
جب ہوچکا یقین کہ نہین طاقت ملل — دم مین ہمارے وہ ستم ایجاد آگیا
ذکر شراب و حور کلام خدا مین دیکھ — مومن مین کیا کہون مجھے کیا یاد آگیا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی اغلال مبہوت بیٹھا ہی جب زوجہ کا ذکر آتا ہی تو دُرد شراب بادشاہ پر پھینکتا ہی بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہین بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین کبھی فرماتے ہین کیون ای معبود کیا طلسم ہفت پیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر مین نہین ہی کیا ساغر عمر میرا لبریز ہوا ای معبود اس آفت سے مجھکو بچا لے صاحبقران سے ملنے کی ہوس ہی نظم

گاہ در دل خیال وحدت تست — گاہ در دیدہ نور کثرت تست
بر رہ حق قدم شد ثابت — ہر کہ او رہرو طریقت تست

گاہ از حق زبان نمی بندد — ہر کہ او واقف حقیقت تست
ہست فارغ ز مذہب و ملت — ہر کہ پابند بر شریعت تست
با دگر کس نمی کند الفت — ہر کہ وابستۂ محبت تست
کو تعلق بما سوا دارد — ہر کہ مصروف در عبادت تست
جلوہ گر چار سو بدیدۂ خلق — ہمچو خورشید نور قدرت تست
طالب دید راز ہر صورت — پیش دیدہ ظہور صورت تست
بزمین و زمان ندارد کار — ہر کہ گنجینہ دار دولت تست
عاشق از خود خبر نمیدارد — بیم جان خوف سر نمیدارد

بادشاہ لشکر اسلام ملک باک کرد عاشقین مانگ رہے ہین زلف لیلا سے شب کم سے کذ جکی
ہو اغلال نشے مین بیٹھا جھوم رہا ہی کہ ایک ملکہ ابر سرخ رنگ سامنے سے اُٹھا پھول برسنے
ہوے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی ابر کو دیکھکر نخل باغ جھومے چمن سرسبز و شاداب ہوے
اغلال نے جو اُس ابر کو آتے ہوے دیکھا باقو غم مین زوجہ کے رنجیدہ بیٹھا تھا ابر کو
دیکھکر شگفتہ ہوا کنیزون سے کہا ملکہ نوبہار رنگین پوش آتی ہین شاید شب ماہ مین برائے
سیر نکل آئین گائن کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اُٹھا پکار کر آواز دی
ای ملکۂ عالم و دای شہنشاہ خوبی و ای ماہ آسمان محبوبی ہمارے باغ کی طرف سے جاؤ گی اور ہم
مشرف بہ زیارت نہونگے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر باغ پر آکے پھٹا بیچ مین سے شق ہوا بادشاہ
نے دیکھا تخت پر ایک نازنین گلپوش دریا مین پھولون کے غوطہ مارے جوڑا گلنار
زیب جسم ابروے خمدار کھینچے ہوے گویا خنجر برہنہ برائے قتل عاشقان بڑی بڑی آنکھین
رشک دیدۂ غزال دونون ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال غنچہ دہن نازنین سیم تن
رشک چمن سرو قد خورشید خد چند کنیزین گرد گھیرے ہوے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہوے
وہ نازنین تخت اُڑاتی ہوئی اُتری پکار کر کہا ای اغلال آج یہ جلسہ ہماری بہن سے کیون خالی
ہو ملکہ زلزلۂ سحر ساز کہان گئین تمنے ہمکو کیون بلایا اُنکو تو ہمارے آنے سے رشک
ہوتا ہی اغلال بے اختیار رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم خدا وند ہفت پیکر نے اُنکو بلا لیا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہی اُنکے خون کا بدلہ لونگا انکو خانۂ دل مین جگہ دونگا نوبہار نے پلٹ کے
دیکھا ایک جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ
چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر ملول و حزین کرتا شبنوابی کا زیب جسم جھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے
مسلسل و مطوق مگر معلوم ہوتا ہی کہ زیور سا ہن زیب جسم ہی بہ قول شاعر - فرد - اس تنگیِ پوشاک
پہ مسکی ہوئی چولی + یہ بگڑی ادا الاکہ بناوٹ کے برابر جو نوبہار جمال بیمثال دیکھکر نہایت بیقرار ہوئی
کہا کہ کیون میان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جسکو یہ قتل کرتے یہ اُسکو کیا
مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو چھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہوگا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے
کہا اے ملکۂ عالم اس جوان کو بہ نگاہ حقارت نہ دیکھیے بڑے بڑے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے
گئے یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی نوبہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون شہریار آپ
ہی زلزلۂ سحر ساز کے قاتل ہین بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا اے معشوق خوبرو میرے عیار نے
اُسکو قتل کیا عیارون کا یہی کام ہی آپس مین نگاہین ملین دو باتین بھی ہوئین اشتیاق جانبین
کے بڑھے اغلال نے نوبہار کو لا کر مسند پر بٹھایا اب نوبہار خاموش بیٹھی ہی دل سے باتین
کر رہی ہی کہ او نوبہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہی
کیا تدبیر کرے کہ اسکو بچاؤن کیونکر قید سے چھڑاؤن گرفتار دام مصیبت آشفتۂ وادی مودت
مجھکو یہ محبت دیکھ رہا ہی اغلال جادو کہ مدت سے اُسپر عاشق ہی مگر خوف سے اپنی زوجہ کے
اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلمین کہتا ہی کہ مدتین گذرین اس ظالم پہ جان جاتی ہی اب تو اسکو قبضے
مین کرون کہ وہ رشک کرنے والی مر گئی اسی سے گھر آباد کرون کسی طرح دل کو شاد کرون بڑے
لطف سے خاطر کر رہا ہی کبھی گائن کو اشارہ کرتا ہی وہ غزلین ٹھمریان عاشقانہ گاتی ہی کبھی خود
اُٹھکر جام شراب لبریز کرتا ہی ہاتھون پر رکھکر سامنے آتا ہی کہتا ہی ایک جام تو میرے ہاتھ سے
نوش فرمایئے نوبہار منھ پھیر لیتی ہی کہتی ہی اسوقت میرا دل نہین چاہتا ہی جب اغلال بہت
منت کرتا ہی اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہی تو بہو دیہ جل بھن جاتے ہین کہتی ہی ذرا ہوش مین آؤ
اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بیہودہ بکتے ہو زلزلہ تمھارے لائق تھی قدرت
نے سمجھکر تمھارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے لیکر پشت پر پھینک دیتی ہی اغلال

پھر اپنے مقام سے اُٹھا دوسرا جام بھر کر لایا تحسین کرنے لگا کہتا ہو کہ ملکۂ عالم ایکی مرتبہ تو نوش فرمائیے
مین بہت بیقرار ہون دل کو سمجھاتا ہون دل نہین سمجھتا یہ قول قمر نظم

کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین تڑپ کے مارا اُسکو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی	صف ماتم نہ بچھی ہے عزاداری دل
اے قمر تیر زبان سے بھی خوف آئے مجھے	اسد اللہ رسد گر یہ مددگاری دل

نوبہار نے کہا اے اغلال تم فراق مین اپنی زوجہ کے دیوانے ہو رہے ہو زیادہ گوئی ترک کرو خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ مین اٹھ جاؤنگی مجھکو ناگوار ہوتا ہی مین اگر ایسا سمجھتی تو کبھی نہ آتی اغلال تحسین کرتا ہی کہ اے ملکۂ عالم مین اب آپکو نہ جانے دونگا آپ کے تشریف لانے سے کیسی آبادی ہوئی دیکھیے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہی دل نوبہار کا طرف شاہ کے رجوع ہی وزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہی ہی شاہ بھی دیکھ رہے ہین کبھی اشارہ کرتے ہین تو نوبہار بھی مسکرا دیتی ہی سفیدی و براقی دانتون کی ایک برق چمکتی ہی کہ خرمن ہوش و حواس جلا دیتی ہی بادشاہ ملول ہو کر جب سر جھکاتے ہین نوبہار چاہتی ہی کیونکر اس شہریار کو شگفتہ کرون ہائے ایسا شہریار طوق و زنجیر مین مسلسل و مطوق ہی کاشکے یہ ہتھکڑیان بیڑیان میرے ہاتھ پاؤن مین ہوتین کیونکر اس شہریار کو رہا کرون جب اغلال کو بہت بہوت پایا کہا اے اغلال اب مین نے اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک انھون نے فتح کیے مقنا طلیس جادو انھین کے قبضے مین ہی اغلال نے کہا اے ملکۂ عالم اب آپ نے بخوبی پہچانا مقنا طلیس و مشکبار اسپر عاشق ہین اسی وجہ سے مین چاہتا ہون کہ صبح کو قتل کرون نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یون قتل کرنا مناسب نہین ایک دن اور ایک شب تامل کرو اسکو قتل کر کے بہت پچھتاؤ گے کیونکر جان بچاؤ گے طلسم کشا اسکا چچا ہی وہ خبر سنتے ہی تمھارے قلعے پر آئیگا کسی ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو مین ایک عرضی قدرت کو لکھتی ہون اگر تمہیر مسلمان بلوہ کرین تو قدرت مدد بھیجین ایک طرف سے صاحبقران بلوہ کرینگے اور طلسم کشا حاکم تحفہ جات اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کون اُنکو روکیگا ہم خود

اسکا انتظام کرینگے تمھاری جان بچے یہ جو ملکہ نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل نوبہار کو قبول ہوا
نہال ہوگیا بحال ہوا کہا اے ملکۂ عالم اگر تمھارا حکم ہے ایک دن ایک رات کیا جبتک کہیے قید
رکھوں اگر آپ انتظام کریں تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت میں مشکل ہوگی ایک طرف سے
صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا بلوہ کرینگے کہ جان بچانا دشوار ہوگی نوبہار نے کہا
میں قلعے سے چند کوس آگے بڑھکر انتظام کردونگی کہ کوئی آنے نہ پائے دیوارین سحر کی بنادون کہ اگر
قریب دیوار کے آئیں تو ڈوب جائیں مہلت نہ پائیں اغلال بہت خوش ہوگیا حکم کیا کہ شاہ کو لیجاکر
قید کرو ملکہ نوبہار نے قریب آکر اشارے سے کہا اے شہریار اب نہ گھبرائیے گا میں نے آپکی رہائی
کی تدبیر تو کرلی ہے ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہے آپکا پروردگار تدبیر نکالدیگا اب بادشاہ
کو یقین کامل ہوا کہ مجھپر عاشق ہے خوب باتیں راز و نیاز کی کہیں کہ جس سے دل کو تسکین ہوئی اغلال
نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہے حکم دیا اے میمون بادشاہ لشکر اسلام کو لیجاکر قید کر لیکن
بحفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہیں میمون جادو چارسو جادوگر ساتھ لیکر ایک مکان میں
آیا اُس مکان میں لاکر بادشاہ کو قید کیا چارسو ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کرسی بچھا کے
خود بیٹھا یہ حکم ہے کوئی ادھر سے جانے نہ پائے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اُسے روک دیا اس طور
سے انتظام کررہا ہے اغلال نے ملکہ نوبہار سے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے
آگے بڑھکر انتظام کر دیجیے نوبہار ٹالتے ٹالتے شام کو یہ کہکر اُٹھی کہ اب میں رنگ سحر جمانے
جاتی ہوں وہ سحر جماؤں کہ اگر ہزار طلسم کشا قصد کریں تو آنہ سکیں تحفہ جات بھی بیکار رہیں
ادھر سے ملکہ نوبہار چلیں مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا راہ میں اسنے
خبر پائی کہ فلاں قلعے میں جہان کا حاکم اغلال جادو ہے عیار اُسکا شہریار کو وہاں لیگیا ہر جنس
ڈھنڈھورا وغیرہ پٹا تھا شہریار بھی پشیمان ہوے تھے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات کی
مہلت دی گئی فیروزہ قلعے میں آیا مقام قید کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہے کہ یہ لوگ راہ گیر کو روکتے ہیں
میں کس طرح سے جاؤں یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے پکار کر آواز دی اے برادر جیحون دردولت
شاہی پر جاؤ ہم لوگوں کے واسطے شراب وکباب لاؤ دن تو بمشقت بیتے کاٹا اب رات کو
حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگیں گے فیروزہ یہ سنکر چلا دردولت شاہی پر آیا

ایک کنارے ٹھہرا جیحون نے آکر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہے اغلال نے حکم
دیا کہ میخانے سے لیلو جیحون نے آکر میخانے سے تبلہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا دے کوئی مزدوری
کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بنکر سامنے جیحون کے آیا مگر کہتا ہوا کہ حضور ہم تو رنگ باز ہیں
جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہے جان تک بد دیتے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی وہ داؤن
رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلق ہے اور حضور وہ داؤن ایسے تھے کہ کبھی نا نہیں جاتے
جیسے چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینگے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں
کیا حکم ہوتا ہے جو کام چاہیے بیجیے مگر مزدوری کے چار ٹکے لینگے صبح کو اسی سے داؤن بدینگے
اگر لگ گئے تو سارے جوئے کو ویران کر دینگے مجھے کیا کوئی کھیل سکتا ہے جیحون نے کہا
یہ تبلہ اٹھاؤ شہدے نے تبلہ اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیحون کے ساتھ ہے راہ میں ایک
مقام پر ٹھوکر لی تبلہ دوش سے گرا ہاتھ میں جو فتیلہ تھا وہ بھی گل ہوا جیحون سے کہا حضور
اسے روشن کرا لیجئے اسی ہارنے کی جھل میں گرا حضور ایسے داؤن غلام کے آج ہرے کہ سب
جوئے والے میرے بدلے کی صفت کرتے تھے جیحون نے کہا میاں شہدے صاحب تمھیں
ان باتوں سے مہلت نہیں شہدے نے کہا حضور ہمارا جان و مال یہی ہے اسی میں ہماری بسر
ہوتی ہے جوئے پر رہتے ہیں جواریوں سے نوچ کے داؤن بد اگر ہمارا رنگ کھیل گیا تو ایک
ٹکے سے دس بیس روپے ہو جاتے ہیں بڑے جوئے پر جا کے لڑا دیتے ہیں لیا جگ بدتے
ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان بنالیں گے ابھی تقدیر رسائی نہیں کرتی اس حال
سے رہتے ہیں جیحون فتیلہ روشن کرنے گیا فیروزہ نے تبلہ کھولا اسمیں بیہوشی ملائی اتنے
عرصے میں جیحون روشنی لیکر آیا تبلہ اٹھا کر شہدے نے کاندھے پر لگایا جیحون کے ساتھ
قیدخانے پر آیا شہدے نے تبلہ رکھ دیا سپاہیوں کی چلمیں بھرنے لگا ان سب نے
شہدے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہے کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہے جیحون نے کہا میاں
شہدے صاحب بیٹھو تمھیں بھی شراب ملیگی شہدے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہے
گن تو پیٹ میں بھرے ہیں فقط منھ سے بو آنا چاہیے مجھکو رتوندی بھی آتی ہے آپ لوگوں کی
خدمت میں رہونگا رات یہاں بسر ہو جائیگی صبح کو جوئے پر جاؤنگا جو کچھ آپ لوگوں سے

بابا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان پھٹ پڑے تو ناچار ہین سب شہدے کی باتون سے ہنس رہے ہین کہتے ہین اس شہدے کی ذات سے بڑی آبادی ہی اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہی کہا حضور ہماری یہی دنیا ہی عقبی ہی اسی کے شوق مین شہدے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہین میمون نے سب کو شراب پلوائی آپ بھی دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہدے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہی شہدے نے کہا حضور کچھ بکتا ہون ایسی تان لگاؤن کہ ساون کی طرح مینھ برسنے لگے یہ کہکے شہدے نے ایک گھڑا اٹھا لیا اُسے اوندھا کرکے رکھا اُسی کو بجانے لگا اور یہ غزل شروع کی۔

نظم

اجل جان لب تیرے شیون سے ہی — یہ نادم مرے دود کشتن سے ہی
وہ بدخواہ سمجھا تو سیہ انہین — عبث دوستی تمکو دشمن سے ہی
یہ پردہ نہ ہو غش ز غرور کا — مشبک مرا سینہ چلون سے ہی
مرے داغ یاد آئے گل دیکھکر — کہ بیزار وہ سیر گلشن سے ہی
جلانے سے بھی تیرے شاکر ہون مین — گلہ نالہ آتش زگلن سے ہی
شب غم موے شمع کو دیکھکر — ہمین خجلت اُس شوخ بدظن سے ہی
مرا خون کیا بار گردن ہوا — کہ بیتاب وہ بار گردن سے ہی
کھلائے نہ کیون سرمہ گو ساز کو — خجل سامری چشم پرفن سے ہی
جہان خاک اُڑائی وہین دب رہے — کہ ورت عبث فکر مدفن سے ہی
نئی کچھ نہین ابھی جانسا زیان — یہی کھیل ہمکو لڑکپن سے ہی
بگڑتے ہو کیا اب بھی کہتا ہون مین — عیان صلح پھر کس کی چتون سے ہی
دل مومن آتشکدہ کیون بنے — لگاوٹ یہ طفل برہمن سے ہی

شہدے صاحب گا رہے ہین بیہوشی نے جو اپنا رنگ باندھا سب سپاہی شہدے سے ہنس ہنس کے باتین کر رہے ہین چیچون میمون سے کہتا ہی بھائی صاحب راہ بھر میان شہدے صاحب جوے کی باتین کرتے آئے انھین باتون سے یہ خوب خوش ہوتے ہین میمون نے کہا بھائی دیکھو میان شہدے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہین شہدے نے جھکر کہا آپ

قدرت کو بلائیے میمون ناچتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا جیحون بھی اپنے مقام سے جھکا
اور سپاہی بھی لینا لینا کہکے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ
خنجر لیکر اُٹھا کہ انکو قتل کرون پھر سوچا کہ یہ سب ساحر ہین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
کوتوال وغیرہ طلاے پر پھر رہے ہین ایسا نہ ہو کہ آجائین پہلے دروازہ کھولون شہریار کو رہا کرون
تب ان سب کو قتل کرون فیروزہ جست کرکے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہے چاہا
قفل کھولون یا خنجر سے کاٹون نہ قفل کھلتا ہے اور نہ کالے سے کٹتا ہے اب تو فیروزہ حیران
ہوا کہ مین کیا تدبیر کرون ہر چند چاہتا ہے کاٹون قفل نہین کٹتا کئی سو کنجیان اپنے پاس سے نکالین
مگر کوئی کنجی کلید قفل نہ ہوئی اب فیروزہ حیران ہے کہ مین کیا کرون جی مین کہتا ہے کہ ای فیروزہ معلوم
ہوتا ہے کہ میمون کا سحر ہے یہ قفل نہین کھلتا اسی سوچ مین تھا کہ پھولون کی خوشبو دماغ مین آئی فیروزہ
نے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار جوڑا سرخ پہنے ہوے آسمان سے آتی ہے فیروزہ
کو جو خنجر بکف اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے ان سب کو کسنے بیہوش
کیا ہے فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دون نہین معلوم کہ دوست یا دشمن ہے راہبر یا رہزن
ہے دل کو بھرکرکے پکار اُٹھا منم فیروزہ بن عمرو عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہین اس
شب کو آنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ ای عیار نہ گھبرا تو نے سب کو بیہوش تو کیا
مگر قیدخانے مین نہ جاسکیگا قیدخانہ سحر بند ہے مین آ کے دروازہ کھولے دیتی ہون یہ کہکے
نوبہار طاؤس سے اُتری آکر سحر کیا ایک پھول پھینکا کہ قفل ٹوٹ کر گرا فیروزہ اندر آیا دیکھا
بادشاہ سر زنجیر پر سر خم کیے ہوے بیٹھے ہین فرماتے ہین افسوس ہمارے یار وفادار نے بھی
خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہے سب کو بیہوش کیا ہے یہ کہکے ہتھکڑیان کاٹین
نوبہار دروازے پر کھڑی پکار رہی ہین کہ ای فیروزہ جلد آ عیار اغلال اجلال تیز رو
طلایہ دیتا ہوا آتا ہے ایسا نہ ہو آکر یہان کے نگہبانون کو پکارے جب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ
نے قید توڑی نوبہار نے دیکھا کہ بغلون سے بادشاہ کی خون جاری ہے دل کو تاب نہ آئی بڑھکر
عرض کی حضور نے کیون اسقدر جلدی کی عیار بیڑیان کاٹ دیتا ملکہ دوپٹے سے خون پونچھنے
لگین بادشاہ باہر نکلے کہ اجلال قریب آیا میمون کو پکارا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہے

ہو ایک عیار خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوے جیحون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی کہ جیحون کو قتل کرتا ہی یہ کہکے ساحرون کو اشارہ کی کہ اُنکو گھیرو ساحرون نے بادشاہ اور نوبہار کو گھیر لیا عیار نے میمون اور جیحون کو ہوشیار کیا کہا اُٹھو تمھارا قیدی رہا ہو گیا میمون اور جیحون نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہی کہ جس پر سحر تاثیر ہی نہیں کرتا جو سحر کیا وہ اُلٹا پلٹا اُسی کا کام تمام کیا خواہ سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار کر گیا خواہ سر پہ پڑا کر سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ نے تلوار لے لی اُسی تلوار سے لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مچایا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا نوبہار نے جو دیکھا کہ بادشاہ گھر گئے ساحرون کا بلوہ ہو طرف نوبہار کے کوئی نہیں آتا تب تو نوبہار نے گلے سے ہار اُتارا کچھ اسم سحر پڑھکر جیحون کی جانب پھینکا جیحون پر کچھ پھول گرے جوش میں آ کر لہرایا بے اختیار پکار اُٹھا ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای نوبہار باغ محبوبی مین بھی تیرے باغ حسن و جمال کا گلچین ہون گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہون میری عجب صورت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ہمسری اُس زلف سے اب یہ بھی ایسا ہو گیا
تو مرے بخت سیہ کو اور سودا ہو گیا

تو جنا دے پر عدو کے وہ خود آرا ہو گیا
یہ ہمارا بھی تو مر جانا تماشا ہو گیا

کسطرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہاے
جو کبوتر لے گیا وان نامہ عنقا ہو گیا

مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
کیون تری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا

ظلم کا ثمرہ یہی تھا دیکھکر گل ہاے داغ
بید مجنون شرم سے وہ سرو رعنا ہو گیا

چشمہ حیوان بنا اُسکے لبون کی شرم سے
پانی پانی لبکہ اعجاز مسیحا ہو گیا

روز محشر کیا ہوا پھر کیون شب دیجور کی
کیا ہمارا نامہ اعمال کچھ وا ہو گیا

ہو فنائی ہی سرشت اُسکی سو وہ ہم مین کہان
ہم مزاجی کے سبب سے غیر اپنا ہو گیا

جان و دل پر لشکر آرائی تھی جوش یاس کی
مفت ایسا ہو سے مین شبخون تمنا ہو گیا

ہٹ گیا ہو گا دو پٹہ منھ سے سوتے مین کہین
شب یہان رہنے کا تیرے سب مین چرچا ہو گیا

لگ گئی چپ مجھکو تو بھی بات وہ کرتا نہین
کیا کہون قسمت کو کہنا دشمنون کا ہو گیا

شربت مرگ آب حسرت شور بختی زہر غم	تلخ کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہوگیا
رو دیا اُسنے جو میری لاغری کو دیکھکر	قطرۂ اشک ندامت ہمکو دریا ہوگیا
ہو مشابہ بسکہ روتے روتے چشم ای ماہ رو	شب جو اشک آیا سو اک عقد ثریا ہوگیا
حق تو یہ ہی کیا غزل اک اور مومن نے پڑھی	آج باطل سارے استادونکا دعوا ہوگیا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے نوبہار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہی کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہی ہمارے قتل کے لیے آیا ہے تو اسکا جلد سر لا جو تو کہیگا وہ مین قبول کرونگی اسی کا خوف ہی کہ اگر مین تمھارے گھر بیٹھ جاؤن یا تمسے محبت بڑھاؤن تو یہ مجھکو قتل کریگا کنیزون سے کہکر زہر دلوا دیگا یہ سنکر جیحون جوش مین آیا کہا ابھی اس بیحیا کا سر لاتا ہون یہ کہکر ایلیا جست وخیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامبارک بند رہماری ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہی یہ کہکے پیترہ بدل کے ہاتھ مارا میمون ہوشیار جادوگر ہی اُسنے وار خالی دیا للکارتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کہا دیکھ پشت پر تیری کئی جادوگر آگئے ایسا نہ ہو تجھکو قتل کرین جیحون آواز دیتا ہوا پلٹا میمون نے ہاتھ مارا سر جیحون کا زخمی ہوا جیحون نے خون سر کا چلو مین لیا لشکر پر میمون کے پھینکا کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے قضائے کار ملکہ مقناطیس جادو کہ جسکو جدائی مین شاہ کی کب آرام تھا اُڑتی پھرتی ہی شاہ کو ڈھونڈھ رہی ہی کہ نعرۂ شاہ کی آواز کان مین آئی آواز سنکر بیقرار ہوگئی جی مین کہتی ہے شہر یار کہین لڑ رہے ہین وہ یکہ تاز میدان جلالت رستم شوکت اسفندیار ہیبت کسی مقام پر رکنے والے نہین بلند ہوکر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحرہ حسین چارطرف بادشاہ کے پھرتی ہی کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ مین ساحرون کے بادشاہ لڑ رہے ہین تڑپ کر زمین پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھکر پوچھا یہ ساحرہ کون ہی فیروزہ نے کہا مین نہین جانتا مگر اتنا طریقے سے معلوم ہوا کہ ہماری خیر خواہ ہی بادشاہ کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی یہ فرزند قباد شہر یار ہین دختر سکندر بن ہیکلان عاد مغربی کے بطن اور صلب قباد شہر یار سے پوتے صاحبقران کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرأت کا کیا پوچھنا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقناطیس نے کہا مین ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے ہٹکر ایک گولا اسم سحر پڑھکر مارا کئی سو ساحروں کے سر پھٹے واصل جہنم ہوئے
فیروزہ نے بڑھکر اجلال تیز رو عیار کو ڈکا وہ حقیر جانکر اوسپر آپڑا دو عیار وار آپس میں رد وقدح
ہوئے تھے کہ فیروزہ نے بیٹھکر تیغ مارا کہ دونوں پاؤں اجلال کے اڑ گئے بڑھکر نوبہار
نے میمون کو مارا ساحر بھاگنے لگے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اغلال کے پہونچے کہ سعادن
قباد کو ملکہ نوبہار نے جاکر رہا کیا اغلال فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کئی ہزار
ساحر تیار ہوکر آئے انکو لیکر چلا یہاں مقناطیس نے دو تین حملے ایسے کیے کہ کئی ہزار ساحر
مارے لڑتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی کہا حضور اب نکل چلیں بادشاہ انکار کرتے ہیں مگر
مقناطیس نے تخت سحر تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اوسپر بٹھایا نوبہار کی طرف نگاہ کرکے
آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گوشے پہ تخت کے نوبہار بیٹھی مقناطیس نے پاؤں
تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑاتی ہوئی سے نکلی اغلال جادو فوج لیکر اوسوقت پہونچا کہ دستے آکر
دیکھا لاشہ میمون اور میمون خاک و خون میں غلطاں پڑا ہے قید خانہ لٹا پڑا ہے آگے قید خانے
کے دروازہ کھلا ہوا چند ساحر اب بھی سحر میں نوبہار کے مبتلا سر ٹکرا رہے ہیں غل مچا رہے
ہیں اغلال نے آکر انپر سے سحر اتارا جب انکو افاقہ ہوا تو اونسے حال پوچھا ان سب نے
حال بیان کیا اغلال جادو غصے میں کانپنے لگا کہا یاروں اس گیسو بریدہ نوبہار نے مجھے
بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگئی ساحروں نے بیان کیا کہ مقناطیس نے آکر قیامت
برپا کردی نوبہار بھی انھیں کے ساتھ گئیں اغلال نے کہا میں ابھی اسکے بھائی گلزار جادو
کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس گیسو بریدہ کو سزا دیگا وہ اس ذلت کو نہ گوارا کریگا میری صحبت
میں آکر اوسنے بادشاہ کو دیکھا مجھسے میٹھی میٹھی باتیں کرکے یہ دھوکا دیا میں سمجھا کہ یہ بادشاہ
قتل سے کیوں روکتی ہے مراد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیجاؤں اگر مقناطیس
نہ بھی آتی تو ان ساحروں میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکو روک سکتے اور مقناطیس تو بلاکے
سنگاری ہے یہ کیسے بلیشا مگر وہ قلق ہے کہ کسی سے بات نہیں کرتا اسی وقت ایک نامہ لکھا مراد
یہ تھی کہ ای گلزار جادو تمھاری بہن نے بڑا ستم کیا میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل کرتا تھا
اوسنے مجھکو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر رہا کر لیگئی اور ساتھ بادشاہ کے نکل گئی نامہ قاصد

لیکر چلا سقنا طلیس نے راہ مین نوبہار سے مفصل حال سُنا سناتا آگیا جی مین کہتی ہے دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد برپا ہو لشکر اسلام مین آکر پہونچی نوبہار نے کہا اگر حکم ہو تو مین بالائے قلعہ چمنستان جاؤن بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہین اُنکو جا کے مسلمان کرون خدمت مین حضور کی لیکر آؤن بعد کوہ زنگار رنگ پر جلوہ دیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمہارا جانا بہتر نہین نوبہار نے نہ مانا اکیلی طاؤس پہ سوار ہو کر طرف قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعے مین اُسکی سلطنت ہے قلعے مین آکر پہونچی تخت پر آکے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوے نوبہار نے سب سے کہا صاحبو تم لوگون کو کچھ حال طلسم ہفت پیکر بھی معلوم ہے چار طرف سے اہل اسلام نے گھیرا ہے تمام دربند فتح کر لیے تین پہاڑ قبضے مین مسلمانون کے آئے اب چار پہاڑ قبضے مین خداوند کے ہین طلسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہے ملکہ مغرور شیرین کلام نورچکیدہ خالق قدرت طلسم کشا پر عاشق ہوئین لوح کا حال بھی اُنکو معلوم ہوا دختر گمیل شہرت مرصع پوش سب حال اُسنے لوح کا ظاہر کیا طلسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہے کتابین ہماری جتنی تصنیف کردہ خداوند ہین سب مین صاف صاف تحریر ہے کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہے شخص جسکا نام رستم پیل تن ہے یہ طلسم ہفت پیکر کا فاتح ہے منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے تم سب کو مین سمجھاتی ہون کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ و برباد ہوگا ہزارہا ساحر قتل ہوا ملکون پر کیسی تباہی ہے وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی آپ کے بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہین نوبہار تخت سے یہ کہکر اُٹھی کہ بھائی صاحب تشریف لاتے ہین مین اُنسے چند ساعت باتین کر کے اُنکو رخصت کر دونگی تم سب صاحبون کو خدمت اہل اسلام مین چلنا ہوگا یہ کہکر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار نے جو بہن کو دیکھا جلگیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہے حال سے ملکہ نوبہار کے آگاہ ہے مگر خاموش ہو رہا نوبہار نے پوچھا بھائی صاحب خلاف وقت آنے کا کیا باعث ہوا گلزار نے کہا تمھین دیکھنے کو دل چاہتا تھا بیقرار ہو کر آیا نوبہار نے گلزار کا استقبال کیا بارگاہ مین لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نوبہار سامان خاطرداری مین مصروف ہوئی نوبہار جو سامنے سے ہٹی ملازمون نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمشیرہ پاس بادشاہ لشکر اسلام

کے جانے کو ہین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ آپکی آمد سنکر برائے استقبال گئین اب
آپکے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب نوبہار نے ساقی بچون کو بلایا
شراب عیش کی تو گلزار نے آنکھ بچاکر بیہوشی ملائی کہا ہین یہ بیلے تم ہیو نوبہار اس انقلاب
سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر سنکر آیا ہی اہل دربار نے آتش افروزی کی جام پی گئین پی کر سب
بیٹھین تھوڑے عرصے مین آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے نوبہار گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھی
گر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان مین سوزن دی مسلسل کرکے ہوشیار کیا کہا کیون او گیسو بریدہ
تو نے قلعۂ اغلال مین جاکر کیا آفت برپا کی تیری وجہ سے ہزارہا ساحر مارا گیا اغلال نے سب
شکایت لکھی ہے اب تجھکو خدمت خداوند مین ہو بجاؤنگا وہان سزا ملیگی کہ ساحرون کو قتل کرایا
بادشاہ کو اُسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور و ناچار اپنے مقام پر حیران و پریشان ہی اُسنے سب حال
مجھکو لکھا یہان اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہین کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھین کہ
خدمت بادشاہ اسلام مین چلو تو تو بادشاہ اسلام کو دیکھکر ایسی مبہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
بھولی اہل اسلام پر توجہ کی نوبہار کو اراپے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
کوہ رنگارنگ کے چلا یہان بادشاہ اسلام لشکر مین ہین جب کئی دن گذرے اور نوبہار
واپس نہ آئین اُنکی صورت زیبا کی زیارت نہ ہوئی فرمایا کہ ای فیروزہ ذرا دریافت تو کرو کہ
نوبہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطورہاے زر بفتی سے آراستہ ہوکر برائے خبر
نوبہار نکلا خیال مین یہ تھا کہ قلعۂ چمنستان پر چلون جو ملکہ کی حکومت کا قلعہ ہے رہروی
کرتا ہوا آتا ہی اسی فکر مین کہ کسی طرح ملکہ کا حال دریافت کرون راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھ گیا
دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک اراپے پر ملکہ نوبہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار بہ عہدۂ
سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کوہ سے اُترا
اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو نوبہار کو لیے ہوے طرف کوہ رنگارنگ
کے جاتا ہی فیروزہ یہ دریافت کرکے پلٹا خدمت شاہ مین آیا مقناطیس وغیرہ دربار مین حاضر
ہین کہ فیروزہ آکر بیٹھا بادشاہ نے گھبراکر پوچھا کہ کیون ای یار وفادار کیا خبر لائی یاد مین اُس
نازنین و معشوق سُرخ پوش کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی نظم

رک گیا اُس پری سے جی ہی تو ہی
ساقیا شغل میکشی ہی تو ہی
راہ پر آپ کا اجارہ کیا
آگیا رنج دوستی ہی تو ہی
وقت بد مین کہان انیس و جلیس
نہین لگتا چمن مین جی ہی تو ہی

نہ بھی جسے دوستی ہی تو ہی
بعد الحمد کیا نہ وہ ہوئی
ہم بھی آنکلین گے گلی ہی تو ہی
نا شگفتہ رہا یہ غنچۂ دل
کون دے ساتھ بیکسی ہی تو ہی
ضبط آخر نہ ہو سکا اے رند

نہ رہا ہوش بیخودی ہی تو ہی
بن پڑی جسے عاشقی ہی تو ہی
وجہ آزردگی بتاؤن کیا
نہ کھلی اے صبا کلی ہی تو ہی
دل ہمارا اُداس ہے بلبل
ہنس پڑا یار گدگدی ہی تو ہی

اسطرح بیقرار ہوکر یہ اشعار سعد شہریار نے سامنے فیروزہ کے پڑھے فیروزہ نے بیقرار ہوکر عرض کی اے شہریار نوبہار نے بڑی خیرخواہی پر کمر باندھی تھی مگر اُسکے بھائی نے اُسے قید کرلیا ابھی غلام نے دیکھا کہ ملکہ ارجبے پر سوار گلزار ہمراہ لیے ہوئے طرف کوہ رنگار رنگ کے جاتا ہو چند کنیزون کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ سامنے ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دیکی تھی کہ جلکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو بڑے سامان سے گلزار گیا ہو ثبوت خطا سے ملکہ نوبہار مین کوئی جملہ اُسنے اُٹھا نہین رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیگا کہ نوبہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ اول تو مین گلزار کو راہ مین لونگا ورنہ اپنے کو تا بہ کوہ رنگار رنگ پہونچاؤنگا وہان جاکر ملکہ نوبہار کو چھڑاؤنگا یہ فرماکر بادشاہ سوار ہوئے مقناطیس نے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ اے شہریار مقام کوہ رنگار رنگ عجائب وغرائب سے معمور ہوا ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا مین پھنسین تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا جب بہت سردارون نے کہا تو بادشاہ نے فرمایا کہ مین آپ لوگون کا ساتھ چلنا نہین چاہتا مین یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کریگا تو اُس گرفتار دام رنج و مصیبت کو رہا کرونگا یا یہی جان دونگا اُسنے ایسی خیرخواہی کی اپنی جان دینے مین کچھ اُٹھا نہین رکھا مین خبر سنون کہ اُسکی قید جاتی ہو اور نہ جاؤن تو خلاف مروت ہو سردار یہ کہکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ایک ناخن پاے حضور پر ہماری جان نثار ہو بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے مقناطیس و در شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحرہ و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہو بادشاہ بہ فکر رہائی نوبہار روانہ ہوئے یہان گلزار قید لیے ہوئے نوبہار کی دامن کوہ رنگار رنگ مین پہونچا زیر کوہ دو کا نین

آراستہ میلا جمع ہی بالاے کوہ تصویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہی مراد مند جمع ہین گلزار
جو اس مجمع مین ہو نجادو کا ندار ہاتھ اٹھ کے اپنی دو کانون سے پاس گلزار کے آتے ہین تو پوچھتے
ہین ای گلزار یہ قیدی کون ہی گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہی رنگار رنگ جادو
حاکم یہان کا سامنے تصویر کے حاضر ہی مراد مندون کو پیش کر رہا ہی موافق ہر ایک کی عرض
کے تصویر سے آواز آتی ہی مراد مند مرادین پا رہے ہین درختون پر جانور بیٹھے ہوے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہین ہزارہا زاغ و زغن درختون پر جمع ہین نام ہفت پیکر پکار رہے
ہین ہر ایک زاغ و زغن کا یہی قول ہی کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہین سامری اور
جمشید لعین اسکے بندے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعوی خدائی کر بیٹھے آخر کار ایک
سب غائب ہوے انکی خدائی روشن ہی ہر طرف سے یہی آوازین آ رہی ہین کہ رنگار رنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نوبہار کو گرفتار کر کے لایا ہی کیا ارشاد ہوتا ہی تصویر
سے آواز آئی ہم اُسکے حال سے بخوبی آگاہ ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو مت لاؤ زیر کوہ سامان
قتل کرو رنگار رنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہین بالاے کوہ اس گنہگار کو
مت لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والون کو حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری کرو اہل فوج دارین استادہ کرنے لگے جب نوبہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر
دعائین مانگنے لگی کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک کارساز رحم اپنا شریک کر مین نے مذہب
حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر پر لعنت کرتی ہون تو رحم اپنا شریک کر۔ نظم

تو بادشاہ جہانی و دو جہان محتاج — تو بندہ پروری و جملہ بندگان محتاج
جہان بباب عطاے تو روز و شب سائل — زمانہ بر در لطف تو ہر زمان محتاج
بگوش قدرت تو گوش میکند یارب — کند چو بر در دربار تو فغان محتاج
رسے بکام دل خویش از عنایت تو — غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
مطیع حکم تو دام و دد و وحوش و طیور — فرشتہ بندۂ درگاہ و انس و جان محتاج

گلزار سامان قتل نوبہار کر رہا ہی دارین استادہ ہین جلاد با خنجر برہنہ سر پر کھڑے ہین
شکنجین لگا رہے ہین گلزار چاہتا ہی حکم دون کہ نوبہار کا سر کاٹ لو کہ صحرا سے گرد

اُدھر اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر فوج دریا موج
دو طرف سے دو ابر سیاہ اُٹھے ہیں کہ اُن ابروں سے رعد کی گرج برق کی چمک معلوم ہوتی ہے
دونوں وہ ابر بہ روا روی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے نعرہ کیا یا شیدائی کافرو
بچیادوای نابکاران بڑھو غافلو ہرکہ داند داند وہرکہ نداند بشناسد نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران
ہزبر قربان شاہ اسلامیان

جو ہمراہی پشت پر تھے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ
لڑتے ہوئے چلے کہ وہ دونوں ابر بھی آکر گرے داہنی جانب سے ملکہ مقناطیس بارہ ہزار کنیزوں
کو ہمراہ لیے ہوئے اور بائیں طرف سے ملکہ مشکبار مع بیس ہزار ساحروں کے آ گرین دونوں
نے جو سحر کیے ہزارہا ساحر قتل ہوئے دوکاندار فریاد کرتے ہوئے بھاگے بیدلیٹے لگا کل اہل میلہ
فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی پکارتا ہو یا خداوند ہفت پیکر یہ کیا بلا نازل ہوئی ہم تو مراد
مانگنے آئے تھے یہ کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا کہ تو بہار کو رہا کروں کہ گلزار
سحر کرتا ہوا بڑھا پکار کر آواز دی ای بادشاہ قریب گنہگار کے نہ جانے دونگا یہ کہکے گلزار نے
گولہ مارا شعلۂ آتش بھڑکے تلواریں برسنے لگیں مگر کوئی شی بادشاہ پر نہیں آتی تلواریں الگ
گر رہی ہیں شعلہ ہاے آتش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے والے جل رہے ہیں زمین سے
شعلے نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے میرا لشکر تباہ ہوتا ہو بادشاہ پر کچھ تاثیر
نہوئی ایک تلوار بھی اگر اثر کرتی تو سر اڑجاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی
گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسنے لگا برف کی سلیں گرنے لگیں دم بھر میں برف کے
انبار ہوگئے سب کا فسردی سے مثل بید کانپ رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری
گرد مرکب انبار ہی جسم مرکب بادشاہ کا برف وپانی سے محفوظ ہی جس طرف گھوڑا بڑھاتے ہیں
برف پانی ہوکر بہ جاتی ہو یہ تاثیر دکھاتی ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہونچے گلزار تو
اپنے سحر سے عاجز ہوچکا تھا قبضے پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ
نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاو سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر
جو سپر بھیلوں کی پڑی تھی اُس سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوتے سپر کو کاٹ کر یہ تلوار گری با تو قبضہ سپر پر تلوار چلی تھی بازیر تنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلزار کا مارے جاتا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملکہ
نوبہار کے پہونچے نوبہار بادشاہ کو دیکھکر شگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھکر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کنگر گری نوبہار تڑپ کر اٹھی بجلی
لشکر گلزار پر گری کئی سو کے سر اڑا دیے کچھ پھولوں کا زیور جو جسم پر آراستہ تھا اتار کے
پھینکا پھول جو بکھرے کئی ہزار ساحر دیوانے ہوگئے کوئی سر ٹکراتا ہے کسیکا گریبان چاک کوئی
منھ پر خاک مل رہا ہے لشکر میں گلزار کے ہنگامہ پڑ گیا ایک طرف سے مقناطیس سحر کرتی ہوئی
آتی ہے اور ایک طرف سے مشکبار سحر کرتی ہے رنگار رنگ جادو نے بالاے کوہ سے دیکھا
کہ میلہ تباہ ہو رہا ہے گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادوگرنیاں جو کہ سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک انکے سحر پہونچ رہے ہیں رنگار رنگ کانپتا ہوا سامنے تصویر کے آیا
عرض کی یا خداوند مقناطیس و مشکبار و نوبہار نے سارے میلے کو لوٹ لیا ہے وہ کانا
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی اے رنگار رنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تدبیر ہوئی جاتی ہے جا کر تماشہ
دیکھو رنگار رنگ جادو سرنگوں سامنے سے ہٹا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سیر جلد
آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھواں نکلنے لگا وہ دھواں پیچیدہ ہوکر بالاے آسمان پہونچا
آواز آئی منم آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی اے بندی خاص الخاص مقناطیس
و مشکبار و نوبہار کو لینا اس جا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحرہ دھوئیں سے
نکلکر پہاڑ پر آئی پاؤں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی اے آسمان سیر جاؤ تمکو
قدرت نے نظر کردہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگار رنگ جادو کو سلام کیا کہا اے رنگار رنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگار رنگ
نے کہا اے آسمان سیر جلد جاؤ لاکھوں بندگان قدرت قتل ہوے اگر تمنے دیر کی تو
سارا میلہ تباہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی اماں نہ پائیگا ذرا خیال
کرکے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہے تمام زیور پھولوں کا جو جسم پر آراستہ تھا سب اسنے

نوچکر پھینک دیا دیکھو سب ساحر وغیرہ ساحر دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض
اپر ڈوبنے کو جھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سیر نے کہا یہ سب بلائیں دفع ہو جائیں گی
لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسے کہ نکل نسکے پھر قدرت کو اختیار ہے رنگار رنگ کو
آسمان سیر سمجھا کر پہاڑ سے بلند ہوئی نوبہار نے دیکھا میرے چہار جانب چار پہاڑ ہیں اور
سحر کرنے سے مجبور ہوں سحر یاد نہیں آتا آخر تھک کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی رنگار رنگ
کے کان میں آواز آئی کہ دیکھ میں نے نوبہار کو عاجز کیا سامنے درخت کے سائے میں بیٹھی
ہے رنگار رنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار پہاڑ ہیں اور ایک چھوٹا میدان اُس میدان میں
ایک نخل ہے اُسکے سائے میں سر جھکائے بیٹھی ہے افسوس کہ سنی ہے رنگار رنگ
نے پکار کر آواز دی اے آسمان سیر کیا کہنا سحر اسکا نام ہے جو تونے کیا آواز آئی اے رنگار رنگ
دیکھو بادشاہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہے رنگار رنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا قلعۂ رنگار رنگ سے ستر ہزار جادوگر اسباب سحر لیکر نکلے لشکر اسلام سے جنگ ہونے
لگی لشکر اسلام ہٹ کر نخلستان میں پہونچا فوج رنگار رنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھنچی ہے اُس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحروں
نے گرز اور نیزے مارے مگر دیوار پر کچھ تاثیر نہ ہوئی مقناطیس ایک جانب لڑ رہی ہے
سحر کرتی جاتی ہے کہ اسکے کان میں رونے کی آواز آئی کہ کوئی آفت رسیدہ درد کشیدہ یہ اشعار
پڑھ پڑھ کے رو رہا ہے۔ نظم

گر میں کمبخت وہ بخیل ہوا
کون مشتاق سلسبیل ہوا
ہائے وہ لاف ہائے خود کامی
میرے آزار کا کفیل ہوا
فخر حسن و عشق تھا بے مثل
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا
کوتہی کے جواب میں جوں جوں

مجھکو چھیڑا آسمان ذلیل ہوا
آسمان راہ پہ نہیں آتا
غیر ہر کام میں دخیل ہوا
کسقدر تیز رو ہے سوے عدم
میں تر آتو مرا عدیل ہوا
آتش آہ بے اثر سے مری
اور بھی خط مرا طویل ہوا

گر یہی بیخودی ہے صہبا میں
دعوی خضر بے دلیل ہوا
اب تغافل ہے وان مگر گردوں
نامہ بر میرا جبرئیل ہوا
آپ کی کون سی بڑھی عزت
آسمان گلشن خلیل ہوا
ہائے مومن شہادت بے جا

بہروصل صنم قتیل ہوا | مقناطیس یہ صدائے دردناک سُنکر بیقرار ہوگئی پلٹ کے دیکھا
کہ ایک مقام پر چار کوہ ہین ایک نخل کے سائے مین نوبہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور اشعار
مذکور زبان پر جاری ہین مقناطیس بیقرار ہوکر اُن پہاڑون کے بیچ مین پہونچی جا کے نوبہار
سے ملاقات کی نوبہار نے ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھالیا مقناطیس بھی پاس نوبہار کے
بیٹھی مشکبار سحر کر رہی ہی کہ پلٹ کے اسنے دیکھا مقناطیس کہان گئی اب جو دیکھا تو ایک درخت
کے سائے مین نوبہار سے باتین کر رہی ہی مشکبار تڑپ کے پاس مقناطیس جادو کے
پہونچی یہ تینون ایک مقام پر بیٹھی ہین لشکر کل دیوارون مین گرفتار ہی بادشاہ نے پلٹ کے
دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہین حیران ہوکر چار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
حصار دیوار مین پھنسا مقناطیس اور مشکبار و نوبہار پہاڑون کے بیچ مین بیٹھی ہین
سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہریار پر تلوارین کھینچکر آتے ہین اور جہنم واصل ہوتے ہین
یکایک گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہرچند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرارہ بھر کے پہاڑون کے
بیچ مین پہونچا فیروزہ ہمراہ رکاب ہوا ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اُتر پڑے
پہاڑ چارون مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہین ایک نخل کے سائے مین
جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہی ہر مرتبہ بادشاہ کو پکارتا ہی اے شہریار
یہان سے نکلیے بادشاہ ہر مرتبہ اُٹھتے ہین چاہتے ہین مرکب کو قبضے مین کرون پشت پر اسکی
سوار ہون مرکب بھاگا بھاگا پھرتا ہی کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی لیکن راستہ نکلنے کا نہین پایا
یہی حال بادشاہ کا ہی تینون جادوگرنیان نخل کے سائے مین سے نہین اُٹھتین آپس مین
ہم کلام ہو رہی ہین زنگار رنگ جادو دیکھ رہا ہی آسمان سیر آسمان سے اُتری آکے زنگار رنگ
سے کہا کہ ملاحظہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہی اثر سحر تا فر نہین کرتا ہی مگر پہاڑون
کے بیچ مین بیٹھے ہین نکل نہ سکینگے اسی مقام پر تڑپ تڑپ کر مرینگے زنگار رنگ کو سمجھا کر آسمان سیر
قریب تصویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند ملاحظہ فرمایئے مین نے سبکو قید کردیا مین بادشاہ
کا انتظام کرونگی ایک ہفتے مین تمام ہوجاینگے یہ کہکے تصویر سے رخصت ہوئی آسمان سیر
پہونچی انتظام کرنے لگی یہان بادشاہ کو دن بھر گذرا بے آب و دانہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تیتے دیکھا کہ اس قیدخانے مین آب ودانہ بھی بند ہی فیروزہ اپنے مقام سے اُٹھا چارطرف پھرا مگر راستہ نکلنے کا نہ پایا پلٹ کر پاس نوبہار کے آیا کہا کیون ای نوبہار کچھ سحر وغیرہ تمکو یاد نہین نوبہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہوگیا کوئی اسم سحر یاد نہین اب دیکھیین اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن عمرو جب تک آسمان سیر نہ قتل ہوگی یہان سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سنکے پھرنے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئین دبا کر بمجبوری اُترا درے سے باہر نکلا دیکھا پہلوے کوہ مین ایک باغ ہو اندر سے اُس باغ کے گانے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کمند مارکے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہی چند کنیزین گرد ہین گانا ہورہا ہی ایک گائن بیٹھی ہوئی تانین لگا رہی ہی آسمان سیر کہ رہی ہی مین نے سب مسلمانون کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہان آب ودانہ کا نام نہین بادشاہ اسلام کو بڑا گھمنڈ ہو کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہی کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہین کرسکتا مگر مین نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہان سے نکل نہ سکین گے آب ودانہ بھی مین نے بند کردیا یہ باتین دیوار سے فیروزہ نے سنین دبے پاؤن دیوار پر سے اُترا زرغے مین چھپکر بیٹھا گائن گاتے گاتے اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اُس گائن کو حباب مارکے بیہوش کیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسی کی صورت بنکر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھکر کھب کے یہ اشعار گائے۔ نظم

چلون کے بدلے مجھکو زمین پر گرادیا
برق آہ کو جو مین نے کہا مسکرادیا

فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
تاثیر سوز دل کرہ نار ہے مگر

اشک فغان کی ہے رقیب آفرینیان
مٹی بندی مزار تلک آکے اسپہ بھی

اُسکی شرار تون سے جگر داغ داغ ہی

اُس شوخ بے حجاب نے پردہ اُٹھادیا
دل گرمیون نے اُسکی کلیجہ جلادیا

کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنادیا
اُس شعلہ رو کو سینے سے میرے لگادیا

محشر نے خفتگان زمان کو جگادیا
کہتے ہین لوگ خاک مین اُسنے ملادیا

گل کھانے کو رقیب کا چھلا منگادیا

ایسی غزل کہی ہی یہ جھکتا ہی سب کا سر ۔۔۔ مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا

آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ لگا دی کس لطف سے یہ غزل گائی فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہی وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی تھی وہ گرفتار ہوے جی چاہتا ہی آج شراب وکباب کا چرچہ ہو خوب خوشی کرین آسمان سیر نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر مجھے ایسا بن پڑا کہ قدرت خوش ہو گئے فرماتے تھے جس نے صدہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہی کہ بازو پر اُسکے نقش جدھا ہی کوئی ساحر پاس نہ جا سکیگا بے آب ودانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے بی سقناطیس کو اپنے سحر پر بڑا دعویٰ تھا اب سب منتر جنتر فراموش ہوے بی شکبار کہ ہمیشہ اس گھمنڈ میں رہتی ہین کہ مجھے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ذرا سے شعبدے مین کیسی پھنسین اب اُس تحت کے نیچے سے اٹھ نہین سکتین میں اُسجگہ قدم نہ رکھونگی اگر بادشاہ کے سامنے جاؤن وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہان جانا بہتر نہین چند کنیزین مقرر کرتی ہون کہ قیدیون کی خبر لایا کرین اہل لشکر کہ حصار دیوار مین پھنسے ہین فریاد فریاد کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا واری مین نثار ہو جاؤن کلمہ مسیحانہ مجھکو مرحمت ہو آج وہ ساقی گری کرون کہ کوئی باقی نہ رہے آسمان سیر نے کہا یہ کنجی موجود ہی تم سب کے خوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہی کنجی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر مین نے اور بھی کی ہی بیہوشی زہر سنکھیا کوئی مجھکو کھلا نہین سکتا یہ میرے بازو پہ جو تیلے بندھے ہین فوراً منع کرینگے اتنو فیروزہ کے ہوش آڑ گئے جی مین کہتا ہوا ای فیروزہ بڑا یہی دعویٰ ہی کہ شراب مین بیہوشی ملا کے لاؤن اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم سے قتل کریگی دل مین کہتا ہوا ای فیروزہ کیا ۔۔ پیر کرون میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی تردد مین گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ بادشاہ کو دوشمانہ روز بے آب ودانہ ہو چلے ایسا نہ ہو صدمے سے ہلاک ہو جائین ان کو کئی مرتبہ سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کہتی ہی ہمارے رہنے کا مقام اور ہی اُن قیدیون کے اختتام تک رہونگی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتون مین یہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی بن لیجاؤن

چار گھڑی دن بھلا باقی ہو آسمان سپر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لین شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہکے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا مین لشکر نقابدار مجتمع ہو اُترا ہوا ہو لشکر مین کٹورہ کھنک رہا ہو گرم بازاریان ہو رہی ہین سُن چکی ہے کہ یہ نقابدار بھی مسلمانون کا مددگار ہو جا بجا اُسنے کار نمایان کیے ایک پہاڑ پہ آکے بیٹھی سحر کیا کہ آسمان پہ ایک ابر سیاہ اُٹھا برف آسمان سے برسنے لگی نقابدار بارگاہ مین بیٹھا ہوا افسران فوج گرد جمع ہین عیار طرار بلاے روزگار نشست پر کمر انگس رانی کر رہا ہو کہ لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا نقابدار نے کہا ای یار وفادار ذرا باہر نکل کے دیکھو تو کیا لشکر پر آفت آئی ہو کہ صداے فریاد بلند ہوئی یہ کہکے صحن مین آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہو برف برس رہی ہو عیار نے آسمان کو دیکھکر کہا یہ ابر اصلی نہین ہو کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا ہو خدا خیر کرے یہ کہکے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر آکے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہو اور دور دور چاندنی کھلی ہوئی ہو اب تو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہو دیکھتا ہوا ابر کو لشکر سے نکلا دیکھا سامنے کوہ ہو اُسپر سے لکہ ہاے ابر اُٹھتے ہین ابر سیاہ مین جاکے ملتے ہین ابر کو زور دے رہے ہین جب یہ لکہ ہاے ابر جاکر اُس ابر سیاہ سے ملجاتے ہین تو برف کی ترقی ہوتی ہو عیار اُسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا اُسپر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو جی مین کہتا ہوا کہ برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اسوقت قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری راے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچکر ایک جادوگر کی شکل بنا ایک نامہ تیار کرکے ہاتھ مین لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا پھر سوچا کہ اگر بہاڑ پہ کودے تو اُس جادوگرنی کے پاس پہونچے اگر نیچے گرے تو استخوان چور چور ہوے خیر جانبازی کا ہماری ذکر ہوگا یہ تو کہنے والے کہینگے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ نہ تھی یہ کہکے کودا اور وہین سے نعرہ کیا کہ منم فرستادہ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پہ آکے پانون قائم ہوے آسمان سپر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا گھبرا گئی ہاتھ مین کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہوگا مین کئی دن سے خدمت مین حاضر بھی نہین ہوئی شاید یہ نقابدار طرفدار قدرت ہو مجھسے خطا ہوئی یہ سوچکے۔۔۔۱۰

اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر آواز دی ای ساحر کہان سے آتا ہی مین ہون آسمان سیر ساحر
جھپٹ کر قریب آیا کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے مین کیا لکھا ہے
قدرت تجھ سے بست خا ہین آسمان سیر نے نامہ لیا دیکھا تہ پر تہ لپٹا ہوا ہی نامے کو کھولنے
لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اُڑی ادرے کہکر لہرائی عیار آمادہ کھڑا تھا خنجر کھینچکر پہلو پر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک آسمان سیر لہرا کر گری فیروزہ بن عمرو یہ تو باغ مین آسمان سیر کے چبوترے
شعلہ رخسار گائی موجود ہی کنیزون مین بیٹھا مسخرہ پن کر رہا ہی کہ یکایک دنا ٹما ہوا ابر سیاہ آسمان
پر آیا چمن جلنے لگے صدہا درخت گرے طائر جلکر خاک ہوے کنیزین سر پیٹنے لگین کہتی تھین
غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اُسکے سحر کی علامتین مٹ رہی ہین خاص اُنکے قتل کی
نشانی ہی کیون شعلہ رخسار اب ہم کیا کرین کہان جائین عمر بھر تو اُنکے ساتھ بسر کی شعلہ رخسار
نے کہا ہم تم سب ملکر چلین اُنکے خون کا بدلہ لین کسنے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہی
کہ آسمان سیر کو کسنے مارا دوڑ کر میخانے سے تُنگ شراب کا لایا اُسمین بیہوشی ملاکے کنیزون کو
شراب پلائی پلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہان بادشاہ اسلام مع مقناطیس نوبہار
ومشکبار حصار کوہ مین قید تھے دیکھا یکایک دنا ٹما ہوا پہاڑ گرے مقناطیس کو سحر یاد آیا
نوبہار بھی خوب سے اُٹھی مشکبار سجدہ شکریۂ پروردگار کرنے لگی کہ بلور نگار جو بھاگا بھاگا پھرتا
تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُسپر سوار ہوے تینون جادوگرنیان
ہمراہ دور سے دیکھا لشکر بھی آتا ہی کہ فیروزہ آکر پہونچا اپنے آقا کو جو اس حال مین دیکھا
خوش ہو گیا عرض کی ای شہریار نہین معلوم آسمان سیر کو کسنے مارا کہ باغ اُسکا ویران پڑا ہی
مین نے اُسکی کنیزون کو قتل کیا مین کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُسکا بہت قریب
تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہین پلائی بادشاہ نے قلعۂ زنگار رنگ کو دیکھا اُسی
طرف متوجہ ہوے اہل قلعہ سحر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہین لشکر تو بادشاہ
کا رک گیا تینون جادوگرنیون نے بڑھکر وہ گولے مارے کہ پھاٹک ٹوٹا زنگار رنگ جادو
کو خبر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آپڑے زنگار رنگ فوج لیکر نکلا اُسوقت پہونچا کہ پھاٹک
پر بادشاہ لڑ رہے ہین لاشون سے جادوگرون کے خندق پاٹ دی ہی ساحر بلوہ کرکے [illegible]

چاہتے ہیں قلعے میں دہ آنے دیں مگر نوبہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کبھی تو بجلی پھینک ماری کبھی زیور گل جسم سے اُتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلاتے دیوانہ وار وحشی مثال غل مچاتے ہوے سامنے آکے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

کرتا ہی قتل عام وہ اغیار کے لیے
دس بیس روز مرتے ہیں دو چار کے لیے

دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے
عاشق ہوے ہیں ہم ترے آزار کے لیے

دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دوں
رکھا ہی اسکو حسرت دیدار کے لیے

قتل اسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے
یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے

لے تو ہی بھید سے کوئی پیغام تلخ اب
تجویز زہر ہی ترے بیمار کے لیے

آتا نہیں ہی تو تو نشانی ہی بھیجدے
تسکین اضطراب دل زار کے لیے

چلنا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم
طرز خرام شوخی رفتار کے لیے

جی میں ہی موتیوں کی لڑی اسکو بھیجدوں
اظہار حال چشم گہربار کے لیے

دیتا ہوں اپنے لب کو بھی گل برگ سے مثال
بوسے جو خواب میں ترے رخسار کے لیے

جینا امید وصل پہ ہجران میں سہل تھا
مرتا ہوں زندگانی دشوار کے لیے

مومن کو تو نہ لاے کہیں دام میں وہ بت
ڈھونڈھے ہی تار سبحہ کے زنار کے لیے

نوبہار نے افسران فوج کو بیقرار دیکھا فوج رنگار رنگ پر اشارہ کردیا ایک طرف سے مقناطیس نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج ہاتھ باندھکر سامنے آئے عذر کرتے تھے کہ اے ملکہ عالم جو ارشاد فرمایئے وہ بجا لاویں مقناطیس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا بیٹے کو باپ سے قتل کرادا اشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گر رہی ہے کئی سو کے سر اڑا دیے رنگار رنگ جب سحر کرتا ہی ہزار ہا ساحر وغیر ساحر ٹھہر جاتے ہیں رنگار رنگ کو زیادہ یہ مشکل پڑی ہو کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہیں کسی کو وہ کا جب رو سے نہ رکا جلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہی کبھی کہتا ہو ہاے وہ افسر مارا کہ جسکا رفاقت میں مثل نہ تھا افسوس میں نے خود قتل کیا اس ہنگامے میں کس کس پر سے سحر اُتاروں کیونکر اپنے یاران ہمدم کو بچاؤں آخر ناچار ہو کر قتل کر ڈالتا ہوں کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت زنگار رنگ پہونچے گریبان سحر چاک ہوچکا ہو ستارۂ سحری آسمان پر
چمک رہا ہی شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہو جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ رستمانہ کرتے ہوے
قریب زنگار رنگ پہونچے زنگار رنگ نے آگ برسائی تلوارین گرائین ان چیزون سے
بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہونچ گئے تو زنگار رنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری زنگار رنگ کے دو ٹکڑے ہوے
زنگار رنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالامارۂ شاہی کے چلے کہ وزیرون اور امیرون نے آکر
قدمبوسی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہین بادشاہ قلعے سے باہر نکلے دیکھا
آندھی سیاہ چل رہی ہی کوہ زنگار رنگ پر اندھیرا چھایا ہوا ہی نوبہار نے بڑھکر عرض کی ای
شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پہاڑ پر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا میں فوج
پہاڑ چھوڑ دیگا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا مین مبتلا ہون بادشاہ نے نہ مانا طرف
کوہ کے چلے نوبہار نے بڑھکر سحر کیا کہ چند لڑکے مشعلین لیے ہوے ظاہر ہوے انکی روشنی
مین بادشاہ چلے کہ تصویر سنگی نے آواز دی ارے زنگار رنگ جادو انکو نہین روکتا کہ چند
ہمہمون نے بڑھکر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہین ہوا زنگار رنگ جادو مارا گیا قلعے پر
قبضہ کر کے بادشاہ اسطرف آتے ہین رنگین جادو کہ زنگار رنگ کا بھائی ہے دیکھیے بادشاہ
کے ساتھ آتا ہی سحر ہوا کو ہر طرف کر رہا ہی بادشاہ گھاٹیان طے کرنے لگے تصویر سے آواز آئی
کہ ای کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر بشکل عجیب
نکلا نکلکر ایک چیخ ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوے
تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ستر ہزار جادوگر صفین باندھکر کھڑے ہوے کوہان کوہ
آگے بڑھا گھاٹیون پر آکے سحر کیا کہ کوہ تھرانے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیون پر نہین جمتا جسطرف
چلتے ہین پہاڑ مین جنبش پاتے ہین کئی ہزار جادوگر جو ساتھ بادشاہ کے گھاٹیون پر چڑھ
آئے تھے وہ سب قعر کوہ مین گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھکر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
نہین گرتے کہ مقناطیس سحر کرتی ہوئی پہلو بہ بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقناطیس کو
دیکھا آواز دی او گیسو بریدہ تو بھی ان باغیون کے ساتھ ہی یہ کہکے سحر کیا جس تجسس پر کہ

مقناطیس کھڑی تھی وہ پتھر پھٹا ایک آواز دھماکے کی آئی قریب تھا کہ مقناطیس بھی قعر
کوہ میں گرے کہ نوبہار نے بڑھکر مقناطیس کو سنبھالا کہا بوا کوہان کوہ در سحر کر رہی ہو
مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کوہان نے اُس گولے کو کاٹا گولے کے
کٹتے ہی چند ہا آہوان صحرا پیدا ہوے کوہان کو آہوؤں نے آکے گھیر لیا جنگ کرنے لگے کئی ہزار
جادوگر مار کر گرا دیے کوہان پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلوے کوہ سے
چند شیر ظاہر ہوے آہوؤں پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شیروں نے اپنا رنگ باندھا
آہوں کو بھگا کر ساحروں کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور
شیر دھڑا دھڑ مار رہے ہیں طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس مہیب لڑتے ہوے
شیروں پر جا پڑے کبھی خرس شیروں پر غالب آئے کبھی شیر خرسوں پہ آوازیں مہیب آنے
لگیں تھوڑے عرصے میں شیر و خرس غائب ہوے بادشاہ گھاٹیوں کو طے کرکے بالاے کوہ
آگئے کوہان نے جو دیکھا کہ میں نے ہر چند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پہ تاثیر نہ کی بادشاہ
لڑتے ہوے بالاے کوہ آگئے ساحروں کو قتل کر رہے ہیں تینوں جادوگرنیاں چمک چمک
کے سحر کر رہی ہیں جس پر سحر کیا اُسے مار کر گرا دیا بہار پر صاف ظاہر ہے کہ چمنستان لالہ زار
کھلا ہی ہزار ہا لاشہ لوٹ رہا ہے تصویر سنگی نے آواز آئی کہ اے کوہان اپنا سحر کیوں نہیں
کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کریگا اُنکے بازو پر درویش کامل کا نقش دعا ہوا موجود ہے کوہان
نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف نخلستان کے پھینکا دیکھا پہلوے نخلستان
سے چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین ظاہر ہوئیں سب کے آگے ایک نازنین
زعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جسم ابرو کھنچی ہوئی تلوار یا خنجر آبدار عارض ماہ تابان یا
آئینہ اسکندری سے مثال دوں یا رنگ گل نسرین و نسترن کہوں آخر کس شے سے مثال
دوں وہ عارض کہ دیکھنے والوں کو عارضہ عارض ہو خراماں خراماں سب کے آگے بڑھی ہوئی
گنگناتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بصد ادا آتی ہے

نظم

اعجاز جان دہی ہے ہمارے کلام کو	زندہ کیا ہے ہمنے مسیحا کے نام کو
لکھو سلام غیر کے خط میں غلام کو	بندے کا بس سلام ہے ایسے سلام کو

اب شور ہے مثال جو دی اس خرام کو
یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو

آتا ہے بہر قتل وہ دور از ہجوم یاس
گھبرا نہ جائے دیکھ کہیں ازدحام کو

گو آپ نے جواب برا ہی دیا ولے
مجھ سے بیان نہ کیجے عدو کے پیام کو

یاں وصل ہو تلافی ہجراں الذمن ہے فلک
کیوں سوچتا ہے تازہ ستم انتقام کو

تیرے سمند ناز کی بیجا شرارتیں
کرتی ہیں آگ نالۂ اندیشہ کام کو

گریہ ہے میرے زندہ دو جنبش کیا ہے آہ
روتا ہوں اپنے میں دل جنت مقام کو

سہہ سہہ کے نادرست تری خو بگاڑ دی
ہم نے خراب آپ کیا اپنے کام کو

جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
پھر کون وارثوں کے سنے اذن عام کو

شاید کہ دن بھرے ہیں کسی تیرہ روز کے
اب غیر اس گلی میں نہیں پھرتے شام کو

مدت سے نام سنتے تھے مومن کا بارے آج
دیکھا بھی ہم نے اس شعرا کے امام کو

وہ نازنین غزل گاتی ہوئی مسکراتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی سلام کر کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی بناز و کرشمہ سر اٹھایا آنکھ سے آنکھ کو ملایا نگاہ ملنے نے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعدین قباد ہر چند زرہ پہنے ہیں تعویذ زیر زرہ ہے مگر اس نازنین سے کہا میں دور سے حضور کی مشتاق ہو کے آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے چلئے سامنے زیر کوہ اس کنیز کا باغ ہے چند ساعت وہاں تشریف رکھیے دیکھیے ملاحظہ کیجیے کہ لڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے بی نوبہار و مقناطیس و مشکبار نے کیا کیا سحر کیے یہ کہکے بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیے بادشاہ اسکے ساتھ چلے دور سے نوبہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک نازنین زعفران پوش سے باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں تلوار نیام میں کر لی سپر پشت پر ڈالی گلچینی گلشن جمال کی اسکے کر رہے ہیں نوبہار نے بڑھ کر مقناطیس سے کہا کہ بوا دیکھو بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقناطیس آگے بڑھی چاہا جا کر بادشاہ کو روکیں کہ وہاں سے دوسرا گولہ طرف صحرا کے مارا کہ وہ گولہ وہاں جا کر پھٹا تھوڑی دیر تو اس مقام پر مانند حیران رہا بعد تھوڑے عرصے کے دیکھا ایک نازنین گلابی کپڑے پہنے ہوئے نہایت طرار و فرار ہنستی ہوئی قریب مقناطیس کے آئی پکار کر آواز دی اے افسر لشکر بادشاہ اسلام میرا سلام قبول ہو مقناطیس نے جواب دیا بی کہاں سے آئی ہو ہم تو خود تمھارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقناطیس کے پہونچی کہا اے مقناطیس سامنے ہمارا باغ ہی ہمنے آپ ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ہی ذرا ایک نگاہ چلکر دیکھو کہ ہمارے دل کو تسکین ہو گل و غنچے تمھارے انتظار میں لہک رہے ہیں پھول چاندنی کے تمھارے انتظار میں چمک رہے ہیں مقناطیس نے کہا جو کیا نقصان ہی تمھارا عارض انور رشک غنچہ و گل ہے باتوں میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقناطیس سے آنکھ ملائی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز گانے لگی ۔ نظم

خالی ہوا ہی فتنہ سے کاہے جہان ہنوز — اس دم قیامت آئے اگر آسمان نہ ہو
اعجاز سے زیادہ ہی سحر انکے ناز کا — آنکھیں وہ کہ رہی ہیں جو لب سے بیان نہ ہو
یون تو بہت سے دل کے خریدار ہیں ولے — جو ہی سو بد معاملہ کیونکر زیان نہ ہو
لکھتا ہوں اسکو بستگی دل کا ماجرا — آنسو روان نہ ہوں تو سیاہی روان نہ ہو
شیخ حرم سے کام نہ پیر مغان سے ربط — کیا کفر و دین جو پاس وہ زیبا جوان نہ ہو
تر کر دیا ہو ابر بہاری نے اس قدر — بجلی گرے تو گرم مرا آشیان نہ ہو
اب شوق وصل ہی نہ غم قرب مدعی — پامال ہو چکا ہوں عبث سرگران نہ ہو
عزم سفر جہان سے کرون کیا شب فراق — مین جانتا ہون چین کہاں تو جہان نہ ہو
اس شرط پر جو لیجے تو حاضر ہی دل ابھی — رنجش نہ ہو فریب نہ ہو امتحان نہ ہو
یہ جامہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا — صبح شب فراق ہے تو بدگمان نہ ہو
مومن بہشت عشق حقیقی تمہیں نصیب — ہمکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو

یہ اشعار اس نازنین نے اس تکلف سے سامنے مقناطیس کے گائے کہ مقناطیس کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں ابل آئیں اس نازنین کا ہاتھ تھام لیا زعفران پوش کے ساتھ بادشاہ جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقناطیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ دونوں نازنین اب دونوں کو لیکر چلیں نوبہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھکر کہا لو بوا میں سمجھی تھی کہ مقناطیس بادشاہ کو بچا لیگی وہ خود مبہوت ہو کر اس مکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جا کر روک سکتی ہوں مشکبار نے کہا بوا میں بھی سحر کرتی ہوں تم جا کر اول مقناطیس کو روکو نوبہار

جمیعت کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا یوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا سامنے باغ ہو اُسی کو دیکھنے جاتے ہین آؤ یوا تم بھی چلو نوبہار بلا تکلف ساتھ ہولی کوہان کوہ دریا کے گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہو اور ساتھ والون سے کہ رہا ہو کہ اب اگر سامری و جمشید بھی آ کے روکین تو یہ یوگ نہ رکین گے نوبہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جمیعت کر سامنے بادشاہ کے آئی کہا ای شہریار آپ کہان جاتے ہین اس نازنین کو کیا سمجھے ہین بادشاہ نے فرمایا ای مشکبار سیر باغ کی دیکھکر ابھی آتے ہین آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ ہوئی دور سے فیروزہ بن عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اُس زعفران پوش کے جاتے ہین اور گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو لیا یہ دونون اُنکے ساتھ جاتی ہین اور کوہان کوہ در گوشے مین بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دمبدم پکارتا ہو یا خداوندا یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ اور نوبہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے ہوے پہاڑ سے اُترین اُترتے ہی کئی ہزار کنیزین جو صحرا مین پھیلی ہوئی تھین جمع ہو کے سامنے آئین پکارتی ہوئین کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہو ہر پھول رنگ و بو مین لاجواب ہو چلکر ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنستی ہے گوہر دندان کی چمک دل کو بیقرار کرتی ہو بادشاہ باغ مین داخل ہوے گلابی پوش نے مقناطیس و نوبہار کو بھی باغ مین پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ہر نخل کے سائے مین جوش مار رہی ہین وض پختہ لبالب بہ آب نایاب حباب کی آبرو موجین خوشبو کنارون پر ہر حوض کے جام ہاے شراب نایاب رکھے ہوے جھلک رہے ہین جیسے ہی بادشاہ نے باغ مین قدم رکھا ہزار ہا طائران زمزمہ سراز مزمہ سرائی کرتے ہوے صف باندھکر سامنے آئے اپنی آواز مین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگے - نظم

ہم و بیداد ستم کچھ دل مضطر مین نہین خار بستر پہ شب ہجر بچھاؤن کیونکر سر پٹکتا ہون کہ بس ہم بھی نہون گھر بھی نہو	یون ہون نالان کہ وہ گویا صف محشر مین نہین دلمین تو ہو وہ گل اندام اگر بر مین نہین دھیان جسوقت یہ آتا ہو کہ وہ گھر مین نہین

مجھسے مہوش کیطرف محتسب آتا ہی تو آئے | ایک قطرہ بھی سبو و خم و ساغر میں نہیں
جی اُٹھے اور وہی رنج محبت کے مزے | ہم نہ مانیں گے کہ ایذا تری ٹھوکر میں نہیں
ہم نفس کیونکہ مسخر وہ پری رو ہوگا | نام اہل ہوس اوراد فسونگر میں نہیں
قطع اُمید سے سر کاٹنے کو کیا نسبت | مجھ میں وہ دم ہی ابھی جو ترے خنجر میں نہیں
دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول ہم | سچ کہا تمنے مزا حرف مکرر میں نہیں
کیا موثر ہو دعا وصل صنم کی مومن | ہم طلب کرتے ہیں وہ شے جو مقدر میں نہیں

طائرون نے یہ اشعار اس رنگ سے گائے کہ نوبہار و مشکبار و مقناطیس آمادہ ہو گئیں کہ بادشاہ کو باغ کی سیر کراؤ بادشاہ ساتھ اس زعفران پوش کے باغ مین سیر کر رہے ہین کہ زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہریار زنگار رنگ جادو کہ بادشاہ اس پہاڑ کا تھا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار ہی ہم لوگون نے بہت عذر کیے تب یہ حکم ہوا ہی کہ وہ گنہگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھولکر رکھدین آپ کے پاس ان اشمار کا رہنا مناسب نہین بادشاہ نے سپر شمشیر کمان ترکش سب کھولکر زعفران پوش کو دیدیے پھر دوبارہ عرض کی یہ تعویذ بازو پر سے کھول ڈالیے قدرت کا نام آپ کا حافظ و نگہبان ہی بادشاہ نے بازو پر سے تعویذ بھی کھولا طرف نوبہار وغیرہ کے متوجہ ہوے پوچھا کیون ای مقناطیس ہتھیار تو مین نے کھول ڈالے اب یہ کہتی ہین کہ تعویذ بھی کھولکر رکھدو تمھاری کیا راے ہی تینون نے عرض کی حضور تعویذ کھول کر رکھدین ہم نگہبان رہین گے بادشاہ نے جیسے ہی تعویذ بازو سے کھولکر سپر پر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تعویذ اُٹھا لیگیا زعفران پوش نے بادشاہ سے عرض کی حضور تعویذ ہاتھ سے گیا طائر اُٹھا لیگیا نہین معلوم یہ طائر کون تھا کنیز کو بڑا قلق ہی اب مناسب ہی کہ آپ چلکر طلسم ہفت پیکر مین تشریف رکھین بادشاہ نے فرمایا ای مہجبین مین مدت سے طلسم ہفت پیکر کا مشتاق ہون مقام فقط بتادو مین طلسم ہفت پیکر مین خود چلا جاؤنگا مقناطیس و مشکبار و نوبہار بھی کہ رہی ہین کہ اگر طلسم مین نہ چلینگے تو طلسم کیونکر فتح ہوگا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھا دو پھر مین فتح کرونگا تینون جادوگرنیان طرف گلابی پوش کے متوجہ ہوئین کہا کہ ای ملکہ عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بتاؤ آپ اسمین فوراً داخل ہونگے جاکر فتح کرلینگے گلابی پوش نے کچھ اسم سحر کا پڑھا
فوراً دیوار باغ کی گر گئی دیکھا سامنے ایک صحرائے سبزہ زار سواد دلکشا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے
سبزہ پھیلا ہوا ہی نہرین جاری ہین بادشاہ نے دیکھا ایک طرف سے گرد اڑی کل افسران فوج
ہماری فوج کو ساتھ لیے ہوے آتے ہین آکے سب نے بادشاہ کو گھیر لیا کل افسر یہی کہتے
ہین کہ حضور مبارک ہو اب طلسم ہفت پیکر مین آپ کا داخلہ ہوگا بادشاہ جس افسر سے صلاح
کرتے ہین وہ یہی صلاح دیتا ہی کہ حضور ہم سب ساتھ ہین چلتے ہی طلسم کو فتح کرلینگے بادشاہ کو تخت پہ سوار
کیا وہ دونون نازنین ساتھ ہین ہتھیار بادشاہ کو لاکر دیے بادشاہ مسلح ہوے اس صحرائے
سبزہ زار سے گذر کر ایک دشت مین پہونچے کہ صحرائے ویران کف دست میدان بالکل
سنسان ہی ہوائے گرم چل رہی ہی زاغ و زغن درخت ہائے خار پر اپنی آوازین لگا رہے
ہین بادشاہ اس دشت کو دیکھکر بہت پریشان ہوے جب جھونکا ہوائے گرم کا آتا ہی گل عارض
مرجھا جاتے ہین چہرے پہ پریشانی اہل فوج فریاد گری کی کرتے ہوے مرکب سے گرے
پڑتے ہین فریاد کی صدائین بلند ہر خرد و کلان دردمند تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے ایک
قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار برج ہر برج مین ایک ایک زنگی قرنا لیے کھڑا ہی برج کلان مین ایک زنگی
بڑے قد و قامت کا کرسی پہ بیٹھا ہی پہلو مین اسکے ایک معشوق خوبرو گلابیان شراب کی سامنے
رکھی ہین ہر مرتبہ شراب پیتا ہی معشوق سے بوس و کنار کر رہا ہی بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
وہ جو زنگی قرنائین لیے کھڑے ہین دہن سے قرنائین لگائے ہوے کئی ہزار نقارہ نواز
ہو بین گنگا جمنی انکے ہاتھون مین نقارون کے ڈنکے ہاتھ مین امیدوار کھڑے ہین کہ بادشاہ
کا داخلہ ہو تو نقارے اور قرنائین بجائین بادشاہ تخت سے اُترے اول تینون جادوگریان
یہ کہکر بڑھین کہ پہلے کنیزین جائین حال طلسم دیکھ آئین تب حضور کا داخلہ ہو طلسم نہایت سخت
ہی فتاحی حضور کے نام ہی بادشاہ تخت سے اترکر سامنے قلعے کے کھڑے ہوے کہ اول مشکبار
و سقناطیس و نوبہار طرف قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق خوبرو سے بوس و کنار کر رہا تھا
اُسنے پکار کر آواز دی ای سقناطیس وغیرہ یہان آنے کا ارادہ نہ کرنا مگر تینون نے جواب
نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہین جیسے ہی قریب قلعے کے پہونچین دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قد و قامت کا تین کنیزین کرسیان لیے ہوے بیرون قلعہ آئین خندق کے پاس آ
کر تینون کرسیان بچھائین یہ تینون جادوگرنیان جاکر اُن کرسیون پر بیٹھین اُس زنگی نے
ایک ایک جام تینون جادوگرنیون کو دیا تینون نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگین اُس
زنگی نے دیکھکر آواز دی ای مقنا طلیس و شکیبار و نوبہار قلعے مین چلو سب تمھارے
مشتاق ہین اہالی طلسم ذکر کیا کرتے ہین کہ ہمراہیان بادشاہ اسلام طلسم مین آئینگے ہم سب قدمبوس
ہونگے یہ کہکے طرف پھاٹک کے اشارہ کیا پھاٹک قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آگے اُنکے ایک نازنین
گلنار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سب نازنینون
کے آگے بڑھی ہوئی ٹہلتی ہوئی آئی کہ ای مقنا طلیس و شکیبار و نوبہار قلعے مین چلو بادشاہ طلسم
تمھارے مشتاق ہین تینون جادوگرنیان کرسی سے اُٹھین اُن سب نے چار جانب سے
گھیر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ تینون جادوگرنیان بیچ مین اُن سب کے ہنستی ہوئین
نازنینان مہ جبین سے بخلق و محبت باتین کرتی ہوئین قلعے مین داخل ہوئین جب قلعے مین
داخل ہوگئین نقارہ نوازون نے نقارے بجاے زنگیون نے قرناؤن کو دم دیا اب بادشاہ
قبضے پر ہاتھ ڈالکر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو برج کلان پر بیٹھا ہی اور پہلو مین اُسکے معشوق
خوشخو ہی بوس و کنار سے موقوف کیا کھڑا ہوگیا پکارکر آواز دی ادا جل گرفتہ کیون جان دینے
آتا ہی مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہین اپنے کو قلعے مین پہونچاؤن کہ میری
تینون رفیقین داخل قلعہ ہوچکین نہین معلوم اُنپر کیا گذری مین جاکر تماشہ دیکھون یہ فرماتے
ہوے جیسے ہی قریب خندق کے پہونچے پھاٹک قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز ساتھ ہاتھ
مین اُسکے کرسی پکارکر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجیے اُس پار خندق کے ٹھہر
جائیے بادشاہ رکے تھے کہ اُس نازنین نے آکر کرسی بچھائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
پر بیٹھے کہ پھر پھاٹک کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیرہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن
دریاے جواہر مین غوطہ زن ایک ہاتھ مین گلابی دوسرے ہاتھ مین جام بلورین اُسنے قریب
بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ مین تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
بادشاہ کی آنکھین اُبل آئین چہرہ سرخ ہوا تلوار ٹیککر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین

نے شراب پلائی اُسی نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب زنگیون نے قرنائین دہن سے ملا مین نقارچیون نے چوبین اٹھائین وہ زنگی جو معشوق کو پہلو مین لیے بیٹھا تھا اُسنے پکار کر آواز دی ای اہالی طلسم ہفت پیکر تمکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم مین آتے ہین قرنائین بجنے لگین نقارون پر چوب پڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار نازنینان چہرہ پری نکلین بادشاہ کو بیچ مین لیکر اس جاہ و حشم سے داخل قلعہ ہوئین جب بادشاہ قلعے مین آئے تو دیکھا کہ بازارین کھلی ہوئین دوکاندار دوکانون پر بیٹھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی دلالون کی باتین جوہری بیچے سرخ و سبز و زرد وکیاسی پگڑیان باندھے ہوے بلے کان مین اُس مین مروارید بے بہا پڑے ہوے دوکانون پہ بیٹھے ہین دلال خریدارون کو بلاتے ہین اور دلال جوہریون کا بکواتے ہین جسطرف بادشاہ جاتے ہین ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہین اور جھک جھک کر سلام کرتے ہین کہتے ہین آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچین اے طلسم کشا قلعے مین نہ آئے صاحبقران بھی قید ہو جائین بادشاہ کو دعائین دیتے ہین یہانتک کہ بادشاہ چوک مین آکے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی کہ کوئی شخص خوش آواز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے — نظم

کہتے ہین جسکو عرش برین ہی وہ بام دوست
اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست

کٹتے ہین سیکڑون کے گلے گام گام پر
چلنے سے تیغ کے نہین کچھ کم خرام دوست

جاتا ہی جیسے خون شہیدان عشق کو
کاٹھی سے نکلی پڑتی ہی باہر حسام دوست

ہی جی مین کوہ طور پر اک روز جائیے
مثل کلیم ہوجیے وان ہمکلام دوست

عاشق جلو مین دوڑتے ہی دور تک بے سر
ہرگز قدم لگا نہ کہین جو خرام دوست

پیغام بر کو دخل نہین اس مقام مین
بے واسطہ پہونچتا ہی مجھکو پیام دوست

آتا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو بستر
لوح لحد ہی تختۂ مشق خرام دوست

وان تک گذار ہر کس و ناکس محال ہی
پر جلتے ہین ملک کے جہان ہی مقام دوست

بیٹھا کرے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن کر
میلا سا روز رہنے لگے زیر بام دوست

ای رند مشک و عود کی کیا اسکو احتیاج
رکھتی ہی بوے زلف معطر مشام دوست

اس آواز کو بادشاہ جمجاہ سنکر اسطرف متوجہ ہوئے دیکھا صدہا نازنینان مہ جبین دف دوائرے
بجاتی ہوئیں ایک محافہ آگے اُسکو نازنینان گھیرے ہوئے آگے ایک چوبدار عصائے مرصع کا
ہاتھ میں آواز دیتا ہوا آتا ہے کہ ای دوکاندارو ای اہلی شہر مودب رہو کہ معشوق شاہی کی سواری
آتی ہے جب وہ محافہ قریب پہونچا تو یکایک ہوا چلی کہ پردہ محافہ کا اُٹھا بادشاہ نے اُس بیچ محافہ
میں ایک کوکب درخشاں دیکھا یعنی ایک نازنین چاردہ سالہ دُلھن بنی ہوئی عطر سہاگ ملا ہوا
کہ بُو سے اُسکی دماغ جان معطر و معنبر ہوتا ہے عروس نے یکایک سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ چار
ہوئی تیر مژگان جو کمانخانہ ابرو میں لیس تھے وہ دل پہ پڑے کہ توڑ کر پشت کو پار نکلدے
بادشاہ نے جھپٹ کر پاسے پر محافے کے ہاتھ ڈالدیا فرمایا یہ ماہ پیکر کون ہے چوبدار نے جھککر
عرض کی حضور بیتاب نہ ہوں یہ معشوق خاص آپ کی عروس ہے گرد جو نازنینان مہ جبین کھڑی تھیں
انھوں نے بادشاہ کو مبارکباد دی ایک تخت مرصع کا لے آئیں اُسپر بادشاہ کو بٹھا کر دولھا بنایا بھاری
سہرا باندھ دیا وہی نازنین سہرے کو سنبھالے ہوئے بادشاہ اپنے تخت کے ہمراہ اُس محافے
کو لیکر چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک دروازہ باغ کا سامنے معلوم ہوا دروازے
پر ہاتھ باندھے کئی سو کنیزیں بطور استقبال کھڑی ہیں جیسے ہی تخت بادشاہ کا قریب پہونچا ان سب
کنیزوں نے پھول جو ہاتھوں میں لئے تھیں بادشاہ پر اور محافے پر نثار کیے بادشاہ سے عرض
کی حضور تخت سے اتریں عروس کو لیکر داخل باغ ہوں بادشاہ تخت سے اترے محافہ رکھا
گیا عروس نے ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے عروس کو گود میں اُٹھا لیا مالا مال محبت ہیں لیکر عروس
کو باغ میں آئے بارہ دری کہ نہایت تکلف سے آراستہ تھی فرش منقش بچھا ہوا جھاڑ کنول
آراستہ ایک جانب چھپر کھٹ نہایت عمدہ درست ہے اُس چھپر کھٹ پر لیکر عروس کو آئے کنیزوں
نے بڑھکر انتظام کیا ہر کام کے چیلے سے بیٹھنے لگیں تھوڑی دیر میں بادشاہ نے دیکھا کہ گلوریاں
شراب کی کشتیاں کباب کی رکھکر سب ہٹ گئیں بادشاہ نے دیکھا اب سوائے عروس کے اور
کوئی اُس مقام پر نہیں ہے مقام جو خالی از غیر پایا چھپر کھٹ پر تشریف لائے پردہ ہائے زنبوری
چہار جانب کھینچے ہوئے بادشاہ نے پلنگ پر قدم رکھا عروس نے ہاتھ پھیلائے امید وصل
میں دست دراز کیا اب جو عروس نے گھونگھٹ اٹھایا تو اُس معشوق پریچہرہ کو

دیکھا تھا یا دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جھریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی ہے کہ ای شہریار
آئینے میں بھی تشنۂ شربت وصل ہون بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا او مردار تو کون ہے کہ مجھسے وصل
کی خواہان ہوتی ہے میں تجھ ایسی مردار ضعیفہ سے وصل حاصل کرون اصلی دولھن کیا ہوئی زنگن نے
دامن پکڑا کہا ای شہریار میری شادی آپکے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیان ساتھ تھین آپ
بناز و نعم مجھکو بیکر حجیر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہین شاید کسی نے بہکا دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھ ماری بیحیا حلوا خوردن را روئے باید اس زنگن نے
چاہا گلے مین بادشاہ کے ہاتھ ڈالدے منھ چوم لے بادشاہ نے ہاتھ اسکا ہٹا دیا
اسنے دیکھکر آواز دی ارے یہ دولھا بڑا گستاخ ہے مین چاہتی ہون گلے مین ہاتھ ڈالون وہ
اپنے کو کھینچتا ہے کیون شاہتین آئی ہین تو نے مجھکو بدنام کیا تمام شاہزادیان آگاہ ہوگئین
اپنے اپنے جلسون مین ذکر کرینگی کہ ضعیفہ مردار خوار کی شادی ہوئی برات بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب مین اپنے میکے مین کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولھا مجھ سے بیزار ہوگیا مین ابھی تجکو
سب مین ذلیل کرونگی کیا اب تم جلنے پاؤگے سب برادری والے جانتے ہین کہ ضعیفہ کی بڑی
آبرو ہے تم بادشاہ و سلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیگی یہ کہکے وہ زنگن نے
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہرچند روکا وہ نہین مانتی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈالکر ایک
طمانچہ مارا کہ زنگن کا سر پھٹ گیا زنگن وہ مرکر گری ہزارون کنیزین سر پیٹتی ہوئی گھس آئین
غل مچاتی تھین کہ صاحبو یہ ظلم بھی کہین سنا ہے اس راز و نیاز سے دولھن کو بیاہ کے لائے اور پھر
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا کنیزون نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذلت پکڑ لین بادشاہ نے تلوار
کھینچی کنیزین چیخنے لگین ایک سے ایک کہتی ہے ارے اس ظالم کو تو دیکھو کہ دولھن کو مار ڈالا
اور ہم پر اب تلوار کھینچتا ہے بادشاہ نے جسپر ہاتھ مارا تلوار نے اُسے زخمی نہ کیا آخر وہ سب
عورتین لپٹ گئین بادشاہ کو پکڑ لیا چلاکر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ آہنگر کو
بلاؤ آہنگر ہتھکڑیان بیڑیان لیکر آیا بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ
بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند زنگنین سر زنجیر کو تھامے ہوئے
اور لاشہ اس زنگن کا ساتھ روتی پیٹتی ہوئین مجھکو لیے جاتی ہین جو راہ مین ملتا ہے اس سے

کہتی ہین صاحبو یہ اتفاق ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاہ کے لے گئے تنہائی مین
نہین معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتون سے کیسا محجوب ہوتے
ہین ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہے ایسی خوبصورت دلہن اُسکے وصل پر کچھ اسکو
توجہ نہوئی بادشاہ اُن کہنے والون کو گالیان دیتے ہین فرماتے ہین کہ دلہن کے نام سے یہ بات
ظاہر ہے ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لایق تھی کہ مین نے قتل کیا زنگنین
کہتی ہین کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہوگا کہ عمر بھر یاد کرو گے خداوند
ہفت پیکر ایسا کرین کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید مین ہیلسو کی آب و دانہ تم پر بند کرین
ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین تھوڑا راستہ طے کر کے ایک قصر کے دروازے پر پہونچے
کہ چند حاجب نگہبان عصاے مرصع کار ہاتھ مین لیے ہوے دروازے پر حاضر ہین دروازے
پر پردہ زنبوری کھنچا ہے قرق زنجیر بھی آراستہ ایک زنگی درگہ سالار بیٹھا ہے اُسنے زنگنون سے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے کہا میان درگہ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفۂ مردار خوار کو بیاہ
کے لے گئے محافے مین اُسکو دیکھکر عاشق ہوے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
شادی کر دین باغ نیرنگ مین لیکر گئے دولہا نے دلہن کو گود مین لے کے اُتارا بڑا ولولہ
تھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخلیے مین لیجا کر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہین معلوم
کیا سوجھی دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عزیزداران عروس لاشہ لیکر
آئی ہین اور میان دولہا بھی آئے ہین درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اندر گیا بعد تھوڑی دیر
کے پکار کر آواز دی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت محجوب ہین ہر چند کہتے ہین کہ لاشہ اس
فاحشہ کا میرے ساتھ نہ لاؤ زنگنین کہتی ہین کہ دلہن سے کیون خفا ہوتے ہو ہماری قوم مین ایسی
کوئی خوبصورت عورت نہین ہے کبھی ہم لوگون پر یہ بدعت نہین ہوئی بادشاہ جو اندر پہونچے دیکھا
تخت آہن بچھا ہے اُسپر ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تاج میلا سا سر پر رکھے ہوے لباس بھی
جسم مین بوسیدہ ویسے ہی رفیق دنگل ہاے آہنی پر بیٹھے ہوے بادشاہ سے مسخرا پن کر رہے
ہین بادشاہ نے دربار مین پہونچکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے مع رفیقون
کے کانون پر ہاتھ رکھ لیے زنگنون نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہا اے بادشاہ عادل

دولھا نے دُلھن کو مار ڈالا بادشاہ ہنسا کہا صاحبو کیا خلاف مرضی دولھا کے شادی کی کہ جو
دولھا نے دولھن کو مار ڈالا زنگیوں نے عرض کی حضور یہ دلھن پر عاشق ہوے تھے تخت سے
کود کر پلنگ پر جانے کے واسطے کھڑا ہوا حضور خوب آگاہ ہیں کہ ہماری قوم میں اس سے زیادہ کوئی
خوبصورت عورت نہین ہی قوم بھر کے گھرون مین رونا پیٹنا پڑا ہی اور حضور آگاہ ہین کہ دلھن کا
سن کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ابھی روے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردۂ دنیا سے
گئی ہم لوگ سُن رہے تھے کہ اُسنے کوئی بات محبت کی اُٹھا نہین رکھی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اُسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیون ای شخص تو نے دلھن کو کیون مار ڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا مین جسپر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہین تھی کئی سو برس کی بڑھیا منھ سے
بو ے بدبو آتی تھی مجھکو وہ لپٹنے لگی مین نے منع کیا اُسلیے نہ مانا آخر کار کو مین نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیزداران عروس کیا چاہتے ہین زنگیون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہی کہ دولھا
دلھن کے ساتھ دفن ہوتا ہی امیدوار ہین کہ شاہ اسکو قتل کرکے لاشہ ہمین دین کہ دولھا اور
دلھن کو ایک مقام پر دفن کرین دُلھن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہو مرنے کے بعد تو اُسکو جس سے
شاید قبر مین وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ خود دولھا کو اقبال ہی کہ مین نے اسکو قتل
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہی حکم دیتے ہی چند زنگی جلاد لباس سیاہ پہنے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی حکم ہوا کہ دولھا کو قتل کرو کہ اسنے دلھن کو قتل
کیا جلادون نے سر زنجیر پکڑ کے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای شاہ زنگیان
حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہی کہ طلسم ظاہر مین کئی سال سے ہنگامہ
پڑا ہوا ہی طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر جھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہوے
یہ قیدی کوہ زنگار رنگ سے اسطرف آیا قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین ہی اس
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب وسوال کرلینگے جلاد خنجر کھینچ کر
سر پہ بادشاہ کے آیا اُسوقت بادشاہ کی بیقراری آنکھون سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کرکے بخضوع وخشوع دعائین مانگ رہے تھے کہ ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے نظم

سیمیا یہ پرتو نور خدا نزدیک و دور — میدہد جلوہ جمال کبریا نزدیک و دور

دور شد از دیدۂ دل چون حجاب ماسوا — در نظر آید جمال دلربا نزدیک و دور

پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئینہ — عکس ذات حق نظر آید صفا نزدیک و دور

خانہ دار خانۂ دل بود در خانہ مکین — رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیک و دور

طی کند راہ طلب طالب بپاے اشتیاق — شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیک و دور

جستجوے گل کند بلبل بہر یک بوستان — میروند دور از چمن شل صبا نزدیک و دور

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہے کہ جلد قتل کر جلاد سے کوے کا خط کھینچا خنجر کھینچکر چلا کہ قتل کرون کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا کئی سو زنگی اُسکے نیچے دبے اور ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او ظالم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت ہے آجتک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کیا ستم کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو فوراً طلسم برباد ہو گا یہ آواز سُنکر وہ بادشاہ گھبرایا مشیرون وزیرون سے صلاح کرنے لگا کہ صاحب اب میں کیا کرون آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہوا کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر تخت اُڑائے ہوئے آتا ہے ایک کتاب ہاتھ میں اُسکو دیکھتا ہی اُسکی آمد دیکھکر بادشاہ تخت سے اُٹھا کہا کاہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہا اے ظالم تو نے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قصر کا خلاف وقت گرا کیا تو نے خبر نہیں سُنی غور کر مین نے اکثر جلسون میں بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا آگیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا رونے کی جگہ ہے کہ اہل طلسم ہفت پیکر یون غافل بیٹھے ہیں کہ عبادت خداوند بھی نہیں کرتے مسلمانون کا بلوہ بڑھتا جاتا ہے در بند فتح ہوئے تین پہاڑ مٹے چوتھے پہاڑ سے مصاحبان ہفت پیکر اسکو نکال لائے تین جادوگرنیان بھی ساتھ تھیں اُنکو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہے اسکا قتل ہونا مناسب نہیں چند دن میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر بیٹھینگے بلکہ اس قیدی کو میرے حوالے کر مین اسکو لیجا کر اسی باغ میں جہان تینون جادوگرنیان قید ہیں وہین اسکو بھی قید کردون شاید اہل طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جائے کل کتابون میں یہی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم نہ بچیگا تم لوگون نے انجام بد خیال نہ کیا یہ کہکے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا
لیکر روانہ ہوگیا زنگنین دوہائی دیتی رنگین تن ساحر نے رونا پیٹنا کسی کا رشتہ بلکہ جوا دیا
کہ اس ضعیفہ مردارخوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیون شادی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا
لیجا کر جلاؤ بعد انکو یہ اسی لائق تھی تمام دربار مین سناٹا پڑ گیا سب زنگی توبہ توبہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہے اب قدرت طلسم مین تشریف لائینگے مگر وہ ساحر
بادشاہ کو لیے ہوئے ایک باغ پر بہار مین آیا بادشاہ نے دیکھا مقناطیس اور نوبہار دشکبار
انکی زبانون مین سوزن چند زنگنین اسی باغ مین انکو پھرا رہی ہین مجھے نہین دیکھین تینون
اپنے حال زار پر رو رہی ہین کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ لیے ہوئے اسی باغ مین آیا ایک مکان
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اس مکان مین لیجا کر بادشاہ کو پہونچا یا زنگنون سے
کہا ان تینون قیدیون کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینون بھی آئین کاہن نے انکی زبانون سے
سوزن نکالی کہا اے مقناطیس و نوبہار دشکبار تمنے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کرا دیا اگر
مین نہ پہونچتا تو اظلم زنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا یہ تینون
جادوگرنیان پہلو مین بیٹھین کہا حضور اب نکاسی یہان سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے ناممکن ہے غلام الشر حاضر خدمت ہوگا مین بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہون اب
طلسم کشا صاحب اسی مہینے مین طلسم مین قدم رکھین گے اور بڑی بہتری یہ ہے کہ لوح لے کے
آئینگے میرا علم خبر دیتا ہے کہ جسدن رستم طلسم مین قدم رکھین گے ہنگامہ عظیم ہوگا اسی دن حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دونگا بادشاہ نے کاہن کا شکریہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہین مدت سے جانتا ہون کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
آکر فتح کرینگے مین مذہب باطل پر لعنت کر چکا شکر ہے کہ بدل مطیع اسلام ہون یہ کہکر بادشاہ
کی خدمت مین چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان در باغ پر مقرر کیے انسے کہدیا خبردار کوئی
ساحر اس باغ مین نہ آنے پائے منع کرنا کیونکہ شمس یہان بادشاہ اسلام قید ہین یہ انتظام
کرکے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بنت عمرو جب
اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادوگرنیون کے روانہ ہوگئے اور مقناطیس

اور نوبہار وغیرہ بھی ساتھ گئین پلٹ کے دیکھا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا ہو مین بھی کسی
بلا مین پھنس جاؤن ساحران مکار بادشاہ کو لنگا کر لے گئے اب چلکر رستم کو خبر کرد فیروزہ
بن عمر وگریبان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گرد کوہ کے پھرا کہین بادشاہ کا نشان نپایا
اکثر ساحرون سے ملاقات ہوئی اُنسے دل دہی کر کے پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ بادشاہ
کو ساحر طلسم ہفت پیکر مین لے گئے اور داخل قلعۂ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ
طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ لشکر نورالدہر بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہی فیروزہ روتا ہوا بارگاہ مین نورالدہر کی آیا
نورالدہر بمحبت پیش آئے پوچھا کیون ای فیروزہ کس حال مین ہو فیروزہ چیخین مار کر
رونے لگا کہا ای شہریار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک مین پہونچے
اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو اُنکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے
سحر اُنپر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ زنگار رنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا زنگار رنگ جادو
مارا گیا سقفاطیس وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائیے مگر بادشاہ نے نمانا اکثر
ساحرون کو بھی قتل کیا آخر ایک ناذنین فریب و مکر سے حضور بادشاہ کو لنگا لیگئی طلسم
ہفت پیکر مین جاکر دشمن اُنکے قید ہوے اب خدمت رستم مین چلا ہون نورالدہر نے کہا
ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار مین نہ جاؤ مین جاکر بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا رستم
طلسم کشا ہین اُن سے عرض کرنے مین مطلب حاصل ہوگا حضور قصد نہ کرین اور بادشاہ کے
پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُسپر تاثیر نہ کرتا تھا اُنکو تو مکار لنگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا
فیروزہ کا کہنا نورالدہر نے نمانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ زنگار رنگ کے چلے
فیروزہ نورالدہر سے رخصت ہوکے نکلا تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی ایرج آگے آگے بپشت پر فوج ظفر موج علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے فیروزہ کو جو ایرج نے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے
پکار کر آواز دی ای فیروزہ بادشاہ جمجاہ کہان ہین فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا
کہا بادشاہ جمجاہ طلسم ہفت پیکر مین داخل ہوے اب مین حضور کے دادا جان سے

لینے جاتا ہون ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون تکلیف اٹھاتے ہو مین جاکر طلسم کو درہم برہم
کردونگا بادشاہ کو رہا کرونگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران مین جانتا ہون کہ حضرت منع کرینگے
اسعد بیتاب زیادہ جلدی کرینگے مگر مقدمۂ طلسم ہی جرأت کو کام نہ فرمایئے بدون دست حق پرست
رستم اور کسی سے مطلب نہ نکلے گا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طرف کوہ زنگار رنگ
کے چلے مگر فیروزہ کئی دن مین منزلین طے کرکے سرحد فاروقیہ مین پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم
قلعۂ فاروقیہ پر فروکش ہے طرف لشکر کے چلا رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین خیرخواہان دولت
ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت مین حاضر ہین کہ سمک نے خبر دی فیروزہ بن عمرو آتا ہے
رستم بیقرار ہوکر کھڑے ہوگئے فیروزہ نے آکے سلام کیا رستم نے باشتیاق پوچھا کہ
کیون ای فیروزہ ہمارے شہریار کس حال مین ہین فیروزہ بہت رویا کہا ای شہریار عالی
لشکر بادشاہ کا اوج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ بر سر کوہ زنگار رنگ پہونچے قلعہ
تسخیر کرلیا بالاے کوہ جاکر یہ سختی پڑی کہ جادوگریان لگاکر بادشاہ کو لیگئین ساکنان طلسم
سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت پیکر مین گئے وہان جاکر قید ہوے یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور
سے عرض کرون راہ مین ایرج اور نوراللہ پر سے ملاقات ہوئی وہ دونون یہ خبر سنکر بقہر و
غضب گئے ہین ہرچند غلام نے منع کیا مگر نہ مانا رستم نے کہا ای فیروزہ مین فکر مین لوح طلسمی
کی ہون انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور مین نے طلسم ہفت پیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
کہا مین حضور والا کے ساتھ رہونگا رستم نے فیروزہ کو بالطف اپنے لشکر مین رکھا اور ملکہ
شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تمنے سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم مین جاکر قید
ہوے اب ہم کو جانا واجب ولازم ہے کہ اپنے کو طلسم ہفت پیکر مین پہونچائین لوح کی کوئی فکر
کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدمون پر سرکار کے نثار کرون جسطرح ارشاد ہو
بجالاؤن آفتاب فلک سیر نے کہا ای شہرت ہر وقت کمیل پاس گلدستون کے نہین بیٹھی
رہتی تم رستم کو لیکر بالاے قصر معلق پہونچو ہم ہوا پر اڑتے رہین گے جب رستم لوح حاصل
کرلین اور کمیل پر حملہ کرین ہم آسمان سے آکر پہونچین مصروف جنگ ہون ادھر سے رستم
کو نکال لائین یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا مین لیجاکر اسی مقام پر انکو اتار دونگی

جہان گلدستے لوح کے ہین لیکن ای آفتاب ایک مقام پر اتنی گلدستے رکھے ہوئے ہین یہ
ہمکو نہین معلوم کہ کس گلدستے مین لوح ہی جہلال سرکش نے عرض کی ای شہرت طلسم کشا کے
واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ جب یہ ہاتھ ڈالینگے جس گلدستے مین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
اسطرح لوح ملیگی شہرت نے کہا مین سب طرح پر حاضر ہون جسطرح سے ارشاد ہو بجا لاؤن آخر یہی
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کرکے بالاے قصر معلق لیجائے تب لوح حاصل ہو آخر یہی
صلاح کامل ہوئی کہ جہلال اور باہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑکر بالاے آسمان روانہ ہوئے
یہان شہرت نے ایک تخت سحر تیار کیا اُسپر رستم کو سوار کیا تخت اڑا کرے چلی سمک و
فیروزہ زیر قصر پہونچے ساحرون کی شکل بنے ہوئے پھر رہے ہین لیکن محیط جادو اپنے
قصر مین بیٹھی ہی کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اُسنے آکر سامنے محیط کے زمزمہ سرائی شروع کی
محیط مراد طائر سمجھی کنیزون سے کہا صاحبو تمھارے ذہن مین آیا کہ اس طائر نے کیا کہا
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہی کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے مین طلسم کشا کو لوح ملجائیگی
اور قدرت نے فرمایا ہے کہ ای محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طلسم ہفت پیکر مین
داخل ہوئے وہان قید ہو گئے اب طلسم کشا کو جلدی ہی کہ اپنے کو طلسم مین جلد پہونچا کر
بادشاہ کو جاکر چھڑائین لہذا حفاظت لوح واجب و لازم ہی مصاحبون نے عرض کی ای
ملکۂ محیط اگر حکم ہو تو بالاے قصر معلق جاکر نگہبانی کرین محیط نے کہا کمیل کو نامہ لکھو یہ
کہکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای کمیل قدرت نے کہلا بھیجا ہی کہ اسی ہفتے
مین طلسم کشا کو لوح ملیگی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق مین آئی کمیل کو
نامہ دیا کمیل نے پڑھکر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب مین قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب ما بدولت ان بہادرون سے تنگ آئے ہین طلسم مین تشریف لیجائینگے
مگر ای کمیل جہانتک ہو سکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی تمھاری شہرت طلسم کشا پر عاشق
ہی اپنی جان کی کچھ حقیقت نہین جانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکۂ عالم سے عرض کرنا کہ
مین رات بھر جاگتی ہون چالیس ہزار کنیزین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین گرد قصر
براے نگہبانی موجود ہین اب مین آج سے جس قصر مین گلدستے رکھے ہین اُسی قصر مین اب

رات دن بسر کرونگی کیا مجال ہی کہ وہ گیسو بریدہ طلسم کشا کو لا سکے میری زندگی مین تو ناممکن ہی کہ
لوح طلسم کشا کو لے آپ مطمئن رہین یہ جواب کمیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
سنکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کمیل وہ ساحرہ ہی کہ شہرت جیسے سامنے طفل مکتب ہی وہ ایک
سحر مین سب کو دیوانہ کریگی اور مین بھی گوش برآواز رہونگی جسوقت طلسم کشا قریب اُن گلدستون
کے پہونچین طائران سحر اس طور سے آواز دین کہ مین خبردار ہو جاؤن سب نے کہا حضور اگر آپکو
خبر پہونچی اور ہم لوگ پہونچ گئے پھر سامری و جمشید بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کر لینگے
ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا ان باتون سے مصاحبون کی طمانیت ہوئی بیٹھی مگر کمیل جادو
نے جس دن سے یہ خبر سنی تحریر کر چکا ہون کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہین ایک قصر مین
کمیل رہتی ہے دوسرے قصر مین وہ تختہ سنگ رکھا ہی جسپر اُسی گلدستے رکھے ہین اُنھی مین ایک
گلدستے مین لوح ہے کمیل نے اپنے قصر مین رہنا موقوف کیا جس قصر مین گلدستے رکھے ہین
اُسمین آکر بیٹھی آٹھ پہر گلدستون کو دیکھا کرتی ہی بارہ ہزار کنیزین گرد قصر پھر رہی ہین شہرت
رستم کو لیے ہوئے بالائے آسمان پہونچی نازل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
آسمان پر آکے چلی کمیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستون کے بیٹھی ہی آفتاب و ہلال وغیرہ
جو بالائے آسمان ستارے بنے ہوئے چمک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
کیون اے آفتاب یہان میری بڑی حفاظت کر رہی ہی یہ تھوڑے عرصے کو ہٹے تو مین طلسم کشا
کو لیکر اُترون لوح قبضے مین آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہین اور بدون حصول لوح
لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے مین نہ آئیگی یہ سنکر ماہی سحر نے کہا بوا تمنے ٹھیک بیان کیا
مگر مین کنیزان کمیل مین جا کر ملتی ہون تھوڑی دیر کے واسطے کمیل کو قصر سے بلا لونگی
شہرت نے کہا بوا یہی کرو کہ اب جو آئے ہین تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہون
ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزون مین کمیل کی ملگئی اور کمیل کو پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم برائے چند ساعت یہان تشریف لائیے کمیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری
مجھکو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستون کے اُٹھی دوسرے قصر مین آئی پوچھا مجھے کسنے
پکارا ماہی سحر نے ہاتھ پکڑ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا اے ملکۂ عالم آپنے انتظام

لوح تو خوب کیا اب تو کوئی نہیں آ سکتا کمیل نے جواب دیا ای نرگس تو سچ کہتی ہی مگر آج میرا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ خود بخود دھڑک رہا ہی ماہی سحر نے کمیل کو باتوں میں لگایا۔ شہرت نے بالاے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر میں لائی کہا ای شہریار بسم اللہ کر کے گلدستون پر ہاتھ ڈالیے دیکھیے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہی رستم جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلدستون پر پڑا گلدستے شگفتہ ہوے رستم نے جیسے ہی بسم اللہ کہکے ہاتھ بڑھایا ایک گلدستہ جو سب کے بیچ میں تھا دیکھا اُسمین ایک ستارہ چمک رہا ہی رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اُس ستارے پر ہاتھ ڈالوں کہ شاید یہی لوح ہو وہ گلدستے شگفتہ ہوے تھے اُن میں سے ایک طائر تڑپ کے نکلا اور اُسنے بالاے آسمان آکر آواز دی ای کمیل کیوں دھوکا کھاتی ہے کس سے باتیں کرتی ہی دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں طلسم کشا قریب گلدستون کے کھڑا ہی اپنے تئیں جلد پہونچا کمیل نے جو یہ آواز سُنی ماہی سحر سے آنکھ ملا کر کہا اری تو کون ہی جو مجھے روک رہی ہی ماہی سحر نے کہا حضور نہیں معلوم یہ طائر کیا بکتا ہی کمیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ چھڑایا اور ماہی سحر کو ڈھکیل دیا ماہی سحر زمین پر گر کے تڑپنے لگی کمیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرت سامنے گلدستون کے کھڑی ہی اور طلسم کشا گلدستۂ لوح پر ہاتھ مارا چاہتے ہیں کمیل نے آواز دی ای شہرت او گیسو بریدہ او شوخ دیدہ دھگڑے کو پاس لوح کے لیکر آئی ای طلسم کشا خبردار لوح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کہکے مُنہ سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلدستے کے آکر چمکا دو شعلے چمک رہے ہیں ایک شعلہ لوح کا اور ایک شعلہ سحر کمیل کا ماہی سحر جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون نے ماہی سحر کو گھیرا تمام قصر میں غل پڑگیا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچا وہ کنیزیں بارہ ہزار جو گرد قصر کے چیخ مار رہی تھیں اُنھوں نے چاہا قصر پر جا پڑیں آفتاب فلک سیر نے آسمان سے سحر کیا کہ گرد قصر کے اندھیرا چھاگیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہونچیں مگر محیط جادو اپنے قصر میں بیٹھی بے آگاہ ہر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہی اور ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

ہے دل میں غبار اُسکے گھر اپنا نہ کرینگے　　ہم خاک مین ملنے کی تمنا نہ کرین گے

کیونکر یہ کہیں منت اعدا نہ کرین گے　　کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نہ کرینگے

ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتین　　اسطرح سے کرتے ہین کہ گویا نہ کرین گے

کیا نامہ مین لکھون دل وابستہ کا احوال　　معلوم ہی پہلے ہی کہ وہ وا نہ کرین گے

غیرون سے شکر لب سخن تلخ سے تیرا　　ہرچند ہلاہل ہو گوارا نہ کرین گے

بیمار اجل چارہ کو گر حضرت عیسےٰ　　اچھا بھی کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرین گے

جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسۂ دہن کا　　ہو جائین گے لب بند تو غوغا نہ کرینگے

دیوانے کے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفان　　اب بیٹھ کے کونے مین بھی رویا نہ کرینگے

گر سامنے اُسکے بھی گرے اشک تو دل سے　　کیون روز جزا خون کا دعوی نہ کرینگے

کس وقت کیا مردمک چشم کا شکوہ　　ای پردہ نشین ہم تجھے رسوا نہ کرینگے

ناصح کف افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام　　پامال کرینگے وہ مجھے یا نہ کرین گے

اُس کو مین ٹھہرنے نہ دیا جوش قلق نے　　اغیار سے ہم شکوۂ بیجا نہ کرین گے

گر ذکر وفا سے یہی غصہ ہے تو اب سے　　گر قتل کا وعدہ ہو تقاضا نہ کرین گے

مومن وہ غزل کہتے ہین اب جس پہ یہ مضمون　　کھل جائے کہ ترک در بتخانہ کرین گے

کہ ایک طائر ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی ای ملکہ محیط جادو طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا لڑائی شروع ہوئی جلدی جاکر خبر لیجیے ورنہ لوح ہاتھ سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محیط جادو نے سُنی گھبرا کر کنیزون سے کہنے لگی لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب لوح کے پہونچ گیا کمیل جادو لڑ رہی ہی یہان وہ رنگ ہی کہ طلسم کشا وشہرت اندر قصر کے ہین گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہین جب طلسم ارادہ کرتے ہین کمیل جادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہین اُن سب پر ستارے چمکنے لگتے ہین جتنی کنیزین کمیل کی ہین جاتی ہین بلوہ کرکے طلسم کشا کو پکڑ لیتی ہین طلسم کشا نے تلوار کھینچی تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین جس کنیز پر عکس پڑا اجل کے منہ مین گئی جسپر ہاتھ مارا دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جو کنیزین قصر سے نکلی ہین گلدستون پر سینہ سپر ہین گلدستون پر گرتی پڑتی ہین جنگ سحر کرتے

کنیزون نے رستم کو گلدستے کے پاس سے ہٹایا باہر جو کنیزین تھین اُنکو تو آفتاب نے
دیوانہ کر دیا ہی اسطرح کا سحر کیا ہو کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہو جا ہتی ہین قصر مین
جائین مگر نہین جاسکتین جھلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر بڑا بلوہ ہو کنیزین
سینہ سپر کر رہی ہین گلدستے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہو آفتاب اگر تمھاری صلاح ہو
تو ہم سب قصر مین پہونچین قصور نہ کرین اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح پائی تو نہین معلوم لوح
کہان جائیگی ہفت پیکر ایسے مقام پر لوح کو چھپائیگا کہ جہان گذر ہوا کا نہ ہوسکیگا جھلال
اور آفتاب نے قصد کیا ہو کہ قصر مین داخل ہون وہان سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساحر لیکر
چلی اُڑتی ہوئی آئی آفتاب و جھلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمعیت کثیر آپہونچی جھلال
و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہوا پر اڑ رہے تھے لشکر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان
سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح مین لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھ آپڑے اسنے
کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہاے آتش گرے شعلہاے آتش مین آفتاب
گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہو کہ شعلہاے آتش سے نکلون مگر نہین نکل سکتا نہنگ بحری نے
جو دیکھا کہ آفتاب پھنسا اور یہ سحر محیط کا ہو نہنگ بحری دماہی سحر قریب اُس آتش کے
آئین بال سر کے کھولے کچھ اسم سحر پڑھا کہ فلک ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے پانی برسا
کہ شعلۂ آتش بجھے آفتاب کڑک کر نکلا اب جو آفتاب نے گرمی دکھائی جادوگر گرمی سے
پریشان ہوے اُف اُف کرتے پھرتے ہین محیط نے جو بالاے آسمان سے دیکھا کہ ماہی سحر
و نہنگ بحری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہاے آتش سے نکلا اب ساحرون کو
قتل کر رہا ہو ماہی سحر پر کڑک گری اور للکارا کہ او گیسو بریدہ تجکو بھی پلیا قسم ہوئی کہ ہمارے
سحر کو دفع کیا ماہی سحر الٹ گئی طرف زمین کے چلی کمیل نے جو دیکھا کہ بالاے آسمان سے
محیط نے سحر کرکے ماہی سحر کو گرایا کمیل جادو نے کڑک کر جا ہا کہ جب یہ زمین پر پہونچے
اس طرح گرون کہ اسکے دو ٹکڑے کرون ماہی سحر زمین پر جو آکے گری فیروزہ بن عمر
و سنگ پلید آتی ساحر بنے ہوے زیر قصر کھڑے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
گرکے تڑپ رہی ہے کمیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہو

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سنبھال رہا ہے کمیل نے پہچانا کہ یہ عیار طلسم کشا ہی ماہی سحر کو سنبھالتا ہے وہین سے سحر کیا کہ سمک کے پاؤن زمین نے تھام لیے کمیل تیغ لیکر دوڑی کہ دونون کے سر کاٹ لون اُسوقت سمک کی بیقراری ماہی سحر کی اشکباری بیتابی مین پکار رہے ہین ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان اب تو اس آفت سے نجات دے تو کریم و رحیم ہی نظم

تمام خلق چہ خاکی چہ نوری و ناری	بعجز سجدہ کند پیش حضرت باری
سحاب رحمت حق کردہ چون گہرباری	بکار سوے زمین بحر فیض شد جاری
بحال بندۂ بیکس چہ خدا کند یاری	ہمیشہ وقت غم و رنج و در دغمخواری
براہ لطف کند حق معاف تقصیرش	کند چو بندۂ مجرم بہ پیش حق زاری
کند عبادت معبود جن و انس تمام	بود بہ وحدت واحد زمانہ اقراری
کسے زحالت انسان خبر نمی پرسد	کند بوقت مدد ذات حق مددگاری
زحال نیک و بد خلق حق خبر دارد	کہ خود بذات خدا منحصر خبرداری

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سمک و ماہی سحر قتل ہوا چاہتی ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای کمیل حکم خداوند لیکر آیا ہون اسے دیکھ و پھر تمھین اختیار ہی کمیل نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نیک انجام جھپٹا ہوا آتا ہی کمیل دونون کو قتل کرتے کرتے رُک گئی اس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ مین دیا کمیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھولا لفافہ سے ایک دھوان نکلا کمیل کے دماغ مین پہونچا لہرا کر گری ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کود کر کمیل کو خنجر مارا کمیل کا شکم چاک تھی پاک ہونے سے کمیل کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھاگیا سنگباری برفباری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیل جادو بود شہرت باہوے قہر ارمی بود دونون ہاتھون سے سحر کر رہی ہو اسکے کان مین جو آواز پہونچی کہا معلوم ہوتا ہو کسی عیار نے کمیل کو مارا نقدمہ مان کا تھا ایک قلق ہونے کا کمیل کے ہوا لیکن اُسی حالت مین ساقہ طلسم کشا کے اُڑے گئی شہرت نے سحر سے ہاتھ نہ اُٹھایا محیط کے جو کان مین آواز پہونچی کہ کمیل کو عیار نے مارا مجمع سے آب نکل کے بلند ہوئی بالا سے

آسمان پہونچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلدستے مین ہی تڑپ کر آسمان سے گلدستے پر گری لوح
اُٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بلوہ ہو محیط نے لوح جھکانا شروع کی جسپر عکس لوح
کا پڑا وہ ساحر سحر بھولنے لگا آفتاب فلک سیر ایسا جادوگر کڑک کر محیط پر چلاکہ غضب
ہوا لوح لیے جاتی ہی جیسے ہی قریب پہونچا قصد کیا کہ تھپچہ مارون محیط نے لوح سامنے کر دی
آفتاب اُلٹ گیا جھلال نے بہ جرأت یہی قصد کیا کہ جیلچ بے لوح لون جب قریب پہونچ گیا
تو محیط نے لوح کو پھر جھکایا آفتاب و جھلال دونون لڑکھڑا کے زمین پر گرے ماہی سحر نے
دونون کو سنبھالا آفتاب نے گھبرا کر کہا کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قصر مین لڑ رہے ہین اور
محیط لوح نکال لائی اب لیے جاتی ہی محیط نے بلند ہوکر ایک آواز دی کہ ای ساحرو جنگ
موقوف کرو مین لوح لیکر خدمت خداوند مین جاتی ہون یہ جو ساحرون کے کان مین آواز
پہونچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون نے مارگوون ستم ادا کر دیا تھا
اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہان رستم قصر معلق مین
خوب لڑے جو کنیزین کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئین تھوڑی دیر مین
رستم نے دیکھا قصر مین سناٹا ہو گیا شہرت نے کہا ای شہریار جستجو ہماری آپ کی
بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر آکر پاس رستم کے جمع ہوے رستم نے کہا
ای آفتاب مین پیچھا محیط کا نہ چھوڑونگا جہان وہ لوح لیکر جائیگی وہین مین بھی پہونچونگا
خواہ اسمین جان جائے خواہ رہے مین مفصل خبر پاچکا کہ بادشاہ جاکر طلسم مین قید ہوے
دشمن اُنکے کس مصیبت مین ہونگے شہرت نے کہا ای شہریار چلیے کوہ الوان کو
ہفت پیکر ٹھہرا ہے آفتاب نے بزور کہانت بیان کیا کہ حضور طرف الوان کے کوچ
کرین یقین ہے کہ لوح دستیاب ہو میرا علم تو یہی خبر دیتا ہے رستم لشکر مین آئے افسران فوج
کو تیار کیا قلعۂ فاروقیہ سے کوچ کر کے چلے سب سے زیادہ شہرت مرصع پوش معروف
جستجو تھی ایک منزل رستم نے راستہ طے کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا
کوہ الوان پہونچاتی ہے جاکے دیکھون کہ لوح پر کیا گذری یہ کہکر شہرت خدمت رستم
سے رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی یہان بعد کئی

کے ہفت پیکر کوہ رنگار رنگ سے کوہ الوان پر آیا ہو الوان جادو نہایت ساحر زبردست
ہو اسنے جو آمد ہفت پیکر کی سنی دیر کھلوا دیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک ابر
چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے آتے ہیں الوان
جادو تخت سے اُٹھکر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آئیے مین مدت سے آپکا مشتاق
ہون کوہ رنگار رنگ پر عرصۂ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپکے جلوس
کے مشتاق ہین قریب ابر کے یہ باتین کرتا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے چلا کوہ الوان پر آکے
جو ابر ٹھہرا الوان جادو ہاتھ باندھکر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہان سب آپکے
رازدان ہین بلا تکلف ابر سے باہر آئیے قلعے مین تشریف لے چلیے یہان کوئی در اندازنہین
ہو کہ قدرت کو پہچانے یہ جو الوان نے کہا ارشق ہوا ایک جادوگر بڑے قد و قامت کا
سر چھاڑ منہ پہاڑ ابر سے نکلا الوان جادو کے مشہور وزیر حاضر تھے پائے انداز بچھواتا ہوا
لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے مین بلڑ ہوا کہ قدرت تشریف لانے ہین قلعے مین جابجا ذکر ہو رہا
ہو ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مصاحب ندیم ہو قدرت کو اسقدر پاس ہو کہ
بصورت اصلی تشریف لاتے ہین طائر درختون پر بیٹھے ہوئے تعریف ہفت پیکر
کر رہے ہین ہفت پیکر ٹہلتا ہوا گرد مشیر وزیر قلعۂ الوان مین آیا شہر مین ہنگامہ ہوا کہ
قدرت تشریف لاتے ہین الوان ہفت پیکر کو لیے ہوئے دار الامارۃ مین آیا اور ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا جلوے تخت مین ایک کرسی جواہر نگار بچھی تھی اُسپر الوان بیٹھکر
ہفت پیکر سے باتین کر رہا ہو کہ یا خداوند بندے آپکے جابجا قتل ہو رہے ہین ہفت پیکر
کہہ رہا ہو مین نے خود انقلاب کیا ہو اعتقاد کا سب کے امتحان ہو کہ آسمان پر ایکا برا تو دنیا
اُٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی میری بیٹی جیمدن سے اُسنے انقلاب
سُنا ہو پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہو دیکھیے وہ دورہ کیے ہوئے آتی ہو آمد مسلمانان کی خبر لیتی
رہتی ہو دیکھیے کئی دن کے بعد پلٹی ہو لکہ الماس یاقوت پوش نام ہو ہفت پیکر دیکھنے لگا
کہ ابر قریب بارگاہ آکر پھٹا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین وجمیل اپنی مصاحبون کی
کفیل گرد کنیزین گھیرے ہوئے لباس گلنار پہنے ہوئے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اپنے کودی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس کی شکل
پہ پڑی بچین ہوگیا سلطان عشق نے مزرع دل پر چڑھائی کی سینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ
کرکے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے بندی قدرت آؤ قدرت تمھارے مشتاق تھے
تمکو بڑی مشقت پڑی ہی ہاتھ پکڑ کے الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک نازنین
مہ جبین حسن مین بے مثل ابرو خنجر آبدار کبک رفتار شیرین گفتار قمر پیکر ماہ منظر ہفت پیکر جو
منھ کھولکر باتین کرنے لگا وہ بوے بد اسکے دہن سے آئی کہ الماس نے منھ پھیر لیا مگر پہلو
تخت پر سرنگون بیٹھی رہی ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھدیتا ہی کبھی کہتا ہی کچھ باتین تو کرو
اے الماس کہاں گئی تھین قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھکا کے عرض کی
جب سے مین نے سنا کہ قدرت موجود تھے اور مسلمان بلوہ کرکے کوہ زنگار رنگ پر آئے
اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہون کہ اگر کوئی اسطرف آئے تو دو دن
صحرا مین روکون قریب قلعۂ الوان نہ آنے دون ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ
منظور ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر مین قید کرون قدرت نے اسکو ہدایت
کی وہ قلعۂ زنگار رنگ پر آگیا زنگار رنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے
اسکو قتل کرایا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر مین بھیجا وہان جاکر قید ہوے اس مصیبت مین
ہونگے کہ اسی ہفتے عشرے مین کوئی ساکن طلسم لکھے گا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس
درست کہ رہی ہی الوان جادو قریب کرسی پہ بیٹھا ہی مگر تیور ہفت پیکر کے دیکھکر
حیران ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی یہ کیسی بدعت ہی کہ بیٹی میری پرپوش اور یہ ایسا دیکھیے اب
کیا ہوتا ہی اس تردد مین الوان بیٹھا ہی پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہین دیتا
جب الماس ارادہ کرتی ہی ہفت پیکر روک دیتا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا محیط جادو
آگے آگے پشت پر کئی سو جادوگر نیان مگر خستہ و شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے
گریان افتان و خیزان چلی آتی ہین محیط کو دیکھکر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مژدہ و خوشخبری لائی
الماس نے درست کہکے سر جھکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کرکے رونے لگی اور کہا کہ
یا خداوند وہ صدمے اٹھائے کہ قدرت کے سامنے بیان نہین کرسکتی و خزکیل سے

طلسم کشا کو بالاے قصر معلق پہونچا یا کمیل قتل ہوئی مگر جس وقت یہ پہونچی جان اپنی بچیکر فوراً
گلدستون پہ گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہی پہلے کوہ زنگار نگ پہ گئی کہ کئی مہینے
سے قدرت اسی مقام پر تھے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہان آئی یہ کہکے لوح سامنے
رکھدی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اے محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجویز
کریں کہ اب لوح کو کہاں رکھیں تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اُٹھا کر جھولی میں رکھ لیا المانس
نے اپنے دل میں کہا یہ کیسا خداوند ہی کہ جسنے محیط کو دیکھکر کہا تھا کہ مژدۂ خوشخبری لائی ہے دو
یہ خرابی کی خبر سنائی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کمیل ایسی ساحرہ ماری گئی ای المانس
یہ اصل میں ساحر زبردست ہی خداوند بنکر ان پہاڑون پر بیٹھا ہی سب کو اپنے عجائب و غرائب
دکھاتا ہی یہ المانس کے دل میں طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسے میں
بیٹھی المانس نے بخوبی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہی اور ہفت پیکر سراسر جھوٹا ہی مجھ سے
باتیں عشق و محبت کی کر رہا ہی مجھکو اسکی صورت سے نفرت ہی اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچکر پہلو سے اُٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ تھاما کہا اے سرتاج معشوقان
کہاں جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تمھارا مرتبہ بڑھائینگے تمام اہالی طلسم تمکو سجدہ کرینگے
میرے مقام پر رہینگے تم کیون جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتین کرتا ہی المانس کو ناگوار
ہوتا ہی باپ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو منع نہیں کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتین کرتے
ہین یہ کیسے خداوند ہین مثل انسان کے علد و حیلہ کر رہے ہین اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹی کا یہ اشارہ پا کر ایوان جادو کرسی سے اٹھا سامنے ہفت پیکر کے
گیا کہا یا خداوندا تو آپ نے نیاز مند کو سرفراز کیا بالاے کوہ تشریف لے چلیے وہی مقام
آپ کا جو تصویر سنگی میں ہی وہاں تشریف رکھیے مراد مند حاضر ہونگے اور کنیز کو اپنی دروپیے
میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجکو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہین تو بڑھکر ایسا سحر
کرون کہ لوہے کی دیوارین درمیان میں قائم ہون مسلمان قریب نہ آسکیں یہ دیکھے جاتی ہوگی
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل تو دچاہتا تھا کہ اس محبوب پریچہرہ کو پاس سے اُٹھنے
دون مگر ایوان کے کہنے سے ناچار ہوا تخت سے اُٹھے اٹھے غائب ہو گیا ایوان نے

مشیروں اور وزیروں کو بلا کے کہہ بھیجا کہ اب خداوند کا ظہور اسی تصویر میں ہو گا گھنٹے
و ناقوس نوازوں کو بھیجو کہ جا کر گرد تصویر جمع ہوں اپنے کام میں مصروف ہوں وزیر و امیر
گھنٹ نوازوں کو لیکر بلا کے کو آئے سب نے دیکھا وہی تصویر باتیں کر رہی ہے شہر میں ڈھنڈورا
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہوں کہ قدرت تشریف لائے ہیں اب اس کوہ پر میلہ
ہو گا مگر ملکہ الماس یاقوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
یہ محیط جادو لوح لیکر ہمارے ملک میں آئی ہیں انکو بہ حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہیں وقت بے وقت نہ نکلیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور اگر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہے کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہیں انھوں نے بتلایا ہو گا کہ محیط بالائے کوہ الوان گئی دوسرے یہ کہ قدرت
یہاں تشریف لائے ہر خرد و کلان برائے مراد آئیگا تمام دنیا میں مشہور ہو گا کہ قدرت بالائے
کوہ الوان ہیں ضرور طلسم کشا آئینگے اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کی کہ بالائے قصر معلق
پہونچے اس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
اے نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہ ہو تمہارے جانے سے آفتاب فلک سحر
آگاہ ہو تمہاری گرفتاری کی تدبیر کرے الماس نے کہا میں آمد لشکر دیکھکر پلٹ آؤں گی مگر ہفت پیکر
کی باتوں نے شک میں ڈالدیا کہ مذہب اصلی کیا ہے اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اسنے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہے مجھکو بہت ناگوار ہوا میں آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ میں قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا اے نور نظر ان باتوں میں دخل نہ دو ہم سب لوگوں نے ملکر انکو خداوند بنایا
ہو سب لوگ انکو بخدائی مانتے ہیں اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوئے وجہ
ہو گا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا ایک خیال آپ کو رہے کہ تنہائی میں قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھسے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہو گا الوان نے کہا
میں سمجھا دونگا الماس باپ سے باتیں کر کے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرا کے
چلی بارہ کوس نکلکر ایک پہاڑ تھا اسپر آکے ٹھہری نگاہ اٹھا کے چہار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے
چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے زیر کوہ سے
نکلے بعد علمدارون کے کئی ہزار مرکب تازی عجمی یمنی عراقی پاکھرین اُنکی پشت پر موتیون کی پڑی
ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے اُنکے بعد دیکھا آفتاب فلک سپر و جلال سرکش شہرت
مرصع پوش تخت پر تخت کو ساحر گھیرے ہوے نقیب آگے آوازین لگاتا ہوا الماس جاہ و
جلال شہرت دیکھکر حیران ہوگئی جی مین کہتی ہی لشکر طلسم کشا مین شہرت کو بڑا مرتبہ ملا کہ
بڑے بڑے ساحر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوے آتے ہین شہرت کا تخت سامنے سے
گذر گیا اب جو دیکھا تو ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کا سوار ایک جوان آفتاب جمال مہر تمثال
آنکھین بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار حمائل سپر
پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس ہاتھ پر لٹک رہا ہی
اور چند پیکان تیر جو ترکش سے باہر ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان بانبی سے منہ نکالے ہین قد سرو
گلدار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے سورج کے گرد گرہن سیمتن
رشک چمن ایک عیار مثل گلدستے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کئی سو افسر کمیدان و
رسالدار پشت پر مسلح و مکمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرا سے
رستم پر پڑی بیقرار ہوگئی پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر کھڑی ہوئی بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی
ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھ کے بیکار اٹھتی ہے کہتی ہو دل کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ شعر ہی

نظم

ازبس جنون جدائی گل پیرہن سے ہی
دل چاک چاک نغمۂ مرغ چمن سے ہی

سرگرم مع غیر دم شعلہ زن سے ہی
دوزخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہی

روز جزا دے جو مرے قتل کا جواب
وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی

کچھ بھی کیا نہ یار کی سنگین دلی کا پاس
سب کا وش رقیب دل کوہکن سے ہی

اُنکو گمان ہے گلۂ چین زلف کا
خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہی

مین کیا کہ مرگ غیر پہ دامان تر نہ ہو
وہ اشک ریز خندۂ چاک کفن سے ہی

کیونکر نجات آتش ہجران سے ہو کہ مرگ
آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہی

خود رفتگی مین چین وہ پایا کہ کیا کہون
غربت جو مجھسے پوچھو تو بہتر وطن سے ہی

داغ جنون کو دیتے ہین گل سے زیب شال
مین کیا کہ عندلیب کو وحشت چمن سے ہی

کیون یار نوحہ زن ہی کہان مرگ مجکو تو
لب بستگی قصور بوس دہن سے ہی

کیا کیا جواب شکوے مین باتین بنا گیا
تو اب بھی دل درست اسی دلشکن سے ہی

اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے جو
مومن کو ضد یہ کشش برہمن سے ہی

الماس یاقوت پوش حیران بڑھ بڑھ کر گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہو قصد یہ ہو کہ اسی شہریار کے ساتھ جاؤن جہان یہ ٹھہرینگے کسی نخل پر بیٹھ رہونگی جب بارگاہ سے نکلین گے جمال بمثال دیکھ لونگی دل کو اپنے تسکین دونگی اس خیال مین تھی کہ رستم نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اُترے اسی کوہ کے دامنے مین بارگاہ استادہ ہوئی لشکر اسی صحرا مین اُتر پڑا الماس پہاڑ سے یہ سب سامان دیکھ رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایہ تخت پر بڑھ کے ہاتھ ڈالا شہرت تخت سے کودی رستم ہاتھ تھامے ہوے شہرت کا لیکر بارگاہ مین گئے الماس بھی دیکھا کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذرا رستم نے شام کو سمک سے حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ استادہ کر وچند خادمون کو حکم دو کہ وہان شراب وکباب پہونچائین آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھین گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استادہ ہوا رستم طرف اُسی خیمے کے چلے شہرت نے راہ مین عرض کی کنیز بھی ہمراہ حاضر ہو رستم نے کہا تم بارگاہ مین رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت مین ہی جی مین کہتی ہو کہ شہرت پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہین سمک کے ساتھ رستم اُسی خیمے مین آکے داخل ہوے گویا برج مین ماہتاب آیا خیمہ روشن ہوگیا خادمون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا الماس کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ صحراے سبزہ زار چاندنی کی بہار رستم نے سمک سے کہا ای یار وفادار اسوقت کچھ گاؤ سمک نے زانو بغلے سے نکال سامنے رستم کے دلکر غم طور سے یہ غزل شروع کی

نظم

دو دینا بوسہ پا کو فلک جھکتا زمین پر ہی
کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہی اتنا زمین پر ہی

تڑپتا ہی پڑا شوق شہادت خاک اور خون مین
گرا کوچے مین یہ جیسے لہو کسکا زمین پر ہی

خرام ناز نے کسکی جہان کو کر دیا برہم
زمین گرتی فلک پر ہی فلک گرتا زمین پر ہی

تری دوری مین بھی کیا جاے جان ہی پیاسا جاتا ہی
کہ جیسے آسمان برسے اسے پٹکا زمین پر ہی

نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کو کیا تسکین
کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل جیسا زمین پر ہی

مری فریاد سے کہتا ہی اسرافیل حیرت سے
قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیسا زمین پر ہی

ہوا جھگڑا برات عفو نقش سجدہ مومن کو
قدم رکھتا فلک پر ہی کہ سر رکھتا زمین پر ہی

اس لطف سے سمک ملیا اقی گا رہا ہی کہ طائران صحرا درختون پر وجد کرتے ہین غزالان صحرا کبھی گوشہ ہاے دشت سے نکل کر گرد خیمۂ رستم چیخ مار رہے ہین شیران صحرا بیلون مین غزالان دشتی کے بیٹھے ہوے ڈکار رہے ہین باز بلند پرواز نخل سے اترے پہلو کنجشک مین بیٹھے شکار سے باز ہین یہ حال ملکہ الماس یاقوت پوش نے جو دیکھا ضبط نہ کر سکین اور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آخر بیقرار ہو کے پہنچی اس زمین در بارگاہ پر پہونچین غیرت تو منع کرتی ہی حسرت دامن کھینچ رہی ہی کہ بلا تکلف اندر بارگاہ کے چلو چند خادم کہ در بارگاہ پر حاضر تھے انھون نے گھبرا کے پوچھا آپ کون ہین کس انتظار مین کھڑی ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہون خدمتگارون نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کرین الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یاقوت پوش دختر الوان جادو قدمبوسی کی مشتاق ہین دروازے پر حاضر ہین امیدوار باریابی ہین خادمون نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین نہایت جمیل و حسین در بارگاہ پر حاضر ہین چاہتی ہین کہ صحبت مین آئین نام اپنا الماس یاقوت پوش بتاتی ہین سمک نے عرض کی غلام اول جا کے دیکھ لے تب اندر بلائیے ایسا نہ ہو کوئی مکار حیلہ ساز ہو باتون مین کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا ای برادر وہان خدمتگارون کو معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہی حسن و جمال مین خوب ہی اے سمک تمہارے گانے کی مشتاق ہو کر آئی ہی سمک نے کہا حضور روح کی جستجو مین نکلے ہین قریب کوہ الوان پہونچ چکے ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو رستم نے کہا کیا ہم سوتے ہین خبر نہ جاگتے

رہے ہین تحفہ جات موجود ہین کوئی کیا کر سکتا ہی سمک نے زمانا تڑپ کر اُٹھا بیرون خیمہ آیا
دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہی بحسرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہی سمک نے
دیکھکر کہا ای الماس جادو تشریف لائیے بجر سمک نے برابر آکے پوچھا نام نامی و اسم
گرامی حضور کا کیا ہو الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پہچانتے ہین سب خاص و
عام جانتے ہین الماس یاقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتین کرتی ہوئی اندر پہونچی رستم نے
جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن وجمال سے اُٹھکر کھڑے ہو گئے تعظیم کرکے فرمایا آئیے تشریف لائیے
فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ یہ کہکے
رستم نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر برابر مسند پہ بٹھایا الماس جو آکر بیٹھی رستم نے پوچھا اے
سرتاج حسینان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہمین کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا
کہا ای شہریار اصل یہ ہی کہ مین اس سرحد کی نگہبان ہون اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو
آپ کے آمد ہوئی اور مرتبہ ملکہ شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق مین آپ کی ملاقات کے سارا
دن مجھکو اسی پہاڑ پر گذرا اب اسوقت جو گانا سُنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تخلیے مین ہین
بلا تکلف چلی آئی آپکے جمال بے مثال کی مشتاق ہون بیقراری دل کھینچ لائی رستم
سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر پر کوہ الوان آیا ہی کہا کہ ہاں ہو
الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے مین ہی کہ محیط جادو لوح لیکر قلعہ معلق
سے آئی ہی ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو قلعے مین دروکش ہی
ہفت پیکر تصویر سنگی مین داخل ہے وہی میلے ہو رہے ہین مشتاق آکر اسکے جمع ہونگے
جسطرح اور پہاڑون پر میلہ ہوتا ہی اسی طرح یہان بھی میلہ ہوگا آپ کے اقبال نے مجکو
یہان تک پہونچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھین جہان تک ہو سکیگا کل مین لوح
لیکر آؤنگی اب مین جان ومال سے کوشش مین حاضر ہون لیکن عیار سے کہیے کہ ایک
غزل اور گائے کنیز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقین ہی کہ والد نامدار پوچھینگے
کہ دن بھر اور شب بھر تمکو کہان گذرا حیران ہون کہ کیا کہونگی دیکھون کہ دل خانہ خراب
کیا دکھائے نوشتۂ تقدیر کیا پیش آئے سمک نے سامنے الماس کے بجر

یہ شعر گائے نظم

بغیر یار کے لطف مے و کباب نہیں
پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہیں

وہ عضو کون سا ہو جو کہ انتخاب نہیں
کمر کا مثل دہن کا ترے جواب نہیں

زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھرتے ہی
غضب خدا کا ہو کافر ترا عتاب نہیں

کھڑا ہو بام پہ پردہ نہ کر تو عاشق سے
کلیم سے صنم اللہ کو حجاب نہیں

خدا کا قہر ہی نازل ہوا ہی شیدا پر
مراد پہ یہ ترا عالم شباب نہیں

سوا بدی کے نہ سرزد ہو فعل نیک کبھی
ابو لہب ہیں زمانے میں بوتراب نہیں

یہ اشعار جو سمک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوے کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بے اختیار ہو کے پکار اٹھی۔ **فرد** شب وصل غریبان ہو مرے ہمدم کسی ڈھب سے • گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے • رستم نے کہا ای ملکۂ عالم اسقدر بیقرار نہو کہا ای شہریار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہو اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ منھ کو آتا ہو اب کنیز رخصت ہوتی ہو محل سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں کہ حضور کے خیال میں رہے ہفت پیکر نے بجبر بدل توجہ کی یہی چاہتا تھا کہ اس سے نہ اٹھیں باپ کو یہ ناگوار ہوا یقین ہے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ ہو کہ ہفت پیکر ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہو مثل ہمارے باپ کے چند راز دان قرار دیے دعوی خدائی کر بیٹھے یہ لوگ منتظم کارخانۂ خدائی ہیں بڑا شرف یہ رکھتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر والے اسکو بخدائی مانتے ہیں وہ طلسم ہفت پیکر پر بڑا ناز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہو کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرحلے ہیں کہ جنسے گذر طلسم کشا کو دشوار ہوگا تو ای شہریار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے گا میں اسی مقام پر حاضر ہونگی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھکر طرف کوہ الوان کے چلی یہاں الوان جادو آنے سے بیٹی کے سبب شب بھر پریشان رہا صبح کو حیران بیٹھا ہو کہ الماس آکر پہونچی مگر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اداس پریشان آکے باپ کو سلام کیا الوان نے پوچھا کہ ای نور نظر شب کو کہاں

رہین الماس نے کہا مین نے خبر آمد طلسم کشا سُنی تھی تا بہ قصر معلق گئی تھی وہان جاکے دیکھا
قصر معلق ویران پڑا ہی اُسی مقام پر لشکر طلسم کشا اُترا ہوا ہی مین دیکھکر پلٹی تھی کہ راہ
مین ایک کوہ ملا اُسپر ٹھہری تھکی ہوئی تھی سوگئی آنکھ جو کھلی ستارۂ سحری آسمان پر چمک
چکا تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی الوان نے کہا اے نورِ نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو
نہ آئین خداوند تشریف لائے تھے تمکو دمبدم پوچھتے تھے مین نے اُنکو بہت سمجھایا مگر وہ نہین
مانتے شب کو کھلکر مجھ سے کہا کہ اپنی بیٹی ہمین دو خداوندزادہ اُسکے بطن سے پیدا ہوگا
خدائی تمھارے گھر مین آئیگی مین نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوتے کوہ الوان پر گئے
رہین الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پچتائینگے اتنا کہکر خاموش ہورہی الوان جادو
بر سر کوہ برائے انتظام گیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر مین
جاکر سوئی الماس نے آکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہوکر
طرف لشکر طلسم کشا کے چلی قریب شام رستم نے اُسی مقام پر خیمہ استادہ کرایا تھا سمک
کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس گھبرائی ہوئی آئی کہا حضور لوح مین لائی دونون ہاتھ پر
رکھکر لوح خدمت طلسم کشا مین پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے مین ڈالا مگر محیط جو
سوکر اُٹھی جھولی مین لوح کو نہ پایا گھبراکر ایک ایک سے پوچھتی ہے کہ میرے پاس کون
آیا تھا کسنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین قسمین کھارہی ہین محیط کو ایک ایک سے
پوچھتے پوچھتے شام ہوگئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہی کہ بی الماس کہان ہین کنیزون نے
کہا برائے گشت تشریف لیگئی ہین محیط بیٹھی رو رہی ہی کہ الوان آیا اُسنے آکر پوچھا کہ اے
محیط کیا ہوا محیط نے کہا اے شہنشاہ جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آندھی
سیاہ چلی ہفت پیکر اشتیاق ملکہ مین آکر پہونچا الوان سے پوچھا کہ معشوقۂ قدرت
کہان ہی الوان نے کہا قدرت تو اور فکر مین ہین یہان دشمنون نے فکر کرلی ہی محیط
کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہی ہفت پیکر نے کہا اے الوان قدرت
جانتے ہین کہ لوح پاس طلسم کشا کے پہونچ گئی تمھاری صاحبزادی نے یہ آفت
برپا کی بر سر کوہ لشکر رستم اُترا ہے وہین الماس گئی ہی اور لوح پاس طلسم کشا کے

پہونچادی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان تجھے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کا
بڑا قلق ہی الوان جادو جھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
کے لیگئی اور پہلوے طلسم کشا مین بیٹھی ہے تو ابھی جاکر اُسے لاتا ہون اور قتل کرتا ہون
یہ تو مجھسے کبھی ہوگا کہ بیٹی آپکے سپرد کردون آپ یہ ہوس دل سے نکال ڈالیے ورنہ غلام کو رنج
ہوتا ہی قدرت یہ ذکر نہ کرو ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو
قبضے مین کرینگے الوان نے کہا اچھا تو مین جاتا ہون اگر بنتا ہی لوح بھی لاونگا نہین تو الماس
کو تو ضرور لاتا ہون یہ کہکے الوان چلا محیط نے کہا مین بھی آؤن ہاے ای الوان مین لوح کو
قعر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو دلیا آخر دشمنون نے اپنا کام کرلیا
الوان جادو آہ کرکے اپنے مقام سے اٹھا کہ کتا ہوا طرف کو صحرا کے چلا پیچھے پیچھے محیط جادو
بھی چلی یہان پاس رستم کے الماس یاقوت پوش بیٹھی ہے جب کہتی ہے کہ مین جاتی ہون
رستم ہاتھ تھام لیتے ہین فرماتے ہین ای الماس وہان جانے کا ارادہ نہ کرو ہفت پیکر وہ
وہان موجود ہی شاید کہدے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہی الماس نے کہا میرے
جانے مین کئی مطلب ہین اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو مین گرفتار کرکے آپکی خدمت
مین حاضر کرونگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ لوح بے منت خلق
پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے پہونچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑونگا
یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلۂ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے چلا منھ سے شعلے چھوڑتا ہوا ہاتھ
چمکاتا ہوا کہ برقین گرنے لگین شعلہ ہاے آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہوگئے رستم نے لوح
کو چمکایا شعلہ ہاے سرکش غائب ہوے تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا صاف
ثابت ہوتا تھا کہ ہلال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مظلومان اب جو تیغۂ ہفت جوہر
چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہی کبھی برق چمکاتا ہی کبھی تلوارین گراتا ہی مگر کوئی سحر
رستم پر تاثیر نہین کرتا رستم جھپٹتے ہین الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہی الماس کھڑی یہ تماشہ
دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم جھپٹ کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہی برابر الماس
کے پہونچا للکارا کہ او شوخ دیدہ تماشہ دیکھ رہی ہے الماس نے چاہا سحر کرون الوان نے

کلائی پکڑ لی کمر میں پنجہ دیکر لے اُڑا رستم نے لوح گلے سے اُتاری پکار کر کہا او ساحر یہ لوح لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے ملکہ حسرت سے پکاری ای شہریار برائے خدا لوح اپنے پاس رکھیے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہین جو جمال بیثال دیکھیگا پروانۂ شمع جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا مزار غریبان پہ آکے فاتحہ پڑھیے گا روح کو راحت ہوگی قلب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل جو قبر پہ آئے تو کیون نہ روح راحت پائے

نظم

ہماری خاک پہ کہتی تھی کل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار

پڑھون غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار

پڑھون مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہین بیدار

جو مے پرست مرین چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سائے تلے سبھونکا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل مین
کفن سے قبر مین میری ہوا دھوان اظہار

بہ قول شاعر شیرین کلام سُن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گذار

ٹھہر ٹھہر کے ہر اک آشنا کے مرقد پہ
جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہے نرگس زار

کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس
تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اُسنے ہو متبسم جواب مجھکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین
سو اُسکا گور غریبان مین کیلیے ہو گزار

مین اُسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی
یہ زیر خاک بھی ابتک ہی حسرت دیدار

ان کلمات حسرت نے غم والم سے خانۂ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جادو جملی ہنکار کر آواز دی ای رستم بوجہ الماس تمنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کمی کی جسیکے مین نے لوح ہیو سنجائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جا سکتا تھا الماس نے یہ کمال کیا کہ مجھکو سوتا دیکھکر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحران طلسم ہفت پیکر لوح تمسے لینگے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجال کا تیر جوڑ کر محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گرا آندھی

سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین محیط
جادو بود راہ مین یہ آواز کان مین الوان کے پہونچی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا دیکھو
محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھیے اب قدرت پر کیا گذرے الماس
خاموش ہی الوان چلاتا ہوا بر سر کوہ پہونچا زیر کوہ میلا جمع ہی مراد مند بھی جمع ہین فریاد
کر رہے ہین مراد مانگ رہے ہین تصویر سنگی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی کہ بندگان من مراد تمھاری
قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و گھنٹ نواز و ناقوس نواز گرد تصویر کے جمع ہین
باجے بجا رہے ہین غل مچا رہے ہین ہر ایک شجر و حجر سے آواز آ رہی ہی یا خداوند ہفت پیکر تیرا آمد ہے
دیبا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہین ہے ہفت پیکر تصویر مین سے باتین کر رہا ہی کہ آسمان
پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یاقوت پوش کو پنجے مین لیے ہوے
مگر محیط کے واسطے نہایت ملول و غمگین زمین پر آکے اترا سب مشیر و وزیر حیران ہوگئے
کہ بیٹی کو اسطرح گرفتار کرکے لایا اور جلسہ خداوندی مین پہونچا یا اب الوان نے سامنے
تصویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت پیکر کی جان
لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی تصویر سے آواز آئی اے الوان اسکو
چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قلب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند
مین نہ مانونگا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت پیکر مین حاکمان مرحلہ ہین وہ سب
قتل ہونگے مین کیونکر گوارا کرون کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا دیجائے ہرچند ہفت پیکر
نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلادون کے سپرد کیا جلاد دوڑے
پکڑ کر الماس کو کھینچا دارین استادہ ہونے لگین الماس دیکھ رہی ہی کہ میرے قتل کا
سامان ہو رہا ہی بیقرار ہو کر پکار اٹھی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس آفت
سے بچالے

نظم

از خدا جوید دوا سے درد دل بیمار روح — شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
جلوہ گر باشد بہ چشمش نور ذات کردگار — جسم ہر شخصیکہ باشد مطلع انوار روح
ذائقہ حاصل کند بر وقت مرد اہل حال — از صدائے نغمہ پرسوز موسیقار روح

پاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب و گل
شو یدا ز روئش سیاہی چشم گوہر بار روح

در گذر از رنگ و بوے جسم خاکی در گذر
سیر ای بلبل مکن در گلشن بیخار روح

لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم آلہ
دور دار از ہندی آسیب تن آزار روح

ناظرین پر واضح ہو کہ یہان کوہ الوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہین طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہین کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ تیری جان بچا لین گے ابھی تجھکو رہا کر دینگے الماس نے جواب دیا مین عاشق جمال بیمثال طلسم کشا ہون مین اس بیحیا مکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ یکتائی کا دعوی کرتا ہے خداوند ہونے پر مرتا ہی یہ خداوند نہین ہی یارو یہ ایک ساحر ہی کیون اسکے دام مکر مین پھنسے ہو وزیر و مشیر توبہ کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ یارو ایسی بے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو مکار بتاتی ہی مگر طلسم کشا بعد جانے الماس کے لوح کو پھینکدیتے تھے سمک نے سمجھا کر لوح گلے مین ڈالی کہا ای شہریار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہوکر وحیلہ نہ کرینگے برائے خدا اسکو قبضے مین رکھیے رستم نے کہا ای سمک مین کیا کرون الماس کا گرفتار ہوکے جانا مجھے نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہے سب سردار آکر جمع ہوگئے ہین سمجھا رہے ہین کہ ای شہریار صبر فرمائیے خدا انکو بچائیگا باپ انکا گرفتار کرکے لیگیا ہے حضور بیٹی کو ضرور بچانے کی تدبیر کریگا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ ہفت پیکر ناسپر عاشق ہے وہ ضرور کد کریگا کہا کہون دل کو عجب عجب خیال ہین دل پر ہجوم غم و ملال ہین۔ نظم

مشورہ کیا کیجیے چرخ پیر سے
دن نہین پھرتے کسی تدبیر سے

کسطرح مایوس ہون تاثیر سے
دم رُکے ہی نالۂ شبگیر سے

میری وحشت کے لیے صحرائے قیس
تنگ تر ہے خانۂ زنجیر سے

کیون نہ ٹپکے آب جب ٹپکے لہو
برق کٹتی ہے تری شمشیر سے

وہ مٹا دے نامۂ مضمون وصل
گر ہوا خط کاتب تقدیر سے

یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی ہے مری تقدیر سے

انگلیون مین خامہ جبکر رہ گیا　　نامہ ہاے شوق کی تحریر سے
قہر ہی ٹھہرنا نگاہ یار کا　　الامان اس بازگشتی تیر سے
وحشت چشم پری رو دیکھنا　　بھر گیا جی سرمۂ تسخیر سے
لیگئی جان یاد رونق ہاے محفل　　گھر مرا ویران ہوا تعمیر سے
اے صنم مومن ہون آخر کسطرح　　مجھکو تسکین ہو تری تصویر سے

آفتاب نے عرض کی حضور کا جوش وخروش ایسا ہیلنے ہین کہ غلام بہت گھبراتے ہین اُسوقت بارگاہ مین ایک عجب غریو ہی رستم کی بیقراری بسبب ہوا ہر چند سمجھا رہے ہین رستم نہین قبول کرتے قضاے کار دایہ ملکہ الماس کی کہ یہ قلعے مین تھی اسنے جو یہ سنا کہ الوان جادو جاکر الماس کو گرفتار کر لایا پہلو مین رستم کے پایا اُسی غیرت مین بالاے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر ہو رہی ہی بیقرار ہو کر قلعے سے نکلی بالاے کوہ الوان آکے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہی وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہین مگر الماس مبہوت یاد مین رستم کی لب پہ مہر سکوت دایہ گھبرائی چونکہ اسنے دودھ پلا کر پرورش کیا ہی بیقرار ہو کر پہاڑ سے اُتری دل سے کہتی ہی کہ چلکر رستم سے اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ کی محبت مین الماس قتل ہوتی ہی وقت قتل اب قریب ہی اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجیے تامل نہ فرمایئے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا مین آئی بارگاہ مین آکر پہونچی دیکھا بارگاہ مین عجب ہنگامہ ہی رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے ہین دایہ نے آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی واری آپکے اس تڑپنے سے کیا نفع ہوگا اسوقت تک تو الماس کو مین نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت مین سر جھکائے ہوے زیر تیغ بیٹھی ہی اب قتل ہونے مین اسکے کچھ دیر نہین ہی یہ سنکر رستم نے فرمایا کہ مرکب تیار کرو مین جا کر اسکو رہا کرون یا اپنی جان دون وہ حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اس خیال مین ہوگی کہ جو میرے قبضے مین تھا یعنی لوح طلسمی کا لیجانا وہ مین نے طلسم کشا کو لیکے پہونچا دی یقین ہی کہ میری مدد کو آئین رستم کا مرکب تیار ہو کر آیا آفتاب وغیرہ آراستہ ہوے سمک نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح گلے مین ڈالے ہوے تحفہ جات زیب جسم مرکب چمکاتے چلے تمام سردار ساتھ ہین شہرت نے جو رستم کا یہ حال دیکھا بیقرار ہو گئی سب کے ساتھ

ذ چلی بالاے آسمان جاکر چھلی رستم جلاتے ہین یہان الوان جادو سر پر پیٹی کے کھڑا کہہ رہا ہی
کہ کیون ای نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کر ابھی قدرت تجھکو ہملو نشین کرینگے سارے طلسم
مین ہنگامہ ہوگا کہ الماس یاقوت پوش زوجۂ خداوند ہفت پیکر ہی سب تجھکو آکر سجدہ کرینگے
الماس نے جواب دیا ای باپ تجھکو شرم نہین آتی کہ ایسے فقرات کہتا ہی مین چاہتی ہون کہ معشوقہ
طلسم کشا مشہور ہون کہ جو ہفت پیکر کے بھی سرکوب ہین نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے
ہین اسیر الوان جادو چھلاتا ہی کلمات سخت سست سناتا ہی کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا نعرۂ
طلسم کشا کی آواز آئی - نعرۂ رستم - ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب +
دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مردوق افگندہ شور + منم بر دمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دو کاندار بھاگنے
لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف جھلال سرکش ان دونون کے
سحر نے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت نہنگ بحری ان دونون نے
ہزارون کو دیوانہ کیا جسکو جمال بمثال دکھا دیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان
پھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہی جنگ سے بالکل بیکار مجبور و ناچار سحر آفتاب نے سیکڑون
کے سر گرا دیے دو کانین ویران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیرون کو اشارہ کیا کہ
بڑھکر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ پہاڑ سے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی
ہزارون ساحر نابینا ہوگئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھین بند کرکے بھاگتے ہین جیسا ہین الوان
پہاڑ سے اتر آئے چند مارے گئے چند آنکھین بند کیے کھڑے ہین انکو آفتاب قتل کر رہا ہی
الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاثیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی
شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاد مرتب گرد ہین اور ساحران زبردست گرد سے
الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلادون کے سر اڑا دیے الماس کی زبان
سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ای الماس اٹھو ہم سب تمھارے ممنون و شکر گزار
ہین تمنے وہ نعمت طلسم کشا کو پہونچائی کہ ہمنے مہینون کوشش کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی
لوح ایسی شی تمنے طلسم کشا کو پہونچائی کہ طلسم کشا لڑتے ہوے آتے ہین ہزارون ساحرون

کو دیکھو مارکر زیر کوہ پہونچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیاں
پکڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طے کیا گھاٹیوں پر ساحر بیٹھے ہیں رستم کو
روکتے ہیں رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں جب لوح چمکائی سو دو سو نابینا ہوئے
سامنے سے ہٹے آفتاب نے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیوں پر لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں
گو رستم انبوہ ساحران ہی سحر سے تیر و تلوار سے روک رہے ہیں رستم اُنکے روکے سے نہیں رُکتے
مگر زخمی ہو رہے ہیں آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آڑ پکڑ کے گولا مارا کہ
کئی ہزار ساحروں کے سر پھٹے الوان جادو کہ زیر کوہ پہونچا تھا فوج کو تو اپنے سحر کر کے
روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمانہ کرتے ہوئے بالائے کوہ پہونچے جب الوان
ہٹ آیا ماہی سحر وغیرہ نے پھر حملہ کیا زیر کوہ دریائے خون بہا دیے سارا میلا لوٹ لیا
ہر طرف سے صدائے فریاد بلند ہے الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ پہونچے
سب گھنٹ و ناقوس نواز گردے تصویر کے ہٹ گئے تصویر اکیلی دیر میں آواز دیتی ہے
او الوان طلسم کشا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان آکر سینہ سپر ہوا دروازے پہ
دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گرا رستم نے لوح
چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اُٹھایا رستم نے جو الوان کو لڑتے ہوئے دیکھا اُدھر
تیغہ کھینچکر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے للکارا او الوان
بے ایمان الوان نے یہ سنکر گولا مارا کئی سو کنیزیں نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین
آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئیں

نظم

وہ گردون دیکھ یہ حالت ہوئی تغییر شیشے کی | کہ قسمتی ہی نہیں بیکلی ہوئی ہے دیر شیشے کی
مدام اُس دیر میکش کے منھ لگتا ہوا ہے ساقی | بنائی ہے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
سوا ہے محتسب سے کہ اپنے دل کی صورت ہے | سزاوار شکستن کونسی تقصیر شیشے کی
اثر اُس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی | شکایت ہے مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
ہوں اک آئینہ رو کا دیدہ پر آب دیوانہ | بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی
بیان کرتا ہے ہکلانے کا اُس بدمست کے عالم | وہ کیا سمجھے پیچیدہ ہے تقریر شیشے کی

بھلا کیا اعتبار اے مومن ایسی پارسائی کا		کہ بیخود ہو گئے تم دیکھکر تصویر شیشے کی

رستم نے اُن نازنینون کو دیکھکر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہ جبین غائب ہو گئین
انکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرایا کہ دوبارہ اسنے دستک دی دروے سے آگے بڑھ
ایک دو پتھر زمین پر مارا چند جوانان زنگی زمین سے پیدا ہوئے تلوارین کھینچکر رستم پر گرے
آفتاب نے آواز دی اے شہریار انکو قتل نہ کیجیے گا لوح چمکائیے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا
وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گئے دور سے الوان
نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرا کے دیکھکر آواز دی کہ اے ہیران مردم خوار جلد آؤ صحرا سے
چند شیر دم اُٹھائے ہوئے منھ کو مثل قبر بلا کھولے ہوئے جست کرکے پہاڑ پر آئے آتے ہی
طرف رستم کے چلے رستم نے بہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ مین پھینک دی
جہلال وغیرہ نے پکار کر کہا اے شہریار یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح ہاتھ سے جائے رستم نے
اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھکو درمیان مین اُن شیرون کے پھینک دو مین نے
وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیرون پر پڑا آپس مین لڑنے لگے یہان تک لڑے کہ وہ سب
نابود ہوئے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جسپر عکس لوح کا پڑا مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا تھوڑے
عرصے مین سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھکر طرف تصویر کے پلٹ کر
پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصویر نے
آواز دی اے الوان قدرت گھبرائے ہوئے ہین اب یہان نہ ٹھہرینگے یہی آرزو ہے کہ طلسم
ہفت پیکر مین جائین وہان جا کر کل انتظام کرین اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہین کل شعبدون
سے بخوبی ماہر ہین ایسا فقرہ کرین کہ طلسم کشا لوح والے کرے تحفہ جات قبضے سے جب
طلسم کشا کے نکل جائینگے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہوگا الوان نے جو یہ باتین
سنین گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان پہونچے للکارا - او الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا ہے
وہ خود مکار و جعلساز ہے ساحر شعبدہ باز ہے آج وہ بھی بچ جائے گا الوان نے جو یہ باتین رستم
کی سنین گھبرا گیا تیغہ کمر سے کھینچکر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھکو ذلیل و رسوا
کیا الماس نکل گئی اسکے رہا کرنے مین یہ آفت ہوئی ہین اگر یہ مصیبت جانتا راہی مین اسکو

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جلساز ہے طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا
نے وار الوان کا تیغہ ہفت جوہر پر رد کا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلۂ آتش بھڑک کر
طرف رستم کے چلا رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلہ بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے
ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ مٹایا رستم نے بسم اللہ کہکے ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور
ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر
سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تصویر کے
چلے اسقدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تصویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہلو سے آواز دی کہ اے
شہریار لوح چمکایئے رستم نے لوح کو چہرے کے آگے کر کے جو چمکایا تصویر کو چاہا جیسے
تیغہ مارون کہ یکایک تصویر کو جنبش ہوئی سر تصویر کا شق ہوا ایک جوان پیچیدہ ہو کر
نکلا آفتاب وجلال وشہرت والماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے
نہ بڑھیے ہفت پیکر نکل گیا تھوڑی دیر مین روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساحر تو کیا
تن توی مس پکار رہا ہے کہ اے رستم مین اب طلسم ہفت پیکر مین جاتا ہون اگر وہان آؤ گے
تو مزا اُٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا تھا
ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا
اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے مین گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ این
قلعے مین جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے
لگے آواز دیتے تھے کہ طلسم کشا کی دُہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اُترے اہل
قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر لشکر اُترا رفیقون مین یہی چرچا ہے کہ ہفت پیکر
بھاگ کر طلسم مین گیا الماس نے عرض کی اے شہریار اب کیا قصد ہے رستم نے کہا خواہ جان
جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم مین جانا ضرور ہو گا آیندہ جو قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے
بادشاہ وہان تھے مین جس وقت قبلہ و کعبہ سنینگے دیکیا فرمائینگے تین دن رستم کوہ الوان پر
مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی مین ضرور ساتھ چلونگی الماس نے
اپنی طرف سے اپنی دایہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے جلو ساحرانی اپنی شوکت وشان
دکھاتے ہوے جاتے ہین سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک سیر آفتاب
ایک صحرا پُر فضا مین آکر اُترا آفتاب کے عقب مین لشکر جلال بعد انکے لشکر شہرت
مرصع پوش والماس یاقوت پوش ایک جانب ماہی سحر و نہنگ بحری لشکر گران
لیے ہوے اُتری ہین ان سب کے بعد لشکر عیوق و جاروق و شریر مردم در دیوانہ ان
سردارون کے بیچ مین بارگاہ رستم استادہ ہو شام کا وقت ہو رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین آفتاب
و جلال و شہرت والماس لشکرون کو اپنے چھوڑ کر براے ملاقات رستم آئے ہین
بیچ مین دنگل زرین پر رستم گرد سب سردار بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہو صحبت عیش و چہل آراستہ
تھی کہ لشکر آفتاب مین ہڑبڑ ہوا سردار چونکنے لگے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پہ ہزارہا شیران صحرا آکر گرے ہین لشکر پامال ہو رہا ہو سردار
بھاگے ہوے آتے ہین آفتاب یہ کہکر اُٹھا کہ حضور تشریف رکھین غلام ابھی آتا ہو یہ کہکے
آفتاب باہر نکلا دیکھا ہزارہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہین آفتاب نے بڑھکر
شیرون کو للکارا اور آواز دی اے سگان صحرائی یہ کیا بے ادبی ہو یہ کہکے آفتاب نے سحر کیا
کہ دوسری طرف سے صدہا آہو سینگون کو جنبش دیتے ہوے سامنے شیرون کے آئے
جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کرون آہو نے بڑھکر اُسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو
شیر کی پار گذرا شیرون کو آہوون نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد تھوڑی دیر کے ایک
ابر سیاہ اُٹھا اُس سے برف برسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا اے آفتاب یہ
وہ جادوگرنیان ہین انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر
طلسم کشا مین غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نامہ ہمارے باپ کے پاس
آیا تھا کہ جہانگیر و زہرہ بڑی زبردست جادوگرنیان ہین شاید ان دونون کے ہاتھ سے کام
نکلے وہ دونون سحر کر رہی ہین مین ابھی جاکر انکو لاتی ہون یہ کہکے الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت
نے بڑھکر سحر کیا کہ جسقدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کرکے شہرت زمین پر
آکے ٹھہری کھڑی دیکھ رہی ہو کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی جا برابر کے پہونچی

للکار کر آواز دی او جہانگیر و زہرہ میں نے تمکو پہچانا ابر میں کہاں تک چھپوگی یہ کہکے گولہ مارا
ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر دونوں جادوگرنیاں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں الماس کو جو جہانگیر
نے دیکھا پکار کر آواز دی کیوں الماس تو نے باپ کو قتل کرایا قدرت کو بھگایا اب میرے
مقابلے میں آئی ہے یہ کہکے گولہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ میں روک لیا روک کر وہی گولہ
مارا کہ تخت جہانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹتے ہی وہ دونوں جادوگرنیاں علیحدہ
ہوئیں دونوں نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسنے لگی آگ نے الماس کو گھیرا
الماس تڑپ کے نکل کر دونوں پر جا پڑی دونوں کا سحر دفع کر رہی ہے زہرہ نے
ستارے الماس پر گرائے جہانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلواریں الماس پر برسنے لگیں
سب تلواریں الماس نے توڑیں ایک تلوار چمک کر سر پر الماس کے گری ذرا سر
الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دوپٹہ اپنا پھاڑا اُس سے سر کو باندھا
کچھ خون چلو میں لیا اسم سحر کا پڑھکر دونوں پر پھینک مارا دو کمندیں دونوں کی گردن
میں پڑیں الماس نے کھینچا دونوں کی گردنیں بندھی ہوئیں کمندوں میں لٹکتی ہوئی
الماس نے چاہا اُن دونوں کو لے نکلوں کہ ابر سیاہ الماس پر گھرا آفتاب نے جھپٹ کر
چاہا ابر کو دونوں ابر نہ ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا
مگر ابر سے نہیں نکل سکتی آفتاب جھپٹ کر قریب ابر کے پہونچا جا کر ایک گولہ مارا وہ گولہ
کڑک کر گرا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سنبھالا الماس کے
ہوش درست ہوئے آفتاب نے منھ پر چھینٹے پانی کے دیے الماس اُن دونوں کو
گرفتار کیے ہوئے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آکے پہونچیں
اُن دونوں کو ایک درخت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دونوں نے
ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر
ہیں یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دونوں کے قتل کا حکم دیا جلادوں نے اُنکو
قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دونوں سے دیر تک ہنگامہ رہا کچھ زاغ و زغن پیدا ہو
وہ سر پیٹتے ہوے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم لشکر سے فراغت کر کے

بہ فرزندی و حشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا ایرج و نورالدہر کا اور قید ہو جانا طلسم ہفت پیکر مین و صاحبقران کا پہونچنا و دیگر حالات متعلقۂ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام حیرت فزا
بتا ساقیا مین بیان کیا کرون
عبث مجھسے ساقی تو چھیڑ رہی
سرراہ پر ایرج گرد ہے
کہ دونون جوان بر سرراہ ہین
نیا آج سامان ہوا ہی بہم
کہ صاحبقران خجستہ شیم
نکل آیا جانے کا اُنکے سبب
لکھون صاف خواجہ کی عیاریان

کہ سامان ہی قید سردار کا
کیا مجھکو پیر مغان نے خراب
ترے چہرے سے صاف یہ دور ہی
یہ منظور ہی مجھکو پیر مغان
کہ اس رمز سے لوگ آگاہ ہین
شنین سعد کا حال صاحبقران
گل گلشن عز و جاہ و حشم
بصد لطف رستم کا جانا لکھون
نہ عیاریان بلکہ مکاریان
کبھی رزم مین رنگ ہی بزم کا

ترے دور مین ایسا بیچین ہون
کیا مجھسے بنت العنب نے حجاب
کہ صاف ہی اور نہ یان درد ہی
لکھون حال فرزند صاحبقران
چل ای توسن کلک جادو رقم
رہے رنگ پر ہر گھڑی داستان
بصد مکر و فن کوچ کرتے ہین اب
امیر عرب کا بھی آنا لکھون
اسی حال مین لطف ہی رزم کا

بجسرہ گہ رہبروان منازل طلسمات و طی کنندگان مراحل پر آفات داستان حیرت بیان ایرج و نورالدہر یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ مرصع خیالان رنگین ادا ۔ چنین سے نگارند این ماجرا ۔ جبکہ خبر وحشت اثر گرفتاری بادشاہ و عجماہ ایرج نوجوان نے سُنی قبضۂ تیغۂ دو دمۂ سکندری پر ہاتھ رکھا اُسی وقت سوار ہوئے جو فیروز نشان جا گیا تھا اُسی سمت پر چلے عقب مین نورالدہر بھی آتے ہین مگر اول ایرج نوجوان بعد از قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے اُس دشت پر آشوب مین پہونچے دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ نہایت بلند ہر جانب قلعہ پر نگہبان آدم خوار قرنا مین دم دہن سے

لگائے کھڑے ہیں بہت سے نقارہ نواز برجوں میں ایرج نے آتے ہی لشکر اتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاپور شیر دل نے عرض کی ای شہریار یہ مقدمۂ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جانبر نہ ہوئے نہیں معلوم کس حال سے طلسم میں پہونچے ایرج نے کہا
جب تیغ مرداں عالم کھینچی تو شعبدہ و نیرنگ کام نہیں کرتا کل اس قلعے کو فتح کرینگے
لڑتے بڑھتے تا بہ بادشاہ اسلام پہونچیں گے کہ انکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو تھے
وہ آپہنچے شاپور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کہنا نہ مانیں گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پہ
رکھکر سر بسجود ہوا اور سیاح جہانگرد سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج ضیا
و شعاع ہمراہ لیکر میدان چرخ زبرجدی میں آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاپور دمبدم عرض کرتا ہوا ای شہریار یہ
مقدمۂ طلسم ہے بے سمجھے نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان میں مہمیز کیا جب
میدان میں آکر نعرۂ کوہ شگاف کیا اور طرف پھاٹک کے چلے سب نے دیکھا کہ نصف
میدان طے کیا تھا کہ پھاٹک کھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پہ
آکے بیٹھا اس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرنے لگا چند کنیزیں پشت پر حاضر ہیں اور
گلابیاں انکے ہاتھ میں دونوں کو شراب پلا رہی ہیں زنگی نے جوش محبت میں اس نازنین
کا بوسہ لیا اسنے سر اٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھپر ظلم کرتا ہے ایرج
نوجوان نے تلوار نیام سے کھینچی اور للکارا کہ او بے ادب یہ کیا حماقت ہے اس نازنین سے
الگ رہ اسنے پھر گلے میں ہاتھ ڈالا پھر اسکا بوسہ بجبر لیا تو ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کر قریب خندق کے آکے للکارا کہ او بے حیا میں اس پار آتا ہوں اسنے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کہ وہ ابن اشقر ایسا گھوڑا چاروں تلیاں جھاڑ کر خندق
کے پار پہونچا اب وہ زنگی تلوار لیکر اٹھا ایرج پہ ہاتھ مارا ایرج نے روک کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہوگئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہے ای شہریار
آپ نے مجھکو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا خوشامد کرکے ایرج کو کرسی پر بٹھایا ایرج

بیٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیا پیتے ہی
آنکھیں سرخ ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ میں چلیے وہ مقام خالی
غیر ہے اُسی وقت ایرج اُٹھ کھڑے ہوئے وہ نازنین ایرج کو لیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہوگیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے چاہا کہ رونے پیٹنے لگیں
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع فوج آکر پہنچے ایرج
کا حال سُنا بڑا افسوس کیا شہرنگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدہر نے کہا سبحان اللہ وہ کر پاس فروش بازاری یوں
طلسم میں جائے اور میں عبادت خانہ آراستہ کروں میں ابھی جاتا ہوں ہر چند سب نے سمجھایا
یہ بھلا کب مانتے ہیں اسپ پریوش کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ یکایک قلعے کا کھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا للکارا کہ او جوان کہاں آتا ہو یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہی بڑے
بڑے شاہ و شہریار آئے ٹھوکریں کھا کے چلے گئے یا اسے قلعہ سے نقارہ نوازوں نے
آواز دی کہ ای جوان کیا اپنی جان سے بیزار ہو نورالدہر نے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان میں پہونچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا گھوڑے کو مہمیز کر کے سامنے
نورالدہر کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالوں نیزے کو کاٹتا تھا چھیلا دیکر یکہ مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے نکلگیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا نورالدہر
پر ہاتھ مارا نورالدہر نے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں
لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پہر بھر میں اس مرصع پوش نے نورالدہر کو اُٹھالیا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے میں لیگیا پھاٹک بند ہوگیا اہل قلعہ نوبت نقارے و قرنا مُیں بجانے لگے
ہر طرف یہی ہلڑ تھا کہ دو جوان عزیزداران طلسم کشا قید ہوے اہل لشکر دونوں کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں بیقرار و بیچین اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ
صحرا سے گرد اُڑی سینے دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع لندہور و مالک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہونچے شہرنگ و شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار

ایرج و نور الدہر بھی جاکر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہیں کہ جاکر قید ہو گئے
امیر نے جو یہ حال سنا اشک حسرت آنکھوں سے بہائے لشکر کو اسی وقت مہمیز کیا لندھور
و مالک داہنے بائیں قاسم و بدیع الزمان قبضوں پر ہاتھ رکھے پس پشت ہوئے سرداران
نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرز
و بہرام وغیرہ چار پانچ سو سردار پس پشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھوڑا جھکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائیں لیے کھڑے تھے سب قرنائیں پھونکنے لگے
نقارچیوں نے نقارے بجائے میدان میں ایک غل ہوا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے
ہیں کہ پہلے قلعہ سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون پشت پر کئی سو پہلوان
عقب میں تین لاکھ کا لشکر سب مسلح و مکمل وہ جوان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے
آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھ سے مقابلہ کیجیے تب قلعے پر جائیے یہ کہکے پشت پر دیکھا
ایک پہلوان کرگدن سوار پس پشت سے گینڈا جھکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران
کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپ کے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران
سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ تکو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا جھکا کر مقابلے
میں اس جوان کے آیا جیسے ہی قریب اس جوان کے پہونچا اسنے نیزہ مارا جمہور نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعنیں آپس میں رد و بدل
ہوئی تھیں کہ جمہور نے کاندھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اس جوان کے نکل گیا اسنے
قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اسنے ایک مقام پہ بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی
ہونے لگی وہ جوان جمہور کو لے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ رکوں لیکن نہیں رک سکتا
دس پانچ قدم پر لاکر اسنے بگ مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آشنا بہ زمین ہوئے
کمر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی المدد یا خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھا لیا جست
کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا پھاٹک قلعے کا کھلا اہل قلعہ قرنائیں بجانے لگے وہ جوان
جمہور کو لیکر داخل قلعہ ہوا پھاٹک بند ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اسنے دوسرے

جوان کو اشارہ کیا اُسنے میدان مین آکر نعرہ کیا جسے تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے
مین آئے فرامرز عاد مغربی نے گھوڑا اُٹھا دیا مقابلے مین اُس جوان کے پہونچا
آپس مین نیزہ چلا فرامرز نیزے مین غالب آیا بعد تلوار کشتی کی نوبت آئی چار گھڑی مین
اُسنے فرامرز کو اُٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا جاتک کھلا قلعے مین داخل
ہو گیا اسی طرح تا بہ شام چالیس سردار اُس طرف سے نکلے اِدھر سے سرداران صاحبقران
عبدالجبار حلبی و عبدالقہار حلبی و لقمان بن منظر نکلے مگر پہلوانان لشکر کفار سرداران
صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے مین لے گئے ہر مرتبہ قرنا مین بجتی ہین اور نوبت
نقارہ بجتا ہی لشکر کفار سے صدا مبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سردار جسکا لقب
گیہان کرگدن سوار ہی یہ کہکر پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو شام ہو گئی کل آپسے سمجھ لونگا یہ
کہکے اُسی مقام پر اُترپڑا صاحبقران بھی لشکر کو لیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی
استادہ ہوئی جملہ سرداروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو نے عرض کی ای شہریار
معلوم ہوتا ہی اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہی علاحدہ چند درچند مین بادشاہ اسلام کا
اور طور سے داخلہ ہوا ابرج اور رنگ سے سے گئے نورالدہر اور طریقے سے داخل ہوسے
حضور کے سرداروں پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہی کہ حضور اپنے کو بچائیں ایسا نہو کہ مفسد ہر
طلسم ہی کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہو گی انتظار رستم کیجیے مین نے خبر پائی
ہی کہ اُنھون نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ آکر طلسم مین
داخلہ کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل
جنگی پھر بجوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہان بھی بحکم صاحب قران نقارۂ رزمی پر چوب پڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن
ہی کہ دشمن تو آمادۂ حرب و پیکار ہوا اور ہم تامل کرین جس طور سے جنگ آغاز ہوئی
اُسی طرح ہو گی مین خود نکلونگا اگر سحر ہی دفع ہو جائیگا اسی وقت سے دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی جس وقت کہ
شہنشاہ زرین پوش بعد جوشش و خروش قلعۂ مغرب سے مع فوج ضیا و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبرجدی میں صف آرا ہوا دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے اور صف آرائی ہونے لگی اُدھر بھی صفیں جمیں آتش افسر پہلوان نے خود گینڈا حمیکا یا اور میدان میں آکر آواز دی منم گیہان کرگدن سوار جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے بدیع الزمان نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کر دیں میں خود اسکے مقابلے میں جاؤنگا خواجہ نے کلاہ نمدی اُچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے امیر نے اشقر بڑھایا سب سردار پیدل ہوکر ساتھ ہوے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان میں ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہی تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے سب سردار پلٹے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھاے ہوے کھڑے ہیں امیر جو گیہان کے مقابلے میں پہونچے تلوار زن ہوے خواجہ عمرو فرماتے جاتے ہیں کہ ای شہریار اسم اعظم ورد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تلوار زن ہوے چھ سات قدم اُسکا گینڈا ہٹا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان نے دیکھکر آواز دی یا صاحبقران میں پہلوان قدرت ہفت پیکر ہوں اور نظر کردہ ہوں آپ مجھسے مقابلہ نیکجے صاحبقران نے فرمایا ای گیہان اب تو میرے مقابلے میں آئے پلٹ جانا مقابلے میں کر مردان عالم کا دستور نہیں گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں صاحبقران نے بعد چند طعنوں کے نیزہ کا نکر تعبیر امارا کہ نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکلگیا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جب اسم اعظم موقوف کرتے ہیں ایک پریشانی معلوم ہوتی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ خون بدن میں جوش مار رہا ہی امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باز بجاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ ڈالا دونوں جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کر لیجاتے ہیں تو وہ چاہتا ہی کہ پانچ قدم ریل کر لیجاؤں لیکن بسبب اسم اعظم کے صاحبقران پر کوئی زور نہیں چلتا امیر بھی چاہتے ہیں اسکو زیر کروں مگر ممکن نہیں ہوتا ہے ایک طور پر کشتی ہو رہی ہی جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لاتے ہیں گیہان تڑپ کر نکلجاتا ہی اور جہاں گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہیں شام تک

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہوگئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پسینے پسینے ہوگیا ہرچند
قصد کیا کہ امیر کو زیر کرون مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہا یا صاحبقران دن
واسطے جنگ وجدل کے اور شام واسطے آرام کے ہی اب تشریف لیجایئے میرے آپ کے
کل پھر مقابلہ ہوگا ہرچند کہ صاحبقران کو بلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر
خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان مجھپر غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا
وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہی گیہان نے کہا مین ضرور
آپ کے مقابلے مین آؤنگا ہرچند کہ میرے جملہ سردار آپ کے سوارون سے مقابلے کے خواہان
ہین مگر اب مین میدان مین آیا آپ سے مقابل ہوا میرے آپ کے فیصلہ ہولے تو
سردارون سے سردار لڑین صاحبقران بلٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہوکے چلے
کنارے تک لشکر کے نہ ہونچے تھے کہ لشکر مین ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریافت تو کرو
یہ کیسا ہنگامہ ہی کہ اُمیہ روتا ہوا سامنے آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیگیا امیر کو مال شنکر
بدیع الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنجہ کمر مین پڑا ہوا بدیع الزمان کو قلعے
مین لیگیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ مین آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے پوچھا کیون
آقائے نامدار مزاج کیسا ہی امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے پہلوانون سے مقابلہ کیا مگر
یہ پہلوان ایسا زبردست ہی کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھیے اسکے ہاتھ سے
کیونکر بچونگا مگر خواجہ تمنے سُنا کہ بدیع الزمان کو پنجہ اُٹھا لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر
ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ
ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا۔ نظم

روز دیگر کین جہان پرغرور
ترک روز آخر بہ زین زرین سپر
یافت از سر چشمۂ خورشید نور
ہندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین جمین گیہان گرگدن سوار ہے گینڈا اپنا
نکالا میدان کارزار مین آکر سلحشوری دکھانے لگا گینڈے کو جھکا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہے

صاحبقران آمادہ کھڑے ہین کہ یہ آواز دے تو مین میدان کارزار مین جاؤن مگر فرماتے ہین
کہ خواجہ بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ ہے پروردگار آبرو بچائے گیہان گینڈے کو روکے
کھڑا ہوا آواز دی کہ کہان ہین صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی سب دیکھنے
لگے دیکھا چند لکہ ہائے ابر آسمان پر کڑکتے ہوئے نمایان ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر
ساحر وغیر ساحرون کے جماؤ امیر نے دیکھا رستم مرکب اشتر مالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے
ایک دیوانہ ژولیدہ موچو بدست کاندھے پر رسے جست وخیز کرتا ہوا آتا ہے پشت پر چار سی
دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین اُس
کر و فر سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان مین دیکھا سمک نے جو رکاب
پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان مین ہے آپ کے قبلہ و کعبہ کو للکا
رہا ہے صاحبقران نکلا چاہتے ہین رستم نے وہین سے مرکب کو مہمیز کیا فرمایا او بیحیا مین
تیرے مقابلے مین آتا ہون مرکب پر کوڑا اُٹھایا وہ مرکب باد رفتار طرارہ بھر کے چلا مین
ٹھیکون مین مقابلہ گیہان مین پہونچے مگر لوح کو ملاحظہ کر لیا سامنے گیہان کے پہونچکر
فرمایا او بیحیا ہم تیرے ہم نبرد ہین صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوگئے
صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلایا سب حال پوچھا کیفیت
سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لکہ ہائے ابر آسمان پر نظر آتے ہین اسمین بڑے
بڑے ساحر مخفی ہین اور رستم کے شریک ہین کائنات کے ساحر ہین علم نیرنگ و شعبدے
سے بخوبی ماہر ہین صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
رستم جو سامنے گیہان کے پہونچے گیہان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا چند طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی تھین کہ رستم نے نیزہ گیہان کا توڑ ڈالا گیہان نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ برق تاب نیام انتقام سے کھینچکر خبردار کہکے رستم پر ہاتھ مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گیہان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
تیغہ ہفت جوہر کا مارا اُسنے سپر فولادی چہرے کی پناہ کی مگر تیغہ ہفت جوہر جو پڑا
سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو جو کاٹ کر تیغہ گرایا تو جبہ سپر پر جھکا تھا پاؤ زیر تنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا بارگہیان کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکہ سامنے کھڑی ہوئی نیزے
اُٹھا کر رستم پر چلی رستم نعرہ کرکے اُن سب پر جا پڑے ۔ نعرۂ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
ہزبر دمان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین برکشم از غلاف +
تزلزل فتد درمیان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین بیخ دین برکنم +
فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان نے سامنا کیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے
کئی سو پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
بھاگی رستم اُنکو رولتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نوازان
نے قرنائیں بجائیں اور پکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا و اذن سنکا اواز
دی تو اہل فوج پلٹے طرف صحرا کے رُخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پار کے
رستم نے نوح کو چھکا پانی میں غرض ہوئی ایک آہو جست کرکے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
نے اُسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہے صحرا میں جاکر آہو غائب ہوا رستم اُسکے تعاقب
میں ایک کوئیں پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای فتاح طلسم دادی سیار این عجائبات
اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرادو رستم نے فوراً گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا کوئیں میں فوراً پھاند پڑا
سمک یلدائی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہان سے پلٹا اور یہان لشکر میں آیا آفتاب فلک سیر
نے پوچھا آقا کہان گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئیں میں مع گھوڑے پھاند پڑے
آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مرصع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
گئے ہیں اُس راہ سے ہم تم نہیں جاسکتے ہمارا تمہارا اور راستہ ہے آفتاب نے الماس سے
پوچھا کیون ای ملکۂ عالم کسطرح جائیں کہ پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں
چلتی ہون میرے پیچھے جسکو آنا ہو چلا آئے یہ کہکے الماس آگے بڑھی آفتاب و ہلال
و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آکر
آواز دی ای راہبر منزل مراد جلد آؤ ہمکو طلسم میں لیجلو دیکھا درہ کوہ سے ایک ساحر سیہ فام
بد انجام نمایاں ہوا پکارتا ہوا ای ملکۂ عالم آیئے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اُسکے الماس و آفتاب

چلے

و شہرت و جلال جاتے ہیں جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درۂ کوہ میں
رکھا آواز آئی ای راہبر کسی لیے جاتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہیں پہلو سے ایک ساحر قوی الجثہ
خبیث کے نکلا چاہا الماس کو پکڑ لون الماس نے پیچھے پھر کر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے ہی
زلفون کو جنبش ہوئی دھوان نکلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس سلونے نے پیچھے ہٹ کر
ایک پتھر زمین پر مارا الماس لڑکھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون
آفتاب نے للکارا او نالائق کیا کرتا ہی ساحر نے پھر دو پتھر زمین پر مارا آفتاب بھی لڑکھڑا کر
گرا جلال نے بڑھکر سحر کیا جلال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے
بڑھکر آواز دی ارے مجھکو پہچانتا ہی یا نہیں اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا
شہرت نے کچھ آنکھون سے اشارہ بھی کیا گورے ہاتھون سے دستک دی اُس ساحر کا
منہ گلنار ہوا آنکھیں سرخ ہوئیں منتیں کرنے لگا کہتا تھا ای سرتاج معشوقان میں تو مدت سے
تمہارا مشتاق تھا ہجر کی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں شکر ہی خداوند ہفت پیکر کا کہ جمال
بے مثال تمہارا دیکھا برسون تڑپتے گذرے اب یہ کیفیت ہی نظم

ہی فسانہ ساتھ سوئے کب کسی تدبیر سے — نیند آئی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
ہائے پھر مرنے لگا میں لطف کی تقریر سے — اُسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے — ملگئے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے
میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا ہوا — تھا شگون نحس ادعایان نامہ کی تحریر سے
چلے شربت مرتے دم بھی ہون پیالہ ہا — منہ مرا کھولا ستم پیشہ نے ڈک تیر سے
عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہمکو رہا — ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہیں تعزیر سے
سر پٹکتا ہی قلق میں مومن خانہ خراب — مسجدیں رہتی نہیں کیا فائدہ تعمیر سے

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم راہ زن میرا نام ہی راہبر درہ
کوہ کا ہی تشریف لیچلیے یہ کہکے راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اُٹھایا
آفتاب و جلال پر سے سحر اُتارا اب دونون ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چارون کو
لیے چلے درۂ کوہ سے تھوڑی دیر میں نکلے دیکھا ایک صحرائے ویران کف دست میدان چار طرف

سنسان کچھ نخل جلے ہوئے خاک اڑ رہی ہی ہر طرف سے آواز سائیں سائیں کی آ رہی ہی
زاغ و زغن غل مچاتے پھرتے ہیں انکو جلتے ہوئے جو دیکھا ایک زاغ ان سب کے بیچ سے
نکلا نکلکر بلند ہوا اور پکار کر آواز دی ای ساکنان صحرائے ویران ہمراہیان طلسم کشا اس
راستے سے جلتے ہیں کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھکر
آواز دی کیون سنسان ہمکو روکنے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا ہمسے
نگاہ ملاؤ اگلی محبتین یاد کرو یہ کہکے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اسکی
آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کانپی کانپ کر پکار اٹھی ای آفتاب ای کاہن طلسمی ہم تو
مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر ہو رہا تھا کہ ساتھ طلسم کشا کے آفتاب آئینگے
لیکن یہ راہبر و راہزن تمکو خلاف راستے سے لئے جاتے ہین کہ تمکو بھٹکائین آفتاب
نے کہا ای سنسان تمکو یہ گوارا ہوگا کہ ہم بھٹکتے پھرین منزل مقصود تک نہ پہونچین اور طلسم کشا
سے ملاقات نہ ہو ای سنسان ان دونون کو روکو یہ بد باطن ہین سنسان نے بڑھکر آواز
دی او راہزن آگے نہ بڑھنا کیون انکو بہکاتا ہی راہبر نے پلٹ کے آواز دی ہان ری بوا
ہمارا یہی کام ہی اسی الٹ پلٹ مین ہمارا نام ہی آخر دونون نے تلوارین کھینچین راہبر اور
راہزن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہزن دفع کر دیتا ہی تینون
مین سحر چل رہا ہی الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنسان نے جو
الماس سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا تیغہ کھینچا پہلے راہبر کو تیغہ
مارا پلٹ کے راہزن پر وار کیا دونون کا سر زخمی ہوا تھا کہ دونون نے
خون اپنے سرون کا لیکر سنسان پر پھینک مارا دونون کے سر کا خون جو جسم پر سنسان
کے پڑا سنسان مثل ہیزم خشک جلنے لگی غل مچانے لگی کہ ای ملکہ الماس واسطے اپنے
دین و مذہب کا مجھے بچائیے اب مین جلکر خاک ہوا چاہتی ہون الماس نے بڑھکر دونون ہاتھ
ہلائے برق چمکی ابر آیا اور اس ابر نے پانی برسایا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش مین
آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اسکا پانی لیکر سنسان نے راہزن
پر پھینک مارا راہزن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برساؤن یہ جو

سنسان نے دیکھا نیچہ کھینچکر قریب راہبر آئی للکارا کہ او بیحیا کیا کرتا ہو اپنی تو خبرلے یہ کہکے
ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دونون لڑکھڑائے سنسان نے بڑھکر ایک نیچہ
مارا کہ راہزن کے دو ٹکڑے ہوے راہزن کا مرنا کہ راہبر نے سنسان پر نیچہ مارا دونون
مین دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سرتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ سنسان کے دو ٹکڑے ہوے
سنسان جو مرکر گری جسم کا اُسکے خون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینون کا
خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحراے ویران مین تھے یا ایک صحراے پر بہار ہی جادو ون
کی بکار بیجون کے رخسار مثل شعلۂ آتش دہک رہے ہین غنچے چٹک رہے ہین نخل سرسبز
و شاداب غنچہ ہاے گل لاجواب نہرین موج مار رہی ہین موجین مثل تلوار کے چمک رہی ہین
عندلیبان خوشنوا چہک رہی ہین ایک مقام پر صدہا بلبلین جمع ہین ایک عندلیب خوشنوا
یہ اشعار گا رہی ہی۔

نظم

گر غیر کے گھر سے نہ دلارام نکلتا
دم کاہیکو یون اے دل ناکام نکلتا

مین وہم سے مرتا ہون وہان عیب اُسکے
قاصد کی زبان سے نہین پیغام نکلتا

کرنے جو مجھے یاد شب وصل عدو تم
کیا صبح کو خورشید نہ تا شام نکلتا

ہر ایک سے اُس بزم مین سب پوچھتے تھے نام
تھا لطف جو کوئی مرا ہمنام نکلتا

ورنہ نہین مومن کے نصیبون مین جو ہوتین
بت خانے ہی سے کیون یہ بد انجام نکلتا

یہ اشعار جوان سب نے سنے آفتاب نے دیکھکر آواز دی یارو دیکھا تمنے صحرا تبدیل ہوا
عندلیبان خوشنوا ہمکو تمکو سمجھا رہی ہین اب ہمارا تمہارا ساتھ رہنا بہتر نہین ورنہ گرفتار
ہوجائینگے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہونچا دیگا نہین معلوم طلسم کشا
کس مقام پر ہین آفتاب نے جو یہ باتین کہین الماس نے پیچھے ہٹکر گولہ مارا زمین سے غبار
پیدا ہوا ایک ابر بنکر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہوکر اُس ابر مین مخفی ہوئی ایک
جانب چلا شہرت نے بھی ایک ابر رنگون تیار کیا اُس ابر مین مخفی ہوئی جو نکے ہوا کے
کے چلتے ہوے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ چھوٹتا ہوا سامنے
آیا مثل آفتاب عالمتاب اُسمین چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا جہلال نے

ابر روشنی آراستہ کیا بہ شکل ماہِ تابان بنکر اس ابر مین مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا جادوان ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر رستم پیل تن جو کوئین مین داخل ہوے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحرائے پرآشوب مین جاکر پہونچے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزار ہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چمن ہا ے علوانی آراستہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل شل گلدستے کے آراستہ مین کہ سایہ اُنکا نہایت لطف دیتا ہی رستم اس صحرا کو دیکھ
رہے ہین بہت محظوظ ہوے اب ایک نخل کے سایے مین جاکر اُترے زین پوش بچھا کر بیٹھے
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت ہول خیز و فرح انگیز مین داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس
تعداد سے وردِ زبان کرو تعداد مین فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند تسبیح
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوے پیدا ہوے وہ جوان جو سب کے آگے ہی اُسکا سرخ فام سرخ پوش نام
ہی سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی ای طلسم کشا ساراگھمنڈ تمکو اس
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعوی جرأت ہو تو میرے مقابلے مین آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اُسکا ناگوار تو ہوا مگر کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسنے پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہو صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اُس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرأت ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے مین
نہین آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہین بزرگونکا جو اُس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او بیحیا کیا بکتا ہی مین تیرے مقابلے مین آتا ہون
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم گھوڑے پر
سوار ہوکر مقابلے مین اُسکے پہونچے نگاور زن ہوے اُسنے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنون مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلنا کہ اُسنے ساتھ والون سے پکار کر آواز دی یارو
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہی چار جانب سے گھیر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے
اُٹھا کر رستم پر آپڑے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر کھینچا اُن سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہی مقابلہ مین رستم کے نہین آتا سوارون کو

ترغیب دے رہا ہی جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوے
قریب اُس جوان کے پہونچے پکار کر آواز دی او نامرد بُرے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے کیون
نہین آتا تب اُسنے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر پر روکا دوسرا
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اُس پہلوان کے غریو بلند ہوا اسقدر غبار اُڑا کہ
صحرا تاریک ہوگیا آوازین مختلف آئین پھر ایک آواز آئی کشتی مرا نام من سرخ فام سرخ پوش
بود رستم اُس اندھیرے مین کھڑے ہین حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحراے مختصر ہی سامنے مین پہاڑ کے مین کھڑا
ہون حیران ہوے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہی شام قریب تھی مرکب سے اُترے سامنے
مین ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درۂ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھکر پھر
پلٹ گئے اُس صحرا کا حاکم غراب بن اہرمن صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہو دربار جمع ہی
بیٹی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہی اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہی
کہ اب تو طلسم کشا لوح لیکر آیا ہی غراب کہتا ہی کہ مقام پر سرخ فام کے پہونچے ہین وہ ضرور
دھوکا دیگا کہ سالہا سال رستم پریشان رہین یہ وہ مقام نہین ہی کہ لوح کے بھروسے پر طلسم کو
فتح کرلین وہ مشکل پڑیگی کہ نوبت بجان و کارد باستخوان پہونچے گی کہ چند ساحر دوڑے ہوے
آئے عرض کی ای بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوے ہین سب غلام اپنی
آنکھون سے دیکھ آئے غراب یہ سُنکر اُٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہان ارادہ
جانے کا ہی غراب نے کہا براے قتل طلسم کشا جاتا ہون سہیم نے کہا ای والد تحفہ جات و
لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہین ایسا نہو حضور پر وار چل جائے غراب نے کہا ای
نور نظر اب وہ میری حوالی مین آیا ہی کیونکر مقابلہ نہ کرون سہیم نے کہا فوج کو بھیجدیجیے وہ جاکر
گھیرے غراب نے کہا اُنکا لقب رستم ہی ہزار دو ہزار کی حقیقت نہین جانتے ایسے ایسے
مقامون پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلوانان نامی سے خالی ہوگئی بڑے بڑے پہلوان کہ جو طبل یکتائی
بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا تھراتے تھے اُنکو یون قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہین لیتا

سہیم گوہر پوش نے کہا دی والد نامدار آپ اسقدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہین اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین جا کر دیکھ آؤن آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جا کر دیکھ آئین اُسکے بعد لشکر کشی کیجائے یہ صلاحین کر کے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئین طرف طلسم کشا کے چلین غراب بن اہرمن بارگاہ مین بیٹھا ہو کہ رہا ہی دختر میری ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہی کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر وائے ہزارہا شعبدے اُسکو آتے ہین ایک شعبدہ اگر اُسکا چلگیا تو طلسم کشا دیوانے ہو کر آئین گے راہ مین سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تدبیر کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھون ساحر و غیر ساحر جو اُنکے ساتھ ہین اُن سب کو نگاہ مین تولون موافق ہر ایک کے مرتبے کے سحر کرون سب دیوانے ہو کر الگ جائین طلسم کشا خدمت والد مین آئین یہ سوچکر ایک پہاڑ پر ٹھہری صورت اپنی تبدیل کی ایک ساحرۂ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے کچھ خراب صورت مین خلاف وضع اُس اندھیری رات مین دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین ایک شخص بیٹھا ہو مرکب مثل نگہبان گرد پھر رہا ہی آخر یہ دیکھکر پہاڑ سے اُتری یہ تو ثابت ہو گیا کہ طلسم کشا اکیلے اس مقام پر پہنچے ہین رات بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہین پہاڑ سے اُتر کر بطور راہ گیرون کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے مین تحفہ جات زیب جسم قبضے پر تیغۂ ہفت جوہر کے ہاتھ زیر بغل سپر اُسپر تکیہ کیے بیٹھے ہین کہ سہیم ٹہلتی ہوئی زیر نخل پہونچی مرکب اصیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی ٹاپ زمین پر ماری رستم نے آنکھ کھولدی سر جو اُٹھایا عارض انور چمکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہی سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک ماہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابرو رشک ہلال آنکھین بعینہ چشم غزال زلفین خلیلی دوش پر مار سیاہ لہرا رہے ہین جسکی مثال شاعر کہتا ہی۔ نظم بطور مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند	یا قد سیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خود پسند	ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک زمانہ چمن مین ہی	دل خون ختن مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہر زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یہ ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
اعجاز حسن وناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہو یا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہو یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خردبین مین بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بےزبان
جادو ہو اُنکے نام سے دنیا مین بےنشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان
بھوین بچے یہ چشم زخم لین خوفناک ہون
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
جتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دم چرا لیا
سیدھی نگاہ تیر سی سینے کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کی خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم وجنگ
رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہو چشم یہ وردی سیاہ رنگ
پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا ہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

جمال جہان آراے رستم دیکھکر سہیم کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہرچند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر لہرا کر گری بیہوش ہوگئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایا تو ثابت ہوا کہ کوئی عورت ہے قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ صورت بدلی لباس بھی عمدہ پہنے ہو دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہے رستم سرہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار آنکھین بسبب غشی کے بند دوپٹہ سینے سے سرکا تار پستان کا اُجاگر قد سرو باغ رعنائی زیور ولباس کی زیبائی رستم جمال جہان آرا دیکھکر سب نازنینان چین کے جمال کو بھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ظاہر ہوا

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین سر زانو پہ آنکھون سے آنسو ٹپکے عارض پر اُس مہ جبین کے
بڑے اشکون نے کام گلاب کا کیا زلف عنبرین کی بو جو دماغ مین پہونچی گویا لخلخہ سنگھایا
سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھولدی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ زیر سر تکیۂ زانوے
محبوب گوہر آبدار اشک آنکھون سے رستم کی ٹپک رہے ہین گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا اے شہریار
آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام گیسو ہوئی کشتۂ تیغ ابرو ہوئی رستم نے
اُسی زین پوش پر جگہ دی پہلو مین سہیم بیٹھی رستم سے باتین ہونے لگین فرمایا اے سرتاج
معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو آج
اس شب تیرہ مین تشریف لانے کا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہریار آپ نے
جو سرخ فام سرخ پوش کو مارا اُسنے عجب شعبدہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اسم
حاشیۂ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائین اُسنے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
مین بھیجا میرا باپ غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے جب ساحر آپ کو دیکھکر گئے
غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق مشہور ہے
بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر ہین پڑے تو یہان لگا لے
لاؤ بہ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کرلین یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہان آکر اسی گرفتار
ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجا لاؤن یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
آپ کے ساتھ ہین اُن سب مین مین حقیر ہون مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس
سرحد سے آپ کی نکاسی ہو اور پھر اُسی صحرا مین پہونچین اور اُسی اسم کو اُسی تعداد سے ختم
کرین ہر چند کہ اور ساحر موجود ہین اپنے اپنے شعبدے دکھائینگے مگر آپ دھوکا نہ کھائین
اسی اسم کو بہ تعداد کامل پڑھین تب یقین ہے کہ اُن مکارون کے مکر سے بچین اور منزل مقصود
تک پہونچین پھر جو امورات ہونگے وہ آپ کو ظاہر ہو جائینگے اب جو اس سرحد
مین آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجکو کچھ بن نہین پڑتا اگر
تامل کرون تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا مین پھنسین اگر کوشش کرون تو باپ کے
قتل کا سامان ہے دونون طرح مشکل ہے اور جبتک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاسی غیر ممکن ہی اور ہزار طرح کی آفتین ہین اگر کسی بلا مین پھنسے تو نکلنا دشوار ہوگا کیا گزارش
کرون اب مناسب یہ ہی کہ مین رخصت ہوتی ہون رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی
مین دل وجان سے آپ کی مطیع ہون جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
ہو یہ وہ مرحلہ ہی کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوے اور میرے ہی ہاتھ سے مارے
گئے مین اب طور بربادی ملک غرابیہ چاہتی ہون مین جاکر سب حال آپ کی تنہائی کا اپنے
باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو توج کو دیکھکر دربار غراب مین تشریف لائین مجھسے جو کچھ
خیر خواہی ہوسکے گی بسر وچشم کوشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو مہلت
پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار مین تشریف لائین گے تو ساٹھ ستر ہزار ساحر آپ پر
بلوہ کریگا ہر چند کہ جہان تک ہوسکیگا مین کدو کوشش کرونگی ساحرون کو آپ پر بلوہ
نہ کرنے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق ومعشوق دل کھول کر باتین نہ کرنے
پائے تھے کہ طائرون نے آشیانون سے سر نکالے چہکارنے لگے ستارہ سحری آسمان پر چمکا
سہیم نے گھبرا کر کہا اے شہریار رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہین اب مین رخصت
ہوتی ہون ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب خوش اسلوب آنکھون کے سامنے
سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہوا چاہتی ہے سہیم رستم سے وعدہ کر کے طرف بارگاہ
غراب کے چلی رستم انتظار مین ہین کہ روشنی ہولے تو مین سوار ہون اتفاقاً جب
سہیم چلی تھی تو دایہ غراب کی پیر فرتوتہ اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہی کہ سہیم دیکھکر
شاید عاشق ہو مین بھی پردے مین چلون دیکھون اسپر کیا گذرتی ہے شہرت نے لوح
بتائی کمیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہوے
لوح ایسی شے دستیاب ہوئی تو ای معطل جادو اسکا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک
طائر بنکر آئی اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو پتون کی آڑ مین چھپایا سب حال سہیم کا دیکھا کہ بیہوش
ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھا ہوشیار ہوکر وعدے وعید کیے معطل نے چونکہ غراب
کو دودھ پلایا ہے پرورش کیا ہے یہ جو اسنے سنا کہ کل غراب قتل ہوجائیگا طلسم کشا
دربار غراب مین جائیگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہی کون روک سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل وجان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تدبیرین بتاگئی بس
مین لوح طلسم کشا سے لیلون جب سہیم جا چکی معطل جادو درۂ کوہ مین آئی اور سہیم کی
صورت بنکر درۂ کوہ سے نکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا ای شہریار مجھے کچھ اور عرض
کرنا ہو دل نے نہ مانا پلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب آکر کہا
ذرا مین لوح دیکھون کہ وہی لوح ہو کوئی آفت دو نہین پڑی رستم جان گئے ہین کہ سہیم عاشق
صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اُتار کر ہاتھ مین سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
دیکھتے تیغہ ہفت جو بر ہاتھ مین لیا کہا ای شہریار کلاہ بھی دیکھون رستم کلاہ اُتارنے لگے مگر
معطل جادو نے لوح جو جھولی مین رکھی عکس اُسکا بڑگیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
دیکھا ایک ضعیفہ فرتوت کمر مین خم جھریان پڑی ہوئین فرمایا ارے تو کون ہو جا ہاں تیغہ
چھین لون معطل جادو سامنے سے بھاگی رستم اُسکے تعاقب مین چلے تھوڑی دور دوڑے
تھے کہ ایک مقام پر ٹھوکر کھائی آخر تھک کر اسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جادو لوح و تیغہ
ہاتھ مین لیے ہوئے پاس غراب کے پہونچی غراب محل مین تھا ابھی سہیم نہ پہونچی تھی
کہ معطل جادو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و تیغہ پیش کیا کہا ای غراب تیری دختر
نے سب تدبیر تیرے قتل کی طلسم کشا کو بتا دی مین اسطرح چھپکر گئی مجھکو یقین تھا کہ
جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیان آپ سے مبہوت ہوکر عاشق ہوئین کہ گھر اپنے
برباد کرائے بزرگون کو قتل کرایا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جاکر عاشق ہو عین وقت
شباب رستم رشک آفتاب اُسکے دام عشق سے کون رہائی پا سکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جلتے ہی
مائل ہوئی بیہوش ہوکے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے
قتل کی تدبیر بتائی یہ تو رخصت ہوکر چلی آئی مین نے سہیم کی شکل بنکے لوح و تیغہ لیا
کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو مجھ پر پڑا صورت اصلی ہوگئی اب یہ دونون تحفے موجود
ہین اور صاحبزادی آتی ہونگی ان چیزون کو احتیاط سے رکھیے مین امروز فردا مین طلسم کشا
کو گرفتار کر لاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہوگا غراب بیٹی کا حال سنکر جلا گیا
غصہ مین کانپنے لگا کہا معطل جادو ان تحفہ جات کو ایسے مقام پر رکھو کہ جہان ہوا کا بھی

گزند نہ ہو ابھی چل کے اس گیسو بریدہ کو سزا دیتا ہون اُسکو ایسے مقام پر قید کرون
کہ جہان کوئی نہ پہونچ سکے مگر ای امان تمنے وہ احسان کیا کہ مین تمھارا شکریہ نہین ادا
کر سکتا اہل قلعۂ غرابیکی تمنے جان بچائی ہر چند کہ اس طلسم مین ایسے ایسے ساحر
ہین کہ طلسم کشا جانبر نہ ہونگے مرحلہ جات پر دھرے جائین گے مگر ابتدا ہی مین تمنے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت خوش ہونگے اب دربار مین آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش گھبرائی ہوئی آکر پہونچی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیون
بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا مین نے گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کی ہے صبح و شام مین گرفتار کرونگی
رنگ مین نے جمایا ہی غراب نے کہا او گیسو بریدہ وا و شوخ دیدہ جا کر دھگڑے کو دیکھ کے
عاشق ہوئی بیہوش ہو کے گری طلسم کشا نے سر زانو پر رکھا میری دائی امان سب تماشہ
دیکھ رہی تھین میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور تیغ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچگیا اب دائی امان اُسکو گرفتار کرینگی سہیم نے یہ سنکر چاہا کہ اُٹھون
رو بھر کر نکلجاؤن غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑایا چاہا نکلون معطل جادو
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہو لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تو طلسم کشا کو بچائیگی خبیث کے پہلو پر آئی حلقہا
کمند سحر مارے وہ گردن مین سہیم کے پڑے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا دہان مین سوزن دی مار سیاہ جسم مین لپٹائے قفل مار سیاہ دہن
پر لگایا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھکر سہم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کریگا غراب اُسے زندہ نہ چھوڑیگا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہین جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کر کے ایک تخت سحر بنایا لوح و تیغ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اُسی پر
سوار کیا معطل نے پوچھا ای نور نظر اسکو کہان لیجاؤ گے کہا ایسے مقام پر لیجاؤنگا کہ جہان
ہوا کا بھی گزند نہ ہو ای مادر مہربان باغ سومناتیہ مین قید کرونگا کہ وہ مقام سخت سنسان
ہی ساتھ ستر ہزار ساحر وہان رہتا ہی مگر کسیکو خبر نہین ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سناٹا ہی یہ کہکے تخت کو بلند کیا پھر بکمال رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل مین ایک باغ
ہی مگر بالکل ویران چہار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کہنہ چمن برباد درخت گرے ہوے

پھول بے رنگ غنچوں کے دل تنگ ہزارہا طائر درختوں پر خاموش بیٹھے ہین چارجانب
دیکھ رہے ہین بیچ مین باغ کے ایک گنبد رکینہ بنا ہوا ہی اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو
لیے دروازے پر اُس گنبد کے اُترا دروازہ کھولا سہیم گوہرپوش نے دیکھا گنبد مین
صدہا بت پتھر کے رکھے ہین غراب بیٹی کو لیکر اس بتخانے مین آیا بیٹی کو بیچ مین بتون کے
بیٹھا دیا اُنھین بتون کے آگے لوح و تیغہ رکھکر کہا کہ یا خداوندہ لات ومنات سوا میرے
کوئی اس مقام پر نہ آسکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو ظہور قدرت دکھایئے گا کہ وہ شخص
زندہ بچ کے نہ جانے یہ کہکے کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہوگئے تیغہ پر
نگاہ ڈالے ہوے شل رہے ہین یہ سامان کرکے باہر نکلا پھر گنبد مین قفل لگایا کنجی اپنے
جوڑے مین رکھی پکار کر آواز دی ای نگہبانان باغ سومناتیہ خبردار کوئی غیر اس باغ مین
نہ آنے پائے اگر شاید قصد کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام
کرکے اکیلا روانہ ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا
اُسمین آفتاب چمکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز
دی ای آفتاب فلک سیر کہان سے آتے ہو آفتاب نے کہا مجھے سُنا ہی کہ قدرت
طلسم مین تشریف لائے ہین اور طلسم کشا بھی ہین ہم تلاش مین طلسم کشا کی نکلے ہین جہان
طلسم کشا ملین اُنھین گرفتار کرلین جا بجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہین پایا غراب
نے کہا ای آفتاب وہ میری سرحد مین ہی شرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسنے جان دیکر طلسم
کو میری سرحد مین پہونچا دیا معطل جادو دایہ میری وہان پہونچی لوح اور تیغہ لے لیا
بیٹی میری طلسم کشا پر مائل ہی مین نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سومناتیہ مین قید کیا
وہین لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اس باغ مین کوئی جا نہین سکتا یہی کام کرکے پلٹا ہون
میرے ملک مین آنا مین طلسم کشا کو بتا دونگا تم گرفتار کرلینا آفتاب نے سب حال
غراب سے پوچھا پوچھکر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا چر رہا ہی گھوڑے
کو بیچا نا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی ای مرکب وفادار آقا تیرا کس مقام

یہ ہو مرکب نے سر اُٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
دیکھا طلسم کشا زیر نخل بیٹھے ہین مگر سرنگون آفتاب نے آکر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ اے
آفتاب تم ہمسے جدا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور تیغہ ہمارے قبضے سے ایک ساحرہ
لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سہیم گوہر پوش دختر غراب سرکار
پر عاشق ہو کر گئی وہان گرفتار ہوئی معطل جادو دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہے کہ بس
مکر سے سرکار کے سامنے ہو یہی رستم نے کہا اگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور
زرہ بھی دیدینا دیا اُسنے دام مکر پھیلایا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہون آفتاب نے
اُسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اُس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اُڑتا ہوا طرف باغ
سومناتیہ کے چلا یہان غراب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے صاحبو مین نے مٹی کا
پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہے کہ خداوند کنہ نگہبان ہین کیا مجال کسی کی کہ قدرت کے
سامنے جائے فوراً افکار ہو چلے پتھر کے ٹُل رہے ہین سردار کہتے ہین حضور آپ بڑے
صاحب اقبال ہین جا بجا شاہزادیان عاشق ہوئین مجھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا
دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحران سرحد بھی طلسم مین آگئے اب طلسم کشا
کا بچنا دشوار ہے آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش مین طلسم کشا کی پھرتے
ہین کاہن طلسم ہے ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیگا صرف مراد یہ ہے کہ کلاہ و زرہ لے لیتے
پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کب طلسم کشا بچ سکتے ہین دائی امان نے لوح طلسمی لی
اب کلاہ و زرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہے مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی امان
کے واسطے ہوئی کیا مجال ہے کہ کوئی باغ سومناتیہ مین جا سکے اور سامنے گنبد کے [illegible]
ساٹھ ہزار نگہبان وہان موجود ہین سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر را
دیکھ رہے ہین کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لین اگر سامری و جمشید ہو تو وہ بھی گرفتار
ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلا رہا ہے مگر آفتاب جو رستم کو لیکر چلا تھوڑی دُور
چلا تھا کہ سامنے سے ابر گوہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک سامنے آفتاب
کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پری رعنائی تخت پر سوار ہین آفتاب کو دیکھکر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا کیون آفتاب شہریار کو کہان لیچلے آفتاب نے
سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے گئی تیغہ قبضے سے نکلگیا لیجاکر باغ سومناتیہ مین
رکھا ہو الماس نے کہا ای آفتاب باغ سومناتیہ ہمارا دیکھا بھالا ہی وہ جو ہزارون
طائر ہین وہی ساحر ہین زمزمہ سرائی کررہے ہین وقت پر وہی ساحر بنینگے پہلے اُنھین
کو روک دینگے یہ کہکے الماس آگے بڑھی کہا ای آفتاب تم عقب سے آؤ مین جل کر
انتظام کرتی ہون رستم نے گھبراکر کہا ای الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب سہیم
گوہرپوش بھی اُسی گنبد مین ہی اُسکو بلطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا ای شہریار اُسی کی ذات سے یہ فساد برپا ہوا لیکن کنیز پہلے
اُسی کو رہا کریگی تب لوح اور تیغہ قبضے مین کریگی یہ کہکے الماس نے ابر اپنا بڑھایا باغ پر آکر
ابر چھایا طائرون نے جو ابر گوہربار دیکھا جانا کہ درختون سے اُڑین غلغلہ کرین الماس نے
لکۂ ابر پر اشارہ کیا چند عقاب قوی الجثہ کہ پنجے اُنکے مثل آہن تھے ابر سے نکلے طائرون پر
گرے جس طائر نے چاہا منقار کھولے اُسی طائر کو مارا اور چیر کر پھینک دیا چند طائرون کو
مارا چند طائرون کو غربال کیا درخت جو ہرے تھے میوون سے بھرے تھے وہ لہرا کے
گرنے لگے گئی سی نخل گرا طائر اُن درختون مین دبے طائرون کو مار کر الماس ابر سے اُتری
سامنے گنبد کے آکر جو کہ دیا ساری لیکر آدھی باندھی آدھی اوڑھی بیٹھکر سحر کرنے لگی
اسلحے سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اُس پنجے نے قفل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی ماہ تابان اپنے برج مین
ہی یا گوہر بے بہا اپنے درج مین ہی الماس سہیم کو دیکھکر شرما گئی دل سے کہتی ہی ایسی نازنین
پہ شہریار کیون نہ فریفتہ ہون تمام اعضا سانچے مین ڈھلے ہوے ہین رنجیدہ کبیدہ بیٹھی
دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار اس کنیز کو ابھی بچالے کہ الماس نے پکارکر آواز
دی ای ملکہ نہ گھبرایئے مین بھی کنیز طلسم کشا ہون وہ بھی تشریف لاتے ہین آپ کے
قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہو پہنچا ہمراہ آفتاب فلک سیر کے آتے ہین یہ کہکے
الماس اندر گنبد کے گھسی پتلے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے اُن پتلون نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد مین کون آتا ہی یہ گنبد خزانۂ راز ہی سوائے غراب کے اور کسی کو
آنے کا حکم نہین ہی الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہمکو غراب نے بھیجا ہی
اُسی نے حکم دیا ہی کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو روکوگے تو بہت پچھتاؤ گے یہ کہکے الماس آگے
بڑھی جیسے ہی گنبد مین قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ ای
ملکۂ عالم وای شاہزادی والاحشم ہم وہ پتلے ہین کہ جنکو سامری و جمشید نے بنایا ہمکو بھی
سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نکرنا بس باہر نکلجاؤ یہان زیادہ باتین نہ بناؤ
الماس نے اُس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دناٹا ہوا اُس پتلے نے ایک
چیخ ماری اپنے ساتھ والون کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ نازنین سیمین بر
بجبر بدعت کرتی ہی خالی کیا بیٹھے ہو اسکو روکو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو جس قدر پتلے پتھر
کے اُس گنبد مین تھے سب اپنے مقام سے اُٹھے الماس کو روکنے لگے اس عرصے مین
آفتاب مع طلسم کشا آگے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ
رہی ہی پتلے الماس کو قریب سہیم گوہر پوش کے نہین جانے دیتے آفتاب دروازے
پر آیا آفتاب سے پتلے جنکا اپنا عکس جو پتلون پر ڈالا پتلے ساکت ہوے جو جس مقام پر تھا اُسی
مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی ای الماس بڑھکر سہیم کو رہا کرو الماس بڑھی
کہ سہیم کو رہا کرون کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جنبش کی قبل الماس مین کوشش
کی چمک کر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑلون آفتاب نے
جھپٹ کر اُس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے خون کا
فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسمون پر خون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوے کچھ طرف آفتاب کے بھی
چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہین چاہتے ہین گرفتار کرین
سہیم بلک بلک کر دعائین مانگ رہی ہی کہ ای خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہین
انکو آفت ارض و سما سے بچالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بیقرار
پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے نہین جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے
کئی پتلون کو آفتاب بنکے جلایا الماس نے کار دسحر سے کئی پتلے مارے ظاہر مین وہ مرکر

گرے زمین پر لوٹے پھر کھڑے ہو گئے رونے لگے رستم کی کمر میں تلوار لگی تھی اُسکو
کھینچکر نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم۔ ارشاد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ جو رستم لقب +
دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ہزبر زمان رستم نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے نعرہ کیا کہ تمام گنبد ہل گیا ایک پتلے پر بڑھ کے
ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی ای شہریار
تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیجیے علمشاہ نے بڑھکر تیغۂ ہفت جوہر اُٹھا لیا اُس تیغ کو کھینچا
جس پتلے پر عکس تیغہ ہفت جوہر کا پڑا وہ غل مچا کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مچا رہا ہی کہ
ای غراب دوڑو سہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہم ہر وقت تنگ ہی پاس نام و ننگ
ہی مدت سے اس گنبد میں رہتے تھے آج قدم ایسے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
کر رہے ہیں غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہی کہ اب سہیم تڑپ
تڑپ کے مریگی وزیر و مشیر کہتے ہیں حضور اُسکی خطا معاف کیجیے اتفاق سے اُس سے
ایسا معاملہ ہوا طلسم کشا اوصاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہی اُنکی طلسم کشائی انھیں
نازنینان مہ جبین کی مدد پر موقوف ہی غراب کہتا ہی یارو تمنے دیکھا میرے سامنے اُسنے
کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کروگے بند سے بند جدا ہوگا محبت طلسم کشا دلبر
تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہی کہ میں محبت سے طلسم کشا کی ہاتھ اُٹھاؤں یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
پتلوں کے آواز کان میں آئی غراب نے کہا لو کہا جو غضب ہوا طلسم کشا گنبد نور میں
پہونچ گیا پتلے غل مچا رہے ہیں جلد چلو یہ کہکے تخت سے اُٹھا چالیس مشیر و وزیر اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا یہاں
تھوڑے ہی عرصے میں طلسم کشا نے پتلوں کو باہر نکالدیا اب قریب سہیم کے پہونچے
جیسے ہی سہیم کی زبان سے سوزن نکالی سہیم و تڑپی سب قید جسم سے دور ہوئی ماران سیاہ
مر کر گرے سہیم تڑپ کر پشت پر رستم کی آئی کہا ای شہریار باہر نکلیے سہیم نے لوح گلے میں
رستم کے پہنائی رستم نے تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ میں لیا ایک طرف الماس دوسری
طرف سہیم پشت پر آفتاب فلک سیر گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کیے اُسپر سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس
سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُڑانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا
غراب نے بیٹی کو جو بہلوے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہیں سے نعرہ کیا ہاش اے طلسم کشا
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو رہا کر کے لیجاؤں سہیم کو میں ہرگز نہ جانے دونگا یہ کہکے ساحروں کو شارہ
کیا چالیس ہزار غراب کے سحر کرتے ہوے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبدہ کے باہر سحر
کرتے ہوے اُترے چار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے طلسم کشا تخت سے
کودے نعرہ کر کے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی اُٹھی الماس نے بھی سحر کیا
ساحروں کا بلوہ روکا ہر طرف سے ساحر یہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کریں مگر رستم
پیلتن تیغۂ ہفت جوہر کھینچے ہوے درمیان میں اُن ساحروں کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مار دیا ساحر مر کر گرا مرنے کی اُسکے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب جادو بھائی غراب کا چار سو ساحروں سے
اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کمندوں میں رستم کو گرفتار کروں سہیم نے بڑھکر للکارا کہ او شہاب
سیاہ رو کیوں اسقدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے پھینک ماری وہ بالی گرد جا کر
شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سُرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہو کر پکار اُٹھا اے
جان جہان وا ای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ کلمات کہتا ہوا سامنے سہیم کے
آیا آواز دی ای ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ملکہ نے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کہکے چار سو ساحروں کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے للکارا کہ او نامرد یہ کیا حرکت
ہی شہاب نے کئی افسروں کو مارا اور دمبدم ولولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سو ہمراہی جو مبہوت ہو رہے تھے اپنے افسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرے مگر غراب اُنکو کب مانتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا دس پانچ کے
سر اُڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چار سو کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چیخین مار کر رویا کہتا تھا کہ یارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسرون کو دیوانہ کیا کہ آسمان پر ایک ابر
تین رنگ کا پیدا ہوا برقین گرتی ہوئین وہ ابر قریب آنکر پھٹا سب نے دیکھا شہرت ماہی سحر
و نہنگ بحری تینون جادوگرنیان آکر بہ یکجا شریک جنگ ہوئین اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہی عین گرمی جنگ مین فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب اپنی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہی افسران فوج خیرخواہان دولت بجم
جلوہ گر کے آتے ہین کوئی سحر شہرت مین مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال ہیبتناک سہیم
دیکھکر تنکے چن رہا ہی کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کئی افسر اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا خوب خوب سحر کیے رستم پر آگ برسی مگر بہ سبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوے رستم قریب غراب کے پہونچے لوح چمکائی لوح پر جو نگاہ
غراب کی پڑی تھرا گیا یقین تھا کہ لہرا کر گرے مگر مجبور و ناچار سر آگے کر دیا تیغہ ہفت جوہر جو
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوے مرنا غراب کا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے اُنھون نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے اُن سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے چلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو ملاحظہ
کرین رستم نے کہا مین نے جس مقام پر دھوکا کھایا ہی وہان جا کر اسم حاشیہ لوح پڑھونگا تب
قلب کو اطمینان ہوگا غرض رستم اُسی صحرا مین آکر پہونچے اس نخل کو پہچانا زیر نخل بیٹھکر فرمایا کہ
برادران تم اب ہمکو رخصت کرو تم لشکر مین جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابر چمکاتے ہوے اس مقام پر پہونچے کہ جہان لشکر تھا لشکر مین آکر ملے رستم نے اسم حاشیۂ
لوح تعداد کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی رستم نے
دیکھا بائین پر سے گرد اڑی ایک جوان بصورت مہیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مار آتشین کا
ہاتھ مین اژدر پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران غدار صدائین مہیب دیتا ہوا یہ کہے
پکارتا آتا ہی او طلسم کشا بس عمل خوانی کو موقوف کیجیے اپنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھیے
منم اژدران اژدر سوار او طلسم کشا سر اٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہی رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر آکر گرا ہی لشکر تباہ ہو رہا ہی یکایک آفتاب فلک سیر اپنی بارگاہ سے
نکلا پکارتا ہوا منم غلام طلسم کشا اُس ساحر پر جا پڑا اُس ساحر سے خوب سحر چلے آخرکار اُس
ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر پھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا پکار کر آواز دی اے شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اُس ساحر سے مقابلہ کیا
اُس ساحر نے آواز دی او شوخ دیدہ میں نے تجھکو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے
فخر پائے یہ کہکے پنجہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں پکارتی
ہوئیں کہ اے شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہی آپ اسم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے الماس کو بھی اُس ساحر نے زخمی کیا رستم اسم پڑھنا نہیں
موقوف کرتے جب لوح پر نگاہ ڈالی حکم پایا کہ اے طلسم کشا یہ خود بے بود طلسم ہی یکایک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحران
نامی کو اُس ساحر نے زخمی کیا اب اُس اژدر سوار نے دیکھکر آواز دی کہ اے طلسم کشا
ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اُدھر منھ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہی اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کوہی پہلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اُسکے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ چلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے تلوار کھینچی
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا ڈو ڈو وار آپس میں چلے
تھے کہ اُس جوان کوہی نے پکار کر کہا اے فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجیے کہ وہ
ہمپر تیر مارا چاہتا ہی بدیع الزمان غصے میں پلٹے اُس کوہی نے سر کو تاکر کمر پر ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوے اُس کوہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قاسم نوجوان
غم میں بدیع الزمان کے روتا ہوا لشکر سے نکلا پکارتا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اُس جوان کوہی نے کمان کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر تاک کر سینہ
بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قاسم گھوڑے سے
گرے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روتے ہوے آئے صاحبقران فرماتے ہیں

ای نور نظر تجنے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا لشکر اسلام پر جا کے گری صاحبقران قوم
لاش بدیع وقاسم پر تھے ایرج و نورالدہر نکلکر اس جوان کوہی سے لڑے یہ دونون
جوان بھی مارے گئے ان چارون جوانون کی لاش پر تمام سرداران نامی کا مجادہ ہی لقا رہا ہوا
قریب خیمہ ہاے ناموس صاحبقران کے پہونچا قضاے کار ابتدا مین خیمہ ملکہ رابعہ زر لفت
اطلس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیمہ پر کود پڑا کنیزون نے ہر چند روکا ان عورتون کو لقا
کب مانتا ہی کئی سو کنیزون کو دروازے پر قتل کیا ملکہ رابعہ نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن اس
دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا صیغم خون آشام لڑ رہا تھا لقا نے
اشارہ کیا صیغم نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تھام لیا کشان کشان بیرون خیمہ لیچلا رابعہ نے چیخ
پکار کر آواز دی ای فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہین دیتے ہمکو بچاؤ
ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا بدحواس ہوکر نعرہ کیا او دشمن خدا لقاے بے لقا عورتون نے تیرا کیا لیا ہی رستم نے
جیسے ہی اسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپ گئی اب رستم نے جو بغور دیکھا وہ صحرا
نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اژدر سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہین ایک آواز
کان مین آئی کہ ای شہریار خوب دھوکا کھایا فلک نے آپکو اس مقام پر پہونچایا اب بھی
خیر ہی اس تعداد کو تمام کرو رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہی اسکے سایے مین بیٹھون اور اب
کسی طرح اسم کو موقوف نکرون جیسے ہی قصد کر کے دامن گردانا کہ پہلو سے آواز آئی ای رستم ہم تو تمہاری
رستمی دیکھین رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من للکارتا ہوا سامنے آیا اور
آکر نیزہ مارا چند طعنون مین رستم نے نیزہ اسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوے جیسے ہی وہ جوان مرا آواز آئی ای طلسم کشا غضب کیا ایسے بہادر کو مارا اب کہان
جاؤگے کہان چھپوگے صنم ناقوس جادو درۂ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بعد جوش و خروش
ظاہر ہوئی رستم پر سحر کرنے لگی ہر چند آگ تلوارین گرائین مگر رستم پر تاثیر نہوئی وہ جادوگرنی دور سے
سحر کر رہی ہی قریب رستم کے نہین آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہین آتی کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کینہ ساحرہ کا تاک کر تیر مارا کہ سینے پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر چہرۂ پشت کو بار گندہ اندھیرا اُس مقام پر چھایا عرصۂ دراز کے بعد آواز آئی
کشتی مرا نام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوئے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار شہرت
تخت پر عیوق و جاروق و دیوانہ خبر مردم در وغیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچے
سہیم نے قریب آکر عرض کی ای شہریار آپ سے بڑی خطا سرزد ہوئی دو مرتبہ آپنے اسم موقوف
کیا جب آپنے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ نمونہ بے بود طلسم ہی ہم لوگوں کا اسوقت حاضر
ہونا اتفاق سے ہوا اب چلکر باغ نسترن میں فروکش ہوجیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نسترن
مین چلکر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمایئے حکم لوح پر کاربند ہوجیے مگر اس خطا پر آپکو تکلیف
ہوگی بعد تکلیف بسیار سامنا ساحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھایئے گا تو
طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدہا مقدمات سرکار کو ملیں گے بڑے بڑے مکار و
جعلساز اس طلسم میں ہیں سب سرداران رستم نے آکر قدمبوسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ
نسترن میں آپ کا مقام ہوگا غرض رستم مع جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی طرف باغ
نسترن کے جاتے ہیں ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمۂ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہیں عاشق ہونا
اسیر یہ دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ در بند اوّل ہی یعنی جہانزیب ظلمت کا عاشق
ہوکر صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ مصنف

چلا ساقیا ساغر نوش گوار
کہ جسکا شگفتہ ہی ہر اک چمن
ہوائے فرحناک پھر چلنے لگی
کہ ملہائے معشوق کا بھی رنگ
نسیم چمن لڑکھڑانے لگی

دکھاؤن مین باغ سخن کی بہار
نہالان گلزار ہین سبز پوش
ہر اک شاخ سرسبز پھلنے لگی
کبھی پھول آویزہ گوش ہین
یہ مژدہ گلون کو سنانے لگی

عجب ہی بہار ریاض سخن
اڑاتی ہی بلبل ہر اک گل سے بوسن
ہر اک پھول ہی عارض مہوشان
کہ میخوار اس جا بیہوش ہین
بہار مضامین کی آمد ہوئی

قمر مجھکو تحریر کی کدر پوئی
ترانے جو گاتی ہیں یہ بلبلیں
گلوں کو یہ ہنسکر سنانے لگیں
کہا قمریوں نے بصد سوز و درد
کہ شمع طرب یاں یہ حیران ہے
ہوے طائران چمن نغمہ سنج
کہ دل تنگ تھے خشل رنگ ساہ ہن
یہ لیلی کو الفت میں فردہ ملا
کہ ہر رنگ سے عشق کے دل کھلے

کہ آتی ہے گلشن میں سر سے بلا
ہوا کھاے گلشن کی مستی میں
ہمیں وصل گل کی جو خواہش ہوئی
کہ ہوے کی رنگت نہ ہوجاے زرد
چراغ معنامین جو روشن ہوے
زر گل لٹانے لگے بعد رنج
چمن آجکل بر سر وجد ہے
کبھی غنچۂ دل نہ ایسا کھلا

کروں بلبل فکر کو میں شکار
ترانے فرح خیز گانے لگیں
ہر اک سرو گلشن کو خواہش ہوئی
کہ لالہ چراغ گلستان ہے
تو مضمون سب رشک گلشن ہوے
کہ کھولی ہے غنچوں نے اپنی زبان
کہ لیلی کا ناقہ سر نجد ہے
لکھوں حال عشق آمیز دلبر

چہرہ نیرنگ سازان حال عشق و الفت و سر اندگان حالات شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کو یون تحریر فرماتے ہیں ۔ شعر مصنف ۔ دوران فلک کہ بید ارست ✦ او گاہ خزان و گہ بہارست ✦ این بادہ کہ روزگار دارد ✦ یک مستی و صد خمار دارد ✦ ہم چہرہ دہر بدست ہم در ✦ گہ شیشہ تہی کند گہے پر ✦ گہ تر دو فراز از نشیبت ✦ ہشیار کہ میدہد فریبت ✦ صاحبقران زمان بر سر قلعۂ طلسم فروکش ہیں انکے سامنے رستم آے پہلوان کو مار صحرا مین جا کر غائب ہوے سرداران رحیم بھی فرداً فرداً گئے اب امیر کو بڑی تشویش ہے کہ چالیس سردار گرفتار طلسم ہوے رستم بھی طلسم مین گئے نہیں معلوم میرے سردارون پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گذری آخر پلٹ کے بارگاہ میں آگئے فرماتے ہیں کہ کل مین طلسم میں داخل کرونگا خواجہ عرض کرتے ہیں کہ حضور کا یون جانا مناسب وقت نہیں ہے عمارت خانہ درست کرائیے جیسا حکم پروردگار ہو وہ کیجیے ایسا نہو کسی بلاے طلسمی مین مبتلا ہوجائیے امیر فرماتے ہیں خواجہ میں اپنے سردارون کا کیونکر حال دریافت کروں عمرو نے عرض کی حضور کیوں گھبراتے ہیں آپکا فرزند لیندا اس طلسم کا فاتح ہے سنا دل عجائب و غرائب کا سیاح ہے وقت پر قیدی رہا ہونگے عمرو نے سمجھا کر امیر کو جانے سے قلعے کے باز رکھا امیر کو کئی دن اسی مقام پر گذرے قضاے کار ظلم زنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے اسکو آکر ہرکارون نے خبر دی کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہیں جسدن قصد کرینگے انکو کون روکیگا صاحب اسم اعظم ہیں گلے میں حرز ہیکل ہے جو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحرا انکا مقابل

نہین کر سکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہین ہین تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائین
کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائین بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سب
باتین بیٹھی سُن رہی ہی اوصاف امیر سُنکر مشتاق جمال بیمثال امیر ہوئی صحبت سے باپ کی بیقرار ہو کر
اُٹھی گھبرا کر کنیزون سے کہا سواری تیار کرو ہم اپنے باغ جائینگے محافۂ زرین کنیزین تیار کر کے لائین
وہ ماہ آسمان خوبی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین بھی سوار ہوئین اپنے باغ مین آکر پہونچی اندر بارہ دری
کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر مین مدہوش چہرہ اُداس ملکہ کو جو کنیزون نے بہت بیقرار
دیکھا گلشن نامے وزیرزادی نے علیحدہ بُلایا اور عرض کی کہ لونڈی سے نہ چھپائیے مین حضور کو کل
شب سے بہت بیقرار پاتی ہون آپکا انتشار دیکھکر گھبراتی ہون مفصل حال دل بتائیے کنیز قدیم سے
نہ چھپائیے ملکہ جہناز پری طلعت سے جو وزیرزادی نے منت پوچھا ملکہ بے اختیار رونے لگین
کہا ای گلشن کیا کہون عجب معرکہ درپیش ہی دل کو بیس و پیش ہی کل شب کو دربار مین باوا جان کے
امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیرین ہو رہی تھین ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبے کے آوارہ کرنے پر آمادہ تھا
ای گلشن انصاف کرو کہ اُنکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا ہے اصلی داخل طلسم ہو چکا وہ ضرور
طلسم فتح کریگا لوح طلسمی لیکر داخل ہوا ای گلشن مین تو باپ کے مقدمے مین کہہ نہ سکی کیونکر میں کو
بچاؤن اور کیونکر اُن تک جاؤن کیون گلشن کوئی ایسی تدبیر ہی کہ امیر کو خبر پہونچ جائے یا اُنکو بلوا لو
کیا تدبیر کرون جلالت امیر سُنکر دیدار کی مشتاق ہون گلشن نے کہا واری اب آپکے دشمن ہو جائینگے
جہناز نے کہا ای گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا خوف ہی گلشن نے بہت بہت سمجھایا ملکہ کا
ولولہ بڑھتا جاتا ہی فرماتی ہین ای گلشن اگر کچھ تدبیر تمسے ہو سکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
واری میر ابھائی گل عیاری عیار پیشہ ہی اُسکو بلاتی ہون شاید وہ خبر لا سکے ملکہ نے خوش ہو کر کہا
ای گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہوگا یہ کہکے گلشن کے قدمون پر سر رکھ دیا گلشن نے
ہاتھ باندھکر عرض کی لونڈی کیا کوئی بات اُٹھا رکھے گی یہ کہکے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا
کنیز نے جا کر گل عیاری کو خبر کی سنتے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے رو رو کر اُس سے بیان کیا
کہ اگر ہو سکے تو امیر کو خبر لا گل عیاری اُسی وقت باندھے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر امیر کے
چلا لشکر مین جو آیا ہنگامہ سُنا کہ کل صبح کو امیر قلعۂ طلسمی مین جائینگے اپنے سرداروں سے ۔ ۔ سطے

بہت بیقرار ہین عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کرون پہر دن رہے لشکر
مین آیا سنا کہ امیر دربار مین ہین ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر مین آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شعشعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہی جب اسنے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ عمرو کھڑے
رومال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو پڑی کھٹکا ہوا کہ یہ خدمتگار دمبدم امیر کو دیکھتا ہی شاید کوئی
عیار ہی جھپٹ کر پشت پر آنے چاہا کمند یارون عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمرو نے پیچھا کیا خود بھی
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر نکل گیا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر
نے دربار برخاست کیا اور سونے چلے تو عمرو نے عرض کی آج غلام حضور کے پاس سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ
تم تکلیف نکرو اپنے خیمے مین جاکر سو مین ہوشیار رہتا ہون مین نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار مجکو دمبدم
دیکھتا تھا مجھکو بھی کھٹکا ہی عمرو خاموش ہو رہا اپنے خیمے مین جاکر سویا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا
بازارون مین پھرا کیا جب پردہ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہی ایک مقام سے بیٹھکر نقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہی جسقدر کھودتا ہی سراچہ زمین مین
اُترتا جاتا ہی آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکالکر چاہا سراچے کو جلاؤن سراچہ آگ سے بھی نجلا
ناچار ہو کر نقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہرا مقبل پہرے پر تھا وقت نماز اندر گیا جاکر امیر کو جگایا امیر
نے فرمایا ای مقبل پانی وضو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بنکر
بارگاہ مین آیا آفتابہ پانی کا اٹھایا بیہوشی ملاکر آگے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلی کی چند قطرے
جو حلق سے اُترے بیہوش ہوے عیار نے بہ تعجیل امیر کا پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا اوپر سے
پشتارے کے ایک میلی چاندنی ڈالی باہر نکلا غلامون نے پوچھا ای مقبل یہ کیا ہی مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی پر چھینٹین پڑ گئین دھوبی کو دینے جاتا ہون غلام خاموش ہوے عیار جست کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلامون نے کہا تم تو چاندنی لیکر گئے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا مین تو پانی
لینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہا آقا کو کوئی لیگیا کسی نے حفاظت نکی سب نے
کہا ہم تمہارے دھوکے مین رہے مقبل دوڑ کر کنارے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش چلا جاتا ہے
پکارا او عیار ٹھہر جا عیار ٹھہر گیا جب مقبل قریب پہونچا عیار نے حباب بیہوشی مارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کاٹون پھر سوچا کہ ملک کے خلاف ہوگا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملک کے چلا یہان ملکہ رات بھر عیار کے

انتظار مین در باغ پر کھڑی رہین کہ گریبان سحر چاک ہوا صحرا سے گرد اُڑی عیار کو دیکھا پشتارہ بدوش
آتا ہو ملکہ نے گلشن وزیرزادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا وہ تمھارا بھائی پشتارہ بدوش
آتا ہو گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ دری مین چلیے مین بھائی
کو ساتھ لیکر آتی ہون عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیون بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو
ملکہ کی مراد تھے اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشتارہ رکھوایا صاحبقران کو ہوشیار کیا
امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک باغ مین پایا ایک نازنین براے تسلیم خم ہوئی
امیر نے پوچھا اری تو کون ہو اُسنے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہون سب حال صاحبقران
کے سامنے بیان کیا امیر کمند چین توڑ کر اُٹھے وزیرزادی کے ساتھ بارہ دری مین آئے دیکھا
ایک مہ جبین حور خصال پری تمثال ابرو رشک ہلال آنکھین سیاہ مثل دیدۂ غزال دریاے جوا
مین غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہو امیر کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی استقبال کر کے امیر کو
قریب مسند کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مائل ہو گئے
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر آکر مسند پر بیٹھے وزیرزادی نے اشارہ کیا
ایک گائن نہایت شوخ و شنگ سامنے آکر بیٹھی ساز ملا کر یہ غزل گانے لگی ۔ نظم

جان بلب ہون جیسے وہ بیرحم بدظن ہو گیا / حال میرا اب مبارک باد دشمن ہو گیا
کچھ عجب تاثیر تھی اُس بت کے نظارہ مین بھی / جو مسلمان اس طرف گذرا برہمن ہو گیا
صدمے مین کتنا ترا تیر نظر بیتاب تھا / چھد گیا پہلو کبھی سینے مین روزن ہو گیا
بے ہوا اُڑتا ہون جب بیتابیان کرتا ہے دل / کاہش الفت سے کیا ہلکا مرا تن ہو گیا
مین بھی مرنے کے لیے آیا ہون آزردہ نہو / اب یہ وہ کوچہ کہان لوگونکا مدفن ہو گیا
ہاے کس پردہ نشین کی آبرو کا پاس تھا / اشک جو دامن پہ آیا زیر دامن ہو گیا
وہ توقع مجھسے برآئی جو مجھکو اُس سے تھی / او عدو کے دوست تو بھی اب تو دشمن ہو گیا
حلقۂ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا / پاؤن میرا شاہد آغوش آہن ہو گیا
بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا مین کہ وہ آتے نہین / بارہا میرا تصور مجکو رہزن ہو گیا
سر اٹھانے کی کہان طاقت پس مردن نسیم / آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

جلسہ آراستہ ہی صاحبقران پہلوے مہناز مین بیٹھے ہین مہناز سمجھا رہی ہین کہ کئی ساحر آپکے آوارہ کرنے پر آمادہ ہین کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا امیر فرمارہے ہین ملکہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحرون کے آگاہ کردیا یہان خواجہ جو سوکر اُٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سُنا کہ عیار صاحبقران کو لیگیا مقبل عقب مین گیا ہے مگر پلٹ کر نہین آیا عمرو بیقرار ہوکر چلا راہ مین آکر مقبل کو بیہوش پایا مقبل کو ہوشیار کرکے طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش پا دیکھتا ہوا پشت باغ پر پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی عمرو نے دیوار پر آکے دیکھا کہ صاحبقران پہلو مین ایک نازنین کے بیٹھے ہین اور پہلو مین اس نازنین کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گا نا سن رہی ہے عمرو گلیم اوڑھکر اُترا گلیم اوڑھے ہوئے ایک نخل کے سایے مین بیٹھا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی اُسی نخل کے سایے مین آکر بیٹھی عمرو نے اُسے بیہوش کیا کپڑے اُتار لیے زیور بھی لیا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا بتاتا کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگا نظم

بیتابی فراق سے عالم بدل جاے ... نالہ فراز عرش سے آگے نکل جاے
وہ مجھسے ہین گئے خبر مرگ غیر سُن ... بے اختیار نالہ دہن سے نکل جاے
روئے ہین ضد یار سے نا رخ ہو کے ہم ... وہ طفل اشک آنکھ سے ٹپکے مچل جاے
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہی ... ٹھنڈا رہی اگر ہو شمع تو پروانہ جل جاے
ابرو چڑھے رہے صف مژگان پھری رہے ... خم تیغ کا مٹاؤ نہ خنجر سے بل جاے
شام فراق ہی وہ اندھیری کہ خوف ہی ... پیغام بر جناب قضا کا دہل جاے
کس آب و تاب پر رُخ شفاف ہی نسیم ... پڑے نظر ہزار جگہ کیون پھسل جاے

اسطرح بتاتا کے یہ غزل گائی گلشن اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفین کین کہا اری نیرنگ آج تو تونے رنگ باندھ دیا دل بیچین کردیا کیا بتایا ہی آج تونے رنگ واقف کارون کا دکھایا ہی خواجہ نے گلشن کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا اری واقف کار تیرے سامنے کمال دکھایا یہ کہکے پھر اپنے مقام پر آبیٹھی گاتے گاتے طرف مہناز کے دیکھکر کہا بی مہناز مَنا صاحبقران مجھسے اشارے کرتے ہین طرف کرے کے اشارہ کررہے ہین مین ہرگز ان

بڑے میاں کو نہ قبول کرونگی تمہین کو مبارک رہین مجھے یہ فقرے نہین پسند آتے جہناز کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی بڑے افسوس کی
بات ہی صاحبقران نے غصے مین فرمایا ای شیر زنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو مین نے تجھسے کب اشارہ کیا
مین خود ایسی شغلون کو قبول نہین کرتا عمر و نے کہا زبان سنبھالے بیٹھے ہوتے جوان جوان اور
آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہین یہ کہکے عمرو نے بائین آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
نے پہچانکر فرمایا او مکار مین سمجھ گیا بولی گلشن تمکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمرو نے اٹھکر جست کی اور پکار کر آواز دی باد آدم درویش
از کل عالم بیش میری شکل اصلی مجھکو مرحمت فرمایئے یہ کہکے جو محفل مین آئے صورت پیر مرشد
کی کنیزین دیکھکر بھاگ گئین کوئی کہتی تھی جلمانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہو خواجہ
فرماتے ہیں مین تو خاصا بھلامانس ہون گلشن دیکھکر حیران ہوگئی جہناز کو دیکھکر خواجہ نے
کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہو جسکی ننھی ننھی آنکھین ناڑسا قد ملکہ یہ سنکر رونے لگین
سوچین کہ محلات صاحبقران مین ایسی حسین شاہزادیان ہونگی جنکے آگے مجھکو عمرو عیار
ویسا سمجھتا ہو امیر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مردطماع ہی کچھ دو اسکو تمھاری تعریفین کریگا ملکہ نے
دو کشتیان جواہرات کی منگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہی عمرو نے کہا ای شاہزادی مین افسوس
کرتا ہون کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجاور زادۂ خانۂ کعبہ کو پہلو مین بٹھایا ہو یہ لعل بے بہا
پتھر سے ٹوٹا انکے بزرگ خانۂ کعبہ کے جاروب کش ہین تو شاہزادی والا قدر ہو حسن و جمال
مین رشک بدر ہی امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہین عمرو نے کہا آپ ہمیشہ
مفلس رہتے ہین اب لشکر مین چلیے وہ سب لوگ بیقرار ہین امیر نے فرمایا خواجہ چلین گے
جہناز نے کہا ای شہریار مین نے آپ کو اسواسطے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپ کے آزار
کرنے کے لیے مقرر کیے ہین آپ اپنے کو انکے مکر سے بچایئے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
ساتھ دربار اظلم مین پہونچایئے پس اگر آپ نے اظلم کو مٹا دیا تو سب بلاؤن سے بچیے گا
ورنہ دشمن کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے صحرا نوردی دشت پیمائی دشمنون کے واسطے ہوگی
اور مین بالکل سحر نہین جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہونچاتی اُن صحراہاے پُرآشوب سے

بچاتی تا بمنزل مقصد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمھارے ساتھ کیونکر ملیون کہا حضور سوا ے
میری کنیزون مین ملکر چلنے کے اور کوئی صورت نہین ہو امیر نے فرمایا خواہ جان رہے خواہ
جائے مگر مین کنیز کی شکل نہ ہونگا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا مین نہ مانونگا عمرو
نے کہا اے ملکۂ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہین عورت کی شکل بن جائین گے مگر
آپ مجھے لیچلیے مین اُسکی گردن لونگا وہ ساحری کرون کہ ایک کو باقی نہ رکھون میان
اظلم کو قتل کرون جس کنیز کی صورت دکھادو اُسی کی شکل بنکر چلون ملکہ نے کہا مین آج
شب کو صحبت مین باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوے ہین وہ بھی سب جمع ہونگے
سب کے حال بھی سنونگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیرزادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اُسی وقت
سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہو گلشن کی شکل بنکر محفل مین آئے قریب
ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہو جو میری شکل پر آکے بیٹھی ہو حضور معلوم
ہوتا ہو اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہو اسکو گرفتار کیجیے ملکہ خفا ہونے لگین کہ اری سچ بتا
تو کون ہو اب گلشن خنین کرنے لگی آخر عمرو نے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
مجھکو پہچان تو نہ سکیگا سب نے خواجہ کی تعریفین کین شب کو گلشن کو پاس امیر کے
چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجیو امیر کو بہلاتی رہیو مین خواجہ عمرو کو لیکر دربار اظلم مین
جاتی ہون خواجہ عمرو گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوے ملکہ نے اور چند کنیزون کو ساتھ
لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہان اظلم زنگی تخت پر بیٹھا ہو ساحرون کو
نامہ لکھا ہو کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ بر سر قلعہ طلسمی فروکش ہو اُسکو آکر
آوارہ کرو اپنے اپنے کمال دکھاؤ ساحر آتے جاتے ہین لیے اپنے کمال دکھارہے ہین کوئی کہتا ہی
بادشاہ اسلام جو طلسم مین قید ہین اُنکی شکل بنکر جاؤنگا وہ دھوکا دون کہ صاحبقران جنگل
مین مارے مارے پھرین دوسرا کہتا ہو بیٹا اُنکا بدیع الزمان جسکو مین نے باغ سنبلستان
مین قید کیا ہو اُسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کرون کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین زندہ پلٹکر
نہ آئین کوئی کہتا ہو اُنکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنون نامۂ رستم لیکر جاؤن امیر کو
لے نکلون اظلم زنگی اپنے ساتھ والون سے کہتا ہو یارو کسی طور سے حمزہ کو اسم اعظم بھلاؤ ایک

ساحر کہ رہا ہو کہ مین ایسا سحر کرون کہ صاحبقران مبہوت ہو جائین اسم اعظم نہ پڑھین اظلم کہتا ہی مین بھی وہ سحر کرون کہ ملازمان صاحبقران زمین پہ قدم نہ رکھ سکین زمین متزلزل و متحرک ہو کہ وزیرزادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی تشریف لاتی ہین اظلم نے وزیرون کو برائے استقبال بھیجا وزیر ملکہ کو لیکر بارگاہ مین آئے آنے سے ملکہ کے تمام بارگاہ روشن ہوگئی حسن جہانسوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب جانتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملکہ قریب تخت کے آکر کرسی پر زرنگار پر بیٹھین کہا ای والدہ ہماری وزیرزادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہو کہ آپ سنکر یہ فرمائینگی کہ بہتے ایسا گانا کبھی نہین سنا یہ کہکے اشارہ کیا کہ بوا گلشن آج اس صحبت مین کچھ گا کر رنگ دکھاؤ قدردانون کو بنا گانا سناؤ خواجہ عمرو چھیٹ کر اٹھے بیچ محفل مین آکر بیٹھے اول تو حسن عابدکش زاہد فریب بڑی بڑی انکھڑیان جیتی بھوین سازندے حاضر ہوئے ساز درست ہوگئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہل محفل کے شروع کی۔ نظم

کعبہ نہین ہو زاہد غافل نشان دوست
دل ڈھونڈھ عاشقو نکا یہی ہو مکان دوست

افسانہاے دوست مین کٹتے ہین رات دن
رہتی ہو لب پہ آٹھ پہر داستان دوست

جھگڑا مٹا عذاب گیا مخلصی ملی
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہمان دوست

نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
لب آشنا کسی سے نہین جز بیان دوست

کیا تاب مدعی بولگا نے لفظ آہین
رہتے ہین آہ و نالہ مرے پاسبان دوست

ہوتی ہو مشق بے ادبی گالیون کے ساتھ
رکھتی ہو اور طرحکا چسکا زبان دوست

ہو سرفروشیون پہ بہاے جمال دوست
ارزان ہو آج کل تو متاع دکان دوست

ہین داغ سینہ صورت آتش دہک رہے
ہان آج کل بہار پہ ہو گلستان دوست

مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہین
ہو اور رنگ پر چمن بخیزان دوست

دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا کرے بصورت آئینہ شان دوست

دیکھا جو برگ گل تو لبون کا ہوا گمان
غنچہ نظر پڑا تو مین سمجھا دہان دوست

دھو کے دیے نزاکت جانان نے ای نسیم
پایا عدم مین بھی نہ نشان میان دوست

اس رنگ مین گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تعریفین کر رہے ہین

اظلم نے کہا ای گلشن حقیقت مین تمنے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہوگیا تمنے کن کاملون
سے یہ کمال سیکھا ہی کہ آج سب اہل محفل وجد کر رہے ہین خواجہ نے عرض کی حضور کی
قدردانی ہی کہ اپنی کنیزون کی آبرو بڑھاتے ہین یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
رکھتی ہون کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سنا بھی نہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر اور کیا
کمال ہی خواجہ نے کہا ای شہنشاہ اصل یہ ہی کہ مین ساقی گری ایسی کرتی ہون کہ کوئی باقی
نہ رہے سب سے شراب پلاؤن ہاتھ سے بتاتی جاؤن پاؤن سے ناچون زبان سے گاؤن
تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا ای گلشن جو کہو
وہ سامان کرون آج تمھارا کمال دیکھون خواجہ نے کہا کلید میخانہ مجکو دیجیے شراب مین
محفل مین لاؤن سب کو پلاؤن تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے
کہا ای گلشن کلید میخانہ موجود ہی یہ کہکے کلید نکال کے دی خواجہ کلید لیکر میخانے مین آکے
شراب مین بیہوشی ملائی اب خواجہ خوش ہین کہ مطلب ہوا چاہتا ہی کہتی سی گلابیان جواہرنگاری
سے آراستہ کین محفل مین لیکر آئے گھنگرو پاؤن مین باندھے اب چاہتے ہین کہ گت شروع
کرون کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اظلم نے بیٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملکہ اختر جادو
آتی ہین ہمارے ملک کی یہ کاہنہ ہین ابر آکے قصر پر شق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ کتاب
ہاتھ مین لیے ہوے اسکو پڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیون ای اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیسا
آراستہ ہی ہمنے تمکو لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہی کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت مین
آئیگا آفت برپا کریگا یہ کہکے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب مین
لکھا ہی کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت مین آئیگا اظلم نے کہا ای ملکہ اختر مین نے اپنی صحبت
مین یہ بات مشہور کردی کہ کوئی غیر صحبت مین نہ آئے آجکل ہم انتظام مین رہتے ہین نگاہ
اٹھا کے دیکھو ابھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہین چند کنیزین ساتھ ہین اور ایک
وزیرزادی ہی تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہی ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہوے
اب ساقی گری کیا چاہتی ہین اختر نے کہا ای شاہ عمرو کے آنے کو کوئی پہچان سکتا ہے
ایک کلمہ کتاب مین ایسا لکھا ہی کہ اسکو زبان پر نہین لا سکتی ایک ورق الٹ کر آپ

مضمون دیکھ لیجیے اظلم نے جو ورق اُٹھا بخط جلی نوشتہ پایا کہ ای اظلم تیری صحبت مین بیٹی تیری عمرو کو لیکر آئیگی ہوشیار رہنا اظلم نے اختر کے کان مین کہا ای اختر اس فقرے کا کیا اعتبار کرون بیٹی میری سحر سے ناواقف ہی یا میری صحبت مین آئی ہی یا اپنے باغ مین رہتی ہی شکار تک کو نہین جاتی اختر نے کہا مین آج سے علم کہانت کو ترک کرون اسوقت عمرو آپ کی صحبت مین موجود ہی جو جو قدرت نے لکھا ہی وہی پیش آتا ہی عمرو یہ حال سنکر بہت گھبرا رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہی مہناز سے اشارے کر رہا ہی کہ ملکہ اب شکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہی مین شراب محفل مین لا چکا تھا ایک تھوڑی دیر یہ کاہنہ اور نہ آتی تو خون کا دریا بہا دیتا اس عیاری پر بڑے بڑے جلسے درہم و برہم کر دیے مگر اب یہان رنگ بگڑا ہی دیکھون فلک کیا دکھائے مہناز کا رنگ رو متغیر اشارون مین جواب دیتی ہی کہ خواجہ کیونکر اُٹھون چلنے کے نام پر حال کھلجائیگا یہ ساحرہ زبردست ہی جانے نہ دیگی اختر نے جو مہناز کو ملول و حزین پایا قریب آکر کہا کیون صاحبزادی عمرو کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم پہچان لینگے قدرت نے کتاب مین سب کچھ لکھ دیا ہی آج کی صحبت کا حال بہت طول طویل لکھا ہے صاف صاف لکھ دیا کہ ملکہ مہناز صاحبقران پر عاشق ہونگی اور عمرو کو صحبت مین لائینگی مگر یہ نہین لکھا کہ صاحبقران کہان ہونگے ہم وہ بھی تجویز کر دینگے احکام قدرت مین فرق نہین پڑتا جو جو لکھ گئے ہین وہ سب کچھ ہوگا طلسم کشا باغ نسترن مین جائینگے نسترن جادو بڑی کوشش کریگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہین لکھی انجام آنکا بخیر ہی مہناز نے گھبرا کر جواب دیا ای اختر جادو ہوش مین آؤ مین عمرو کو کیا جانون مین باپ کی صحبت مین عمرو کو لاتی بربادی دربار چاہتی یہ گمان دل سے نکال ڈالو مجھے گنہگار نہ بناؤ اختر کنیزان ملکہ کو بہ نگاہ تند دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن بنے ہوے تھے ہوش اُڑ گئے اختر دیکھتے دیکھتے طرف گلشن کے پلٹی نگاہ تند جو ڈالی رنگ و روغن عیاری کا چہرہ سے خواجہ کے اُڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ صورت تمھاری کیسی ہوگئی عمرو نے جو طرف آئینے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام سے اُٹھے کہا مین بر اسے پیشاب جاتی ہون اختر نے پکار کر آواز دی او ساربان نادے اب کہان جائیگا عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ عمرو۔ عمرو ہون مین عیار صاحبقران

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان	تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم	اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو	دوندہ جہان گرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

چاہا کہ اختر کو خنجر مارون اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گرے زمین نے پاؤن تھام
لیے غل ہوا کہ عمرو پکڑا گیا مہناز کا عجب حال ہو چاہتی ہو کہ دم نکل جائے یا زمین شق ہو مین
سما جاؤن اختر نے کہا اے اظلم صاحبزادی کو بھی گرفتار کرلے اسی کی ذات کا سارا فتور ہی اظلم
کو تو بیٹی سے محبت ہی طرف مہناز کے دیکھتا ہوا اور خاموش بیٹھا ہی اختر نے بڑھکر مہناز کا ہاتھ
تھاما چند کنیزین جو ملکہ کے ساتھ آئی تھین نکل کے بھاگین کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین
اختر نے مہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اسکی کیا خطا ہی اختر نے کہا ای شاہ
کیون دھوکا کھاتا ہی یہی عمرو کو بشکل گلشن لائی مہناز و گلشن دونون گرفتار ہوئے اظلم
یہی چاہتا ہی کہ بیٹی میری خطا وار نہ ہو مگر اختر نہین مانتی کہتی ہو ان دونون کو جلدی قتل کرو
ای اظلم اگر عمرو مارا گیا تو تمھاری خیر و عافیت ہی ورنہ تمھاری قضا اسی ضمن مین ہی کوئی عمرو
کا مکر ایسا پڑیگا کہ بہت پچتاؤ گے ہاتھ سے مسلمانون کے مہلت نہ پاؤ گے آٹھ پہر یہ لوگ
اسی فکر مین رہتے ہین اختر تو یہ باتین کر رہی ہی اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہی سب اہل دربار
حیران و پریشان ہین کہتے ہین صاحبو کیا زمانہ خلاف آیا ہی کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کمر باندھی
ہی یہ تو قدرت نے طلسم مین خوب آشوب کیا فرماتے ہین کہ اب مین طلسم کو برباد کراؤنگا
حقیقت مین اب طلسم کا بچنا دشوار ہی مسلمانون کا خدا بڑا زبردست ہی ہمارے خداوند جو لی
طلسم مین ہین بادشاہ طلسم بہ خوشامد پیش آرہا ہی دیکھین اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتین کر رہے
ہین کہ اب ہر طرح مشکل ہی مگر اختر نے مہناز و عمرو کو گرفتار کرکے زیر تیغ بٹھایا کہہ رہی ہی کہ
جلادون کو اب بلاؤ ان دونون کو جلد قتل کرو یہان جلادون کا ہنگامہ ہی اظلم چاہتا ہی کہ بیٹی کو
بچاؤن یہان صاحبقران باغ مین مہناز کے گھبرا رہے ہین فرماتے ہین کہ ای گلشن نہین معلوم
وہان عمرو پر کیا گذری ہر چند لشکر و بلاے روزگار ہی مگر یہ در بند طلسم ہین اُسکے عجائب و
غرائب مشہور ہین دیکھین کیا ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی امیر نے کہا ای گلشن دیکھو

یہ کون روتا ہو گلشن اٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین اور رو رو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای گلشن مین دربار اظلم مین جاؤنگا گلشن نے عرض کی ای شہریار فوج اظلم بہت ہو گئی ہو افسران فوج مین ایسا نہ ہو کہ حضور کو گھیر لین حضور اکیلے جو اُس صحبت مین جائینگے بیچ مین فوج کے گھر جائینگے اکیلے کس کس سے لڑیے گا امیر نے فرمایا ای گلشن مین اپنے یار وفادار کا حال سنون اور بیٹھا رہون میرے دل کو تاب نہین یہ فرما کر صاحبقران اُٹھے طرف دربار اظلم کے چلے گلشن مع دو سو کنیزون کے پیچھے پیچھے پیٹتی ہوئی چلی کہ ای شہریار اکیلے دربار اظلم مین نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے لشکر مین خبر کردون افسران فوج آئین تب آپ جائین امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجکو سمجھاؤ مین اپنے یار وفادار کی محبت مین بیقرار ہو رہا ہون یہ کہکے گلشن کو پلٹایا گلشن پلٹ کر باغ مین آئی سجادہ بچھا کر واسطے عمرو کے دعائین مانگ رہی ہو کہ ای خالق کارساز وای رب بے نیاز عمرو و صاحبقران و جہناز کو آفت سے بچا لے نظم

بر فگن از چہرۂ انور نقاب	تا شود شرمندہ نور آفتاب		
لاشریک و بے مثال و لایزال	ذات پاک تست ای عالی جناب		
گاہ ز آتش آب جاری میکنی	گاہ آتش میکنی پیدا از آب		
از تو آزاد است ہر پابند غم	از تو آباد است ہر خانہ خراب		
خارج از ہر حد و اندازہ توئی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب		
گرچہ پنہانی تو از دیدہ مگر	شکل مے آید نظر از ہر حجاب		

گلشن تو یہان دعائین مانگ رہی ہو وہان اختر نے جلادون کو اشارہ کیا کہ عمرو کا سر کاٹ لو جلاد نے بڑھکر عمرو کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا کہا او ساربان زادے جو کھانا ہو وہ کھا لے وقت قضا تیرا قریب ہو عمرو نے کہا مین مرنے کا عادی نہین بی جہناز کو قتل کیجیے جلاد نے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم عمرو کہتا ہو مجھے کوئی نہین قتل کر سکتا اختر نے کہا سر کاٹ لے اب باتین نہ بنا دیر نہ لگا جلاد تلوار کھینچکر جلا کہ دربار گاہ پر ہلڑ ہوا نعرہ غیرکی صدا آئی زمین تھرائی - نعرۂ صاحب قران - منم صاحب چتر و تیغ و علم +

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پئے گیرو دار
شده بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد از جنگ بیدین ذلیل و نزار

ستم قاتل کافران جہان
پذیرفت کنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولان گہ قاف شد
بلرزه فتادند دیوان قاف
در آنجا جاه و ادب یافتم

ز تیغم گریزنده نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اختر نے کہا اے اظلم ہوشیار ہو جاؤ ایسا سحر کرو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے یکایک صاحبقران اندر بارگاہ کے گھس آئے اسم اعظم پڑھتے ہوئے تیغ عقرب سلیمانی چمکاتے ہوئے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکر سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سو نازنینان مہ جبین آگئے اُن سب کے ایک مہ پارہ پیشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناتی ہو سب ساتھ اُسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ نظم

سراغ دردِ نہان کا جو پا نہیں سکتے
ہم آہ بکئے ابھی کہ جا نہیں سکتے
یہ رنگ ہجر میں یون اشک لا نہیں سکتے
حباب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ
کوئی بلائے جو قاصد ہمین تو کہہ دینا
چلے تھے کوچۂ قاتل پہ رہ گئے بسمل
یہ لاکھ طرح سے ہو ایک امتحان وفا
بس ایک دوست ملا عشق میں نصیحت گر
فراق یار میں اللہ رے شور نالون کا
یہ مدعائے دلی ہو کہ نقش شیر کا
کسی کے پاؤن پہ گر کر یہ آگیا ہے غرور
ہوئی جو حشر میں پرسش ہمارے قاتل کی
گلے سے ہم تو انھین ہر ادا پہ لپٹا لین

تو ہاتھ رکھکے ٹھکانا بتا نہیں سکتے
وہ ہوش کھو رہے ہمارے کہ آ نہیں سکتے
جگر کا خون کیا ہو چھپا نہیں سکتے
بس ایک پردۂ حیرت اٹھا نہیں سکتے
کہ آپ ہی میں وہ مدت سے آ نہیں سکتے
تڑپنے والے بہت دور جا نہیں سکتے
جفا کشون کو تمھین آزما نہیں سکتے
کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے
کہ درد دل ہی کسیکو سنا نہیں سکتے
بہت مٹاتے ہین لیکن مٹا نہیں سکتے
کہ لاکھ سر کو جھکائیں جھکا نہیں سکتے
دہان زخم پکارے بتا نہیں سکتے
دھرے ہین ہاتھ جگر پر اٹھا نہیں سکتے

نگاہ خلق میں کم ہو گئے بہت لیکن
جلال اُسکی خبر کو نہ دل نے بھیجا ہو
تمھاری آنکھ میں ہرگز سما نہین سکتے
کہین تو ہوش گئے ہین کہ آ نہین سکتے

اُن ناز نینان مہ جبین نے جو یہ غزل عاشقانہ گائی صاحبقران بہ نگاہ غور سُننے لگے ساحرون نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کرلین عمرو نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے اسم اعظم پڑھیے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائیں یا تو صاحبقران چپ ہوے تھے یا اسم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ نازنینین خاموش ہوئین امیر ساحرون کو قتل کرنے لگے اظلم نے پکار کر آواز دی ارے کل فوج کو تیار کرو اتو لشکر اظلم مین قرنا ہوئی کل افسران فوج لشکر بہ زمیت اخر یکہ حاضر ہوے لکھا ہی کہ اسّی ہزار ساحر وغیر ساحر بلوہ کر کے آئے یہان اظلم نے پکار کر آواز دی ارے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیون کو رہا کرے اور ساحرو جان بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب ملکر ٹوٹ پڑو ایک شخص کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی سب ساحرون نے ملکر بلوہ کیا امیر نے جو مہناز پری طلعت کو ہتھکڑیون اور بیڑیون مین پایا بیقرار ہو گئے لڑتے ہوے قریب عمرو کے پہونچے رسن ہاے سحر کاٹین اسم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا۔ نعرۂ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا لشکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تمھاری گرد پاپوش کا

عمرو ذبخشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے میں عُوکَین
مری چال سے ہی صبا پایمال
مرا افسر ذبخشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو تیغ
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

نعرہ کر کے عمرو نے حقہ آتشبازی مارنا شروع کیے حقہ ہاے آتشبازی جو چلے سب میدان دھوان دھار ہو گیا سوار پامال پیدلون کا عجب حال افسر دیکھتے ہین کہ شعلۂ آتش بھڑکے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اُڑ گیا اُس اندھیرے مین سیکڑون بلکہ ہزارون کو مارا خواجہ عمرو برابر حقہ آتشبازی مار رہے ہین کبھی گوپھن سے گولا سنگ لون کا پتھر رسا دیے کسی کو جھپٹ کر حباب مارا وہ لڑکھڑا کے گرا عمرو نے خنجر مارا شکم چاک

قصہ پاک کپڑے اُسکے اُتار لیے اختر جادو حیران کہ اب کیا تدبیر کرون اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل چلو دوسرے دربند پر کہ تمھارے بھائی حاکم ہین کہکشان زنگی وہان چلکر
ٹھہرو وہان سے لشکرکشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا لڑتے لڑتے
ایک گوشے مین آیا اسطرح کا سحر کیا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اُس آندھی مین نکل گیا
جہناز نے دیکھکر کہا ای شہریار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بلند ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کر کے اسم اعظم پڑھکر تیر مارا
اختر کا ستارہ گردش مین تھا تیر آکر مہرۂ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار ہوگیا اختر کے
مرتے ہی اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اختر جادو بود اختر مری
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سبکو امان دی
چالیس ہزار ساحر دغیر ساحر دائرۂ اسلام مین آئے امیر نے قلعۂ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی جہناز کو لاکر تخت پر بٹھایا گزوسکہ نام پر سعدین قباد کے جاری ہوا
جہناز نے عرض کی حضور طرف دربند کہکشان کے تشریف لے چلین وہان اظلم جاکر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تدبیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کریگا حضور اب دربند کہکشان پر
چلین امیر نے جہناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد لینے طلسم ہفت پیکر کے ہم
تمسے عقد کرینگے جہناز نے عرض کی ای شہریار کنیز کی تو عجب کیفیت ہے کیونکر ہجر کا
یہ زمانہ کٹے گا۔

نظم

جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہوکر — دے جگہ یار کو پہلو مین رگ جان ہوکر
خوش نگاہون سے کرشمے کوئی ہمسے پوچھے — آنکھون مین کرتے ہین گھر آنکھ سے پنہان ہوکر
دست وحشت سے کہونگا مین اُسے بھی کرچاک — دل مجھے تنگ کریگا جو گریبان ہوکر
حسرت ناوک قاتل ہین جو دل بھر آیا — آنسو آنکھون مین کھٹکنے لگے پیکان ہوکر
گریۂ شب ہو کسی پر یہ اثر ہو کہ نہ ہو — مضحکہ کرلے ذرا صبح تو خندان ہوکر
حسرتین خاک مین سب ملگئین اپنے دل کی — اب بلائین مخلیں کیا بے سروسامان ہوکر
قتل عالم کو کیا پر وہ نہ ٹھہرے قاتل — بھولے بنکر کہین چھوٹے کہین نادان ہوکر

جان ہو جاتے ہین کسطرح کسی کے دلبر — آزمایش تو کرون قالب بیجان ہو کر
ہاے اُس شوخ کی شرمندگیِ جور و ستم — مار ڈالا ہمین ظالم نے پشیمان ہو کر
آنکھ عاشق سے ملاتا نہین جو ہر کوئی — تیغ اُس ترک کی شرما گئی عریان ہو کر
دل وحشی وہ ہی جو ہوش کرے عشق مین گم — راہ بتلاے یہ داناؤن کو نادان ہو کر
تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ — پھانس کھینچ آئے کلیجے ہی مین پیکان ہو کر
نہ رہے ہمسے سیہ بخت تو کیا غم ہی جلال — دیکھئے رہتی ہے کسکی شب ہجران ہو کر

اس حسرت مین یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران سے گلے سے لگاکر فرمایا ای شہنشاہ خوبی و رعنائی سرو باغ محبوبی ہم فکر فتاحی طلسم ہفت پیکر مین ہین ہمارا فرزند صاحب شوکت و شان عالمشاہ نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت پیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے ایرج دوالکر اس طلسم مین جاکر قید ہوے اُنکی رہائی کی ہمکو فکر ہی انشاء اللہ بعد ہان کے واپس ہونے کے ہم تمسے ملاقات کرینگے اور عقد کا بھی تمسے وعدہ کرتے ہین اسطرح صاحبقران نے سمجھایا کہ ملکہ جہناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوے اور یہ وعدہ کیا کہ مین بھی ہمراہ صاحبقران کے آؤنگا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و جہناز سے ہوا وہی وعدہ مین بھی تمسے کرتا ہون یہ کہکر جہناز و گلشن کو رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موج بموجب ہدایت جہناز طرف دربند کہکشان کے چلے مگر کہکشان جادو دربند دوم کا مالک ہو راہ مکر و حیلہ کا سالک ہی اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران دربند اظلم پر آگئے اُسنے سرحدارون کو نامے لکھے کئی پہلوان آئے دعوی کرتے ہین کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کر لائینگے کہ اظلم آکر پہونچا سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے دربند پر صاحبقران کا قبضہ ہوگیا ای کہکشان اس نازنین مہجبین نے بڑی آفتین برپا کین عمرو کو دربار مین لے آئی اختر نے آکر حال کھولا عمرو گرفتار ہوا اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہرچند کہ وہ طلسم کشا نہین لیکن سحر انپر تاثیر نہین کرتا آخر دربند پر قبضہ ہوگیا اختر جادو قتل ہوئی ای کہکشان کچھ انتظام کرو ورنہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ جہناز پری طلعت یہان کا پتہ بتائیگی تم لوگون کو مشکل ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ نسترن کے جاتے ہین اور

اُنکے جلو سردار ساحران نامی اُنکے ساتھ ہین اگر طلسم کشا باغ لسترن مین پہونچ گئے تو تمہارا
در بند راہ مین پڑیگا کہکشان نے کہا مین یہی تدبیر کر رہا ہون تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو بھیجون
کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ مہلت نہ پائے یہ کہکے اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی اظلم
آکر تخت پر بیٹھا کہکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم مین کون ایسا ہے کہ
حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر کے لائے ہومان دیو بند پہلوان زبردست دنگل سے جھومتا ہوا
اُٹھا کہا ای شہریار مین جاتا ہون امیر کو گرفتار کر کے لاتا ہون ستر اَسّی ہزار فوج لیکر آیا تھا
کوچ کر کے واسطے روکنے صاحبقران کے چلا یہان صاحبقران کو تیسری منزل پر ایک صحرائے
بے خس و خاشاک مین آکر ٹھہرے ہین چارون طرف ملاحظہ فرماتے ہین جنگل مین کہین درخت
کا نام نہین گرد اُڑ رہی ہے صدائے بوم سے کہ صدائے ہیہات دیتے ہین تنہا کا ویرانہ پن
اُس مقام پر برس رہا ہے کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
منہ کھول کے زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے اُسی مقام پر مرا دھوپ کی شدت سے اُڑ نہ سکا
کسی جانب عوض درختون کے بڑے بڑے بلند مرتفع پہاڑ ہین اُن پہاڑون پر جا جا کے بیٹھتے ہین
مگر تپش آفتاب سے جسم تپک رہے ہین تڑپتے پھرتے ہین چین نہین ملتا زمین پر پنجہ ٹیکا چمکو
شق شعلہ ہوا ایسا پھر اُٹھے جاکہ دشت ہول خیز سے نکل جائین آخر اُسی پہاڑ پر تڑپ کے گرے
اور بمجبوری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ کیون خواجہ کیسے کیسے
جنگل دیکھے مگر ایسا صحرائے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمر جواب دیتا ہے کہ ای شہریار
یہ صحرائے طلسمی ہے ایسے ایسے شعبدے بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم وردِ زبان کرین ایسا
نہو کہ دشمنون کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہے کہ جسمین کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہکر امیر
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ پانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر پانی پر دم
کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دھماکا ہوا کہ زمین ہل گئی امیر نے وہ پانی دمیدۂ اسم اعظم
گرد لشکر کے چھڑکوا دیا قصد کیا ہے کہ بارگاہ مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ہومان دیو بند
اَسّی ہزار فوج سے آکر پہونچا لشکر کو اپنے اُتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کسکا ہے ساتھ والون نے عرض کی ای پہلوان نامدار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کرکے اب طرف دربند کہکشان کے جلتے ہین ہومان
نے جلا کر کہا حمزہ کی قضا دامنگیر ہی یہ کہکے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ مین آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
کل صبح کو دیر سے سمجھ لونگا ہرکارے جو صاحبقران کے بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین امیر کی حاضر ہوے بعد عاد ثنا کے عرض کی کہ ای شہریار ہومان دیو بند
پہلوان آیا ہی طبل جنگی اُسنے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہی کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے
امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کلک قدرت
سے صفحۂ پیشانی پر ثبت فرمایا ہو وہی پیش آتی ہو خواجہ نے آکر نقار خانۂ سکندری مین غاشیہ
اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی صداے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہی دیکھین کیا گذرے تیاریان ہونے لگین آلات
حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعاع
و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبرجدی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع
فوج ظفر موج میدان کارزار مین تشریف لائے اُدھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان
مین آکر پہونچا صفین بندھنے لگین بعد صفوف آرائی ہومان نے گھوڑا میدان
مین نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے مین آیئے کہ بہرام گرد بن خاقان چین
گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کریگا امیر نے
فرمایا ای بہرام وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو لہذا مناسب ہو کہ مین مقابلے مین جاؤن بہرام نے
کہا غلامون کے ہوتے نہین مناسب ہو کہ آقا سے نامدار تشریف لیجائین بہرام نے بصد التجا
یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کریگا یہ کہکے تلوار کھینچ کر گلے پر
رکھ لی امیر ناچار ہوے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اُڑا کر میدان مین آیا ہومان
سے آکر لگا ورزن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب ہٹے ہومان نے دیکھکر آواز دی ای جوان تیرا
نام کیا ہی بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اُسوقت سے مین رفیق ہون کہ جبکہ
کوئی اور خدمت صاحبقران مین شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آے لندھور
بن سعدان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران مین وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوئے ہومان نے کہا ای جوان حربہ کر کہ تیرے دل مین وصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
کہا ہمارا دستور نہین کہ پیش قدمی کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ
کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
آپس مین نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
بازو بچاکے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ہومان لپٹ پڑا دونون گھوڑون سے اترے آپس مین
کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کرلے دوڑا
ہومان چند قدم جاکے پلٹا بہرام نے چاہا پیچھے نہ ہٹون ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم
پیچھے ہٹا وہان پر موشخانہ تھا ہومان نے جو دھکا مارا دونون پاؤن بہرام کے موشخانے مین
جا رہے کولہ بہرام کا اتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ او قابوچی کیا کرتا ہی
ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کرکے لیگیا صاحبقران رنجیدہ ہوئے خواجہ سے فرمایا
خواجہ ہمین دمبدم بہرام کی خبر پہونچانا خواجہ اسیوقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان کے روانہ
ہوئے بصورت خدمتگار دربار مین ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
کی نسبت اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لیجاکر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو سمجھا جائیگا
یہ کہکے بہرام کو قیدخانے مین بھیجا عمرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہی امیر نے فرمایا سویرے ہمکو خبر دینا خواجہ عمرو صبح کو جو دربار مین
ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا ای بہرام مین نے تمکو سر میدان
زیر کیا اب بہتر یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچونگا بہرام نے کہا تجھکو دعوے
پہلوانی بیکار ہی میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اُسپر اطاعت کو کہتا ہی شرم نہین آتی ہم اہل اسلام
ایسے مکارون کی اطاعت نہین کرتے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر ہومان نے حکم دیا جلادون
کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کرین ہمکو مکار بتاتا ہی سر میدان زیر کرکے لائے ہین آخر کولہ بھی ہمارے
زور سے اترا اسی وقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھکر آواز
دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دل کی نکال لے ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کردونگا
میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائیگا مین نے صدہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے بچنا

دشوار ہی بہرام نے کہا او بیحیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہی وہ بجا لا زیادہ باتین نہ بنا جلاد نے
گردن پر کوڑے کا خط دیا خواجہ عمرو نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال مین گذرا کہ اگر مین خدمت
صاحبقران مین جاؤن یہان بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہی یہ سوچکر عمرو نے
گوپھن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گوشے مین کھڑے ہوے جیسے ہی
جلاد نے چاہا کہ ہاتھ مارون عمرو نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا ہلڑ ہوا
وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلاد پڑا لوٹ رہا ہی سب نے کہا کہ جلاد دیوانہ تھا تلوار
پھرا پھرا کے اپنے سر پر ماری مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند پرواز تھا اسنے اپنے شاگرد کو حکم
دیا کہ ارے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اسکا خنجر کھینچکر آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمرو کو دیکھا
چاہا بہرام پر خنجر مارون عمرو نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گرا شہباز نے
عمرو کو دیکھ لیا پکار کر آواز دی ارے اس شخص کو پکڑو تو عمرو نے نیمچہ کھینچا لڑتا ہوا قریب بہرام کے
پہونچا کہا ای بہرام سنبھلکر بیٹھو یہ کہکے عمرو نے نیمچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانہ زود
مین آکر قبضہ کو توڑا لڑائی مین مصروف ہوا عمرو و بہرام لڑ رہے ہین اور ہرکارے شاگردان
عمرو جو کہ دربار مین حاضر تھے نکلکر بھاگے کہ جاکر صاحبقران کو خبر کرین صاحبقران یہان
مسلح بیٹھے ہین خبر بہرام کے مشتاق ہین کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے عرض کی ای عالیجاہ کار اصل
مین اُستاد نے بڑا کام کیا جلادون کو مارا اب خواجہ عمرو و بہرام لڑ رہے ہین مگر دونون پر فوج
کفار کا بلوہ ہی یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سرداران نامی جو دربار مین حاضر
ہین ساتھ صاحبقران کے سوار ہوے یہان بہرام و عمرو سے لڑائی ہو رہی تھی عمرو نے
کئی سو عیارون کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ ہومان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
ہٹ رہے ہین ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑون کہ نعرہ شیر کی صدا کان مین آئی بارگاہ تمرلی
ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہی ملازمون نے عرض کی کہ صاحبقران آگے نعرہ امیری کو
سب نے سنی - نعرہ صاحبقران

منم قاتل کافران جہان پذیرفت گنجاب ملعون فرار	منم صاحب چتر و تیغ و علم ز تیغم گریزندہ نوشیروان چو در باختر جنگ شد آشکار	امیر عرب حمزۂ ذی حشم چو رفتم بسنجان بے گیر و دار شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار

گذر چون بجولان گہ قاف شد — جزائر پرا ز عدل و انصاف شد

بلرزہ فتادند دیوان قاف — ز دم دیو عفریت را در مصاف

سمندون بدبخت گشتہ شکار — شد از جنگ بدین ذلیل و نزار

درانجا جو جاہ و ادب یافتم — سلیمان ثانی لقب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران آبڑے چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوے قریب بہرام کے پہونچے کہا ای شیر بیشۂ جرأت لڑتے بڑھتے باہر بارگاہ کے نکلو لیکن بہرام عجب شیر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان کے پہونچا ہومان کو للکارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی ایک مقام پر ہومان نے کمر بند کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے چاہا بہرام کا سر کاٹ لون امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہوگئے وہین سے للکارا او نامرد کیا کرتا ہے صید زبون پر ہاتھ نہ ڈال نا سر اُسکا زخمی بے زرہ و خود لڑ رہا ہو اُسپر یہ مکاری یہ کہکے امیر نے گھوڑا ڈالدیا مقابلے مین ہومان کے پہونچے کئی پہلوان ہمراہیان ہومان صاحبقران پر وار کرنے لگے جسنے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغۂ عقرب کا ہاتھ ماردیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے چار پہلوانون کو مارکر مقابلے مین ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغۂ عقرب پر روکا روک کر کمر کو بتاکر سر پر ہاتھ ماردیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوے اب سرداران امیر نے فوجون کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرادی لوٹ ہونے لگی خزانہ لوٹ لیا بازارین تباہ کین عین گرمی جنگ ہو سب کا فر شمشیر زنی صاحبقران سے تنگ ہین چاہتے ہین کہ بھاگ جائین کسی طور سے جان بچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان ڈورکا بہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل سامنے آکر پہونچا اُس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہو اُسنے جو سُنا کہ ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے بہادرون نے امیر پر بلوہ کیا امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آیا لندھور نے ہاتھ تیغۂ دودمۂ ہندی کا مارا قنطور کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بیہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا اس جوان نے مجھکو زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیارون کو بلا اُس جوان کو کمندون مین گرفتار

کرے شاہباز نے زنبیل بجائی چار سو پاسبان بچے اسکی صدا پر جمع ہو گئے شاہباز اُن عیارون
کو لیکر طرف لندھور کے چلا قنطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اُس سپہ سالار نے
بڑھکر لندھور سے مقابلہ کیا لندھور تو اسکے مقابلہ مین مصروف ہوے شاہباز نے پشت پر
آکے حلقہ ہاے کمند مارے گردن و کمر مین لندھور کی پڑے عیارون نے کھینچا لندھور پشت
مرکب سے گرے چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے لندھور کو اندوے بلوے کے گرفتار کیا
اب قنطور طبل بازگشت بجوا کر پلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر پلٹے راہ مین خبر ملی کہ لندھور گرفتار
ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تمنے سُنا کہ بہرام رہا ہوے
لندھور گرفتار ہوے عمرو نے عرض کی اے شہریار قنطور کے تیور بد مین دیکھا ہو کہ لندھور
کو قتل کرے لندھور کے ہاتھ سے جو وہ زخمی ہوا تو اُسنے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
آج شب کو تدبیر کریگا مگر قنطور جو پلٹ کر بارگاہ مین آیا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے
کہا وہ جو آپ دعوی کرکے آئے تھے کہ مین حمزہ کو پکڑ لاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمایئے اور لکھیے
کہ مقابلے مین حمزہ کے فروکش ہون مگر جراحات مین حمزہ بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر ہے
لندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہی جیسا حکم ہو بجا لاؤن یقین ہی کہ وہ کسی ساحر
کو روانہ کرین جب کوئی ساحر آئیگا تو مطلب نکلے گا قنطور نے اُسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو
کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ مین کہکشان کے دینا شاہباز عیار عرضی
لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے نکلے صحرا مین آکر ٹھہرے اس سوچ مین کہ کسی کی شکل بنکر جاؤن
لندھور کو رہا کردن اس سوچ مین ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ زنگ کی آواز کان
مین آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خواجہ نے
اپنے کو ایک جھاڑی مین مخفی کیا کمندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کمندون
کے پہونچا لیکن دل اُسکا دھڑکا پکارنے لگا او ساربان زادے مین نے تجھکو پہچانا نکل کے
مجھسے مقابلہ کر کیون چھپا بیٹھا ہی خواجہ سمجھے اسنے مجھے دیکھ لیا چاہا کہ نکل آؤن پھر سوچے
کہ ذرا اور ٹھہر جاؤن شاہباز نے کئی آوازین دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ میرا

گمان غلط ہی مقدمۂ صحرا اتحاد دل دھرکا اسکا کچھ اعتبار نہین یہ سوچ کے جست کی بیچ کمندون
مین آکے کھڑا عمرو نے شیر کی آواز دی اس نے چاہا کہ بھاگون خواجہ نے کمندین کھینچین
شاہباز پھنسکر گرا خواجہ کود کر چھاتی پر سوار ہوے چاہا بیہوش کرون مگر شاہباز نے
اپنے دونون ہاتھ زیر کمر سے نکالے آٹھ دس جاب منھ پر عمرو کے مار دیے خواجہ بیہوش
ہوکر گرے شاہباز نے عمرو کو ایک درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا اور پکار کر آواز دی
کیون او ساربان زادے اب کہو تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا استاد کیا کہنا مین نے
سیکڑون عیار مارے مگر آپ سا عیار طرار نگاہ سے نہین گذرا اگر آپ قبول کرین تو مین
شاگرد ہوتا ہون اس کلمے پر شاہباز خوش ہوگیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلواؤ عمرو نے کہا روپیہ
تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہی کہ مجھسے دیا نہ جائیگا
شاہباز نے کہا خواجہ مین اپنے عہدے پر تمکو مقرر کراؤنگا کہکشان جادو بڑا سخی و
فیاض ہی ہزار ہا روپیہ پیدا کروگے عمرو نے کہا خیر مین خدمتگذاری کرتا ہون یہ کہکے
بولا میرا ہاتھ ڈھیلا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمرو کا کھولا خواجہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک
پوٹلی اشرفیون کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہوگیا اسی طرح متواتر کئی پوٹلیان
عمرو نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہی عمرو
نے دیتے دیتے کمر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیق سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی یاقوت احمر ہی کہا
استاد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شی ہی کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہین مگر اسکو دیکھیے نہین جب
ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب مین قیطول لقا پر گیا اور اسکو
بیہوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سوچا کہ اسمین کوئی بھید ہی کوئی شی بڑی معقول ہی یہ سوچکر
کھولنے لگا عمرو ہان ہان کرتا رہا شاہباز نے جیسے ہی ڈبیا کو کھولا بیہوشی بو اڑی ارے
کہکے زمین پر گرا اور بیہوش ہوا عمرو نے شاہباز کو اسی وقت درخت مین باندھا اور آب
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر طرف لشکر قیطور کے چلے یہان لندھور جس قیدخانے مین قید
ہین وہان شاگردان شاہباز مقرر ہین استاد کو جو اپنے آتے ہوے دیکھا شاگردون
نے پکارا عمرو نے کہا رات کا وقت ہی مین پلٹ آیا لندھور کو جا کر دیکھون کہ وہ قید مین

کیا کر رہا ہی یہ کہکے قید خانے مین آکر لندھور کو دیکھا کہ سر بزیر بہ سر خم کیے ہوے ہی عمرو نے آکر کہا اي جانشین صاحبقران ہم آپہونچے مگر خیال رکھیے گا ہمارا روپیہ بہت خرچ ہوا لشکر مین چلکر دیجیے گا لندھور نے کہا خواجہ سلامت مجھے کسوقت انکار ہی خواجہ نے قلم دوات زنبیل سے نکالکر کہا لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھیے لندھور حیران ہی کہ مین نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمرو ہین ضرور مجھسے لینگے لندھور انکار کر رہے ہین خواجہ اصرار کر رہے ہین سحر قریب تھی کچھ کاہ فروش جنگل مین پہونچے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر گھسیارے گھبرائے آپس مین کہنے لگے کہ اس جنگل مین کوئی بھوت پریت ہی وہ اب ندو یہان سے بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے سمجھکر قریب آئے شاہباز کو کھولا رہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے جھپٹا قید خانے پر لندھور کے آکر پہونچا شاگردون نے دیکھکر کہا اُستاد آپ نے حرکات لات و منات کے پیدا کیے ایک شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آتے ہین شاہباز نے کہا وہ عمرو عیار ہی مجھکو جنگل مین قید کر کے براے رہائی لندھور آیا ہی چار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیارون نے چار طرف سے خیمہ گھیرا خواجہ عمرو و لندھور سے باتین کر رہے ہین کہ شاہباز نے آواز دی او ساربان زادے اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمرو نے کہا اي لندھور تمنے ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا لندھور نے کہا میری ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو مین لڑتا بھڑتا نکل چلونگا عمرو نے چاہا لندھور کی ہتھکڑیان کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہو کر خالی دیا عمرو نے زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ حقۂ آتشبازی نکالون پیک بچون نے مہلت نہ دی حلقہ ہاے کمند مارنے لگے عمرو لڑتا ہوا باہر نکلا چاہا کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ نے پانچ سات پیک بچے مار کر ڈالدیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقۂ کمند عمرو پر مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑکھڑا کر گرے شاہباز نے بڑھکر حباب بیہوشی مارا کہ خواجہ بیہوش ہوے اب شاہباز نے عمرو کی مشکین باندھین برابر لندھور کے انکو بھی قید کیا دوڑکر قنطور کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اسے شہریار اب عمرو و لندھور قید ہین اگر آپ قتل کا ارادہ کرینگے صاحبقران آپڑینگے آپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجائینگے اور یہ بھی مناسب نہین ہی کہ عرضی لیکر جاؤن نہین معلوم کہکشان
کیا فرمائین بہتر یہ ہی کہ عمرو و لندھور کو خدمت مین کہکشان کی لیچلیے کوچ کر کے نکل چلیے
ان دونون کے قتل ہونے سے حمزہ کی کمر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر پہلوانان عمرو روح قالب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونون قتل ہوگئے تو مین یہ وعدہ
کرتا ہون کہ حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پہ دست اندازی نہین کر سکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ رائے بہت پسند آئی
اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارابے پر سوار کیا طرف دربند کہکشان کے
روانہ ہوگیا صاحبقران جو صبح کو دربار مین آئے فرمایا کیون بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم
ہوا کہ لندھور پر کیا گذری کہ اس عرصے مین نامیان و طوطیان خبری گھبرائے ہوئے
آئے عرض کی ای شہریار شب کو استاد گرفتار ہوگئے قنطور کوچ کر کے گیا لندھور و عمرو
کو لیگیا یہ سنکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی
ہی اگر قنطور بر سر دربند کہکشان پہونچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کریگا یہ ممکن نہین ہی
کہ عمرو پر کوئی افتاد پڑے اور مین نہ جاؤن یہ مجھسے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہی
مجھسے ناممکن ہی کہ حال گرفتاری عمرو سنون اور خاموش رہون فرمایا اشقر لاؤ سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہین امیر سوار ہوے
سردارون کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب مین چلے مگر قنطور لیے ہوے عمرو و
لندھور کو جاتا ہی راہ سے اسنے عرضی خدمت کہکشان مین روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر
آتا ہون مگر حمزہ ضرور پیچھا کریگا امیدوار ہون کہ غلام کی مدد کیجیے کہکشان زنگی نے جو اس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہا قنطور نے جاکر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو مین راہ سے جا کر
قنطور کو لاؤن قلعے مین لاکر دونون قیدیون کو قتل کرون اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طلسم فتح
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہین ستر اسی ہزار ساحرون
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہکشان سے بارہ کوس ہٹ کر اترا ہی کہ کہکشان آکر پہونچا قنطور
کو بڑا بھاری خلعت دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا ای شاہباز تونے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا دین کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کاہے کو لیکر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو لندھور اور عمرو کو دار پر کھینچوں قلعۂ کہکشان پر جا کے بیٹھوں رات ہی سے تیاری میدان خونی کی ہونے لگی خواجہ عمرو ایک خیمے مین قید تھے لندھور ملول وحزین سر زنجیر پر سر رکھ کے سو گئے شاہباز مع عیاران در قیدخانہ پر نگہبانی کر رہا ہے عیارون سے کہا اچھی طرح حفاظت کرو جاگتے رہو کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شاہباز نے کہا یارو تم ہوشیار رہنا یہ کہکے آپ طلاے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیرون کے سرون مین تازیق مارنے لگا عمرو نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گانے مین بھی دخل ہے عمرو نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

جہان مین نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا ۔ کہ پشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمنے خم پایا

مکان ہون تو کہین ہوتے ہین ازخود غیب سے پیدا ۔ کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا

بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہین سکتا ۔ کبھی دیکھا دل ممسک کبھی ابر کرم پایا

کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی نے ۔ مری آنکھون کو دامن نے سدا ابر کرم پایا

نہین ممکن جدائی رات اور اُنکے تسلسل مین ۔ بہ شکل عاشق ومعشوق دونون کو بہم پایا

کُھلا اوج زمین کا حال ہمکو بعد مرنے کے ۔ اُسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا

رہا ترک ادب کا پاس مجھکو اسقدر باقی ۔ مین دوڑا اسپہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا

بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے ۔ ہمیشہ سینۂ شمشیر قاتل کو دودم پایا

جہان سینے مین دل ہو آرزو بھی ساتھ ہی سکے ۔ ہمیشہ دو لبون کی طرح دونون کو بہم پایا

نکل جائینگے دلمین حوصلے جو جو کہ آئین گے ۔ کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا

تصور میرا مجھسے ہر طرح قسمت مین بہتر ہے ۔ کہ جب مین نے اُسے دیکھا ہم آغوش صنم پایا

فراموشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل ۔ ہجوم خواب کو بھی ہمنے سامان عدم پایا

نسیم اب شکر کی جا ہے لحاظ انکا رکا ٹوٹا ۔ ملی ہمکو اجازت لطف پہلوے صنم پایا

اس طور پر عمرو نے یہ غزل گائی کہ عیار بیقرار ہو کر اندر قیدخانے کے چلا آیا عمرو نے باتین کر کے اُسکو بٹھایا تان لگا کر کہا بھائی یون گلا ہلاؤ وہ گلا ہلانے لگا عمرو نے حباب مار کے

اُسی بیہوش کیا اسکو اپنی شکل بنایا آپ اسکی شکل بنکر اُسی کے مقام پر آ بیٹھا اس عرصے مین سفیدہ سحری
ظاہر ہوا کہکشان زنگی سوار ہوا بازار مین جو شاہباز کو پھرتے دیکھا پکار کر کہا ای شاہباز
قیدیون کو جلد لا شاہباز نے آواز دی ای سرہنگ تیز پا قیدیون کو جلد لاؤ ملحوظ خاطر
ناظرین والا مقام رہے کہ سرہنگ اُسی عیار کا نام ہو کہ جسکی شکل خواجہ بنے ہوے ہین
خواجہ نے بہ تعجیل اپنے ہمشبیہ کو نکالکر ارابے پر سوار کیا بعد لندھور کو اور جیبٹ کر جب
شاہباز کے آگے کہا اُستاد عمرو کو جلد قتل کیجیے اگر لندھور بچ بھی جائیگا تو ہم پھر
گرفتار کر لائینگے اور عمرو تو آپ کے اقبال سے پکڑا گیا عمرو کو جلد قتل کیجیے اب شاہباز
نے بڑھکر کہکشان زنگی سے کہا کہ پہلے عمرو کو قتل کیجیے کہکشان نے اشارہ کیا اسے
شاہباز تجھکو اختیار ہے جسکو جسطرح مزاج مین آئے اُسکو قتل کر شاہباز نے ارابے سے
اُتارنے کا ارادہ کیا سرہنگ کی آنکھ کھل گئی اپنے کو جو قید مین پایا غل مچانے لگا پکار کر
آواز دی اُستاد مین ہون سرہنگ عمرو مجھکو قید کر گیا خواجہ نے بڑھکر ایک تھپڑ مارا اور
شاہباز سے کہا اُستاد اس مکار کی باتون کا خیال نہ کیجیے بہ تعجیل دار پر اسکو کھینچیے شاہباز
نے عمرو نقلی کو دار پر کھینچا شاگردون سے اشارہ کیا تیر مارو جب تیر بجر کمان مین پیوست
ہوے سرہنگ تڑپنے لگا کہتا تھا اُستاد مین بیجا قتل ہوتا ہون عمرو نے ایسا غل مچایا کہ
سرہنگ کی بات شاہباز کو سُننے نہ دی چار طرف سے تیر پڑے کہ چند تیر چہرۂ پشت کو توڑ
کر پار گذرے نوبت نقارے بجنے لگے چار جانب ہلڑ ہوا کہ عمرو مارا گیا اب شاہباز نے
اشارہ کیا لندھور کو بھی دار پر کھینچو لندھور کو بھی ارابے سے اُتارنے لگے لندھور نے لنگر
مارا ارابے سے نہین اُترتے کہکشان کو خبر پہونچی کہ لندھور ارابے سے نہین اُترتے
کہکشان خود گینڈے سے کودا چاہا کہ لندھور کو ارابے سے اُتارے کہ زمین تھرائی نعرۂ
صاحبقران کی آواز آئی - نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	بیک تیغ صمصام و قمقام تام
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحسام	بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ درخاک کرد

نعرہ کرکے امیر آ گرے باجے جو امیر نے بجتے دیکھے گھبراکر پوچھنے لگے یہ کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا اے شہریار غضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ ٹارک
لٹک رہا ہے تمام جسم مشبک ہے یہ کہکے برق چلا صاحبقران نے جو لاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قلب ٹھہراگیا جھٹ کرلڑنے لگے ڈر ہے کہ لندھور نہ قتل ہوجائے مگر ایسے
لاشہ عمرو کا دیکھکر ایسے بیقرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندھور کے چلے مگر سر ہنگ نقلی یعنی
خواجہ عمرو فوراً جست وخیز کرتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے شاہباز کے برابر خواجہ عمرو
آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساربان زادے نے میرا نام لیا مجھے ناحق کو بدنام کیا
دیکھیے صاحبقران کس زور وشور سے لڑتے ہوئے آتے ہین جیسے ہی شاہباز نے
طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہونچ ہی چکے تھے کوکھ پر ایک خنجر مارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پر خود رشید اہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا

عمرو ذیحشم جہتر جہتران
اُٹھاتا ہون کفار کے مین جو تین
مری چال سے ہو صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھنکاتا ہون دشمن کو ہر دم کو گھمن
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہے
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

امیر نے جو نعرۂ عمرو کی صدا سنی مثل گل شگفتہ ہوگئے کہا اے جہتر برق فرنگی تمھارے اُستاد
کے نعرے کی آواز آئی ہے یہان عمرو نے جو شاہباز کو مارا عیارون نے عمرو کو گھیر لیا عمرو
اُنسے لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہونچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھرے ہوئے ہین
نیمچہ کھینچکر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق۔

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہے
ارسطوئے ذیعلم شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہے شرق ہے

لقب ہے مرا برق خنجر گذار
زمانے کا مکار وغدار ہون
در مکر پر سیدا ابھرا رہا
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہے

نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا خواجہ بڑے زور وشور سے لڑ رہے ہین جسکے نیمچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا
امیر لڑتے بڑھتے قریب لندھور کے پہونچے بڑھکر ہاتھ مارا لندھور نے ہاتھ اُٹھا دیا
ہتھکڑی کٹی لندھور نے خانۂ زور مین آکر قید توڑی وہی ارابہ اُٹھالیا اُسکو جو گھماتا

شروع کیا ایک ایک جنبش مین دس دس کے سر پھٹے بھیجے ارا بے مین لپٹے ہوئے ہین کہکشان جادو کو بڑھکر ہرکارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہرکارون نے عرض کی بہ شکل سرہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سرہنگ تھا اُستاد شاگرد خوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہے لندھور نے جو قید اپنی توڑی جھکڑ ملا اُٹھا لیا اُسی جھکڑے سے لڑ رہا ہے ہزارون ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سُنکر کہکشان گھبرایا رفیقون سے کہا کہ یارو اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا طرف قلعے کے نکل چلیے کہکشان زنگی اپنے ساتھ والون کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو کو ساتھ لیا اُسی مقام پر بہ فتح و فیروزی اُتر پڑے آکر داخل بارگاہ ہوے بیٹھے ہوے لندھور و عمرو سے باتین کر رہے ہین سب سردارون نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا پیچھا نہ کیا اسی مین کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہے امیر نے شتر سوار کو بلوایا شتر سوار نے اندر آکے ایک نامہ پیش کیا امیر نے جو نامے کو ہاتھ مین لیا سرنامے پہ نام مہناز ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بے وردہ عہد کج ادائی غزال صحرائے بے اعتنائی زیدت دولتکم بعد آرزوے ملاقات مسرت آیات واضح ہو کنیز کو خبر پہونچی کہ کہکشان آپ کے مقابلے مین آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعۂ کہکشان کے پہونچایئے ورنہ وہ ایسا انتظام کریگا کہ حضور تا بہ قلعۂ کہکشان نہ جا سکین گے کیونکہ کہکشان جادو بڑا زبردست ساحر ہے آپ کے اسم اعظم سے کچھ اُسکا زور نہ چلا ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق مین حضور کے عجیب حال ہے زندگی محال ہے اصل مین یہ کیفیت ہے

نظم

افزائش یہ تھا قلق دل تمام رات ‏ ‏ ‏ کاٹی ہے ہجر یار بہ مشکل تمام رات

ہر لحظہ دل مین شوق شہادت کے جوش تھے ‏ ‏ ‏ ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات

محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن ‏ ‏ ‏ آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات

فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم ‏ ‏ ‏ جاری رہا ہے قافلۂ دل تمام رات

کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین ای نسیم

بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

امیر نے اس غزل کو پڑھکر جواب لکھا کہ نامۂ محبت آمیز تمھارا پہونچا بموجب تمھارے لکھنے کے فوراً طرف دربند مذکور کے جاتے ہین یہ لکھکر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قنطور زرین کلاہ اسکے ساتھ ہی راستہ بھر صلاحین کرتا ہوا جاتا ہی کسی منزل پر قیام نہ کیا برابر کوچ کرکے قلعہ کہکشان مین پہونچا تخت پر آکے بیٹھا مشیر و وزیر گرد یہی ذکر ہونے لگے کہ ایک ساحر آسمان پر اُڑتا ہوا آیا دربار مین کہکشان کے گرا کہا ای کہکشان نامدار طلسم کشا عالیوقار طرف باغ نسترن کے جاتے ہین نسترن نے ابلاغ بپر دندان پہلوان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے برائے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپکے قلعے کے قریب آکر اُترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اُسکے ساتھ کر دیجیے سُنا ہی کہ علم شبخون مین ابلاغ کو زیادہ دخل ہے وہ جب کسی حریف پر گیا تو شبخون مارکر اُسے تباہ کیا یہی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپکے سرداروں کے لازم میلاد و دامن پوش حاکم جشنۂ میلادیہ نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر کہکشان سے اطلاع کرو یہ کہکے وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اُنسے سوال کیا کہ کون تم مین ایسا ہی کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اُسکی شرکت کرنا واجب ولازم ہی مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جاے کہ حاکم دربند کہکشان نے یہ آفت برپای ساوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قدار مکار و غدار اپنے مقام سے اُٹھا یہ کہکر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لائیگا شبخون سے ایسی بات نہین ہے کہ طلسم کشا بچ سکے کہکشان نے اُسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ کیے ساوس فوج مذکور لیکر بیرون قلعہ انتظار مین ابلاغ کے اُترا دوسرے دن بیرون رہے گرد اُڑی دیکھا کہ ابلاغ بپر دندان فیل مست پر سوار پشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل نمایان ہوے ساوس نے بڑھکر

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اے سالوس بیرون قلعہ آنے کا کیا باعث ہوا
سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شبخون میں میرا ساتھ نہ دے سکو گے
سالوس نے کہا تم سے چند قدم آگے بڑھکر رہینگے دونون ایک ہی بارگاہ میں رہے چار پہر رات
آپس میں تکرار رہی جب صبح ہوئی دونون پہلوان سوار ہوئے لاکھ لاکھ سوار و پیدل دونون
کے ساتھ رستم ایک منزل پر فروکش ہیں بیرون بارگاہ زر سیان بچھی ہوئیں اسیر معشوقان
عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہیں یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ایکی مرتبہ انشاء اللہ باغ نسترن
میں سرکار کا مقام ہو نسترن جادو بڑی کوشش کر یگی کہ رستم نے دیکھا صحرا سے گرد
اڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی پھر ہر نے علمہائے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان
آمد لشکر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہو آکے دونون مقابلے میں اترے رستم نے سمک سے
کہا دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہیں کس ارادے سے آئے ہیں سمک گیا اور دریافت
کرکے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہیں مگر حقیقت میں بڑے
قد و قامت کے دونون جوان ہیں دونون مغرور نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھکر
اپنی بارگاہ میں آئے آج طلاے کی گشت دیوانہ شیر مردم در کے متعلق ہی جیسے ہی دائم
نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سمجھ لینگے دیوانے نے چوبدست اٹھائی کہا
آقا ایسی باتون پر مجھے غصہ آتا ہو ایک چوبدست ماردونگا برابر ہو جاوٴگے رستم نے
ہنسکر کہا کیون شامتین آئی ہیں تمھارے کان اکھاڑ ڈالونگا دیوانے نے پیچھے ہٹکر ایک
چوبدست ماری رستم نے پینترا بدل کے چوبدست کو خالی دیا چوبدست جو زمین پر پڑی گرد اڑی
رستم تو گرد میں چھپ گئے دیوانہ چیخین مارکر رونے لگا کہتا تھا اے آقا اسی دن کے لیے میں
منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوئے رستم نے پہلو سے نعرہ کیا کہ ارے کیون روتا ہو میں
بحفاظت پروردگار زندہ موجود ہون دیوانے نے چوبدست پھینک دی بڑھکر ایک چنگل مارا
کہ زرہ اور پوست نوچ لیگیا رستم کے جسم سے خون جاری ہوا جب تو رستم نے بڑھکر
دیوانے کے دونون کان پکڑے فرمایا کھیڑون دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہی دریلے جرأت کا بے بہا دُر ہی آقا معاف فرمایئے غصہ نہ کیجیے مگر طلاسے بری مین ہی جاؤنگا
رستم نے حکم دیا دیوانہ فسر پرمردم درجارسی دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لشکر مین آیا دوکاندار دن بہی
کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہان چور آوے تو
مجھے اطلاع کرنا مین کنارے پر لشکر کے ہون مین اُسکو مار ڈالونگا دوکاندار دیوانے کی صورت
سے ڈرتے ہین بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہین دیوانہ یہ سب انتظام کرکے کنارے پر لشکر
کے آکر ٹھہرا وہ دونون پہلوان اپنی بارگاہ مین ہین کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
کیا صلاح ہی آج شبخون مار کے طلسم کشا کو پکڑ لین سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم
ہی اُسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی مین نے تو طلسم کشا کو
دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہی سامنا ہوتے ہی گرفتار کرونگا سالوس نے کہا اُسنے
بڑے بڑے پہلوانون کو مار ا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
مارا جائیگا مین فوراً گرفتار کرونگا دونون مین تکرار ہونے لگی آخر یہانتک تکرار بڑھی کہ دونون
نے تلوارین کھینچین ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
نکلا فوجین دونون کی تیار ہوگئین نوبت نقارے بجنے لگے قرنا پھُکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
ادھر آپس مین تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو خود نامرد ہے
ایک ہی وار مین گرد بر کردونگا دونون مین تلوار چلنے لگی ہلڑ جو ہوا اور باجے جنگی بجنے لگے
دیوانے نے کنارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھ تو یہ کیسے
باجے بج رہے ہین سمک نے بڑھکر خبر دی کہ دونون پہلوان آپس مین لڑ رہے ہین دیوانے
نے کہا مین جاکر دونون کا فیصلہ کردون سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشہ دیکھو کہ دیوانہ چوبیت
لیکر سمک پر چلا کہا او عیار مجھے سمجھاتا ہی یہ کہکے چارسی دیوانون کو اشارہ کیا کہا ہان بھائیو
ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کرینگے فرمائینگے کہ اگر دیوانہ طلاسے بری نہ ہوتا تو
بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتین کرکے طرف فوج کفار کے چلا چارسی دیوانون کو ساتھ
لیکر دولاکھ پر آگرا سالوس اور ابلاغ دونون زخمی ہو چلے تھے کہ ایک چیخ کی آواز آئی زمین
ہلنے لگی دیوانے نے لشکر فوج کفار مین چوبدستین مارنا شروع کین کئی ہزار جوان مار کر

ڈالدیے ساوس نے کہا اے ابلاغ اب سنبھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کردی
اب ہم تم سنبھل کے لڑیں دونوں آپس میں ایک ہوے فوج کو بھی ترغیب دینے لگے
ایک طرف ابلاغ چلا اور ایک طرف ساوس کہتا ہوا جاتا ہی یارو تم سوار و پیدل بہت
ہو دیوانے کے ساتھ چار سو جوان ہیں جی داری کرو حق نمک خداوندی سے ادا ہو ساوس
جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیدل جاؤ کر کے طرف دیوانے کے چلتے ہیں اور دیوانہ
ہنگامہ شیرانہ چار سو دیوانوں کو جلائے ہوے چوبدستیں مارتا ہوا آتا ہی جب جمکر حملہ
کیا ہزار دو ہزار کے سر جھاتے جرأت کے جھنڈے گاڑے دیوانوں کی بیباکیاں و
چالاکیاں جب جم کے حربہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چیخیں مارنے میں حریف کو للکارتے ہیں
ساوس کو جو دیوانے نے دیکھا للکار کر آواز دی او نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد
تو اپنی فوج کا افسر ہے میں ملازم آقائے سرخ ہوں میرا آقا کسی سے نہیں دبتا مجھ ایسے کو
رفیق بنایا ہی چوبدست سے بیکار رہتا ہی دن بھر میں سو مرتبہ بگڑتا ہوں اپنے آقا سے لڑتا ہوں
تجھکو کب مانونگا یہ کہکے جست کرتا ہوا سامنے ساوس کے آیا ساوس نے
ہاتھ تلوار کا جھکایا دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ گینڈے نے ساوس کے منہ پھیرا زمین
کھڑا گئی ساوس نے چاہا گینڈے کو بھگاؤں مگر دیوانے نے للکارا گردن میں جو طوق
پڑا ہی اُسکو ہلا کر چوبدست کو گردش دی خبردار خبردار کہکے چوبدست آہنی لگائی ساوس
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا چوبدست جو آکر پڑی سپر کے پھول مرجھائے سپر رو گردان چوبدست
جو پڑی سپر ہاتھ سے چھوٹ کر سر پہ پڑی سر گردن میں گردن سینے میں سارا جسم گینڈے
میں گینڈا و ساوس دونوں خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ پکارتا ہی ابے ساوس
دیوث تجھکو مقابلہ کر کیا تانگ پھیلائے پڑا ہی دیکھوں تو کیا پہلوان ہی ساتھ والوں نے
جو دیکھا کہ ساوس مارا گیا رونے پیٹنے سامنے ابلاغ کے آئے کہا اے ابلاغ ساوس کو
دیوانے نے مار ڈالا گینڈا و افسر خون کا تھالا ہو کر رہگئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلاغ نے
افسروں کو پکارا کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے مگر بڑے غضب کا ہی نہیں معلوم طلسم کشا
نے کیا سحر کیا ہی کہ اُنکی اطاعت میں ہی سنتا ہوں کہ روز طلسم کشا پہ چوبدستیں لگاتا ہی

مگر طلسم کشا اپنے کو بچاتے ہین ایسا اسکو دبایا کہ یہ نام سے طلسم کشا کے ڈرتا ہی رفیقون نے کہا حضور اصل مین یہ کیفیت ہی کہ طلسم کشا نے بڑے دور و شور سے اسکو زیر کیا ایسا دبایا کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کرلین ابلاغ نے بھی ترغیب دی کہ چار جانب سے فوج نے مجمع کیا کمندین اور رسنین دیوانے پر پڑنے لگین ساہنے دیوانہ کے فوج جسے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کمندین پڑین کہ ** ہندھکر گرا چار طرف سے از روے بلوہ کفار ٹوٹ پڑے گرد دیوانہ بیہوش ہو کر گرا ابلاغ نے گرفتار کرالیا ساتھ والون نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو بدستین تان کر چلے سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑے کہ کئی ہزار کو مارا لاشے تڑپ رہے ہین ابلاغ نے آواز دی یاروان سب کو رسنون اور کمندون مین گرفتار کرو ان بیچارون پر بھی کمندین پڑنے لگین دیوانہ شریر مردم در سع ساتھ والون کے گرفتار ہوا وہ طبل امان بجا کر پلٹ گیا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا ہم تو منع کرتے تھے کہ یہ دیوانہ طلاے پر نہ جاے اسنے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا اے سمک بڑھکر خبر تو لو سمک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے مین پلٹ کے آیا عرض کی ساوس تو مارا گیا دیوانے کی ایسی جو بدست بڑی کر پر اٹھا ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کمندون سے گرفتار کرالیا اب اسنے قید کیا ہی حکم دیا ہی کہ کل سویرے سے میدان جنگ کی تیاری ہو دیوانہ قیدخانے مین زنجیرین ہلا رہا ہی رستم نے کہا میری زندگی مین دیوانے کو کون قتل کرسکتا ہی اے سمک ہمکو وقت پر خبر دینا سمک بصورت مبدل داخل لشکر کفار ہوا پھرنے لگا ابلاغ جو اس معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بخدمت نسترن جادو لکھی جسکا مضمون یہ تھا کہ غلام بموجب حکم جو آکر بیونجا طرف سے کہکشان جادو کے ساوس نامے ایک پہلوان آیا ایسا جاہل اجل تھا کہ غلام سے تکرار کرنے لگا آخر دیوانہ شریر مردم در کے ہاتھ سے مارا گیا مین نے دیوانے کو گرفتار کیا ہی کسی جادوگر کو روانہ کیجیے مین نے رستم کو بھی روکا ہی آگے نہ بڑھنے دونگا نسترن جادو بلغ نسترن مین بیٹھی ہے جادوگرنیان اسکے پاس بیٹھی تھین ہلال انجم پیشانی نے ذکر دیوانے کا سنا کہ چار سو دیوانون سے وہ

دولا کھہ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ ساؤس بھی مارا گیا ابلاغ باقی ہی اپنے مقام سے
اُٹھی کہا اے ملکۂ عالم کنیز جا کر طلسم کشا کو روک لیگی ابلاغ تو بہ قوت روکیگا مگر مین سحر سے
روکونگی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکیگا ہلال نجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے لشترن
نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہی اسکو چونکہ خوف ہو کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا
آ کے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آپڑا تو کون روک سکیگا یقین ہی کہ اپنے رفیق کو رہا
کر لیجائیگا کہ دفعتہ آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادوگرنیون سے
آکر پہونچی ابلاغ خوش ہوگیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئین آج میرا ارادہ تھا کہ میدان جنگ
کی تیاری کرون دیوانے کو قتل کر ڈالون لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آجائے
ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ مین دیکھونگی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیلخانہ بزنجیر
تمام کر دیوانے کو لایا دیوانہ چل کرتا ہوا دربار مین آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
سبزہ رنگ گلے مین طوق زرین پڑا ہوا خوف کا نام نہین زنجیرین ہلاتا ہوا دربار مین آیا
بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہوگئی پہلو
بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آگیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس شیر کو کیونکر گرفتار کیا
ابلاغ نے کہا کمندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے رکتا تھا گرتے گرتے کئی سو جوان
مارے جب بیہوش ہوگیا تب بہ مشکل تمام گرفتار ہوا ہے کھلے قید خانے مین بھیجدیا ابلاغ
نے ہلال کی خاطر کے واسطے گائیون کو بلایا گائیین سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ
بجوش و خروش گانے لگین نظم

ہوس یہ رہگئی دلمین کہ مدعا نہ ملا	بہت جہان مین ڈھونڈھا پر آشنا نہ ملا
ہوا ہے کون سا معشوق باوفا اے دل	گلہ عبث ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا
عجیب قسمت بد تھی شب فراق مین ہم	کمال ڈھونڈھ پھرے خاک قضا نہ ملا
ندی تو ہاتھ سے ہوں مصحف بھی مین رنگ حنا	ہوئے شوق فنا مین جہان اڑا نہ ملا
جواب دیگی بھلا روز باز پرس تو کیا	اُڑا اُڑا کے ہمین خاک مین صبا نہ ملا
وہ کشتۂ نگہ قہر تھا کہ محشر مین	مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا

غرض عجب ستم عمر کی ہوئی کشتی　　بہت سا ہمنے پکارا پہ ناخدا نہ ملا
کمال عیش و جوانی و ملک و مال و طرب　　یہ سب ملے ہمین پر یار باوفا نہ ملا
عجیب جوش جنون مین ہوئی تھی پامالی　　کہ ایک آبلہ تک دوستدار پا نہ ملا
بچے ہزار تمنا سے کیون نہ بے کلی　　کہ خار کو کوئی ہمسا برہنہ پا نہ ملا
بہت ہی کرتی رہی باغ دہر مین گلگشت　　پر اپنی بلبل دل کو نسیم سا نہ ملا

یہ اشعار عاشقانہ جو گائے گئے ہلال کی آنکھون مین آنسو بھر آئے ابلاغ نے پوچھا
کیون ملکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا اے ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہی
پریشانی سامنے آتی ہی اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہی طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہی کیسے
کیسے سردار جمع ہین کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے پہلوان دوران
اسوقت دربار مین طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہی ملکہ شہرت مرصع پوش نے ہلال انجم پیشانی
کے آنے کی جو خبر سُنی اپنے مقام سے اٹھی ہین اور کہتی ہین کہ دیکھون تو ہلال کیا کرتی ہی
مین برائے رہائی شہریہ مردم در جاتی ہون دیکھون کہ بی ہلال میرا کیا کرینگی ایک طرف
سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اُٹھا ہی کہ اے ملکۂ عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو
مناسب نہین ہی کہ لشکر دشمن مین جائیے آفتاب فلک سیر کاہن نے اُٹھکر دونون کو
روکا اور کہتا ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین شہریہ مردم در کو مجھے بھیجیے اس سہولت
مین رہا کرون کہ کسیکو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہی آپ لوگ کیون تکلیف کرین غرق دریا
ہو کر جاؤن دیوانے کو رہا کرا لاؤن اور کسیکو نہ معلوم ہو جو بولیگا اور روکیگا سمجھ لونگی اور
عیوق یہ کہکے اُٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہین جاروق کہتا ہی مین اسیوقت جا کر قید خانے
مین گھس جاؤن رفیق کو مع جملہ ہمراہیان رہا کرا لاؤن مگر طلسم کشا نے بہ نرم زبانی سب کو
روکا ہی کہا تم لوگ ایسے ہی جانباز اور سرفروش ہو کیونکر نہ دریائے جرأت کا جوش ہو ابلاغ
کو ارادہ کرتے دو دیوانے کی سزا ہی کہ ہمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ لشکر کفار مین دخل نہ دینا اُسنے
ہمارا کہنا نہ مانا آخر یہ روز سیاہ دیکھا جسوقت وہ قصد کریگا کہ اُسکو قتل کرین اُسی وقت
مین جا پڑونگا سب تو رک گئے مگر بی شہرت نہین رکتین انکا ارادہ ہی کہ آپ جا ئین کئی سرافراز

فوج لیلے ایسے ساحر بگڑ رہے ہین ای پہلوان دوران کچھ تدبیر کیجیے ابلاغ نے جو خبر سنی کہا کیون ملکہ ہلال اب کیا تدبیر کرون اگر تمھاری خوشی ہو تو دیوانے کو لیکر بخدمت شعرن چلا جاؤن وہان اُنکو اختیار ہے ہلال نے جواب دیا کہ ای ابلاغ طلسم کشا جانے دیگا راہ مین جاکر روکیگا معرکہ عظیم پڑیگا مگر مین بڑھکر ایک حصار سحر بناتی ہون کہ کوئی ساحر نہ آسکے اگر طلسم کشا آئیگا گرفتار ہوگی مشکل یہ ہی کہ تحفے اُنکے پاس موجود ہین ابلاغ ملکہ سے منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکہ عالم تم حصار سحر بناؤ روکنے کی ساحرون کے تدبیر کرو یہ سُنکر ہلال اپنے مقام سے اُٹھی اس حیلہ سے در زندانخانے پر آئی اور نگہبانون سے کہا ہوشیار رہنا دیوانہ نے جو قید خانے سے ہلال کو دیکھا زنجیرین ہلانے لگا پکار کر آواز دی ای نرگس ذرا ہنسے تو نگاہ ملا شرما کر ہلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دیوانہ بھی اشارے کرنے لگا اور پکار کر آواز دی ای مہ جبین ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

مزا دیوانگی کا زیر شمشیر دو دم نکلا
کہ زنجیر ہوا سنکر مرے سینے سے دم نکلا

جبین سائی کو ہم کس حوصلے پر آپ تک پہنچے
نہ بل زلفون مین کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا

بڑے ثابت قدم یاران اپنا دوست ہوتے ہین
کہ اشک دیدہ سے لخت جگر ہو کر بہم نکلا

نہ ڈوبی کشتی افلاک جوش چشم گریان سے
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم افسوس کم نکلا

غضب کیا کیا نہین لائی نگاہ شرمزا تیری
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو ستم نکلا

پکارا مجھکو وان اُسکو ہوئی منظور خاص جسمین
جو نکلا نام بھی میرا تو مانند قسم نکلا

وہی زور جوانی مین ابھی پشت خمیدہ ہی
کمان آسمان پیر کا ابتک نہ خم نکلا

نہ چھوڑا خاک نے جز خاک کچھ اُنکا نشان باقی
نہ دارا قبر سے نکلا نہ اسکندر نہ جم نکلا

ابھی پردے مین ہو جسپر پیام مرگ آتے ہین
قیامت اور آئیگی اگر باہر قدم نکلا

زمانہ مسکون سے ای نسیم آباد ہی اجڑ
بہت ڈھونڈھا مگر کوئی نہ ارباب کرم نکلا

اس رنگ سے دیوانے نے یہ اشعار پڑھے کہ ہلال انجم پیشانی کا چہرہ چمکنے لگا اور اختر اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیوانے کو بھی مجھپر توجہ ہوئی بڑے جلیل کا رفیق ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹہلتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
زنجیر ہلانے لگا قید خانے میں اُچھلتا ہی کودتا ہی دمبدم یہی کہتا ہی ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان تجھکو دیکھکر میری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تدبیر کر کہ میں اور تو ایک
پاس رہوں یہ سُنکر ہلال نے کہا نہ گھبرا میں تیری رہائی کی تدبیر کرتی ہوں قصد کر رہی ہوں کہ سحر کرکے
نگہبانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤں قضاے کار نسترن جادو جلسے میں اپنے
بیٹھی ہی اور سب مصاحب جمع ہیں یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہلال واسطے روکنے طلسم کشا کے گئی ہے
ابلاغ ایسا پہلوان ہلال ایسی ساحرہ اُسنے جاکر ایسا سحر کیا ہوگا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
سکینگے اُسکی بہن نجم جادو بیٹھی ہی اُسنے کہا ملکۂ عالم یہ تو ارشاد فرمایئے کہ طلسم کشا صاحب لوح
و حاکم تحفہ جات اُسپر سحر کیونکر تاثیر کریگا بڑی مشکل پڑیگی یہ تو کتاب میں دیکھیے کہ اسوقت
ہماری بہن کیا کر رہی ہیں نسترن نے جھولی سے کتاب نکالی اُسکو کھولا مضمون دیکھکر منھ
پیٹ لیا نجم نے پوچھا حضور خیر تو ہی کہا اور غضب دیکھو دیوانے کو دیکھکر دیوانی ہوئیں
قید خانے میں اُسکے پاس بیٹھی ہیں نگہبانوں پر سحر کیا چاہتی ہیں نگہبان بیہوش ہوے
اور وہ دیوانے کو لے نکلیں ای نجم تو جا چوٹی پکڑ کے کھینچتی ہوئی لا وہ سزا دوں کہ دیکھنے والوں
کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
کیا چاہتی ہیں اُس دیوانے نے جو وحشیانہ کلام کیے بس گئیں رات کو گانا سُنا اور
زیادہ بیقرار ہوئیں غزل عاشقانہ سُنکر روتی تھیں نجم نے کہا میں ابھی جاکر لاتی ہوں اس
ذلت سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں یہ کہکے سامنے سے نسترن کے اُٹھی نسترن نے
کہا ایسا نہو اُسکے ساتھ کی فوج بگڑ جاے اور تمھارے ساتھ فساد کرے نجم نے کہا کیا مجال ہی
کہ کوئی بول سکے جاتے ہی گرفتار کر لونگی نسترن نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا اُنکی
ثابت ہو نجم جادو پرواز پیدا کرکے چلی مگر نسترن کو فکر ہوئی کہ ایسا نہو نجم گرفتار ہو جائے
تو باعث خرابی ہی بارہ ہزار جادوگر جمع کیے افسر اُنکا مسکین جادو ہی کہا ای مسکین جلد
جاؤ اگر نجم جاتے ہی ہلال کو انگشت نما کر دے تو تم الگ رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو تم بھی
شرکت کرنا مسکین نے کہا مجھکو دیکھتے ہی بی ہلال کا زہرہ ہو گی آپکا حکم قضا شیم ہی

مجال ہی کہ آپ کے حکم میں در انداز ہو یہ کہکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار ساحر اسکے تخت کے ساتھ چلے وہاں ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہبانوں پر سحر کر رہی ہے نگہبان کہتے ہیں کیا ٹھنڈی ہوا چلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہو جی چاہتا ہو سو رہیں نیند آرہی ہو طبیعت گھبرا رہی ہو کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈی ہوا کھا کر ایسے بد حواس ہوے کہ گانے لگے نظم

کس پری رو کا انتظار ہی آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج
بلبلو باغ میں بہار ہے آج

آہ کی برق کوند جاتی ہی
ابر ترچشم اشکبار ہے آج

شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح رواں شکار ہو آج

تیرے آتے ہی دیکھ رحمت جان
جین ہو صبر ہے قرار ہے آج

وصل گلرو سے عیش باغ میں ہی
باغیوں کو کمال خار ہے آج

لخت لخت کل تو مجھسے ملنے کا
کس لیے تکو ننگ و عار ہی آج

دھیان ہی کاکل پریشاں کا
اسلیے دل کو انتشار ہے آج

قتل گہ میں جو خاک اڑتی ہے
گرم رو کوئی شہسوار ہو آج

لب معشوق دیکھ تیر نظر
تو دہ دل کے صاف پار ہی آج

کہنا قاصد سے اسکے جینے کا
وعدۂ وصل پر مدار ہے آج

درد ہو کیوں نہ اپنے پہلو میں
غیر سے یار ہمکنار ہے آج

ہجر گلرو میں سیر باغ کہاں
نکہت گل بھی ناگوار ہے آج

عندلیبو مقام ناز ہے یہ
غیرت گل گلے کا ہار ہے آج

میں نہیں ہجر یار میں تنہا
غم دلدار غمگسار ہے آج

دھیان میں کسکی چشم میگوں کے
کہو رعنا تمہیں خمار ہی آج

بعض یہ اشعار پڑھ کے بجانے گانے لگے کہتے ہیں ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے در قیصر پر ایک ہنگامہ ہی ہلال بیٹھی ہنس رہی ہی دیوانے سے کہتی ہی نہ گھبرا میں تھوڑے

عرضے مین ان سب کو ہٹائے دیتی ہون تجھکو لیے چلتی ہون دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہی معشوق کو دیکھکر ہنس رہا ہی قضائے کار ہلال چاہتی ہی کہ دیوانے کو رہا کر دون یہان تک باہر تا کلجائیگا مین اسکے عقب مین جاؤن جو روکے اُسکو دیوانہ کر دون ابلاغ بیر دندان بارگاہ مین اپنی بیٹھا ہی قضائے کار بارگاہ سے نکلا دیکھا در قید خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہین کچھ دیوانہ وار وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہین اور ہلال قید خانے مین بیٹھی سحر کر رہی ہی ابلاغ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا پکار کر آواز دی ای ہلال یہ کیا کیا تمنے نگہبانون کو سُلا دیا یہ دیوانہ وار کیسے پھر رہے ہین ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیون نہین دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ اپنے آپ سے باہر ہوگیا پکار اُٹھا ای ہلال صاف تو یہ ہی نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہو اُسے ای دوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل ہی بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہی گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے دوش
دل ٹھکانے ہو تو دیکھین چلکے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح مہمان ہی گلشن کی بہار

جلوہ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہی عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہی چھینٹون سے لہو کی بار بار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

گر نہین کوئی نہ ہو باقی ہی کسکو احتیاج
دیکھتی ہی بیکسی اب میری مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے ای دل ہجوم داغ کے
کم نہین ہی جلوہ گلزار سے تن کی بہار

ہان اُٹھا اب پردہ رخسار روشن ای پری
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

مثل پیراہن ہوئی ہی زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہین ہی طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہی جب سینے مین آگ
گرد ہو جاتی ہی اکثر شمع روشن کی بہار

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہی نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد مین ہی مصاحب اسکے یہ حال دیکھکر دوڑے کہتے ہین اے پہلوان دوران آپکے قاعدے کے برخلاف ہی ہلال نے اُنپر بھی سحر کر دیا کہ سب مصاحب بھی اشعار پڑھ کے ناچنے لگے اب قصد ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دون ہنسکر کہا ای رفیق

طلسم کشا تو نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہون تو سب کا یہی حال
کردن میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی اب تو نکلا دیوانہ اچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق چمکی
نجم جادو اسوقت آکے پہونچی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ ناچ رہا ہی گرد اسکے مصاحب
چرخ مار رہے ہین ہلال اپنے مقام سے اٹھی چاہتی ہی دیوانے کو رہا کردن نجم نے وہین سے
للکارا او شوخ دیدہ اسی واسطے تجھکو ملکہ نسترن نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا چاہتی ہے
خبردار اسکے قریب نہ جانا اگر اسکو رہا کیا تو آفت برپا ہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملکہ نسترن
کو ہوگئی مجھکو بھیجا ہی بہتر یہ ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چلکر حاضر خدمت ملکہ نسترن
ہو ہلال نے کہا مین کیا نسترن کی لونڈی ہون ملازمت نہین کرتی مین اسکے پاس نہ جاؤنگی
یہ سنکر نجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹتے ہی اسمین سے دھوان نکلا وہ دھوان جو منہ
ہلال کے لگا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی نجم تڑپ کے آسمان سے گری چاہا کہ مین پنجہ میں
لے اڑون دیوانے نے جو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اٹھا للکار کر
آواز دی ہر چند کہ تو بھی نازک ہی مگر میری یہ نازک نہایت حسین وجمیل ہی تجھسے زیادہ شکیل
ہی مین تجپر توجہ نہین کرتا خبردار اسکے قریب نہ آنا نجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
چاہا جھپٹ کر اسکے بال پکڑون کھینچتی ہوئی لیجاؤن دیوانے نے غصے مین ہکہ مارا کہ ہتھکڑی
ٹوٹی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف نجم کے جھپٹا نجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دونگی
دیوانہ گر پڑیگا دیوانے نے جھپٹ کر ایک دانۂ زنجیر مار دیا کہ نجم کا سر پھٹا لڑکھڑا کر گری
اندھیرا ہوگیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من نجم جادو بود اب جو ہلال اٹھی دیکھا
دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشۂ نجم زمین پر پڑا ہی کہا ای یار وفادار اس مکارہ کو کیونکر مارا دیوانے
نے کہا قید توڑکر ایک زنجیر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اب ابلاغ کہہ رہا ہی ای ہلال تو نے
غضب کیا کہ فرستادۂ نسترن اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کردن دیوانہ منع
کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو مین اس سے سمجھ لونگا دیکھتے ہی کا اسکا قد وقامت
ہی ایک چوبدست اسکے واسطے کافی ہی یہ کہکے جھومتا ہوا چلا یکایک آسمان سے نعرہ
ہوا منم سنگین جادو او دیوانے مجہول ابلاغ پر نہ جانا ارے نجم جادو کو کسنے مارا

ارے یہ مصاحب نسترن تھی یہ کہکے مسکین جادو نے سحر کیا کہ دیوانہ رُک گیا پاؤن زمین نے تھام لیے ہلال نے بڑھکر سحر کیا دیوانے کو رہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر چلنے لگا مگر ہلال چمک چمک کے گرنے لگی جب تڑپ کر گری ہزار دو ہزار کے سر اُڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر مین کم ہی خوف ہوا کہ ایسا نہو میرا بھی سر اُڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضاے کار مہتر سمک یلداقی یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ جیکا کھڑا ہی جو بدست کو ہلا نہین سکتا یہ رنگ دیکھکر سمک بھاگا اُسوقت پہونچا کہ رستم دربار مین بیٹھے ہین تمام ساحر جمع ہین ملکہ شہرت کہ رہی ہین کہ حضور نے کنیز کو کل روک لیا ورنہ ابتک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت دامن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سمک آ پہونچا سمک نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی **فرد** - ای زابر رحمت خرم گل بستان ما + گفتگو سے حرف عشقت مطلع دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب طرح کا ہنگامہ لشکر کفار مین ہی آپس مین تلوار چل رہی ہی آپکے دیوانے پر بی ہلال عاشق ہوئی ہین نسترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اسنے اسکی بہن نجم جادو کو بھی اُسنے آکر ایسا سحر کیا کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اُٹھکر نجم کا سر بھاڑ ڈالا اب مسکین جادو آپڑا اُسنے ہلال کو گھیرا ہی کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہی پریشان پریشان لڑ رہی ہی یہ سُنکر شہرت اپنے مقام سے اُٹھی کہا حضور ایسا نہو رفیق آپ کا مارا جاے تو باعث خرابی ہوگا کہ آفتاب فلک سپرا اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ مین جاکر دیوانے کو لاتا ہون شہرت نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمایئے گا یہ کہکے بلند ہوئی اُسوقت جا کے پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہی مگر مصروف جنگ دیوانے کو جو پریشان دیکھتی ہی پکار کر آواز دیتی ہی لو صاحب تمسے رخصت ہوتے ہین تم سرشار رہو افسوس ہی حسرت وصل لیکر پردۂ دنیا سے چلے دیوانہ ان باتون کو سُنکر چیخین مار کر روتا ہی ہرچند چاہتا ہی بڑھون جاکر معشوق کو بچاؤن مگر ایسا سحر مین مبتلا ہی کہ زمین سے پاؤن نہین

چھوٹتے شہرت نے دہن سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے آواز دی ای شریر مردم درتو رفیق طلسم کشا ہو لڑتا بھڑتا نکلجا دیوانے نے رو کر آواز دی ای ملکہ شہرت کیونکر نکلجاؤں نزرک میری لگی ہوئی ہے اگر نزرک پر کوئی صدمہ ہو نچا تو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگا اس نزرک کے واسطے میری جان تک حاضر ہے نزرک سے کوئی شی عزیز نہیں اسطرح دیوانے نے بیچین ہو کر کہا کہ ملکہ شہرت ہنس پڑیں کہا ای شریر مردم در من تیری معشوقہ کو بھی نکالتی ہوں یہ کہکے طرف ابلاغ ببر دندان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ابلاغ ببر دندان مقام تعجب ہے کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر تماشہ دیکھو جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا ملکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھوں میں گجرہ پھولوں کا بندھا تھا وہ گجرا پھولوں کا کھولکر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا پکار کر شہرت نے آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو جیسے آنکھ ملاؤ اسقدر جیسے آنکھیں نیچا ؤ ابلاغ نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مہ جبین کو دیکھا دریا میں پھولوں کے غوطہ مارے ہوئے زیور جواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہن رشک چمن سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیریں گفتار ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل مچانے لگا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی اجو آپ کے چاہنے والے کا یہ حال ہے نظم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم	ہو چکے آغاز محبت ہی میں انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر	دیکھتے روز میں آ کے ترے بام کو ہم
پہلے تو عاشق عارض تھے اور اب بندۂ زلف	صبح کے بھولے ہوئے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہے سرکار میں ماشاء اللہ	مہربانی کے لیے غیر ہیں دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہیں	توڑ کر صاف نکلجائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہے حقیقت میں ایک	خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم
دیر میں یار ملا کفر ہوا دین رعنا	کیوں سلام اب نہ کریں کعبہ اسلام کو ہم

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف ملکہ شہرت کے چلا شہرت نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا للکارتا ہوا او ساحر ناکام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئین تجھکو سزا دونگا مسکین نے جو ابلاغ کو
آتے ہوے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہی ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا
کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر مجرہ پھینکا سب پر پھول برسے سب مبہوت ہو گئے مسکین
پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہونچا پکار کر آواز دی او نامرد کہان
جاتا ہی مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہی تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا ہی
حیران ہوا کدھر جاؤن کیونکر بھاگ کر نکلون آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر سحر کیا
یہ تو سحر مین ملکہ شہرت کے ہی سحر اُلٹا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی سوچکر ایک جانب
بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نعرہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہی
منم محن جادو فرستادۂ ملکہ نسترن یہ کہکے تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر
جو ساحرون پر تھا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہین
تجھپر جو قصد کیا اُسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش مین نہ تھے جی چاہتا تھا تجھکو قتل کرین اب
ذی ہوش ہوے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال
کو مارو نوجون نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہین ہلال کو پکڑ لین ہلال نے بہ نگاہ
یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچاییئے لاکھ ساحرون نے
مجھپر بلوہ کیا یقین ہی گرفتار کر لین ملکہ شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی محن جادو نے
لکۂ ابر پیدا کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اُسکو مٹایا
ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کڑک کر شہرت پر گری کہ شہرت کا
شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اتو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا
کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکار اُٹھی ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دہم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق ارض و سما و ای رب دوسرا مین نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا خاتمہ
ہوتا ہی جلد مدد کر اس بلا کو رد کر فرد شاباز کرم بر من درویش نگر بر حال من خستہ

دلربائش نگر ✦ ادھر ملکہ شہرت عرض کر رہی ہیں کہ ای مالک بے نیاز و ای خالق کارساز و قت اخیر ہی عین وقت پر جمال بے مثال رستم کو دیکھ لوں فراق میں کنیز کا عجیب حال ہی اسوقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہی - نظم

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو ‏ ‏ پریزادوں نے اپنے بال کھولے میرے ماتم کو
عداوت پاک دامن سے بھی ہی ابنائے عالم کو ‏ ‏ کیا ملعون معاذ اللہ بدکاری سے مریم کو
مثال شیر مادر خون دل پیتا ہی غیرت سے ‏ ‏ دیا کیا وصل اللہ نے فرزند آدمؑ کو
کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیمؑ پر جسنے ‏ ‏ گل و گلنار کر سکتا ہے وہ نار جہنم کو
محیط حسن و خوبی ہو سراپا یار زیبا ہے ‏ ‏ کہوں میں دو حباب بحر خوبی اُسکی محرم کو
میں دیوانہ ہوں اُس شنگ پری کا دیکھ جسکو ‏ ‏ سلیمانؑ نذر کی خاطر اُتارے اپنی خاتم کو
جھکے وہ تیغ ابرو راست بازوں کیطرف کیونکر ‏ ‏ بنایا ہی نہیں اُستاد نے تعلیم کے خم کو
بجا ہی جو کہوں محراب کعبہ اُسکے ابرو میں ‏ ‏ اگر تشبیہ دوں چاہ ذقن سے چاہ زمزم کو
گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالے اے زند ‏ ‏ اگر کمل سے بہتر جانتے کمخاب و شبنم کو

شہرت کی بیقراری یاد رستم میں اشکباری کہتی ہی ای خالق لیل و نہار میرا حال تجھپر ظاہر ہے تو میرے باطن سے بخوبی ماہر ہی کہ سمک نے جاکر رستم کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار شہرت و ہلال گھر گئیں دیوات زخموں میں چور رہے مگر شیرانہ لڑ رہا ہی ہر مرتبہ حضور کو پکارتا ہی رستم نے فوراً تیغۂ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہوکر آیا رستم نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہمیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر وغیرہ سب سوار ہوے مگر آفتاب آگے بڑھگیا اُسوقت آکے دیکھا کہ محسن نے وہ سحر کیا ہی کہ شہرت پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ ہلال سے پانی برساکر اپنے کو بچاتی ہے آفتاب نے جو شہرت کو اِس حال میں دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آواز دی ای شہرت ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو شہرت نے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منھ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں سب زخم اندمال پا گئے مگر باطن میں درد ہی رنج سے رنگت شہرت کی زرد ہو صدمۂ زخم قلب پر ہی نہایت بیقرار و مضطر ہے اُس حال میں پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھاکر بتایا کہ وہ لڑتے ہوئے آتے ہیں رستم
پہ سے درہم و برہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ بیر دندان سامنے آیا سحر شہرت سے
مبہوت ہو رہی پکار کر آواز دی اے طلسم کشا فدا مردان عالم سے تو آنکھیں چار کیجیے
مجھپر تو کوئی وار کیجیے قریب رستم پہونچکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاؤ
سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکے گھوڑا جھکایا گیڈے سے اسکے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ تیغہ
ہفت جوہر کا مارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہوکہ نام تو اسکا سپر ہے
اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا تیغہ ہفت جوہر چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق
شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کر تا بہ جگرگاہ پہونچی ابلاغ زمین پر گرا تمام
ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملکہ شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سو پہلوان اس مقام پر
مارے ایک غریو ہوا کہ طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ اے شریر مردم
نہ گھبرانا میں آپہونچا شریر مردم در نے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک و چست بجا
ارادہ درست ہوا چوبدست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جو لاشہ ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر
نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کہتی ہے آقا کو دیکھکر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے
محن جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزارہا ساحر و عیوق و جاروق
نغر ساحروں کا لشکر ساتھ لیے آگئے اب محن جادو گھبرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے
آفتاب فلک سیر آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہے گرمی سے ساحران غدار بدحواس جوش پر
پیاس سوچی کہ اے محن نکلجاؤں اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا بندوبست
ہے ملکہ نسترن نے کہکر بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلانا طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا لوح سے کلے
نین پڑی ہے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے محن جادو نکل گئی فوج کا ساتھ ستر ہزار ساحر مارا گیا
باقی ماندہ نے چاہا نکلجائیں آفتاب نے گھیرا حصار کا ڈالدیا اس حصار سے وہ نہیں
نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے
پناہ دی سب مطیع الاسلام ہوئے اسی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین شہرت نے عرض کی کہ آپکا باغ نسترن مین پہونچنا واجب ولازم ہی دو چار دن آپ کو وہان رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح سب حال بتا یگی طلسم کشا کا ارادہ ہی کہ طرف باغ نسترن کے کوچ کرین مگر محن جادو جو بھاگی راہ مین ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہی کئی سو افسر گرد فوجین گرد قصر کے اُتری ہوئی ہین محن جادو زخمدار تھی آسمان سے اُتر آئی اُس ساحر مسند نشین نے پکارکر آواز دی اے محن جادو خیر تو ہی بی نسترن سے جنگ آغاز کردی اور ہمکو خبر نہ کی سنو افتتاح جادو سلطنت نسترن ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرتے رہے پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئین محن نے کہا اے افتتاح جادو طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہی حقیقت مین طلسم کشا ایسا جری دہادر ہماری نگاہ سے نہین گذرا افتتاح نے کہا جب فرزندان جمشید دعوی خدائی پر ہفت پیکر کے مقابلے مین آئے اور ہفت پیکر اس طلسم مین آیا ہم سب نے ملکر فرزندان جمشید کو پکڑ لیا آجتک قید ہین کیا طلسم کشا اُنسے زیادہ ہی جس روز قصد کرونگا زمین ہلادونگا یہ کہکے محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا دیکھا ایک ساحرہ تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین گرد تاج سر پر شعلہ آتش نکلتے ہوے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ برستی ہی کسی طرف مینھ برس رہا ہی کسی جانب آندھی ہی کہین ذرے چمک رہے ہین اس زور و شور سے وہ ساحرہ آکر پہونچی افتتاح دیکھکر خوش ہوگیا اپنے مقام سے اُٹھا برائے استقبال آیا پکارکر کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا اے ملکہ اختتام جادو تمکو کچھ خبر ہی طلسم کشا لوح پا چکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بچو لی ہم انتظام کرلین گے اس راہ سے نہ جانے دینگے وہ عورت بھی آکر پہلو مین اُس ساحر کے بیٹھی کہا صاحب شراب کا چرچہ کرو ساقی بنکے موجود ہوے گلابیان کھلنے لگین جام گردش مین آیا ایک گائن شوخ و شنگ موسوم بہ نیرنگ سامنے افتتاح و اختتام کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

دیکھ لینا شرط ہی شمشیر خادساز کا		پیبھیجے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا

صوفیون کو وجد مین لاتا ہی نغمہ ساز کا
یہ اشارہ جسمے ہی اُنکی نگاہ ناز کا +
گفتگو بڑھ جائیگی تقریر عیسےٰ نے وکی
پڑگئے سوراخ دل مین گفتگو سے یار سے
روح قالب سے جدا کرتا ہی قالب روح سے
مُنھ سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا کچھ نہین
حیرت آنکھون کو ہی نظارہ مین اُس محبوب کے
یہ اشارہ کر رہی ہی ابروے خمدار یار
ای زبان کیجو نہ شرح حالت دل کا خیال
غیبت عاشق کے سننے کا دماغ اُسکو نہین
کا شکر ہے مطمئن صیاد بے پروا ہو
کھینچ دیتا ہی شبیہ شعر کا خاک خیال
بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین

شبہہ ہوجاتا ہی پردے سے تری آواز کا
دیکھو لو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
وہ لب جان بخش دم بھرتے ہین اب اعجاز کا
بے کنایہ کے نہین اک قول اُس طناز کا
ایک ادنےٰ سا کرشمہ ہی یہ تیرے ناز کا
شل ذی محتاج ہی اپنا دہن دمساز کا
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہی کس انداز کا
کام منھ چڑھتا ہی اس تلوار کے جانباز کا
منکشف ہوتا نہین بہتر ہی مخفی راز کا
بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
فکر رنگین کام اُسپر کرتی ہے پرواز کا
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

یہ غزل جو برمحل گائی گئی اہل محفل خوش ہوگئے عاشق و معشوق مین بوس و کنار ہونے لگا افتتاح نے کہا ای محن اب تم جاؤ مین ایسا سحر تمھارے ساتھ کردون کہ لشکر طلسم کشا غارت ہوجاے محن نے کہا ای افتتاح اُس سرزمین پر جاکر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے ہوگئے افتتاح نے جھولی سے ایک طائر نکالکر دیا کہا ای محن یہ طائر مین چھوڑتا ہون جسقدر سرداران طلسم کشا ہین یہ سبکو تمھارے پاس پہونچا دیگا تم لیکر خدمت نسترن مین جاکر نسترن تمسے راضی ہی ہم لوگ ہمیشہ ملکہ نسترن کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے اگر ہمارا قدم درمیان مین نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہین ارادہ کیا کہ طلسم ہفت پیکر پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہمنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے ملک مین آکر دباؤ نہین ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہین بڑھے یہین سے انتظام کر دیا لہذا تم فوج لیکر جاؤ جاکر مقابلے مین اُترو یہ طائر جو آڑ کر گیا ہی اُنکو زبان نہ ہلانا پڑیگا یہی طائر سب

انتظام کریگا بس تم اتنا کرو کہ مقابلے مین جا کر گروہ ہر روز ایک سردار تمھارے پاس آئیگا
محن جادو اپنے مقام سے اُٹھی ساٹھ ہزار ساحران کار آزمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
کر دیے محن لیکر اس فوج کو چلی یہان طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی
کہ دیوانہ شریر مردم در پر عاشق ہوئی ہو زخمی ہوکر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفاخانے مین
بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا کیون آقا نے نامدار میری نزرک کو کیا کیا
مین نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار ہنسنے لگے دیوانہ شرمندہ
ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمایئے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو مین باغ نسترن جاؤن
اپنی معشوقہ کو لاؤن دیکھون تو کون روکتا ہو ملکہ شہرت نے کہا تمھاری معشوقہ کو ہم ساتھ
لائے مگر انتہا کی زخمی تھی اُسکو شفاخانے مین بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت
پائیگی تمھارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہوکر طرف شفاخانے کے چلا شفاخانے
مین جو پہونچا دیکھا جراحون نے زخم کھولے ہین پٹیان چڑھا رہے ہین اسنے جو بدست جراح
پر ماردی جراح پر اٹھا ہوکر رہگیا اور جراح اُٹھکر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھا لیا
کاندھے پر سوار کیا ہلال چیخی ہے ارے دیوانے مجھے کہان لیے جاتا ہو اور کبھی اسکے
حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار مین آیا کہا آقا ے نامدار میری نزرک تو بڑی مصیبت
مین تھی مین نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
کو کاندھے سے اُتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگا نیے گا کبھی مین بھی آپ کی
نزرک کو چھوتا ہون رستم نے گھُر کا کہا آقا کیون بگڑتے ہو رستم نے دیوانے کے کان پکڑے
کہا ارے یہ زخمی ہے دو دن مین صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُسکے زخم
بگڑ جائین کان جو رستم نے پکڑے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اُتارا کہا لیجیے
آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو مین اسپر نگاہ ڈالونگا رستم
نے کہا تیری معشوقہ تجھکو مبارک ہو علاج کرکے تجھکو دی جائیگی اسوقت دربار مین ایک عجب
ہنگامہ ہو سمک یلداقی بیرون بارگاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی محن ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بارگاہ مین کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کرون

رستم نے کہا ای ہلال شفاخانے مین جاؤ زخمون کو بند ہواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طائر
آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چیخ مارا ہلال کی آنکھیں سرخ ہو گئیں کنیزون سے
کہا ہٹ جاؤ مین شفاخانے مین نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہی
مین جاکر اُسکی شریک ہون تم لوگ سب دشمن ہو یہ کہکے طرف لشکر محن کے چلی بلادہ ہوا
کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہی رستم باہر نکل آئے دیکھا ہلال مبہوت آنکھیں سرخ
چہرہ گلنار اسی پہ بگڑی ہی کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اے
ہلال تمنے کیا برائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدمون پر
گر پڑی کہا مین کنیز سرکاری ہون میری کیا مجال کہ جو کہین مین جاؤن محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
اُسکو دیکھکر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤن اب حضور کو دیکھکر ہوش آگیا سب
سردار اسی مقام پر آکے جمع ہوگئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر سحر ہوا تھا اُسی جوش
مین یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوئے محن کسی وجہ سے آگئی ہی
یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چیخ مارا یا تو
طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر ٹھہر گیا کہا مین برائے ملاقات محن جاؤنگا
یہ کہکے چلا ہرچند طلسم کشا نے پکارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر مین
محن کے پہونچا جاکر محن کو سلام کیا محن نے کہا ای آفتاب مزاج کیسا ہی آفتاب نے
کہا تمھارے پاس اسواسطے آئے ہین کہ ملکہ لنترن سے ہماری صفائی کرادو ہمین نہ سہی
طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت مہلت پائی محن نے اشارہ کیا
زبان مین اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان
بیڑیان پہنین محن نے آفتاب کو قیدخانے مین بھیجدیا ہلال جب شفاخانے مین پہونچی
جراحون نے پھر پٹیان چڑھائین بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھی یہی کہتی ہی کہ مین پاس محن کے
جاؤنگی وہ ملکہ لنترن سے معافی کرادیگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اُٹھی ہرچند جراحون
نے روکا ہلال نے پر پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جاکر سلام کیا مثل آفتاب
کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سحر اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ وہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا ماہی سحر یہ کہکے اُٹھی کہ نسترن سے صفائی کرنا ضرور ہو محن جادو صفائی کرادیگی اپنی بارگاہ سے اُٹھکر چلی نہنگ بحری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے مین تو آپکے ساتھ ہون ماہی سحر نے کہا بہوا میرے ساتھ آؤ پاس نسترن کے پہونچ جاینگے دونون جادوگرنیان لشکر سے نکل گئین پاس محن کے پہونچین محن نے آفتاب وہلال کے مثل انکو بھی قید کیا سمک نے یہ سب خبرین طلسم کشا کو پہونچائین کہ حضور چار سردار جاکر محن کے لشکر مین قید ہوے اپنے ہاتھ سے زبان مین سوزن دی خود ہتھکڑیان بیڑیان پہنین محن نے قیدخانے مین بھیجدیا رستم یہ خبر وحشت اثر سُنکر نہایت پریشان ہوے فرمایا ای سمک سردارون پر زوال آنے لگا دربار مین شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبرائیں یقین ہی وہ طائر مجھکو بھی لینے آئیگا جس وقت گرد میرے آکے چرخ ماریگا دیکھیے کسطور سے گرفتار کرتی ہون یہ کہکے شہرت اپنے مقام سے اُٹھی طرف اپنی بارگاہ کے چلی جیسے ہی قریب پہونچی دیکھا وہ طائر اُڑتا ہوا آتا ہے جب طائر سامنے نمایان ہوا شہرت نے للکارا او بے حیا مین نے پہچانا میرے قریب نہ آنا بہت پچھتائیگا اُس طائر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ مارون شہرت نے سحر کیا کہ وہ طائر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا منقار کھول کر پکارتا تھا کہ ای ملکہ شہرت آگاہ ہو

نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزل خوان چلیے	بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا	رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پاؤن مین تا ہے رفتار کی طاقت باقی	پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہو دل	ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہو جنون	تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجے اپنا نفس سرد کے ساتھ	ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے	قصد رہتا ہو یہی پاؤن کا اب وان چلیے
رہنما جوش جنون ہوگا بہار گل مین	طوق و زنجیر پہن لیجے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک سیہ کی ہمنے آتش	بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

ملکہ شہرت طرف طائر کے دیکھ رہی ہیں جوں جوں اشعار سنتی ہیں آنکھیں سُرخ ہوئی جاتی ہیں
نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکایک شہرت کو ولولہ ہوا جھولی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر
کنیزوں سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزوں نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا دوڑے ہوئے
آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے غصے میں جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا
کے جمال کو دیکھ کر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹ کے ہوا
پر اُڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک باز سفید ہوا
سے اُڑتا ہوا آیا طرف طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا باز نے دور تک پیچھا کیا
وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤں اس طائر کو پکڑ کر چیر ڈالوں جب تڑپ کر آسمان پر پہنچا آسمان
سے ایک برق گری کہ اُسنے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے
شہریار آپ کے گلے میں لوح تھی آپ کا جمال دیکھ کر قلب میں قوت آئی کہ میں نے یہ سحر کیا مگر
آسمان پر جا کر اسیر سحر ہوا وہ جل کر خاک ہو گیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جو وقت یہ طائر
میرے قریب آئے حضور اپنے کو بچائیں آپ کے جمال جہان آرا کو دیکھ کر قلب میں قوت
آئی ہے اگر حضور لوح حاصل کرکے نہ آتے تو اس طلسم میں وہ ساحر ہیں کہ حضور کا جمنا دشمنا
مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پر تاکید کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام
آج خبر لیتا ہے یہ کہکے بارگاہ محن میں آیا دیکھا محن جادو اکیلی بارگاہ میں بیٹھی ہے کہ ایک آواز
آئی ہم بھی آئیں محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہے کہ پیچھے
بارگاہ سے ایک ساحر مہیب ہنستا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا اے طیران جادو ملکہ شہرت
کو نہ لائے طیران نے کہا اے ملکہ! عالم میں گیا اور شہرت بہوت ہو چکی تھی کہ اُس وقت طلسم کشا
آ گئے طلسم کشا کو دیکھا شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اُسنے سحر کیا میں نے بلندی پر جا کر اُسپر برق
گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر میں جاتا ہوں یہ کہکے وہ ساحر بشکل طائر بلند ہوا
سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سائے میں بیٹھ
سر جھکا کر یہ اشعار عبرت آثار گانے لگا

نظم

چلتے ہیں ناز سے جو وہ رفتار آفتاب	پاؤں کو پوجتے ہیں پرستار آفتاب

منھ پہ نقاب ڈالا ہی جب سے کہ یار نے ۔ آنکھون مین اپنی بند ہی بازار آفتاب
پی کر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے ۔ وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب
حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ ۔ آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب
اُس طفل مہ جبین نے جو رکھی کلاہ کج ۔ پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب
نور زمین ہے گا ۔ گئے آسمان پہ ۔ عقل علیم ہے نہین رفتار آفتاب
البتہ روے یار کا ہمکو ہوا اشتباہ ۔ لب لعل کیسے دکھائے جو رخسار آفتاب
ٹھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے ۔ مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب
چلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہاے خام ۔ ظاہر ہین رخ سے آپ کے آثار آفتاب
پیدا ہوا ہون عشق رخ یار کے لیے ۔ دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین ۔ شب کو ہمارے گھر مین ہوا اقرار آفتاب
چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ ۔ ہی آفتاب ساغر سرشار آفتاب
ایسا کھرا ہو سکہ ترے داغ عشق کا ۔ کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لیے ۔ خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب
اندھیر اپنی آنکھون مین آتش ہی روشنی ۔ بے روے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان مین طیران کے آئی بیقرار ہو گیا درخت پہ بیٹھا پاؤن مین رشتہ محبت بندھ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہی لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے پلنگ پوش اوڑھے ہوے بیخ نخل مین سر ڈالے ہوے بیٹھی ہی اسی اپنی بیقراری مین شعر مذکور گا رہی ہی یا دل تردد منزل بہلا رہی ہی بصورت اصلی ہو کر درخت سے اُترا نہایت ہی قریب آیا پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا معلوم ہوا کہ زیر لکہ ابر ماہ تابان مخفی تھا ظاہر ہو گیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اے نازنین اس صحراے ہول خیز مین تجھ ایسی پریجبین کا کیا کام ہی صاف بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی اس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ برگشتہ بخت کا حال نہ پوچھو آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار اس صحرا مین آ پھنسی باپ میرا تاجر جلیل تھا وہ مجھکو ساتھ لیے ہوے جاتا تھا مال وافر کارندے معتبر ناگاہ شب کو قزاق آ پڑے

کارندے مارے گئے ہوا جان گرفتار ہوے مال سب لٹ گیا مین بدنصیب آوارہ ہوکر بارگاہ
سے نکلی آج تین دن ہوے کہ بے آب ودانہ اس جنگل مین پڑی ہون خبر بھیڑیے نے بھی مجھکو
نہ پوچھا ای شخص تیرا بڑا احسان ہوکہ تلوار سے مجھکو قتل کر ڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوٹون
طیران نے آواز دی ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہو سکتا ہی کہ تجھ ایسی محبوبہ کو
قتل کرون جان کو تیرے قدمون پر نثار کرون تمھاری آواز نے دل کو مشتاق کیا ذرا انھین
اشعار کو پھر تو سناؤ اس مہ جبین نے سپہ طیران کے پکڑ لیے کہا او دیوانے اس نگاہ
سے دیکھتا ہی کہ کھائے لیتا ہی میرے سر مین درد ہونے لگا نگاہ ہی کہ تیر دلدوز طیران منتین
کرنے لگا جب چاہتا ہی کہ بوسہ لون یا کچھ کلام محبت آمیز کرون وہ نازنین کہتی ہی ای شخص میرے
پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہی تیرے تیور سے دل تھراتا ہی طیران منتین
کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھکر منھ بند کیا صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کوئی شی لی کر منھ کھولا طیران نے کہا کیون ملکۂ عالم کیا شی پی اس نازنین نے
بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہی اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک
قطرہ مین مٹکے شراب کے منگوا دونگا کہ آٹھ پہر پیا کرو اس نازنین نے کہا صاحب مین اسین
سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہی جب درد غم والم سے گھبراتی ہون تو چند قطرے پی لیتی
ہون جان کو آرام ملتا ہی ای طیران اسکے پینے مین دخل نہ دے مجھ بدنصیب کو کہان ممکن ہوگی
تم تو مٹکے منگاؤگے مین کمبخت کہان سے لاؤنگی طیران نے کہا ای جان من یہ سامنے جو
لشکر معلوم ہوتا ہی مین اسکا مالک ہون اگر حکم دون تو مٹکے کے مٹکے شراب کے چلے آئین
نازنین نے کہا تمھاری حکومت کا کیا باعث ہی طیران نے جواب دیا کہ ملک افتتاح کا مین
بھیجا ہوا ہون چند سرداران اسلام کو قید کرا دیا خجسۂ جادو نہایت ساحرہ زبردست
ہی وہ ہر وقت اسی خیال مین رہتی ہی اسوجہ سے سحر نہین چلتا طلسم کشا نے بڑے بڑے
خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان سنکر وہ نازنین کوسنے لگی کہنی تھی انھین مسلمانون
مین کے لوگ تھے جو لوٹے آئے تھے ایک انھین مین کہتا تھا کہ رستم کو خبر کرو طیران کو
بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قزاقی بھی کرتے ہین نازنین نے پتے دیے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھکو دیکھکر دوڑا تھا آب شراب کے لیے تکرار
ہونے لگی نازنین تو کہتی ہے مین نہ دونگی طیران کہتا ہی مین چند قطرے پیونگا آخر اُس
نازنین نے گلابی بغل سے نکالکر سامنے رکھدی کہا لو صاحب تمھین اختیار ہی اگر پھر وہ پھر
مجھکو دھمکی ہوگی تو میرا دم نکلجائیگا طیران نے کہا مین بھی گلابی بھرلا دونگا پھر وہ پھر کیا
ہوتا کیا معنی یہان لا کے رکھدون میخانہ پھر دکھاؤن نازنین نے کہا تم منھ کھولو مین چند
قطرے تمھارے منھ مین انڈیل دون طیران منھ کھولکر بیٹھا نازنین نے گلابی اُٹھائی
مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سحر کردیا اب جو نازنین نے چاہا ساری شراب
منھ مین انڈیل دون گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بنکر اُڑی منھ مین اسکے نہ گئی جب تو طیران
نے کہا اری تو کون ہی سمک سمجھ گیا کہ اسنے سحر کیا خنجر گھسیٹ کر نعرہ کیا چاہا کہ جھانتی پر
چڑھ بیٹھون طیران نے ایک دوہتھڑ مارا کہ سمک زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے سے
اُڑ گیا طیران نے کہا ارے مین جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوے ہین عیار طلسم کشا
ضرور فکر کریگا یہ کہکے سمک کو کھینچتا ہوا لیچلا سمک چار جانب دیکھتا ہی جنگل کا سناٹا
کہین انسان کا نام نہین کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ساحر کس لیے جاتا ہی ذرا ہمسے ملاقات
کرلے طیران نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہی کہ ارے
ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہی بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
کو مارا چاہتا ہی جلد اپنے کو بچاوہ تدبیر خداوند کی تھی کہ شراب تجھکو نہ پینے دی منسم
خیال جادو فرستادۂ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کرکے قریب آیا
ایک نامہ ہاتھ مین دیا طیران نے سر تا پیر شہر ہفت پیکر کی بائی جی مین کہتا ہی خداوند کو
ہر وقت فکر رہتی ہی کہ عین وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہو نامے کو دیکھتا جاتا ہی دل
چاہتا ہی کہ سحر کرون باتین کرتے کرتے طیران نے سحر کیا نامہ دار کے پاؤن زمین نے تھام
لیے ساحر نے کہا ای طیران مجھپر سحر کرتا ہی اگر دفعیہ کرونگا تو جلکر خاک ہوجاؤگے ایک عیار
بد سحر کے سب کو عیار جانتے ہو طیران نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیار کا
چہرے سے اُڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہی طیران نے کہا

تو کون ہو عیار نے کہا میں نام نہ بتاؤنگا باعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا میں
واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہوگئی ساتھ والوں سے کہا اسی مقام پر اتر پڑو عیار نقابدار
جھتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہیں رات کو واسطے سیر کے جنگل میں نکلے سمک کو جو دیکھا
گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھکر حیران ہو جی میں کہتا ہو کہ بالکل یہ صورت تو مجھکو
برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر بہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہیں ہے مگر
ہمشبیہ برق ہو کچھ کچھ صورت میں فرق ہو کمسن مگر بڑا تیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا
طیران دونوں کو گرفتار کر کے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار میں رہتی ہو بارگاہ میں بیٹھی
تھی کہ ہرکارہ وق نے آکر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیاروں کو گرفتار کر کے لاتا ہی
عیاروں کا نام سنکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو پہچانا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا طیران
یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا میں نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہیں بتاتا محن نے کہا
جلادوں کو بلاؤ ساحر دوڑے وارن استاد کیں جلاد آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھایا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اُٹھا رفیقوں سے پوچھا
ہمارا یار وفادار عیار کہاں ہو ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار استاد
رات کو برائے سیر نکلے تھے سمک کو جو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب سنکر محن میں
تیاری میدان ہولی کی ہو رہی ہو چاروں سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب ہلال
وماہی سحر و نہنگ بحری سب زیر تیغ بیٹھے ہیں یہ سنکر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
مرکب پر سوار ہوا چند بھلے قراول ساتھ ہیں واسطے شکار کے آیا تھا کل دو سو سوار ہیں
مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہو کہ عیار ہمارا قتل ہو اور ہم تماشہ دیکھیں اُسوقت یہ
نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوے ہیں
حکم ہو کہ بارہ ہزار تیرانداز بلاؤ تیرانداز آنے کے جاتے ہیں کہ نعرہ نقابدار کی صدا آئی پلٹکر
طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش تیغہ برق تاب ہاتھ میں کھینچا ہوا دو سو سواروں
سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھکر آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانوں کے مددگار تو جا بجا
موجود ہیں یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا میں اسکو بھی گرفتار کرتا ہوں طلسم کشا یہ سب

لوح کے بیچ جاتا ہی یہ کس بھروسے پر بچیگا جیسے ہی نقابدار لڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار تیر اندازی کر رہے ہین جب دو سو تیر چلے دو سو ساحران خطاکار گھوڑون سے گرکے
تڑپ کر واصل جہنم ہوے کئی ہزار جوان ان دو سو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤن نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بدلگامی کرنے لگا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جدھر قصد
کرتا ہی ادھر نہین جاتا ساتھ والے گھوڑون سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑے
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین مین انگارے بچھے ہین تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محق نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہی ملازمان محق جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمھین ہمارے
نام ونشان سے کیا کام ہی ہم طلسم کشا کے مددگار ہین جہان کہین ساحرون کو پائینگے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑینگے تمھارے دشمن ہین ہماری صورت نہ دیکھنا اس تہور
سے نقابدار نے کہا کئی سو ملازمان محق چلے تھے مگر تھرا کر رک گئے کوئی قریب نہین آتا
ہرچند محق وطیران غل مچاتے ہین ساحر کہتے ہین قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مروڑ دیگا دیکھو کیسا شیر نر ہی للکارنے سے اسکے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ آتا ہی کلیجہ تھراتا ہی مگر آفتاب وماہی سحر و نہنگ بحری وہلال تہ دل سے دعا
مانگ رہے ہین پکار رہے ہین ای خالق بحر وبر وای رب اکبر اس بہادر کو بچالے ہم لوگ
مارے جائین مگر نقابدار پر حرف نہ آئے رباعی۔ شاہا زکرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ دلریش نگر + ہرچند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر +
بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا انکا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضاے کار نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باد سفید سایہ فگن رہتا ہی پردہ دنیا سے
پلٹا ہوا طرف پردہ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ نرہ دیو ہمراہ سائبان زربفتی سر پر
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زبرجدی پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت پر پشت پر عیار

طرار قنطورے لگائے ہوئے کمتر بن بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہین پروردگار کو پکار رہے ہین نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قرابت نے جوش مارا بیقرار ہوکر دیوزادون سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیوزاد بیرقین جھکاتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان چلتہ پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور بر سر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فگن ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا اُلٹا ہو گیا جسنے سحر کیا وہ گولے تیغ و تبر اُلٹے پلٹے اُنھین کے
سینون پر پڑے توڑ کر پشت کو پار گذرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ مقام کر اسم اعظم پڑھا جسم مین نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہونچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گولے نقابدار زرین پوش پر مارے جو گولہ مارا باز سفید سینہ سپر کردیتا ہو کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ پھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہو محن نے کہا ای طیران
نکل چلو اس نقابدار پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باز سفید کیا بلا ہو کہ گولہ پھٹ جاتا ہو اب
ٹھہرنا مناسب نہین طیران نے غلغلہ ماری اسی طائر کی شکل بنکر چاہا کہ نکل جاؤن باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اُڑتا ہوا جاتا ہو جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر نوچ کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دونون آنکھون پر دونون پنجے رکھدیے آنکھیں
نکالکر پھینک دین طیران کی آنکھون سے دریاے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دونون پنجے پیٹون سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی گرفتار
رنج و محن ہو گئی نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہونچا محن نے نقابدار پر آگ برسائی تلوارین گرائین خنجر
برسائے لیکن نقابدار پر تاثیر نہ ہوئی نقابدار بآواز بلند اسم اعظم پڑھ رہا ہو ادھر
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قید سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارون کو نقابدار زرین پوش
نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا ہنچ وہ گرمی پیدا ہوئی کہ عجیب پگھلنے
لگے نخل حدت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی جابجا زمین شق ہوئی
پانی اُبلنے لگا کہ ہزارہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چلی خنجر گرنے لگے کسی کا سر اُڑ گیا
کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ سمک گھبرایا ہوا آیا عرض کی اے شہریار معرکہ
عظیم پڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیار نقابدار مرصع پوش کا
آکر مدد کرنا اور بعضنا ساحران قتل ہونا اور نقابدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا بعد اسکے
نقابدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہے ساحر نقابدار کو گھیرے
ہوے ہین مگر کسیکا سحر اُس پر تاثیر نہین کرتا نقابدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہے غلام کی
نگاہ سے ایسا بہادر نہین گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہین ہے کہ اسم اعظم دستیاب
ہوا اُسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہین کچھ زور بازو دکھائین سمک خاموش ہو گیا
جانتا ہے کہ یہ جاہل مزاج ہین مین جو کچھ کہونگا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی بعد طیران قتل ہو محسن جادو
معروف جنگ ہے رستم فوراً سوار ہوے عیوق و جاروق ساتھ ہوے رستم نے حکم دیا
کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہمکو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہے سوار ہو کر چلے یہان
نقابدار نے گھیر کر محسن کو بھی مارا ساحران باقی مطیع اسلام ہوے اب نقابدار بہ فتح پلٹا
چارون سرداران رستم نقابدار زرین پوش کے ساتھ ہین دیوانہ شریر مردم در نے جوشنا
کہ آقا جاتے ہین جو بدست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیوانون کو ساتھ لیکر ہمراہ
رستم ہوا تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا نقابدار زرین پوش سے خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئی
سردار چہار جانب سے گھیرے ہوے عیار جست کرتا ہوا ساتھ کمندین بازوون پر توبڑا پتھرون
کا لٹکتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہے نقابدار آفتاب سے کہتا ہے آپ لوگ
اب جائین اور اپنے آقا سے ملین یہ مال جو لوٹ کا ہے تمھین لیتے جاؤ آفتاب نے مال کو
قبضہ کیا یہ بھی چلا بارگاہ مین خیمے چند ارابون پر خزانہ اس لطف سے آفتاب آتا ہے
زرین پوش نے کہا اے آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ اے شیر بیشۂ جرأت

تم فرزندان صاحبقران مین نہایت پُر قوت ہو ہمسے تمسے امتحان ہو جاے بعد فتح
طلسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیجیے لشکر لیکر اس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جاے صرف
امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہے مین عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد اُڑی نقابدار نے
دیکھا رستم پیلتن آتے ہین لوح طلسمی گلے مین تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جست
وخیز کرتا ہوا زنجیرون کی جھنکار دیوانون کی للکار دیوانے نے جو ہلال کو آتے دیکھا نزک نزک
کہتا ہوا دوڑا دوڑکر ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیون نزک کہان تھی رستم نے
نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا یہ مال
نقابدار کو دیدو ہم کیا اس مال کے محتاج ہین آفتاب نے پلٹکر نقابدار سے کہا نقابدار
کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لین گے تمکو دیچکے آفتاب نے کہا
آقا خفا ہوتے ہین ہماری یہ مجال نہین کہ بدون حکم آقا کے نامدار مال لین نقابدار نے
بڑھکر کہا ای رستم برہم کیون ہو رہے ہو یہ مال تمھارا حصہ ہے اسمین کیا قصہ ہے رستم نے
کہا ہم کیا تمھارے مال کے محتاج ہین صدہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحرونکو
مارکر آپکو بڑا گھمنڈ ہے نقابدار نے کہا مین صاحبقران سے مدت سے تقاضا کر رہا ہون
کہ مجھسے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزندون مین شل آپکے ہو اُس سے مقابلہ کرایئے مجھے
لحاظ ہے کہ صاحبقران سے ہم نبرد ہون اور طور سے امتحان ہو جاے اگر آپکو منظور ہو
مجھسے مقابلہ کیجیے مگر وعدہ حصول بابہاے صاحبقرانی ہو جاے رستم نے کہا بسم اللہ
جسطرح آپکو منظور ہو مین امتحان کو موجود ہون صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہے پہلے
اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صدہا زیر کیے اور میخون
مین چھوڑ دیے اسکی کیا حقیقت ہے دیوانہ شربہ مردم در تو ہلال سے باتین کر رہا تھا
اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہے چوبدست گھماتا ہوا جھپٹا
قریب آکر کہا او نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کر یہ کہکے چوبدست لگائی نقابدار نے
کلۂ چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا کہ چوبدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
دوڑکر چنگل مارا زرہ جسم نقابدار سے نوچ لیگیا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ کے

ایک ہلکہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے ملگیا دیوانے نے بمشکل سر اُٹھایا تیسرے ہیچ پر
نقابدار نے دیوانے کو اُٹھایا ہاتھ پر چرخ دیکر کہا مارون زمین پر کہ استخوان چور چور ہوکر
رہجائین اب دیوانے نے منہ پھیلایا کہ نقابدار کو کاٹ کھاؤن نقابدار نے ایک طمانچہ مارا
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اُڑگیا تحسین کرنے لگا کہا ای نقابدار مین تجھسے نہین لڑتا نقابدار
نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکر کہا ای نقابدار بہادر
اب آپ کو مین جانے نہ دونگا اسی مقام پر اُتریے طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے آپکے
امتحان ہوجاے تب حال کھلیگا نقابدار نے کہا اگر مین آپ کو زیر کرون تو بابہا سے
صاحبقران ملینگے رستم نے کہا قبلہ وکعبہ مجھکو خود زیر کرچکے ہین کوئی فرزندون مین ایسا
نہین ہو کہ جسکو امیر نے زیر نہ کیا ہو بس میرے زیر کرنے پر باپون کا ملنا ناممکن ہو مگر
مین آپ کو جانے نہ دونگا نقابدار بارہ ہزار سوارون سے اُسی مقام پر اُتر پڑا اب
بارگاہ زربفتی استادہ ہوئی نقابدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبۂ بارگاہ پر میٹھا رستم بھی
آکر مقابلے مین اُترے ساحرون کو آگاہ کردیا جاروق دعیوق دیوانہ شہر مردم در
یہ سردار ساتھ ہین نقابدار نے بارگاہ مین جاکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
پڑی ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
سرداران رستم رستم سے عرض کررہے ہین ای شہریار حقیقت مین نقابدار نہایت زبردست
ہو زبانی عیارون کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہو صاحبقران سے بھی گفتگو کرچکا۔
صاحبقران یہی فرماتے ہین کہ جب مزاج مین آئے مجھسے مقابلہ کیجے آجتک تصفیہ نہین ہوا
حضور نے جو قصد کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحبو کل سرمیدان اسکی مشکین باندھ لونگا
غرور جو اسکے دماغ مین ہو نکال دونگا قبلہ وکعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہین یہ بیچارہ کیا پانے لیگا
شب بھر یہی چرچا رہا کہ چار پہر رات گذر کر صاحبقران زرین پوش بصد شوکت و جوش
قلعۂ مغرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی لیلی شب دشت نجد مین پہونچی مجنون
روز بصد سوز رونق افروز ہوا نقابدار نماز سحر سے فراغت حاصل کرکے پشت مرکب
سہ چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر میدان مین آیا انتظار مین ہو کہ طلسم کشا

آئیں تو مقابلہ ہو رستم سوار ہوے جاروق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے
صفیں جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوے
کہ نقابدار زریں پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سخنوری دکھانے لگا
پکار کر آواز دی ای رستم آیئے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھایا رستم کے سامنے آکر قدموں سے
لپٹ گیا تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا ای شہریار غلام کو اجازت دیجیے جاکر نقابدار سے
مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکیں باندھوں دوڑاتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار
ہو کر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچکر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہوکر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا جھکاکر سامنے
نقابدار کے آیا آپس میں تگا ورزن ہوے تین قدم مرکب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہوگئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہے گینڈا اگر مایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھایئے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچا ئیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے سنان
سے اپنے کو بچایا گلوگاہ پر نیزے کی ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑکر عیوق کا پھینکدیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرمایئے
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو چھوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اب کشتی میں
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈے سے کودا نقابدار سے لپٹا
دونوں میں کشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو دو دو گھسے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہے ندہ پارہ پارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہے الجھ الجھ
کے لڑ رہا ہے نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکر لے دوڑتا ہے عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے
دوپہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور عیوق ہونے لگا دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکر لے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پر لاکر

ہاتھ مارا کہ دونون گھٹنے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوے نقابدار نے کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا نعرۂ تکبیر کیا کہ زمین تھرائی پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے
زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا عیوق نے چاہا ہٹ ہوکر گردن نقابدار نے
جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چارون شانے چت گرا نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے مشکین
باندھین عیوق کو لیکر پلٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ وکبیدہ پلٹے آکر
داخل بارگاہ ہوے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوایا رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم
دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بج رہا ہے تیاریان ہو رہی ہین اتفاقاً افتتاح جادو
کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ زوجہ نے کہا صاحب دریافت تو
کرو کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جاکر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو پکڑ لیا ہوگا
مگر مین نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا فوراً ہمارے پاس روانہ کرنا اب تک کسی
سردار کو اُسنے روانہ نہین کیا افتتاح نے کتاب اُٹھائی کتاب اُٹھاکر دیکھا کتاب
دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکۂ عالم غضب ہوگیا طیران و محن نے جاکر بڑی آفتین
برپا کین آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زرین پوش سے مقابلہ ہی اُسوقت
کئی ساحر موجود تھے کہ اُسنے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کون ایسا ہی کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو
تباہ کردے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اُٹھا کہتا ہوا کہ ای ملکۂ عالم غلام کو حکم
ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کردون لوح جبین ہون افتتاح و اختتام نے اُسکو خلعت دیا
دیلمان تخت پر سوار ہوا اسّی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہان وہ وقت ہی کہ طلسم کشا نے
اپنے نام پر لکھکے طبل جنگی بجوایا ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا بڑا قلق ہے نقابدار
نے عیوق کو لاکر قید خانے مین بھیجدیا آب و دانہ مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
رستم کو تکلیف نہ پہونچنے پائے ورنہ ہمکو رستم سے شرمندگی ہوگی پھر رات
گئے دربار مین اپنے نقابدار بیٹھا تھا کُل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
نقابدار نے کہا ایک سردار جائے رستم کو بلا لائے ہمین اُنسے کچھ کام ہے
بہمن تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے دنگل سے اُٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ مین دینا اور زبانی یہ عرض کرنا کہ اسوقت غلام کے دربار مین جلسہ آراستہ ہی آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ ما حضر ہی اس ذرہ بے مقدار کو ممکن ہی اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آیا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا لشکر رستم مین آیا ہرکارون نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقابدار کا ایلچی لشکر مین آیا ہو رستم نے چند سردار براے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہونچایا رستم فوراً اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہیان طلسم کشا ساتھ ہین رفتہ رفتہ بارگاہ نقابدار مین آئے نقابدار نے تعظیم کی رستم کو پہلو مین جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام رستم کو دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساقی بچے نے نقابدار کو دیا نقابدار نے کئی جام پیے مسرور جو ہوا پکار کر آواز دی کہ عیوق کو لاؤ ملازمان نقابدار جاکر عیوق کو لائے عیوق سر کو جھکائے ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے سامنے نقابدار کے آیا بطریق اہل اسلام کے سلام کیا سب نے جواب دیا نقابدار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق قید سے رہا ہوا نقابدار نے ہاتھ تھام کر عیوق کا خدمت مین رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار حاضر ہی رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کا اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے خواہ اسکو قتل کیجیے نقابدار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہی جب سے زیر ہوکر آیا اپنے آب و دانہ نہین کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو مین جگہ دی عیوق شگفتہ ہوکر بیٹھا نقابدار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا اب عیوق بھی جام شراب پی کر مسرور ہوا نقابدار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ ایک گائن شوخ و شنگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ بصد ناز و انداز بتا بتا کے گانے لگی۔ نظم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان ہیں رسے میرے	کسنے جا جا کے وہان جوڑ نہین مارے ہین

متلاشی ترے افلاک کے سب تارے ہیں
جو ثوابت تھے وہ اب چرخ پہ سیارے ہیں

مضمحل ہجر میں اعضائے بدن سارے ہیں
اے اجل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں

ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہونچیں گے
تھک گئے تھک گئے ہمت تو نہیں ہارے ہیں

دمبدم قتل ہوا جاتا ہے کیون نخل حیات
آمد و شد یہ نفس کی ہے کہ دو آرے ہیں

ہیں یہ از قند و نبات آپ کی میٹھی باتیں
لب شیرین نہیں گویا یہ شکر پارے ہیں

ولہ

کوئی بلبل بھی وفادار ہے ہم سا صیاد
چُوری کیا کھا کے ترے باغ میں چکارے ہیں

گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے
آج اگرچہ تری دانست میں ناکارے ہیں

وہ سنایا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی
عالم جذب میں مجذوب جو جھنکارے ہیں

بات سے اپنی پھریں قول یہ مردود کا نہیں
ہو سو ہو اب تو ہم اس ہٹ سے سخن ہارے ہیں

ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں
منتظم گلشن ایجاد کے نظارے ہیں

دق کیا ہجر نے ایسا کہ ہوئی سل آخر
لہو تھوکے ہیں جو ہم کھانس کے کھنکارے ہیں

اپنے ہمچشموں سے ہم سبقے کس وادی میں
قیس و فرہاد سے بڑھ بڑھ کے قدم مارے ہیں

بھاگ نکلے ہیں فرشتے بھی دبے پاؤں رند
یا علی کہہ کے جو ہم گو سے للکارے ہیں

نقابدار نے سب طرح کی خاطر کی ناچ راگ و رنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقابدار اپنے مقام سے اٹھا کہا اے رستم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو میں تم سے نہیں لڑ سکتا میں تو صاحبقران کا ہم نبرد ہوں رستم نے کہا اس طرح میں آپ کا پیچھا چھوڑتا ہوں کہ کبھی قبلہ و کعبہ کا نام نہ لیجیے گا نقابدار نے کہا کہ یہ عہد تو میں کبھی نہ کرونگا اس عہد کا تو خدا سے خواہاں ہوں جہاں صاحبقران ملیں گے اُنسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر اصرار دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اس امتحان کو بجا لاؤنگا ورنہ بہ ناچاری مقابلہ کرونگا اے رستم یہ ملحوظ رہے کہ بانہائے صاحبقرانی مجھی کو نہیں گے میں نے تو یہ بھی صاحبقران سے عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمایئے اگر وہ حکم دیں تو بانے مجھے مرحمت کیجیے اگر منع کریں اور مجھ سے یہ فرماویں کہ تو لائق بانہائے صاحبقرانی نہیں ہے پھر میں اُس دن سے نام نہ لونگا صاحبقران نے اسکو بھی قبول نہ کیا عجب طرح کا گلہ فرمایا کہ بزرگان دین

کو میری سپاہ گری مین کیا دخل ہے غرضکہ ان باتون کا فیصلہ ہوگا دیکھون کس مقام پر
میرے تمھارے تصفیہ ہو رستم کہتے ہین کہ ای نقابدار طبل جنگی بج چکے سب خرد و کلان آگاہ
ہوئے اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوجانا بہتر ہے نقابدار کہتا ہی اے رستم میرے
تمھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ رہے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا لشکر مین ہاتھی گھوڑے
چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہی کہ ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر مین حضور کے اسقدر برف برس رہی ہو کہ سفید
پہاڑ بنگئے ہین ہزارہا آدمی زیر برف دب گئے ہین اہل لشکر فریاد کر رہے ہین نقابدار
باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر والے بھاگے جاتے ہین بڑے زور و شور سے برف برس رہی
ہو مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اُس مقام پر برف نہین گرتی نقابدار نے گھبرا کے کہا
اے عیار دریافت تو کرو یہ کیا سحر ہے ہزارہا بندگان خدا زیر برف دب گئے ہین ہاتھی گھوڑے
جو چھوٹے ہین لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہین نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہی اسم اعظم
پڑھتا ہے اُس مقام پر برف موقوف ہوجاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہین بندگان خدا
ہمراہیان نقابدار جو زیر برف دب گئے وہ اُٹھ بیٹھے ہین اور کہتے ہین حضور کی آواز
سنکر دل مین طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سہ چشمی ہو وہ بھی
چھوٹا ہوا پھر رہا تھا اُسکو نقابدار نے پکڑا پایا تو بدحواس پھر رہا تھا نقابدار نے
اسم اعظم پڑھ کے اُسکی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب رکابعلون مین نقابدار کی منہ ڈالنے لگا
رستم نقابدار کے ساتھ ہین جس مقام پر یہ بھی جاتے ہین برف موقوف ہوجاتی ہے
کہ سمک دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار یہی آفت آپکے لشکر مین ہے آفتاب و
شہرت و جلال وغیرہ سحر کر رہے ہین مگر برف نہین موقوف ہوتی ان ساحران نامی
نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہین مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہین ہوتی عیار
نقابدار جو پہلو مین کھڑا تھا یہ کہکے بھاگا کہ حضور مین خبر لاتا ہون صورت بدلتا ہوا بیرون
لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آکے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اُسپر لکہ ہائے ابر جمع ہین
وہ لکہ ہائے ابر وہان سے بھڑک کر آتے ہین اور اس ابر مین آکر ملجاتے ہین ابر کو دولت

ہوتا ہی برف کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا سمجھ گیا کہ اس پہاڑ پر
کوئی ساحرہ ہے اُسی کے سحر نے یہ تلاطم کیا ہی یہی معرکہ کنارے پر سے سمک نے
بھی دیکھا سمک آگے بڑھگیا قریب پہاڑ کے آکے پکارنے لگا کہ اے ملکۂ عالم جب مجھے
خداوند نے بھیجا ہے دیلمان جادو کہ پہاڑ سے سحر کر رہا تھا اُسنے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ
عیار آئے جھانک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ کہکر پکار رہا ہو دیلمان نے پکار کر آواز
دی اے ساحر کیا ہو کسنے تجھے بھیجا ہو سمک نے پکار کر آواز دی کہ مجھکو خداوند ہفت پیکر
نے بھیجا ہو نامہ لیکر آیا ہوں دیلمان جادو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اُس بد اقبال
نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کوہ آئی دیلمان نے آواز دی اس زنجیر کو پکڑ کر
چڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤن مین لپٹ گئی دیلمان جادو نے
سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالاے کوہ پہونچا دیلمان نے منھ پر ہاتھ پھیرا
رنگ و روغن عیاری کا اُڑگیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی او نا عیار اب مین ان
دونون لشکرون کو مثل خس و خاشاک کے بہا دونگا اور تجھکو ابھی قتل کرتا ہون اتنا بھی
نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہو یا عورت سحر کر رہی ہو مگر کیا کیجیے ہین تم لوگون کے کہ فوراً
دوڑ پڑے ملکہ ملکہ کہکے پکارنے لگے مین آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہین
جو آکر پکارنے لگے یہ کہکر خنجر گھسیٹا چھاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا چاہتا ہی خنجر گلے پر رکھون
درخت جو بڑے بڑے کوہ سے اُگے تھے اُنمین ایک درخت کلان بہت بلند تھا تیے اُسکے بڑے
بڑے پتون مین کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور ایک آواز نحیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
تھا کہ کوئی درد رسیدہ رو رو کر کچھ کہہ رہا ہو دیلمان جادو چھاتی پر سمک کی سوار طرف نخل
کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین بھاری کپڑے پہنے ہوے آسمان سے اترتی
ہوئی آتی ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کرکے آئی ہو مگر پکارتی ہوئی کہ اے
دیلمان ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہون یہ کہتی ہوئی زمین پر پہونچی بڑی بڑی آنکھین دیلمان پر
جو نگاہ ڈالی دیلمان فریفتہ ہوا ساحرہ نے اشارہ کرکے آواز دی اے دیلمان ہم تو تمھارے
مشتاق ہوکر آئے ہین اور تم عیار کے قتل مین مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہی تمہارے سحر پہ ناز کر رہے ہین فرماتے ہین میرا بندۂ خاص کیا مزے سے سحر کر رہا ہی مین سامنے گا رہی تھی خوش ہوکر فرمایا ای زہرۂ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ یا س دیلمان کے جاؤ جاکر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمنے ہمارا سحر بڑے مزے سے کیا ہمین نے تمہارے دل کو روشن کر دیا خانۂ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماک کو تمنے گرفتار کیا یہ بلا کا عیار ہی بیٹا عمرو کا اسنے سیکڑا دن کو دھوکا دیا اسطرح جو مسکراکر اس نازنین نے کہا دیلمان نے سماک کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اُٹھ نہ سکے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا کیا کہوں کیا دل کی کیفیت ہی تمکو دیکھکر میری یہ حالت ہی کہ کہہ نہین سکتا نظم

میلاد

خرمن عمر جلی تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھوٹ کے لگا الجھی رخ جانان سے
بیگئی کیسے کو قسمت مجھے ہندستان سے

روز مولود سے ہی اصل حقیقت کا خیال
بوے خون آتی ہی دایہ کی مجھے پستان سے

مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے

حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے

نیک طینت کو بدی کا نہین منظور غرض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے

صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہی
داغ ہوتا ہی مجھے لالۂ نافرمان سے

آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی +
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے

پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلےٰ حاصل
ایک تہ خانے کو دیکھا نہ بلند ایوان سے

امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہی کفن دزد کو کیا عریان سے

بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جاے کسی عنوان سے

نازنین نے ہنسکر جواب دیا کہ صاحب مجھکو قدرت نے تمھاری مدد کے واسطے بھیجا ہی تم مجھسے لگاؤ کی باتین کرتے ہوان باتون سے مجھے معاف رکھو مین ان باتون کے قابل نہین ہون مین ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائین گے مجھے تمھارے لگاؤ سے بچائین گے اسطرح کی باتین اس نازنین نے کین کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے رکا برف کی

وہان کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ تھام کرکہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہو نازنین
نے جواب دیا کیون صاحب اس پہاڑ پر بے سامان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
شراب وکباب کا بھی چرچا ہو دیلمان نے خوش ہوکر جواب دیا مین سات دن کا وعدہ کرکے
آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو پی چکا ہون لیکن یہ دو باقی ہین نازنین نے دونون
مین سے ایک گلابی اُٹھائی اُسکو سونگھا سونگھکر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور
کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہو نازنین نے
دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈہکانے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگاکر کہا ایک
سانس مین پیو دیلمان تو صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا
پیتے ہی مبہوت ہوا یکبار اُٹھا کر قلب مین آگ لگ گئی گھبراکر کہنے لگا کیون صاحب یہ کیا ماجرا ہی
دل گھبرا رہا ہی معلوم ہوتا ہی پہاڑ اُڑا جاتا ہی نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمین گود مین آکر اٹھا لیجا
دیکھو خداوند بھی آتے ہین بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اُٹھا چٹکیان بجاتا
ہوا چلا چاہا گود مین اُٹھا لاؤن پتھر کی ٹھوکر لگی منھ کے بھل گرا نازنین کا یا تو پنجۂ نگارین تھا
یا پنجۂ جلادی بنگیا خنجر کمر سے کھینچکر نعرہ کیا منم عیار نقابدار زرین پوش یہ کہکے خنجر مارا کہ
دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر مارکر بھاگا سمک یلدائی پیچھے چلا یہان نقابدار نے
دیکھا برف سب پانی ہوکر بہگئی رستم اپنے لشکر مین تھے جو لوگ بیہوش ہوکر گرے تھے اُنپر
لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
دیکھا ایک دنا طم ہوا برف پانی ہوکر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر پہونچا
تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے
کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار مین آیا دیکھا لشکر نقابدار
تیار ہو رہا ہی گھوڑے کسے جاتے ہین سمک نے پلٹ کر رستم سے خبر کہی رستم نے کہا
مین نقابدار کو نہ جانے دونگا گھوڑے پہ سوار ہوکر چلے رستم جب قریب پہونچے
دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر وعدے
کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے مین مقابلہ نہین

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہوگا وہ صاف صاف فرما چکے کہ جبتک مین زندہ ہونگا
یا ہمارے صاحبقرانی ہرگز نہ دونگا اور مین بانے آپنے لونگا رستم نے کہا اے نقابدار جھگڑا
ہمارے تمھارے آج فیصلہ ہوجائے نقابدار نے بہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے
ہمارے آپکے مقابلہ نہ ہوگا یکایک نقابدار نے حکم دیا کئی لاکھ نرہ دیو صحرا سے بیرقین
لیے ہوے آئے سائبان زربفتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقارے پر چوب پڑی اُسی وقت
شوکت وشان سے نقابدار روادہ ہوگیا رستم دیکھتے رہگئے شوکت وشان نقابدار دیکھکر ایک
جرأت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہی عیار بھی عرض کرتا ہی کہ حضور اصل یہ ہی کہ جو شوکت ولیاقت
نقابدار نے پیدا کی ہی آجتک کسی جلیل کی یہ شوکت نہین دیکھی رستم ناچار ہوکر پلٹے داخل
بارگاہ ہوے سب سردار آکر جمع ہوگئے سب کے یہ قول ہین کہ حضور اپنے کو باغ نسترن
پہونچا ئین عرصہ کرنا باعث خرابی ہی بیچ مین سرحدداران نسترن مین افتتاح و اختتام کے
ساحران کامل واکمل ہین بڑے بڑے غور کرینگے یہ ساحر اُنھین کا فرستادہ تھا کہ لشکر کون
کے مٹانے پر آمادہ تھا خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اُسکے مکر سے مہلت پائی ایسے غضب کا
سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
شہرت نے کہا مین نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ برسائی لیکن برف دفع نہوئی
عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہان تو یہ ذکر ہین اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہا
کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دیلمان نے جاکر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
کہ دونون لشکر معرض زوال مین ہین وہ جاکر اُسنے برف برسائی ہے کہ طلسم کشا اور
نقابدار بچین گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دیلمان کا لاشہ اُڑتا ہوا آیا سامنے
افتتاح کے گرا سینہ ساحر کا شق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا پکارتا ہوا کہ میرے آقا کو
عیار نقابدار زرین پوش نے مارا عیار طلسم کشا کو پکڑ لیا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
نقابدار زرین پوش اس صورت پر پہونچا کہ دیلمان کو دیوانہ کردیا آخر مار لیا افتتاح
نے جلا کر چند نامے سرحدداران کو لکھے مضمون ہر ایک کا یہ تھا کہ طلسم کشا طرف باغ
نسترن کے جاتے ہین اگر باغ نسترن مین پہونچے تو تم سب کے لیے باعث خرابی

ہوگا جسطرح بنے بڑھکر طلسم کشا کو روکو صمصام جنگ آزما ایک پہلوان ہو اپنے قصر مین بیٹھا ہی کہ نامۂ افتتاح پہونچا طائر نے لاکر نامہ گود مین گرایا صمصام نے نامہ پڑھا مثل برق کے چمکا اپنے رفیقون کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جوانان زبردست مرکبون کو تیار کرکے سامنے آئے صمصام تیز ہوکر اٹھا محل مین آیا دختر اسکی مینوش خیرین کلام باپ کو دیکھکر براے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیون باواجان آج آپنے ہتھیار کیون لگائے ہین در دولت پر کیسا غلغلہ ہے صمصام نے کہا ای نور نظر اصل کیفیت یہ ہو کہ طلسم کشا تحفہ جات حاصل کرکے مع لوح طلسم ہفت پیکر سرحد طلسم مین آگیا ہو کئی مقام فتح کیے اب طرف باغ نسترن کے جاتا ہو کسی کے روکے نہین رکتا افتتاح و اختتام ہمارے افسر ہین اُنھون نے نامہ لکھا ہو مین براے مقابلہ طلسم کشا جاتا ہون مینوش رونے لگی کہا ای والد نامدار مین نے حالات طلسم کشا سُنے بڑے بڑے ساحر اُسکے ساتھ ہین مالک لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگامون سے بچے اور ان چیزون کو پایا آپ بی سمجھے مقابلے مین نہ جائیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا ای نور نظر مجھے تحفہ جات کا کیا خوف مین بزور اُسے زیر کرونگا اسی وجہ سے افتتاح نے نامہ پہلوان کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہین گے پہلوان بہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اُتار لیگا ہمارا کیا کر سکین گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا قمقام بلانوش بھائی کو بہ دو لاکھ فوج سے براے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا آپ سوار ہوکر چلا مینوش کو باپ کے جانے سے نہایت ملال تھا فنون سپہ گری مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق تھی قمقام کو عرضی بھیجی کہ اے عم نامدار والد کے جانے سے دل کو تشویش رہتی ہی بہت جی گھبراتا ہو اگر آپ حکم دین تو مین براے سیر و شکار کے جاؤن اپنے دل کو بہلاؤن شاید میرے آنے مین دو چار دن کا عرصہ گذرے تو آپ تشویش نہ فرمائیے گا مین بہت جلد حاضر ہونگی قمقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ ای نور نظر باپ تمھارے یہان نہین ہین شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھکر مینوش نے کنیزون سے اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کنیزون نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارہ

کنیزین مسلح ہو کر سامنے آئین مینوش ایک مادیان بحری پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر واسطے
شکار کے چلی صحرا مین شکار کھیلنے لگی تمام صحرا طائران چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی راتین
اُسی صحرا مین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہو جیے چچا صاحب آپ کے انتظار کرتے
ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ سو کنیزین سب کے ہاتھ مین نیزے سپر ہر سے اڑاتے ہوے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرا مین گذر ہوا ہنگامہ پڑ گیا قضاے کار بادشاہ
جمجاہ کر بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکر کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین مین رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہین ایک روز گھبرا کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ مقناطیس نے نگہبانون
سے کہا شمس کا ہن کو خبر کرو کہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہے نگہبانون نے جا کر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آکے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا ای شمس تمنے ہمکو ایسے مکان مین رکھا ہو کہ سواے اس مکان
کے کوئی شی دکھائی نہین دیتی اگر تمھاری خوشی ہو یہ جو قصر مین دریچہ ہو جسکے باہر صحرا ہو اسکو
کھول کر اسمین بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کرین اس حیلے سے دل کو بہلائین یہ سُنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہو کہ حضور صاحب اقبال ہین لشکر اسلام کے تاجدار ہین آپ کا
ایک مقام پر رہنا نا ممکن ہو مگر غلام اس فکر مین ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے
تب آپ کو لشکر مین داخل کرون اس سیر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی مین بدل وجان مطیع
سرکار ہون بسم اللہ دریچہ کھول دیجیے لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی خدمتگذاری کا خیال رہے
کہ آپ کے ذریعہ سے صاحبقران سے ملون مجھکو بھی شرف حاصل ہو یہ کہکے شمس نے
خود دریچہ کھولا بادشاہ کے لیے مسند لگا دی مقناطیس سے کہا شہریار کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہین تشریف لیجائین مقناطیس نے کہا مین آٹھ پہر خدمت مین رہتی ہون
نوبہار نے عرض کی ای شمس مطمئن رہنا غیر ممکن ہو کہ یہان کوئی آئے شمس نے کہا ای
نوبہار ہزار ہا ساحر تلاش مین آپ لوگون کی بھلا ہی ایسا نہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے
کسی کی یہ مجال نہین کہ مجھپر نگاہ سخت ڈالے مگر باعث حجاب ہوگا کہ شمس نے بادشاہ کو
کید نہ کیا بہ آرام رکھا نوبہار نے کہا کوئی ساحر نہ آئیگا اگر آئیگا تو زندہ پلٹ کر نہ جائیگا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ آکر دریچے مین بیٹھے اب اس دریچے مین بیٹھے ہوے ہر وقت بہار صحرا دیکھا کرتے ہین ایک روز بہر دن چڑھا تھا بادشاہ دریچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی پھر ہوے اڑتے ہوے گرد سے نمایاں ہوے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقابدار بادلہ پوش پشت پر بارہ سی نقاب پوش رواروی کرتے ہوے آتے ہین جب قریب قصر کے وہ نقابدار پہونچا بہ نگاہ غور طرف دریچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ماریان سنے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹی بادشاہ نے دیکھا کہ پردۂ ابر ہٹا ماہ تابان پردۂ ابر سے نکل آیا ایک نازنین نہایت مہ جبین بقول شاعر نظم

وہ شاطر وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالۂ کب اسمین سرمہ کا تھا

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین استاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز سنے واکیے تھے بازو

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شراب کے بھری تھین
مینی کے قریب کب تھا ابرو

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سانچے مین ڈھلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایان سینے پر نار پستان کا ابھار جنت الماوی کے انار چہرۂ آفتاب عالمتاب ابروے خمدار تلوار جوہر دار یا ہلال فلک خوبی کہیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کہیے پشت مرکب پر سوار بودھے پر ہاتھ پڑا ہوا نیمچہ کمر مین سپر پشت پر ہلال وآفتاب فلک فتح وظفر آنکھین نرگس شہلا یا بادام کہیے یا دیدۂ غزال کہیے ناظرین سمجھ گئے ہونگے مینوش شیرین کلام دختر صمصام جو برائے شکار نکلی اسطرف سے گذر ہوا مینوش سنے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوبرو ماہرو سمن بو خوشخو جمال بے مثال دیکھکر پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ نازنین جو لہرا کر گرنے لگی بیہوش ہونے لگی کنیزون سنے بڑھکر سنبھالا بادشاہ جو گر کر بیہوش ہوے سقناطیس و نوبہار سنے بڑھکر سر انور زانو پر رکھا نوبہار نے زلف عنبرین کی خوشبو سنگھائی تب بادشاہ کو ہوش آیا وہان کنیزون سنے جو بڑھکر اس نازنین کو سنبھالا لیکن

طرف صحراے سبزہ زار کے نکل گئین وہان جاکر بارگاہ استادہ کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اُس مہ جبین نے بہ مشکل آنکھ کھولی گھبرا کر چار جانب دیکھنے لگی سامنے اُس روے زیبا کو نہ پایا دل بھر آیا کنیزان رازدار جو خدمت مین حاضر ہین اُنھون نے عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان دیکھتے ہین خیر تو ہے اسوقت حضور کا مزاج کیسا ہے آپ حالت پریشانی مین کیون چار جانب دیکھ رہی ہین خیر خواہان سرکار گھبرا رہے ہین ہمسے تو حال دل کہیے کیا دیکھا کہ جس نے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہے ملکہ نے گھبرا کر جواب دیا صاحبو تمسے کیا کہون کیونکر خاموش رہون کیفیت تو اپنی یہ ہے نظم

آستانِ یار تک اپنی رسائی کیجیے	جی مین ہے دربان سے اسکے آشنائی کیجیے
مثل آئینہ مصاحب ہوجیے اُس حور کے	شانہ سان گیسوے پیچان تک رسائی کیجیے
پاؤن پھیلا کر شبِ وصل صنم مین سوئیے	بالشِ سر دستِ جانان کی کلائی کیجیے
نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہین لوگ	ذبح ہون یا اب اسیرون کی رہائی کیجیے
زنگ دل مٹتا نہین ہر دم کدورت ہے زیاد	تا کجا آئینہ رویون سے صفائی کیجیے
خون ہو جائین لہو تھوکے کوئی صاحب گیا	آب مہندی کی لے کے دست و پا حنائی کیجیے
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے	لاکھ خط مشکین لے عارض کی صفائی کیجیے
چار دن کی دوستی کا ہے زمانے مین رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے
بیٹھ رہیے بنکے وان دریوزہ گر دیوار کے	اُس شہِ خوبی کے کوچے مین گدائی کیجیے
زیر گردون رند قسمت آزمائی کی بہت	اب زمین شعر مین طبع آزمائی کیجیے

کنیزون نے حیران ہو کر کہا لونڈیان اس پہیلی کو نہین سمجھین ملکہ نے کہا جہان ما دیان نے بدنگاہی کی تھی اور مین بیہوش ہوگئی تھی وہان سے مجھے کیون لے آئین اُس مقام پر تھوڑی دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجاتا قلب تسکین پاجاتا اتنا تو ثابت ہوجاتا کہ وہ گل کس گلستان کا ہے ماہ کس آسمان کا ہے اگر قریب ہو تینی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہے ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اس مضمون مین شاعر گرامی و ناموریان قمر کیا خوب ارشاد فرماتے ہین۔ نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہین
خیال مہ جبینان عاشقوں کے دلمیں رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھے وہ بخروں سے کہتے ہین

محل والے مین مسکن ہو نہ کامل مین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
قمر جنکا تخلص ہو اسی منزل مین رہتے ہین

تم لوگون نے جلدی کی مجھسے آئین مین نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جاتا شاید بسبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہانتک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو مین جانتی ہون کہ وہ باغ نگارین شمس فلک ہفت پیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہو کہ جو دیکھے مین بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز نے عرض کی اگر حکم ہو تو لونڈی جائے مفصل دریافت کرکے آئے سمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہو مردانے کپڑے پہنکر طرف باغ کے چلی یہان بادشاہ عجباہ جب ہوشیار ہوے تو گھبراکر طرف صحرا کے دیکھنے لگے مقناطیس وسنگبار و نوبہار عرض کرنے لگین کہ ای شہریار آپ دمبدم طرف صحرا کے دیکھتے ہین چہرے پہ اُداسی معلوم ہوتی ہو لونڈیون کو آگاہ فرمایئے جو تردد ہو اسمین کوشش کرین شاید ہماری کوشش سے ملال سرکار کا رفع ہو سعد نے سر جھکا لیا کہا ای مقناطیس مین کیا بیان کرون تم لوگون کے سامنے کچھ نہین کہ سکتا چاہتا ہون کہ ضبط کرون نہین ہو سکتا مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکر خاموش رہون کیا کہکے دل کو سمجھاؤن کیونکر اُس ماہ پیکر کو پاؤن دل کی عجب کیفیت ہو نئی صورت ہو۔

نظم

مست بے یار مجھکو ہستی ہو — شہر ویران اُجاڑ بستی ہو
ہو جہان پر مرا قدم بھاری — ہر قدم پر زمین دھنستی ہو
وہ پری ساتھ لے کے سوتا ہون — حور جسکا پلنگ کستی ہو
ہو حقیقت مجاز سے مطلوب — بت پرستی خدا پرستی ہو
اُسکے کشتے ہین زندۂ جاوید — نیستی اُنکی عین ہستی ہو
ایک بت نے دیا نہ ہمکو جواب — بے زبانون کی ہند بستی ہو
خاکسارون کی ہو یہی معراج — سربلندی ہماری پستی ہو

کئی دن سے ہی گھات مین صیاد — عندلیب آج کل مین پھنستی ہی
اس مرقع کی دیکھو ہر تصویر — کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہی
منزل عشق کی ہے رہ ہموار — نہ بلندی ہی یہان نہ پستی ہی
زلف اُسکی سیاہ ناگن ہی — مار رکھتی ہے جسکو ڈستی ہی
ایسے جینے پہ زنار خاک پڑے — موت اس زندگی پہ ہنستی ہی

سے تمنے خیال کرکے نہین دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سدّ باب عیش ہوا تمنے خیال کیا ہوگا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر مادیان بحری پہ سوار سپر و شمشیر لگائے ہوے بہ تجمل شاہانہ فرد- اڑکے بیتون کے بھل یہ چلنا نہ کیونکہ کشتہ ہون اُس ادا کا سجا سجایا کھنچا کھنچا یا یہ عجب تو دیکھو غضب خدا کا + یہ مین نے دیکھا کہ حال اُسکا بھی ابتر ہوا مین ادھر غش کھاکے گرا اُدھر کنیزون نے اُسکو سنبھالا لیکر نکل گئین مین نے چاہا تھا اپنے کو سنبھال کے آواز دون کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کرنے کے لائق نہ رہا ایسا غش آیا نوبہار کہ عاشق صادق ہی اسنے عرض کی حضور مطمئن رہین مین پتہ لگاتی ہون اور ابھی جاتی ہون اگر ملجاے تو حضور کے عیار کو تلاش کرکے لاؤن یہ کہکے نوبہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جدا ہو کر چند دن ہمراہ طلسم کشا رہا آخر گھبرایا اور سوچا کہ انکے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہی مین اپنے آقا کو خود تلاش کرون یہ سوچکر لشکر رستم سے نکلا ایک صحرا مین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگرنی زیر شجر بیٹھی سحر کر رہی ہی جب ماش کے دانے اُچھالتی ہی شجر خشک بارور ہوتے ہین صحرا کو سرسبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بنا اور گاتا ہوا چلا یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا — سر شوریدہ کو پائے غزالان پر بھی دھر دیکھا
تری مستانہ آنکھون کی دگردش کا اثر دیکھا — ے گر رنگ سے سو طرح پیمانہ بھر دیکھا
سواد گیسوئے مشکین مین ظلمت شام کی پائی — بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا
محبت مین مزا ملتا ہی ایذا مین اٹھانے سے — اسی کو ہمنے چاہا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین ‏— جسے دیکھا اُسے آلودۂ گرد سفر دیکھا
دل سوزان کی حالت سینۂ سوزان مین یاد آئی ‏— کسی مجمر مین ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا
خریدار محبت آئے تھے بازار عالم مین ‏— وہی سودا کیا ہمنے کہ جسمین درد سر دیکھا
نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیرون سے ‏— کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا
ہوئی ہین کیا سمجھ کر پردۂ فانوس سے باہر ‏— مگر شمعون نے پروانون کو بھی بے بال و پر دیکھا
جگر خون ہوگیا بدگو کا اپنے چپکے رہنے سے ‏— خموشی مین بھی مظلومون کی نالے کا اثر دیکھا
یہ مستغرق تصور مین ہوئین اُس طاق ابرو کی ‏— پھریں اپنی نگاہین جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا
فراق یار مین جب عشق نے مجھکو رُلایا ہی ‏— جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا
بدخشان دلمین چھانا لگائے غوطے دریا مین ‏— نہ لب سا لعل ہی آتش نہ دندان سا گہر دیکھا

گانے کی آواز جو اُس ساحرہ نے سُنی پکار کر آواز دی بی گانے والی ذرا ہمارے پاس آؤ سُن فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمھارا کیا نام ہی اُسنے کہا گلرنگ جادو میرا نام ہی افتتاح تاجدار کی ملازم اُسنے اس صحرا کی آبادی کا حکم دیا ہی اسکو آباد کر رہی ہون فیروزہ بیٹھ گیا اب گلرنگ نے کہا کیون صاحب تم کون ہو اس جنگل مین جو اسطرح پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا مین راز دار خداوند ہفت پیکر ہون ابھی صحرائے بے خس و خاشاک مین تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گلرنگ کے جاؤ تو کیون بی گلرنگ مین بحکم خداوند تمھارے پاس پہونچی لیکن شراب بھی ممکن ہی ایک جام ہم پئین اور ایک تمکو پلائین گلرنگ نے کہا مین ابھی شراب لاتی ہون یہ کہکے اُٹھی دو گلابیان شراب کی ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیا دوسرے جام مین گھائی بیہوشی ملا دی سامنے گلرنگ کے پیش کیا گلرنگ نے چاہا پیون مگر سحر کر رہی ہی ایک ماش کا دانہ جو شراب مین پڑ گیا شراب شعلہ بنکے اُڑ گئی جام ٹوٹا گلرنگ نے للکار کے آواز دی ارے تو کون ہی فیروزہ نے اپنے دلمین کہا چرا انتظام مشا نیمچہ کھینچکر نعرہ کیا منم فیروزہ بن عمرو ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جست کرکے بھاگا گلرنگ نے نعرہ کیا او مکار تو کہان جاتا ہی بے سبب میرے قتل کو آیا اب مین کب تجھے جانے دیتی ہون فیروزہ قریب ہو

قدم کے نکلگیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی ای نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا
چلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ نیمچہ کھینچکر چلی اُسوقت فیروزہ کی بیقراری بلک بلک کے
پکار رہا ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی تو مدد کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج وتاب — دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا نندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

رباعی۔ شاہا ز کرم برمن درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر + ہر چند نیم لائق بخشایش
تو + برمن منگر بکرم خویش نگر + گلرنگ نیمچہ کھینچے ہوے کلمات سخت زبان پر لائی تھی کہ
پہونچکر اسکو قتل کرون مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبہار جو تلاش فیروزہ
مین نکلی تھی آسمان سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا چاہتی ہی
نوبہار حال فیروزہ دیکھکر گھبرا گئی کہ مین ذرا اُڑی اور اُسنے نیمچہ مارا نیمچہ مثل برق کے
چمکتا ہوا ہاتھ مین ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی نوبہار نے بجلی کان سے نکالکر پھینک
ماری ایک برق جندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نوبہار کو اطمینان ہی
کہ فیروزہ کو ساتھ لیچلونگی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین
فیروزہ بھاگا جنگل مین گھس گیا درختون کی آڑ پکڑے ملا ہوا جاتا ہی نوبہار بہ اطمینان زمین پر
آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ ندارد گھبرا گئی کہ یہ کمبخت کہان گیا پکارتی ہوئی چلی
ای فیروزہ بن عمرو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی مین جون نوبہار یہ کہکے بلند ہوئی دیکھا
ایک نخل کی جڑ مین چھپکر فیروزہ بیٹھا ہی نوبہار کڑک کر گری فیروزہ کی کمر مین پنجہ دیا اور
لے اڑی فیروزہ کا تڑپنا پھڑکنا کبھی کہتا اری تو کون ہی جو مجھکو لیے جاتی ہی مین بیچارہ
غریب مسافر فقیر مذہب جنگل مین پڑا رہتا ہون مجھکو کہان لیجائیگی نوبہار کچھ جواب نہین
دیتی تھوڑے ہی عرصے مین باغ نگارین مین لاکے اُتارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند
پہ سرنگون بیٹھے ہین چہرہ اُداس عالم یاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہین مقناطیس
و مشکبار کہہ رہی ہین کہ ہم بھی تلاش مین جائینگے فیروزہ کو ڈھونڈھکر لائینگے کہ فیروزہ نے
دوڑکر قدمون کو بوسہ دیا بجوش محبت گرد پھرنے لگا عرض کی ای شہریار حضور کیون اسقدر

بیقرار ہین بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ اے یار وفادار کہان تھے ہمکو تو اظلم زنگی سے بچاکر شمس فلک ہفت پیکر کا ہین نے اس باغ مین رکھا ہے یہ تینون رفیق بھی ساتھ ہین فیروزہ نے اپنی مصیبت بھی بیان کی بادشاہ نے دیکھکر فرمایا اے فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہی اسطرح ایک نازنین کا اسطرف گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہے اے فیروزہ کس زبان سے بیان کرون نظم

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو — نیلگون گنبد اٹھایا مردم بیمار کو
حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو — جبر تکلیف نگہ ہی مردم بیمار کو
حسن بے پردہ سے عالم جلوہ گر پایا ہو نہین — دم بھڑک جاتا ہی عریان دیکھکر تلوار کو
زلف کو میکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیاہ — برق دیکھی ہو جنھنے دیکھے اس رخسار کو
مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بے وفا — زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو
روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب — دھوپ مین بٹھلائیگا مجھ تشنۂ دیدار کو
میری آہون کے دھوئین نے گھر بنایا خانۂ باغ — نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو
رات بھر آنکھون کو اس امید پر رکھتا ہون جو — خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست — نشۂ مین اگر دیکھے تری رفتار کو
صبر کو کھو کر نہ ہوگا تو بھی اے دل باغ باغ — بھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کی لہو رویا ہون مین — کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو +
بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین — رجۂ سیخ کباب آتش بلا ہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام آپ کا جاکر پتہ لگاتا ہی اگر بتا ہی تو حضور کو لیکر چلتا ہون یہ کہکے فیروزہ باغ سے نکلا ادھر تو یہ جاتا ہی اُدھر ملکہ بہت بیقرار ہین اور سمن رخ کا انتظار کر رہی ہین دمبدم فرماتی ہین کہ سمن رُخ پلٹ کر نہ آئی یہ باغ سے آئی ہی اور فیروزہ صورت بدلے ہوے ایک مہ جبین کی شکل بنا ہوا ہی راہ مین دوچار ہوے سمن رخ نے خود پوچھا اے نازنین تو کون ہی جو اس صحرا مین یون پھرتی تھی فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا صاحب کیا بیان کرون کس حال مین ہون ایک

گوہر بے بہا کی تلاش مین نکلی ہون سمن رخ نے یوچھا یہ مطلب مین نہین سمجھی فیروزہ نے کہا
ہمارے آقاے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین مین بمدد شمس فلک ہفت پیکر مقیم
ہین وقت کا شمس فلک کو انتظار ہو دریچے مین براے سیر تشریف رکھتے تھے کہ ایک گرد
عظیم بلند ہوئی ایک نازنین ماذیان بحری پر سوار نہایت حسین وجمیل بارہ سو کنیزین پشت پر نمایان
ہوئی بادشاہ ہمارے کئی دن سے بہت بیقرار ہین مین اُسی محبوب کی تلاش مین نکلی ہون سمن رخ
یہ حال سُنکر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تمھین بادشاہ سے کیا تعلق ہو فیروزہ
نے کہا اے مہ جبین اصل یہ ہو کہ مین عیار ہون بادشاہ کا فیروزہ بن عمرو میرا نام ہو سمن رخ
نے کہا سامنے جاؤ ایک باغ ملیگا وہان سے نشان حاصل ہوجائیگا فیروزہ طرف باغ
کے چلا مگر سمن رخ نام ونشان سُن چلی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ
کے جن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بنکر باغ مین آئی پھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
پہونچی جُھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنارے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہو بادشاہ اُٹھ کھڑے
ہوے ایک کمرے مین لیکر سمن رخ کو آئے یہ قدمون پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہریار مین
مینوش شیرین کلام کی کنیز ہون جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھکر یہان سے گئی ہین اُسی دن
سے آب ودانہ ترک ہو آپ کی یاد مین بیقرار ہین اگر حضور ساتھ چلیں تو مین آپ کو لیچلون بادشاہ
یہ مژدہ سُنکر فوراً اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا اے سمن رخ مین تیرے ساتھ چلونگا پیام محبوب
سنون اور مین رُک جاؤن مگر میرے رفیق جو یہ تینون ساتھ ہین یہ مجھکو نہ جانے دینگے مین
چاہتا ہون کہ اُنسے چھپکر جاؤن سمن رخ نے عرض کی مین چلکر صحرا مین ٹھیرون آپ کسی طور
وہانتک آئیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جاکر صحرا مین ٹھیری صبح کو بادشاہ
جو اُٹھے مقناطیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بحالی ہو تینون جادوگر بیٹھے
بادشاہ کے قریب بیٹھین بادشاہ نے فرمایا اے مقناطیس ایک مرکب کسی طرح ممکن ہوتا تو
اُسپر سوار ہوکر شکار کو جاتے مقناطیس نے عرض کی اے شہریار آپ جسکے مہمان ہین اُسنے
منع کیا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھل جائیگا شمس کا قول یہ ہو کہ مین
کسی سے سحر مین کم نہین ہون مگر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین فرق پڑیگا بادشاہ نے

فرمایا مین باغ مین مرکب کو پھراؤنگا باہر نہ جاؤنگا مقناطلیس نے کہا مین شمس کو بلواتی
ہون اُس سے مرکب کی فرمایش کرون یہ کہکے ان تینون نے شمس کاہن کو ایک نامہ لکھا
شمس نامہ دیکھکر آیا مقناطلیس نے کہا ای شمس بادشاہ یہان گھبراتے ہین ایک مرکب
بادشاہ کے واسطے بھیجو اسی باغ مین پھرینگے شمس نے کہا ای مقناطلیس وقت انقلاب
قریب آگیا ہو مین سوچا تھا ملا ہرا معلوم ہوتا ہی کہ اُسکے خلاف ہوگا ای مقناطلیس مین نے
یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحبقران اس طرف سے گذرین تو مین بادشاہ کو اُنسے ملاؤن اور
بالاعلان ساتھ ہو جاؤن اب بادشاہ پر کوئی اُفتاد پڑیگی جہانتک ہوسکے ای مقناطلیس
وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خبر دیچکا ہو کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
باعث خرابی ہو مقناطلیس نے کہا باہر تشریف لیجانے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی باہر وہ
کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا خیر مین مرکب آج بھیجونگا مگر حفاظت کرنا مقناطلیس وغیرہ
نے عرض کی ظاہر تو یہی ہو کہ اسی باغ مین سیر کرینگے باطن کا حال خدا جانے شمس نے
اپنے نگہبانون کو بھیجا ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کار خدمت مین بادشاہ کی لائے
شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہا ای شہریار یہ مرکب تو حاضر ہو مگر غلام کی خدمتگذاری خیال مین
رہے ایسا نہو سرکار کو کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا او شمس مین تمھارے
حکم سے قدم نہ ہٹاؤنگا باغ سے باہر نہ جاؤنگا شمس مرکب چھوڑکر چلا گیا بعد جانے
شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوے باغ مین مرکب ٹہلانے لگے قریب دیوار باغ کے
آکر ایڑ جو کی مرکب طرارہ بھر کے دیوار کے پار گیا صحرا مین بادشاہ نے سمن رخ کو تلاش کیا
تو دیکھا سمن رخ سایئے مین ایک نخل کے بیٹھی ہوئی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو
دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی رکاب پر ہاتھ ڈالدیا بادشاہ کو لیکر طرف باغ کے چلی اور یہان
فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ ملکہ پہونچا پشت پر باغ کی آکر کمند ماری داخل باغ ہوا ملکہ
حیران و پریشان وسط باغ مین ایک چبوترہ تھا اُسپر بیٹھی ہین کنیزین بہلا رہی ہین فیروزہ
ایک کنیز کی شکل بنکر قریب ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا اے لالہ رخسار سمن رخ کو کئی دن کا
عرصہ گذرا کہ گئی ہے اسوقت تک پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اُسنے نشان نہین

پایا حجاب سے پلٹ کر نہ آئی فیروزہ نے کان میں منھ لگا کر کہا ای ملکۂ عالم میں اس شہریار کا عیار ہون یہ مشکل بیان تک پہونچا حضور نہ گھبرائیں میں بادشاہ کو لاتا ہون ملکہ نے گھبرا کر کہا بھیّا اگر مناسب ہو تو میں خود چلون فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہی وہ مرد ہین اُنکا آنا آسان ہے آپ سے کہکے جاتا ہون آج سے کل تک بادشاہ کو لیکر آتا ہون ملکہ نے گلے سے موتیون کا مالا اُتار اُسکے گلے مین فیروزہ کے پہنا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کر ملکہ کو باہر نکلا طرف باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہان جو حال شاہ کا سُنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزون نے پوچھا حضور لالہ رخسار کہان گئیں ملکہ نے کہا ذرا مادیان بحری تیار کرو تو ہم صحرا کی سیر کرینگے دل کو زیادہ بیقراری ہی ترقی پر اشکباری ہی دیکھون اس سوزش کا کیا انجام ہو آخر مین حال ابتر ہوگا کوئی شی اچھی نہین معلوم ہوتی آب و دانہ کے نام سے نفرت ہی اصل مین دل کی یہ کیفیت ہی۔ نظم

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاوُنگا
وہ نہین ہون کہ رکھائی سے مین ٹلجاونگا
شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر
کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھکو
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو
حال پیری کسے معلوم جوانی مین تھا
وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش

صورت پیرہن تنگ نکل جاونگا
آج جاتا ہے تو ضد سے تری کل جاؤنگا
منھ چھپا کر مین اندھیرے مین نکلجاونگا
ناف معشوق نہین ہون جو مین ٹلجاؤنگا
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا
تیری حسرت ہی مین ای حسن عمل جاونگا
حال دل بر کف افسوس مین مل جاونگا
موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاونگا
کیا سمجھتا تھا کہ آخر مین مین ڈھل جاونگا
دیکھکر لڑکون کی صورت کو بہل جاونگا
مر گئے کل کو کے سانچے مین مین ڈھل جاونگا

ملکہ نے کنیزون کو سمجھایا کہا میں مادیان پہ سوار ہونگی کنیزیں سمجھیں کہ باغ مین پھرینگی دل بہلاینگی ملکہ نے جو اُس مادیان کو زیر ران پایا اُڑاتی ہوئی قریب در باغ آئیں گھوڑے کو باغ سے

نکالا بادپان کو اپنی باغ سے کلیلیں صحرائی ہوا جو گھوڑی کو لگی طرارے بھرنے لگی ملکہ تو وہ راستہ دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرارے بھر کے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا کہ اصلی راستہ چھوٹا سامنے ایک پہاڑ تھا اُسکے دامنے میں آکر ٹھہریں دیکھ رہی ہیں کہ ای مینوش راستہ اصلی مجھسے چھوٹا بادپان نے راستہ بھلایا نگہ اُٹھا اُٹھا کے چارجانب دیکھ رہی ہیں کہ ای مینوش کسطرف جاؤں کیونکر اپنے کو قریب باغ نگارین پہونچاؤں اسی سوچ میں کھڑی تھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار پشت پر دو تین سو پیلے قراول عہدے ہاتھوں میں بازبحری جرّہ لیے چلے آتے ہیں بسبب صحرا کے ملکہ بے نقاب کھڑی تھیں اُس بادشاہ کی جو نگاہ پڑگئی آفتاب زیر کوہ پایا دامنہ کوہ روشن ہورہا ہی بیحواس ہوگیا پکارا اُٹھا ای جان جہان ؛ ای آرام دل مشتاقان تمھارا جمال بیمثال دیکھکر روح تڑپ گئی چاہتا ہوں آکر قدموں کو بوسہ دوں ہرچند اپنے کو روکتا ہوں مگر ضبط نہیں ہوسکتا عجب کیفیت ہو دل کی یہ صورت ہی۔

نظم

بہار آئی ہے عالم ہی گل ونسرین وسوسن پر — جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر
نقاب اُلٹے جو تو رخسارہ آتش رنگ سے اپنے — یہ پروانے آ آ کے چلین شمعون کی گردن پر
دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہی — چھری چلتے نہین دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر
ادب آموز ہی ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا — نہین ممکن کہ گرداڑ کر پڑے رہرو کے دامن پر
نہایت بلبل شیدا کا دل اسنے جلایا ہی — جو بس ہووے تو رکھدین آگ مین گلچین کے دامن پر
نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب — مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر
تری زلف سیہ اکدن سفیدا کی یا رہو یگی — یہ وہ شب ہی چلیگی جو طریق روز روشن پر
حرارت طور کے شعلے کی ہر اک دانہ رکھتا ہی — یقین ہی خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر
فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی — ہماری خاک کے ذرے کرینگے قبضہ روزن پر
جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش انکو بدبین کا — دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

ملکہ نے پکار کر جواب دیا ای شخص خبردار ایسے خیالات مہملات اس جانب نہ کر یہ تاجدار بادشاہ قلعہ نیلم نگار خراج گزار ہفت پیکر برائے شکار نکلا تھا ملکہ کو دیکھکر ہائی ہائی

تحسین کرنے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کہا ای جان جہان اب مین تمکو نجانے دونگا
پکڑ کر لیجاؤنگا ملکہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا
گھوڑے نے جست کی نیلم تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والون سے اشارہ کیا چارجانب
سے گھیر لو گرفتار کرکے نیلم حصار مین لیچلو خاقان محل قرار دونگا وہ مرتبہ کرون کہ سب محلات کو
رشک ہو بیلیے قراول بلوہ کرکے چلے نیلم تاجدار رہجاذ بوجھ کر اُٹھا حکم بلوے کا دے رہا ہی
بیلیے قراول جو چلے ملکہ نے جسے تاک کر تیر مارا وہ خطا شعار سہم کر واصل جہنم ہوا چلا یار و ایسا
مگر گر کر نہ اُٹھ سکا بعض گوشون مین چھپتے ہین بعض خل تیر کے بھاگتے ہین ملکہ نے تیرون
کی بوچھار کردی دس بیس جوان گرے نیلم نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ بھلا گھوڑا مرکب
گیا اب گھوڑے کو مہمیز کیا ساتھ والون کو لیکر چلا قضا سے کار صمصام بد انجام کو جو لشکر گشتی
کرکے طرف طلسم کشا کے جاتا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ
آپ کی صاحبزادی نہین معلوم کس ضرورت مین اس جنگل مین آئی ہین نیلم تاجدار نے گھیرا
ہی وہ صاحب عصمت وعفت اپنے کو بچا رہی ہے تیر لگا رہی ہے صمصام یہ سنکر غصّے
مین گینڈا جھکا کر بڑھا پکار کر آواز دی او نیلم کیون قضا آئی ہی میرے مقابلے مین آ سوارون
سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون کو مار لو سواران جنگی گھوڑون کو بڑھا کر بڑھے تھوڑی ہی
دیر مین بیلیے قراولون کو مار لیا اب نیلم مقابلے مین صمصام کے آیا نیلم جانتا ہے کہ یہ
پہلوان زبردست ہی اس سرحد مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کرسکتا تحسین کرنے لگا
کہتا تھا اے صمصام بیٹی کی آخر شادی کروگے مجھکو بہ فرزندی قبول کرو مگر صمصام
نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو تو گرفتار نہ کرسکا پیغام شادی دیتا ہی مین ایسے دلیر
کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرونگا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا مین پہلوان ہون مثل
میرے ہو اُسکو داماد قرار دونگا کہ مجھکو بھی لطف ملے یہ کہتا ہوا قریب نیلم کے آیا نیلم نے
نیزہ مارا صمصام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باپ میرا نیلم کے مقابلے
سے مہلت پائیگا مجھکو اپنے ساتھ لیجائیگا یہ تو دونون مصروف جنگ ہوے ملکہ نے گھوڑی
کو جھکا کر درۂ کوہ مین ڈالدیا دوسری طرف سے ہو کر نکل گئی یہان صمصام نے تھوڑی

عرصے مین نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو ملیٹ کے دیکھا بیٹی کو اُس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ واسطے
شکار کے آئی تھی یہان آکر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی یہ سر منزل روانہ ہوا
ملکہ راہ مین بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سایے مین جاکر ٹھہری حیران و پریشان ہو کہا ے
مینوش راستہ فراموش کیا اب تا بہ باغ نگارین کیونکر پہونچونگی عیار نے جاکر اُس شہریار
کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہونگے کیا عجب ہی کہ چل نکلے ہون اس خیال مین کھڑی تھی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ گھوڑے پر سوار سمن رُخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
بادشاہ کے آتی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی ای سمن رُخ یہ تو کیسے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
سمن رُخ نے جو ملکہ کو دیکھا کہا ای شہریار دیکھیے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آپکے اشتیاق
مین نکل آئین بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اُترے ادھر ملکہ پادپان سے اُترین دونون
فراق دیدہ آپس مین ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نگارین کے چلو شمس نے مجھکو
منع کیا ہی کہ صحرا مین نہ جائیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو مجھکو تمکو دیکھنے تصویرین ہماری
سب کے پاس موجود ہین ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیے وہان آرام پائیے گا اسپر
آپس مین تکرار ہوئی ملکہ کہتی ہین میرے باغ مین چلو بادشاہ فرماتے ہین باغ نگارین مین ملنا
بہتر ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زین پوش بچھا کر بیٹھو اُسی مقام پر زین پوش بچھا کر
بیٹھے صرف سمن رُخ خدمت مین ہی کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی فیروزہ بن عمرو آتا ہی
فیروزہ نے جو بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیروزہ کو پہچانا کہا اے شہریار یہ یہان
آپ کا میرے باغ مین پہونچا تھا اسی کے کہنے سے مین نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہتر نہین
ہی راہ مین مجھکو ایک تاجدار نے گھیرا تھا میرے باپ نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا
پدر وہ اُسپر نہین کھلا مین درہ کوہ مین ہو کر نکل آئی آپ تک پہونچی ایسا نہ ہو وہ اسطرف
سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ پر سر منزل ہوگا اس طرف کہان آئیگا اگر آئے گا تو
مارا جائیگا ملکہ نے کہا ای شہریار صمصام یگانۂ آفاق ہے فنون سپاہ گری مین طاق ہی
اُسپر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اس نواح مین کوئی اُسکا نظیر نہین نظر کردہ ہفت پیکر کہلاتا ہی
اگر حضور سے مقابلہ پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شاہ نے فرمایا ای ملکہ ہر چند کہ اُس

حوالی مین پہلوان بے نظیر مشہور ہی مگر مقابلہ پڑے تو تماشہ دیکھنا ہی فیروزہ بن عمرو کہین سے شراب نوش کرو کر صحرا مین ہر جے سے شراب کا چرچہ نہین ہوا فیروزہ بہشتاد کیکے روانہ ہوا اور یہان بادشاہ نے ایک ہرن تیر سے مارا اُسکے کباب لگانے مین مصروف ہوے یہان کباب تیار ہین فیروزہ کوس کوس بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہین شراب کا نشان نہ پایا پلٹ کر عرض کی ای شہریار یہ وہ صحرا ہی کہ جہان بستی کا نام نہین جتنی قریب بستی کے ہوتی ہی یہان کوئی بستی قریب نہین سب طرف جنگل اُجاڑ چار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ پہاڑ سے ہنسنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر جھرّیان چہرے پر پڑی ہوئین لباس بھاری پہنے ہوے ایک طفل امرد کا ہاتھ پکڑے ہوے اُس سے سخن گوئی کرتا ہوا پہاڑ سے آکر سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نخل کے سایہ مین آکر بیٹھا پکار کر آواز دی ای سبزہ زار شراب لاؤ ایک غلام زنگی پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا پیپا شراب کا کاندھے پر رکھے ہوے جو گلابیان شراب سے خالی ہوکر اس مرد پیر کے سامنے رکھا مرد پیر نے گلابیان شراب سے معمور کین ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امرد کو پلاتا ہی طفل امرد نشے کے جوش مین بہ الحان یہ غزل گاتا ہے

نظم

ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل کے گل تمام	کرتی ہی روح مرحلہ آب و گل تمام
دیکھا ہی جب تجھے عرق آ گیا ہے یار	غیرت سے ہو گئے ہین حسین منفعل تمام
قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے	مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام
درد فراق یار سے کہتا ہون بند بند	اعضا ہمارے ہو گئے ہین مضمحل تمام
ساری عدالت اُلفت صادق کی ہوگوا	غیرون سے ہر لبی ہوئی اپنی سجل تمام
کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال	اُلفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا	چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام
ہوتا ہی بے وہ فاش کلام دروغ کا	دوسرے کا دن سمجھ لے وہ بیان گسل تمام
خلوت مین ساقہ یار کے جا ناز جو ہین	ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

وہ لڑکا اسطرح گا رہا ہی کہ وہ پیر کبھی اُسکے پاؤن پر گرتا ہی کبھی اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیتا ہی

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ اس بڈھے کے پاس جاؤ ایک
مٹکا شراب کا اُسکے پاس ہے کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا احسان ہوگا ہر ایک گلابی شراب
کے بدلے ہم دس گلابیان دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہین تیرے پاس شراب بہت ہے اگر
ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اُس
بڈھے کے آیا بڈھے نے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لائے ہین کہ غیرون کو
تقسیم کرتے ہین مگر اے شخص تو میرے پاس آیا ہے تو ایک جام پی لے فیروزہ نے کہا وہ
میرے آقا ہین اُنھون نے شراب مانگی تم نہین دیتے میری مجال ہے کہ مین پیون بڈھے
نے کہا اے شخص مین تجھے ایک جام پلاتا ہون تو کیون عذر کرتا ہے یہ کہکے جام لبریز کیا
لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھین ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہا
کہ لائیے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے مین تو خود جام کا مشتاق ہون اگر بادشاہ
کو غرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگین گے یا طلب کر لین گے اُس طفل نے جام لیا چند اشعار
گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ بے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی فیروزہ خود بہکنے لگا
ہاتھ اٹھا کر گاتا تھا اور بڈھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا عرض کرتا تھا کہ اے
روشن ضمیر اے صاحب جاہ وہ توقیر جو حکم کرو وہ بجا لاؤن بڈھے نے کہا اے کوہ
فلک شکوہ جاؤ یہی تمھارا مسکن ہے یہ سنکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھاٹیان طے
کر کے بالاے کوہ پہونچا پہاڑ پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا بادشاہ نے سمن رخ سے
کہا تم جاؤ اس بڈھے سے شراب مانگ لو فیروزہ بڑا بیحیا ہے شراب پی کے بالاے
کوہ چلا گیا فرزندان عمرو بے مروت بھی ہوتے ہین آپ شراب پی کر بالاے
کوہ چلا گیا نہین معلوم وہان کیا رکھا ہے سمن رخ نے عرض کی جب اُسنے عیار کو
شراب ما دی تو مجھے کا ہیکو دیگا نہین معلوم کیا کہیگا آخر ملکہ نے کہا اے سمن رخ
جاؤ تو تم جاکر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اُسکے پاس سارا مٹکا رکھا ہے ایک گلابی مین
کیا کم ہو جائیگا سمن رخ ناچار ہو کر بموجب حکم ملکہ اُس بڈھے کے پاس آئی کہا اے

پیر روشن ضمیر ایک گلابی ہمارے بادشاہ مانگتے ہیں تیرے پاس جلد بھرا رکھا ہی ایک گلابی میں کیا کم ہو جائیگا بڈھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کرکے پیئیں گے اس چلی کی کیا حقیقت ہی ہم دن بھر میں دو دو چلے پیتے ہیں اسمیں سے گلابی دینے میں ہمارے نشے میں کمی ہوگی مگر ای سمن رخ تو ہم تک آئی ہو اگر تیرے مزاج میں آئے تو ایک جام پی لے سمن رخ نے کہا میری ملکہ سامنے بیٹھی ہیں مجھسے یہ بے ادبی نہ ہوگی لڑکے نے گنگنا کے سمن رخ سے آنکھ ملائے چند اشعار عبرت آثار جو گائے سمن رخ بھی تحسین کرنے لگی کہتی تھی ای پیر روشن ضمیر ایک جام شراب کا مجھکو پلا دے مالک کو چاہیے نہ دینا میرا کیا حرج ہو مجھے اپنے لطف سے مطلب ہی لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی پی گئی پی کر ناچنے لگی بڈھے نے کہا ای سمن رخ تم بھی بالاے کوہ جاؤ سمن رخ یہ سنکر گاتی ہوئی فوراً طرف کوہ کے چلی ملکہ نے پکارا او سمن رخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر آ اری وہاں جاکر کسی بلا میں پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہیں کس کام کو بھیجا تھا تو نے جاکر کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتی ہر چند ملکہ نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بالاے کوہ چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار میں پھاند پڑی بادشاہ نے لاحول پڑھکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا اپنے مقام سے اٹھے فرماتے ہوے کہ ای ملکہ عالم میں اس ملعون سے شراب چھین کر لاتا ہوں مجھسے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڈھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہیں تمام چلے کی شراب زمین پر انڈیل دی طفل کا ہاتھ تھام کر طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڈھے کا پیچھا کیا ملکہ غل مچاتی ہیں کہ ای شہر یار آپ کہاں جاتے ہیں مجھکو اس صحراے ہولناک میں اکیلا چھوڑے جاتے ہیں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بڈھا گھاٹیوں کو طے کرکے طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے اور مسخرہ پن کرتا ہوا بالاے کوہ پہونچا اسی غار میں پھاند پڑا بادشاہ نعرہ کرکے گھاٹیاں تھامتے ہوے بالاے کوہ چلے ملکہ بیٹھی رہی ہیں پکارتی ہیں ای شہر یار بالاے کوہ نہ جائیے یہ کنیز گھر بار چھوڑکر آپ کے واسطے آئی ہو اب کیونکر بسر کرونگی اسی جنگل میں سر ٹکرا کر مرونگی۔ **نظم**

ظاہر کسی کے دل کا کیا حال زار مجھ	سنتا نہیں وہ گل کہے کوئی ہزار مجھ

توفیق خیر رکھتی ہے گر تیغ یار کچھ	زخم اسنے کھائیگا نہ رہیگا شمار کچھ
پوچھی کسی سے لے محکمۂ حشر مین نبات	ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ای شہریار اس صحرا مین مجھے آپ تنہا چھوڑتے ہین میری محبت سے منھ موڑتے ہین
بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاے کوہ پہونچے اور اُس غار مین جاکر بلا تکلف پھاند پڑے
ملکہ تڑپتی ہوئی زیر کوہ رہگئین تھوڑے عرصے کے بعد اسی غار مین سے فیروزہ بن عمرو
نکلا پکار کر آواز دی ای ملکہ کیون گھبراتی ہو تمکو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہوکر دوڑین
پکار کر پوچھا ای فیروزہ تمنے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود شراب پی لی اور
ہمارے واسطے نہ لائے بالاے کوہ چلے گئے اور غار مین پھاند پڑے اب بادشاہ
کیا کر رہے ہین فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم بادشاہ کو وہان جاکر سلطنت ہوئی بادشاہ
تخت پر بیٹھے ہین وزیر امیر گرد چونکہ یہ سامان ہونے کو تھا اسی وجہ سے ہین نے بات کا
جواب نہین دیا اور بالاے کوہ پہونچا جب وہان پہونچا تو سُنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کر رہے
ہین اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جاکر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ مین آپکو بلانے آیا ہون
تشریف لے چلیے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئین غار کو دیکھکر ڈرین فیروزہ نے کہا اسی
غار مین پھاند پڑیے ملکہ نے کہا ای فیروزہ مین اس غار مین کیونکر پھاندون مجھکو تو خوف
معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلیے
یہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سُنکر بیتاب و بیقرار ہوئین کہا ای
فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان جاتی ہی مین ضرور چلونگی اول فیروزہ اُسی غار مین
پھاند پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھین بند کر کے پھاند پڑین اب جو آنکھین کھولین
اور سر اُٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوے ہین سمن رُخ مگس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر
وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہین سمجھا رہے ہین کہ حضور یہان کے بادشاہ ہوے ہم لوگون
پر دست شفقت رکھیے عدل و انصاف سے بسر کیجیے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھکر فرمایا
ای ملکۂ عالم آؤ بیٹھو ملکہ مجمع وزرا دیکھکر گھبرائین مگر ایک کرسی پر بیٹھین فیروزہ بن
عمرو کہ رہا ہے ای ملکۂ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتین ہو رہی

تھین کہ چند لوگ دوڑے ہوے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروغۂ زندان خانہ آتا ہی
دیکھا کہ چند چوبدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اُسکے بعد وہی پیر زمین گیر طفل امرد کو ساتھ
لیے ہوے لباس بھاری پہنے ہوے آیا بادشاہ برلے تعظیم اُٹھے اُس بڈھے نے
کہا ای بادشاہ لشکر اسلام یہ مقام زندان خانۂ طلسم ہو یہان وجہ معاش سبب سے
حاصل ہوتی ہے بے سبب کسی کو کھانا نہین ملتا یہ عورت کیا پیشہ جانتی ہو کیا پیشہ کرکے
کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتین سینا پرونا جانتی
ہین اور ہم شاہزادیان کیا جانین بڈھے نے کہا انکو خیاط خانے مین داخل کرو ہرچند ملکہ
روئین بھڑکین مگر کسی نے نہ سُنا بادشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزین ملکہ کو کھینچکر ایک مکان
مین لیگئین وہان دیکھا بہت سی عورتین عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہین ملکہ کے آگے بھی
بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجیے جسقدر سیوگی اُسیقدر اُجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھون مین آنسو بھر کر سینے لگین مگر حیران ہین کہ دیکھیے جمال
بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہون اب اُس بڈھے نے فیروزہ سے پوچھا
کہ کیون ای عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہو فیروزہ نے کہا مین کار زرگری سے بخوبی
آگاہ ہون چند نگہبان فیروزہ کو لیگئے اور ایک مکان مین دیکھا کہ بہت سے زرگر بیٹھے
ہوے کار زرگری کر رہے ہین فیروزہ کے آگے لاکر بہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ نگینے
جواہرات کے رکھدیے کہا یہ لو زیور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو تمکو سزا ملیگی فیروزہ ناچار
کار زرگری مین مصروف ہوا اب اُس بڈھے نے سمن رُخ سے کہا تم خیاط خانے مین
جاؤ جو جوڑے تیار ہون اُنکو تہ کرکے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے تمسے حساب
لیا جائیگا سمن رُخ کو یہی غنیمت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رُخ اُسی
مکان مین آئی جہان ملکہ سینے مین مصروف ہین اب وہ بڈھا طرف بادشاہ کے متوجہ
ہوا کہا آپ بادشاہ لشکر اسلام ہین آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
بنانے مین دخل ہو مین تاج بنایا کرونگا وہ بڈھا اپنے ساتھ بادشاہ کو لیکر ایک کمرہ
مین آیا کہ اُسمین بالکل سناٹا ہو ایک الماری رکھی ہے اُسمین قفل لگا ہو بڈھے نے

ازار بند سے اپنے کنجی کھولی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکالکر سامنے بادشاہ
کے رکھدیے بادشاہ مجبور وناچار اُسکے بنانے مین مصروف ہوے مگر رویا کرتے
ہین کہ عجب مقام پر فلک نے پہونچایا کہ مثل مزدورون کے کام کیا کرتے ہین شب کو
ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اُس مکان مین نگہبان ہوتے ہین وہین ملکہ و فیروزہ
وسمن رُخ بھی کام بناکر آتے رہین اسقدر تھکے ماندے ہوتے ہین کہ آپس مین کلام
کرنے کی نوبت بھی نہین ہوتی نگہبانون نے کھانا لاکر مثل مربے کے سامنے ہر ایک کے
رکھدیا سب نے اُسکو شکر کرکے نوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
کاروبار مین مصروف ہوے اس بڈھے کا نام فرتوت جادو ہے سب کو اُس مقام پر
قید کرکے اپنے مکان اصلی مین آیا زوجہ اسکی مکارہ جادو دختر اسکی گلگونہ
گلگون پوشش ہو اُنکے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج مین نے بادشاہ لشکر اسلام
کو قید کرلیا بڑی مصیبت مین ہین جبتک طلسم کشا یہان آئین گے انکو زندہ نہ بلینگے
جس دن خدمت مین فرق پڑیگا وہ سزا دونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے گلگونہ
نے جو یہ سب حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ ایک معشوق پری پیکر دختر صمصام لدسس
قید خانے مین بھی ساتھ ہو گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد نامدار انکے رہائی کی
کیا صورت ہو کہا ای دختر بلند اختر یہ باتین راز خداوندی کی ہین انکو زبان سے نہین
نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قیدیون کو دیکھ آئین
انکو مصیبت مین دیکھین کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرتوت نے کہا یہ بادشاہ لشکر اسلام
ہین انکا دیکھنا بہتر نہین جس نازنین نے انکو دیکھا دل وجان سے مائل ہوئی دختر
صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق مین ایسی مبتلا ہو کہ ساتھ بادشاہ کے
قید اختیار کی اور ایسی مبہوت ہو رہی ہو کہ شام کو صرف جمال دیکھ لیتی ہو اسی کو وہ غنیمت
جانتی ہو بات کرنے کی فرصت نہین اتنا کام ان لوگون کو پڑتا ہو کہ فقط کھانا کھا کے
بسبب محنت ومشقت کے سو رہتے ہین صبح کو پھر اُسی مشقت کا سامنا ہوتا ہو اب مدت
تک یون ہی رہینگے طلسم کشا کا یہانتک پہونچنا دشوار ہو جب تک وہ یہان آئین گے

جبتک یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مر جائین گے یہ کہکے فرتوت نے کوئی صورت نسبت رہائی کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سنکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر تڑپی آخر شام کو اُٹھی مان کے پاس آئی کہا اے مادر مہربان سچ بتلایئے کہ اگر کوئی قصد کرے کہ بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر باپ تمھارے کہ مکار طلسم مشہور ہین اس بات کو مُنھ سے نہین نکالتے یہ بھی کتابون مین لکھا ہے کہ ان لوگون کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہین صمصام جنگ آزما کہ پہلوان بےنظیر ہے بیٹی کو بھی فنون سپہ گری سکھائے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکل آئی بادشاہ نے خلاف قاعدہ طلسمی کیا قید ہو گئے مین ان باتون کو زبان سے نہین نکال سکتی گلگونہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان آپ کیا مجھکو دشمن جانتی ہین مین ان دشمنون کی رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ مین دختر فرتوت جادو ہون آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگون کی کیا صورت ہے مکارہ نے کہا اے نور نظر اول یہ تدبیر ہے کہ شمس فلک ہفت پیکر ان لوگون کا معین ہے قید اظلم سے رہا کرکے لایا اپنے باغ مین رکھا وہان یہ افتاد پڑی کہ جوش عشق مینوش شیرین کلام مین باغ سے نکل آئے یہان آکر بیٹھے شمس کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کریگا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے مددگار ہو وہ آکر قید مین فرتوت کی مبتلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق مبتلاے بلا ہین مین گلگونہ دختر فرتوت مشتاق جمال بادشاہ ہون اور کوئی خواہش نہین رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہا یہ جاکر شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہان شمس فلک ہفت پیکر بعد کئی دن کے جو باغ مین آیا مقناطیس و نوبہار دشکبار کو گریان و نالان پایا گھبرا کر اُن سب سے پوچھا نوبہار نے سب کیفیت بیان کی مقناطیس وغیرہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جوش محبت مینوش مین باغ سے نکل گئے کسی بلا مین جاکر پھنسے شمس نے زانو پر ہاتھ مارا مُنھ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاحبو افسوس کہ

میری شفقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا نہ مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جہان جاکر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کریگا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگونہ نے آکر نامہ دیا شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکۂ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر رازمین تشریف رکھیے گا مین حاضر ہونگا جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہوگئی شمس رات کو پرواز پیدا کرکے چلا گلگونہ قصر رازمین آئی کہ شمس آکر پہونچا دیکھا گلگونہ رو رہی ہے شمس کو دیکھکر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم آپکو تو عجب حال زار مین پایا آپ نے مجھکو بہ عنایت سرفراز کیا مین حاضر ہون امیدوار ہون کہ جو فرمایئے وہ بجالاؤن گلگونہ نے کہا ای شمس کیا کہون حال مصیبت مآل بادشاہ سنکر عجب دل کی کیفیت ہے آٹھ پہر یہی خیال ہے کہ قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی اس خیال مین عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے نظم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون تہ شمشیر ہم
زلف الجھے اور پھانسی پائین بے تقصیر ہم

کھائین شل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم
جانکر شربت پیئین آب دم شمشیر ہم

بت سے الفت ہمکو زاہد عاشق اللہ تو
تو بنا مسجد کو بتخانہ کرین تعمیر ہم

ہم وہ مصحف ہین جو دے مقدور ہمکو آسمان
خاک بلبل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم

بیگناہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
عشق شاہد ہے ہوے ہین قتل بے تقصیر ہم

جب چلے گھر سے تو پہونچے منزل مقصود پر
تیز رفتاری مین رکھتے ہین خواص تیر ہم

کوہکن کہتا تھا ای شیرین جو ہے تائید عشق
بے ستون کو کاٹ کر لاتے ہین جوے شیر ہم

دیکھ لیتے ہین شفق آلودہ جب دم ماہ نو
یاد کرتے ہین گریبان کی تیرے تحریر ہم

دولت دنیا سے مستغنی قناعت نے کیا
جانتے ہین خاک کوے یار کو اکسیر ہم

رخ کو قرآن جانتے ہین تیرے مصحف کی قسم
کیون کہین خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم

صورت معنی عیان ہین اپنی ہر اک بیت سے
شاعری کرتے نہین ہین کھینچتے تصویر ہم

شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفعل آہ
شاعران ہند مین کہتے ہین طرز میر ہم

شمس نے دیکھا گلگونہ کی حالت تغیر ہے کہا ای گلگونہ انگشتر جمشید کو وہ نیرنگ برای

اگر ہوسکے تو اپنے کو وہان پہونچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو تدبیر رہائی بادشاہ کی ہو یا اسی
کوشش مین ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا
گلگونہ نے کہا مین کوہ نیرنگ پر جاتی ہون اور جہانتک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہون
مگر نیرنگ جادو نہایت بدمزاج ہی شعبدہ بازون کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حائل ہوگی
ای شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤگی گلگونہ نے کہا جو وقت بزرگون نے
مقرر کیا ہی کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر شل کرامات ہو اسیوقت
قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ پڑگیا تو لے نکلونگی اور اگر قضا لیے جاتی
ہی تو مجبور و ناچار ہون شمس نے کہا مین سمجھ گیا یہ کہکے شمس رخصت ہوا گلگونہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جسکو
ساعت ہفت کہتے ہین نہ دن ہی نہ رات ستارہ سحری چمک چکا ہی سفیدۂ سحری ظاہر
نہین ہوا کہ گلگونہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی اڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہونچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ پھاٹک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بند ہی اور قریب پھاٹک
کے دو پتلیان سنہری نیچے برہنہ ہاتھون مین لیے ٹہل رہی ہین گلگونہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ پتلیان ہٹین ہٹ کر گوشہ قصر پر آئین مگر پھاٹک رہی ہین گلگونہ نے پکارکر
آواز دی ای کنیزان ہفت پیکر منھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہو ہمارا عکس تم پر پڑے
پتلیون نے یہ سنتے ہی منھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگین گلگونہ اتری یا ہفت پیکر
کہکے قفل کھولا جیسے ہی قفل پہ ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
قفل کھلگیا دیکھا ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ مین
لیے بیٹھی ہی گلگونہ کو دیکھکر ہنسی اور کہا ای گلگونہ کس خیال مین آئی ہو انگشتر جمشید
دستیاب نہ ہوگی بہت پچتاؤگی ای گلگونہ پلٹ جاؤ گلگونہ نے کچھ اسمائے سحر
پڑھے اسمائے سحر پڑھکر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا
گردپوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے مین برق چلی

ایک تڑاقا ہوا آواز آئی ای گلگونہ تو نے کیون قتل پر ساحرون کے کمر باندھی گلگونہ
نے جواب دیا مین کسیکی جان کی خواہان نہین ہون فقط انگشتر جمشید لینے آئی ہون
ای دختر غائب اگر مطلب ہوسکے تو ہمکو منع نکرو آواز آئی چلی جاؤ یہ مقام بزرگان جن
ہی ایسا نہو قدرت آجایئن تو بڑی مصیبت ہوگی یہ کہکے اُس نازنین نے ہاتھ چمکایا
گلگونہ کی آنکھون کے آگے برق چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ مین آئینہ ہی اُسکی اُنگلی مین
ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہی گلگونہ نے ہاتھ بڑھایا اُس نازنین نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی قصر ہلگیا آواز آئی او بے ادب یہ کیا کرتی ہی یکایک قصر کی
چھت سے ایک زنجیر گری گلے مین گلگونہ کے پڑ گئی گلگونہ لٹکتی ہوئی طرف قصر کے
چلی گلگونہ کی آنکھین نکل آئین نفس در قفس بچپیدہ دل سے پکار رہی ای بادشاہ
لشکر اسلام کے خدا میری مدد کر ورنہ ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کرے
اب مجھسے کشاکش نہین اُٹھتی بیقراری کر رہی ہے اور زنجیر اُسے کھینچے لیے جاتی ہے
یقین ہی اندرون شگاف چھت کے لیجائے کہ ایک برق چمکی برق زنجیر پر گری زنجیر
کے دو ٹکڑے ہوے گلگونہ چھوٹ کر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
ہی نہ وہ آئینہ ہی اور نہ انگشتر کا پتہ ہی مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پیکر
چلا آتا ہے گلگونہ نے کہا ای کاہن یہ کیا شعبدہ ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا مین نے
سحر کے متعین بچایا چونکہ تم سے وعدہ کر لیا تھا مین پیشتر سے یہان موجود تھا مین نے
برق چمکا کر تمکو بچایا اب انگشتر کیونکر ظاہر ہو یہ کہکے شمس نے کئی دستکین دین
لیکن کچھ نہ ہوا گلگونہ نے ہیکل گلے سے اُتار کر آواز دی اے نگہبان انگشتر جمشید
اس پردہ کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کرو اے انگشتر ظاہر ہو تو بھی میرے
حال سے ماہر ہو شمس نے پکار کر کہا اے نیرنگ اصل یہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہے
اس طلسم کشا کے ہاتھ سے طلسم فتح ہوگا اور طلسم ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
سب کتابون مین قدرت نے لکھا ہی اُس تحریر کا وقت ظہور آگیا اُس شخص کی
رہائی کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا افسر ہی بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص وعام

یہ سُنکر ایک پہلو سے ایک بلّی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لپٹا ہوا غزّے کی طرف
گلگونہ کے جلی مار سیاہ نے کفچہ کھولا جب تو گلگونہ گھبرائی شمس نے پکار کر کہا ای نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگونہ پر گرا سارے بدن پر دراز
ہو کے لپٹ گیا کشان کشان لیچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد پھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلی کے
پھینکا بلّی نے جو شکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منھ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اُس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے جھلیں بدن میں بلی کے
لپٹ گئیں وہ مار سیاہ جو گلگونہ کو کشان کشان لیچلا تھا پلٹ پڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاوں
گلگونہ کو تو ایک طرف ڈالدیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑاقا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مسن
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لپٹے اور شمس نے بخوبی سحر کیا بلی پرکتی پرتین
گرین ایک طائر پیدا ہوا کہ اُسنے سر پہ بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگونہ نے
دیکھا ایک ساحرۂ گلگون پوش عاجز و ناچار فرش خواب پہ بیٹھی کہ رہی ہی ای شمس
الامان شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا میں اطاعت طلسم کشائی کرتی ہوں
اُٹھکر گلگونہ کے قدموں کو بوسہ دیا گلگونہ نے سر چھاتی سے لگا لیا نیرنگ بصدق
مطیع اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتر جمشید دو نیرنگ نے کہا میرے قبضے
میں انگشتر نہیں ہی میں اس قصر کی نگہبان ہوں وہ جو نازنین آئی تھی میں نے سحر کرکے
گلگونہ کو گرفتار کیا تمہارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تسے
ہو سکے اُسمیں قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ای جمشید یہ
سحر طراز دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہی بی گلگونہ دختر فرتوت و شمس کا ہن ہی کھٹکے
دستک دی ایک بجلی چمکی کہ ایک چھجا کا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پہ بیٹھی ہے
انگشتر ہاتھ میں مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی شمس نے اُس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ای جمشید یہ سحر طراز وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکر خود بھاگ کر طلسم میں آیا

اپنے شعبدے دکھا رہی ہو یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا تجھکو اختیار ہی اُس
جادوگرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا ای شمس تمھارا کہنا مجھکو بدل وجان قبول و منظور ہی گلگونہ
بھی سامنے کھڑی ہو شمس و نیرنگ سمجھا رہے ہین اُس ساحرہ نے انگوٹھی اُنگلی سے اُتاری
اُتار کر ہتھیلی پر رکھی کہا ای شمس یہ حاضر ہی لی گلگونہ یہ انگوٹھی لیجیے شمس نے انگوٹھی ہاتھ مین لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر تھرایا گوشہ ہاے قصر سے جادوگرنیان پیدا ہونے لگین کئی ہزار
جادوگرنیون نے آکر گلگونہ و نیرنگ سحر طرار و شمس فلک کا ہن کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینون کو مارو گولے ترنج نارنج مارنے لگین نیرنگ سحر طرار پر جو کئی گولے
پڑے کڑک کر گرنے لگی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اُڑ گئے گلگونہ نے بھی سحر کیا
آگ برسنے لگی نیرنگ نے کہا آپ لوگ ٹھہر جائین مین ان شعلون کا علاج کیے دیتی ہون
یہ کہکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گرا سب جادوگرنیان اُسی مین دب کر
رہگئین اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آواز این آمین گشتی مرا نام ما نگہبانان قصر طلسم انگشتر
جمشید بود اب گلگونہ و شمس و نیرنگ سحر طراز جمشید یہ کو وہان جمع ہوے شمس نے کہا
ای گلگونہ اب تم قصر قید خانہ مین جاؤ بادشاہ کو دیکھو تمکو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا شام
جانا کہ وہ خلوت کا وقت ہی سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کرا آنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت مین آئے فرتوت کے قتل کی تدبیر
ہو گی گلگونہ چلی قریب شام نزدیک قصر پہونچی دیکھا قصر سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے
ہین پہلے تو گلگونہ شعلہ ہاے آتش دیکھکر ڈری انگشتر جو چمکائی شعلہ ہاے آتش نابود ہوے
گلگونہ قریب پہونچی پہلوے قصر مین ایک دریچہ تھا اُس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوفش شیرین کلام سے باتین کر رہے ہین حسرت دونون کی باتون سے
ہویدا مینوفش کہتی ہے ای شہریار کون سی ساعت تھی کہ جو مین بدنصیب گھر سے نکلی طرف
باغ نگارین کے چلی تھی کہ راہ مین حضور مل گئے یہان کی مشقت سے زندگی نہ ہوگی فیروز
نے کہا دن بھر آب کا سامنا رہتا ہی سمن رُخ نے رو کر کہا ای شہریار کل مین جوڑے
جھ کر چلی تھی ایک جوڑا باقی تھا کہ وہی پیر مکار آیا طفل امرد ہر وقت اُسکے ہمراہ رہتا ہی

مسخرہ پن سے جھینپ ہی نہین ملتی مجھسے کہا اے سمن رُخ دیکھو یہ جو لٹتے ہین ہم کیا گردو غبار
ابھر پڑ رہا ہو سب کو علحدہ علحدہ رکھا کرو ہمکو حساب دینا ہوگا تمکو سزا دونگا بادشاہ نے
فرمایا دیکھیے کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہکر رونے لگے اور کہا اے مینوش و فیروزہ اور
سمن رُخ یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہریار دار پر کھینچے جاتے ہین
نہ کہ ایک مکار ہمکو ناشزا کہتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہو کہ
ہمارے عم نامدار کا نام سنکر سب تھراتے ہین وہ بڈھا کہتا تھا کہ طلسم کشا کے ہاتھ سے
کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اُس حال مین گلگونہ سامنے
آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
کفیل مگر کاشا ہوگئے ہین گل عارض مرجھائے ہوے گلگونہ نے سلام کیا بادشاہ نے
فرمایا آواز تو ہمارے کان مین آئی مگر ہمنے نہین دیکھا کون صاحب ہین گلگونہ نے انگشتر
کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل رخسار پیچ
خراش ناخن غم جا بجا آنکھین جو نرگس شہلا تھین اُنمین آنسو بھرے ہوے صاف ثابت
ہوتا ہو کہ جام یاقوتی مین موتی کوٹ کر بھرے ہین بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اے
نازنین تو کون ہو گلگونہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا مین صرف آپکو دیکھنے
آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہکے طرف مینوش کے دیکھا کہا اے شاہزادی والاقدر تم اس
بلا مین کیونکر پھنسین تمھارا باپ ایک پہلوان ہو مینوش نے کہا جب فلک گردش کھاتا ہو
تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو مین نے کس اشتیاق مین شہریار کو صحرا مین پایا یہ مجھ بدنصیب
کے اشتیاق مین آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھے تھے کہ یہ سرحد فرقوت جادو ہو مگر اب
تمھارے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر نکلے وہ کرو گلگونہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وعدہ
کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کرون فرقوت جادو بڑا ساحر زبردست ہے
دیکھیے یہان سے کیونکر نکاسی ہو کئی ہزار جادوگر نیان کو وہ نیرنگ پر قتل کرین ایسا
نہ ہو اُس ملعون کو خبر ہو جائے آنے جانے کا تو رستہ کھلا مین بلا تکلف حاضر ہوا
کرونگی یہ کہکے گلگونہ رخصت ہوئی پاس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیا س مین ہین اے شمس تمکو یاد کرتے تھے شمس نے کہا اے ملکۂ عالم
بڑی سختی ہے اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال نسبت رہائی بادشاہ
دریافت کرو ملکہ ان سب سے رخصت ہوکر جو مکان پر آئین مان کو دیکھا رو رہی ہین اب
گلگونہ نے پوچھا کیون مادر مہربان خیر تو ہے کیون رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر
آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی اسمین مین نے عجب مضمون دیکھا تھا دسے برس
پہلے لکھے پائے مجھکو خوف پیدا ہوا اے نور نظر برائے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
نہ کرنا اپنے کو کسی بلا مین نہ پھنسانا یہ گنہگاران خداوند ہفت پیکر ہین جو انکی مدد کریگا
قدرت اس سے بیزار ہونے لگے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ مان کو شک ہے
ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن باپ سے نہین معلوم کیا آفت برپا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہے
مگر سوچ مین ہے کہ کیا کرون کیونکر پوچھون کہ محل مین ہلڑ ہوا فرقوت جادو آتا ہے
طفل امرد ہمراہ ہے کنیزون نے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہے ہماری بی بی کا
کمبخت رقیب ہے اب اسکی موت قریب ہے فرقوت جادو کو اس طفل کا بڑا عشق ہے فرقوت
آکر تخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب شراب لاؤ مکارہ نے کنیزون سے کہا کنیزین
گلابیان لائین فرقوت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا گلے مین فرقوت کے ہاتھ ڈالکر کہا کیون صاحب جن قیدیون
کو تمنے قید کیا انکو کون چھڑا سکتا ہے فرقوت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا او بیحیا
ہم تجھپر تاکید کر چکے ہین کہ اس مقدمے مین کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا منھ پھلا کر
بیٹھا ہر چند فرقوت شگفتہ کرتا ہے مگر طفل کہتا ہے مجھسے بات نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
رہائی کی کیا صورت ہے آخر فرقوت نے گھبرا کر کہا ارے تجھے کیا مطلب طفل نے
کہا ارے کیون ڈرتا ہے اپنے مکان مین بیٹھا ہے تیری زوجہ ہے اور دختر یہان
غیر کسکو سمجھا ہے مین آٹھ پہر تیرے ساتھ رہتا ہون مجھے کیا غرض کہ مین کسی سے
ذکر کرون جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فرقوت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
ذکر نہ کرنا وہ شخص رہا کریگا جو انگشتر جمشید حاصل کرے اور قصر انگشتر کو گرائے

اور جمشید یہ سحر طراز بھی اطاعت مین ہو اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو نیرنگ بھی
اسکے ساتھ ہو اگر انمین سے ایک نہ ہوگا تو رہائی غیر ممکن ہی ای جان جہان وای آرام دل
مشتاقان خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا مین آج کتاب مین دیکھ چکا ہون چاہتا ہون کہ بادشاہ
کو قتل کرون جب کتاب دیکھتا ہون یہی نکلتا ہی کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
نہین ہی اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہی کہ مین قاعدۂ
طلسم کو توڑون بادشاہ کو قتل کرون تب ثابت ہو کہ قاعدے مین فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہوے
بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ہزارون بھائی بند مارے گئے جو گرفتار ہوا مسلمانون نے
اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیان ان مسلمانون کی شریک ہوئین گلگونہ کو دیکھکر میرا دل کانپتا ہی
اسکی دو جہ نے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہی شکار
کو بھی نہین جاتی فرتوت نے کہا صاحب کیا کہون جو کتاب مین دیکھا ہی اُسکو زبان پر
نہین لاسکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہی کہ بادشاہ کو قتل کرون مکارہ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہی
گلگونہ نے کہا ای باپ مجھکو حکم ہو کہ مین جاکر سر کاٹ لون فرتوت نے کہا ای نور نظر یہ بھی
کتاب مین لکھا ہی کہ جہان ان لوگون کا خون کریگا وہ زمین آباد نہوگی کوئی ایسا خیرخواہ ہو کہ
قصر زندان خانے سے ان قیدیون کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجاکے قتل کرے
گلگونہ نے جو پہلو پایا باپ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای باپ آپ کی زبانی احکام سنکر
دل تھراتا ہی کسی طرح یہ قتل ہو جائین مین اسے صحرا مین لیجاکر قتل کرون جہان کو سون پانی نہ ہو
یہ کیسکی مجال نہین کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا خوف ہی فرتوت نے کہا بیٹا
کتاب مین وہ مضمون پڑھے ہین کہ جس سے دل کانپتا ہی ایسا نہو تمھاری وجہ سے کوئی فتور
برپا ہو مکارہ نے کہا اوبے غیرت خاموش رہ دمبدم مقدمے مین بیٹی کے ایسے کلمات
کہتا ہی مین خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگونہ نے کہا بہت بہتر ہی مادر مہربان جو ساتھ ہوگی فوراً
سر کاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے مان بیٹیان چارون قیدیون کو
لیکر جائین صحرائے بے خس و خاشاک مین لیجاکر قتل کرین صرف سر لیکر چلی آوین فرتوت
طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا زوجہ سے کہا اب تمھین اختیار ہی کل ان چارون کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکا مددگار آجائے مکارہ نے کہا
اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہین ہی کہ مجھسے مقابلہ کرسکے مین زمین ہلا دون اور طبقے زمین
کے آسمان پہ پہونچا دون فرتوت تو اپنے دربار مین آیا مصاحب نشے مین دیکھکر اسکو
ہٹ گئے یہ بیچارہ اس طفل امرد کے ساتھ شراب پینے مین مصروف ہوا جب خوب نشہ
کی دیا دتی ہوئی کپڑے اُتار کے ناچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناک پر انگلی رکھ کے مٹکتا ہے
تھرکتا پھرتا ہی اور یہ گاتا ہی ؎ بے جانان چون ہولی بازم + دو پچکاری بندہ نوازم
بے جانان چون ہولی - فرتوت جب سم پر آتا ہی طفل امرد کہ جوتی ہاتھ مین لیے ساتھ ساتھ
پھرتا ہی تڑاق سے اُسکے سر پر لگاتا ہی یہان تو یہ عیش ہی مگر گلگونہ باغ کے حیلے سے باہر نکلی
طاؤس پر سوار ہو کر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل مین
مادر مہربان کے ہمراہ قیدیون کو لیکر اسی صحرا مین آؤنگی تم سب ٹوٹ پڑنا مین مادر
مہربان کو مارونگی اگر مادر مہربان کا سحر چلگیا تو تم سب کو بیکار کردیگی بہت ہوشیاری سے
کام کرنا شمس نے کہا مین آتے ہی اُسکی گردن لونگا اپنے بادشاہ کو رہا کرونگا شمس
یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا تارے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اُٹھا کر دیکھا مقناطیس
و نوبہار و مشکبار بدحواس و پریشان تلاش مین بادشاہ کی نکلی ہین شمس کو دیکھکر
اُتر آئین شمس نے سب حال بیان کیا مقناطیس نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت ہو
ایک سحر مین تنکے چنوا دونگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قبضے مین
کر لینا اُنکے دشمنون پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقناطیس نے کہا مین بادشاہ کو
اُٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلاحین کر کے آپس مین رخصت
ہوے گلگونہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ ہم
اسی صحرا مین آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کہکے گلگونہ محل مین آئی وہ رات پہاڑ
ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگایا کہا ای مادر مہربان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ
حیران ہے کہ گلگونہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلین گے تمھارے
باپ بھی تو محل مین آرہین یہ کہکے مکارہ اُٹھی پوجا پاٹ کرنے لگی پوجا پاٹ کر کے

گلگونہ اول اپنے باپ کو بلوا اس عرصے مین فرتوت جادو طفل امرد کا ہاتھ تھامے ہوے محل مین آیا ازوجہ سے حلق کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیا شب کو حیران نہین کرتا ناچنے گانے مین میرا ساتھ دیتا ہو خوب لطف ہوتا ہو گلگونہ نے آکر سلام کیا کہا بادا جان اب قیدیون کو لیجائین فرتوت جادو نے کہا ای نور نظر مجھکو تمھاری باتون سے خوف آتا ہی مکارہ نے کہا صاحب چھوکری رات بھر جاگی ہی ہر مرتبہ یہی کہتی تھی جلد صبح ہو دشمنون کو لیجا کر قتل کرین تمام اہل طلسم کو بچائین فرتوت نے کہا ای مکارہ کیا کہون جو دل پر ہجوم غم و ملال ہی کئی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی کہین یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا فلان ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے کہ جنکے معنی سمجھ مین نہین آئے قدرت نے سب زبانین لکھی ہین خیر لے جاؤ گلگونہ و مکارہ دو ہزار جادوگرنیون کو لیکر تخت پر سوار ہوئین قید خانے مین آکر ہو نجین دیکھا نگہبان کام بانٹ رہے ہین بادشاہ کو جواہر خانے مین بھیجا جاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ارے ان قیدیون کو کام نہ دو ہم انکو قتل کرنے لیجائینگے مگر نگہبانون مین ایک شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نقارے پر چوب لگائی آواز دی منم بقراط جادو لو نگہبانو تمکو ذمت ملتی ہے قیدی براے رہائی جلتے ہین یہ فقرہ سنکر گلگونہ کے ہوش اڑ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتین بناتا ہے یہ کیا لغطین سناتا ہی مادر مہربان ساتھ ہین کسکی مجال ہے کہ انپر دست انداز ہو اگر تجکو خوف ہی کہ کوئی رہا کر لیگا تو تو بھی ساتھ چل قتل مین حفاظت کرنا مکارہ نے کہا ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت پیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگانا اور یہ کہنا کہ براے رہائی جاتے ہین کبھی اسکے حکم مین فرق نہین پڑا جو یہ کہتا ہو وہی ہوگا آج تامل کرو کل لے چلنا گلگونہ خاموش ہوئی چار دن قیدیون کو کام تقسیم ہو گیا گلگونہ نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور ہرگز نہ گھبرائین مین رہا کرونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانون مین یہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چلو کام سے جھڑا کر قیدیون کو

لیجانا سراسر قاعدے کے خلاف ہی گلگونہ ناچار ماں کے ساتھ پلٹی راہ مین ماں سے کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین باغ جاؤن مکارہ نے کہا بیٹا تیرے مزاج سے برہمی پائی جاتی ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو باپ تیرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہی گلگونہ نے کہا اے مادر مہربان یہی باعث اُداسی کا ہی کہ دشمن قتل ہوجائین تو دل کو تسکین ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر مجھکو تیرے مقدمے مین بڑے بڑے تردد ہین کہ ایسا نہو تو جمال بادشاہ پر مائل ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہی گلگونہ نے کہا اگر آپ کو خیال ہی تو مین باغ نہ جاؤنگی مگر گلگونہ ماں سے رخصت ہوکے باغ مین آئی کنیزون نے جو پریشان پایا پوچھا ملکۂ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کہا صاحبو کیا کہون کیا کیفیت ہی اجتو یہ صورت ہی کہ نہین سکتی

نظم

میکشی پر مجھے لہراتی ہی کیا کیا بدلی ۔۔ یاد دلوا رہی ہی ساغر و مینا بدلی
گل سے جس جا یہ وہان خار ہین سبحان اللہ ۔۔ کیا ہوا باغ کی او بلبل شیدا بدلی
طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا ۔۔ ورنہ بھولی تھی برسنے کا طریقا بدلی
قلزم اشک جو فرقت مین ہوا طوفان زا ۔۔ دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
دفعۃً ہوگئی صحت مجھے بیماری سے ۔۔ کیا دوا نسخے مین اے میرے مسیحا بدلی
نظر لطف سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو ۔۔ آنکھ بیمار سے کیون اپنے مسیحا بدلی
سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رند ۔۔ جیتون اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

کنیزون نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلگونہ نے کہا کہ بقراط جادو تو نہایت ہوشیار ہی مُسنے نقارے پر یہ لکھکے چوب لگادی کہ قیدی رہا ہونے جاتے ہین مادر مہربان نے کہا آج تامل کرو آج مین بقراط ہی کی فکر کرتی ہون یہ کہکے ملکہ گلگون اپنے مقام سے اُٹھیں دریاے سحر مین غوطہ زن ہوئین کچھ اشیاے سحر ہاتھ مین لیے تلاش مین بقراط کی روانہ ہوئین جب گلگونہ وغیرہ چلی گئین تو بقراط جادو یہ کہکے اُٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہوسے مین تمکو واقف کرتا ہون مین سب کچھ کتاب مین دیکھ چکا کہ گلگونہ دبلا ہی کہ بادشاہ کو رہا کرے مین زوجہ کی ملاقات کو جاتا ہون

جاکے انتظام کرون لیکن تم لوگون سے کہے جاتا ہون اگر مین وقت پر نہون تو فرتوت
سے صاف صاف کہدینا کہ تمھاری صاحبزادی ہوش مین نہین ہین انکی باتون کا اعتبار
نہ کرو شاید کہ فرتوت جادو سمجھ جائے نگہبانون نے کہا ای بقراط یہ ہماری مجال ہے
کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کرین بقراط نے کہا کہ مین خود کل صاف صاف
حال کہدونگا یہ کہکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا زوجہ
اسکی ثمرات جادو باغ مین اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی منتظر
ہی اس باغ مین چند درخت ہین کہ بقراط جادو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہین انکو دیکھ رہی
ہی بقراط جادو جو قید خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا چار جانب سر کو اٹھا اٹھا
کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی تصویر خیالی مین مبہوت ہو رہا ہی اُدھر سے ملکہ گلگونہ گلگون پوش
آتی تھی بقراط جادو کو جو دیکھا غصے مین کانپنے لگی دل سے کہتی ہی اگر یہ سیاہ در انداز
نہ ہوتا تو مین نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت مین یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی
بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی ماش کے دانے ہاتھ مین لیے تھی جھولی سے ایک مقراض
اور ایک کارد نکالی اُسپر اسم سحر پڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
جب سحر کو رہا کر چکی تب نعرہ کیا کہ منم گلگونہ گلگون پوش او بقراط اپنے کو بچا پنجہ
اجل سے نکلیا اور حال تو نے کتاب مین نسب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
کارد و مقراض مثل شعلۂ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگونہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشاہ
لشکر اسلام صاحب اقبال ہین میرا جب قدم نہ ہوگا اُسوقت جسطرح چاہنا بادشاہ کو بچانا
مقراض و کارد تیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی پڑین کہ توڑ کر پشت کے پار
گذرین بقراط جادو لڑکھڑا کر زمین پر گرا گلگونہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
جادو جو باغ مین بیٹھی ہوئی درختون کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
جلنے لگا ثمرات جادو نے دیکھکر منھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غضب ہوا کہ شوہر میرا
مارا گیا پکار کر آواز دی ای شجر ساختہ بقراط یہ تو تو نے ظاہر کیا مگر مجھکو اس سے
بھی آگاہ کر کہ بقراط جادو کو کسنے مارا کہ یکایک بیچ نخل سے دھوان نکلنے لگا اُس دھوئین

سے ایک طائر پیدا ہوا ثمرات جادو نے پوچھا ای طائر خیال تو مجھسے یہ ظاہر کر کہ میرے
شوہر کو کسنے مارا اور کس مقام پر مارا گیا ہائے کوئی وہان پر معین نہ تھا طائر نے مثل
انسان کے آواز دی کہ ای ثمرات جادو تیرے شوہر لقراط جادو کو گلگونہ گلگون پوش
دختر فرقوت نے مارا وہ سنگین پر لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ابھی قاتل اسی مقام پر
موجود ہی ثمرات جادو یہ کہکے اُٹھی کہ ابھی جاکر اُس گیسو بریدہ کا سر کاٹ کر لاتی ہون
فرقوت کو جواب دیلونگی کہونگی کہ اسنے میرے شوہر کو مارا مین نے اسکو قتل کیا یہ
کہکے حیران و پریشان اُفتان وخیزان چلی مگر بدحواس عالم یاس چہرہ اُداس آنکھون
سے آنسو جاری دلپر ہجوم آہ وزاری چادر سر سے اپنے اُتار کر پھینک دی یہان گلگونہ
لقراط کا سر کاٹ کر چاہتی ہی بلند ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ
تونے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مارا یہ کہکے ایک گولہ پھینکا گلگونہ نے آنکھ سے اشارہ
کردیا یہ بھی ساحرہ بے بدل ہی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا ثمرات جادو نے متواتر کئی سحر
کیے مگر گلگونہ نے اشارون مین سب سحر دفع کیے پہاڑ پر آکر ثمرات جادو اُتری گلگونہ
نے اُترتے اُترتے ثمرات کے اپنے گلے سے ہار پھولون کا اُتارا ثمرات جادو پر
کھینچ مارا ثمرات نے چاہا دفع کرون مگر وہ ہار قریب آکے ٹوٹا پھول برسنے لگے
بو جو پھولون کی دماغ مین آئی بے اختیار ہو کر پکار اُٹھی کیا کہون کہ جو حال ہی دل پر
ہجوم غم وملال ہے۔ نظم

غزل

دل کو کبتک ہجر مین بہلائیے	جی مین ہی اب کھاکے کچھ مرجائیے
دھوپ دن کی اوس شب کی کھائیے	آستان یار پر مرجائیے
مجھسے بیہودہ نہ گرمی سیکھیے	کھٹ ٹہے کھٹ ٹہے آپ گھر کو جائیے
ہم جو کہتے ہین سراسر ہے غلط	سب بجا ہی آپ جو فرمائیے
اُٹھ نہین سکتے شدائد ہجر کے	آئیے اب پاس مجھے بلوائیے
دن کو تو تشریف تم لاتے ہو روز	شب کو بھی اکدن کرم فرمائیے
ترک عشق لالہ رویان کردیا	کسلیے کس واسطے گل کھائیے

کفر کیوں بکتے ہو توبہ کیجیے / جھوٹی جھوٹی بس نہ قسمیں کھائیے
کچھ کرونگا میں بھی اب خدمت میں عرض / چپکے رہیے منھ داب کھلوائیے
دیدۂ سوزن میں بھی بھر آئیں اشک / زخم سینے کے اگر دکھلائیے
کی ہی جیسی بیوفائی آپ نے / بالعوض اسکے خدا سے پائیے
ہاتھ پاؤں توڑتا ہوں نزع میں / مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
باغ میں او گل نظر تو آ گیا / خون بلبل سے تجھے نہلائیے
بن چکیں زلفیں بھی سر بھی گندھ چکا / آئینہ آگے سے اب سرکائیے
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ ہی / وحشت دل اب کدھر کو جائیے
دل لیا ہے جان بھی گر درکار ہو / کیا کرو گے یاد لیتے جائیے
خوف رسوائی جو بیداری میں ہو / خواب میں صورت مجھے دکھلائیے
تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھرا گئیں / ابتو پردہ رخسے اٹھوائیے
زور و زر سے جسطرح ممکن ہو رند / آج کل تک اسکو گھر میں لائیے

خمرات جادو یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے گلگونہ کے آئی گلگونہ نے کہا اے خمرات جادو کیا چاہتی ہو خمرات نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگونہ نے کہا تلوار کو کھینچ خمرات جادو نے تلوار کھینچی گلگونہ نے کہا گلا اپنا کاٹ لے خمرات جادو نے بیخوف تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگونہ نے اشارہ کیا کھینچ لے خمرات جادو نے تیغہ کھینچا سر کٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من خمرات جادو بود لیکن شمس وغیرہ صحرا میں سرگردان تھے گلگونہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان میں آئی بدحواس ہو گئے شمس آسمان پر آ کے جھکا دیکھا گلگونہ نے زن و شوہر کو مارا اور تلوار کو نیام میں رکھ رہی ہی کہ شمس فلک آ کر پہونچا گلگونہ کا دامن پکڑا کہا اے گلگونہ ہمکو آٹھ پہر اسی صحرا میں گذرے ہیں آب و دانہ بھی ترک کیا گلگونہ نے بدرود کر سب حال بیان کیا اور کہا اس بیہودہ بقراط نے باتیں بنا کر روک دیا میں نے آج زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قید خانے پر جلوہ کر کے آؤ بادشاہ کو رہا کرلو

میرے پاس انگشتر جمشید موجود ہی کوئی مجھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقراط جادو مرتے
نگہبانون کو آگاہ کر آیا ہو نگہبان وقت جانے کے روکین گے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
مین بالا علان قید خانے مین جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو مخفی ہو جانا بخوبی یہ وعدہ
کرکے گلگونہ گلگون پوش اپنے مقام سے اُٹھی اندھیری رات مین طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا اُدھر سے نہین گئی بلکہ قید خانے کے پہلو مین
جو دریچہ تھا اُسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جاکر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہین شانہ پکڑ کر جگایا نگہبانون نے دیکھا کوئی جگانے والا بادشاہ کا
معلوم نہین ہوتا مگر بادشاہ اُٹھے بیٹھے ہین نگہبانون نے پکار کر آواز دی کہ یارو ہوشیار
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ وسمن تیغ ومینوش شیرین کلام بھی اُٹھے
بارہ ہزار نگہبانون نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گلگونہ نے سحر کیا کئی کے سر کٹ کے
زمین پر گرے نگہبانون نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو پکڑ لین گلگونہ سحر کر رہی ہی
بادشاہ کے قریب کسی کو نہین آنے دیتی فرتوت جادو پڑا سو رہا تھا طفل امرد پاس
بیٹھا تھا جگاکر کہا ای فرتوت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہین فرتوت نے گھبراکر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کیسے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرتوت نے اپنے
مقام سے اُٹھکر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای مکارہ اُٹھ دیکھ تو کیا ہوا مکارہ گھبراکر
اُٹھی فرتوت نے کہا طفل امرد نے مجھکو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہین
یہ کہکے فرتوت نے ایک دستک دی ایک زاغ سیاہ اُڑتا ہوا آیا پکار کر اُسنے
آواز دی ای فرتوت ومکارہ گھر سے آگ لگی بقراط اور خرات مارے گئے بقراط
کے مارے جانے کی خبر سُنکر فرتوت گھبرا گیا کہا ای مکارہ جلد چلو زن وشوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ دیکھا
قید خانے پر دریاے خون بہہ رہا ہی جب برق چمکی دس پانچ کے سر اُڑ گئے دھڑ ادھر
لاشے گر رہے ہین فرتوت نے کہا ای مکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چارون گنہگارون کے گرد حلقہ آہن ہی جو قریب حلقے کے آیا سر کٹ کر گرا کتنے ساحر جلکے

مکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک
برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگونہ کھڑی سحر کر رہی ہے فرتوت نے
پکار کر آواز دی کہ او مکارہ واو شہکارہ مین یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب سے
بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی فرتوت بڑھا
کہ گلگونہ کی چوٹی پکڑ لون گلگونہ نے جھولی سے انگشتر جمشید نکالی مثل ستارے
کے جو انگشتر چمکی فرتوت نے کہا کہ او صاحب اور غضب دیکھو انگشتر جمشید اس
شوخ دیدہ کے پاس موجود ہے رات کو میرے بیرون نے خبر دی کہ اسنے بقراط و
ثمرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہین کون انکا لاشہ اٹھائے
کون انکی خبر کو جائے یہ کہکے کنیزون کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑ لو
انگشتر اس سے چھین لو انگشتر ہمارے قبضے مین آجائے تو ابھی گرفتار کرلین
لاشہ ہائے کنیزان مین اسکا بھی لاشہ پڑا ہو اسنے خانمان برباد کیا کنیزون نے
قسم کھا کر کہا کہ اے افسر ہم گلگونہ کو نہین دیکھتے کیونکر گرفتار کرین سر ہتھیلی پر رکھے
کھڑے سحر اٹھا رہے ہین آگ ہم پر گر رہی ہے جلے جاتے ہین کنیزون کی زبانی یہ حال
سنکر فرتوت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکاؤ مکارہ نے پھر دستک
دی برق چمکی فرتوت نے دیکھا کہ گلگونہ ایک گوشے مین ہٹ گئی ہے مگر سحر
کر رہی ہے جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہے دو چار کے سر اڑ جاتے ہین
فرتوت بڑھا اس برق کی چمک کو روکا وہ برق سامنے گلگونہ کے رکی کہ جسکی وجہ
سے گلگونہ معلوم ہوتی ہے فرتوت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ چوٹی گلگونہ کی پکڑ لون گلگونہ
نے بلک کر دعا کی کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز مجکو اس آفت ارضی و
سماوی سے بچا لے بلک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقناطیس جادو تیغ برہنہ
ہاتھ مین لیے ہوے نکلی للکارا کہ او سیمیا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا
دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جادو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے
جمشیدیہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ مین لیے ہوے نکلی عکس آئینے کا فلک

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرتوت کے مخفی ہوئی فرتوت ٹٹولنے لگا چاہتا ہی کہ اُسکو پا جاؤں تو گرفتار کروں مگر جمشید یہ سحر طراز آئینہ چمکاکر سامنے فرتوت کے آئی فرتوت پر جو آئینے کا عکس پڑا ۲ بینا ہو گیا زوجہ سے پکار کر آواز دی کہ ارے صاحب مجکو کچھ نہیں سوجھتا زوجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھاموں جمشید یہ سحر طراز نے بڑھ کر آئینے کا عکس اُسپر بھی ڈالا زن وشوہر دونوں نابینا ہوئے نیر نگ نے بڑھ کر فرتوت کا سر کاٹا فرتوت کے سر کٹتے ہی صدائے ہا ہو بلند ہوئی زمین کانپنے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تونے کو توال زندانخانہ کو مارا ہائے طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہو چاہتی ہے کہ اگرچہ نابینا ہوں مگر نکل جاؤں جمشید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس بیحیا کی قضا تیرے ہاتھ سے ہو اب بیچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر تیغہ مارا کہ مکارہ کے بھی دو ٹکڑے ہوئے تمام کنیزوں کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و سمن رخ و مینوش شیرین کلام کو لیکر نکلیں مینوش نے عرض کی کہ اب حضور برائے چند ساعت میرے باغ میں چلیں وہاں چند تحفہ جات ہیں اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم میں آرام ملیگا مقناطیس وغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلیں ملکہ مینوش نے منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ پانچ کوس باقی ہو کہ بادشاہ نے فرمایا اے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہیں ہیں اب ہمسے چلا نہیں جاتا اُس مقام پر ایک نخل تھا اُسکے سائے میں بادشاہ و مینوش بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہو بادشاہ فرماتے ہیں کہ ای مینوش ہمارا تمہارا وصل بروقت فتح طلسم ہو گا چند سردار ہمارے مثل نور الدہر و ایرج و چالیس سرداران صاحبقران یہ بھی قید ہوئے آج تک اُنکے نشان نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس حال میں ہیں سرداران نامی اس حسرت و یاس سے قید ہوئے رستم کی وجہ سے صاحبقران بھی داخل طلسم ہیں یانچ یہ کیفیت ہو سر پر بار رنج و مصیبت ہو۔ نظم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو اچھا ۔ گھبرا کے جو دم آج نکل جائے تو اچھا
او جان حزین جانا ہی اکدن تجھے آخر ۔ اب جائے تو بہتر ہی کہ کل جائے تو اچھا
بہتر نہین ہے صورت جانان کا تصور ۔ دل اور کسی شے سے بہل جائے تو اچھا
اک سل ہی کلیجہ یہ نہین روح بدن مین ۔ چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا
او آتش دل پھونکدے تن اشک بہادے ۔ بہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا
تابوت مرا تھم کے اٹھاؤ ابھی یارو ۔ وہ بھی کف افسوس جو مل جائے تو اچھا
ای رند ملو یا سے یا ہاتھ اٹھاؤ ۔ جھگڑا چکے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا

مینوش نے کہا کہ ای شہریار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدمات اٹھائے خدا نے فضل کیا کہ اس قیدخانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یاور ہی طالع آپ کے مددگار ہین گلگونہ نے بڑی جانبازی کی انگشتر جمشید لائی قیدخانہ مین پہونچی ماں باپ کو قتل کرایا ایسا کسکا کلیجہ ہوگا وہ حضور کی عاشق صادق ہی اس طلسم مین اس سے بڑے بڑے مطلب نکلین گے انگشتر جمشید لیکر آئی ہے اس انگشتر سے جابجا مطلب نکلیگا میرے باغ مین کئی تحفے ہین وہ بھی حضور کو دستیاب ہونگے دشمنون کا سحر تاثیر نہ کریگا صرف ایک لوح تو نہ پائی ورنہ طلسم کشائی حضور کے ذمے رہتی عاشق ومعشوق یہ باتین کر رہے ہین فیروزہ مگس رانی مین مصروف ہے کہ صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باپ ملکہ مینوش کا جو براے مقابلۂ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر نگاہ پڑی زیر شجر جلوہ وادی ایمن پایا عیار اسکا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہی نام اسکا وہم تیز رو ہی اس سے صمصام نے کہا کہ ای وہم بڑھکر دیکھ تو سایے تحت شجر کے کون بیٹھا ہی وہم نے کہا کہ حضور مین یہین سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہین نہین معلوم کہان سے آئی ہین اپنے باغ مین لیے جاتی ہین صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پلٹا کہا یارو بادشاہ کو

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دولاکھ فوج لیئا لیئا کہ کے چلی مینوش نے
عرض کی کہ حضور غضب ہوا باپ میرا صمصام بلوہ کرکے آتا ہی بڑی بہادر اسکی
فوج ہی بادشاہ قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھے سواروں نے آکر حملہ کیا ایک رسالہ دار
کو بادشاہ نے مارا اُسی کے مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا لہ باشیدا ی
کافران بیحیا وای نابکاران پُر دغا منم شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہوگیا مگر اپنے دل مین کہتا ہے
کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھکر ایک اور
سوار کو مارا مادیان اُسکے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سامنے مینوش
کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی نیمچہ
کمر سے کھینچا کمانِ کیانی دوش سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
زور بازو پر بڑا گھمنڈ ہے دور سے دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہین
جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لاشون کے انبار لگا دیے پلٹن و
رسالے بے افسر کردیے جب جھپٹ کر گئے کمیدان و رسالہ دار کو تاکا اُسی کو
تاک کر مارا اگرہ مرکب صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی فیروزہ حقہ آتشبازی مار رہا ہی
کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ ہاے کمند مار دیے گرتے گرتے اُسکو خنجر مارا
اسطرح کئی سو جوانون کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
ہوش پراگندہ ہوے وہم تیز رو عیار سے کہا کہ تو عیار کو انکے پاس سے ہٹا تو
مین بادشاہ کو گرفتار کرلون یہ سُنکر وہم تیز رو دس عیارون کو لیکر بڑھا اور للکار کر
آواز دی کہ او عیار طرار مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہوکر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
پلٹنون کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل مین کہتا ہی کہ اے
فیروزہ غضب ہوا کہ مین بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہو کہ شہریار پر کوئی
آفتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوے ہی قریب بادشاہ نہین جانے دیتا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہی اپنے کو قریب بادشاہ پہونچاؤن مگر وہم دور سے پتھر مارتا ہی
ادھر صمصام جنگ آزمانے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینڈے کو ٹھکرا کر چلا شمشیر زنی
بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہی پہلوانون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ڈکو مین
قتل کرون جب قریب پہونچا اور پہلوانون نے بادشاہ کو ڈکا یہ للکارا کہ ای بادشاہ
چھپا ہو ہم لوگون سے مقابلہ کیجیے بادشاہ اُن پہلوانون مین سے ایک پہلوان پر
جا پڑے اسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بچا یا کمر پر ہاتھ مار دیا کہ
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پہلوان تعریفین کرنے لگے صمصام نے
پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پرنالہ خون کا سر سے جاری ہوا مگر
بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کر بائین ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا داہنے ہاتھ سے
ہاتھ تیغے کا مارا ہر چند کہ آنکھون پر قطرات خون بہے آتے ہین مگر تیغہ قمقام جو
تڑپ کر گرا اُبر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے وہان سے تڑپ کر سر پر گرا تا دوابرو پہونچا
صمصام نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا تڑپ کر گینڈے کی گردن پر گرا گینڈے کی
گردن قلم ہوئی صمصام مع گینڈے کے گرا اور پہلوانون نے صمصام کو سنبھالا ایک
پہلوان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آکے گرز مارا وہ
دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلوان نے گھوڑا بادشاہ کا
پکڑا بادشاہ گھوڑے سے گرے از روے بلونے کے کافرون نے چاہا بادشاہ کو
پکڑ لین بادشاہ نے اس حال پر ملال مین کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلوان
جو بادشاہ نے اس حال مین مارے پہلوان ہٹے فیروزہ نے دور سے دیکھا جھپٹ کر
حقہاے آتشبازی مارے کئی کے منہ جلے گرد سے بادشاہ کے لوگ ہٹے فیروزہ نے
جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندھ کر اٹھایا اس عرصہ مین جو مینوغ نے مہلت پائی
بادبان کو جھکا کر نخلستان صحرا مین جا کر چھپین صمصام کو پہلوان گینڈے پر سوار کر کے
لے بھاگے ایک صحرا مین جا کر اُترے علاج مین صمصام کے مصروف ہوے مگر
فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک ٹیلے کی طرف سے گذرا سہیل زمیندار

زراعت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیر گٹھے لیے ہوئے سہیل زمیندار نے
پکار کر آواز دی کہ ای جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شی لیے جاتا ہی فیروزہ نے
چاہا کہ بھاگوں پاسیون نے تیر گٹھے پر چڑھائے فیروزہ نے دیکھا کہ غربال ہو جاؤنگا
ناچار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے مین ٹھہرایا کہا کہ دکھلا
پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے پشتارہ کھولا ایک آفتاب تابان کو ٹکڑے
ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ ای عیار یہ کیا معرکہ گذرا اس شیر کو کسنے
زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
اپنے مکان مین آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخمون کو دھلوایا
ٹانکے دلوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ تجکو دونگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
جراح نے کہا کہ کوئی رگ دیٹھہ نہین کٹنے پایا ہی انشاء اللہ ایک ہفتے مین صحت
حاصل ہوگی یہ کہکے پٹیان چڑھائین زخمون کو باندھا زمیندار رومال ہاتھ مین لیکر
کرسی پر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک
زمیندار مگس رانی کر رہا ہی زمیندار نے سلام کیا کہا کہ ای شہریار آپ کا عیار
آپ کو لیے جاتا تھا مین آپ کو اپنے مکان مین لے آیا ہون امیدوار ہون کہ
خدمتگذاری کرون سرکار سے سرخرو ہون بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
موتیون کا مالا گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدمون کو
بوسہ دیا عرض کی غلام اس صرف کے لائق ہی جب حضور صحت پائینگے تو معاوضہ
خدمتگذاری کا چاہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کہانکی سرحد ہی کسکو خراج دیتے ہو
سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جسنے حضور کو زخمی کیا یعنے صمصام جنگ آزما کی یہ
سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گاؤن تمکو معافی مین دینگے اور
صمصام سے بدلہ لینگے اُس حیلے نے از روے حیلے کے ہمارے قتل کا
ارادہ کیا تھا ہمارے وحدہ لاشریک نے اُس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا تم تک پہنچایا
یہ قدرت اُس حافظ حقیقی کی ہی فیروزہ بھی رومال لیے مگس رانی کر رہا ہی سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پٹیان مرہم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان میں سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے رنڈیان دیہاتنین گلبدن کے پائجامے پہنے ہوئے املین تول کی گوٹین زیور مین چاندی کے لدی ہوئین آکر حاضر ہوئین زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ مہتر صاحب آج ہمنے جشن کیا ہی تم بھی صحبت مین آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتنین شراب پیے گا رہی ہین اُلٹا سیدھا کچھ بتاتی بھی ہین کہ فیروزہ صحبت مین پہونچا بے لطفی صحبت دیکھکر ایک جانب سر جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ گانے والیان ناواقف ہین سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بیخبر ہین آئین بائین شائین بجارہے ہین ویسا ہی گانے والیون کا حال ہی بے سمجھے تان لگاتی ہین سننے مین گھبرا جاتی ہین سہیل نے کہا کہ مہتر صاحب کیا تمکو علم موسیقی مین دخل ہی فیروزہ نے کہا کہ ہم عیار ہین اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گاسیئے فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بیچ صحبت مین آکے بیٹھا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

دلکسطرح سے کرین نالہ و فغان مشتاق — کہان تلک ترے الفت کرین نہان مشتاق
یہان بھی آیئے اک رات تو کرم کیجے — تمھارے لطف کے ہم بھی ہین مہربان مشتاق
پتہ لگا ترا بتخانے مین نہ کعبے مین — پھرے تلاش مین تیری کہان کہان مشتاق
شنا ہی جب سے تری ذات ہی کریم و رحیم — عطا و لطف کا رہتا ہون ہر زمان مشتاق
دکھایا جلوہ کبھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم — ترس گئے تری صورت کو جان جان مشتاق
فراق یار شکر لب نے زیست کر دی تلخ — ہوئی ہی چاشنی مرگ کی زبان مشتاق
تمھارے طالب دیدار زہر کھاتے ہین — خدنگ آنے ہین تیرے ہین اپنی جان مشتاق
قرار و سکو نہین ایک دم کسی جا پر — کسی حبیب کا پھرتا ہی آسمان مشتاق
کمال حسن پہ تیرے کبھی نہ آئے زوال — رہے فریفتہ ہر پیر و ہر جوان مشتاق
عیان تھی رند کی نظرون سے یاس تا دم مرگ — خدا اُٹھائے جہان سے نہ اے بتان مشتاق

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار راوٹی پر بیٹھی تھی فیروزہ کی آواز سنکر جھک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا تبلا تا متیا کمندین بازوؤن پر بندھی ہوئین تو بڑا پتھر کا لٹک رہا ہی مغرور غمخوار اسکا نام ہی دیکھتے ہی فیروزہ کے گانے پر عاشق ہوئی ہر چند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی حیران ہو کر کیا کرون تھوڑی دیر مین جلسہ برخاست ہوگیا فیروزہ وہان سے اُٹھ کے جس کمرے مین بادشاہ تھے وہان آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسے سے اُٹھی تھراتی ہوئی گوشے مین آکر رونے لگی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس جلسے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہی اسنے جو سنا کہ ملکہ مغرور ایک گوشے مین بیٹھی ہین ٹہلتی ہوئی دروازے پہ کمرے کے آئی باہر سے رونے کی آواز سُنی حیران تھی کہ یہ کیون روتی ہی چہ نکر رازدان ہی بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا کہ مغرور کا چہرہ روتے روتے سُرخ ہوگیا ہی آنکھین اُبلی ہوئین شعلہ خیز کو دیکھ کر مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیون بہن کیا مصیبت ہی تنہائی مین رونے کی کیا صورت ہی ہمسے بیان کرو علاج کرین جو خواہش ہو اسکی تدبیر کرین ہم تمکو بہت پریشان پاتے ہین مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی روکر کہا کہ بہن کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون میرے باپ نے جسکا علاج کیا اُنکا عیار کل صحبت مین آیا جبسے اُس کمبخت کا گانا سُنا دل پہ ہجوم غم و الم ہی اور کیا کہون صاف تو یہ مضمون ہی کہ مجھے خواہش جنون ہی۔

نظم

گر تجھے روح روان راحت جان کہتے ہین
رُخ کو گل قد کو ترے سرو روان کہتے ہین
مرض عشق اطباسے نہ تشخیص ہوا
جو کہ خوگر ہین تری بوسے دہن کے ای گل
زلف و رُخ کی سحر و شام جو کرتے ہین دید
یون بتہ پوچھو اُس حور کے گھر کا قاصد

سب بجا کہتے ہین جو اہل جہان کہتے ہین
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہین
کچھ جنون کہتے ہین بعضے خفقان کہتے ہین
غنچۂ گل کو بھی وہ گندہ دہان کہتے ہین
گل کو انگارے وہ سنبل کو دھوان کہتے ہین
کسکے کوچے کو گلستان جنان کہتے ہین

جسنے دیکھا تجھے ای جان وہ جانبر نہوا | اہل دل تجکو بجا آفت جان کہتے ہین
کیون نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز ہر دل | یوسف وقت اُسے پیر و جوان کہتے ہین
سُنکے کٹتے ہین سخن کو مرے حاسد ای زلف | اسلیے لوگ سب مجھے سیف زبان کہتے ہین

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین لیکر آؤنگی عیاری کیا حقیقت ہی فوراً اُسے لاکر لاؤنگی
نام تمھارا سُنکر دوڑیگا اس طور سے ذکر کرون کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا
اصل ہی شعلہ خیز نے مغرور کو بخوبی سمجھایا گوشے سے اٹھا کر باغ مین لائی سیر
گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یاد چشم محبوب دلائی سرو کو دکھلا کر کہا قد محبوب
کی یہی صورت ہی مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی
اُس قصر مین آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹہلنے لگی فیروزہ کسی ضرورت
کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تمکو ملکہ مغرور لیلے دختر سہیل نے
اپنی صحبت مین بلایا ہی وہ نہایت حسین و جمیل ہی فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو
آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جاکر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ
مین بیٹھی کہ فیروزہ آیا دہانہ باغ پر کنیزین جو نگہبان تھین اُنھون نے کہا کہ اندر جائیے
فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سر سبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف
چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نرگس کے اشارے سے گل و
بلبل مین اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صد زبان چاہتی ہی کہ غمازی
کرون حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا
کہ ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز
نے کہا کہ اے فیروزہ ہماری ملکۂ عالم چاہتی ہین کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤ
تمھارا گانا بہت پسند ہی فیروزہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے تمھاری صحبت مین بیٹھنا
ناگوار ہی تم ہفت پیکر کو خدائی مانتی ہو اُسپر لعنت کرو خداے حقیقی کو
پہچانو جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان کو پیدا کیا کیا عجائب و غرائب
دکھائے ایسے مالک کو نہ ماننا سراسر حماقت ہی اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیان کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کو
ناگوار ہوا کہا کہ جہتر صاحب سمجھ کر کلام کرو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا
کہ وہ ایک جعلساز و مکار ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آیا اگر
یہ پیدا کرنے والا ہوتا تو ایسا عاجز ہو جاتا ساری مکاریان و دغابازیان ظاہر ہو گئین
اب طلسم کشا کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی مہلت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہی کہ اپنے
بندون کے ہاتھ سے دردمند ہی بھاگا بھاگا پھرتا ہی طلسم کشا لوح طلسمی حاصل
کر چکے مرحلہ جات توڑ کر جب دن لشکر کشی کرین گے پھر بھاگ کر کہان جائیگا مغرور نے
کانون مین انگلیان دے لین شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے رخصت کرو
مجھسے قدرت کی برائیان نہین سنی جاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر
طلسم باطن مین آئے اب طلسم باطن آباد ہوگا رعایا کی پرورش منظور ہوئی
چلے آئے بادشاہ جو یہان کا ہی اسنے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہی سامری
و جمشید و لات و منات پر قدرت انکی غالب ہی فیروزہ نے ان باتون کو
سنکر منہ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ مین شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا
فیروزہ رنجیدہ ہو کر صحبت سے اٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدمتگزاری مین بادشاہ کی
مصروف ہوا بعد جلنے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خبر
ہوئی تو سنگ سیاہ کر دینگے جامۂ انسانیت مین نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جادو سے
بنا دین جہنم دکھا دین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجکو بھی یہی خوف
آتا ہی یہ لوگ دشمن خداوند ہین اپنی سرکشی کے پابند ہین یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا
کہ ای ملکہ مغرور یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا مین صمصام جنگ آزما فروکش
ہی اگر تم کہو تو مین جا کر خبر کرون کہ آکر بادشاہ کو قتل کرے عیار صاحب مجبور و
ناچار ہونگے تب قدمون پر گرینگے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مین بھی یہی ڈرتی ہون
کہ شاید قدرت مجھکو جہنم مین داخل کرین ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا کہ
ہمارے بزرگون نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ یونہی دوسی کو چھوڑتے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرے تبھی بہتر ہی کہ بادشاہ اسلام قتل ہون اور یہ عیار
عاجز ہوکر قدمبوسی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہین پائی جاتی مگر اسے
شعلہ خیز اتنا خیال رکھتا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کیا
مجال وہ عیار پر دست انداز ہو مین خود کہکر بچالونگی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو صمصام کے ہاتھ سے مارے جائینگے صمصام وہ پہلوان ہی کہ اس
اقلیم مین کوئی اُسکا مثل نہین یہ آپس مین صلاح کرکے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر صمصام کے چلی یہان ایک دن بادشاہ جو اُٹھکر
بیٹھے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبدہ سے بخوبی ماہر ہی طلسم ظاہر سے بھاگ کے طلسم
باطن مین آیا سہیل نے کہا کہ حضور یہان کا بادشاہ جو ہی اُسکے دماغ مین غرور بھرا گیا
قصر عجائب مین ہفت پیکر کو اُتارا ہی اور وعدہ کیا ہی کہ مین طلسم کشا سے لوح
چھین لونگا سب ساتھ والون کو گرفتار کردونگا ہرچند کہ صاحبقران پر سحر تاثیر
نہین کرتا کہ صاحب اسم اعظم ہین مگر ایسی تدبیر کرون کہ مبہوت ہوجائین اسم اعظم
پڑھنا موقوف کرین ملاحظہ عجائب وغرائب مین مصروف رہین ایسی ہی تدبیر واسطے
طلسم کشا کے کرونگا بادشاہ تو فصیحان عرب سے ہین ایسی دلیلین باطل ہوے
مذہب ہفت پیکر کی فرمائین کہ سہیل نے قدمون کو بوسہ دیا کہا غلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہی دین خداے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے والے کو پہچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مردساحر
زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گاؤن کے لوگون کو بھی بلاکر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا اور
بادشاہ کی دلیلین سنواتا ہی وہ لوگ بصدق مسلمان ہوتے ہین دس ہزار آدمی
اس قریے مین رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے اُن سبکو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوا کرتے ہین گھبرا کر

عرض کرتے ہین کہ کیون حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہین بادشاہ فرماتے تھے
کہ انشاء اللہ مین صحت پاکر چلونگا تم سب کو اپنے ساتھ لونگا اہالی قریہ اس وعدے
پر بہت خوش وخرم ہین لیکن شعلہ خیز پھرتی پھراتی لشکر مین صمصام جنگ آزما
کے پہونچی صمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چوسر کھیل رہا تھا کہ
دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امرد لوگون سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلوان
دوران وگرشاسپ جہان یعنے صمصام جنگ آزما کہان تشریف رکھتے ہین
لوگون نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہین شعلہ خیز سلام کرکے سامنے آئی
کہا مین کچھ عرض کرونگی صمصام نے پہلو مین جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
کریگی شعلہ خیز نے کان مین صمصام کے کہا کہ آپکے دشمن ہفت پیکر پرستون
کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
مین فروکش ہین آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے عیار اُنکو لے بھاگا تھا
سہیل زمیندار نے اپنے مکان مین جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
نصف قریہ مسلمان ہوچکا مگر بیٹی اُسکی بڑی پختہ ہفت پیکر پرست ہے
چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہون مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملکہ کی اطاعت کرے
خدمت مین مغرور کی بخدمتگذاری حاضر رہے صمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہے چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہوکر حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانیگا
صمصام نے کہا کہ کل مین صبح کو آکر قریے کو گھیر لونگا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
ہے سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالونگا عیار کو گرفتار کر دونگا مشکین باندھکر
خدمت مین اُس خیرخواہ دولت کی حاضر کر دونگا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
صمصام نے پختہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہوگا تم اپنے قصر سے دیکھ لینا
لیکن اپنے قصر کا نشان بتادو کہ اُس طرف ہمارا حملہ نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
تمھارا مکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ باتین پر قریے کے ایک

باغ ہی اس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو سجانا اُس طرف تمھارا کوئی ملازم نہ جائے
کہ ساکن باغ آرام پائے ملکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لیکر تیر اندازی کرینگے
چند اہل قریہ کو مار لیں گے صمصام بہت خوش ہوا کہا کہ اے شعلہ خیز ملکہ مغرور کو
اُس قریے کی حکومت دیں گے تمکو منتظم کردیں گے اور چند قریے بھی اُس
قریے کے خراجگذار ہیں گے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کردونگا
اگر وہ قبول کریں تو خاتون محل اپنا قرار دوں شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں
آکے کرنا اگر یہ بات دل میں ہے تو عیار کو بھی ایک نیزہ مار دینا ہم کہہ دیں گے کہ معرکے
میں مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہیں گی بعد اُسکے مرنے کے تمکو قبول کریگی اب شعلہ خیز
صمصام سے رخصت ہوئی آکے مغرور سے سب حال کہا مغرور بہت خوش
ہوئی کہا کہ اے شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت پیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو
بادشاہ برائے فرحت قصر پر آکے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صحیح ہو چکے ہیں چند
باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے جو اپنے
مالک کا دماغ تڑپایا یہ غزل شروع کی - نظم

اللہ ہو وے بلبل ناشاد کی طرف — گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف
برسوں سے قد یار کا مضمون نہیں بندھا — مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف
چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری — گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف
اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کو — جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف
لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشاں کشاں — آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ — آواز سے ہیں اسیروں کے آزاد کی طرف
سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتوں سے عشق — مد نظر ہے حسن خداداد کی طرف
گردوں سے چاہتے ہیں یہی ہم گناہ گار — منھ سوے قبلہ آنکھیں ہوں جلاد کی طرف
طاقت ہے کس کی دیکھے جو رغبت کی آنکھ سے — اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
عاشق ہیں محو حسن جو چاہو ستم کرو — کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں ہیں وہ یوسف کرم گر	شادی کو بھی گذر ہو غم آباد کی طرف
جوش جنون ہے موسم گل کا ہی زور شور	سودائی کھینچے جاتے ہیں حداد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا	بلبل اشارے کرتی ہے صیاد کی طرف
شیرین بھی چاہتی تو اُسے پیرزن تو کیا	خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمیں شفیق من	سودا ہوا ہی میرے اُستاد کی طرف

دماغ بادشاہ کا تر ہی شب بھر فیروزہ کا گانا سنا اب وہ وقت آیا ہی کہ نی نواز زرین پوش جنگ زرین ہاتھ میں لیکر عشق گاہ آسمان چارم پر آیا سہیل بھی خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہی یکایک گانوں میں ہلڑ ہوا دہائی و فریاد کی صدا ہر طرف سے آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھا کے فرمایا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہی فیروزہ صحبت سے اُٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرایا ہوا آیا عرض کی کہ ای شہریار صمصام جنگ آزما کو کسی نے خبر دی وہ گانوں میں آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہی سہیل زمیندار گھبرا کے اُٹھا پاسیون کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہیں اُنکو خبر کرو اور سب سے کہو کہ وقت جانبازی ہی صمصام بد انجام برائے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جانیں دین گے پاسیون نے دوڑ کے آوازیں دین کہ ای اہل اسلام اپنے اپنے مکانوں سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگ آزما فوج کو لیکر قریہ میں گھس آیا ہے بے گناہوں کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہو گئے ہیں جسکے کان میں یہ آواز پہونچی تلوار لیے ہوئے مکان سے نکلا یہان بادشاہ سوار ہوے سہیل زمیندار ساتھ ہے نکلتے ہی جس سے سامنا ہوا اُسکو واصل جہنم کیا کئی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے بلوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلوارین ہاتھ میں لیے ہوے نمایان ہوے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے • پانچ ہزار جوان آمادہ حرب وپیکار دیکھے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرہ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستانِ کاؤس و جم	ہزبر دمان قاتل کافران

گل نخل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ جمجاہ کے بجانبازی
لڑ رہا ہی جسنے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان
سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہرکارون سے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
پانچ ہزار جوانون سے جنگ کر رہے ہین صمصام گینڈا اٹھکر اسی طرف چلا بادشاہ
جنگ سنانکرتے ہوے آتے ہین کہ نعرہ صمصام کی آواز کان مین آئی بادشاہ
نے للکارا کہ او نامرد ازلی ان غریبون نے کیا لیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بیرون
قریہ آکر اُترتا ہرچند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر مین تنہا تیرے مقابلے مین
آتا جو کچھ گذرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والون کو منع کیا کہ غربا کو قتل نکرو
فوج والے جم کر کھڑے ہوے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کانٹھا چھیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
کے نکل گیا صمصام نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ ای بادشاہ تمنے بڑا غضب کیا کہ نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج نے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا ہون سنکے
اپنی عملداری مین کسی پہلوان کو رہنے نہین دیا اور جو رہا اُسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہکے
بعد کبر و غرور تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مارکر پلٹون بادشاہ نے الجھاوے سے
ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغہ لمقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا تلوار جو تڑاپ کر گری اُس سپر کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود
کو کاٹا سراسر کلہ اور جبڑے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جنگ آزما
کا گینڈے سے گرا گینڈا تو ایک جانب بھاگا فوج والون نے جو افسر کو مردہ دیکھا
لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے بادشاہ اُن ہی پانچ ہزار جوانون سے دولا کھ پر
جا پڑے گنوارون کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہی جسپر لٹھ مارا تلوار اُسکی ٹوٹی سر پھٹے
گھوڑے سے گرا اس طرح ہمراہیان صمصام پامال ہونے لگے مثل مشہور ہے

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر کس کام کا چاہتے ہین بادشاہ کو گرفتار کر لین بادشاہ ننگا نہ لڑ رہے ہین جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج مین آ کر لڑ رہے ہین ہزار ہا افسرون کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے پانچ ہزار گنوارون نے دس بارہ ہزار جوان مار کر ڈال دیے لاشے زمین پر تڑپ رہے تھین دریاے خون جاری ہو آخر کار چند افسر رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی کہ ای شہریار ہم جنگ سے عاجز ہوے امیدوار ہین کہ دامن مین پناہ دیجیے آپ کے زیر سایۂ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کرین بادشاہ نے تلوار روکی ساتھ والون کو منع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۂ اسلام مین آئے سہیل کسقدر خوش ہو کہ پھولون نہین سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صمصام کے بیٹے مین نامہ پہونچے کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ آمادۂ حرب و پیکار رہے بادشاہ نامہ لکھ رہے ہین کہ آسمان پر برق جگی ملکہ مقناطیس و نوبہار و شکیبا و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیرنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر چونکہ بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے بادشاہ کو سریر جہانبانی پر پایا سب نے قدمبوسی کی بیٹۂ صمصام مین ناکام پہلوان کہ صمصام کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سنتے ہی کانپ گیا خراج خدمت مین بادشاہ کی بھیجا جواب لکھا کہ مین تابعدار ہون چند دن قدمبوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ نے کل سرحد کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ بھئے تمکو بادشاہ بنایا سہیل نے عرض کی کہ مین حضور کے ساتھ رہونگا میری یہی سلطنت ہو کہ زیارت سے ہمیشہ مشرف رہون بادشاہ نے اسکے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل زمیندار قائم رہی ایک ہفتے مین بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جابجا حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ ای برادر اب ہم چاہتے ہین کہ اپنے کو مقابلۂ ہفت پیکر مین پہونچا مین شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی خواہش ہو کہ حضور کے ساتھ کدو کاوش کرے مگر تا بہ ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

وہ سامان لشکر کشی قصر عجائب مین کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ
شوکت وجلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے مین ہفت پیکر کے جائین اور اُس سے
مقابلہ کرین حضور یہان سے کوچ کرین شاید آپ ہی کے مقابلے مین ہفت پیکر
آئے مگر یہ غلام بجوبی بزور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا مقابلہ
طلسم کشا ہی سے پڑیگا وقت پر دیکھے کیا ہو گا آیندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ لیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہو آیندہ جلد سوم مین تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کرکے قریۂ سہیل سے چلتے ہین دیکھیے کہان پہونچین

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین تخلص سہیل
فرزند دلبند مصنف کتاب ہذا

بعد حمد کبریا اور نعت اشرف انبیا و منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار یہ حقیر سراپا
تقصیر کج مج زبان زلہ ربائے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا تمکین
مین عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ وکعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب وغرائب سے
بھر دیا ہو وہ وہ داستانین لکھین کہ ناظرین والا تمکین پڑھکر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد مین جو کچھ قبلہ وکعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہین کرسکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب وغرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب وغرائب ہوشربا
کو فراموش کرین ماشاء اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش ربا قلم اُٹھایا
فتنۂ نورافشان تین جلدون مین ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہوگا عیاریان
بے نظیر لڑائیان با توقیر اُسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سُنا ہوا فسانۂ عشق نئے طور کے مقابلے جرأت
وجلالت سے بھرے ہوے میری زبان نہین کہ مین اس کتاب کے اوصاف لکھون

میرے قبلہ و کعبہ مین ہر چند کہ بُرائی کو بھی بھلائی جانونگا مگر یہ چند فقرات میرے
ناظرین پر بروقت ملاحظہ اثر پذیر ہونگے آپ حضرات خود داد دینگے

تاریخ طبعزاد مصنف کتاب در صنعت توشیح اگر از ہر مصرع یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا گردد

مجھے ساقیا جام عشرت پلا
خدا نے عجب فخر مجکو دیا
ہے اپنے دستور کا بھی خیال
جو لکھون زبان صاف ہو با تمیز
قمر جلد ثالث بھی تحریر ہو
۹۲۳

شراب مصفا کا دورہ ہوا
کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا
نہ ہو ناظرین کو بھی ہرگز ملال
سُنے اہل بینش کرینگے عزیز
اُسی طور کی صاف تقریر ہو
۳۷۳

۱۲۹۶

الحمد للہ کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس مین بماہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوئی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنۂ نور افشان - جلد اول	سے ر	۵ - جلد مطلع الانوار	ے ر پ
" جلد دوم	۸ے/	۶ - جلد خزینۃ الاسرار	صہ ر پ
" جلد سوم	للعہ ر	۷ - جلد نور الانوار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر پ
لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم	۴ عہ/	۸ - جلد مشرق الانوار ترجمہ خورشید نامہ	صہ ر
ایضاً جلد دوم	۱۲ عا/	۹ - جلد تفریح الاحرار - ترجمہ معز الدین نامہ	۸ے ر
طلسم ہفت پیکر - جلد اول	۸ عہ پ	داستان امیر حمزہ بالتصویر - ہر چہار دفتر	
" جلد دوم	۱۲ آ ر	مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ و	
" جلد سوم	سے پ	نظر ثانی مولوی تصدق حسین	عہ ر
طلسم نوخیز جمشیدی - جلد اول	۸ عہ پ	الف لیلہ بالتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ	
" جلد دوم	۸ عہ پ	ایک ہزار و ایک رات کا عربی مین تھا اسکا	
" جلد سوم	عا ر پ	ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم	
طلسم خیال سکندری - جلد اول	عام	منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام شایان	
" جلد دوم	۴ عا/	مرحوم نے کیا اور بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علی	
" جلد سوم	۴ عا/	خان صاحب متخلص بہ حامد مع تصاویر طبع ہوا	عہ ر
طلسم زعفران زار - جلد اول	۱۲ عا/	فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - بعبارت	
" جلد دوم	۸ عہ/	رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور	۹ ر
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلہ بالتصویر - کامل - ہر چہار جلد	
مصنفہ محمد تقی خان خیال دہلوی		یکجائی ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۱۴ ر
۱ - جلد مہدی نامہ	ماعہ پ	قصہ سندباد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ ر
۲ - جلد - دوحۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ پ	کاروپ کا جادو اُردو -	۲ ر پ
۳ - جلد - ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ	سے ۴/	جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب حیدر علیخان	عہ ۴/
۴ - جلد شمس الانہار یعنی ترجمہ خورشید نامہ	للعہ ر	فسانۂ عجائب جلی قلم بالتصویر - کاغذ سفید	۹ ر پ

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم - از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم	۶/
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا	۳/
سروش سخن با تصویر - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین سوودودی	۳/۵ ۴ پا
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳/۴ ۴ پا
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون	۵/
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر -	۳/
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۳/
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم	۹/
آرائش محفل - قصۂ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش	۶/۶ ۴ پا
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا	۵/
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -	۱/۶ ۴ پا
نوطرز مرصع - از محمد عوض	۱/۶ ۴ پا
بستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان	عہ
سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم و مغفور	۳/۶ ۴ پا

نام کتاب	قیمت
فسانۂ دلپذیر - مصنفۂ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح و بلیغ کلام مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ -	۸/
فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین	۴/
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس	۶ ۴ پا
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸/۳ ۴ پا
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عیش عرف اچھے صاحب	۵/
قصۂ زاہد شمسی مصنفۂ شیخ برہان الدین احمد	۱/
سنگاسن بتیسی	۳/۹ ۴ پا
ناٹک نل دمنتی - مولفۂ منشی بنایک پرشاد	۲/۹ ۴ پا
قصۂ سوتی و نبولہ	۹ ۴ پا
بیتال پچیسی با تصویر - قصۂ مشہور	۳/
گل بکاؤلی - از منشی نہال چند	۳/
طوطا کہانی با تصویر - مصنفۂ سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر -	۲/۹ ۴ پا
قصۂ گل صنوبر - از منشی پیم چند	۱/۹ ۴ پا
ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمۂ مسٹر ہنری فانتوم صاحب	۵/
نورتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور	۸/۹ ۴ پا
قصۂ اگر گل - قصۂ مشہور	۲/
سیر مقبول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۹/